

# تاریخ ہندوستان

سلطنت اسلامیہ ہند

جلد ہشتم

بادشاہنامہ عالمگیری

اس میں

ابوالمظفر محی الدین محمد اورنگ زیب بہادر عالمگیر بادشاہ غازی کا حال ازاول

تا آخر لکھا ہے

مصنف

خان بہادر شمس العلماء مولوی محمد ذکاء اللہ فیلولہ آبادیونی دہلی

سابق پروفیسر ورنیکیو لڑائی لینڈسٹرچ

میونسٹریل کالج آباد

۱۹۵۶ء

مطبع شمس المطابع دہلی میں باہتمام منشی محمد عطاء اللہ مطبعی

کتب خانہ خیراتی





## ہرست مضامین پادشاہنامہ عالمگیری

ابوالمظفر محی الدین محمد اورنگ زیب پادشاہ عالمگیر پادشاہ غازی  
کا بیان ولادت پادشاہ ہونے تک صفحہ ۳۳۵ سے آتک

ولادت - شاہجہان کی علالت اور داراشکوہ کا اختیار سلطنت - داراشکوہ کی  
تدبیر سلطنت حاصل کرنے کی - آباد شاہ کا شاہجہان آباد سے اکبر آباد میں آنا اور شجاع  
سے لڑنے کے لئے لشکر بھیجنا اور شجاع کا بھاگنا - داراشکوہ کا لشکر مالوہ بھیجنا -  
اورنگ زیب کو داراشکوہ سے نفرت کا سبب - اورنگ زیب کا اورنگ آباد سے  
برہان پور میں آنا - مراد بخش پاشا اورنگ زیب کا پیام - راجہ جیو نت سنگھ کا  
اجتماع - اورنگ زیب در راجہ جیو نت سنگھ کی لڑائی اور اورنگ زیب کی فتح  
شاہجہان کا حال - داراشکوہ کا محمد امین خان کا قید کرنا - دربارے جنیل پر  
اورنگ زیب کے لشکر کے روکنے کے لئے داراشکوہ کا فوج بھیجنا - اکبر آباد کے قریب  
داراشکوہ اور اورنگ زیب کی لڑائی اور داراکا شکست پاکر دہلی بھاگنا اور دہلی لاہور جانا  
داراشکوہ کا حال - اکبر آباد سے اورنگ زیب کا شاہجہان آباد جانا - مراد بخش کا  
قید کرنا - مراد کا قید ہونا اور اسکے ملازموں کو اورنگ زیب کا رہنا سانحہ کاٹھ لٹیا  
اور مراد کو سلیم گڑھ کے قلعہ میں بھیجنا - داراشکوہ و سلیمان مراد بخش کے امرا کا  
اورنگ زیب پاشا نا - داراشکوہ کا حال دہلی سے لاہور تک جانے میں  
اور اورنگ زیب کی غزیت پنجاب - اورنگ زیب کا تخت سلطنت پر بیٹھنا اور  
داراشکوہ و سلیمان لشکر بھیجنا اور خود پنجاب کی طرف جانا اور سلیم سے اپنا

# تاریخ ہندوستان

## تاریخ ہندوستان

مصنفہ خان بہادر شمس العلماء مولوی محمد ذکا الدین فیو الہ آبادیونی ورثی

سابق پروفیسر و نیکو پراسائنس اینڈ لٹریچر

اس تاریخ کے اٹھارہ حصے تیرہ جلدوں میں مجلد ہیں اور ان کے سات ہزار ایک سو اٹھتر

صفحے تفصیل ذیل ہیں

قیمت محمول

صفحہ

ہندوؤں کے عہد سلطنت کی تاریخ

مسلمانوں کے عہد سلطنت کی تاریخ جبکہ بائیں اڑکھ ایک صفحہ ہیں

جلد اول اس میں مضامین یہ ہیں (۱) تہذیب -

(۲) مقدمہ تاریخ کے باب میں (۳) اہل عرب کے زمانہ

جاہلیت کا بیان (۴) اہل ہندوستان کے سلاطین اسلام کے خاندان

جنہوں نے دنیا میں اپنی سلطنت پہلا کی ان کی ترقی و منزل کا

بیان نہایت مختصر (۵) ملک ہند کی تاریخ اہل عرب کی حملہ داری

اور فتح پابی سے خلفاء عباسیہ کے عہد تک (۶)

خاندان غزنوی کی تاریخ (۷) خاندان غوری کی تاریخ -

جلد دوم میں (۱) خاندان خلجیہ کی تاریخ

(۲) خاندان تغلق کی تاریخ -

(۳) سلاطین سلوات احمدیہ کی تاریخ -

جلد سوم (۱) بابر نامہ (۲) شگرت نامہ ہالیوں

(۳) رزم نامہ شیر شاہی -

جلد چہارم اسکے دو حصے ہیں حصہ اول میں

۳۰۳

۴۴

۵۱۰

۱۰۱

۴۴

۴۰۴

۰۲

۴۴

۵۳۰

سیوا جی کی ولادت اور تعلیم۔ سیوا جی کا شیراز بن۔ سیوا جی یا راور مددگار  
 بہاؤری فطوح پریہ۔ باب کا قبضہ۔ باب کی جاگیر پر قبضہ۔ سیوا جی کی پہلی  
 بناوت والی بجیا پورے۔ شاہ جی کا تمید ہونا اور چہو ہونا۔ سیوا جی کے لئے  
 حملے اور اورنگ زیب سے معاملات۔ افضل خان کا سیوا جی سے لڑنے کے لئے  
 بھیجا جانا۔ علی عادل شاہ کی ایک دفعہ اور فوج کشی۔ دوسری دفعہ علی عادل شاہ کا  
 فوج بھیجنا۔ سیوا جی کی صلہ والی بجیا پورے۔ قلعہ جاکنہ کی فتح۔ حبشہ ورن  
 شمسی سال ہم مطابق سنہ حبس و قلم رینہ کی فتح۔ سری نگر سے سلیمان شکرہ کو حضور میں  
 لانا۔ ایچھون کا آنا۔ گرائی غلہ۔

## واقعات سال چارم ۱۶۹۱ء ۱۶۹۲ء سے ۱۶۹۳ء تک

بدایہ یک بغیر ان۔ قلعہ کھٹاکہری کی فتح۔ چیت بندیلہ۔ شاہزادہ محمد عظم  
 کی شادی۔ تسخیر ولایت پلاؤن (بالا مو) دق صوبہ بہار۔ پادشاہ کا حال۔  
 خانخان عرف معظم خان کی مہدات ملک آسام کی فتح کی۔ کوچ بہار کا حال۔  
 فتح آسام کے قصد سے لشکر کا کوچ۔ ملک آسام میں لشکر کا آنا۔ قلعہ سملہ گڑھ کا محاصرہ  
 قلعہ سملہ گڑھ کی فتح۔ نوارہ کا حال اور لکھو گر میں لشکر شاہی کا آنا۔ لشکر کا  
 لکھو گر سے کوچ کرنا اور کھرگانو کا فتح ہونا۔ آسامیوں کی قید سے ہندو مسلمانوں کا چھوٹنا  
 آسام کی غنیمت۔ ملک آسام کے طول و عرض کا اور اہل آسام کی اوضاع کا بیان  
 لشکر کا کھرگانو سے متھرا پور جانا اور تھانوں کا مقرر ہونا۔ برسات کا آنا اور  
 منادوں کا اٹھنا۔ کوچ بہار پر راجہ نرائن کا بہر نصرت میں آنا۔ لکھو گر کی  
 جانب فرماؤ خان کا جانا اور قضا یا رعجیہ کا نمودار ہونا اور اسکے واپس آنا۔  
 راہوں کا مسدود ہونا اور تہانوں کا اٹھنا اور اور قسٹے۔ کھرگانو میں  
 جو لشکر کو قسٹے پیش آئے۔ لکھو گر اور نوارہ کا حال اور اور قضا یا کہ اس  
 محال میں پیدا ہوئے۔ کھرگانو و متھرا پور میں امراض و وبا کا پھیلنا اور غلہ کا

سکیمان شکوہ کا حال فلیل اللہ خان و بہادر خان کے لشکروں کا حال سچا ملکیہ کا حال - دارا شکوہ کا حال لاہور سے فرار ہونے کے بعد - شیخ میر کا دارا شکوہ تعاقب میں پہنچنا - بادشاہ بلتستان سے شاہجہان آباد آنا اور شاہزادہ شجاع کے معاملات - اورنگ زیب شجاع کی محبت و اتحاد کی باتیں - شجاع کا الہ آباد آنا جشن وزن شمسی سال چہل و دوم - بادشاہ کا شجاع سے لڑنے کے لئے روانہ ہونا شجاع اور عالمگیر کے لشکروں کی معرکہ رانی اور راجہ جسونت سنگھ کی دغا بازی - شیخ میر و صفت شکن خان کے لشکروں کا بیان جو دارا شکوہ کے تعاقب میں گئے تھے اور دارا شکوہ کی کشتگی - بادشاہ کا چھوہ سے اکبر آباد میں آنا اور قلعہ الہ آباد کا فتح ہونا - مراد بخش کا قلعہ گوالیار میں مقید ہونا - دکن کے شیر کا بیان راجہ جسونت سنگھ کا - دارا شکوہ کا حال - دارا شکوہ اور راجہ جسونت سنگھ کے معاملات - دارا شکوہ اور لشکر بادشاہی کی لڑائی - بادشاہ کا حال بادشاہ کا جلوس ثانی اور بکر و خطبہ و لقب کا مقرر ہونا - ماہ و سال کا حساب بدینا اور روز کے جشن کا موقوف ہونا - دارا شکوہ کا باقی احوال - گل نالک محروسہ میں غلہ ادا جناس کے باج کا بحثنا اور حاصل راہداری کا موقوف کرنا - تعین محاسب منع منہیات و سکرات - اکبر آباد کے قلعہ کے گرد حصار کا بننا - قلعہ شاہجہان آباد میں اکرام گاہ کے پاس ایک مسجد (موتی مسجد) کا بنانا - شجاع کا حال سولہ ہفتہ کا بیمار کس سے بہا گئے سے زخمت تک بھاگتے ہیں - شاہزادہ محمد سلطان کا مرزا شجاع پاس جانا اور اس کی بیٹی سے نکاح کرنا - اکبر نگر پر شجاع کا قبضہ - بادشاہ کا حال - بادشاہزادہ محمد سلطان کا شجاع کے پاس سے مرجعیت کرنا - راجہ کرن بھورسہ کی تنبیہ کے لئے امیر خان کا بھیجنا کن اور مرثوب کے ملک کا بیان -

سیوا جی کی ولادت اور تعلیم صفحہ ۱۲۵ و ۱۲۶

زینتدار چاندہ و دیو گدہ پردیو زخان کی شکر کشی اور پیش کش کا وصول کرنا۔

## سوانح سالانہ ہم جلوس شہ صفحہ ۴۸ سے

شاہزادہ محمد معظم کا دکن پہنچنا۔ قوم پوست زلی کی سواحل دریا و نیلاب پر شورش انگیزی اور  
ادنی تنبیہ و تدویب۔ تحسین وزن شمسی۔ عہد اسرخان والی کا شہر کا بیت اہر جانا۔  
مالک میر کی تاریخ۔ بادشاہ کا حال۔

## واقعات سالانہ ہم جلوس شہ لغایت سال بت و یکم ستمبر ۱۸۵۸ء

بادشاہ کا حال۔ سیوا جی کا حال اسکے فرار ہونے کے بعد۔ راجہ جے سنگھ۔  
سیوا جی کا سورت کا ٹوٹنا اور قلعہ رام پوری (راے گدھ) کا بنانا۔ سیوا جی اور  
بادشاہ کی صلح۔ صلح کا ٹوٹنا اور سیوا جی کا قلعہ حون اور ملک کا فتح کرنا۔ سیوا جی  
کی حبشیوں سے لڑائی۔ سنبھا کو سیوا جی کا بلانا۔ سیوا جی کا سورت کو ٹوٹنا۔  
بادشاہی فوج کے شکست کے اسباب۔ تہا بٹ خان کی مہات دکن میں۔  
خیمہ و زکوۃ۔ سیوا جی اور اسرخان کی اڑمیان۔ فساد و قوم یوسف زلی۔  
اسلام خان زوی حاتمہ صبرہ کا آنا۔ مجتہد خان کی وفات۔ اہل بجا پور سے لڑائی۔  
فساد افغنہ۔ قاضی عبدالوہاب کی وفات۔ قلعہ سالیہ۔ وکیل شرعی کا مقرر ہونا۔  
قوم ست نامی کا فساد۔ راجہ جوت سنگھ کا مرنا اور اسکی اولاد۔ راجپوتوں سے  
آخر بادشاہ کا بگاڑ۔ شاہزادہ اکبر کا راجپوتوں سے ملنا۔ اکبر کا ایران جانا۔  
راجپوتوں سے امتداد جنگ۔

## معلومات دکن صفحہ ۳۱۸ سے ۳۳۵ تک

تہا بٹ خان جہان بہادر۔ سلطان علی عادل کا مرنا اور سیوا جی کا راجہ بننا۔  
مغلون کے ملک پر سیوا جی کے حملے۔ سیوا جی کا اپنے باپ کے ملک پر قبضہ کرنا۔ سنبھا  
کا بادشاہ سے ملنا اور پھر باپ پاس آنا۔ بیجا پور کا محاصرہ۔ سیوا جی کی موت  
اور اس کے خصال۔ سنبھا جی کا راجہ ہونا اور اس کا ظلم کرنا اور سلطنت کا نظام بگاڑنا۔

خط پڑنا اور نواب کی مراجعت کرنی — راجپوتوں کا کھلنا اور بواو قحط کا کم ہونا —  
 راجہ کا تعاقب روضہ ینام میں پہنچنا اور اور واقعات — مصالحو کا ہونا اور اہل اسلام  
 کا طلسم آٹھام سے نجات پانا — نواب کا انتقال کرنا —

**واقعات سال ختم ۱۱۳۳ھ** صفحہ ۲۱۸ تک  
 جشن جلوس عید — بادشاہ کی علالت و صحت — جشن قمری و صحت قطب الدین  
 خوشی کی فوجدار جو ناگڈہ کا ملک حاکم کا فتح کرنا اور زمیندار رے سنگھ کا کشتہ ہونا —  
 شاہزادہ مراد بخش کا قتل ہونا —

**واقعات سال ششم ۱۱۳۴ھ** صفحہ ۲۱۸ تک  
 بادشاہ کا کشمیر جانا — قوم سنبیل کا امتیصال — متفرقات و خیرات — سیوا جی  
 کے محلے بادشاہی ملک پر — سیوا جی کا امیر الامراء کو دغا سے زخمی کرنا — سیوا جی  
 کے اور امیر الامراء کے معاملہ جس طرح مرہٹے بیان کرتے ہیں —

**واقعات سال ہفتم ۱۱۳۵ھ** صفحہ ۲۲۵ سے ۲۲۸ تک  
 سیوا جی کا سورت کا لوٹنا — شاہ جی کا مرنا — سیوا جی کی گوشاہی کے ملو  
 لشکر شاہی کا مقرر ہونا —

**واقعات سال ششم ۱۱۳۶ھ** صفحہ ۲۲۸ سے صفحہ ۲۳۲ تک  
 راجہ جے سنگھ کا لشکر کے ساتھ مہم سیوا کے انفرارخ کے بعد ملک بجا پور کی  
 تخریب و رعادل شاہ کی تنبیہ کے لئے جانا — تبت میں بادشاہ کا خطبہ پڑا جانا  
 اور سجد کا بننا — تبت کا بیان — ولایت رننگ کے قلعہ چاٹکام کی فتح

**سوانح سال ہفتم جلوس ۱۱۳۷ھ** صفحہ ۲۳۲  
 ولایت بجا پور کی تباہ و تاراج اور کینیون کے لر ائیان صفحہ ۲۴۲  
 سیوا جی کا دہلی جانا اور بہاگنا — اعنادرمان کا کشتہ ہونا — نیتاجی کا مسلمان ہونا

انور معاملات — تنجی کے محاصرہ کا بیان — مرہٹوں اور مغلوں کی فوجوں کا  
طرز و انداز — تنجی کا محاصرہ اور مرزا کام بخش — مرہٹوں کی آپس کی نا اتفاقی  
راجہ رام کا حال — قلعوں کی فتوحات کے لئے بادشاہ کا جانا —

سوانح سال سی و دوم ۱۰۹۹ھ — صفحہ ۳۸۸ سے ۴۲۴ تک

بلگاؤن کی فتح — قلعہ ادونی کی فتح — واکا آنا اور بادشاہ کا سنبھا ملک کی  
تخیر کے لئے جانا — سنبھاجی کا اسیر و قتل ہونا — سنبھاجی کی بد چلنی — راجہ  
کا راہ پیری سے بھاگنا —

سوانح سال سی و سوم ۱۱۰۰ھ — صفحہ ۴۲۴ سے ۴۵۸ تک

قلعہ راہ پیری کی فتح سنبھاجی کے بیٹے کی مدارات — فتح رایچور — ایک آدمی بادشاہ  
پاس مرید ہونے کے لئے آیا — عالمگیر کے دیانت مند اعلیٰ ملازم — گڈھی سنی —

سوانح سال سی و چہارم ۱۱۰۱ھ — صفحہ ۴۵۸ سے ۴۹۱ تک

سوانح سال سی و پنجم ۱۱۰۲ھ — صفحہ ۴۹۱ سے ۵۰۱ تک

شاہزادہ محمد معظم کی رہائی — ابوالخیر خان و قلعہ راج گڑھ — احکام شاہی

سوانح سال سی و ششم ۱۱۰۳ھ — صفحہ ۵۰۱ سے ۵۱۷ تک

جھ — اورالت کا املا — راجہ رام — پیر کبیرن کا حال — تنجی کی سرکشی —

خرنچورہ پر محصول — ابوالحسن کی چار اہلیاں — روح السرخان کی وفات —

سید سعد اللہ کی سفارش — نئے لوگوں کا رکھنا —

سوانح سال سی و ہفتم ۱۱۰۴ھ — صفحہ ۵۱۷ سے ۵۴۱ تک

مرہٹوں کی بادشاہی لشکر پر فتنہ — قلعہ تنجی کی مہم اور شاہزادہ کام بخش کا بلا میں مبتلا ہونا —  
شاہزادہ محمد عظیم

## واقعات سال بست پنجم ۱۰۹۲ھ صفحہ ۳۳۵ سے ۳۳۹ تک

جہان آرا بیکم کی وفات - راجپوتوں سے لڑائی باروت خانہ کا اڑنا - بادشاہ کا

برہان پور سے اورنگ آباد جانا +  
سوانح سال بست و ششم ۱۰۹۳ھ صفحہ ۳۳۶ سے ۳۳۹ تک

قلعہ رام بیج بہرہ دیا - متفرقات +  
سوانح سال بست و ہفتم جلوس ۱۰۹۴ھ صفحہ ۳۳۹ سے ۳۴۵ تک  
ابو الحسن قطب الملک و لشکر شاہی کی لڑائی -

سوانح بست و ہفتم جلوس ۱۰۹۵ھ صفحہ ۳۴۵ سے ۳۵۹ تک

ابو الحسن کا حال - ابو الحسن کی صلح کی درخواست کا بادشاہ پاس پیش ہونا اور بھینا  
بہار و بادشاہ کی بے لطفی - بیجا پور پر لشکر کشی - حالات متفرقات

سوانح سال بست و ہفتم سی ام ۱۰۹۶ھ صفحہ ۳۵۹ سے ۳۶۴ تک  
بیجا پور کا فتح ہونا - بادشاہ کی حیدر آباد کی فتح کی تیاری - شاہزادہ محمد معظم کا بیٹھنا

قلعہ کلکندہ کا محاصرہ -  
سوانح سال بست و یکم ۱۰۹۸ھ صفحہ ۳۶۴ سے ۳۸۸ تک

قلعہ کلکندہ کی فتح - ولایت سکندر (سکر) کی فتح - بادشاہ کا دارالہجاء حیدر آباد  
سے دارالطفر بیجا پور کو جانا - نعمت خان عالی کا وقائع و خانی خان - ان  
فترحات کا اثر اور دکن کی بے انتظامی - فتوحات دکن سے جو فائدے

بادشاہ کو ہوئے - سنبھاجی کی نالائقی اور شاہزادہ اکبر کا کابل جانا اور  
سنبھاجی کا گرفتار ہونا - رائے گدہ کا فتح ہونا - راجہ رام کا بہاگنا اور



سوانح چہل ہفت سالہ صفحہ ۴۴۲ سے ۴۵۰ تک  
 بادشاہ شاہ کے مرتبہ سونے و خانہ زاد تورانی - قلعہ کدانی کی فتح - بادشاہ کا قلم کوہ  
 سفر کے مصائب - قلعہ راج گدہ کی فتح - غلہ کی کمی و سیدی یا قوت خان سے  
 اوکی طلب -

سوانح سال چہل ہشت سالہ صفحہ ۴۵۰ سے ۴۵۳ تک  
 قلعہ ٹوڑنا کی فتح - قلعہ دانکیر کی فتح -  
 سوانح سال چہل و نہ سالہ صفحہ ۴۵۳ سے ۴۶۱ تک  
 قلعہ بخشندہ بخش - بادشاہ کی علالت -

سوانح سال پنجاہ سالہ صفحہ ۴۶۱ سے ۴۶۳ تک  
 شاہویر بنیوا - بادشاہ کا سفر - شاہزادہ محمد عظیم و کام بخش  
 سوانح سال پنجاہ و یک سالہ صفحہ ۴۶۳ سے ۴۶۴ تک  
 بادشاہ کا انتقال کرنا - خصات و خصائل بادشاہ اورنگ زیب - آہستہ  
 خندوں کا مسلمان ہونا اور اورنگزادہ اس کے اعطاء عام و خیرات و جود و احسان  
 ترویج علم - قوائد عالمگیری - علم - اولاد کی تعلیم - عدالت و انصاف  
 و رحم - اخرم و احتیاط - بادشاہ کی جزئیات پر نظر - مہمت و استقلال  
 تقسیم اوقات - تصنیفات اورنگ زیب و اس کے عہد کی تصنیفات - تاریخ  
 عہد سلطنت عالمگیری - مہمت مملکت - محاصل ملکی -

شہنشاہ عالمگیر صفحہ ۴۶۴ سے ۵۰۰ تک  
 اولاد کی تعلیم بابین عالم گیر کے خیالات بادشاہی انصاف کی نسبت عالمگیر کے خیالات  
 عالمگیری کی سلطنت کا خلاصہ و اس کا حال صفحہ ۵۰۰ سے ۵۰۴ تک  
 عالمگیری کی اولاد صفحہ ۵۰۴ سے ۵۰۶ تک

سوانح سال سی و ہشت <sup>۱۱۰۸</sup> - صفحہ ۱۱۱ سے ۱۱۲ تک

شاہی جان کامرنا - حکم شاہی - جہاز گنج سوانی -

سوانح سال سی و نہم <sup>۱۱۰۹</sup> - صفحہ ۱۱۲ سے ۱۱۳ تک

سنتاجی سے لڑائیاں - بہت خان کاشکست پاکر مارا جانا - شاہ عالم و محمد اعظم

سوانح سال چہلم <sup>۱۱۱۰</sup> - صفحہ ۱۱۳ سے ۱۱۴ تک

سوانح سال چہل و یکم <sup>۱۱۱۱</sup> - صفحہ ۱۱۴ سے ۱۱۵ تک

آب بھڑہ (بھمبر) بھیا کی طغیانی - خان جہان بہادر طغر جنگ کامرنا - سیدی

یا قوت خان کے قتل کا ارادہ -

سوانح سال چہل و دوم <sup>۱۱۱۲</sup> - صفحہ ۱۱۵ سے ۱۱۶ تک

خواجہ یا قوت مخاطب محرم خان کے تبر لگنا - سنتا کا سر بادشاہ پاس آنا

سوانح سال چہل و سوم <sup>۱۱۱۳</sup> - صفحہ ۱۱۶ سے ۱۱۷ تک

بادشاہ کا خود غلموں کی فوج کے لئے جانا - قلعہ ستارہ کی فتح - شاہزادہ محمد اکبر

شاہزادہ معز الدین و بلوچ و قوم لہی - قلعہ پرلے کی فتح بادشاہ کی حسن تدبیر سے

سوانح سال چہل و چہارم <sup>۱۱۱۴</sup> - صفحہ ۱۱۷ سے ۱۱۸ تک

قلعہ پرلے کی فتح بادشاہ کی حسن تدبیر سے - بادشاہ کا سفر بہوسان گدہ کی طرف -

حکم شاہی - کاشغر

سوانح سال چہل و پنجم <sup>۱۱۱۵</sup> - صفحہ ۱۱۸ سے ۱۱۹ تک

قلعہ پرنا کی فتح کے لئے بادشاہ کا جانا - فتح قلعہ صاق گدہ و نام گیر و مفتوح

و مفتوح - فتح قلعہ کھیلنا -

سوانح سال چہل و ششم <sup>۱۱۱۶</sup> - صفحہ ۱۱۹ سے ۱۲۰ تک

بادشاہ کا سفر کھیلنا سے بہادر گدہ کی طرف -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# یادشاہنامہ عالمگیری

میں نے اس یادشاہنامہ عالمگیری کو کتب مفصلہ ذیل کی اعانت سے تالیف کیا ہے۔  
(۱) عالمگیری تہ تصنیف منشی محمد کاظم بن محمد امین۔

محمد کاظم کو مرزا کاظم بھی اور اسکے باپ محمد امین کو مرزا امیناؤ کا منشی بھی کہتے ہیں جس نے  
شاہجہان نامہ لکھا ہے اور نگارین کے سال اول جلوس بن محمد کاظم یادشاہ کا نام  
ہوا۔ یادشاہ کو اسکی ازشاہ برداری پسند آئی اسکو یادشاہ نے اپنے منشاہ کو لکھا کہ ہماری  
سلطنت کا حال سچا سچا لکھئے اور حکم دیا کہ جب تک مولف سچ لکھتا ہی اور یہ ظاہر نہ ہو  
کرے نسخہ واقعات ورفہرست واردات کو و قایع کرشمات و خیالات و سال بسال  
مہمہ و کجیات اور ولایات کے سوانح لکھے اسکو حوالہ کر سنہ دین اور یہ غور کیا کہ جو و احوال  
و اخبار تحریر میں آئیں وہ ترتیب پانے کے بعد واقعات مناسب میں خلوت میں یادشاہ  
کو داستانستان سنایا جائیں تاکہ اسکی تصحیح و تنقیح یادشاہ کر سارے۔ یہ بھی حکم دیا کہ  
یادشاہنامہ میں ہماری شاہزادی کی حال کو مفصل لکھا جا چکا ہے اب ایام سلطنت کا  
احوال آغاز سلطنت جمادی الاولیٰ سنہ سے اٹھارہ سال تک لکھا جائے اور اسکی  
ایک جلد بنائی جائے یادشاہ کے فرمانے کے موافق مولف نے جمادی الاولیٰ سنہ  
سے رجبہ سنہ ہجری تک ایام سلطنت کا دس سال کا احوال تالیف کیا اور سنہ  
جلوس میں یادشاہ کے روبرو پیش کیا۔ یادشاہ نے اس سب سے کہ اسکے نزدیک نامہ



جانشینی تک لکھن میں۔

(۷) آداب عالمگیری۔ اس کتاب میں وہ ساری عرضیں ہیں جو رعایا نے تھریا جمع ہیں جو عالمگیر نے لکھا اور امیرون و وزیرون و مشایخ و بزرگوں نے شہزادوں کو لکھے ہیں یا اپنی مرضی ابو الفتح سے لکھا ہے جس کا خطاب قائل خان تھا۔

(۸) رعایا عالمگیری۔ جس کا مصنف خود عالمگیر ہے اس کے میں مجموعہ میں جس کے نام یہ ہیں (۱) کلمات طبقات (۲) قائم کرائم (۳) دستور العمل کا ہی اس میں کچھ تاریخی حالات بھی لکھے ہیں اکثر یہ کتاب تالیف کے وقت زیر مطالعہ ہی ہے۔ (۹) تاریخ فتح آسام۔ اس میں شہا بہ الدین طالش خان نے آسام کی فتح کا حال لکھا جس جنگ میں وہ خود شریک تھا۔

ان کتابوں کے سوا اور چھوٹی موٹی کتابیں تالیف کے وقت زیر مطالعہ ہیں اور انگریزی تاریخوں کی ورق گردانی اس پادشاہ کے حال کے لئے بہت کی گئی۔ اس پادشاہ کے حالات کی تاریخیں پندرہ لکھی گئیں مگر افسوس ہے کہ کوئی کامل تاریخ اس کی ایسی نہیں جس سے اس کا اجداد کی تاریخیں میں اس لئے اسکے حالات میں اختلافات تاریخوں میں ایسے ہیں کہ کسی اور پادشاہ کے حال میں نہیں۔

ابو المنظر محمد الدین محمد اورنگ زیب بہادر عالمگیر پادشاہ غازی کا

بیان ولادت پادشاہ ہوئی۔

خانی خان اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ اورنگ زیب نے من پیدا ہوا اس کی تاریخ ولادت آفتاب عالم تاب لکھی یا دہشتا میں تاریخ ولادت از یقین سنہ ۱۰۷۰ھ و ظفر نامہ میں شب کی سنہ ۱۰۷۰ھ از یقین سنہ لکھی اور وہ دو ہود و جوصل بن جے چکی و تسمیہ ہو چکے لکھی ہو وہ میں سنہ ۱۰۷۰ھ اور برودہ شمال شرق میں بمیل پیر میں پیدا ہوا۔ جو صوبہ احمد آباد اور مالوں کی سرحدوں پر ہے۔ آیم شاہزادگی میں بلخ و بدخشان کی تسخیر میں۔

باطن کی تائیس کے سامنے آنا نظر ہز کی بقا کی وقعت کچھ نہ تھی مؤلف کو منع کر دیا کہ اب دس سال سے آگے وہ ہماری سلطنت کی تاریخ نہ لکھے مؤلف نے اس میں برس کی تاریخ پر بس کی۔

(۲) تاشر عالمگیری۔ اسکا مصنف محمد ساقی خان مستعبد بہادر شاہ کے وزیر عینیت اللہ خان کاشفی تھا۔ اسنے عالمگیر نامہ محمد کاظم سے اول دس سال کا احوال سلطنت خلاصہ کر کے لکھا۔ باقی چالیس سال کا حال زیادہ تر اپنی آنکھوں کا دیکھا تحریر کیا وہ ان چالیس سال میں بادشاہ کے دربار کے حاضرین میں سے تھا۔

(۳) فتوحات عالمگیری۔ اس کتاب کو واقعات عالمگیری بھی کہتے ہیں اس کا مصنف محمد معصوم ہے وہ اوزنگ ریب کے بھائی شاہ شجاع کا ملازم تھا یہ تینوں عالمگیر نامے عہد نویس مورخوں نے لکھے ہیں اس کتاب کا نام ظفر نامہ عالمگیری بھی (۴) منتخب اللباب۔ اسکو اکثر تاریخ خانی خان کہتے ہیں اسکا مصنف زنگی

کی خدمت میں رہا تھا وہ اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ اگرچہ اوزنگ ریب کی چالیس سال کی سلطنت کا خلاصہ لکھا دریا کے پانی کو گلیا سے ناپتا ہے نصیب میں حسن چالیس سال کا حال جمہیں بادشاہ نے مورخوں کو تاریخ کے لکھنے سے منع کر دیا تھا وہ ایک مجربے بابا ہے لیکن اقم نے بقدر مقدور دست و پازنی کر کے تفتیش تمام اور تفحص نام کے مقدمات اور واقعات کو قابل تحریر کیا۔ جنہیں بعض کو ثقت اور پورھون کی زبانی اور بعض کو اورابی دفتر اور واقعہ نگاروں سے تحقیق کیا ہے اور بعض کو اس مدت میں اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہے۔

(۵) وقائع نعمت خان عالی۔ یہ مشہور کتاب ہے جمہیں اوزنگ ریب کی سلطنت کے بعض وقائع بطور استہزا کے لکھے ہیں وہ تاریخ نہیں ہے۔

(۶) جنگ نعمت خان عالی۔ یہ کتاب نعمت خان عالی نے جس کا لقب احمد زخان تھا لکھی ہے اس میں حالات اس زمانہ سے کہ اوزنگ ریب رانا سو لہا ہی بہادر شاہ کی

اسکا بڑا ملاحظہ کرتا تھا۔ تو ارجبانی کے سبب بادشاہ کے دماغ میں بھی خلل آ گیا تھا۔  
 وہ داراشکوہ کی خود سری کو روکنا نہ تھا۔ بلکہ اسکی استرضاء و خاطر داری کی انجام  
 مطالبہ ملتقات میں کوشش کرتا تھا۔ داراشکوہ کے دل میں عالمگیری کا بڑا رعب بیٹھا  
 ہوا تھا اور اسے بہت ڈرتا تھا۔ اس بادشاہ کو سمجھا سمجھو کہ ان لشکروں کو طلب کر لیا  
 جو ولایت بجا پور کی تسخیر کے لئے لکھنوی بھیجے گئے تھے۔ یہ طلب اس وقت ہوئی کہ بجا پور یونین  
 ہو رہی تھی اور وہ فتح ہونے کے قریب تھا اس سبب اس مہم میں تاخیر ہوئی اور امراء  
 عظام میں سے سوائے عظیم خان و شاہنواز خان و نجات خان کے کوئی اور نگاہ  
 کا کوئی نہیں رہا۔ اب داراشکوہ نے اپنے صلاح کار اس میں دیکھی کہ شجاع و مراد بخش کے  
 مقدمہ کشمی کو لے کر دفع اور استیصال کئے شاہی لشکروں کے بھیجنے کا بہانہ بنائے  
 اور بادشاہ کی حیات میں اسکی استظہار سے ان دونوں کا کام تمام کرے اور پھر خاطر  
 جمعی سے اپنے سارے لشکر اور کل بادشاہی لشکروں کو لیکر دکن کی طرف مصروف  
 ہو اور عالمگیری کی تدبیر کار کے درپے ہو۔ اس مدعا کے حاصل کرنے کے لئے وہ اکبر آباد  
 اس سبب سے بہتر جانتا تھا کہ مملکت کے وسط میں وہ واقع تھا اور سارے خزانے  
 اور ذخیرے وہاں تھے۔ یہ باتیں سوچ کر اسنے بادشاہ کو اکبر آباد جانے کے لئے  
 ترغیبیں دیں اور عین شدت مرض میں جبیں سکون اور آرام کرنا چاہے تھا سفر  
 کرایا۔ بادشاہ ۲۰ محرم سنہ ۹۶۰ کو شاہجہان آباد سے چلا اور ۱۹ صفر کو اکبر آباد  
 میں پہنچا۔ یہاں داراشکوہ کھیل کھیلایا۔ راجہ جے سنگھ کچھوہ کو امراء نامدار اور شاہی  
 لشکر بے شمار کے ساتھ روانہ کیا۔ توپ خانہ اور کل اسباب محاربہ تیار کیا اور اپنے  
 برٹے بیٹے کو اس سپاہ کا سپہ سالار مقرر کر کے شجاع سے لڑنے کے لئے اکبر آباد  
 روانہ کیا۔ یہ لشکر نباس سے گذر کر موضع بہادر پور میں آیا جو ٹھہر سے ڈھائی کروڑ  
 برگنہا کے کنارہ پر تھا اور شجاع و مان مقيم تھا اور نوارہ بنگالہ اس پاس تھا۔ ڈیرہ کوہ  
 کے فاصلہ پر اسے لشکر شاہی اترا اور دست برد کی گھات میں بیٹھا۔ راجہ نے

داراشکوہ کی تدبیر ملاحظہ حاصل کرانے کی

بادشاہ کا شاہجہان آباد سے اکبر آباد میں آنا اور شجاع سے لڑنے کے لئے

اور قندھار و دکن کی بہات میں اور سر جہنگی باہتی سے لڑنے میں جو کام اس نے  
 ظہور میں آئے وہ ہم نے ظفر نامہ صاحب قزاقی میں مفصل بیان کر دیے ہیں اسکے اعادہ کی  
 ضرورت نہیں مگر بعض وقعات ایسے ہیں کہ ہم نے ظفر نامہ میں انکو بیان کر دیا ہے مگر یہاں  
 انکو ہم مکر لکھتے ہیں جنہیں معلوم ہو کہ عالمگیر کو یہ تخت نشین ہوا۔

شاہجہان کی صلاحات اور دارالشکو کا اختصار سلطنت لینا۔

مذہبی الحجبہ سے نہ کو دار الخلافہ شاہجہان آباد میں ہمار ہوا۔ مرض کی شدت روز بروز  
 ضعیف ہوتا گیا جسکے سبب وہ امور مملکت کے نظم و نسق میں مصروف نہ ہوا اور دستوں  
 کے موافق وہ غنجانہ میں بھی نہ آیا اور نہ خاموش عام کو اپنا چہرہ دکھایا۔ خلق کو اس کی  
 زیارت کی ہر روز عادت تھی جب وہ اس سے محروم ہوئے تو انکو اور خیالات پیدا  
 ہوئے۔ دارالشکوہ اپنے تئیں لیجھا جانتا تھا۔ بادشاہ کے پاس سے کبھی جدا نہ ہوتا  
 تھا۔ جب باب عارضہ جہانی کے سبب ملک کا کام نہ کر سکا تو سلطنت کا سارا اختیار  
 خود اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ خرد او کی یہ نہ تھی اسلئے اسنے تمام اطراف وعدہ و دین  
 خبر و ان کا بھیجا مسدود کر دیا آدمیوں کے خطوط اور نوشتوں کو کپڑا لیتا اور دربار کے  
 دکار کو منع کر دیا کہ اطراف و اکناف میں اخبار اور حقائق حال کو نہ لکھیں انکو محض  
 بہت و منطہ پر محبوس و مقید کرتا اسکا نتیجہ یہ تھا کہ اس مملکت کے کل صوبوں و  
 بلاد میں شاہزادوں و امیروں کو بلکہ اکثر اہل دار الخلافہ کو یقین نہ رہا تھا کہ بادشاہ زندہ  
 سلامت ہے اسلئے احوال ملک میں غلط پڑا۔ ہر گوشہ و کنار سے سرکشوں اور سپہ سالار  
 و صوبہ میں متمردوں نے فتنہ و فساد کے لئے سر اٹھایا اور جہان رعایا و اقطاب  
 تھی اسنے مالک لاری کو ترک کیا۔ رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک آئی کہ مراد بخش نے گجرات میں  
 خود سری کا علم بلند کیا اور تخت پر بیٹھا اور اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا اور سکے جاری  
 کیا اور شجاع نے بھی سکے خستہ کیا۔ پٹنہ پر لشکر کشی کی اور وہاں سے بڑھ کرینار  
 میں آیا جب دارالشکوہ کے انتقال تک کمال ہوا اسباب جاہ کی کثرت سے اسکو  
 پسند پیدا ہوا وہ سپاہ موفور کے ساتھ حضور میں رہتا تھا۔ اس عداوت میں پٹنہ



جانے اور وہاں پہنچ کر اگر مصالحت ہو تو گجرات سے مراد بخشہ کے خارج کرنے کے لئے  
 قاسم خان متوجہ ہو۔ اور نہیں تو راجہ جسونت سنگھ کے لشکر کا ہیمہ بنے۔ دونوں متفق ہو کر  
 جوہم پیش آئے اسیر قیام کریں۔ ۲۲ ربیع الاول ۱۰۸۸ کو بادشاہ کے پاس نسوئیہ لشکر  
 روانہ ہوا۔ داراشکوہ نے باپ کے لشکر مملکت وسیع مالوہ کو بھی اپنے اقطاع میں لیا  
 اور خواجہ محمد صادق اپنے بخشی دوم کو شالستہ فوج کے ساتھ مالوہ میں بھیجا کہ اس  
 ولایت کا بندوبست کرے اور اس ہرزوہوم کے زمینداروں کی استعانت قبول  
 ایسی کرے کہ کاروبار کے وقت وہ راجہ جسونت سنگھ کے ملکی بن جائیں۔ اب راجہ  
 جسونت سنگھ اور قاسم خان دونوں اجماع میں پہنچے اور وہاں مقیم ہو کر صوبہ مالوہ کا  
 استظام قلعوں اور حدود کی حفاظت کرنے لگے۔ داراشکوہ اس انتظار میں تھا کہ اگر  
 سلیمان شکوہ اور اسکالشا جو شجاع سے لڑنے گیا تھا آجائے تو اسکو بھی اسی  
 ہیئت مجموعی سے دھم میں بھیجوں کہ دونوں لشکر جمع ہو کر اسکی خاطر خواہ کام کریں۔  
 شجاع و مراد بخش کی سرکشی کے سبب سے اطراف کے قبیلوں نے بھی افغانی تفریق  
 کی گز اور رنگ ریب میں حکم و قائد اور غازی تفریق کی نہیں تھی کہ ایسے باب کی رضا ہوئی  
 بہت کی راہ سے باہر قدم نہیں رکھا اور سرکشی اور تفرغانی کا نرا ایسی نہیں  
 یہ امر کہ ریب کی طرف سے مقدامانہ نامہ موزن آیتوں اور غیر ذائع و شائع  
 اور شکوہ بادشاہ کے حاضرین ایسے کرتا تھا کہ رشتہ رشتہ بادشاہ کا مزاج اس  
 خوف ہو گیا تھا کہ اورنگ زیب کو اس میں عیب لگے کہ وہ بادشاہ کے رشتہ  
 رشتہ تھا البتہ کسی جرم کے عذر سے اسے نہیں کیا۔ رشتہ رشتہ کے اعتبار سے  
 حکم دیا کہ اگرچہ دونوں بعد اس اور کو تفریق میں نہ تھے۔  
 اور خلعت دیکر اورنگ زیب پاس بھیج دیا اور اسکی طرف سے  
 نفرت اس سبب تھی کہ جبکو داراشکوہ نصرت جاتا تھا اسکو اورنگ زیب اسکا  
 تھا۔ داراشکوہ ہندوؤں کے دین اور آئین کی طرف مائل تھا۔ برہمنوں اور جوہم

۱۲۲۱ء کی اولیٰ کو تبدیل منزل اور تغیر مکان کا بہانہ بنا کر کوچ کا آواز بلند کر دیا اور  
 سحر گاہ جنگ بیکار کے لئے سوار ہوا۔ اس وقت شجاع بے پروا خواجہ کو دعوت بین  
 بڑا تھا اس لئے مسعود رزم کو آراستہ کیا اور نہ اور مقدمات حریف قتال کی تمہید کی  
 کہ صبح کے وقت مرزا کے لشکر پر ناگہان خدعہ و خدبہ طور پر لشکر شاہی حملہ آور  
 ہو شجاع مخموری پر بڑا جھٹکا کیا کہ ہتھکڑی کام کیا اور ہتھکڑی کام کیا۔ تو وہ خود بھاگ کر نہارہ  
 میں گیا اور کشتی میں سوار ہو کر بھاگ گیا اس کا کل لشکر و خزانہ و توپ خانہ و دوا و کھانا  
 تباہ و غارت ہوئے۔ وہ چند سے گذر کر نہ گھر میں گیا جب یہاں بھی لشکر شاہی نے  
 اس کا تعاقب کیا تو یہاں چند روز چھوڑ کر بھاگ کر راہ لی جو گھر سے تھوڑے فاصلے تک لیکن لفظ  
 کی قطعاً میں درخشاں ہوا غور سے آدمی کو گھر سے دھکے دے کر روٹا شکوہ لے کر گیا  
 اور چلا گیا۔ اور اپنی اہل و عیال کے ساتھ لے کر گئے۔ یہاں تک کہ وہ گئے۔  
 جب دروازہ کھولا تو شجاع کے سپاہیوں کے ساتھ ساتھ چلا گیا اور وہاں اس کی بیوی بچا  
 کی ایک شہرہ رسوا لہو میں بھی مچھے۔ جو دکن کی راہ میں سے ہو کر چلے گئے۔  
 اس وراثت کا وہ کاشین بے مقیم ہو کر سکے گھوٹا اور چند روپے چھوٹے کرے اور  
 دریا نر بندہ کشا ورا سکی گدروں کی ایسی گھوٹائی کیسے کہ دکن کی راہ مسود  
 ہو جائے غرض اس سے یہ عقلمند کو عالمگیر طرف لے آئے تھے۔ اسے خوف سے مارے دارا کو  
 کی جان نکلنی تھی۔ یہ تدبیر پروج کر اس نے شاہجہان سخاوت و حسن و جود سے  
 اور مقدمات خواہت آمیز مشا و فرا ایسے گھر کر کے کہ بادشاہ نے اس کی اس تجویز کو  
 لیا اور راجہ جسونت سنگھ راٹھور کو جو ہندوستان کے منتخب جاؤں میں تھا مالوہ  
 روانہ کیا۔ امرائے ذی شوکت اور بڑا لشکر اور خزانہ وافر اور بڑا توپ خانہ اس کے ساتھ  
 گیا۔ دارا شکوہ یہ بھی جانتا تھا کہ مراد بخش کا حال شجاع کا سا کرے تو اس پادشاہ کی  
 طبیعت کو ایسا اسے برکتہ کر دیا کہ وہ اس کے اتصال کے چلے ہوا۔ بادشاہ نے قاضی  
 کے ساتھ ایک جہاں لشکر بھرا کر دیا اور یہ تجویز کیا کہ وہ راجہ جسونت سنگھ کے ساتھ اوجین

دارا شکوہ کا حال

اور کھڑستانی کے دستور العمل میں نہایت غلطی آگیا تھا۔ بادشاہ اپنے نفس نفسیہ سے اس قدر متاثر ہوا کہ  
 کر بگا اور داراشکوہ کے دست تصرف و استقلال کو کوتاہ کر بگا اتنی مدت تک وہ خبر  
 مستر اثر کے انتظار میں رہا کہ دربار سے حصول صحت و عافیت دائمی کا مفروضہ سننے مگر جو  
 اخبار متواتر آئے وہ اسکی ضد تھے روز بروز مملکت میں فساد اور اختلال بھیلنا جاتا  
 تھا اور اسی حال میں عیسیٰ بیگ جسکا اوپر ذکر ہوا اکبر آباد سے آگیا اسنے دربار کے  
 اخبار و دقائق کو اور داراشکوہ کی تہہ رای اور حکمرانی و چہان داری کو اور اپنی  
 کی بے اختیاری کو بطرح دکھا تھا عرض کیا اسکے سوا اور اجہ جہونت سنگہ اجین میں غارتگری  
 ہمسایہ میں لشکر لئے موجود تھا۔ ہر جاہی الاخر کو برہان پور سے اکبر آباد کی طرف  
 اورنگ زیب چلا۔ غزہ رجب کو وہ موضع مانڈو میں آیا۔ ان دنوں میں شاہنواز  
 صفوی کی نیت میں فساد آیا وہ لشکر کے ساتھ نہ آیا۔ برہان پور میں رہ گیا وہاں سے  
 آئے میں بہانہ بنا کے دفع الوقت کرنے لگا۔ اورنگ زیب کے نزدیک اسکا لشکر کے  
 ساتھ نہ چلنا صلاح کار و مصلحت وقت کے خلاف تھا اسنے شہزادہ محمد سلطان کو شہر سے  
 ساتھ برہان پور بھیجا کہ اسکو دستگیر کر کے قلعہ برہان پور میں مقید کر دیں ان دونوں جاکر  
 اسکا اپنے گھر سے سوار کر کے قلعہ میں مقید کر دیا اور خود آئے اورنگ زیب اس آگئے  
 اورنگ زیب متواتر سات کو بیچ کر کے دریا نہ بدہ کے کنارہ پر آیا۔ دسویں کو گذر کر دریا  
 دریا سے عبور کیا راہ میں ہر روز بہت امیرون کو منصب خطاب عطا کئے اسکے پاس  
 پیادوں طوف کے رئیس آئے ملنے گئے۔ ۲ کو وہ دیپال پور کے باہر آیا۔ ۲ کو دیپال پور  
 سے کوچ کیا کہ راہ میں مراجش اس پاس آکر مل گیا یہ دونوں بھائی موضع دعوت  
 میں آگئے جو اجین سے سات کروہ پر واقع ہے راجہ جہونت سنگہ قاسم خان مع تمام  
 لشکر شاہی کے مقابلہ کے غم سے اورنگ زیب کے لشکر سے ایک کروہ پر برابر آئے  
 اورنگ زیب نے نالہ چور مرتھہ کے کنارہ پر خیمہ لگایا۔

راجہ جہونت سنگہ کا حال

راجہ جہونت سنگہ کا حال یہ ہے کہ وہ اجین میں آیا تھا بادشاہ نے اسکو راجہ

میرے جانے سے راضی نہ ہو گا وہ انکو اشارہ کر گیا کہ راہ میں میرے لشکر کو روکین  
 اور محاربہ و پیکار سے پیش آئیں اور بادشاہ کے تخت کے قریب بھی دارا لشکوہ غصہ و کینہ  
 سے میرے لشکر سے مقابلہ کر گیا۔ اسلئے مختصر سپاہ کے ساتھ اس سفر کا کرنا احتیاط کے  
 محانون کے خلاف ہے اسلئے حرم شامانہ اسکا مقتضی ہوا کہ توفیر لشکر و سامان توپ خانہ  
 و گول سبب فوج آرائی اور لوازم بندہ آزمائی میں کوشش کی جائے اور ایک لشکر جو اس  
 جہم کے لائق ہو سامان کیا جائے۔ اور نگ زیب نے اس بات پر توجہ کر کے تھوڑے  
 دنوں میں ایک لشکر نمایان و توپ خانہ شایان تیار کر لیا اور سپاہ کے سرداروں کو  
 مناصب عالیہ و خطاب مائے شائستہ عنایت کئے اور تنخواہیں بڑھا دیں غرہ عادی لادنی  
 ۶۹۰ء کو شاہزادہ محمد سلطان کو عنایت خان کی ہمراہ برسم منقلا مقدمہ لشکر بنا کے پہلے  
 برہان پور روانہ کیا۔ پانچویں ماہ مذکور کو اپنا پیش خانہ خاندیس کی طرف روانہ کیا اور  
 بادشاہزادہ محمد عظیم کو دکن کی صوبہ داری پر متین کیا اور شاہزادہ محمد اکبر کو جو ابھی پیدا  
 ہوا تھا دولت آباد کے قلعہ میں اہل حرم کے ساتھ بھیجا اور مراد بخش کے نام فرمان  
 بھیجا کہ گجرات سے ماوہ کی طرف متوجہ ہو اور جب ہمارا لشکر بندہ سے پار ہو تو وہ  
 اس سے مل جائے اور شاہزادہ محمد عظیم کو اپنے ہمراہ لے۔ ۲۰ ماہ مذکور روز جمعہ کو اورنگ زیب  
 سے برہان پور کی طرف کوچ کیا۔ ایک منزل قبل کہ شاہزادہ محمد عظیم کو اورنگ زیب نے  
 کیا ۲۵ ماہ مذکور کو برہان پور میں اورنگ زیب آیا۔ شاہزادہ محمد سلطان جو پہلے یہاں  
 آگیا تھا وہ باپ کی خدمت میں آیا اورنگ زیب نے یہاں ایک جیسے توقف کیا  
 اس شہزادہ میں عیسائی بیگ وکیل دربار جسکو دارشاہ نے قید کر کے چھوڑ دیا تھا اورنگ زیب  
 خدمت میں آگیا اورنگ زیب نے باپ کی خدمت میں ایک عرضداشت مزاج بری  
 کے لکھی تھی اسکے جواب کے انتظار میں ایک جیسے تک برہان پور میں توقف کیا اس کو یہ  
 امید تھی کہ شائد باپ کا عارضہ ماکمل زائل ہو جائیگا اور صحت کامل ہو جائیگی اور وہ  
 بہ ذات سلطنت کا نظم و نسق کرنے لگے گا اسکے ضعف و آزار کے سبب فرمان روائی

نیت ہے۔ ہمارے ساتھ تم بادشاہ کی خدمت میں چلو یا ہمارے سر راہ سے  
 ہٹ کر جو دھڑ پور اپنے وطن چلے جاؤ نہیں تو لڑائی میں تمہارا بڑا نقصان ہوگا راجہ نے  
 اس پیغام کو کچھ نہ سنا اور جنگ و پیکار کے لئے آمادہ ہوا کب راکو اٹھ بھیجا جب  
 اورنگ زیب کو یقین ہو گیا کہ لڑنا ضرور پڑے گا تو وہ تدبیر جنگ ورتوں کے سپاہ میں حضور  
 روز جمعہ ۲۲ رجب ۱۰۶۵ھ کو اورنگ زیب نے لشکر و توپ خانہ و ہاتھیوں کو مارا  
 کیا اور خود ہاتھی پر سوار ہو کر میدان جنگ میں آیا۔ شاہزادہ محمد سلطان اور نجابت خان  
 ہراول کا سردار بنایا اور توپ خانہ مرشد علی خان کو حوالہ ہوا۔ مراد بخش کو براغیا کا سردار  
 محمد اعظم کو چراغ کا سردار بنایا لشکر کی قراولی خواجہ عبد اللہ و قریبا شمس کے سپرد ہوئی  
 اور قلب لشکر کی سرداری خود اورنگ زیب نے کی ان فوجوں کے سرداروں کے ساتھ  
 اور بہت سے نامی سردار تھے جن کے نام لکھنے تطویل سے خالی نہیں سپاہ کے میں ہیا کو  
 اورنگ زیب نے کدواستہ کیا۔ عالمگیر نامہ میں لکھا ہے کہ راجہ جیوت سنگھ اورنگ زیب  
 کے لشکر کی سینے سے ایسا خون زدہ ہوا کہ اس نے اپنا وکیل اورنگ زیب کے پاس بھیجا  
 اور اپنی بندگی و عجز و ندامت و سرفگندگی اظہار کیا اور یہ پیغام دیا کہ میں حضور کے لشکر  
 سے لڑنے کا دعویٰ نہیں کرتا بلکہ میرا ارادہ حضور کی ملازمت کا ہے۔ بندگی اور اخلاص  
 سوا میں کسی اور طریقہ پر چلنا نہیں چاہتا اگر مجھ پر حضور فضل و کرم کے برے سے باز رہیں تو  
 حضور کی استعانت بوسی کروں۔ اورنگ زیب نے اس بات کا اعتبار نہیں کیا اس کو جواب  
 دیا کہ ہم جنگ میں توقف نہیں کرتے اگر تو سچا ہو تو لشکر سے جدا ہو کر تنہا نجابت خان یاں  
 وہ تجھ کو شاہزادہ محمد سلطان پاس لیجا بیگا اور وہ میرے پاس پہنچو لا کے گا تو میں تیری  
 جراثم معاف کر دوں گا مگر راجہ یہ کب مشتاقا وہ جنگ پر مستعد ہوا۔ قاسم خان کو ہراول کا  
 سردار بنایا اور اسکے ساتھ برٹے برٹے راجپوت راجا و مسلمان امراء ہمراہ کئے  
 بہادر بیگ بجٹی داروغہ توپ خانہ تھا اسکے ہمراہ توپ خانہ شاہی لشکر سے آگے بھاگتا تھا  
 لہذا می سپاہیوں مخلص خان و محمد بیگ و یادگار بیگ کو قراول پر قریب کیا ہے نہیں اس کو

اورنگ زیب اور راجہ جیوت سنگھ کی لڑائی اور اورنگ زیب کی فتح۔

تنبیہ تاکید کے لئے امور کیا تھا۔ جب اسنے سنا کہ کجرات سے مالوہ کی طرف مراڈنخس آتا ہے تو وہ قاسم خان اور سائے لشکر کو لے کر بانس برل کی راہ سے لڑنے کے مقصد سے مراد کی سر راہ پر گیا اور کاچرود سے تین کوس پر آن کر ٹھہرا جسے مراد بخش اٹھارہ کروہ پر تھا اور جاسو سون کو بھیجا کہ مراڈنخس کی غرمت کی خبر محقق پر اطلاع دیں اور نگ زیب نے دریا زبیدہ کے گذرون اور رستوں کا بندوبست ایسا کر رکھا تھا کہ صوبہ دکن اور خاندیس کی کوئی خبر راجہ باس نہیں پہنچ سکتی تھی اسکو یہ خبر ہی نہیں ہوئی کہ اورنگ زیب بہمان پور سے مالوہ کی طرف چلا ہے وہ صرف مراڈنخس سے لڑنے کے لئے آمادہ تیار تھا جب مراڈنخس کو راجہ کی اور اسکے ساتھ لشکر شاہی کے آنے کی خبر ہوئی اور اس نے دیکھا کہ مجھ میں اس لشکر کے مقابلہ کی تاب تو ان نہیں ہے تو وہ اورنگ زیب کی ہدایت وارشائے جو اسنے اپنے مراسلات میں کی تھی کاچرودہ سے اٹھارہ کروہ کے فاصلہ پر ہے اس راہ کی سمت بدلی جس پر آتا تھا اور دریای پور کے نواحی میں جنگ زیب سے آن ملا راجہ جو نہت سنگ نے کاچرودہ میں چار مقاموں کے بعد سنا کہ مراڈنخس جس راہ پر آتا تھا اُسے بدل کر دوسری راہ پر چلا گیا اب وہ اس راہ کی تفتیش میں ہوا اور اب تک اسکو خبر نہ ہوئی کہ اورنگ زیب کا لشکر قریب از قریب ہے یا آگیا ہے اس عرصہ میں راجہ شیورام گورٹے جو ماندو میں تھا راجہ باس نوشہہ بھیجا کہ اورنگ زیب کے نزدیک سے پار ہونے کا حال محل لکھا تھا اور یہ بھی ہوا کہ قلعہ دھارمین جو داراشکوہ کے نوکر تھے وہ اورنگ زیب کے قریب آنے سے ڈر کر قطعہ کو چھوڑ کر بھاگے اور راجہ سے جا کر ملے راجہ نے یہ خبر سنا کہ کاچرودہ میں جس راہ سے آیا تھا اسی راہ سے بازگشت کی اور جنگ کے ارادہ سے دھرمات پور سے ایک کروہ پر آیا کہ اورنگ زیب کے لشکر کا سردار ہو اورنگ زیب نہیں چاہتا تھا کہ لڑائی ہو اور مسلمانوں کا خون ہو دھرمات پور میں آنے سے پہلے چند روز پہلے کب رے کو کہ ایک برہمن فہمیدہ تھا راجہ جو نہت سنگ باس بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ ہمارا راوہ جنگ کا نہیں ہے صرف باپ کی ملازمت کی

کہ تھی انکو برے بڑے جاہ و منصب خلعت انعام دینا اور انکے اضافے کئے۔ اور نگ زیب نے  
 بلدہ اوجین سے باہر تین مقام کئے ۲ رجب وہ یہاں سے چلا۔ ۲۸ کوچ اور تین مقام کر کے ۲  
 شعبان کو حدود گوالیار میں آیا اور بلدہ مذکور کے سامنے خیمہ زن ہوا۔ جب اوزنگ زیب گوالیار  
 میں آیا تو داراشکوہ دھول پور میں آیا اور اس نے ایسی تدبیریں کیں کہ اوزنگ زیب کا لشکر  
 جینل ندی سے عبور نہ کر سکے۔ اکثر مشہور گزروں پر اسنے توپ خانے اور آلات جنگ  
 لگا دیے تھے۔ اوزنگ زیب نے یہاں کے زمینداروں سے دریافت کر لیا کہ گوالیار سے وہیں  
 طرف میں کروہ پر بہر دور یہ ایسا گز ہے کہ جہاں سے لشکر یا باہر عبور کر سکتا ہے چونکہ اوزنگ زیب  
 کا لشکر کنار دریا سے دور تھا اور گز نہ کو غیر مشہور تھا داراشکوہ نے اسکی محافظت نہیں کی تو  
 اوزنگ زیب نے خانخانان بہادر سپہ سالار اور صف شکن خان کو اس گز پر بھیجا کہ اس قبضہ  
 کریں وہ سلع شجاع کو جینل کے کنارہ پر پہنچو اور بے توقف جیسی آب پر باد گزنی ہے انہوں نے  
 عبور کیا اور اس طرف پر دریا کے قبضہ کیا۔ اور غرہ رمضان کو اوزنگ زیب نے مع لشکر کے دریا  
 سے عبور کیا۔ یاد شاہ کا حال جو اکبر آباد میں ہوا وہ بیان کیا جاتا ہے۔

اکبر آباد میں شاہجہان کے مرض میں کچھ افاقہ ہو گیا تھا لیکن عارضہ بالکل دفع نہیں ہوا تھا  
 آزار باقی تھا اور ضعف بہت قوی ہو گیا تھا گرمی کا موسم قریب آ گیا تھا اور اکبر آباد کی ہوا  
 بہ نسبت شاہجہان آباد کی ہوا کے بہت زیادہ گرم تھی اور یہاں کے دولتانہ کی عمارت بہت  
 شاہجہان کے دولتانہ کی عمارات کے وسعت و فضا و نثر بہت و صفائیں کثیر تھیں اسلئے اطباء  
 نے تجویز کیا کہ اکبر آباد میں رہنے سے پادشاہ کے عود مرض کا اندیشہ ہے شاہجہان آباد  
 جانا مناسب ہو گا۔ پادشاہ نے بھی اس اور الخلافہ کی غیبت کی کہ تابستان میں وہاں  
 باغ و بستان اور تسلسل نہر کی طراوت رکھت ہوگی۔ داراشکوہ پادشاہ کے سفر پر راضی  
 نہیں ہوتا تھا اسکو اپنے مطالب کے منافی جانتا تھا مگر اسپہ پادشاہ کی طبع مبارک بہت  
 مائل تھی اور داراشکوہ جانتا تھا کہ راجہ جسونت سنگھ اوزنگ زیب کو اوجین سے آگے  
 بڑھنے دینا اس لئے وہ بھی پادشاہ کے اس سفر پر راضی ہو گیا شاہجہان آباد کو پہنچا۔

شاہجہان کا حال

وگوردین راٹھور کو الشمس مقرر کیا اور اپنے بیگن قول میں لکھا اور افتخار خان کو میرہ بن اور  
 مالوجی و پیرسوجی اور راجہ دیہی سنگہ بند یا کو لشکر کی محافظت کے لئے مقرر کیا پانچ چہتر  
 اگھڑی دن چڑھا تھا کہ لشکروں میں لڑائی شروع ہوئی اول مقدمہ جنگ میں طرفین پر  
 گولی گولیاں بان چلنے شروع ہوئے پھر ہنگامہ جنگ گرم ہوا لشکر آہستہ آہستہ تیر و بند  
 و بان سے لڑتے ہوئے آگے بڑھے راجپوت جیسے کہ کندراؤاٹھ و رتن راٹھور و  
 دیالہ اس جھالا اور اجن کو تھتے توپ خانہ پر گرے اور مرشد قلی خان کی جان لی اور  
 ذوالفقار خان کو زخمی کیا اور توپ خانہ سے گزر کر وہ ہراول پر حملہ آور ہوئے سر  
 بشا ہزادہ و نجابت خان خوب اُن سے لڑے۔ مسلمانوں کے تیر و تلوار میں ہندوؤں کے  
 پیشانیوں کے صندل اور گردن کے کنار کی بننے تھے ہندوؤں کے تیغ و سنان مسلمانوں  
 کی زرہ و مغفر کو چیرتے تھے۔ غرض جیبا و زنگ بنے ان راجپوتوں کا غلبہ اپنے لشکر  
 پر دیکھا تو وہ خود جنگ پر توجہ ہوا اُس نے دشمن کو ہٹایا اور مراد بخش جو بر انعامین  
 صفا آرا تھا وہ دائیں طرف سے اعدا کی بنگاہ پر جو لشکر مخالف کے عقب میں تھا حملہ  
 ہوا۔ اور ماتحت و تاراج شروع کی۔ مالوجی و پیرسوجی جو محافظت کرتے تھے تاب مقاومت  
 نہ لائے اور بھاگنے کا ارادہ کیا۔ دیہی سنگہ نے مراد بخش کے ہاتھی کے پاس آکر پناہ مانگی  
 مراد نے اس کو اپنی ہمراہ لے لیا غرض راجہ جیونت کو شکست ہوئی اور وہ کچھ زخمی راجپوتوں  
 کو ہمراہ لے کر اپنے وطن کو چلا گیا اور قاسم خان اور سارا لشکر باہر شاہی فرایا ہوا۔  
 اوزنگ زیب نے اس لشکر کا تعاقب اس خیال سے نہیں کیا کہ وہ عاجز کشی تھی اُس نے  
 کمال دین پروری اور سلطانی کے سبب حکم دیا کہ معرکہ و غامین جو مسلمان ہاتھ آئے ہسکو  
 جان کی امان دین اور اسکا خون نہ کریں اور مسلمان کے عرض ناموس کے مستعرض نہ ہوں۔  
 اوزنگ زیب نے اس فتح کا شکریہ الہی ادا کیا اور مراد بخش کو پندرہ ہزار اشرفی او  
 چار ہاتھی عنایت کئے اور شاہزادہ محمد سلطان کا بیج ہزاری پھیر اسوار کا اضافہ منصب  
 کر کے پانزدہ ہزاری دہ ہزار اسوار بنایا اور جن امراء نے اس جنگ میں جانفشانی۔



پادشاہ سے اس مقدمہ کو اس پر ایہ مین گوش گذار کیا کہ اورنگ زیب و عظم خان نے  
 اتفاق کیے سازش کی ہے اسلئے اسکے بیٹے محمد امین خان کو جو میر غیشگیری سلطنت تھا  
 داراشکوہ نے اپنے گھر میں بلا کر امور غیر واقع سے متہم کر کے مقید کیا۔ شاہجہان پر تین چار  
 روز کے بعد خان مذکور کی بے گناہی اور حقیقت حال پر اطلاع ہوئی اس نے داراشکوہ  
 سے خود ہی اسکے حکم کو منسوخ کر کے اسکو رہا کر یا شاہجہان یقینی جانتا تھا کہ اورنگ زیب  
 داراشکوہ لڑ کر خراب ہو گا اور اپنے تخت و دولت کے باؤں میں آپ بکھاری مارے گا۔  
 وہ صلح و صلاح کا مشورہ دیتا اور سمجھانا کہ بیٹا بھائی سے نہ لڑے مگر داراشکوہ اپنی  
 لشکر کشی اور سپہ آرائی سے باز نہ آتا تھا۔ اندون پادشاہ کے ہاتھ سے سرشتہ اختیار  
 و اقتدار جا چکا تھا وہ منہ و زجر پر قادر نہ تھا ناچار داراسے مدارا کرتا تھا۔  
 ۱۷ شعبان کو داراشکوہ نے خلیل اللہ خان کو برسم منقل پہلے روانہ کیا اور بعض امرا و سپاہ  
 کو اسکے ہمراہ کیا کہ وہ دھول پور میں جا کر اسکے آنے تک اقامت کرے اور دریائے  
 چنبل کے گھاٹوں پر توپ خانے لگا کے اور سپاہ مقرر کر کے محافظت کرے۔  
 ۲۵ شعبان کو اکبر آباد سے خود سارے لشکر اور اپنے چھوٹے بیٹے سپہر شکوہ کو  
 ہمراہ لے کر برآمد ہوا اور پانچ منزلیں طے کر کے دہلی پور میں آیا اور اس ہرزوہ و ہوس  
 کے زمینداروں کی دلالت سے دریائے گندرون کا انتظام کیا اور جہان خان  
 پایاب ہو کر عبور کرنے کا گمان بھی تھا وہاں بھی بندوبست کیا اسکو یہ انتظار تھا کہ  
 اسکا بڑا بیٹا سلیمان شکوہ اور اسکا لشکر اس سے آگے اُنکو پہنچ طلب کیا تھا  
 وہ جلد چلے آتے تھے اسلئے اسکی رائے میں یہ آیا تھا کہ آنکھ آنے تک اس طرح کا زار  
 و صف آرائی میں چند روز دفع الوقت کرے مگر اورنگ زیب جو یہوئے کا پڑیا  
 کیسے مانع ہو سکتا تھا اسنے جمہور کیا جسکا بیان اوپر ہوا تو داراشکوہ اس لشکر سے  
 لڑنے کے لئے دھول پور سے روانہ ہوا اور اجپورہ آیا اکبر آباد سے دس کروہ  
 پہنچے اور دریائے جمن پر ایک زمین جنگ کے واسطے تجویز کی۔ یہاں خیمہ ڈالے اور

دریائے چنبل پر اورنگ زیب کی لشکر کے لئے داراشکوہ کا فوج بھیجا۔

اور موضع بلوچ پور میں آیا راجہ جیونت سنگھ کے پاس ہر قسم سبک گنزدہ بردہ اور سیال ہریک  
 گئے ہوئے تھے انہوں نے آن کر بادشاہ کو راجہ کی شکست کی خبر سنائی اس خبر کو سننے  
 سے داراشکوہ کے ہوش اڑے وہ خود اکبر آباد کو الٹا پھرا۔ نہم ماہ مذکور کو بلوچ پور سے بادشاہ  
 کو بھی منت و سماجت کر کے آیا اور سپاہ و لشکر اور اسباب نبرد و پیکار کے جمع کرنے  
 میں کوشش کرنے لگا اور جن سو بجات اور محال سے منصب و نوجاگیر داروں کا آنا  
 ممکن تھا انکو بلا لیا اور انکے قلوب کی تسخیر میں اور خواطر کی تسلی میں کوشش کی۔ سب کو اپنا ہندو  
 بنایا اور بادشاہ کے سارے عہدہ ملازموں اور امرا کو جرب و نرمی و ملائمت و نوازش  
 و رعایت سے متعال کیا اور جنگ کے لئے آمادہ کیا اور تھوڑے دنوں میں بادشاہ کے نو جوان  
 اور قدیم و جدید سپاہیوں کا ایک انبوه جمع کر لیا جس میں ساٹھ ہزار سوار تھے انکو قوت و طاقت  
 سے ہتھیار جتنے چاہا دیدئے۔ کل تو چنانہ و جنگی ہاتھی اس لشکر کے ساتھ گئے۔ خزانہ کے لئے  
 کھنول دیئے جتنا زر سپاہ میں پریشان کیا اتنا ہی اپنی پریشانی کے لئے سامان کیا  
 سب سے زیادہ اسکا نا صواب کام یہ تھا کہ معظم خان کے بیٹے محمد امین خان کو بس نے  
 قید کیا اسکی تفصیل یہ ہے کہ اوزنگ زیب نے معظم خان کو بیجا پور کی حدود میں اسلئے بھجوا  
 تھا کہ وہ ایک کروڑ روپیہ کی پیش کش لے آئے جو اسکے مراجعت کے شکرانہ میں عہدہ خان  
 نے دینی قبول کی تھی داراشکوہ نے عادلخان اور ارکان دولت بیجا پور کو ایسا کچھ  
 بھیجا کہ اوزنگ زیب کا یہ مطلب دلخواہ نہ ہونے دیا اور اسکے کام کو تاخیر میں ڈال دیا۔  
 اور اس نے بادشاہ سے ایسا کچھ کہا سنا کہ بادشاہ نے معظم خان کو اپنے پاس بلایا۔ وہ  
 بادشاہ کے حکم سے باقی لشکر کو جو ان حدود میں تھا ہمراہ لے کر اوزنگ آباد میں آیا  
 کہ یہاں سے بادشاہ کے دربار میں جاے مگر اسکی جائے کو اوزنگ زیب نے منافی  
 مصالحت اس سبب سے جانا کہ دکنی زیادہ خیرہ سر ہو جائیگے معظم خان نے بادشاہ کے  
 حکم کی تعمیل میں جب اتفاق کرنا نہ چاہا تو اوزنگ زیب نے معظم خان کو دستگیر کر کے دکن میں  
 قید رکھا۔ داراشکوہ کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو اس نے بداندیشی اور بدگمانی

داراشکوہ کا جو اوزنگ زیب سے ہوا

تو اوزنگ زیب نے لشکر کو آگے بڑھایا اور توب خان کو اور جنگی ہاتھیوں کو آگے روانہ کیا اور شاہزادہ محمد سلطان کو خانخانان بہادر کے ساتھ ہراول کا سپہ سالار بنایا اور شاہزادہ محمد غلام کو برانغار کی سرداری سپرد ہوئی۔ جبرانغار مراد بخش کے حوالہ ہوا۔ آتش کی لڑائی شیخ میر کو مغموض ہوئی۔ دست راست کی طرح بہادر خان کو حوالہ ہوئی

اور دست چپ کی طرح خاندوران خان کو اور خواجہ عبداللہ بیگ کو قراولی۔ اوزنگ زیب ہاتھی پر سوار ہوا اور بیٹے محمد اعظم کو اسے ساتھ بٹھایا اور قول میں رونق افروز ہوا۔ اوزنگ زیب کو یہ تجربہ سے معلوم ہو گیا تھا کہ تباہی آخرید کا اور ثبات قدم و استقلال سردار پر فتح و غفر موقوف ہے اسلئے وہ غنیمت کے کثرت لشکر سے خائف نہیں ہوتا تھا۔ عریضہ رمضان کو یہ لشکر اسی میدان جنگ میں گیا جو پہلے تجویز ہوا تھا۔ داراشکوہ کی ترتیب فوج اس طرح تھی کہ دست راست کی طرف تو اسکا اپنا توب خان برق انداز خان میر آتش کے اہتمام میں اور دست چپ میں تو چچا بادشاہی حسین بیگ خان کی سرداری میں لشکر کی صفوں کے آگے کھڑے کئے تھے۔ رائو ستر سال کو نہراول کا سردار بنایا اور داؤد خان خولنگی کو چاہیزار سواروں کے ساتھ اسکا ہمیمہ کیا۔ خلیل اللہ خان کو نہراول سپرد کی اور اپنے بیٹے سپہر شکوہ کو رستم خان کے ساتھ جبرانغار کا سپہ سالار بنایا اور خود قول میں رہا۔ قول کے سین و یسار میں خود میدان کا سردار طغر خان کو اور فوج میں سرکار کا سردار خاخر خان نجم ثانی کو مقرر کیا۔ پردن چڑھے لڑائی شروع ہوئی۔ دونوں طرف سے اولی بان و توپ تھنگ چلے آتش حرب جبب و زب زیادہ تیز ہوئی اور دونوں لشکر قریب آئے تو تلوار سے لڑائی شروع ہوئی۔ جبرانغار کے سردار چچا اور رستم خان اوزنگ زیب کے توب خانہ کے روبرو آئے تو بون کی مار سے وہ بچھوٹے۔ رستم خان کی فوج کے ایک ہاتھی کے گولہ لگا جس سے وہ گر پڑا جب سپاہ نے دیکھا کہ توپخانہ کے استحکام کے سبب سے کام نہیں چل سکتا تو وہ یہاں سے پھر کہ مخالف کے برانغار پر چھکا اور بہادر خان سے لڑائی شروع ہوئی اور وہ

خون کی ترتیب میں مصروف ہوا، اس وقت بھی بادشاہ نے اسکو صحت کی کہ جنگ منیجے  
 باز آگراٹنے نہ سنا۔ گو اس وقت بادشاہ پر ضعف کا سہارا اور قوا کا ضعف تھا  
 گرمی کی تیزی اور ہوا کی حرارت کی شدت تھی۔ مگر اسنے ارادہ کیا کہ دریا کی راہ سے  
 اس لشکر گاہ میں تیرہ لاکھ کے بجائے یون کی جنگ کی آگ کو بچائے نہ نارت کو مٹا کے مصافحہ  
 کر لے اس غزم سے پیش خانہ بھجوا اور حکم دیا کہ دونوں شکرون کے درمیان خیمہ گاہ کھڑا  
 کریں اور پیچھے خود بھی سوار ہونے کا ارادہ تھا۔ داراشکوہ جانتا تھا کہ بادشاہ کے  
 جاننے سے مصافحہ ہو جائیگی جسکو وہ پسند نہیں کرتا تھا اسلئے وہ بادشاہ کے جانے  
 پر راضی نہیں ہوا۔ اسنے جیسے حوالہ کر کے اس کام کو جھجیل میں ال دیا اور جنگ و پیکار  
 میں جلدی کی جسکا سرانجام اسکے حق میں ہو ہوا وہ بیان کیا جاتا ہے۔

اوزنگ زیب نے دریا کی چٹیل سے عبور کر کے دور در مقام کیا کہ رپاہ و لشکر نے جو مسافت  
 بعیدہ طے کی تھی آرام پاسے جب اسنے سنا کہ دھول پور سے داراشکوہ لڑنے کے قصد  
 کرتا ہے تو ہر رمضان کو وہ چٹیل کے کنارہ سے چلا۔ رکو داراشکوہ کے لشکر سے پیر کو  
 ہر آنکر مقیم ہوا کہ مخالف کے لشکر کی حقیقت اور اسکے فساد کی خیمیت معلوم ہو۔ اسی روز  
 اوزنگ زیب کا لشکر قریب آیا داراشکوہ صف آرائی کر کے جنگ غزم سے سوار ہو کر  
 اپنے لشکر گاہ سے آگے بڑھا۔ تو تین آگ برسا رہی تھیں زمین شعلے اٹھا رہی تھی گرمی کے  
 غلبے اور سپاہ کی شدت سے اور کمیا بی آب سے آدمی سراب عدم میں چلے جاتے  
 تھے اسکے لشکر کو نہایت تکلیف ہوئی اور شام کو بغیر لڑے وہ الٹا چلا گیا اس دن  
 اوزنگ زیب کا لشکر بھی پانچ کوس گرمی کی شدت اور جلتی دھوپ و ربانی کی قلت  
 میں آیا تھا اس نے اس سبب سے آج لڑنے کو مصالحت نہ جانا اور لشکر گاہ میں مقیم ہوا اور  
 حکم دیا کہ رات کی خبر داری کے لئے مورچہ قائم ہوں اور جو کی پہرے سارے لشکر میں  
 تقسیم ہوں۔ اور محافظت کی شرائط ادا ہوں اوزنگ زیب نے اس حکم سے لشکر کے سردار  
 اور سپہدار احتیاط و بیداری کے لوازم کو بجالائے اور صبح کے منتظر رہے جب صبح ہوئی

داراشکوہ اور اوزنگ زیب کی لڑائی اور داراشکوہ کی ہار و بھاری اٹھانا اور داراشکوہ کے لاہور چلنا

کہ اسکا دیوان محمد صلاح جسکو وزیر خان کا خطاب دیا گیا تھا مارا گیا اور عمدہ آدمیوں کی ایک جماعت قتل ہوئی اور اسکی سواری کے ہتھی کے قریب چند بان متواتر مخالفوں کے لشکر سے آن کر پڑے تو پھر میدان جنگ میں نہ ٹھہر سکا باوجودیکہ اسکے پاس ایک جماعت موجود تھی اور لڑائی ختم نہ ہوئی تھی کہ وہ بھاگ گیا اور بہت ہراس و بیدلی سے ہتھی سے اتر کر بے براق و سلاح ننگے پاؤں گھوڑے پر سوار ہوا۔ اس حرکت و اضطراب سے جنگ سے اسکا لشکر پر اگندہ و پریشان ہوا اس حال میں ایک خدمتگار اسکی کمر میں ترکش باندھتا تھا کہ وہ تیر گنے سے مر گیا تو وہ اور خوف زدہ ہوا وہ بھاگا اور اس فرار میں اسکا بیٹا سپہر شکن بھی آن ملا۔ داراشکوہ کو شکست اور اوزنگ زیب کو فتح ہوئی۔ اگرچہ اوزنگ نے اپنے لشکر کو تعاقب کا حکم نہیں دیا تھا پھر بھی اکبر آباد تک جو دس کروہ تھا ہر قدم پر زخمی مردہ پڑے تھے اس جنگ میں بہت آدمی مائے گئے اور بڑے بڑے امیر جو ریاست و حکومت رکھتے تھے انہوں نے خاک ہلاک پر عدم کی راہ لی۔ داراشکوہ اپنے چھوٹے بیٹے سپہر شکوہ کے ساتھ بھاگ کر اکبر آباد گیا اور اپنے گھر میں جا کر اتر ارجحالت و نترساری کی سبب کسی آشنا و بیگانہ سے نہ ملا۔ خوف کے مارے باب کے سامنے نہ گیا باب کو کیا مٹہ دکھاتا وہ پہلے ہی اس ناز پروردہ کی حقیقت کو جانتا تھا اور اوزنگ زیب کو خوب پہچانتا تھا اس لئے مقابلہ کو منع کرتا تھا۔ اگر دانا باب کے کہنے پر چلتا تو کیوں یہہ ذلت و خواری اٹھاتا یہیں پھر رات تک یہاں ٹھیرا آخر شب میں اپنے گھر سے فرار کیا۔ اور بیوی اور لڑکی اور بعض اور اہل حرم کو ساتھ لیا اور کچھ جاہر و مرصع آلات اور سونا اور اشرفیان جو اس اضطراب سراسیمگی میں ہاتھ لگے ساتھ لے گیا۔ اندھیری رات میں سپہر شکوہ و رمارہ سوار اکبر آباد سے اسکے ہمراہ تھے وہ اسکے ساتھ دہلی گئے۔ مگر اس کے بعد اسکی سپاہ شکستہ جمہین کچھ زخمی کچھ گرمی کے مارے تھے آتے جا کر طاس طاس پتھر پتھر سوار اس پاس جمع ہو گئے بعض اسکے کارخانے بھی اس پاس پہنچ گئے مگر اکثر نوکر اس کے جدا ہو کر اوزنگ زیب پاس چلے گئے جنگ اسنے مناسب مناصب دیئے اور ان پر نوازش

زخمی ہوا اسکے ہمراہیوں میں سے سید دلاور خان اور ہادی داؤد خان کشتہ  
 ہوئے۔ عظیم کی فوج عظیم تھی برانغار کی سعی سے موضع نہ ہو سکی قریب تھا کہ برانغار میں  
 لغزش آئے کہ شیخ میر فوج التمش کے ساتھ اسکی کمک کو آیا اسنے دشمن کو برسے ہٹایا۔  
 اس جنگ میں رستم خان جنگ ستانہ کر کے تیر قضا کا بدھ ہوا سپہر شکوہ بھاگ گیا۔  
 اور نگا زیب کے برانغار میں سے حسن بخش و سیف خان و غیب بیگ و محمد صادق  
 و عمر نیر ہند زخمی ہو کر کشتہ ہوئے اسکے بعد قول اور التمش کی فوج دارا شکوہ لے کر  
 اور نگا زیب کے توپ خانہ و ہراول کے روبرو آیا مگر مقابلہ میں ٹھہر نہ سکا دم  
 راست کی طرف گیا اور بخش سے جو برانغار میں تھا جا بھڑا۔ خلیل اللہ خان پھر برانغار کی  
 فوج پر حملہ آور ہوا اور اسکے لشکر اور بکیہ نے دلیری و مردانگی کی داد دی اور راجپوتوں  
 نے بھی بڑی جلدات دکھائی کہ راؤ ستر سال ماڈھ و رام سنگہ راٹھور و بھیم پیر جیہ بھیل  
 اور راجہ سیوارام برادر زادہ راجہ مذکور اور دلیر و نامور راجپوتوں کی جماعت اور نگا زیب  
 کے بہت قریب آ گئے اور راجہ دھوپ سنگہ اور نگا زیب کی سواری کے ہاتھی کے قریب  
 گھوڑے سے اتر کر جلدات و بہادری کے کام کرنے لگا اور نگا زیب نے اسکی یہ پادری  
 دیکھ کر اپنے نوکروں کو اسکے قتل کرنے سے منع کیا اور زندہ پکڑنے کا حکم دیا مگر نوکر  
 اسکی اس گستاخی سے قتل نہ ہوئے۔ انہوں نے اسے مار ڈالا۔ یہ واقعہ اور نگا زیب کے  
 رحم و مروت پر شہادت دیتا ہے کہ جو شخص اسکے قتل کرنے کے قصد سے آئے اسپرہ  
 عنایت فرمائے اور نگا زیب بھی عجب مروت کیش رحم گستر و فتوت آئین عفو و رور  
 تھا کہ اسکا قہر مہر کے ساتھ رہتا اور اسکا غضب لطف سے دماز تھا اپنی جن کوئی  
 اور لطف خوشی کے سبب بوقت کینہ جو مخالفوں کو رجوع پر آمادہ اور عین جنگ  
 میں بخشدارش و رافت سے پر خاش جو دشمنوں کے لئے در صلح کو کشادہ رکھتا تھا  
 جب دارا شکوہ دیکھا کہ رستم خان و راؤ ستر سال اور عہدہ راجپوت جو اس  
 جنگ میں اسکے قوت بازو تھے ہلاک ہوئے تو اسنے کچھ ٹھوڑی دیر اور کوشش کی

و خطاب پکے ۱۰ ار رمضان کو اورنگ زیب سمو گڑھ سے باغ دلکش نور منزل میں آیا۔  
یہاں اورنگ زیب کے معذرت نامہ کا جواب شاہجہان نے اپنے ہاتھ سے لکھ کر  
تھاں تختان میر سامان کے ہاتھ بھیجا اور سید ہدایت اللہ صدر کو بھی اسکی رفاقت میں روانہ  
کیا۔ انہوں نے باغ نور منزل میں بادشاہ کا یہ صحیفہ پیش کیا اور مقدمات چٹکے لئے و  
امور تھے گذارش کئے اورنگ زیب نے انکو خلعت دے کر رخصت کیا دوسرے روز  
بادشاہ کے حکم سے یہ دونو آدمی اورنگ زیب پاس آئے اور ایک شمشیر موسوم عالمگیر  
انکے ہاتھ بادشاہ نے عالمگیر کے لئے بھیجا کی اور بادشاہی امراء اورنگ زیب پاس آتے  
جاتے تھے۔ شہر کے باہر کے ٹھہرنے سے اہل شہر پریشان خاطر تھے اورنگ زیب نے  
رضنا کہ مراد بخش کے نوکروں کا نظم و نسق نہ ہوا اور بے پروائی کے سبب سے خود سر  
ہوئے امن سے بعض حکم کے برخلاف شہر میں جہاں جاتے دست نقدی دراز کرتے  
اس سبب سے قریب تھا کہ شہر میں ارازل واد باطل ایک آشوب برپا کرتے اور فساد  
ہنگامہ گرم ہوتا اور خلافت کی آسائش و آرامش میں فتور آتا اورنگ زیب نے اپنے  
بیٹے محمد سلطان کو کچھ سپاہ ہمراہ کر کے حکم دیا کہ وہ شہر میں جا کر انتظام کرے خب حکم  
۱۲ ار رمضان کو محمد سلطان اور خانخانان بہادر سید سالار شہر میں داخل ہوئے  
اور اہل شہر کو امن امان کا مزہ سنایا و لطف و احسان کی نوید دی اور خوب  
انتظام کر دیا اب بڑے بڑے امیر اورنگ زیب کی خدمت میں آتے جاتے تھے  
اور منصبوں اور جاگیروں پر سرفراز ہوتے تھے۔ داراشکوہ کی چکھ داری میں  
تھرا تھا داراشکوہ کی پراگندگی کے سبب سے آہمن و اقطاب مفسد و کج فساد  
محارکہ تھا اورنگ زیب نے جعفر خاں اللہ وردی خان کو اس چکھ داری و  
نظم قبائل سپرد کی، اور کو اورنگ زیب نے محمد سلطان کو حکم دیا کہ وہ دادا کی  
خدمت میں جاوے حسب حکم قلعہ میں دادا کی خدمت میں گیا اور باب کی طرح ادھر  
و کورنش بجالایا اور کو شاہجہان کے کہنے سے حکیم صاحب باغ نور محل میں بیٹھ گیا۔

اور اکبر آباد میں راکا اکثر خزانہ و جواہر و مریض آلات و کارخانجات و گھوڑے نامتھی  
اور تمام اسباب حثمت و تحمل رہ گیا اس پاس نہ پہنچ سکا۔

اس لڑائی میں یہ امر قابل غور ہے کہ اکبر کی اس تدبیر سے کہ راجپوتوں کے ساتھ رشتہ  
ہو اور اس قوم پر از حد نوازش اور انکی تربیت کی جائے۔ راجپوتوں کو مسلمانوں  
کے ساتھ اور مسلمانوں کو راجپوتوں کے ساتھ ایسی محبت ہو گئی تھی کہ مسلمان اپنی  
سلطنت کے فیصلہ کرنے میں انکو اپنا شریک بناتے اور وہ شریک ہو کر اسکا فیصلہ کر لیتے  
جبکہ وزنگ زیب نے اعدا کو ہریت دی تو اسنے خدا کی درگاہ میں شکر ادا کیا۔ اور  
افواج کو ہمراہ لے کر محالفوں کے لشکر گاہ میں گیا۔ دشمنوں کی منزل گاہ میں غارت و تاراج  
کی جارہی تھی صفائی کر دی تھی مگر داراشکوہ کا خیمہ بنی جگہ پر کھڑا تھا اور نگ زیب اس  
میں جب تک ٹھہرا کہ اسکا اپنا خیمہ دولت خانہ آیا۔ امر اور فوج القدا اور اخلاص شہار  
تسلیم مبارک باد اور آداب تہنیت فتح بجالائے۔ مراد بخش کا چہرہ زخمون کے لگنے سے  
گلزنگ ہو رہا تھا۔ اور نگ زیب نے اول زخمون پر چرب و نرمی کے ساتھ اپنی لطف و  
نوازش کا مرہم رکھا۔ پھر ماہر جراح و تجربہ کار اطبا علاج کے لڑے بھجوائے جب بادشاہ کا  
خیمہ لگایا تو وہ کھڑا ہوا اور کام بخشی و عطا گسری کی مراسم دایوبین اور جن امراء و  
نوکروں نے اس جنگ میں کوشش و جانفشانی کی تھی اور جو ہر مردی و شجاعت  
کو ہر اخلاص و ارادت دکھایا تھا اپنر شانہ مہربانیاں ہوئیں اور ہر شخص کو شے  
رتبہ و قدر کے موافق عطیات عنایت ہوئے۔ زخمیوں کی مرہم پیٹی کرانی کشوں  
کو خاک سے اٹھایا۔ دوسرے روز شکار گاہ سموگڈھ میں اور نگ زیب آیا جہاں کوکناہ  
پر مکانات میں اترا اور اسی روز باپ پاس معذرت نامہ بھیجا جس میں صورت حال و صف  
آرائی کا اعتدال اور حکم شرع و فتوائے عقل داراشکوہ سے جنگ کا سبب نہایت ادب  
کے ساتھ لکھ کر بھیجا اسی دن محمد امین خان سپرٹم خان اسکی خدمت میں آیا پھر اور  
بہت بڑے بڑے لڑائی خدمت میں آئے اور انہوں نے بڑے بڑے انعام و خلعت



انکی اوضاع سے وزنگ زیب کو معلوم ہوتا تھا کہ داراشکوہ کا لکھنا اپنا اثر رکھتا ہو داراشکوہ پوشیدہ نوشتہ باب اس بھی بھیجا کہ اس کے دل میں وسوسہ ڈالنے میں کوشش کرتا تھا چونکہ آدمی کئی ہفتہ میں یہ امر داخل ہو کہ وہ نقوش و سوس کو اور آثار تجلیات کو قبول کرتا ہے خصوصاً جو نیکیوں ہی اور خیر اندیشی کے لباس میں غلط نما ہو کر خود آشوب دانش فریب ہوں۔ شاہجہان کے بعض اطوار یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ داراشکوہ کی محبت و الفت و طرذاری کو دور نہیں کر سکتا۔ جب حضرت شاہجہان نے افضل خان کا ہاتھ یہ فرمان اورنگ زیب کو بھیجا تھا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اے میرے فرزند میں تیری صورت دیکھنے کو ترستا ہوں بدت کے بعد اب تو یہاں آیا ہے امتداد فراق کے اشتیاق زیادہ ہو گیا ہے خدا کی عنایت سے میں دوبارہ زندگی پائی ہے تو میرے پاس بھر سعادت قدمبوسی حاصل کر۔ اورنگ زیب نے اسکا جواب یہ لکھا کہ میری بڑی خوش نصیبی پاوری اقبل ہے کہ حضور مجھے یاد فرمایا اب میں حضور سے اس امر کا امیدوار ہوں کہ میری ملازمت کے واسطے کوئی ساعت مسعود قرار دی جائے سپادشاہ اس عرصہ داشت کو سنکر بڑا خوش ہوا اور ملنے کا اشتیاق اور زیادہ بڑھ گیا مگر اورنگ زیب دل سے چاہتا تھا کہ میں باب کے پاس جاؤں اور اس اسم اخلاص و محبت کو بجا لاؤں اور خاطر اشرف کے استرضاء میں کوشش کروں اگر بادشاہ کے دل میں اسکی طرف سے کچھ غبار ہو تو اسکو بلاشبہ بلے تو طع اخیار استین اعذار سے پوچھوں کہ بالکل حجاب نفع ہو جا اور صفائی ہو جائے لیکن شاہجہان داراشکوہ کے اصلاح حال کی رعایت چلی جاتی اور اسکی طرف توجہ باطنی تھی جو کچھ قیوع میں آیا تھا وہ اس کے مطلوب کے منافی تھا اسلئے اورنگ زیب بجا سے ملنے کا ارادہ کیا تھا اسکو ترک کر دیا اسکو جب معلوم ہوا کہ دہلی میں داراشکوہ لڑنے کا سامان تیار کر رہا ہے تو اس کے شرکے دفع کرنے کو سب کاموں پر مقدم جانا۔

اس زمانہ سے اورنگ زیب کا شاہجہان کا بیٹا ہونا

جب وزنگ زیب کا ارادہ شاہجہان آباد کے جانے کا ہو گیا تو اس نے شاہزادہ محمد سلطان کو اکابر لشکر کے ساتھ دارالخلاۃ اکبر آباد میں معین کیا اور اسلام خان کو اسکا اتالیق بنایا۔ سلطان کو شاہجہان کی خدمت کے لئے اور مہمات ہیوتات کی پردہخت کے واسطے اور

پس آئیں اب روز بروز اوزنگ زیب کے دربار کو رونق زیادہ ہوتی جاتی تھی راجا رانا جو سرد دفتر اہل دیوان تھامع کل دیوانی کے مقصد یوں اور کل زمرہ اہل قلم و ارباب محاسبات کے حاضر ہوا اور مراتب ملک مال جنہیں اس مدت میں فتور و اختلال آیا تھا انہوں نے اوزنگ زیب کی خدمت میں عرض کیا کہ باب میں اسنے احکام دیئے غرہ رمضان سے امر تاریخ تک ایک جمع کثیر اسکی مراحم و عنایات شاہنشاہی سے کامیاب بہرہ ور ہوئی بیجا کہ شاہزادہ محمد سلطان کو جیتھ و خیر مرصع علاوہ وارد کے ساتھ اور وزیر فیض مرحمت ہوئے اور مراد بخش کو خزانہ سے چوبیس لاکھ روپیہ عطا کیا۔

نہار رمضان کو داراشکوہ اپنے پانچ ہزار سواروں کے ساتھ دہلی میں آگیا۔ کوئی کہتا کہ یہ سوار شاہجہان نے اس باہن بھیجے تھے اور پُرانی دلی کے قلعہ میں ایسا اثر جیسے ویرانہ میں آتو۔ اوزنگ زیب نے اس کے تعاقب کے واسطے کوئی لشکر نہیں متعین کیا تھا کہ وہ خود اکبر آباد میں مقیم تھا کہ داراشکوہ دہلی میں توقف کر کے لشکر و سپاہ کا سامان تیار کرنے لگا۔ وہ کارخانہ خداداد شاہی کی اشیاء اور اموال و گھڑوں اور ہاتھیوں پر امراء کے نقد و جنس و استود و خانہ پر دست درازی کرنے لگا۔ جبکہ مالی جو ہاتھ آیا اسکو مضمر کیا۔ اسنے سلیمان شکوہ کے لشکر کو طلب کیا تھا وہ پٹنہ سے چلا آتا تھا آخر ان امراء کو جو اس لشکر کے ساتھ تھے لکھا تھا کہ وہ جہان کے اس طرف سے دہلی کی سمت میں بہت جلد آن کر مجھ سے مل جائیں وہ بیٹے کے لشکر کا انتظار کرتا تھا اور یہ سمجھتا تھا کہ اس کے لشکر کے آنے کے بعد دونوں لشکر کچا ہو جائینگے تو دوبارہ صف آرائی کی سکت ہے میں ہو جائیگی۔ وہ مدت سے جانتا تھا کہ امراء و لشکر و سپاہ کا دل اوزنگ زیب کی طرف مائل ہے لیکن اس پر بھی اپنی مکر بازی سے باز نہ آتا تھا خفیہ خطوط و استمال نامہ فریب آمیز امراء کو اور ارکان دولت اور صوبجات کے امراء اور ولایات کے حکام کو بھیجا کہ ان کو کہہ وہ اوزنگ زیب کی نافرمانی و مخالفت کریں اور اطاعت نہ کریں کہ اپنی طرف دعوت کرتا تھا جو امراء اوزنگ زیب کے ساتھ خالص جمودیت نہیں رکھتے تھے

داراشکوہ حال۔

پاسن کے اسلحے اپنی مرحمت خزانہ سے انکو سرفراز کیا۔ ۲۔ شوال کو اورنگ زیب تھرا میں آیا۔

بے آنکس ظل ذوالجلال است | شریک چوں شریک حق محال است

شہنشاہ فردی باید در قسیم

در کیا بود در خور

وہی

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

اور کارخانجات خاصہ کے بندوبست کے لئے مقرر کیا۔ دو افسار خان کھلی اور است پور کی  
اور مقرر خان کو جسے شاہجہان کے معاہدہ میں بڑی کوشش کی تھی اور اسے مزاج سے آشنا  
ہو گیا تھا حکم ہوا کہ وہ بادشاہ کی بقیہ کوفت کا علاج اور صحت مزاج کی تدبیر کرے اسکو تین ہزار  
اشرفان انعام دیں اور خلعت دیا۔

۲۲ رمضان کو اوزنگ ریشہا بھجان آباد کو روانہ ہوا۔ اس تاریخ شاہزادہ محمد اعظم  
کے حکم سے دادا کی خدمت میں گیا اور پانچ سو ہزار روپے بطریق نذر گذارے۔  
دادا یونے کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور اسکو گلے لگایا بہت عنایت کر کے اسکو رخصت کیا  
اور اسکو جاننا تھا کہ اوزنگ ریشہا ملی آئیگا اور اسکے بیٹے سلیمان شاکر جسکا انتظار وہ دہلی  
میں کر رہا تھا راہ میں وکے گا اور مجھ سے ملنے نہیں دیکھا اسلئے اُسے جب سنا کہ اوزنگ ریشہ  
دہلی آتا ہے تو وہ ۲۲ رمضان کو لاہور کو روانہ ہوا اور اپنا حال سلیمان شکوہ اور اسکے اتالیق  
باقی بیگ کو جسکا بہادر خان خطاب تھا لکھ بھیجا اور یہ ہدایت کی کہ اگر بیو کے توجہ کی امر  
طرف سے بوریہ سہارنپور کی راہ سے بہت جلد سہرند میں یا لاہور میں آجاو۔ لاہور میں  
دارا شکوہ کی طرف سے سید قاسم خان بارہ صوبہ تھا وہ اوزنگ ریشہ کی اطاعت نہیں کیا  
تھا برسرِ فدا تھا اسلئے اوزنگ ریشہ نے خاندوران خان کو شک کے ساتھ لاہور واد کیا  
کہ اگر قاسم خان اطاعت کرے تو اسکو ہمارے پاس بھیج دو اور اگر سرکشی پر آمادہ ہو تو قلعہ حوالہ  
کرے تو قلعہ کو مفتوح کرو۔ مراد آباد کی محال قاسم خان کو عطا کی اور اسکو وہاں روانہ کیا۔  
ارادت خان کو اوڈکا صوبہ مقرر کیا عبد اللہ بنی خان کو ٹاناوہ کا فوجدار مقرر کیا اور اسی طرح  
لئے قلعہ دار و فوجدار اور صوبہ دار مقرر کئے۔ امراء کو ہزاروں روپے انعام دئے خان بھان  
جسکو بادشاہ نے دارا شکوہ کی شکست کے بعد جاگیر منصف مغول کیا تھا اسکو منصف ہندی  
ہفت ہزار سوار کا عنایت کیا۔ امیر الامراء کا خطاب یادو کر ورام کی جاگیر دی۔  
خاندوران خان کو دو لاکھ روپیہ انعام دیا اور دو کر ورام جمع کی جاگیر دی دلیز خان  
جو عبد اللہ خان لدھیانہ کا بہادر مرہوم سلیمان شکوہ کی رفاقت کو ترک کیا اور وہ مرہوم

ملک کے ساتھ زاز سلف میں کیا مگر وہ نہیں سنتا بے محابا چند آدمیوں کے ساتھ بھائی کی خلوت میں جاتا۔ ایک دن ایک سید ریش سفید معمر قدیم الخدمت نیک خلعت نے اس وقت کہ مراد بھائی پاس جاتا تھا عرض کیا کہ میرے خواب کی تعبیر کبھی غلط نہیں ہوتی میں نے عالم دیار میں مکر دیکھا ہے جو عہد بیان آپ کے اور بھائی کے درمیان ہوئے ہیں وہ اعتماد کے لائق نہیں ہیں مراد اس بات کو خوشامد سمجھا اور اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور خواجہ شہباز کی طرف مخاطب ہوا جو اس کو اکثر اس قسم کی نصیحتیں کیا کرتا تھا کہ ایسی لائیتی باتوں سے محبت و قرار عہد میں احتمال پڑتا ہے قصہ مرثیہ کی تحریک میں منزل ہوئی اول روز زمین مرا بخش کو حسن تدبیر جسکی تفصیل نہیں کرتا اسکو دیکھ کر کہ پتہ بخیر لیا اس بات کو چارہ حوضی پڑھ دیا تھیں برکھ کر چاروں طرف روانہ کئے اور ہر ایک کی ہمراہ ایک بیگ اور دوسرا زامی مقرر کئے اس حوضہ کو جس میں محبوب جو بچہ بچھا تھا شیخ فیروز دیہ خان کے ساتھ تسلیم کدھ کے قلعہ میں بے بیادیا یہ سب طاسٹ کی گئی تھی کہ جس حوضہ میں اس محبوب کو بچھایا گیا تھا اسپر علیہ اس کے ہوا خواہ غلبہ نہ کریں وار کے تمام خزانہ اور کارخانے قبضہ میں آجائیں اور ایک دام و درم ضائع نہ ہو۔ بھیم برنیو ہمایون ہندوستان و صاحب اس اقلہ کی نقل کرتے ہیں جسکے پڑھنے سے ہم کو وہ ہی مراد پتا ہے جو بے سرو پا اچھا ہند میں آجکل واقعات کے بیانات کے مطالعہ میں لطف آتا ہے کہ ایک چھوٹی بات اس مناقب سے منکب مرج اور کج حکم کے بیان کرتے ہیں کہ جو شیخ کو گورابھی تالی کرکے جوصل حقیقت حال سے واقف ہونے اکثر زیر لکھتا ہے کہ جب اگرہ سے عالمگیر کے سفر کا دن آیا تو مرا بخش کے خاص و مستون نے خاص کر زیادہ شہباز خواجہ سوانے ہر طرح کی دلائل سے سمجھایا کہ حضور کو دہلی اور اگرہ کے ہمسایہ میں اپنی ک کے ساتھ رہنا چاہئے چرب نرم و مودبانہ چالپوسی کی افراط میں ہمیشہ فریب دھوکہ ہوتا ہے ہونے نے بیان کیا کہ حضور خاص عام کے نزدیک پادشاہ میں اور آپ کی پادشاہی کو اور نگین بھی تسلیم کرتا ہے تو یہ امر عاقلانہ تدبیر سے دور ہے کہ آپ اگرہ یا دہلی سے آگے چلے جائیں اپنی بھائی کو تہذا دارا شکوہ کے نقاب میں جانے دیجئے مگر اس دشمنانہ صلاح کو مراد مان لیتا تو ہوزنگ زریب برمی مشکون اور حیرانیوں میں پڑ جاتا مگر اس فہمائش کا اثر ذرا بھی اس کے دل پر نہ ہوا اسنے اپنے بھائی کے ان وعدوں اور قسموں پر پورا اعتماد کیا جو ان کے درمیان

اور حسن اخلاق اسکے ساتھ برتا تھا کہ شاید رفتہ رفتہ وہ اپنی ان حرکات سے باز نہ آئے مگر وہ اپنی  
 نادانی اور غفلت سے باز نہ آتا تھا جب دارا شکوہ کو شکست ہوئی اور اُس نے دیکھا کہ ...  
 اور زنگیہ کو سلطنت ملے تو اسکے دل میں نفاق و مخالفت کا خیال بچنے ہوا اور ہمیشہ ہی کے لئے  
 سرکھانے لگا فتنہ و فساد و سرکشی کا قصد ہوا باوجودیکہ خزانہ پاس نہ تھا مگر نہ کر پڑھایا۔  
 اور بادشاہی بندوان اور امراء کی ساتھ طرح طرح سے استمال اور ملائت کی اور اپنی طرف  
 دعوت کی۔ یوں کچھ امیر اسکے طرف دار ہوئے انکو نامناسب منصب اور بے موجب روئے اور میر پا  
 آدیوں کو بیجا خطاب دیئے اور اسباب شورش و سرکشی کو سرانجام دیا اور اسراف شروع کیا۔  
 روز بروز بے اعتدالی کو بڑھایا جب اور زنگیہ نے اکبر آباد سے سفر کیا تو ساتھ چلنے کے لئے  
 بہانے بنائے آخر کو ہر اہی اختیار کی کچھ دنوں اور زنگیہ نے شکر کے پیچھے کوچ کر کے اور چند  
 کروہ پیچھے کیے کی کمین میں رہتا اسلئے اور زنگیہ نے ہلکی شورش انگیزی اور مخالفت کو یہ  
 سمجھ کر کہ خلعت کی آسائش و امن میں اس سے شورش پیدا ہو گئی تو اسنے بطائف و لائق تدبیر  
 دستگیر کیا جسے اسکی تہذیب و ادب ہو جائے اور فتنہ و آشوب نہ برپا ہو۔ ہمارا ہ سوال کو متھرا  
 میں جب مراد بخش کو پیش کے لئے آیا تو اسکو تدبیر سے دستگیر کیا اور آدھی رات کو شہنشاہ کو خبر پڑی  
 کہ کہ شہنشاہان آتا دیکھو ادا۔

خانی خان یہ لکھتا ہے کہ

شہنشاہ مراد بخش سادہ لوح تھا اکثر صفات پسندیدہ موصوف تھا مغلوں کی رعایت اور  
 خطا بخشی میں بہت کوشش کرتا تھا اور اپنی صفائی باطن میں جو عقیدت بزرگوں کے اس قول پر خیال  
 نہیں کرتا تھا کہ دو بادشاہ درالطریق نہ گنجد۔ وہ اور زنگیہ کے دلفریب عدوان اور نقد و حسن کی  
 تواضعات کے بطریق عاریت و امانت قبل از جنگ بعد از فتح وہ کرتا تھا اپنا دل خوش رکھتا تھا اور اپنی  
 سادہ لوحی سے متواسطت کو لوح دل پر نقش کرتا تھا اور سلطان کے طریقہ کو نہیں چھوڑا تھا۔  
 اور بھائی کے عہد و بیان کے عدم ایفاء کو تاہم بھی اسکو نہ ہوتا تھا۔ باوجودیکہ اسکے ہاتھوں  
 کمر گزشتہ گذار کرتے کہ زمانہ کا رویہ بدعہدی ہے۔ خاص کر اس بادشاہ کو کہ بن کر لوگ تار و

مراد بخش کا قتل ہوا۔

ایسے اتفاق کے خواب راحت میں ملے نہ ڈالیں میرخان نے دونوں کی تلوار اور جھدر لے لیا اور جھدر  
 اصل میں بامادھار یعنی موت کا لالہ والا ہے۔ یہ ایک چور اچھر ہوتا ہے اور اس کا قبضہ  
 بھل کے اوپر قائم الزاویہ ہوتا ہے بعض نین سو دو لکھانا اور بعض تین لکھانا ہوتے ہیں۔  
 منوچھی سے بادی کیٹ رفل کرتے ہیں کہ یہ تلوار اور جھدر اورنگ زیب کے پوتے اعظم ہیں  
 شاہزادہ محمد نے اٹھائے تھے وہ چہ برس کا لڑکا تھا۔ اورنگ زیب اپنے سوتے بھائی کے  
 ساتھ یہ ایک دل لگی کی کہوتے سے کہا کہ اگر اس کی تلوار اور جھدر اس طرح اٹھالو کہ مراد جا  
 نہیں تو ہم تم کو ایک جواہر انعام دینگے اس لڑکے نے بڑی پھرتی سے اس کام کو کیا اور دونوں  
 ہتھیاروں کو متضایک کے خمے میں لگیا تھوڑی دیر بعد اورنگ زیب اپنے بھائی کے جگانے کے  
 لئے خیمہ میں آیا اور اترے ہی وحشیانہ اول اس شاہزادہ کو دو تیل میں مارا جب اُس نے  
 آنکھیں کھولیں تو اسنے لامت کے لئے یہ چند فقرے کہے کہ بڑی شرم اور بدنامی کی بات  
 کہ تو بادشاہ ہو کر اتنی کم ہوشیاری رکھے بھلا دنیا کے لوگ میرے اور تیرے جنم میں کیا  
 تھوکتے گئے۔ اس کم بخت شرابی کے ہاتھ اور پاؤں باندھو اور اندر لے جاؤ کہ اس بے شرمی کا  
 سونا وہاں سو حکم دینے میں دیر تھی تعمیل میں دیر نہ تھی۔ بیچ چہرہ سیا ہی دور پرٹے  
 اور وہ مراٹھے پاؤں میں بیڑیاں اور ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال کر لے گئے وہ جھین مارنا  
 مارتا اور دھائی دیتا رہا اور زور کرتا رہا۔ بھلا یہ تغدو مراد بخش کے آدمیوں کے ظلم کو کسی  
 طرح چھپائے چھپ نہیں سکتا تھا اسکے آدمیوں نے غل شور مچایا۔ مگر مراد بخش کے میسرٹن علی قلی نے  
 اسکو دبا دیا اورنگ زیب نے اسکو پہلے ہی زردی اپنے ساتھ گانٹھ لیا تھا اسکے لشکر کی  
 فوجوں میں شور و غوغا ہوا اور اندیشہ تھا کہ وہ یکایک نہ چڑھ آئیں مگر رات کو جاسوں نے  
 بھیج دیے گئے تھے۔ جنہوں نے اورنگ زیب کے واقعات کو نہایت خفیف کر کے بیان کیا کہ وہ  
 کوئی بڑی بات نہیں ہے ہم وہیں تھو کہ مراد بخش نے شراب تہی کثرت سے پی تھی کہ اپنے  
 اختیار میں نہیں رہا تھا بدکلامی کرنے لگا اسکی گالیوں سے کوئی شخص نہیں بچا یہاں تک  
 کہ اورنگ زیب کی رائے منغلط دشنام سنائیں اور وہ دنگہ وار و دھم مچایا کہ کسی طرح

مراد کا قہر ہونا اور اس کے ملازموں اور اوزار کے قہر ہونا

قرآن پر قسم کھا کر ہوئے تھے دونو بھائیوں نے ساتھ آگرہ سے دہلی کی طرف کوچ کیا۔ اگرہ سے چا  
 چھوٹی منزلوں کو طے کر کے متھرا میں انہوں نے قیام کیا۔ مراد کے ہوا خواہوں نے بہت کچھ ایسا دیکھا  
 اور سنا کہ جس سے ان کے دل میں شبہ پیدا ہوئی۔ ایک دفعہ انہوں نے خوشنویس کی مراد کو کہہ سنکر ڈرائے  
 انہوں نے اُس سے کہا کہ مجھے تحقیق کر لیا ہے کہ اوزنگ زیب کی نیت میں آپ کی طرف سے فساد  
 ہے اور یقینی ایک خوفناک سازش آپ کی عزائی کے لئے ترقی پذیر مختلف جگہوں تک جسکی اطلاع ہو  
 آئی ہے اس واسطے بھائی کی ملاقات کو آپ ہرگز نہ جائیں اور خاص کر آج کے دن تو ادھر نہ جی  
 رہے ہیں اور صحت یہ ہے کہ آپ اس بلا کو یوں ٹالنے کے بجائے کاہانہ بنا سے جس سے اوزنگ زیب  
 حسب معمول آپ کی عبادت کو خود بخود اڑھائیوں کے ساتھ ضرور آئیگا اوزنگ زیب کی ترقی  
 و چال پوسی و ریاکاری کے افواہ سازی نے اُس نامراد شہزادہ پر ایسا اثر کیا تھا کہ ہوا خواہوں کو  
 دلائل اور منت و مباحثہ کیا کسی سمجھ میں آتے تھے اوزنگ زیب کو بھائی کے آنے کی توقع تھی  
 اُسے میرخان اور تین چار اور امیروں کے ساتھ اپنے منصوبے کا مشورہ کیا جب مراد آیا تو بھائی  
 انہی اس مقررہ قربانی کے ساتھ پہلے سے بہت زیادہ تباہی سے پیش آیا اور ایسی خوشی ظاہر کی  
 کہ جسے سب آنکھوں سے آنسو گل پڑے اوزنگ زیب نے اپنے ہاتھ میں رومال لیکر اُسے چہرہ کا  
 پسینا پونچھا اور گرد و گردی دونو بھائیوں نے ساتھ بیٹھ کر ہنسی خوشی کھانا کھایا اور ظاہر میں  
 محبت و الفت کی باتیں نہایت تباہی کے ساتھ ہوئیں مگر کہیں بیچ میں انکا نارہن ہو گیا  
 کھانے سے فارغ ہوئی تو کابل و شیراز کی مزہ دار شراہین بہت سی آئیں تو اوزنگ زیب بٹھا  
 اور مسکرا کر اُس نے کہا کہ صاحب عالم تم خوب بانٹے ہو کہ میں مسلمان ہوں مجھ کو مشکل ہی کہ  
 میں بہت سے ساتھ اس جی نوشی میں مزے اڑاؤں اسلئے مجھ پر لازم ہو کہ میں یہاں سے  
 غیر حاضر ہوں مگر آپ کی مصاحبت میں عمدہ آدمی ہیں میرخان اور اور احباب آپ کی خدمت  
 میں ہمدردی کرینگے۔ مراد بخش کی تو عادت میں بہت سزا پنا داخل تھا جب بغیر شراہین  
 اسکے آئے تو اس قدر انکو مایہ میرست ہو کر بے خبر ہو گیا اوزنگ زیب کی مراد پر آئی  
 کہ مراد بے ہوش پڑا سو تا تھا مراد بخش کے نوکروں کو حکم ہوا کہ وہ باہر چلے جائیں



پاؤن ہلائے تو اسکو ابھی قتل کر ڈالو تو یہ سکر مراد کچھ بکا لکھ کر چپکا ہو گیا اور پاؤن  
بھی بندھوا لئے شہباز خان جو دلی خیر خواہ تھا یوں قید ہوا کہ وہ ایک خیمے کے نیچے  
بٹھایا ہوا تھا کہ اسکی رسیاں کاٹ دیں وہ اسکے نیچے دبا اور اسکے الجھیرے سے نکل نہ سکا  
گرفتار ہوا اور باقی امراء کو سلج آدمیوں نے پکڑ لیا انہوں نے اوزنگانے یب کی اطاعت  
قبول کی۔ مراد اور اسکا رفیق جنطالت کامل اگرہ کو روانہ کئے گئے۔

ظفر مہین لکھا ہے کہ ۲۲ رمضان ۶۹۰ سنہ کو اوزنگانے اگرہ سے کوچ کیا بہادر  
میں شوال کو ۲۴ کو سامی گھاٹ پہنچا دروز مقام کیا جب اسکو معلوم ہوا کہ  
مراد بخش نے اگرہ سے ایک کوچ نہیں کیا ہے اور ملازمان شاہی کی ایک جماعت  
مثل ابراہیم ولد علی مردان خان امیر الامراء وغیرہ نے مراد کی ملازمت اختیار کی اور  
موجب مناصبہ ہست ودہ پانزدہ مقرر کرتا ہے تو بہت آدمیوں نے اسکی طرف

رجوع کی تہ میں ہزار سوار اس پاس جمع ہو گئے مین اور ظاہر بہت صورت میں  
منصب کی طمع میں آنکر لشکر عالمگیری سے جدا ہو گئے مین اور اس سے جابلے مین  
امرا آٹا فائنا مین اسکی جماعت بہت زیادہ ہو گئی ہے تو عالمگیری مراد کی اس ترک  
رفاقت کو اپنی مصالحت و دولت کے خلاف سمجھا اور اپنے مدعا دلی مین  
خلل انداز جانا اپنے معتمد کو بھیجکر راد بخش سے رفاقت کے ترک کرنے کی وجہ پوچھی  
مراد نے جواب میں اپنی ناداری کی وجہ سے فوج کی پریشان حالی بیان کی تو...

اوزنگانے یب نے میں لاکھ روپیہ بھیج دیا اور کہلا بھیجا کہ بالفعل اسکو اپنی فوج میں  
خرچ کیجے اور حسبہ عدہ خزانہ اور غنیمت کی تہائی بہت جلد بھیج جائے گی۔ اور  
اہم دارا شکوہ کے تمام کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ پنجاب کا بل اور کشمیر اور ملتان آکے  
یقینی دیا جائیگا۔ اس معاملہ میں آپ مطمئن ہیں اور جلد تشدید لائیں تاکہ بالاتفاق  
یہ بڑی ہم جو درمیش ہے حسبہ لخواہ سرخجام پائے۔

سیرتساخرین میں لکھا ہے کہ اس فساد کی ابتداء یہ ہوئی کہ فتح کے بعد مراد نے

سنبھالے نہ سنبھلا۔ ناچار اسکو جدا بند کرنا پڑا۔ صبح کو جب رات کا نشہ اتر جائیگا تو وہ  
چھر آزاد ہو جائیگا۔

اس اثناء میں ٹیری ٹیری رشوتین اسکے تمام امراء عظام کو چٹائی گیلن اور بڑے بڑے وٹھا  
آنسے کئے گئے اور فوراً کل سپاہ کی تنخواہ بڑھا دی گئی بہت ہی تھوڑے آدمی ایسے  
تھے جو پیسے نہیں جانتے تھے کہ مراد کا زوال آنے والا ہے اس لئے جب دن ہوا تو اُن  
شورش کا نشان بھی شکل سے ملتا تھا۔

جب وزنگ زیب کو اطمینان ہوا تو اُس نے اپنے بھائی کو ایک زنا نی عماری میں بند  
کر کے وہلی بھیجا کہ وہ قدیمی قلعہ سلیم گڑھ میں جو جہان کے بیچ میں بنا ہوا ہے مقید رہے  
ایٹ و صاحب کی تاریخ ہندوستان کی داستان سنئے جو غالباً انہوں نے کسی داستان گو  
سے سُنا رکھی ہوگی اُسکا خلاصہ یہ ہے کہ جب ستھرا میں لشکر اتر اتر اتر اتر اتر اتر اتر اتر اتر  
کو دعوت میں بلایا جبہ آیا اور دونو بھائی کھانے بیٹھے تو شہباز خان خواجہ سرلے  
جو مراد بخش کا راز دار تھا مراد سے سرگوشی کی کہ عمدہ بو خاک میں جاک کر نے کا وقت  
یعنی وزنگ زیب اب سمجھ لینا چاہیے تو وزنگ نے جب جھوٹا ظاہر سے باطن کا حال  
جان لیتا تھا بات کو سمجھ گیا مگر اسکوئی کہ چیکا ہو گیا تو مراد بخش نے شہباز کو کہا کہ اب  
اور اس اشارے کے منتظر رہو تو وزنگ نے یہ سمجھ کر کہ میرے قتل کا منصوبہ یہ ہے تو وہ  
پیسٹ کے درد کا بہانہ بنا کے بہت جلد اپنے گھر چلا گیا۔ تیس روز یہ درد مصنفہ ہی جاتا  
رہا۔ مراد بخش نے اسکی بڑی خوشی منائی۔ بھائی نے اسکی دعوت کی۔ خوب تاج رنگ کیا  
ایک حسین عورت کو دیکھ کر مراد بخش لٹو ہو گیا اورنگ زیب نے اس وقت پابندی  
اسلام کو بھی سلام کیا بھائی کو شراب پلانے کے بالکل بے ہوش کیا اور اسکے امراء بھی  
شراب پی پی کر بیہوش ہوئے اورنگ زیب نے مراد بخش کے ہتھیار اٹھوائے اور اسکے  
ہاتھ آہستہ آہستہ باندھنے شروع کئے مراد جو کچھ آدمیوں کو تلامین میں تو  
آدمی دوڑے مگر وزنگ زیب کی اس ڈانٹ کے بتانے سے کہ اگر مراد ذرا ہاتھ یا

یہ دن بھی یوں گفتگو میں گیا اور نگ زیب نے اس معاملہ کو ادھور اچھوڑ کر گے جم کے لئے سفر کرنا عقل کے خلاف جانا اور پھر امین توقف کیا اور ہر روز کئی کئی دفعہ آدمی بھیجتا اور پیغام دیتا کہ بڑے بڑے معاملات ایسے پیش ہیں کہ انہیں بغیر آپ کی مصلحت و مشورہ لینے کے میں آگے کو بچ نہیں کر سکتا آپ کی تشریف آوری کا انتظار حد سے زیادہ ہے اگر آپ تشریف لائیں تو ایک پتچہ دو کاج ہوں ایک ملاقات کی مسرت دوم امور مرجوعہ کی اصلاح کی تدابیر براہِ بخش سادہ لوحی سے اور نگ زیب کے فقروں میں آگیا اور اسکو سچا جان کر ملاقات کرنے پر رضامند ہو گیا سوم روز صبح کو سپر وٹکار کے لئے صحرائیں گیا۔ اسکا خاص ملازم نور الدین اور نگ زیب کے ساتھ گھٹ گیا تھا گھوڑا دوڑا کر وہاں سے آیا اور عرض کیا کہ اورنگ زیب کے سپیٹ میں دفعۃً شدید درد اٹھا ہے اور بستر پر لوٹ رہا ہے اور محبت کے مائے آب کو بار بار یاد کرتا ہے ایسی ہی صورت میں اسکی عیادت کے لئے جانا نہایت مناسب ہے، مراد بخش سیدھا سادہ آدمی مکر و فریب سے محض آشنا تھا۔ وہ نور الدین کو سچا جانکر جریدہ چند خدمتگاران اور خواصوں کے ساتھ گھوڑا دوڑا دارِ دولت میں بپائے دار آیا۔ اورنگ زیب کے ہوشمند ملازم اس حال کے منتظر تھے انتقال کو دوڑے دولت خانہ کے خالص خیمہ میں لے گئے اور اس کے ملازموں کو یہ کہہ کر باہر چلا گیا کہ اندر جگہ تنگ ہے۔۔۔۔۔ اورنگ زیب نہایت تعظیم و احترام میں پیش آیا اور بہت اپنی بناشت و مسرت دلی ظاہر کی اور خلوت کدہ میں لے گیا اور کہا کہ آپ کی حاضری کا وقت آگیا ہے وہ تناول کیجئے اور قیلولہ فرمائیے۔ استراحت کے بعد معاملات سلطنت میں فراغ خاطر سے گفتگو اور مشورہ کیا جائیگا۔ مراد بخش کچھ دیر تک بیٹھ گیا اور اپنی سادہ لوحی سے بے تکلف بے سوچے سمجھے ہتھیار کھول کر ایک کدہ میں دینے اور سو گیا۔ اورنگ زیب یہ کچھ کہہ کر اس کا مٹھک ہو گیا استراحت کے جہان سے حرم سرا میں چلا گیا۔ ایک نڈی اندر سے آنکھ کے تلوار اور ہتھیار اٹھا کر لے گئی اور بیہوش اور بے حسی اور لوگ جو اسی کام کے منتظر تھے اور اب کوئی حالت منتظرہ باقی نہ تھی۔

عالمگیر کو پیغام دیا کہ وعدہ یہ تھا کہ ملک دولت بالما صنفہ تقیم ہوگا اب اسکا ایفاء کیجئے  
 عالمگیر اس تقریر کو سنکر اس کے مقید کرنے کی تدبیر میں ہوا اور یہ جو آپ بھیجا کہ ابھی جنگ باقی  
 اور بادشاہ زندہ ہے جسکی توجہ داراشکوہ کی طرف بہت ہے اس گفتگو کا محل نہیں ہے  
 سلطان مراد بخش نے بالحد تشلی و تسکین پائی اور اگرہ سے چلا مگر اب بھی بھائی کے لٹ کر سے  
 اپنا لٹ کر ایک کوس پیچھے رکھتا اس طرح دونو بھائی لنگے پیچھے چلتے ہوئے متھرا میں آئے تو  
 پہلے سے بھی زیادہ فاصلہ پر مراد نے اپنا قیام کیا۔ اولیاء دولت نے مراد کی ان  
 اوضاع و اطوار و حرکات و سکنات کو یک دلی و یک جہتی کے خلاف جاننا اور خلوت میں  
 عالمگیر کو اس پر مطلع کیا کہ ایسے وقت میں کہ بڑے بڑے کام کرنے درپیش ہیں و حسبِ خواہ  
 مسئلہ صورت نہیں بخوشی ہے اور مخالفان دولت سے جمعیت خاطر نہیں ہوئی۔ مراد کی  
 ان اداؤں سے عالمگیر کو تردد ہوا اور سخت دولت کا یہ تقاضا ہوا کہ اپنے ہوا خواہوں کی  
 خاطر کو جمع کرنے کے لئے مراد مقید کیا جائے۔ جب رے اس طرف ہوئی تو اول اس نے  
 مراد کے امراء عظام کو بڑی بڑی رشتہ میں دیکر اور بڑے بڑے وعدے کئے کہ اپنی طرف  
 کر لیا اور پھر صلاح و مشورہ کے بہانہ سے مراد بخش کو اپنے گھر بلایا مگر وہ اس ورنہ  
 حیرانڈیشوں و ہوا خواہوں کے منع کرنے سے کچھ بہانہ بنا کے نہ آیا۔ اور زنگیہ کے محل  
 میں یہ کانٹا ٹھکنا تھا اسکو جلد نکالنا چاہتا تھا۔ اسنے متھرا میں قیام کیا اسکو یوں  
 مسئلہ شروع کیا کہ کبھی ملاقات کا شوق ظاہر کیا بھی معاملات ملکی میں صلاح و مشورہ  
 کو حیدر بنایا۔ مراد بخش اپنی سادہ دلی سے جانے کو تیار ہوا تو اس کے نیک خواہوں نے  
 جو اس قریب سے آگاہ ہی رکھتے تھے اسکو روکا اور کہا کہ ہکو اور زنگیہ کی طرف سے  
 اطمینان نہیں کہ وہ آپ کے وفا کر گیا اور پھر آپ کا بچھٹنا کچھ کام نہ آئیگا مگر اس نامراد  
 نے انکی بات کو اس کان میں سنا اور اس کان سے اُڑ دیا اور یہ جواب دیا کہ میں مجھ نہیں  
 است کہ بر طبیعت شما غالب گشتہ با وجود عہد و پیمان مؤکد با غلاظ ایمان ازان  
 حضرت این ہمہ تردد و مصلحت و اہمہ را مرا بخاطر راہ دادن از طریقہ مسلمانان نباشد

سمجھتا ہے کہ مدعی سلطنت کو اس طرح بھگانے لگاۓ تو ملک کو اسکے فتنے سے بچائے۔  
 اوزنگ زیب نے بھی یہی کیا مگر تیسروں سے جو خونریزی سے ہزار درجہ بہتر  
 سلیمان شکوہ کے پاس ملحق ہو کر پیر آکر راجہ جینگ اور راجہ سنگھ اس کا برادر زادہ راجہ جینگ  
 وسید فیروز خان بارہ اور بڑے بڑے امیر راجہ کے ساتھ آئے۔ راجہ جے سنگھ مثل اودا جت  
 راجاؤں کے دارا شکوہ کا اسلئے طرہ دار تھا کہ اسکے خیالات مذہبی وسیع تھے اور ہندوؤں کے  
 حق میں اچھے تھے سواہرین استحقاق سلطنت بھی اسکے نزدیک رکھتا تھا وہ مرزا شجاع سے لڑنے کو  
 بے تامل چلا گیا مگر اوزنگ زیب کو لڑتے ہوئے اس سے اسکو شرم آتی تھی کہ وہ پنج میں توں آئے  
 ساتھ لڑائیوں میں شریک رہا تھا وہ انکی لیاقتوں اور حکمتوں سے بہرہ تھا سواہر اسکے اسلئے  
 بھارت اس کے قدموں کے تھے تھا اب اسے لڑنے کے لئے راجہ کا قدم کسے اٹھتا غرض سہی  
 اپنی صلاح و فلاح اس میں دیکھی کہ جو ان بچپن میں کی عمر کے شہزادہ سلیمان شکوہ کو چھوڑ کر  
 اوزنگ زیب پاس گیا۔ مراد بخش سے رفقا بہن سے اوزنگ زیب پاس یہ امر آئے۔  
 ابراہیم علی خان سپر علی مردان خان۔ کنویرل سنگھ اسی برادرانا۔ قطب الدین خوشگوار راجہ جینگ  
 شہزادہ سید علی خان وسید فیروز خان وسید فیروز خان وسید فیروز خان وسید فیروز خان وسید فیروز خان  
 بھلا بھری و محمد عابد نیلا وری و منوہر داس پسر غریب داس سیٹھو یہ اور بعض اور کے سردار  
 علی قلی بیگ و میر فتح اح اور میر حمید ہی میر سامان اور تمام عہدہ نوکر۔  
 بخشیمون کو اوزنگ زیب نے حکم دیا کہ مرزا مراد کی سپاہ اگلی بجلی جو ہیں ہزار کے قریب ہے۔  
 اسکو ملاحظہ کر لیکن ان سب کو اسنے اپنی سپاہ کا حصہ بنالیا اور انکے افسروں کو بڑے  
 بڑے منصب دیدئے۔

داراشکوہ نے سلیمان و مراد بخش کو مراد بخش کے پاس لے آئے۔ داراشکوہ نے حال مراد بخش کو پوچھا کہ تیرے پاس کون سے سپاہی ہیں؟

داراشکوہ کو اپنی پادشاہی کی دھن چلی جاتی تھی جب وہ دہلی سے لاہور بھاگا تو راہ میں  
 سہرندین چند روز قیام کیا۔ یہاں کی جہات کا نظم و نسق راجہ ٹوڈرل کو سیرد ہوا جس نے  
 یہاں داراشکوہ کے لئے کی خبر سنی تو وہ دو راندیشی پیش بینی کی کہ ابھی جنگ میں بھاگ گیا  
 ہزار لاکھ دھنوں کی تلاش کے لئے آدمی مقرر کئے اسکا مال میں لاکھ روپیہ کا بعض حکم

خوابگاہ میں آن گھسے انکے باؤں کی آہٹ سے اور شیخ میر کی حد لے پر سے اُس کی  
 پچھین کھلیں تو ایک نیا عالم دکھا خیر ہو کہ کھڑا ہوا اور جیل پنے ہتھیاروں کا پتہ نہ پایا تو با  
 سمجھا کہ معاملہ کیا ہے ٹھنڈی سانس بے یاس ہو کہ کھینچ لگا اور بولا کہ مجھ جیسے رست اخلاقی  
 اور صاف باطل کچے ساتھ ایسا کیا اور درست عہد و پیمان جنکا عناصر میں فرض میں قہر ان میں  
 تھا اسکا حق یہ بجالائے۔ یہ شکر حضرت اوزنگ زربے پر دہ کے پیچھے سے شا فرمایا  
 کہ برادر عزیز چونکہ تم سے اندون میں کچھ ایسی باتیں سرزد ہوئیں جنہو فتنہ و فساد اور خلقت  
 ملک کی بربادی کا گمان ہوتا تھا اور چند احمق اور شریر لوگوں کے بہکانے سے جو کہ تمہارا  
 گرد و پیش جمع تھے تمہارے دماغ میں کچھ ایسا غور اور سخت سما گئی تھی کہ عقل نہ اور سوجھ  
 لوگوں کو ملک کے اس منج امان میں غل بٹنے اور سلطنت کے انتظام میں فتویٰ آجائے گا میں  
 ہو گیا اسلئے تمہارے مزاج کی اصلاح اور ملک سلطنت کی مصلحت کے لئے کچھ دنوں تمکو  
 گوشہ عافیت میں بٹھانا اور زمانہ کی کشمکش سے اور کن کن کے درد سے چھوڑانا لازم  
 ہوا اور خدانہ کرے کوئی ایسا امر کہ جو آپ کی پیاری جان کے اندیشہ کا باعث ہو۔  
 میرے دل میں نہیں ہو اور خدا کا شک ہے کہ اس عہد و پیمان میں جو آپ کے ساتھ کیا  
 گیا ہے کسی طرح کا خلل و فتور نہیں آیا اور تمہاری جان غریبہ خدا کی ضبط و حمایت میں ہے  
 پس مقتضائے عقل یہی ہے کہ اسکو اپنے لئے موجب بہتری سمجھ کر خزن و ملال کو طبیعت  
 میں جگہ نہ دیجئے درطریقت پر جب پیش سالک آید خیر اورست + بمقتضائے  
 (عسی ان تکرہوا شیئاً و هو خیر لکم) جس شے کو تم مکرہہ جانتے ہو  
 عنقریب وہ تمہارے لئے خیر ہے۔

اس واقعہ کی تفصیل میں مورخوں کا اختلاف ہے مگر فی معاملہ میں اتفاق ہے۔  
 اوزنگ زربے جو دلائل اس بھائی کی گرفتاری کی خود بیان میں لکھی ہیں انہی اسکی  
 نہایت عاقلانہ تدابیر معلوم ہوتی ہیں۔ یوں اسکی باتیں بڑی مکر و فریب کی معلوم  
 ہوتی ہیں لیکن بونی شکل اخلاق میں و حسن اخلاق میں داخل ہے۔ ہر بادشاہ اپنا فرض

کے نسب ان ہر اسم کے ادا کرنے کا خیال نہیں کیا۔

عالمگیر نے داراشکوہ کے تعاقب میں بہادر خان کو لشکر کے ساتھ بھیجا تھا اب اور لشکر کو لا کر  
کو سیہ لارنا کے ۲۲ ذیقعدہ کو بھیجا کہ وہ بہادر خان کے لشکر سے ملے اور دونوں کراچیا جھج  
ہو کر آب ستلج کے کنارہ پر پہنچے اور وہاں اسکے آنے تک ٹھہرے اور دریا سے عبور کرنے کی تدابیر  
میں مشغول ہوں اور گدزون کو تحقیق کریں اور اس طرف کے حالات کو معروض کریں۔

عالمگیر نے جب یہ سنا کہ سلیمان شکوہ بگنگ سے اتر کر ہردوار کی طرف آیا ہے اور اسکے  
اپنے اور اسکے باپ کے نوکر ساتھ میں جو باقی رہے تھے اور اسکا ارادہ ہے کہ اگر ہو سکے تو  
بورہ اور بہار نیور کی راہ سے جا کر باپ مل جائے تو اسنے امیر لاما کو ایک لشکر کے ساتھ  
ہردوار روانہ کیا کہ وہ سلیمان شکوہ کو آب گنگ سے عبور کرنے کا سد راہ ہو اور اکیلا ورت کر بھی  
بسر کر دگی شیخ میروانہ کیا کہ اگر سلیمان شکوہ یا گنگ سے عبور کرے تو اسکو بڑا جتنا پرہیز  
بھی سلیمان شکوہ کے سد راہ ہونے کے لئے لشکر روانہ ہو چکے تو عالمگیر پنجاب کو روانہ ہوا۔  
گو ابھی گرد سفر اسکے چہرہ سے نہ اتر ہی تھی۔

ۛ

عوق نامک اسپان لاغہنور

نرستہ ہم از ریجر رہ تو سنے

مذہب لشکر کشان ہنوز تیر

انیاسودہ از بار جبہ تنے

مذہب لشکر کشان ہنوز تیر۔ ہم از ریجر رہ تو سنے۔ انیاسودہ از بار جبہ تنے۔  
مذہب لشکر کشان ہنوز تیر۔ ہم از ریجر رہ تو سنے۔ انیاسودہ از بار جبہ تنے۔  
آگے برسات کے سبب پنجاب جانے کی راہ نہایت خراب تھی اسلئے بادشاہ ہر گندہ رو  
میں کہ ستلج کے کنارہ پر ہے گیا۔ بہادر خان کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ لشکر شاہی ستلج  
سے برا اتر گیا کی وجہ سے یہ کہ خلیل اللہ خان سے پہلے بہادر خان داراشکوہ کے تعاقب  
میں روانہ ہوا تھا جب اسنے سنا کہ گدزون پر داراشکوہ نے داؤد خان کو مقرر کیا تھا۔ مگر  
اسکو بعض مطالب کے لئے لاہور بلایا ہے تو اس نے اس دریا سے عبور کرنے کا ارادہ کیا گدزون  
پر تو خالفوں کی جمعیت بہت تھی وہاں سے لشکر کا عبور ہونا مشکل تھا وہ زمینداروں کی زمینوں  
و مشورہ گذر رہے اتر گیا جو تنوں سے دائیں طرف اوپر کی جانب ہے اس لئے

نہنگ زیب کا تخت سلطنت پر بیٹھا اور داراشکوہ و سلاطین کا شکر ادا کیا اور خود پنجاب کی طرف جانا شروع کیا۔

مدفون تھا وہ آدمیوں کی نشان دہی سے نکال لیا اور اس پر تصرف ہوا۔ یہاں لاپرواہی کو روانہ ہوا جو اس کی جاگیر میں تھا۔ جب تلخ کے کنارہ پر آیا تو گدڑوں کی کشتیوں کو جمع کیا۔ ان میں سے بعض کو ڈبوایا بعض کو توڑا۔ اُس نے سوچا کہ برسات کا موسم ہے اور کچھ پانی کی کثرت سے راہوں میں اور نگ زیب کا لشکر چل نہ سکیگا اور تلخ میں اپنی طغیانی کے سبب پایا نہیں اور کشتیاں ناپید ہیں۔ گدڑ تلون پر اپنے عمدہ نوکیر اور دو خان کپٹ کے ساتھ مقرر کیا کہ کچھ دنوں اور نگ زیب کے لشکر کے صدموں سے بچو جب تک برسات ختم نہ ہوگی اور نگ زیب پنجاب میں نہ آسکے گا۔ اس عرصہ میں لاہور میں خزانہ پادشاہی اور اپنی اموال پر جو ایک کروڑ روپیہ کے قریب ہے اور قورخانہ و توپ خانہ پر اور کارخانوں پر اور اسباب تحلل پر اور اوقات نبرد و پیکار پر متصرف ہو کر اپنی اصلاح حال فارغ الیال ہو کر گنگا شکر و سیاہ جمع ہو جائیگی دوبارہ اور نگ زیب کے حاربہ خوب ہوگا۔ مگر وہ اس غافل تھا کہ یہ اس کی حکمت اور نگ زیب کے آگے نہ چلیگی وہ اس کو پنجاب میں اسباب جنگ کو نہیں جمع کرنے دیکھا اور پنجاب سے باہر نکال دیکھا پہلے تو اس نے امیرون کو بھیجا تھا۔ اب آپ خود پنجاب جا جائے گا ارادہ اُس نے کیا اگرچہ برسات کا موسم تھا شکر کا رستہ چلنا دشوار تھا پھر دریائے ستلج سے پار جانا اور بھی مشکل تھا اور اس سال میں اس نے اس کے لشکر نے بھی کمر ہر کہ آئینوں میں شقت شادہ اٹھائی تھی اور بڑی بڑی مسافتیں طے کی تھیں مگر اس نے اس یوریش کا غم کیا اور کچھ اس کا خیال نہیں کیا کہ سیاہ کچھ دنوں آرام کرے اور میں خود آسائش کروں اور قیاداعہ حکمت فتوح علیہ السلام پر خیال کر کے پنجاب کا قصد کیا۔

اور نگ زیب کی اورنگ نشینی کی تاریخ بخویسوں کے روز جمعہ غرہ دلیقعدہ مقرر کی تھی۔ اب اتنی فرصت نہ تھی کہ وہ شاہجہان آیا دین داخل ہوتا اور اپنے خاندان کی سم اور آئین کے موافق تخت نشین ہوتا اس لئے باغ اعزاز آباد میں ساعت مقررہ میں تخت سلطنت پر بیٹھا اور سک و خطبہ کو جلوس ثانی پر موقوف رکھا اُس نے داراشکوہ کی استیصال کا حال



پاس جاؤ نگاراجہ اپنی منزل میں ہا اور پھر اسکے پاس ٹکیلا۔ دوسرے روز دلیر خان سیلیمان شکوہ  
 نے مشورہ لیا دلیر خان نے میرے دی کہ الہ آباد کو مراجعت کیجئے اور دریا گنگا سے جو کچھ  
 شاہجہان پور جائے۔ وہ آجے اتالیق بہادر خان کا آباد کیا ہوا ہے وہ افغانوں کا وطن  
 ہے وہاں افغانوں کی اقوام کی اور اروں کی سپاہ جمع کیجئے پھر جو صلاح وقت و مقتضی حال  
 ہو عمل میں لائیے میری یہ بھی عرض ہو کہ اگر میری صوابدید پر عمل کیجئے گا تو میں آپ کی رفعت  
 و ہمراہی کروں گا اور زمین اپنا رسوہ لوں گا۔ سلیمان شکوہ نے اس تدبیر کو منظور کیا دوسرے  
 روز الہ آباد جانے کا قصد کیا جب راجہ جینگ کو اسکی خبر ہوئی جو دلیر خان کا بڑا دوست تھا  
 اس نے دوستانہ نصیحت .... کی کہ کیوں احمق بنا ہے اور اپنے خان و مان کو برا دیتا  
 ہے میری ساتھ بادشاہ پاس چلے۔ کس جاہل کے ساتھ بے حاصل ہمراہ ہوتا ہے۔ دوسرے روز  
 جب سلیمان شکوہ نے دلیر خان کی رائے کے موافق الہ آباد کی طرف کوچ کیا تو دلیر خان نے مغرت  
 کی۔ راجہ جینگ کے ساتھ ہر اسی طرح اور نہ ملے شاہی نے اسکی ہمراہی کو ترک کیا اور اس کے  
 ساتھ کوچ نہ کیا اسکے باجے نئے نوکر جنکے وطن سی جانب میں تھے اس خبر کو سن کر متفرق ہو کر  
 اپنے وطنوں کو چلے گئے۔ سلیمان شکوہ پاس جتنی آدمی رہ گئے تھے انکی ساتھ دہلی جانے کا ارادہ  
 کیا مگر بہادر خان اسکے اتالیق نے اس سے تجویز کو نہیں پسند کیا اسکو الہ آباد جانے کی صلاح دی  
 ناچار وہ باقی بیگیا و رسید صلابت خان بارہ کے ساتھ الہ آباد کو چلا۔ اب اسکے ساتھ اپنا اور  
 باجے نوکر چہ ہزار سوار تھے انکے ساتھ الہ آباد میں آیا اور سات روز یہاں ٹھہرا۔ ہر روز صلاح  
 و مشورہ ہوتا اسکے ہمراہیوں میں سے ہر فرقہ جدا ایک تدبیر بتاتا۔ ایک جماعت کی رائے  
 یہ تھی کہ الہ آباد میں قیام کیجئے اور اسکی حدود اور ٹہنہ کو اپنے تخت میں لائے۔ اور نہ دوسری بھیجئے  
 ایک گروہ یہ صلاح دیتا تھا کہ ٹہنہ میں چلئے اور شجاع سے صلح و الفت کا ڈول ڈالئے اور  
 اسکے اتفاق و اعتقاد سے کام بنائے۔ سادات بارہ کی ایک جماعت جینکا وطن میان  
 دو اب تھا کہتے تھے کہ بھگو چاہئے کہ جاہد پور اور ندینہ (گکینہ) کی طرف چل کر دریا پار  
 جائیں اور نواحی لہور یہ اور سہارنپور سے جینا پار ہوں اور یوں پنجاب میں جائیں۔

اس نے بادشاہ کے حکم سے دارالخلافہ شاہجہان آباد سے کشتیوں کو بھڑکوانی میں لا دیا تھا۔  
 یہ کشتیاں تھیں کچھ اور زینداروں نے جمع کر دین کل پچیس کشتیاں تیار ہوئیں ۱۴ ذیقعدہ  
 یار جائے کارادہ کیا اور خلیل اللہ خان کے لشکر کا انتظار نہ کھینچا۔ پھر رات باقی ہو گئی کہ دریا  
 جنگ کے لڑا رہے آئے آئے آٹھ سو آدمیوں کو کشتیوں میں بٹھا کر پار اتارا۔ سپاہی  
 کشتیوں سے اترے اور توپخانہ کو پیش رو کر کے مخالفوں کی طرف چلے جو بے خبر پڑے تھے  
 اور ان پر حملہ کیا وہ رعب میں آنکھ نہ لڑ سکے فرار ہو گئے لشکر شاہی نے دریا کے پار اپنے مورچے  
 جمائے اور مخالفوں کی جگہ پر پہنچے بھگوتے بھاگ تلون میں اپنے لشکر سے جا ملے یہاں کا  
 لشکر بھی ڈر کر سلطان پور کو بھاگا اور اس طرح کھانڈوں پر جو اور فوجیں بیٹھی تھیں بھاگ گئیں  
 اور سلطان پور میں جمع ہوئیں اور داراشکوہ کو یہ سارا حال لکھا بہادر خان کے عبور پہنچنے  
 کی خبر بادشاہ شکر بہت جلد رو بہرین آیا اور لشکر کو پار اتارا۔

سلطان شاہجہان آباد

داراشکوہ کو یہ رمضان کو شکست ہوئی تھی۔ ۵ رمضان کو سلیمان شکوہ کو لاہ آباد  
 سے تین منزل پر نواحی کڑہ میں باپ کی اس شکست کی خبر پہنچی اول شاہجہان کا اور پھر داراشکوہ  
 کا فرمان آیا اس میں اس شکست کا اور عالمگیری کی فتح کا حال مفصل لکھا ہوا تھا لشکر میں اس  
 خبر کے منتشر ہونے کے اسکی جمعیت میں تفرقہ ڈالا۔ شاہجہان کو اسکا احوال یہ  
 تو خبر چلی جاتی تھی اور اسے جو دارا کہتا تھا وہ کرتا تھا اسکے کہنے سے شاہجہان سلیمان  
 کو لکھا کہ اپنے باپ کو نوکروں اور بیٹوں کے ساتھ دہلی چلے جاؤ۔ اور باپ کے ملجاؤ اسی  
 مضمون کا رقیمہ داراشکوہ نے اسکو لکھا اور امراء اور اعیان لشکر کے نام استمالت نامے آئے  
 کہ وہ سلیمان شکوہ کی ہمراہی اور رفاقت کریں۔ سلیمان شکوہ گھبرا کر راجہ جیسو کو بلایا کہ مشورہ  
 لیا یہ بقضاء المستشار معتمدی۔ راجہ نے کہا کہ صلاح اس میں یہ کہ سپاہ جو ساتھ ہے اسکو لے کے  
 بلا توقف دہلی جاؤ اور باپ پاس پہنچ جاؤ اور اگر یہ نہیں ہو سکتا تو لاہ آباد کو مراجعت کرو  
 اور جب تک کہ باپ کا حال معلوم ہو وہاں ٹھہرے یہ جو سلیمان شکوہ راجہ کے رشتہ  
 اور ہمراہی کے لئے کہا تو اسنے صاف جواب دیا کہ میں ہمراہ نہیں جاؤنگا اور نہ

راہ عبور بند ہی اگر بیان رہنے کا ارادہ حضور کا ہو تو نہاد کو نصحت کیجی اور اہل و عیال راہ  
 چند نوکروں کے ساتھ سری نگر چلے اس وقت باقی بیگ مخاطب بہ بہادر خان بھی سلیمان  
 سے جدا ہو کر دنیا سے نصرت ہو گیا سلیمان شکوہ ایک حرکت یہاں یہ کر بیٹھا کہ گردری پر گنہ  
 ندینہ کو جو ایک سید ظلم و سبکیا قیدی پانچ ہیر ساتھ تھا اسکا خون اپنی گردن پر لیا۔  
 خوش سات آٹھ روز وہ یہاں ٹھہرا ماحطرح سے زمیندار سری نگر نے اسکو جانے کے  
 لئے کہا تھا اس میں وہ مترد و متفکر تھا اور روز صلاح و مشورہ کرنا تھا سلیمان شکوہ  
 دارا شکوہ کو کر اپنی خیریت آئین جانتو تھے کہ کسی طرح اس سے جدا ہو جائیں وہ اسی گھٹائی  
 لگے رہتے تھے انہوں نے دیکھا کہ بیان کا زمیندار اور اسکے آدمی موجود ہیں جنکے ساتھ میں بیان  
 ساری راہیں اور دسے ہیں وہ سری نگر میں پہاڑوں کے چکروں میں جا کر کیوں بھنسن  
 سنے متفق ہو کر یہ صلیحت دیکھی کہ سلیمان شکوہ کو سری نگر جانے سے باز رکھیں اور حیرت و  
 لطائف الحیل سے ان پہاڑوں سے اسے نکال کر ہندوستان کی زمین وسیع میں لے جائیں  
 جہاں ہمارے جدا ہونے کا کوئی مزاحم و مانع نہ ہو۔ سردار و نئے اتفاق کر کے سلیمان  
 کو سمجھایا کہ بیان کا زمیندار جس طرح جانے کے لئے کہتا ہے وہ خرم و احتیاط سے خلاف ہے  
 بہتر یہ ہے کہ جس راہ سے آئے ہیں اسی راہ سے الہ آباد میں مزید ترغیب کے لئے قاسم قلعہ  
 الہ آباد کا خط بنا کر دکھلا دیا جسکا مضمون یہ تھا کہ شجاع اکاٹھ کے عظیم کے ساتھ بنگالہ سے  
 اس جانب روانہ ہوا ہے عنقریب یہاں آتا ہے بہتر یہ ہے کہ تم بھی الہ آباد میں آ جاؤ اور اس  
 ساتھ اتفاق کر کے جو صلاح حال اور مرکز خاطر ہو اس پر عمل کرو اس سمجھانے سے سلیمان  
 نے سری نگر جانے کا قصد چھوڑا اور کوہستان کے زمیندار سے عذر کیا اور کچھ جواہر و  
 مرصع آلات اور ایک ہاتھی اسکو دیا جس راہ سے آیا تھا اسی پر الہ آباد کی طرف چلا۔  
 جب ندینہ میں آیا تو اسکے آدمی جنہوں نے اپنی صلاح کا دیکھ کر یہ تو طبیہ بنایا تھا۔  
 اسے جدا ہونے شروع ہوئے سلیمان شکوہ کے ساتھ صرف سات سو سوار یہ گئے  
 اور وہ بھی بھاگنے کی فکر میں تھے۔ اب سلیمان شکوہ دیکھا کہ اس طیل سپاہ کچھ الہ آباد

یہ اسے بعد گفتگو و بحث کے سلیمان شکوہ کو پسند آئی اسوال زوائد و کارخانجات اور کچھ اہل  
کو قلعہ آباد میں چھوڑا۔ سید قائم بارہ کو قلعہ کی حرارت سپرد کی گنگ سچو جو کیا اور منترین  
نے کرنی شروع کیں ہر منزل میں اسکا اور باپ کے نوکر اسے خدا ہوتے جاتے تھے اور روز بروز  
اسکی شوکت و جہت کی سلک منتشر ہوتی تھی لکھنؤ سے گذر کر برگندہ ندینہ میں آیا جو بگم صاحب کی  
قطاع میں تھی اس نے سنا کہ یہاں تحصیل کارویہ موجود ہے۔ کروری سے اسکو وصول کرتا  
ہوا ہوا وہ بھاگ کر اسے گھر میں چھپا۔ سپاہ نے جا کر اسکا گھر گھیرا اور اسکو پکڑا دلاکھ روپیہ وصول  
کیا جو بگم صاحب کا تھا۔ کروری کو مفید کیا۔ سید صلابت خان بارہ جو اس کے ہمراہیوں میں  
تھا وہ بھی جدا ہو کر عالمگیر پاس چلا گیا۔ سلیمان شکوہ جس گذرے عبور کرنے کا قصد کرتا تھا۔  
اسکے آنے سے پہلے اس طرف سے کشتیان اس طرف لے جاتے تھے کہیں وہ دریائے سندھ جاسکتا تو  
ناچار مراد آباد کے پاس سے گذر کر چاندی میں آیا جو ہر دو ار کے محاذی ہی اور ولایت سری  
اس سرحد کے قریب ہے۔ چوانی داسن یوان ہوتا کو دارا شکوہ پہلے زمیندار سری گراپن  
تھا اور وہ سلسلہ ارتباط کا محکمہ ہوا تھا اور کوہستان کی راہوں سے واقف تھا اس کو  
سلیمان شکوہ نے مرزبان مذکور پاس بھیجا اور کشتیوں کے سرانجام کرنے کے لئے اور دیر سے  
عبور کرنے کے واسطے استعانت و امداد کا خواستگار ہوا۔ اور چند روز جواب انتظار میں یہاں  
ٹھہرا اس نے شہر میں امیر الامراء فدائی خان اور سارا شکوہ جو شاہجہان آباد سے اس کے  
روکنے کے لئے روانہ ہوا تھا وہ گنگا کے پار چاندی کے قریب آیا جہاں سلیمان شکوہ ٹھہرا ہوا  
تھا دریا کے پار شکوہ شاہی کا سامان سلیمان شکوہ نے دیکھا تو جانا کہ مجھ میں اتنے لڑنے کی کہاں  
تاج یوان ہونا چار پہاڑوں میں ٹکراتا ہوا کا نہ تالی میں جا کر ٹھہرا جو ولایت سری نگر  
سرحد سے زمیندار سری گراپن جب چوانی داس گیا تو اس نے اپنی آدمیوں کو بھیجا تھا وہ  
سلیمان شکوہ سے ملے اور اسکو پہاڑوں میں لے گئے جب وہ سری نگر سے چار منزل پہنچا تو  
سری نگر کا مرزبان سلیمان شکوہ سے ملا اور اس نے کہا کہ میری پاس تھوڑی سے جگہ ہے  
اس کے ساتھ جو شکوہ ہے اسکی گنجائش اس میں کہاں ہو سوا کہ زمین کھوڑے۔ ہاتھی اور

دارا شکوہ شکست پا کر لاہور میں گیا ہے تم مہابت خان کے خلف الصدق ہو یعنی مہابت خان  
 ثانی ہو تم میرے بڑے مخلص درست اعتقاد ہو اسلئے میں اپنا درد دل بیان کر کے امید  
 رکھتا ہوں کہ تم اسکا تدارک کرو گے۔ تم اس بڑے باب کے بیٹے ہو جس نے جہانگیر کو خراسان میں  
 لے کر تھکے سے رانی دلائی اور مجھ کو بادشاہ بنایا اب اس کو بھی زیادہ مشکل ایک معاملہ پیش آیا ہے  
 کوئی شخص اسکا تکفل سوا ہمتارے نہیں ہو سکتا میرا دارا شکوہ لاہور میں ہی وہاں خزانہ  
 میں کمی نہیں ہو اور کابل میں آدمی اور گھوڑے بہت ہیں تعجب ہے کہ تو گوشہ نشین ہو اور  
 لشکر کے ساتھ عزیمت نہ کرے اور لاہور میں پہنچ کر دارا شکوہ بابا کی مدد و رفاقت نہ  
 کرے اور صاحب قرآن ثانی زندانی کو قید سے نہ نکالے۔ یہ این کا راز تو لید و مرد  
 چسپن کنندہ یعنی اپنے فرزند ارجمند کو لکھا ہے کہ اپنی تین بالکل تجھے حوالہ کرے اور  
 تجھے سپاہی لار کی اطاعت میں اپنا حال و مال جانے۔ مگر لکھا جاتا ہے کہ مہابت خان کو  
 یہ بات کتب پسند ہوگی کہ صاحب قرآن ثانی زندانی اقسام بلا میں گرفتار ہو اور ایک  
 شخص نام نہاد وزیر میں ایک عالم کو رام کر کے تخت خلافت پر کام رانی کرے اگر اس حال  
 میں عہدہ الملک غماض کرے فردای قیامت دست من و دامن و۔ دارا شکوہ نے  
 لاہور میں داخل ہو کر سرکار خاصہ شاہی کے خزانے پر اور قورخانے و توپ خانے اور اور  
 کارخانوں پر قبضہ کیا۔ سپاہ و لشکر پر دولت کا دروازہ کھولا۔ ایسا روپیہ بیدریغ  
 دیا کہ اسکے پاس تھوڑی مدت میں بیس ہزار سوار جمع ہو گئے اور کچھ بندہ بادشاہی  
 بھی آسکے ساتھ ہو گئے جیسے کہ راجہ راجہ و پٹے پٹندار کو بہستان جموں بجنور خان فوجدار  
 بہیرہ و خوشاب غرض یہ دولت روز بروز دارا شکوہ کی جمعیت کو بیٹھاتی تھی۔ وہ  
 حقیقہ ستمالت نامے امرے صوبجات و راجہ و تون و رئیسوں کو لنگے وطن میں بھیجتا تھا کہ  
 وہ عالمگیر سے سرکشی کریں۔ داؤد خان کو پانچ ہزار سوار و توپخانہ اور بہت سے ان  
 دیگر سلیح کے کنارہ پر بھیجتا تھا کہ گدزلون کو استحکام دے جب بادشاہ کے آنے کی خبر ہوئی  
 تو عزت خان و صاحب بیگ کی ہمراہ ایک در تازہ سپاہ گدز و ہر کی طرف بھیجا اور

یہ بیچنا دشوار کیا بلکہ نامکن ہو تو وہ سرہی نگر کے چلے آنے سے پشیمان ہوا۔ اور پھر اسی طرف چلا۔ اب باقی ماندہ آدمیوں میں سے بھی اسکے ساتھ اسد کاشی و تاج نیازی و بہادر لوحانی و سید احمد برادر سید قاسم بارہ و محمد شاہ کوکہ اور چند آدمی اور دو سو سوار رہ گئے۔ مراد آباد میں قاسم خان تیول دار ہو کر بادشاہ کی طرف آیا تھا جب اس نے شاہزادہ سرہی نگر کی طرف جاتا ہے تو وہ پنجے جھاڑ کر اسکے گرفتار کرنے کے درپے ہوا۔ اور اسکے کپڑے کے لٹو چاروں طرف سے لشکر شاہی آن پہنچا اب سکا اور بھی ساتھ چھوڑ کر چلے گئے۔ محمد شاہ کوکہ اور سترہ آدمی باقی رہے۔ پہاڑی آدمی اسکو غیر متعارف راہوں سے رہبری کر کے سرہی نگر لے گئے زمیندار نے اسکو پہاڑ کے اوپر اپنی ولایت میں رکھا۔ شاہزادہ پاس کچھ جو اہر و مرصع آلات و اشرفیان تھیں خانی خان نے لکھا ہے کہ اس مال کی طمع میں زمیندار سرہی نگر نے شاہزادہ کو بطور قیدیوں کے نظر بند رکھا۔

اب شاہزادہ کا باقی حال آگے لکھا جائیگا

داراشکوہ ۱۲ ارشوال ۱۰۶۰ سنہ کو لاہور کے باغ فیض بخش میں ۴۴ کو شہر میں اور ۱۰ کو قلعہ میں آیا بخوت خان اس صوبہ کا حاکم تھا جب داراشکوہ کسرا باد سے بھاگا ہے تو اسکو اسکو لکھ بھجیا تھا کہ لشکر کے سرانجام اور توب خانہ کا سامان کرنے میں جلد کوشش ہو وہ کرے اور خود بھی اس وسیع صوبہ کے خیر کے اطراف میں اور کے حدود و نواحی میں استمالت نامے ملاطفت آمیز رعایت و احسان کے لئے پورے کوشش کرے کہ کوس مرز بوم کی قوم و قبیلہ کے سپاہیوں کو میرہی نوکری کی ترغیب بن اور اسکی افطاح میں جو نیابت ملتان و بھکر تھے انکے زمینداروں و فوجداروں اور کوکیوں کو اور شاہ و رو کا بلی کے حاکم مہابت خان کو خلعت تھیں کہ نزدیکی رکھو کے آدمیوں کی دعوت لہنی طرف کی خانی خان تو اس کام میں شاہجہان کو بھی شریک کر لیا اور ایک نامہ شاہجہان کی طرف سے مہابت خان کو لکھا ہوا نقل کیا ہے جسکے مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ تمک حراموں کے ہاتھ سے جو صد مذہب میری سلطنت کو پہنچا وہ تم لے سنا ہی ہو گا۔ میرا مظلوم بیٹا

باہر تھا کہ وہ عالمگیر کے لشکر سے مقابلہ کرتا اُس نے پارکاش کر اپنی پاس بلا لیا حقیقت حال پر  
داراشکوہ کو مطلع کیا اُس نے اپنی بیٹے سپہر شکوہ کو لشکر اور توپ خانہ کی ساتھ گزر گونیدال میں  
داؤد خان کے پاس بھیجا کہ مقبضہ مصلحت دریا کے وادیا پر ہنگامہ کارزار گرم کرے۔ عالمگیر ۲۸  
نوی قعدہ گزر رہا (روپر) آب تلج پر آگیا تھا۔ جہاں جہسوت اجین سے بھاگ کر پڑوٹن  
ہو دھ پور کو چلا گیا تھا اُس نے اپنی رشتہ دار راجہ جینگہ کی معرفت عالمگیر کو اپنی تفصیلات معاف  
کرائیں خلیل اللہ خان کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ افواج غنیمت دریائے گرباس کے اس طرف پیکار  
اور مدافعت کے لئے جمع ہوئی ہے داؤد خان اور سپہر شکوہ آگئے ہیں اور داراشکوہ لاہور سے آنی والا  
ہے اسلئے عالمگیر نے راجہ جینگہ اور دلیر خان کے ساتھ لشکر اپنی لشکر کی مدد کے لئے بھیجا اور دوسرے  
روز صف لشکر خان میرا تش کو بھی توپخانہ کے ساتھ روانہ کیا اور خلیل خان اور بہادر خان کو حکم بھیجا  
کہ جب تک بلشکر تم سے آنکر ملین جہاں ہو وہیں ٹھہرنا۔

یہ دونو خان والا شان ۲۲ ذیقعدہ کو دریا تلج سے پار اترے تھے ۲ کو نو تھہر پڑے  
آگے کی منزل میں بہت نشیب فرار اور دشوار گذار آب کندھے کہ لشکر آسانی سے نہیں جاسکتا تھا  
اسلئے بلیداروں کو راہ ہموار کرنے کے لئے بھیجا۔ جب راہ صاف ہو گئی تو ۲ کو گڈہ ساز گت  
منزل کی۔ کمک کے آئے کا انتظار کیا اس لشکر سے ۲۹ کو راجہ جو سنگا اور دلیر خان آنے دو  
روز تک داراشکوہ کے حال کی تحقیق میں صرف کئے تو معلوم ہوا کہ اب اُس نے اپنا ارادہ پیکار کا  
فرار سے بدل دیا سپہر شکوہ کو جو گونیدال بھیجا تھا اسکو بلا لیا اور ۲۹ ذیقعدہ کو لاہور تھان  
کو روانہ ہوا اور داؤد خان کو چند سپاہ کے ساتھ مقرر کیا کہ وہ بیاس کے کنارہ پر قیام کرے اور  
کشتیوں کو جلادے یا غرق کر دے پھر اس کے لشکر سے جا ملے پادشاہی آدمی اس خبر کو سنکر  
خوش ہوئے اسکی پادشاہ کو اطلاع دی اور جلدی سے گونیدال کو ایک جماعت بھیجی کہ لشکر  
کے پہنچنے تک وہ اطراف اور لواحق اور مواضع بالا، آب میں کشتیاں جو دشمنوں کے تلف کرنے سے  
بچی ہیں کریں رڈو بنی ہوئی کشتیوں کو نکالیں اور پل بنانے میں کوشش کریں اور باہر خان کو  
لاہور بھیجا کہ وہ ۶ راجہ کو لاہور میں کیا شہر کی خبرداری اور انتظام میں مشغول ہوا لشکر شاہی

خلیل اللہ خان و بہادر خان کے لشکر وں کا حال۔

دریا کے کنارہ پر جا بجاں کر تعین کیے۔ اب سب بڑی حکمت کی کہ اس نے مزار شجاع کو جسے لڑائی تھی اپنی طرف کرنے کے لئے خطوط ملاحظت آمیز لکھے اور یہ تجویز ٹھیکرائی کہ مین پنجاب میں لڑائی پر آمادہ ہوتا ہوں وہ بنگالہ سے الہ آباد پر غزیت کرے اور اس بات پر قبول و قسم ہوئی کہ جب ملک فتح ہو جائے تو آپس میں آدھا آدھا مساوات کے ساتھ تقسیم ہو جائے۔ داراشکوہ کا یہ منتر شجاع پر چل گیا وہ اس بات پر راضی ہو گیا جس کا بیان آگے ہو گا۔

یہ ایک عجیب بات تھی کہ داراشکوہ اسباب جنگ ستیز و سامان مقدمات برد و بیکار میں کوشش کرتا تھا مگر اوزگنا ریس شکست کھا کر ایسا خوف زدہ ہو گیا تھا کہ اس سے لڑنے سے ڈرتا تھا اس کا ارادہ یہ تھا کہ ملتان کی راہ سے قندھار کو بھاگ جاسے اس لئے وہ کشتی و بار بردار کا سامان کرتا تھا جب دیمون نے اپنی فراست سے یہ غزیت اسکی دریافت کی تو لوگ اس سے جدا ہونے شروع ہوئے چنانچہ راجہ راجروپ نے جب یہ دیکھا کہ داراشکوہ بھاگنے کو ہے تو وہ یہ بہانہ بنا کے جدا ہو گیا کہ مین اینڈ وٹن مین سیاہ و لشکر کا سہ انجام کرونگا اور وہاں کے زمینداروں کی استمالت قلوب جہنم پہلے لکھا ہے کہ خلیل اللہ خان و بہادر خان مع لشکر کے ستلج سے پار چلے گئے تھے جب داراشکوہ کو اسکی خبر ہوئی تو اس نے اپنے سرداروں کو جو اورا و گزروں سے بھاگ گئے تھے لکھا کہ سلطان پور میں توقف کریں اور داؤد خان کو گدڑیلوں کے اپنے پاس داراشکوہ بلا لیا تھا اسکو مع لشکر کے لاہور سے آب سیاہ (دریا، بیاس) کے کنارہ بھیجا اور یہ تجویز کی یہاں جا کر اگر عالمگیر کے لشکر سے لڑنا دریا سے پار جا کر مصلحت ہو تو پار جائے اور وہاں کے لشکر کو اپنی ساتھ لے کر دشمن کی مدافعت کریں اور مین تو دریا کے اس طرف توقف کر کے پار کے لشکر کو اپنی پاس بلا اور پھر جنگ پر آمادہ ہو اور حقیقت خالی سوجھ بوجھ اطلاع دی داؤد خان بہت جلد گزروں کو بند دال پر آیا اور عالمگیر کے لشکر کا حال خوب ریافت کیا تو اسکی دانست مین داراشکوہ کی ملاحظت



کہ وہ خلیل اللہ خان کے ملکہ داراشکوہ کا تعاقب کرے۔ ۲۲ ذی الحجہ کو بادشاہ دربار بہار کے کنارہ پر آیا اور پہلی پر جو اس کے حکم سے بندھا تھا جھوڑ کیا۔ راجہ راجو پرمو وضع چاندی کا تھانہ دارمقرر ہوا کہ وہ سیلان شکوہ کو نکلنے نہ دے اور آدمیوں کو اس پاس جانے نہ دے۔

خلیل اللہ خان کی عزائقص سے معلوم ہوا کہ داراشکوہ لاہور سے برآمد اور اسکے ساتھ خزانہ و لوہ پچانہ اور سامان شائستہ اور لشکر آراستہ چودہ ہزار سواروں کا موجود ہے اور اسکا ارادہ ہے کہ جہان پور و ملتان عالمگیری کے لشکر سے لڑے عالمگیر نے یہ گمان کر کے کہ کہیں اس کے لشکر کو شکست نہ ہو جائے۔ وہ خود ایلیخار کے داراشکوہ کے تعاقب میں گیا کہ کہیں اسکا پاؤں نہ جھپٹے دے اور اسکے دل میں جدال کا خال نہ پیدا ہونے دے کہ ملک دولت کا ساحت اس کے غبار وجود سے پاک ہو جائے تاکہ بادشاہ کی خاطر کو بالکل اسکی طرف سے مجبوت ہوا اور پھر موبہ سلطنت پر بغاوت توجہ کی جائے جس میں بہت سے ظل اور فتور پیدا ہو گئے ہیں اسلئے اس نے شہزادہ اعظم کو لاہور بھیجا اور اسکے ساتھ زوائد لشکر اور کاغذون کو روانہ کیا کہ جب تاکا اسکو اس محم سے فراغت ملے وہاں وہ رہے اور خود چل کر ۲۹ کو نواحی موضع موہن پور میں آیا۔ بادشاہ نے تاکہ داراشکوہ ملتان میں اس سب سے بہین ٹھہرا کہ اس نے بادشاہ کے آنے کی خبر نہ سنی ہے اسلئے اس کے سردار اور نوکر کہ ملتان تک ہمراہ گئے تھے اس سے جدا ہو گئے ہیں اور فریاد کرنے لگے کہ لشکر بے نشان پر لگندہ ہوتا گیا اسلئے بادشاہ نے ایلیخار کو ترک کیا صفی لشکر میں رائے کو اسکے تعاقب میں روانہ کیا کہ اسکو مالک محروسہ نکال دے اور چہ ہزار سوار اور پڑے بہتے سردار اسکے ساتھ گئے۔

عالمگیر کے لشکر سے یہ خطا ہوئی کہ اس نے داراشکوہ کے تعاقب میں کوتاہی اور تاخیر کی اس لاکھ اسکو فرصت مرحلہ پائی اور رہسپاری کی ٹٹی اور چھ دنوں کے تھارے کی بچا ۵۲ ذی الحجہ وہ ملتان میں آیا اور یہاں کے بادشاہ کے بہیم و خوف سے اٹھ رہے

پانچ روز میں بڑے بڑے کوچ کر کے دریا زویاس کو آدھ کوں پر آیا۔ راجہ راج رو پ بھی ملے  
 راجہ جینگہ پاس آیا جسکی معرفت اسکا قصور معاف ہوا۔ ان دریا سے عبور کر کے دارالسلطنت لاہور  
 سے باہر آیا خلیل اللہ خان پاس مقصد بیان دارالسلطنت آئے۔ انکی تقریر سے معلوم  
 ہوا کہ داراشکوہ اول عالمگیر سے لڑنے کا قصد کیا تھا مگر اسکے رعب کے ماری وہ لاہور کی  
 سلطان کو فرار ہوا۔ اور کل خزانہ ذخائر لاہور اشرافی روپیہ و طلا و نقرہ غیر مسکوک جو ایک کھڑ  
 روپیہ زیادہ کا تھا بغیر شیار اور کارخانجات شاہی کی اجناس کو ساتھ لے گیا اور اکثر تلو  
 اور تمام ادوات توپ خانہ کو زیادہ تر کشتیوں میں اور کچھ دواب پر لاد کر پار لے گیا اور قندھار  
 کے جانے کے ارادہ سے سلطان کو کوچ کیا اگرچہ داراشکوہ کو آدمی چھوڑے چلے جاتے تھے مگر  
 آدمیوں کو اس قدر روپیہ دیا تھا کہ چودہ ہزار سوار اس پاس اب تک موجود تھے۔  
 عالمگیر کا فرمان آیا کہ خلیل اللہ خان مع بہادر خان و دلیہ خان و صف شکن خان طابو خان  
 اور سارا لشکر لاہور میں توقف نہ کرے اور داراشکوہ کا تعاقب کرے اور اسکو کہیں پھرنے  
 کی جہلت نہ دے خلیل اللہ خان شہر میں نہیں داخل ہوا اور ارڈی ایجنٹ کو پاس کوچ کیا۔  
 داراشکوہ کا بخشی خواجہ صادق اور اورامرا جو اس سے جدا ہوئے تھے وہ خان کی خدمت  
 میں آئے۔ عالمگیر اٹھ روز تک ریستے کی کٹارہ پر مقیم رہا کہ کشتیوں کو ہم پہنچا کر عبور کرے اور  
 داراشکوہ کا حال دریافت کرے۔ ان دنوں میں جہاں جہنمت سنگ کوٹ پہنچاں آباد  
 کو نصرت کیا کہ اس جہم کے انجام ہونے تک وہاں ٹھیرے۔ ایک کروڑ دام کی جمع کی جاگیر  
 اسکو عنایت کی۔ راجہ راج روپ کا قصور معاف ہوا اسکو اپنے پاس بلایا۔ شاہزادہ محمد ظفر  
 برہان پور جہم لگا گیا کہ مظفر خان کو قلعہ ارکس باہر حصار میں رہنے کی اجازت دے اور سچا  
 روپیہ اسکو انعام دے پھر اسکو ہمارے پاس بھیج دو اور اسکا مال تلخ ضبط شدہ جو برہان پور  
 میں موجود ہے اسکو واپس دے اور کشتیاں تو اسکو ہم پہنچا نہیں۔ بادشاہ نے ۵۰ روپیہ  
 سات روز میں کشتیوں میں لگا کر ٹھاکر سے پار اتارا۔ اور کو حیدر علی کا جشن بڑی دھوم مہم  
 سے ہوا۔ بڑے منصب خلعت و خطاب مرا کو مرحمت ہو۔ ۵۰ کروڑ فی خان کو حکم ہوا

عالمگیر کا حال۔

اور حامد مہون کا دامن ولت سیر کیا۔

جب بادشاہ ملتان میں آیا تو مالک شریفی کے وقائع نگاروں کی برابر عرض  
آئیں کہ مرزا شجاع بنگالہ سے لڑنے کے قصد کر رہا ہے جب خبر تو اتر کی حد کو پہنچی تو  
بادشاہ نے سلطنت و فرمان وائی کے مصداق سبب اسکی شورش فراخی کو دفع کرنا چاہا  
ابھی ہندوستان کا انتظام جیسا کہ چاہئے نہیں ہوا تھا ابھی بادشاہ کی خاطر کو امور  
ملک و ملت کی پرداخت سے اور قواعد و دولت کے اختلال کے دفع سے تعلق جلا  
جاتا تھا کہ یہ ایک نیا جھگڑا مرزا شجاع کا کھڑا ہوا۔ داراشکوہ جب ملتان سے بھڑک بھاگا  
تو بادشاہ نے اسکے نقاب میں افواج تعین کی اور خود کمر آبا د جانے کا ارادہ کیا۔ برسر  
لکھتا ہے کہ جب وزنگ زیب کو معلوم ہو گیا کہ داراشکوہ کا ارادہ کابل جانے کا نہیں ہے  
تو اسکو اطمینان ہو کہ انرا کام چند ان مشکل نہیں ہے۔ اسنے بڑے شد و مد سے  
بیان کیا ہے کہ داراشکوہ کالابھور سے ملتان جانا اور کابل چھوڑنا بڑی غلطی تھی۔  
کابل جاتا تو وہاں کا حاکم مہابت خان اورنگ زیب کا مخالف اسکی مدد کرتا تو یہ  
بائیں تھا۔ بہت سیاہ آسانی سے جمع ہو جاتی۔ مگر ڈاکڑ نے اس بات پر خیال  
نہیں کیا کہ داراشکوہ نے قندھار جانے کا قصد ہی طرح کیا تھا جیسا کہ ہمایون نے  
کیا تھا جس سے شاہ ایران کی مدد سے ہمایون کی طرح ہندوستان کی سلطنت  
کی تلخ کے دوبارہ توقع تھی۔ خود شاہجہان بھی ایک دفعہ ٹھٹھ میں اسی نیت سے آیا تھا  
بادشاہ پانچ روز ملتان میں رہ کر احرار مسموم کو یہاں سے روانہ ہوا۔ ۲۲  
برخیز ہن کہ لاہور سے باہر راہ ملتان کی سمت میں واقع ہو بادشاہ اتر۔ وہ جاتا تھا  
کہ دارالسلطنۃ لاہور میں چند روز ٹھیکر مہلت پنجاب میں مفعول ہوا اور ان حدود کے  
بندوبست سے خاطر جمع کرے۔ داراشکوہ کے سبب اس ملک میں بہت خلل لگا تھا۔  
مگر شجاع کا ایسا فدا اسکو لگا ہوا تھا کہ وہ یہاں نہ ٹھیکر سکا اور شہر سے باہر باغ  
فیض بخش میں باغ ہزارہ مظہم اور اسکے ساتھ کے امراء بادشاہ کی خدمت میں آکر

بادشاہ کا ملتان سے شجاع جان آوا تا اور شہزادہ شجاع کے معاملات۔

زیادہ قیام نہ کر سکا ان دنوں میں یہاں خزانہ شاہی پر قابض ہو آہنیں بائیں لہر پڑھ  
تھا اسکو اپنے خزانہ میں شامل کیا اور لاہور سے خزانہ و توپخانہ و احوال انتقال جو کشتیوں  
میں ہمراہ لایا تھا اسی طرح بڑی کشتیوں میں لدا ہنچ دیا اور فیروز میواتی اور نسبت خواجہ  
کو اسکا محافظ بنا کے اور سپاہ مقرر کر کے حکم دیا کہ وہ انکو بھکر میں لجاویں اور وہ خوشگی کی  
راہ سے روانہ ہوا۔ تلخ و بیابانہ پر اس کے حکم سے پل بنائے گئے تھے اس سے وہ اتر گیا اور بھکر  
اسلے گیا کہ وہاں سے قندھار جائے۔ جبہ ملتان سے چلا تو ایک روز بعد یہ خبر خلیل اللہ  
اور بہادر خان اور یاد شاہی سرداروں کو ہوئی تو اسکے تعاقب میں وہ جلد روانہ ہوا  
اور ملتان میں آئے ابھی انکو تحقیق نہ تھا کہ وہ اجیر کو جائیگا یا بھکر کو بلکہ انکو اجیر کی طرف  
اسکا جانا اغلب معلوم ہوتا تھا اس لئے وہ اجیر کی راہ پر گئے جہاں اسکا پستانہ پایا نہ وہ  
بھکر کو گیا تھا معلوم ہوا کہ حاجی خان بلوچ نے جو ملتان کے عمدہ زمینداروں میں سے ہے  
دولت خواہی اور خدمت گزاری کی وجہ سے ایک جماعت کے ساتھ خزانہ اور اسباب  
کی کشتیوں کو جس کے محافظ فیروز اور نسبت تھے روکنا چاہا اور انکے لٹائے جانے کا ارادہ  
کیا لیکن انکے ساتھ توپخانہ و سپاہی ہمراہ تھے وہ اسکی مدافعت کے لئے مستعد ہوئے فیما بین  
جنگ ہوئی کچھ آدمی مرے اور کشتیوں کو مخالف نہ روک سکے۔

جب بادشاہ کو ملتان سے دارا کے فرار ہونے کی خبر ہوئی تو اس نے ایفند کرنا موقوف  
کیا اور آہستہ آہستہ چلکہ محرم سنہ ۶۹۹ء کو دریا راوی کے کنارہ پر ملتان سے  
تین کوس پر آیا۔ دارا شکوہ کے سردار جو اسکو چھوڑ کر بادشاہ پاس آتے تھے وہ غلبت  
کی عنایت سے سرفراز ہوتے تھے۔ ہم محرم کو صف شکن خان ملتان سے دارا شکوہ کے قریب  
میں روانہ ہو چکا تھا مگر بادشاہ نے یہ سمجھ کر کہ دارا شکوہ پاس بھی بڑا لشکر ہو معلوم نہیں کہ  
صف شکن خان کو مقابلہ کر سکے یا نہ کر سکے اسلئے ہم محرم کو شیخ میر کو تو ہزار سواروں کے  
ساتھ بھیجا اور معظم خان کو جسکی رانی کا حال ہم پہلے لکھ چکے تھے گجرات کا صوبہ دار میرزا مراد  
کی جگہ مقرر کیا اور بادشاہ نے شیخ بہاؤ الدین کے مراد کی زیارت کی سجادہ نشین

دارا شکوہ کا حال لاہور سے دارا کے لئے سکے لکھا۔

شیخ بہاؤ الدین کے تعاقب میں پہنچنا۔

میں برضا لقمہ نہ کرونگا جب بنگالہ میں محمد میر لکنا اور عالمگیر کا نامہ شجاع کو دیا تو وہ  
 خوشی کے مارے پھولانہ سما یا اور بھائی کا نہایت منت پذیر ہوا اور داراشکوہ کے فرار  
 اور ادبار سے کمال مسرور ہوا اور ایک تہذیب نامہ بھائی کو لکھا میں اس کے احسان  
 کی نہایت شکر گزاری کی اور اکبر نگر سے کہ حاکم نشین بنگالہ تھا پٹنہ میں چلا آیا یہاں  
 آخر اس نے جانا کہ داراشکوہ کے تعاقب میں اوزنگ زب پنجاب میں بہت دور چلا گیا  
 ہے اور اس مہم کا جلد سر انجام پانا خیال میں نہیں آتا اب میدان خالی ہے، اول لشکر  
 جمع کر کے الہ آباد چلے اور پھر اگر ہو سکے اکبر آباد دوڑے۔ شاید اس تیز رستی میں کام  
 بنگائے اور سلطنت ہاتھ لگ جائے۔ یہ سوچ سمجھ کر اس نے تھوڑے توقف میں پٹنہ  
 میں ان حدود کے لشکروں اور تو خیل نہ اور لوہارہ عظیم بنگالہ کو جمع کر لیا۔ پٹنہ  
 میں پٹنہ سے الہ آباد کو روانہ ہوا۔ اس نے مانہ میں اوزنگ زب پنجاب میں داراشکوہ کی  
 مہم میں مصروف تھا۔ جب شجاع قلعہ ستاس کے نواحی میں آیا۔ یہاں کے قلعہ دار  
 رام سنگھ نے اس سے ملاقات کی اور اس کو قلعہ حوالہ کیا وہ داراشکوہ کا ملازم تھا  
 اور اسی کی طرف سے حراست کرتا تھا داراشکوہ اکبر آباد سے بھاگنے کے بعد  
 اس کو اور الہ آباد کی سمت کے قلعہ داروں کو لکھ بھیا تھا کہ وہ شجاع کو قلعہ حوالہ کر دیں  
 اور ایسے ہی سید عبد الجلیل بارہ نے جو داراشکوہ کی طرف سے قلعہ حنیارہ کا حاکم  
 تھا شجاع کو قلعہ حوالہ کر دیا۔ الہ آباد کا قلعہ دار سید قاسم شجاع کو لکھا کرتا تھا کہ  
 اگر حضور اس طرف تشریف لائیں تو مجھے حکم ہو کہ قلعہ اس کے سپرد کروں۔ ان  
 مقدمات کے واقع ہونے نے شجاع کی جرأت کو بڑھایا جب اوزنگ زب نے  
 ان وقائع کا حال سنا گیا تو اس نے بھائی کو کئی دفعہ موعظت نامے دلا و نیز صلوات  
 انگیز لکھے کہ وہ سیدھی راہ پر آئے اور اپنے افعال سے باز آئے اور نادم ہو کر  
 عذر کرے ایسا نہ ہو کہ فتنہ و خون ریزی ہو بار عالمگیر نے بمقتضا حفظ سلطنت  
 و جہان داری و خرد مندی و ہوشیاری یہ سمجھ کر کہ اگر شجاع نے میری کہنے کو

پادشاہ ہاتھی پر سوار ہو کر شہر میں گیا اور قلعہ کو دیکھا اور وزیر خان کی مسجد میں ظہر کی نماز پڑھی اور پھر باغ فیض بخش میں وہ آگیا جو کچھ انتظام کی بابت بتلاتا تھا وہ شاہزادہ اور قلعہ دار کو بتلا دیا۔ پنجاب کی صوبہ دار غازی علی اللہ خان کو مرحمت ہوئی اور ایک کروڑ دام کی جمع کی جاگیر عنایت ہوئی۔ سلخ محرم کو لاہور سے شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا ۲۴ صفر کو باغ انوار آباد میں آیا یہاں راجہ جیونت سنگھ جو پادشاہ کے حکم سے شاہجہان میں مقیم تھا پادشاہ کی خدمت میں آیا۔ پادشاہ شاہجہان آباد میں لکھنوی بیچ الاول کو پہنچا۔

مرزا شجاع کے ساتھ مخالفت و مصداقت و یک جہتی و موافقت کا دؤم گزید۔ بھرتا تھا اور ہمیشہ اپنی تحریر و تقریر میں اسکا اظہار کرتا تھا اور قدیم الایام سے بے بقضاء مہر اندیشی و محبت برادری اسے رابطہ الفت و التیام رکھتا تھا اور ہمیشہ اس کے کام و حال کی رونق میں اور اسکی دولت کے استقلال میں اعانت کرتا تھا چنانچہ سولجاچی بنارس میں شجاع کو داراشکوہ کے لشکر سے شکست ہوئی اور اس کے ملک مال میں فتور آیا تو اونگ زیب کو اسکا ملال تھا اور وہ جاہتا تھا کہ دوبارہ اس کے کار و رونق ہو اور اس کے ملک دولت کو استحکام جب داراشکوہ کو کبر آباد کی نواحی میں شکست ہوئی اور وہ بھاگا اور اسباب سلطنت کا انتظام عالمگیر کے ہاتھ میں آیا تو اول کام اس نے یہ کیا کہ شاہجہان سے کہہ کر شجاع کی اقطاع وسیع بنگالہ پر نوٹنگ و صوبہ دار پٹنہ کو بڑھوایا جس کی متنازعہ ایک عمر سے رکھتا تھا اور شاہجہان کا فرمان ان ملکوں کے تقویٰ میں ہونے کا حاصل کر کے محمد میر گور بردار کے ہاتھ بھیجا اور اپنا خط بھی بھیجا میں مبارک کے حقائق و سوانح لکھے تھے اور یہ بھی تحریر تھا کہ جس سے یہ کی خواہش ملے ہمیشہ رہتی تھی اسکو لایت بنگالہ کے ساتھ ملا کر متصرف ہو جب چھ داراشکوہ کے ہم سفر فریخت ہو گئی تو ہمارے اور مدعاؤں و مطالب کے حاصل کرانے میں کوشش کرونگا جیسا کہ امین الخیرت ہو اور مقتضائے فتوت ہو ویسا ہی ملک مال میں ہمارے ساتھ

اورنگ زیب شجاع کی محبت و اتحاد کی بابت

زیارت کو گیا۔ مزار پر دو ہزار روپیہ نذر کئے ذوالفقار خان کے نام حکم صادر ہوا کہ جب عدنان خان جو اکبر آباد کا قلعہ دار مقرر ہوا ہی وہاں پہنچو تو اسکو قلعہ سپرد کر دے اور ایک کروڑ روپیہ ور کچھ شرفیان خزانہ عامرہ سے لے کر شاہزادہ محمد سلطان پاس چلا جائے۔

آج انگریزوں نے دیکھا کہ باوجودیکہ شجاع کو اطلاع ہو کہ مین پنجاب کے شاہجہان آباد میں گیا ہوں مگر وہ مخالفت اور عناد سے باز نہیں آیا اور بنارس کے نزدیکیں چکر لگا کر آباد قلعہ جیوئی کے غم سے کرتا ہے اسلئے پادشاہ نے آئین مصلحت دیکھی کہ دارالخلافہ کی سوروں کی نواحی مین شکار کھیلنے جائے اور شجاع کے حال کو تحقیق کرے اور اسکے خباثت سے اور اسکو نصیحتیں کرے اگر وہ انکو منکر معاودت کرے اور بنارس سے آگے نہ بڑھے تو شاہزادہ محمد سلطان لشکر کے ساتھ واپس چلا آئے اور خود سوروں مین شکار کھیل کر دارالسلطنت میں آئے اور شجاع الہ آباد مین آنکھ جگ بیکار کرے تو اسکی گوشمالی پر وہ خود توجہ کرے۔ ۱۶ ربیع الاول ۱۰۶۹ء کو پادشاہ سوروں کی طرف چلا۔ سر کو قصیر سوروں مین آیا دوسری دن شکار کھیلایا۔ پادشاہ کی نیت مین یہ تھا کہ جہان شک ممکن ہو یہ ہم مدار اور مصاحت کو انجام پائی۔ ستیز و آوینہ کی نوبت نہ آئے اسلئے پادشاہ نے بھائی پاس پڑ آدمی کے ہاتھ خط بھیجا کہ جس کو اسکی غمیت کی کیفیت اور اسکے مافی الضمیر کی حقیقت معلوم ہو اور اتنا م حجت بھی ہو جائے۔ اس عرصہ مین مخلص خان جو برہم سہراولی لشکر سلطان مین مقرر ہوا تھا۔ پادشاہ پاس عرضداشت شاہزادہ کی لایا با اس مین مخالف کے لشکر کی کیفیت لکھی تھی۔ پادشاہ پاس شجاع کی فتنہ جوئی و شور مین نگرانی کی خبر مین روز آتی تھیں اب اسکو یقین ہو گیا کہ شجاع کو سلطنت کا سودا پورا ہے وہ اپنے فعل کو نہیں سنے گا اور کسی طرح مدار اور اسکا نہ کرے گا۔ ۵ ربیع الثانی ۱۰۶۹ء کو وہ سوروں کو شجاع کی مدافعت کے لئے چلا جس روز پادشاہ نے کوئچ کیا ہے ذوالفقار خان بھی اسکے لشکر سے آن ملا

بادشاہ کو شجاع سے اپنے لئے اور شاہزادہ کو۔

نہ مانا اور مخالفت پر اصرار کیا تو خاندوران خان جب کاپیلے ذکر ہو چکا ہے کہ وہ  
الہ آباد کی تسخیر کے لیے گیا تھا وہ دشمن کی تابعدارست نہیں لکھتا اس لیے یہ بخونیر کی  
کہ شاہزادہ محمد سلطان کو اس طرف تعین کرے کہ وہ شجاع کا سردار ہو اور حقیقت  
حال و اس کی غریمت و ارادہ کی کیفیت پر مطلع کرے اس کے فرمان لکھا کہ شاہزادہ  
محمد سلطان اکبر آباد کا انتظام امیر الامراء کو سپرد کر کے ۷ ربیع الاول کو الہ آباد  
روانہ ہوا ابھرا جانے کے لئے لشکر بھی تعین کر دیا اور حکم دیا کہ اگر الہ آباد کے  
قریب شجاع آجائے تو خاندوران الہ آباد کا محاصرہ چھوڑ کے شاہزادہ کے  
لشکر سے مل جائے۔

جنرل کی اس وارڈم۔

خان دان تیموریہ سلاطین کا یہ دستور چلا آتا تھا کہ ہر سال سالگیرہ  
شمسی قمری سالوں کے حساب سے ہوتی تھی اور تاریخ ولادت کو پادشاہ ایک  
سوسے دوسری دفعہ جانبدی سے پھر اور فیذاست نکلتا تھا اور یہ سب چیزیں جوت  
اور محققون کو خیرات ہوتی تھیں چونکہ تاریخ شمسی قمری میں اختلاف ہوتا تھا اسلئے  
ایک سال میں یہ تلامدان دو دفعہ موتا تھا اس جن میں عیش و نشاط کا سامان ہوتا  
اور محتاجون کو خیرات بھی ملتی اور رنگ زیب کا جشن و مزیں مسی سال تہل دوم شاہجہاں  
میں ۷ ربیع الاول کو ہوا اور اس دن بہت سے امرا جو داراشکوہ اور سلیمان شکوہ  
سے برگشتہ ہو کر عالمگیر کی حمایت میں آئے انکو بڑے بڑے منصب و خلعت  
و جاگیرین عنایت ہوئیں جیسو کہ راجہ جونت سنگہ و راجہ جے سنگہ و داؤد خان  
وغیرہ بن اورنگ زیب کے جس میں جننا کے کنارہ پر روشنی ہوئی اور آتش بازی  
چھوٹی۔ معظم خان کو حکم ہوا کہ صوبہ خاندیس کا انتظام  
سپرد کرے۔ اور بہت جلد ہمارے پاس چلا آئے۔

شاہجہان آباد میں پادشاہ نے حضرت ہمالون اور حضرت نظام الدین اولیاء  
کی زیارت کی ہزار روپیہ ہر ہزار پر پڑھایا اور پھر طلب الدین بختیار کاکی کے مزار کی



رذائل فساد انجام کے ساتھ سورتدبیر و اختلال نرا سو قمرین ہوں جو حقیقت میں بڑے  
 دشمن خانگی ہیں اور کفران نعمت و ناسپاسی و نسیان جمود و جہت شناسی اسکے علاوہ ہوا و  
 نیت خیر اور اندیشہ حق اسکے ساتھ نہ ہوں اسکی مثال شجاع کا حال ہے کہ اسنے اورنگزیب  
 کی نصیحتوں کو نہ سنا اور جنگ پیکار پر اصرار کیا کورہ میں تین روزہ کر پادشاہ ۹ ربیع الثانی  
 کو شجاع سے لڑنے کے لئے چلا اور اس نے اپنا توپ خانہ افواج غنیم کی برابر لگایا۔  
 اور لشکر کو آراستہ کیا ہراول کو شاہزادہ محمد سلطان زینت دی برائے راجہ جیو جی  
 سپرد ہوا اور جرنیل کی سرداری شاہزادہ محمد اعظم کو ملی مور التمش کی سرکردگی بہادر خان کو  
 تفویض ہوئی۔ قلب کے لشکر میں خود پادشاہ رہا۔ اسلام خان کو طرح فوج قرار دیا۔  
 چند اولی خواص کو دی۔ پادشاہ خود ہاتھی پر سوار ہوا اور شاہزادہ محمد اعظم کو اپنے ساتھ  
 حوضہ میں بٹھایا اور اعظم خان اور اسکے بیٹے محمد امین خان کو اپنے ہاتھی کے پاس قول میں مقرر کیا  
 غرض یہ لشکر ایسا آراستہ کیا کہ جہاں تک نظر جاتی ہاتھیوں کے نشان اور سنان بجلی کی طرح  
 بجکتے ہوئے نظر آتے تھے۔ نوی ہزار سپاہ تھی مزہ شجاع نے بھی اپنی فوج کو اس طرح ترتیب دیا  
 کہ اپنے بیٹے بلند اختر کو ہراول بنایا اور اپنے بیٹے زین العابدین کو برائے راجہ جیو جی  
 دی اور کرم خان صفوی کو جرنیل مقرر کیا۔ شیخ ظریف کو طرح بنایا اسفندیار سموری کو پیشتر  
 قرار دیا توپ خانہ کا اہتمام ابوالمعالی میر آتش کو سپرد ہوا۔ میر علاول اپنی دیوان کو چند اولی  
 اور محمد متلی آریک کو قرار ولی حوالہ کی اور خود قول میں کھڑا ہوا۔

۹ ربیع الثانی ۹۷۰ء کو پادشاہ چار گھڑی دن چڑھے ہاتھی پر سوار ہوا ایک شاعر کو  
 اس وقت خوب سوچھی کہ نیک خالی کی تاریخ (شود فتح مبارک بادام) پادشاہ کو متناکر  
 پانچ ہزار روپیہ انعام لے لیا۔ پادشاہ آہستہ آہستہ ابنو لشکر کی صفوں کی ترتیب  
 مشورۂ افواج کو ملاحظہ کرتا ہوا آہستہ پہر کو غنیم کے لشکر گاہ سے آدھ کوس پیاس سبزین میں  
 پہنچا کہ جہاں پادشاہ کا توپ خانہ نصیب اور وہیں میدان جنگ مقرر ہوا تھا۔ شجاع لڑنے  
 کے لئے میدان جنگ میں نہیں آیا۔ مگر اپنا توپخانہ پہلے بھیجا تھا آج فقط اتنا ہوا کہ

بادشاہ دو تین منزل چلا تھا کہ اُس پاس خبر آئی کہ شجاع الہ آباد میں آگیا اور سید قسم  
 قلعہ دار الہ آباد نے بموجب قرار داد کے قلعہ دید یا شجاع پٹنہ سے بنارس میں آیا تھا وہاں  
 کے تجاویز ممتولوں سے تین لاکھ روپیہ زبردستی وصول کیا۔ شجاع نے ایک فوج لے کر دہلی  
 سید عالم حسن خلیلی و خواجہ خسرو کے جو پوز بھیجے تھے اس لئے وہاں جا کر جو پوز کا محاصرہ  
 کیا۔ یہاں کرم خان صفوی حاکم تھا اس نے اپنی زمین ثبات و پائنداری کی قوت نہ دیکھی  
 کچھ توپیں چلا کے اور تھوڑی لڑائی کر کے قلعہ سے باہر آیا۔ اور الہ آباد سے دو منزل پر  
 مخالفوں سے جا ملا۔ مارے بیع الثانی کو الہ آباد میں شجاع آیا تھا تو سید قاسم بارہوی  
 قلعہ سے باہر آکر اُس سے ملاقاتی ہوا اور قلعہ سکوسید کہ اسید تاج الدین کو اپنا  
 نائب یہاں مقرر کیا اور خود شکر کے ساتھ شجاع کے لشکر سے جا ملا۔ آٹھ روز  
 الہ آباد میں شجاع رہا پھر دریا سے اتر کر آگے بڑھا۔

۱۲ ربیع الثانی کو میر ابو المعالی جو بہ بہار کے جاگیرداروں میں تھا اور شجاع کی  
 ہمراہ ہو گیا تھا وہ بادشاہ کی خدمت میں آگیا اسکو مزاخانی کا خطاب دینے والا  
 رو بہ نعام ملا۔ ہمارا کو بادشاہ کن پور کی نواحی میں آسید بدیع الدین (شاہ اہم)  
 کے مزار کی زیارت کو گیا۔ یہاں کے مجاوروں کو ہزار روپیہ انعام دیا۔ اس کو قصبہ  
 کوٹہ سے باہر جہاں ہزارہ سلطان محمد کاکاں کے تھا بادشاہ آگیا یہاں سے جا کر وہ  
 پر شجاع کا لشکر موجود تھا اور اس نے اپنی برابر توب خانہ لگائی تھا اور نصف الی  
 پر مستعد ہو رہا تھا بادشاہ سے شاہ ہزارہ اور امرا انکرنے کو خشم خان بھی کہہ فائدہ  
 بادشاہ کے حکم سے چلا تھا وہ بھی آگیا۔

دانشمند جانتے ہیں کہ کوئی صفت لجاجت و پر خاش خوئی و شور گیزی و فتنہ جی  
 سے نہ یادہ کو سپرد نہیں ہو۔ انہیں خصلتوں کو دولشاہ عظیم خلل پذیر ہوتی ہیں سلاطین  
 والا مقام کا کاخ ریخت حشمت منہدم ہوتا ہے غدار و حیدال کی آتش سے  
 والا اثر و اندازوں کا خرمن اقبال کا مرانی برباد ہوتا ہے خاص کر جس خستہ

شجاع الہ آباد میں آگیا اور بادشاہ نے شکر کے خطاب دینے والا

اور ناموس برباد کیا بلکہ بادشاہی خزانہ و کارخانوں و دواب پر راجہ جوتوں اور بانشوں  
اور واقعہ طلب رت گروں کا ہاتھ پڑ گیا۔ دولت خانہ تک کی خیمہ نہیں تھا کہ مفوض کی دست  
سے محفوظ رہا ہو۔ دیر تک اس ہنگامہ فساد کا سبب نہیں معلوم ہوا۔ ہر ایک عقل سلو لیتا  
تھامس غلط کرتا تھا۔ سارے لشکر میں تفرقہ پڑ گیا۔ اس وقت بادشاہی لشکر کا حال  
نہ تو چھو کہ کیا تھا کوئی تو راجہ جوتوں کے ساتھ ہو جاتا اور سمجھتا کہ میں اس کی ناکامی  
سبب گیا کوئی دشمن سے جا کر ملتا اور وہاں لٹ جاتا۔ ہا نام و نشان امیر کہ بادشاہ کے  
ہمراہ تھے اسکو چھو کر اضطراب میں آکر اپنے خیمہ و مال و عیال کی خبر گیری کو جاتے  
کوئی نے تاجا صحران کو بھاگا جاتا اخلاص کش فدویوں کی ثبات قدم میں خلل عظیم آگیا  
اور منافقوں اور حوصلہ باختوں کا ذکر تو کیا ایک راجہ جوت ٹو پر سوار نیزہ ہاتھ میں  
لئے آتا تو اسکو ایک جماعت دیکھ کر نقش و پیکر دیوانہ بن کر بے حس حرکت ہو جاتی ایک  
راجہ جوت بہ بار و ونٹوں کی قطار کو ساربان کے ہاتھوں سے چھین کر اپنے آگے رکھ لیتا  
تو کسی کا بار نہ تھا کہ اسکا زخم ہوتا گو لشکر کے امین بالکل خد کال آیا مگر بادشاہ کے  
استقلال میں اصرار فرق نہ آیا جب اس نے سنا کہ جسوقت سنگہ بھاگ گیا سر پر دہو  
لشکر عدا ہاتھی پر سوار نہ ہوا تخت روان پر سوار ہوا سنا زولون کو بھیج کر بہت تاکید  
کی کہ قیل اور اسب سواروں کو اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنے دیں اور جو کوئی اپنی  
جگہ سے بچا ہو تو اسکو عثمان کشان خفت کے پتھر سے رو برو لائیں۔ باوجود  
اشارت و لشکر کے دہم و برہم ہونے کے بادشاہ نے سرشتہ تدبیر نرم اور کار فرما  
کو ہاتھ سے نہیں دیا اس بادشاہ کو وہ قار کے دل و روح صابین کچھ تغیر نہیں ہوا۔ بلکہ  
اسکی شگفتگی اور بشتاقت میں مطلقا سید ماعی و تند گوئی جو کم ظرفوں کی دلی بختی  
نشان ہو دخل نہیں دیا خوش ہو ہو کر فرماتا تھا کہ الحمد للہ اس وسیلہ سے منافق و دغا  
میں بغیر قی بر روی کار آمد محک عیار میں آئی اس بات کو میں عطیہ الہی اور اشراف و فیروزی  
جانتا ہوں جو کوہ اندیش منافق اپنی مال کاری کی بداندیشی کے اس بات کو غلبہ و

طرفین سے رات تک ان اندازی اور گولہ اندازی ہوتی رہی۔ جب رات ہوئی تو شجاع نے اپنا  
 توپ خانہ واپس بلا لیا اور اپنی فوج کو کچا کر لیا جس سر زمین پر شجاع کا توپ خانہ تھا ایک  
 مکان مرتفع تھا اور بادشاہ کے لشکر پر مشرف تھا۔ شاہی لشکر اسکی زد میں تھا مگر غلط  
 اسنے تو پناہ کی چاقیں میں مان لگا دیں اور انکا منہ دشمن کی طرف کر دیا عالمگیر نے حکم دینا  
 کہ لشکر جس ترتیب آئین سے صف بستہ کھڑا ہوا تھا وہ گھوڑوں کے آترے اور پتھیاں لگا  
 ہوئے رات کو حفاظت کرے اور سردار اپنے فوج کے آگے مورچا بنائے اعدا کے غدر و کید  
 سے غافل نہ رہیں۔ مگر غافل نہ رہیں۔ پھر رات نہ تو تاک مورچا یوں کا اہتمام اور خیرداری کی تاکید  
 کرتا رہا۔ بادشاہ کے حکم کے موافق لشکر نے نہ ہتھیار کھولے نہ گھوڑوں سے زمین اتارے۔  
 بادشاہ کے حکم سے لشکر گاہ میں ایک مختصر دولتانہ لگا تھا اس میں بادشاہ ہاتھی سے  
 آتر کر گیا اور مرغ حبش کی نماز پڑھی اور سترہ کی دعا مانگی اور بستر پر آرام کیا اس رات  
 کو بچھلے ہرے لشکر میں یکبارگی غلغلہ عظیم ہوئی باٹھا اور ایک عجیب آشوب برپا ہوا  
 اس حال کی تفصیل یہ ہے کہ راجہ جسونت منافقانہ بادشاہ کے ساتھ ہوا تھا ہمیشہ سے  
 فرار کی بدنامی کا جامہ سکے لٹو سیایا گیا تھا اس نے رات کو شب میں شجاع کے محرم راز کی  
 زبانی بیجا م اس میں بھیجا تھا کہ میں آخر شب میں لشکر شاہی پر بخون مار کے لوٹا کرتا  
 قرار اختیار کروں گا بادشاہ اسے مطلع ہو کر میرا اتفاق کر گیا اس وقت شجاع کے بہادر  
 لشکر شاہی پر تاح کرین رات چار بج گھڑی باقی تھی کہ راجہ اپنی صاحب فوج  
 راجپوتوں سمیت جیسو کہ رام سنگھ اٹھو اور جید اس (جہین اس) تھے اور اپنے لشکر  
 بے قیاس کے ساتھ اپنی جگہ سے حرکت میں آیا غارت کرتا ہوا آگے گیا اور بادشاہ لہرا  
 و شاہزادوں کے بہیر و کارخانوں کو جو اسکی راہ میں آئے خوب لوٹا اسکو جو منع کرتا وہ  
 راجپوتوں کے ہاتھ سے قتل ہوتا خاص کر محمد سلطان کے کارخانوں اور بہیر پر لے  
 ہاتھ سے بڑی آفت آئی کوئی حیمہ چھوٹا بڑا راجپوتوں کی لوٹ سے لہجہ نہیں ہٹا ہزاروں  
 اکی سرکار کے تمام خزانے اور تو خش خانے راجپوتوں کی لوٹ لئے اور سپاہ کا بہت مال

بادشاہ کے قول میں بفرقہ پڑا اور بہان تک نوبت آئی کہ بادشاہ کے باہر کاٹ و ہزار  
 سوار سے زیادہ نہ رہے لشکر مخالف نچال دیکھ کر فتح کی مبارکبادیں آپس میں دینے لگے  
 اور حرات کر کے قلب کشا ہی پر کہا لگتا سخی اور بے باکی سے دوڑ پڑے بادشاہ  
 شیر کی طرح ہاتھی پر بیٹھا ہوا سپاہ داں باختہ کی تسلی و تشنیع میں مشغول تھا اور اپنے ہاتھ  
 سے دشمنوں پر تیر بار تار تھا اس ضمن میں رقتنی قلی خان میرہ سے اور بہادر خان ملتیش  
 اور حرن قلی خان دست چپ سے آگے اور انہوں نے اپنی تھوڑے آدمیوں سے دشمنوں کو  
 روکا اور بادشاہ نے انکی بہادری کو دیکھ کر اپنے ہاتھی کا رخ دشمنوں کی طرف پھیرا  
 ان بہادروں سے اتفاق کر کے دشمن کشی اور جنگ کی اس زد و کوب میں اکثر دل باختہ  
 ہریت خوردہ کو غیرت دامن گیر ہوئی کہ وہ عثمان کشان بادشاہ کی سواری کے  
 ہاتھی کے پاس آئے لشکر شاہی نے باوجود کم ہونے کے ثبات قدم دکھایا اسکی جرأت جلالت  
 سے مرزا شجاع کے لشکر میں تزلزل آیا بہت سے کشتہ وزخمی ہوئے اگرچہ سادات  
 بارہ کی پیشقدمی بحال نہیں ہی مگر بہت کمزور ہوئے۔ یہاں پہلے ہی جنگی بلاؤں سے چھوٹے اپنی نڈن  
 مرنج و دو تین تین من کی زنجیریں لئے جرح فدا و جرح طرف حملہ کرتے تھے راکب مرکوب کو  
 ہلاک کرتے تھے ایک ہاتھی بادشاہ کی سواری خاصہ کے فین کے سامنے آیا بادشاہ نے  
 اپنے فیل کے پاؤں میں زنجیر ڈال کے ایک قراول کو حکم دیا کہ فیلبان کے گولی مار کر گاتام  
 کرے۔ جلال خان قراول نے اس فیلبان کو جبکہ اس کے اشارہ پر ہاتھی حملہ آوری کرتا  
 تھا گولی مار کے نیچے گرایا اور ایک بادشاہی فیلبان اسی ہاتھی پر جا بیٹھا اور اس کو اپنے  
 انکسے بس میں کر لیا۔ یہ حال دیکھ کر باقی دو ہاتھی بادشاہی قول سے نکل کے لشکر شاہی  
 کے جانب است پر حملہ آور ہوئے۔ اس حال میں بلند اختر نے چند سردار نامدار مثل شیخ  
 ولی و شیخ ظریف و حسن خولقی کو ساتھ لے کر برائے انکار شاہی کو بلا مارا اسلام خان کی  
 سواری کا ہاتھی بان کے صدر سے بھاگا بہت سے آدمی اسکی سپاہ کے بھاگ گئے  
 سیف خان اکرام خان جو برائے انکار کے ہراول تھے ثابت قدم ہو کر اعدائے مخالف ہوا

غنیہ کی دلیل عظیم تصور کر کے لشکرِ خصم میں چلے گئے ہیں وہ اپنی اعمال و خیالِ خام کی سزا کو چھینکے  
 نصف لشکر سے زیادہ تاراج و فراں ہوا اور دشمن کے لشکر سے جا ملا جب صبح ہوئی تو معلوم  
 ہوا کہ جس وقت سنگہ اکبر آباد کو گیا بادشاہی آدمی و وزیرین بادشاہ پاس جمع ہوئے بادشاہ  
 بدستور ماضی پر سوار ہوا اور دستورِ مقرر کے موافق کا زار کے غزم میں جنگ و پیکار کے  
 آہنگ میں کار فرما ہوا اس پہلے میں اسکی پیشانی میں بل نہ آیا جس وقت سنگہ کی جگہ  
 اسلام خان کو برافخار کی فوج کا سردار مقرر کیا اور اسے نو فوج کی ترتیب میں مشغول  
 ہوا اور عظیم خان کو فخر کیا کہ جو تغیر و تبدل میں ضرور ہوا اسکو کرنے شجاع نے بھی  
 فوج کی ترتیب میں تغیر کیا لشکر کے ملجانے سے مستطہر ہوا مجموعہ لشکر کو یک نصف قرار  
 دیا۔ پہر اول کا قائم مقام تو پٹنہ کو کیا بلند اختر کو اپنے ساتھ قول میں لیا اور جرات سے  
 آگے بڑھا۔ چار پانچ گھنٹے ہی دن چڑھا تھا کہ جو حسین مقابل ہوئیں اول بان اور توپوں نے  
 غرض شروع کی کوس کرنا کاشور چاہے ہر توپ کے آواز بہا درون کے دلون کو بڑھاتی  
 تھی ہر ساعت برق افروزی اور دشمن سوزی کے بازار کا ہنگامہ زیادہ گرم ہوتا  
 جاتا تھا اس حالت میں سلطان زین العابدین کی سواری کے ماتھی پر گولہ پہنچا اگرچہ  
 راکٹ مرکو کوئی ہنر نہیں پہنچا لیکن فلیبان کا اور خواص کا جو پیچھے بٹھا تھا ایک ایک پائون  
 آگ لگتا اسے دشمن کی فوج میں بہت آدمیوں کے ہوش اٹھے جب توپوں کی گرمی سے  
 کار گز گیا تو تیر کی آمد و شد اور ناوک اندازوں کی صنعت پر دازی شروع ہوئی  
 طرفین سے کئی ہزار تیر کیاں سے چھوٹے تھے اور بہا درون کے موئے تن سے خون کی  
 ندیاں بہانے تھے جو تن پوش پر دلون کے تن و بدن سے تیرون کا نیستان ظاہر  
 ہوتا تھا اس اور گیر میں سید عالم بارہ تے تن جنگی مست ماتھی بادشاہی لشکر کے  
 جہازِ فخر میں چھوٹے ادھارن ماتھیوں کے صدقہ اور ادھر حملہ سادات سے دست  
 چپ کی فوج کے ثبات قدم میں لغزش آئی اور اس فوج کے دل کے بود بھاگے لشکر  
 میں ایک فتور عظیم نموداں ہوا۔ اس فوج سے فرقہ سے اور فوجِ خصم کے غلبہ سے

اور گھوڑوں اور تمام اسباب تحمل و کار خانجات کو غارت کیا اور جو کچھ ہاتھ لگا وہ لے لیا  
ایک سو اچودہ توپیں اور ایک سو بندرہ ہاتھی ہاتھ آئے۔ کچھ خزانہ اور جو اہر اسکے سوا جولٹ  
گیا سرکار میں مضبوط ہوا۔ عالمگیر نے ہاتھی سے اتر کر دو گانہ شکر ادا کیا اور اپنے ہر کا باہر کو  
تحسین کی اس خیال سے کہ شجاع کو کہیں قرار نہ ہو۔ شاہزادہ محمد سلطان کو اسکے تعاقب  
میں روانہ کیا اور سب سامان شاہانہ اسکا درست کر دیا بادشاہ نے ایک ہفتہ یہاں  
قیام کیا اور امر اور اضافہ منصب انعام سے سرفراز کیا۔ معظم خان کا منصب ہفت  
ہزار می سوار پر اضافہ کر کے دوازدہ ہزار سوار پر آوردی بنایا اور دس لاکھ روپیہ  
انعام دیا اور سب کل امر میں ممتاز کیا۔ ۲۷ کو منزل کھجورہ سے کوچ فرمایا راجہ جے سنگ  
جو وطن کو رخصت لیکر گیا تھا وہ ملازمت میں آیا۔ بادشاہی حکم سے صف شکن خان  
محرم کو ملتان سے داراشکوہ کے تعاقب میں گیا وہ دس وز پہلے یہاں سے بھاگ گیا تھا  
اسنے اوجہ میں دو تین وز قیام کیا۔ جب اس نے لشکر شاہی کے یہاں آنے کی خبر سنی تو  
محرم کو بیاہ کے کنارہ پر بھاگ گیا اور ۱۲ کو صف شکن خان اوجہ میں آیا یہاں آیس  
پاس خزانہ شاہی سے دس ہزار اشرفیان صلح بہادر گزہ بردار لایا اور بہت سے بندوچی  
اور پیادہ و بیلدار بھی بادشاہ نے اس پاس بھیج دیے اور مکملی جو بیچورہ گئے آئے۔  
محرم کو شیخ میر شکر نے کہلا تھا وہ اس لشکر سے تیس کوں کا فاصلہ پر تھا جب ۲۰ کو قصبہ  
جھنجھی آہن محل میں لشکر شاہی آیا تو معلوم ہوا کہ داراشکوہ یہاں ۱۲ کو کوچ کیا ہے اور  
اسی کوں کے نکل گیا ہے شیخ میر کا لشکر بھی یہاں صف شکن خان کے لشکر سے مل گیا۔ یہاں  
قراولون نے خبر دی کہ ۱۲ محرم کو داراشکوہ بھکر میں دریا سے عبور کر کے سکھر میں اترا ہے اس  
منزل سے دریا کی اس طرف بھکر تک ساٹھ کوں کا فاصلہ تھا اور دریا کی اس طرف سے سکھر  
سو کوں کا۔ شیخ میر سکھر کو اور صف شکن خان بھکر کو روانہ ہوئی کہ دریا کے دونوں طرف سے  
تعاقب کر کے داراشکوہ کو تنگ کرین شیخ میر نے تین ہزاروں میں اتنی کوں کے قریب مل گئے  
۱۵ صف کو سکھر سے تین کوں پر پہنچ گیا راہ میں جنگل تھا خاردار درخت جھاڑ جھنگار بہت

شیخ میر صف شکن خان کا بیٹا تھا جو داراشکوہ کے قریب تھا اور اس کا بیٹا تھا

اور مردانہ کوشش کی اس ضمن میں اگرچہ بعض ناآرئودہ کار بہر کا بون نے صلاح دی  
 کہ بادشاہ براہنغار کی کمک کو جائے لیکن بادشاہ کی برابر فوج سنگین گرو دار میں  
 تھی اور غلبہ ہم سو اکثر دل باختہ فرار کے فکر میں تھے۔ بادشاہ نے یہ خیال کیا کہ مخالفوں کی  
 مات کے قصد سے فیل سواری کے رخ بدلنے میں یہ احتمال ہو کہ دشمن کے توپ خانے کے  
 پیادے جو حساب زیادہ میں فرار کی شہرت دیکر زیادہ شوخی کریں گے اس صورت میں بساط  
 براہنغار بھی دیکھ کر ہریم ہو گا پھر معلوم نہیں منصوبہ خاک کیا اپنا نقش دکھائے اسلئے بادشاہ  
 نے دشمن کے روبرو ہتھامت اختیار کی اسلام خان اور سرداروں کو پیغام دیا کہ ثابت  
 قدم رہ کر لڑو میں ابھی کمک کو آتا ہوں اس حال میں خبر آئی کہ بختیار بیگ  
 روز بہانی کہ توپ خانہ کا کار فرما تھا اور سیف خان و اکرام خان کا بیٹہ تھا یہ اپنے زخم  
 کھا کر دنیا سے وداع ہوا اور اسکے بیٹے خان بیگ کے زخم کاری لگا اور وہ کھوٹے  
 سے گرا بادشاہ نے یہ خبر سنی اور فوج مخالف کا غلبہ اسکے مقابلہ میں کچھ خفیف ہو گیا تھا  
 براہنغار کی مدد گویا جستجو براہنغار کے سرداروں کو تقویت ہوئی بادشاہی لشکر نے طرف  
 دشمنوں کا خون کیا اس زرد و خور دین شیخ وئی فرنگی کے شجاع کی فوج میں بڑا نامور  
 شجاع تھا وہ اور دین سردار مارے گئے اور جن بیگ خان خوشگی خانہ زین سے  
 سترنگوں ہوا اور غیر شہور آدمی بہت مارے گئے بلند اختر بادشاہی لشکر کی بہا  
 کو دیکھ کر باپ پاس چلا گیا۔ بادشاہی لشکر نے شجاع کے قول پر حملہ کیا۔ اس حال میں  
 کرم خان صفوی کو فوجدار جو نیو جہنہ کہ تھا ضابطہ صحت شجاع کی رفاقت اختیار کی  
 تھی وہ زہاریوں کی صورت میں بادشاہ کے ہاتھی کے پاس آیا اسکو آفرین دی گئی اور  
 حکم ہوا کہ جو ہاتھی ہمراہ ہیں ان میں سے کسی ایک کو یہ ہوٹھے۔ پھر علیہ الرحمن خان  
 پسند محمد خان جو شاہی بھان کے عہد میں بنگالہ میں آئی تھا و سنج بیگ ولد الوردی خان  
 شجاع کے لشکر سے دل باختہ ہو کر بادشاہ کے لشکر میں آ گئے اس زمانہ میں شجاع بھاگ  
 گیا اور عالمگیر فتح یاب ہوا فوج شاہی نے شجاع کے بنگاہ پر جا کر خزانوں کو ہاتھوں



سپاہ مخالف کے پاس آدھی ماہے گئی۔ سوم صفر کو صف لشکر خان بھکر میں پہنچا قصہ بہری میں  
 نزول کیا۔ بھکر کا نظم و نسق کیا آغرخان کو ساڑھے تین سو سوار حوالہ کر کے یہاں کا فوجدار  
 بنایا محمد علی بیگ جدار توپ خانہ کو دوسو برقدار سوار اور تین سو بندوچی حوالہ کر کے  
 قصہ بہری کی کوتوالی دی اور قوجیلی بیگ کو پانچ سو سوار برق انداز اور تین سو بندوچی  
 پیادے اور توپ خانہ کی بیسیج توہین ہمراہ کیں اور سکھر میں مقرر کیا کہ وہ داخل و مخرج  
 قلعہ سے باخبر رہے اور لشکر کی معاودت تک توپ تفنگ سے جنگ کر کے مختصان قلعہ  
 کو تنگ کرے صف لشکر خان پانچویں کو کوچ کر کے ۱۲ کو قلعہ سیوستان سے تیرہ کوںس پر  
 پہنچا۔ یہاں کے قلعہ دار و فوجدار محمد صالح ترخان کا نوشتہ آیا کہ قلعہ سے پانچ کوںس پر  
 داراشکوہ آگیا ہے ملو جاہیے کہ جلدی پہنچا اسکے خزانہ و اموال و اشیاء کے کشتیوں کے  
 سردار ہو۔ جو دریا کے کنارہ پر پہنچے ہوا ہے یہاں خان مذکور نے محمد معصوم اپنے خویش  
 کو ہزار برق انداز سوار دن اور چودہ شتر نال اور کچھ بان اور سیداروں اور سقوں  
 کی جماعت کے ساتھ آگے بھیجا کہ داراشکوہ کی کشتیوں سے گزر کر قلعہ سیوستان کے  
 نزدیک جہان دریا کا عرض کم ہو وہاں دریا کے کنارہ پر مورچل بنائیں اور توپوں کو  
 نصب کریں اور برق اندازوں اور کمانداروں کو بٹھائیں اور خود راتوں رات کوچ  
 کر کے داراشکوہ کلشکر کے محاذی سے تین کوںس پر گزر کر اوائل روز میں دریا کے کنارہ پر  
 ایک کوںس پر اس سرزمین پر اتر کہ قلعہ سیوستان کے محاذی تھی۔ محمد معصوم پہلے سے  
 آگیا تھا۔ آدھ کوںس تک دریا کے کنارہ پر مورچل قائم اور عظیم کی کشتیوں کے آنے  
 کی امید میں بیٹھی مخالفین کی کشتیوں کو اپنی جگہ سے لیجا کر شکستہ ہی سے ڈیڑھ کوںس  
 پر اس طرف دریا کے قیام کیا۔ یہاں ایک ہزار سوار اور دس فیل اور چند علم کشتیوں  
 کے قریب نمایاں تھے صف لشکر خان جاہتا تھا کہ لشکر کو دریا سے پار لے جا کر  
 دشمنوں کو دفع و منع کرے مگر دشمنوں کی کشتیاں پہلے آگئی تھیں وہ اسکی کشتیوں کے  
 پہنچنے کے مانع تھیں سو محمد صالح قلعہ دار کو پیغام دیا کہ وہ اس طرف سے کشتیوں کو بھیجے

اس لئے رستہ سخت و تنگ و دشوار گذار تھا اور طول مسافت اور سرعت سیر اسکے سوا کوئی اس  
 لئے بہت تلف ہو کر نہ گزرنے بہت تکلیف اٹھانی تیسری منزل میں خمیہ بار دار کو  
 جدا ہو گئے اور آذوقہ کم ملا۔ ۲ کو سکھر میں مقام ہوا صدف شکن خان تین روز پہلے بھکر میں  
 پہنچا تو معلوم ہوا کہ داراشکوہ حال انتقال اور بعض مستورات اور کچھ خزانہ و بھاری طلا  
 آلات و نقود آلات کو قلعہ سکھر میں لایا بہت نام خواجہ سرا کو جہر اسکے اعتماد تھا اور  
 سید عبدلرزاق کو قلعہ کی حراست کے لئے مقرر کیا اور بڑی بڑی توپیں جو ساتھ تھیں اور  
 اور لوازم توپ خانہ اور برق اندازون اور تیر اندازون اور بند و فوجی بیاد و فوج اس  
 استوار حصار میں تعین کیا سلخ محرم کو خود سکھر سے آگے بڑھا اسکے باقی ٹرنے اور احوال  
 کشیتوں میں تھو وہ خود بیشون جنگلون و درختوں کو کاٹتا ہوا اور رستہ بناتا ہوا  
 چلا جا رہا ہے اور اسکے عمدہ نوکروں میں سے داؤد خان و شیخ نظام و میر عزیز و  
 میر رستم و سید تاتار خان بارہ و سید جواد بخاری اور اور سردار قریب چار  
 ہزار کے نواحی گھارن اس سے جملہ ہو گئے ہیں داؤد خان اپنے وطن حصار فیروزہ کو چلا گیا  
 میر رستم بادشاہ پاس گیا اور میر عزیز و شیخ نظام و سید تاتار و سید جواد صدف شکن  
 سے مل گئے جتنا اس نے بادشاہ پاس بھیجا کچھ اسکے رفیق جدا ہو کر بھکر میں آئے کئی دن  
 شیخ عبد الرحیم خیر آبادی جو اسکا مقرب مصاحب تھا شیخ میر سے ملائی ہوا اس نے  
 کہا کہ داراشکوہ پاس تین ہزار سوار رہ گئے ہیں شیخ میر سکھر سے تعاقب میں آگے بڑھا  
 تو زمینداروں کی زبانی معلوم ہوا کہ سکھر سے بھی کس پر قندھار کو لگتی ہے داراشکوہ  
 یہاں اس پر قندھار جانا چاہتا تھا مگر اسکے ہمراہی نوکر اور ہلچل و مان جانے پر پہنچا  
 نہیں ہونا چاروہ ٹھٹھ میں آیا صدف شکن خان کہ ۲ محرم کو نواحی قصبہ کن و شیخ میر  
 بھکر جانے کے لئے جدا ہوا اس نے سپہا کو س دو منزل میں طے کئے تھے کہ داراشکوہ اگر  
 فریق جسکا اوپر ذکر ہوا صدف شکن خان سے ملائی ہوا جتنا اس نے بادشاہ پاس بھیجا یا پٹیا  
 لشکر میں داراشکوہ کے قراول اور کوتوال اور بعض ورنو کہ اسکے اردو بازار کے علم لائے اور بہ

اُترنے کو تھے کہ اُس سے ہماری آویزش ہوئی کہ کچھ انہیں آدمی مائے اور کچھ زخمی ہو کر کچھ قیدی ہو کر۔ یاد شاہی آدمیوں میں ایک کشتہ ہوا کچھ آدمی زخمی ہو کر۔ خان مذکور یہ خبر سن کر ٹھٹھے سے اُٹھ کر وہ پہنچا اور محمد معصوم کو شہر میں بھیجا کہ داراشکوہ کا مال جو اس شہر میں ہے گیا ہو اسے ضبط کرے پھر خبر آئی کہ دریا کی طرف دارالے گجرات کی طرف کوچ کیا نصف شکر خان تعاقب کی تیاری کی کہ اس اثناء میں شیخ میر کے نام حکم شاہی آیا کہ بہت جلد تعاقب کو چھوڑ کر ہمارے پاس آؤ ایک بہت کار ضروری درپیش ہے اس سبب نصف شکر خان و شیخ میلور اور دو تھوڑے جمع ہو کر مشورہ کرنے لگے کہ ٹھٹھے سے آگے جاؤ یا یاد شاہ کے پاس مراجعت کریں چونکہ اس پورس میں لشکر نے بڑی اور کڑی مندرج کی تھیں بہت سے رنج و تعب اٹھاؤ تھے اور اکثر سپاہ و لشکریوں کی سواریاں اور بارہ بردار تلف ہو گئے تھے ایلغار کی طاقت نہ رہی تھی اسکے سوار خزانہ میں ایک ہ کی تھوڑے کی جمع کے سوا روپیہ نہیں ہا تھا اور وہ اس مہم کو کفایت نہیں کرتا تھا اور سوا اسکے داراشکوہ جو وادی فرار اختیار کیا تھا اکثر اس میں چول و بیابان بے آب ویران تھے اسلئے ٹھٹھے سے آگے بڑھنے کی کسی کی صلاح نہ ہوئی اور سب مراجعت کی ٹھٹھائی اول شکر بھکین آیا یہاں معلوم ہوا کہ داراشکوہ کچھ میں پہنچ گیا اور تین منزل طے کر کے کنار چول پہنچا اس سال میں کمی باران سے راہ میں نا لاشیں آ رہ تھیں اور جہاں کنوئیں تھیں وہ لاش کو کفایت نہیں کرتے تھے اسلئے اسکے لشکر کے اکثر آدمی مر گئے اور بہت دواب تلف ہو گئے۔ گیارہویں کو وہ چول میں داخل ہوا چول کی حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک دشت شورسان ہے اور دریا شور سے چالیس کوہ پر ہے اور اس فاصلہ میں ٹیٹھا پانی مطلقاً ناپا ہے اور سب جگہ بجای آب کلاموں سراب کا جلوہ کھائی دیتا ہے۔ قریب ریل کے سبب اس سرزمین میں بعض موضع پر کپا قسم کی گل ہے جسکی تہ میں پانی ہوتا ہے اور دواب اس میں ڈوب جاتے ہیں۔

ہندو میں اسکو دلدل کہتے ہیں۔

اور خود بھی سپاہ اور تابینوں کے ساتھ قلعہ سے نکلے اور گھاتی جو سخت دشوار گزار سیوٹا  
 کے قریب واقع ہوئی ہے چپڑا راشکوہ کو عبور کرنا ضرور ہو گا اس پر قبضہ کر کے لشکر کے آنے  
 تک حتی المقدود دشمنوں کی مخالفت میں کوشش کرے اور اہل قلعہ کو تاکید کرے کہ جس وقت  
 مخالف اہل بی جگہ سے کشتیوں کو حرکت دے کر قلعہ کے نیچے سے گزرنا چاہیں تو قلعہ کے اوپر  
 سے توپے تفنگ چلا کر شرائط مخالفت کی تقدیم کرے مگر محمد صالح میں اس خدمت کی  
 لیاقت نہ تھی اس نے جواب دیا کہ اگر کشنیا بھی جائیں تو داراشکوہ کے آدمی جو دریائے  
 بین انکو بکری لٹکے اور مجھ میں لشکر شاہی کے امداد بغیر گھاتی پر قبضہ کرنے کی قدرت اور  
 دشمن کی مقاومت و مصامت کی تاب نہیں ہے۔ اس طرف دریا کے کنارہ پر عین اہل  
 کم ہے کہ کشتی کا گزرنا ممکن نہیں ضرور دریا کے دوسری طرف سے کشتیوں کا گزر ہو گا۔  
 وہیں انکی مخالفت کرنی چاہیے اس سبب سے صف شکن خان نے دریا سے عبور نہیں کیا  
 اس محمد صالح کی گفتار کو سچ جانا دریا کے اس طرف داراشکوہ کی کشتیوں کا منتظر رہا۔  
 مگر ایک ساعت کے بعد معلوم ہوا کہ داراشکوہ کشتیوں کو دوسری طرف روانہ کیا  
 اور یاد شاہی مورچوں کی طرف نہیں آیا دریا کے اس طرف جو قوت خانہ شاہی  
 تھا اس لئے گولے مارے مگر زیادہ بعد کے سبب کچھ اثر نہیں ہوا ایک کشتی توپ کے  
 حمل سے ٹوٹ گئی اور دوسری گل میں بیٹھ گئی باقی کشنیاں قلعہ کے نیچے سے  
 گلیں گلیں محمد صالح کی نالائقی سے یہ فتح کا منصوبہ خالی گیا ۱۲ کو داراشکوہ کتل سے  
 بھی گزر گیا۔ ۲۱ کو شیخ میراد صف شکن خان کے لشکر دریا کی ایک طرف بن ملگئی اور  
 دونوں لشکروں نے مقصد کی طرف کوچ کیا یاد شاہی لشکر کے قزاقوں نے حیدر بادون کو  
 کہ ٹھہرے داراشکوہ کے لشکر سے جدا ہو گئے تھے لشکر شاہی میں لائے تو انکی تقریر سے  
 معلوم ہوا کہ ٹھہرے داراشکوہ ۲۶ صفر کو آیا تھا اور گجرات کے قصد ہوا بنے لشکر  
 کو دریا سے مارتا رہتا تھا۔ ترکناز خان افواج شاہی کا قزاقوں تھا اسکا نوشتہ  
 کہ شیخ میراد بن گیا کہ داراشکوہ ۲۹ صفر کو دریا سے عبور کیا کچھ آدمی اسکے دریا سے

لشکر الہ آباد میں آیا تو سید قاسم نے اپنا چارہ کار اور صلحت پادشاہ کی بندگی اور  
دولت خواہی میں دیکھی اور استغفار و جہاد کر کے قلعہ خاندوران خان کو حوالہ  
کیا وہ یہاں قلعہ دار مقرر ہوا۔ اور سید قاسم پادشاہ کی خدمت میں روانہ ہوا۔  
شجاع کا باقی حال کے لکھا جائیگا۔

راجہ جسونت سنگھ کی تنبیہ گوشمال کے لئے پادشاہ نے محمد امین خان کو دس ہزار  
سوار کا سردار بنا کے عبداللہ خان کے ساتھ بھیجا راجہ جسونت سنگھ کا برادر  
زادہ رائے سنگھ راٹھور تھا اور چچا کے ساتھ نزاع ارشی رکھتا تھا اسکو راجہ کا  
خطاب دیا اور منصب میں ہزاری کا اضافہ کیا اور ایک لاکھ روپیہ خلعت و اسب  
وغیرہ عطا کیا اور راجہ کے استیصال کی مہم میں شریک کیا اور اس کے وطن جو دھویو  
دیے کا وعدہ کیا۔ امیر خان حارس دار الخلافہ شاہجہان آباد کو حکم کیا کہ داراشکوہ  
کے تعاقب سے جب شیخ میراؤ تو مراد بخش کو قلعہ سلیم گڑھ سے نکال کر اس کے ہمراہ  
قلعہ گوہار کو بھیج دے۔ ۱۱ جمادی الاول ۱۰۷۹ سنہ کو پادشاہ اکبر آباد کے نزدیک  
باغ نور کے متصل مقیم ہوا۔ فاضل خان خاںسا مان داراشکوہ کا نقد و جنس و اموال لایا  
روپیہ کا پادشاہ کے سامنے پیش کیا امیر الامراء اور تمام امراء متعینہ اکبر آباد پادشاہ  
کی خدمت میں رہے۔

بعض خلاص کیشون کی زبانی معلوم ہوا کہ راجہ جسونت سنگھ جب یلغار کر کے اکبر آباد  
قرب آیا تو منافق کیشون کی جماعت کو یہ گمان تھا کہ راجہ قلعہ کا محاصرہ کریگا اور  
شاہجہان کو قید سے آزاد کر کے تخت پر بٹھائیگا اس سبب سے عقل و حیا  
کے دلون میں سو سے پیدا ہوئے تھے۔

عالمگیر شاہجہان کی تاریخ کے تحریر کیے وقت کونسیٹل کے اورنٹیل مس سلیبی برنیر کا  
سیاحت نامہ میری زیر نظر رہتا ہے۔ ہندوستان میں جو ارباب دانش اپنے  
ملک کے حال سے خوب واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ امراض ملک کی عادت میں

راجہ جسونت سنگھ

دس ہزار سوار اور ایک لاکھ روپیہ

یہاں کا طول موضع کو نہ پہنچتی ہوتا ہے جو چھ کی ولایت میں آگے ہو و ان ایک  
جرات کو جاتی ہے اور دوسری راہ جو ناگدھ کو در بیع الثانی شیخ میر و صف شاہ  
بھکر میں گئے اور ایک دن یہاں تخیر قلعہ کی تدبیر کے لئے اقامت کی گیارہ توپیں اور جو  
آلات و ادوات توپ خانہ ہمراہ تھے باقر خان فوجدار کے پاس چھوڑے اور  
ولی بیگ علی مردان حاجی کو توپ خانہ کا داروغہ بنایا آغ خان کو زمرہ آغوان کے  
ساتھ سکھ میں اور حاجی اللہ وردی خان کو لوهری میں چھوڑا۔ ۸ راہ مذکور کو بادشاہ  
کی خدمت میں روانہ ہوئے۔

شجاع شکست دیکر بادشاہ کچھو میں چہرہ زور نہ پھر دریا گنگا کے کنارہ پر سفر  
کیا اور شجاع کے تعاقب میں لشکر کو روانہ کیا اب اس سبب سے کہ داراشکوہ کے  
جرات بھاگنے کی اور شور و فساد مچانے کی خبر سنی تھی اسلئے الہ آباد کی حدود میں  
توقف جائز نہ جانا اور اکبر آباد کی طرف روانہ ہوا کہ داراشکوہ دفعہ استیصال  
کی تدبیر کرے اور ارجحیوں سے سنگہ کی تادیب و تنبیہ کرے۔

یہ دویم بڑی درمیش تھیں ان کی طرف سے بھی توجہ تھی۔ غہ جامدی الاول کو بادشاہ  
قصیرہ میں آیا یہاں شاہزادہ محمد سلطان کی عہدداشت سے معلوم ہوا کہ  
قلعہ الہ آباد فتح ہو گیا تفصیل اسکی یہ ہے کہ مرزا شجاع نے سید قائم نوکر داراشکوہ کی  
قلعہ اری الہ آباد میں بدستور سابق بحال رکھی تھی سید قائم نے سید عبد الجلیل کو  
اپنی قوم میں سے قلعہ میں اپنا نائب مقرر کیا اور خود کچھ سپاہ کے ساتھ شجاع کے ہمراہ  
یا شاہی لشکر سے لڑنے گیا شجاع کی شکست کے بعد وہ اپنی بختگی اور مضبوطی  
کے سبب شجاع سے پہلے اپنے تابانیوں کے ساتھ قلعہ میں چلا آیا۔ جب شجاع  
الہ آباد میں آیا ہر چند اسے سنی کی کہ قلعہ کو تصرف میں لائے مگر سید قائم صواب  
اندیشی اور ہمالیہ کی سبب اس بات پر راضی نہ ہوا از انہ سازگی کر کے شجاع  
سے ملنے گیا مگر قلعہ میں اسکو قدم نہ رکھو دیا۔ جب محمد سلطان معظم خان کے ساتھ

یہاں سے روانہ ہوا اور شجاع کے ساتھ تھا۔

اور تخت پر بٹھا دیتا مگر راجہ اصل حقیقت سے واقف تھا وہ دارالخلافہ میں باد  
 و نون پھرنے کی جرات کر سکتا تھا اور نہ کوئی مہم بہادرانہ اختیار کر سکتا تھا اس کو  
 صرف شہر اگرہ کے اندر کوچ کرنا ہوا اپنی وطن کو چلا گیا ظفر نامہ میں قتل خان لکھتا ہے کہ  
 جسوقت سنگہ کے چلے جانے کی خبر موختل کبر آباد میں و شاہجہان آباد میں پھیلی بلکہ لاہور  
 تک و اطراف و اکناف میں پہنچی طرہ اسپر یہ ہوا کہ جو بھاگ کر آتا وہ اس خبر  
 نا ملائم کو آتے تھے بیان کرتا اور ظاہر کرتا کہ اس واقعہ ناگوار کو خود اس نے دیکھا ہے  
 یہاں تک کہ یہ نو کی خبر آئی کہ عالمگیر کو شجاع گرفتار رکھے اگرہ کو لئے آتا ہے۔ جسے نہ سنگہ  
 اگرہ کے قریب آیا تو شائستہ خان حکم اگرہ کے ہاتھ پانوں پھوے اور اس خبر کو سچ جانا  
 اور دکن جانے کا ارادہ کیا کہ شاہجہان کے غصے کے بچے آدھی رات کو افضل خان  
 پاس پیغام بھیجا کہ میری شاہجہان سے تقصیر معاف کر دو وائل خان اُسے سمجھا یا کہ  
 خیر ہے پہلے اس خبر کو تو تحقیق ہونے دو کہ سچ ہے یا جھوٹ ہے۔ پانچویں جمادی الاول  
 ۶۹ سنہ کو بادشاہ عماد پور میں آجا جو سموگڈھ کے قریب ہے۔ یہاں بادشاہ داراشکوہ  
 پر فتح نصیب ہوئی تھی اسلئے سموگڈھ کا نام فتح شکار رکھا بادشاہ کے پیش نہاد  
 ہمت یہ دو امر تھے داراشکوہ کی تنبیہ و راجہ جسونت سنگہ کی نادیدنی اس کو  
 بادشاہ نے اجمیر جانے کا ارادہ کیا اور ۲ جمادی الاول ۶۹ سنہ کو اجمیر کی طرف  
 کوچ کیا۔

۱۷  
 ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ سپاہ جو ٹھٹھ میں داراشکوہ کا تعاقب کر رہی تھی اسکو  
 بادشاہ نے واپس بلا لیا تھا۔ تو داراشکوہ نے اسکو غنیمت جانا اور دوبارہ اسکو  
 خود سری کا سودا ہوا ولایت گجرات میں نہ کوئی لشکر تھا نہ کوئی سردار کہ اس کی  
 مداخلت و ممانعت کرتا۔ میدان خالی تھا اسنے چول و بیابان میں قدم رکھا۔  
 بعض میدانوں کی رہ نمائی سے دریا شور کے کنارہ پر اسی طرہ سے کچھ من آیا۔  
 کہ جسپر کوئی مسافر چلتا نہ تھا اور سخت دشوار گزار تھی کچھ کامر زبان اس کے

داخل ہے کہ بعض زمین اور طباع واقعات کو انکے وقوع کے وقت اپنے خیالات کے موافق نہایت فصاحت و بلاغت سے تھوٹ و بیج کو شیر و شکر کی طرح ملا کے بیان کیا کرتے ہیں کہ سننے والوں کو انہیں برا مزہ آتا ہو۔ انکا انداز بیان و ادرا و طرز ایسا ہوتا ہے کہ بہت اسی انکے بیان غیر واقعی کو واقعی جان کر پھر واقعی امر پر یقین نہیں کرتے و اکثر برسرِ کوئی ظریف ایسا ملکیا ہے یہ بیچارہ اجنبی اسکی باتوں کو سمجھ جانتا ہے اور اسے سفر نامہ میں لکھتا ہے اور اپنے اہل وطن کو لال بکھر بٹھاتا ہے جو یہاں کے حال سے بالکل لاعلم ہیں اسلئے ہر واقعہ میں ایک و بائیں ایسی گھڑتا ہے کہ جن کی کچھ اصل نہیں ہوتی اور پھر انہیں رائے فی کرتا ہے جو جہالت و لاعلمی پر مبنی ہوتی ہے مشکل ہے کہ معاملات ملکی پر کسی اجنبی کو ایسا علم ہو کہ وہ اس میں لے دینے کے لئے کافی ہو۔ اب میں مثال کے طور پر اوزنگ زریبہ اجمہ جو ہنت کا حال اس سیاحت نامہ سے لکھتا ہوں کہ جب راجہ جوہنت نے دیکھا کہ شجاع کا پلڑا پلٹ گیا تو اس نے سوچا کہ جو لوٹ ہاتھ آئی ہے اسکے مزے اڑاے وہ فی الفور اگرہ کو اس نیت سے چلا کہ اپنے وطن کو مراجعت کرے دار الخلافہ اگرہ میں یہ فواہ اڑ رہی تھی کہ اوزنگ زریبہ شجاع سے شکست پائی وہ اور امیر جملہ و مظہر خان و دو نو قند ہو گئے ہیں اور سلطان شجاع اپنے فخر و شکست کے ساتھ اگرہ چلا آتا ہے شائستہ خان حاکم اگرہ اور اوزنگ زریبہ مامون کو ادھر اس شہرت کا یقین ہوا و ادھر جوہنت سنگہ جکی دغا بازی سے وہ خوف زدہ ہو رہا تھا اگرہ کے دروازہ پر ان پہنچا کہ اس نے مایوس ہو کر زہر کا پیالہ پیئے کے لئے ہاتھ دین لیا اور پی ہی گیا ہوتا اگرچہ تو ان اسکو جا کر گھیر نہ ہوتا اور پیالہ کو ہاتھ سے زمین پر گرا نہ دیا ہوتا۔ اگرہ کے رہنے والوں کو دو روز تک ٹھیک اصل حال نہیں معلوم ہوا کہ ان کی شہین کہ ان دو دن میں انکو اگرچہ ہنت بہادرانہ و حکیمانہ و زحیاضانہ وعدے کرتا تو شایہاں کو قید سے آزاد کر لیتا

دیکھو کہ اوزنگ زریبہ کی سیاحت نامہ کی کچھ اصل نہیں ہوتی اور پھر انہیں رائے فی کرتا ہے جو جہالت و لاعلمی پر مبنی ہوتی ہے مشکل ہے کہ معاملات ملکی پر کسی اجنبی کو ایسا علم ہو کہ وہ اس میں لے دینے کے لئے کافی ہو۔ اب میں مثال کے طور پر اوزنگ زریبہ اجمہ جوہنت کا حال اس سیاحت نامہ سے لکھتا ہوں کہ جب راجہ جوہنت نے دیکھا کہ شجاع کا پلڑا پلٹ گیا تو اس نے سوچا کہ جو لوٹ ہاتھ آئی ہے اسکے مزے اڑاے وہ فی الفور اگرہ کو اس نیت سے چلا کہ اپنے وطن کو مراجعت کرے دار الخلافہ اگرہ میں یہ فواہ اڑ رہی تھی کہ اوزنگ زریبہ شجاع سے شکست پائی وہ اور امیر جملہ و مظہر خان و دو نو قند ہو گئے ہیں اور سلطان شجاع اپنے فخر و شکست کے ساتھ اگرہ چلا آتا ہے شائستہ خان حاکم اگرہ اور اوزنگ زریبہ مامون کو ادھر اس شہرت کا یقین ہوا و ادھر جوہنت سنگہ جکی دغا بازی سے وہ خوف زدہ ہو رہا تھا اگرہ کے دروازہ پر ان پہنچا کہ اس نے مایوس ہو کر زہر کا پیالہ پیئے کے لئے ہاتھ دین لیا اور پی ہی گیا ہوتا اگرچہ تو ان اسکو جا کر گھیر نہ ہوتا اور پیالہ کو ہاتھ سے زمین پر گرا نہ دیا ہوتا۔ اگرہ کے رہنے والوں کو دو روز تک ٹھیک اصل حال نہیں معلوم ہوا کہ ان کی شہین کہ ان دو دن میں انکو اگرچہ ہنت بہادرانہ و حکیمانہ و زحیاضانہ وعدے کرتا تو شایہاں کو قید سے آزاد کر لیتا



جنگ و وطن حمیر کی ہواچ میں میں اور اس بات کے داراشکوہ کے غم میں تقویت ہوتی تھی وہ  
 جو حد پور میں منزل پر میر تقی میر آگیا ترسیت خان فوجدار حمیر داراشکوہ کے قریب  
 آنے سے حواس باختہ بادشاہ پاس بھاگ گیا۔ جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ داراشکوہ  
 زرم و سپکاؤ آمادہ ہوا ہے تو بادشاہ نے طاہر خان کو اس خدمت پر مقرر کیا کہ وہ  
 حاکم دارا کی خبر لائے۔ بادشاہ بھی چلکہ قصبہ دہ کے قریب آیا۔ چونکہ غنیم نزدیک  
 اور جنگ قریب تھی حکم ہوا کہ قصبہ کور میں جو قلعہ ہے اس میں خزانہ اور زواہد  
 کار خانجات غیر ضروری اور احوال و اطفال رکھ کر جا میں راجہ رائے کو قلعہ کی حفاظت  
 سپرد ہوئی یہ قصبہ سی کے علاقہ میں تھا پھر بادشاہ تالاب مسگر چہ کر وہ پر آیا۔  
 یہاں طاہر خان جو قراولی کے طور پر لگے گیا تھا غنیم کے حال کی کیفیت دریافت کر کے  
 بادشاہ ہر عرض کی اور پھر رخصت ہوا البتہ راجہ جیسنگ میں بادشاہ نے ہنچک  
 فوج بندی کا حکم دیا راجہ جیسنگ کو دلیر خان و حسن علی خان و راکل و جماعت کے  
 ساتھ ہر اول مقرر کیا نصف لشکر خان کو تو پٹانہ کے لے جانے کے لئے مامور فرمایا شیخ میر  
 اسکے بھائی امیر خان کو پیش کا سر فوج بنایا امیر الامراء کو اسکے بیٹوں اور مخلصین  
 اور بعض سرداروں کے ساتھ برانغار کی طرف مقرر کیا اور حوٹانگار کی سرداری  
 بادشاہ زادہ محمد اعظم اور ایلان کے بہادر وں کے سپرد کی اور اسی طرح محمد امین خان  
 و ہوشدار خان و عبدالرحمن خان بن نذر محمد خان و ایرانی و تورانی اور سرداران  
 اور افغانوں اور راجپوتوں کو جا بجا مینہ اور میر و قول و چند اول میں مقرر کیا اور حکم  
 دیا کہ جب تک دشمن سے مقابلہ ہو سکے کی یہی ترتیب ہو اس میں فرق نہ لائے۔  
 جب داراشکوہ میر تقی میر آیا تو راجہ جیسنگ کے ساتھ جو معاملات ہیں انہی وہ بیان  
 جاتے ہیں اول راجہ جیسنگ کا حال بیان کیا جاتا ہے کہ وہ بادشاہ کے ساتھ سے  
 شجاع کی لڑائی میں بھاگا تھا وہ جانتا تھا کہ بادشاہ افواج میری تہنیت تاکید کے  
 مقرر کر لگا تو ناچار اسنے اپنا چارہ کار اس میں دیکھا کہ داراشکوہ کو ترغیب و ترغیب

داراشکوہ اور راجہ جیسنگ کے معاملات

استقبال کو گیا اور اسے ملائی ہوا۔ داراشکوہ اسکو نقد جواہر دیکر بہر جایا اور اسکی  
 بیٹی سے اپنی بیٹی بھر شکوہ کو نامزد کیا۔ زمیندار نے ضیافت کی اور بدرقہ ساتھ  
 کر کے اپنی حدس باہر کر کے احمد آباد کو روانہ کیا جب داراشکوہ احمد آباد کے قریب آیا  
 شہسوار خان صوبہ احمد آباد کی ایک بیٹی بادشاہ سے بیاہی تھی اوہ دوسری بیٹی  
 مراد بخش سے تو وہ یوان خمت خان اور اور کو کیون کو ساتھ لیکر داراشکوہ کے  
 استقبال کو آیا ملاقات کے بعد سرانجام ضروری داراشکوہ کے لئے تیار کیا۔ اور  
 محمد مراد بخش کا جو روپیہ جلین مٹلا و نقرہ آلات و ردیال کھروئے جو اس کے گھر میں  
 تھے وہ داراشکوہ کو پیش کش میں دئے اب داراشکوہ زرو سیاہ کے جمع کرنے کی فکر میں  
 ہوا آدیون کو خلعت و اضافہ و خطاٹ جواہر دیکر خوش ہند کیا اور لوگوں کا دل  
 اپنی طرف کیا اور بندہ سورت و کنہایت و بہر وج و پرگناات سیر حاصل میں اپنی طرف  
 سے حکام و عامل مقرر کئے اور ان میں اپنا قبضہ کیا ایک مہینہ سات روزہ یہاں رہ کر  
 میں میں بہر اسوا جمع کر لئے اور حکام بھی پورا اور حمید آباد سے بھی خطوط و پیغام  
 بھیج کر نقد و جمعیت ساہ کو طلب کیا دکن جانے اور راجہ جہونٹ سنگھ سے ملنے کے  
 لئے مختلف فکر کرنے لگا۔ اس گراماگر می میں اس میں خبر آئی کہ کٹر شاہی کی رفاقت  
 سے راجہ جہونٹ سنگھ نے فرار کیا اور دشمن کے غلبہ کی شہرت خیر و قوعی اور خبر کا ذہب  
 داراشکوہ نے یہیں بیٹھا اور انکو سبج جانا۔ راجہ جہونٹ سنگھ کا نوشتہ آیا اس میں  
 اس نے اپنا حال لکھا اور داراشکوہ کو اشارہ کیا کہ وہ اجمیر کی طرف آئے داراشکوہ  
 غرہ جادی الاخری ۹۹۰ھ کو آراستہ سیاہ اور توپ خانہ کے ساتھ چلا۔ یہ تو بیجا نہ  
 اس میں اس طرح مرتب ہوا تھا کہ اس نے بندہ سورت سے چالیس توپوں منگالی  
 تھیں جب داراشکوہ چلا ہے تو ہر منزل میں راجہ جہونٹ کا نوشتہ ابلہ قریب  
 پہنچتا تھا اور اس پر اپنے آنے کا افسون پھونکتا تھا اور اسکو افسانہ سناتا  
 کہ میں قوم راٹھور کی جمعیت اور ان اقوام راجپوت کے ساتھ آتا ہوں

تم اس بات پر نہ بھولو کہ میں اور راجاؤں کی اپنی ساتھ کہ لونگا۔ میری پاس یہی وہاں ہیں کہ  
 تمہاری اس کوشش کے خلاف میں سے کرونگا اور کسی وجہ کو تمہارے ساتھ نہیں ہو دوں گا  
 یہ کام ایسا ہے کہ ساری ہندوؤں سے تعلق رکھتا ہے لگو کیسے اس کی اجازت دی جاسکتی  
 ہے کہ تم وہ آگ بھڑکاؤ جو سارے ملک میں بسی پھیل جائے کہ بھڑکنے کی کوشش سے بچ نہ سکے  
 اب اگر تم دوسری طرف جاؤ اور داراشکوہ کو اپنی حالت میں چھوڑ دو تو اورنگ زیب  
 تمہاری ساری خطاؤں کو بھول جائیگا مگر جوہ میں جو لوٹ ہاتھ آئی اسکا مطالبہ نہیں  
 کریگا بلکہ فوراً تمکو ہجرات کا حکم بناویگا ایسے ملک کے حکومت کے فوائد کی تم کو خبر  
 جانتے ہو جو تمہارے ملک کے ہمسایہ میں ہے یہاں تم امن مانا ہو بیخوف و خطر ہو  
 میں ان عدوؤں کے ایذا کی ذمہ داری بالکل اپنے ذمہ لیتا ہوں جس کے نشتجات  
 جب وزنگ زیب کا نشوونما اور راجہ جینا اور اوریا خواہوں گے نشتجات  
 خفیہ راجہ جیونت سنگھ میں پہنچے تو انکے اخفا میں اس نے کوشش کی اور جو دھپور سے  
 جو داراشکوہ کے استقبال کے لئے تیار تھا اب اسے ملنے کا ارادہ چھوڑا اور اپنے  
 وطن کی طرف ہٹا۔ داراشکوہ کو راجہ کے وطن کی طرف مراجعت کرنے کی خبر پہنچی تو وہ  
 متہدد ہوا۔ اسلئے شروع کیے بار بار خوشامد کے پیغام بھیجا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔  
 اس کے داراشکوہ کے دل میں اور غلشیں پیدا ہوئیں وہ خود جو دھپور سے تیار ہو گیا  
 اور یہاں چند مقام کے اور راجہ پاس میں چند (دو ہی چند) اپنے معتمد کو بھیجا جو راجہ  
 سے اتحاد رکھتا تھا اس نے کہا کہ راجہ صاحب نے یہ وعدہ کو ایذا  
 کیجئے جو اب میں یہ عذ کیا کہ میں اپنی قول پر راسخ ہوں فی الحال میرا ہر صحت  
 نہیں ہے داراشکوہ اب میرے جا کر قیام کرے اور راجہ جو توں کو پیغام بھیجے کہ اپنے پاس بلا  
 جے تو میں نامی راجہ جوت اس کے پاس جائیگے تو میں بھی اس پر جاؤنگا۔ دو ہی چند  
 یہ جواب پاس عذر دینے لیا کہ راجہ کے پاس آتا تو داراشکوہ اب میرے پاس آتا اور دوبارہ  
 دو ہی چند کو راجہ پاس بھیجا اس نے یہاں آنکر ہزاروں توپیں کلام بنا کر پیغام کا

کر کے اپنی طرف کھینچے اور انوس اٹھوڑا اور اقوام راجپوت سے ایک بڑا لشکر جمع کرے اور  
 اسکے ہتھیار سے خلاف جوئی کر دی جب جو دھ پور میں گیا تو اسنے داراشکوہ کو بلایا اور خود  
 راجپوتوں کا لشکر جمع کیا اور سامان لشکر تیار کیا اور داراشکوہ کے انتظار میں بیٹھا راجہ جیسنگ  
 حال پر بادشاہ از حد مہربان تھا وہ راجہ جسونت سنگ کے ساتھ جنسیت اور رشتہ منہ کر  
 رکھتا تھا اس نے بادشاہ سے اسکے معافی قصو کے لئے عرض کیا اور کہا کہ اگر حضور عطا فرماتے  
 شانہ سے اسکی خطاؤں کو معاف فرمائینگے اور اسکو جان کی امان دینگے تو یہ میری فریاد  
 کا باعث ہو گا اور وہ وحشی بھی رام ہو گا اور پھر صدق و اخلاص سے بندگی کریگا۔  
 بادشاہ نے اسکی درخواست کو منظور کیا اور حکم دیا کہ وہ اپنی جانب سے ایک مکتوب لکھے  
 اور اپنے کسی معتمد کے ہاتھ بھیجے اور دو تختہ ہی پر رہنمون ہو اور عفو جوام کی نوید سنایا اور  
 داراشکوہ کے ساتھ ملنے سے باز رکھا اور بادشاہ نے بھی ایک منشور اس کی عفو تفصیل لکھ دیا  
 (عالمگیر نامہ میں فقط یہ لکھا ہے کہ بادشاہ نے راجہ جیسنگ کو خط لکھنے کی اجازت دی لیکن  
 اس خط کا مضمون نہیں لکھا بلکہ اکثر زیریں کو اس خط کا مضمون اس طرح معلوم ہو گیا جیسے میر  
 افغانستان وزیر اردش کی خط و کتابت کے مضمون ہندوستانیوں کو بھرتے معلوم  
 ہو جاتے ہیں وہ لکھتا ہے کہ راجہ جیسنگ نے یہ خیال کر کے کہ لڑائی کے سارے احتمالات  
 اور ننگ لیب کی فتح پر دلالت کرتے ہیں راجہ اپنی مصلحت و بہبود بادشاہ کے  
 خوش کرنے میں جانتا تھا اسلئے راجہ جسونت سنگ کو داراشکوہ کی امداد و اعانت سے باز  
 رکھنے میں اپنی رعیت داب کو یہ کام میں لایا اسنے جسونت سنگ کو لکھا کہ مجھ بتاؤ کہ تم  
 جو بد اقبال داراشکوہ کی امداد کرنے میں کوشش کرتے ہو اس سے کیا فائدہ تمکو حاصل ہونگے  
 اس کام میں تمہارے استقلال سے داراشکوہ سے کام میں بہودی ہونے کی نہیں۔ مگر  
 اس میں شک نہیں کہ تمہارے اور تمہارے خاندان کی بربادی ہو جائیگی اور اوزرنگ  
 سے تم ہرگز اپنی قصورون کی معافی نہیں کرا سکو گے۔ میں بھی راجہ ہوں۔ میں مبتلا  
 سماجت سے تم سے عرض کرتا ہوں کہ بھاریے راجپوتوں کا خون اپنی گردن پر لہو

نیز آتش مامور ہوا کہ تو چنانہ کو آگے لیجا کر مجا بجا خصم کے مورچالوں کے مقابل لگائے  
 اور توپ خانے کے پیچھے شیخ میوڈلیر خان کو مورچال لگانے کا حکم دیا سب سرداروں نے  
 مقامات مورچال بنانے کے تجویز کر لئے اور توپ کے گولوں کے مارنے میں دست  
 و بازو کھولے انہیں سو ہر ایک دوسرے پر کار فرمائی کے تردد میں سبقت لیجانا چاہتا  
 اور دوسرے کو پیش قدمی نہیں کرنے دیتا تھا خصوصاً شیخ میوڈلیر خان نے فیصلہ کر لیا  
 دھننی نے جانفشانی کرنے میں تین روز تک تردد بہادرانہ کیا اور خواب خور کو اپنے  
 اوپر حرام جانا امیر الامرا بھی بہت سعی کر کے مورچالوں کے بڑھانے کے لئے  
 دشمنوں پر ایسے حملہ کرتا تھا کہ ان کے دل ہل جاتے تھے لیکن مخالف کے مورچال جو  
 کوہ میں قلب مقام میں کمال استحکام رکھتے تھے اسلئے بادشاہی آدمیوں کی کچھ  
 چلتی نہ تھی بلکہ داراشکوہ کے آدمی مورچال سے نکل کر اور منہ کے آگے سپر لگا کے بادشاہ  
 مورچال پر حملہ کرتے تھے تو آدمیوں اور چار یوں کو ضائع و زخمی کرتے تھے اور پھر  
 پہاڑوں کی پناہ میں چلے جاتے تھے انکی توپ کا گولہ جوتا تھا خالی نہ جاتا تھا کسی کچی  
 ہلاک کر کے خاک پر گراتا اور بادشاہ کے مورچال کے گولے سوار اسکے کچھ اور دیوار سے  
 ٹکرائیں کوئی کام فائدہ کا نہ کرتے تھے چوتھی رات کو بادشاہ نے اپنی اخلاص میں  
 کو ہلا کر تاکید و تہدید کی باور و وعدہ و وعید کئے اور شورش کی ترغیب دی۔ دوسرے روز  
 راجہ راجو پے چندا جتوں نے جو کوہ نور دی اور شیر نردی میں ضرب المثل تھا اپنی  
 سیادوں کو بہادری کے عقب سے اس جگہ سے روانہ کیا جہاں کوہ نشینوں کو  
 یورش کا گمان تھا ان کوہ نور و ج دانہ بہت کو کمپر کس افغان خیرالان  
 مورچال تشباز و کج مقابل یورش کی جو کوئی مریجاتا اسکو اپنے پاؤں کا زینہ بناتے  
 اور جگہ کوہ پر راجہ راجو پ کا نشان نصب کرتے خود راجہ راجو پ جو ان  
 جان بازوں کے عقب میں تھا مستعد ہو کر اس کا منتظر تھا کہ اسکے آدمی اور ہر جگہ  
 آواز دین باوجودیکہ مخالف کچھ آدمی نیچے مقابلہ کے لئے آگئے تھے مگر راجہ

ذکر کیا اور راجہ پر بہت سے افسانے و افسون پڑھے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا تحقیق ہو گیا  
 کہ راجہ کے ساتھ جو عالم ٹٹلے کرنے کے یمن یہ بات لوگوں میں بھی مشہور ہو گئی تھی کہ عالمگیر  
 میرا پاتہ بھر راجہ کے جرائم کو عفو کر دیا ہے۔ صاحب غرض مجنون ہوتا ہی اور احتیاج  
 شیر مزا جو ن کو رو باہ بناتی ہے پھر داراشکوہ نے اپنی بیٹی سپہر شکوہ کو راجہ پاس بھیجا  
 ہر چند اس شہزادہ لالہ بگری و الحاح و دلبری کی اور وعدے و وعید کئے مگر راجہ نے  
 اسکو بھی دوی چند کی طرح مایوس واپس کیا اس نقلاتک سپہر شکوہ بادیہ پربت  
 و جگر کباب باب پاس آیا تو داراشکوہ نے راجہ جسوت کی امداد سے بالکل قطع امید  
 کی اب حیران تھا کہ اپنا چارہ کار کیا کروں کہ اس حالت میں عالمگیر کے آنے کی خبر  
 مشہور ہوئی چارہ ناچار کارزار کو قرار دیا اور بقا منار وقت جنگ صف میں صرہ  
 مناسب جانا اور لواحق اجمیر کے کوہستان میں مورچال بنانے کے واسطے چلا گیا اور  
 اپنی جگہ سے چلکر درہ کوہ میں آیا بعض راہوں کی دیوار خام بنا کر اور سنگین کر کے  
 توپوں کے لگانے کے لئے اور فوجیوں کے بٹھانے کے واسطے استوار کیا اس نے جانب  
 یمن مصطفیٰ خان عرف سید ابراہیم کو سپرد کی اور یمن میں روہڑا بر قنداز اسکے ہمراہ  
 مقرر کئے اور سیالکوٹ مورچال کا اہتمام شہسوار خان اور اسکے بیٹوں کو سپرد کیا۔  
 اور ایک جماعت بر قندازوں کی انکے ساتھ کی اور ایک طرف مورچال فیروز پور کی کوٹوال  
 کا قوت خانہ کا مصالح دیا اور سپاہیوں کی جماعت ساتھ کی اور اپنے روبرو  
 سپہر شکوہ کو بہت سے آلات آتش بازی اور باقی توپوں کے ساتھ قائم کیا۔ خود  
 بیچ میں ہر سب جگہ توپیں چن دین اور ایک جماعت کو مقرر کیا کہ مورچال میں مصالح  
 مظلوم پہنچا کر سزا دی کرتے رہیں اور ایسا نہ کریں کہ کوئی سردار ہمراہی بیکار و معطل رہی  
 اب بادشاہ نے موضع رلوڑی میں آنکر خیمہ لگایا یہ مقام اجمیر سے یمن کو تھا۔  
 اور دشمن کے مورچال سے آدھ کوں جہان سے گولہ دشمن تک حاسک تھا مکان  
 مقرر کر کے مورچال لگانے کا حکم دیا اور لشکر کو اس طرح تقسیم کیا کہ صف شکن نہا

داراشکوہ اور لشکر بادشاہی کی راہی۔

اسکے سینہ میں گولہ لگا کہ اس حال میں سید ہاشم سے کہا جو اس سو نسبت قریب رکھتا تھا اور اسکے حوضہ میں پھیر بیٹھا تھا کہ میں اب چلا میری کمر بند میں ہاتھ ڈال کر اتنی دیر نگاہ کہ کہ میں شادیانہ فتح کی آواز سن لوں جو ابھی ہونے والی ہو ظفر کے آثار ظاہر ہیں ایسا نہ ہو کہ میری رفیق و ہمراہی میری حال سے مطلع ہو کہ کارزار سے دست کشی کریں اور اور دشمنوں کے آدمی اطلاع پا کر دلیرانہ پیش قدمی کریں۔ انسان کو بھی کس مرتبہ پر دینا اور اولاد سے وابستگی ہو کہ ایسے حال میں کہ کلمہ پڑھتا اور خدا کا خیال کرنا چاہئے تھا شیخ کو اپنی اولاد کی ترقی کا اور نمک کے پاس کا خیال تھا شیخ میر کی اس عقیدت و ارادت کے سبب بادشاہ مردم خوف پر نہایت مہربان ہوا اور انکی ترقی ایسی کی کہ پہلے کسی بادشاہ کے عہد میں نہیں ہوئی تھی۔ فی الحقیقت خراسان کے اور آدمیوں کے نسبت مردم خوف ظاہر ہیں کھڑے اور بے رواج درشت ہیں لیکن اکثر کاموں میں است بازا و آقا کے حتیٰ نمک کے پاس میں سب زیادہ ثابت قدم ہوتے ہیں جو ارشاد نے دیکھا کہ برگشتگی طالع سے شہسوار زن کی جان گئی اور انکی جان کا جانا میری شکر کے علم کے سرنگون ہونے کا سبب اور شاہی لشکر سر بر چڑھا آیا تو وہ اپنے بیٹے سپہر شکوہ فیروز میواتی اور بعض و رخنہ حرم کو لشکر اندھیری رات کے پہلے پہرہ میں اس ناامیدی اور غم و الم کے ساتھ کہ خدا کی شاہ گدا کو نہ دکھائے فرار ہوا۔ عہدہ مردم میں سے سوار دو نامبروہ کے کسی کو توفیق اس کی ہمراہی کی نہ ہوئی کچھ خواہر و اشرفی محل خاص مٹی و چند خواص ساتھ لیکر احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا خزانہ اور اسباب انجمنی مالیت دار اور بہت سی خدمتہ محل کو بارہ ہاتھیوں اور چھروں و اونٹوں پر بار کر لیا مگر ساتھ نہ لے جاسکا اپنی قدیم و جدید آدمیوں کے اعتبار پر انکو سپرد کیا چند خواجہ سر احمد انکے ساتھ گئے اور ایک ہزار ہر قنداز پیادے جو سکے سب نمک حرام تھے انکی ہمراہ کئے اور تاکید کی کہ پیچھے سے جلدی آئیں یہ سب لٹ لٹا گئے اسکا حال آگے بیان ہو گا۔ القصد کہ نہایت خوردہ میں اکثر آدمیوں کے مال و عیال بھیر میں مقیم و مان دوڑے گئے۔ ایک جماعت اپنی مال و عیال کے تاراج

بہادرانہ قدم بڑھائے اور گولہ بندوق سنگ کے بارش میں سینہ سپر بنائے گھوڑا اتر کر  
 حملہ آور ہوا دلیر خان نے بھی جو افغانوں میں بہادری میں مشہور تھا۔ راجپوتوں کی  
 یہ بہادری دیکھ کر اوپر جانے کا قصد کیا اور توپ بندوق کی بارش میں ہو کر بائیں طرف  
 اوپر چڑھ گیا اور بائیں طرف سے شیخ میر نے پیش قدمی کی جو جنگ کے روز شجاعت و تدبیر  
 میں بے نظیر تھا دوسری طرف سے راجہ جہنگ نے بہادر راجپوتوں کے ساتھ بہادرانہ تردد  
 کیا اور امیر الامراء نے توپخانہ کے آدمیوں کو ساتھ لیکر جانب چپے اور اسد خان نے  
 نے ہر انفار کی طرف سے اپنا لشکر کے ساتھ سوار ہو کر ہر طرف صدف نصف معرکہ آرا ہوئے گو  
 اس یورش میں سب بہادروں نے مردانگی دکھائی مگر ابتدا میں راجہ راجپوت کے آدمیوں نے  
 پیش قدمی کی اور آخر کار میں شیخ میر و دلیر خان افغانوں نے اپنی شجاعت و جملات  
 دکھائی ان کے مقابل میں شہسوار خان فیروز میوانی کے مورچال نے بلافاصلہ لاکے گولے  
 مارے جو اجل کے اولے بنتے تھے۔ دونوں امیروں کے آدمیوں میں سے ایک جمع کثیر کام میں  
 آئی اور توپ غراتی تھی اور ہیراڑوں کی گونج ہوتی تھی یہ صد اور توپوں اور بان  
 جھوٹوں کا دھنواں اس کو ہوا میں ایسی محنت افزا جھلک تھی کہ خوش و بیگانہ میں فریق نہ  
 دشوار ہوتا ہر طرف سے آتھ گھوڑوں کی ٹاپوں میں سروتن با مال ہدی کہ صورت و سرکار  
 نشان باقی نہ رہتا تھا دلیر خان کے دائیں ہاتھ میں ایسا تیر لگا کہ وہ تردد سے باز رہا  
 دار لشکوہ بلند سی کوہ پر کھڑا ہو کر اپنے آدمیوں کو باوجودیکہ آثار نہریت دیکھتا تھا  
 جنگ کی تعجب نام و رنگ کی سرزنش سے دیتا تھا ہر چند کہ دشمنوں نے مورچالوں کی  
 پناہ میں اور احاطہ دیوار کے عقب سے باہر آنے دلیر می بہادرانہ کی مکر فائدہ نہ ہوا۔  
 شہسوار خان غیرت ذاتی سے اس جنگ جانتان سے نجات محال جانی اور اپنے  
 دونوں ہی نعمتوں کی خدمت میں خصوصاً بادشاہ کی جناب میں نجات دائمی سے نکلنا  
 اپنی جان کے جانے میں دیکھا اتنی مردانہ وارکش کی کہ سرخروئی کے ساتھ اس نے نیا سے  
 بجان شخصیت ہوئی شیخ میر بھی جدا لڑائی کرتا ہوا اجل کے استقبال کے لئے گیا۔





بچے کے غم میں ورغرض و ناموس کے برباد جانے کے الم میں بیٹھو بعض زخم کاری کے پہنچو سے اور  
 سب کے سامان کے لٹ جانے سے اور اپنے آدمیوں کے بھاگ جانے سے کوہِ درہ میں  
 جہانِ سرگرداں آہ و نالہ کے ہدم ہوئے۔ داراشکوہ کا کل اردو اور اسکے تمام خانہ  
 مع ہمارے یوں کے لٹ گئے اس اندھیری رات میں وراوت کے دھنوکے سے بھری ہوئی  
 درہ میں کہ دو تین گھنٹہ تک خبر حقیق نہیں ہوئی کہ داراشکوہ بھاگ گیا۔ دو نوبت بعض  
 مورچاں میں جنگ قائم رہی۔ اسد خان و ہوشدار خان میں بعض امراء کے اپنی جگہ  
 دارو گیر میں گرم رہ کر بر قذازی کرتے رہے جب تک کہ انکو دھوکے فرار اور مورچاں کے  
 خالی ہونے کی واقعی اطلاع ہوئی داراشکوہ کے ہمراہی عسکر خان و سدا برہنہ  
 ایل و رجاعت داراشکوہ کے چلے جانے سے واقف نہ ہوئے پھر رات گئے تاک حرکت  
 ندوچی کرتے رہے محمد شریف مخاطب شلیخ خان کہ داراشکوہ کا یہ بخشی تھا اس کے  
 پیٹ میں تیر لگا جیسے وہ دوسرے روز مر گیا۔ سیاہوت خان و شہنواز خان  
 گولیوں کے تین چار زخم لگے تھے عسکر خان و سدا برہنہ و داراشکوہ کے ہمراہیوں  
 کی ایک جماعت جنگا بدن زخمی اور دل پر خون تھا اور وہاں رخت بدن کے سبب  
 ایحتاج تاراج ہو گیا تھا صف لشکر خان کے وسیلہ سے شرف اندوز ملازمت ہوئے  
 اور مورد غنایات۔

کارزار دیدہ و تجربہ کا نصف بیٹوں پر ظاہر ہے کہ نہنگانِ جہاد غیرت اور  
 شیرانِ پیشہ شجاعت سے جنمیں ہر کیا وزیرِ زم میں ستم ہو چار جنگ کرنا اور ایسے  
 حادثات کے انقلاب کے زبانِ خامہ پر جاری ہوں اپنی جگہ سے نہ ہلنا اور ثبات  
 قدم کو ہاتھ سے نہ دینا اور غنیم و جسم غالب آمدہ کو روبرو سے ہٹا دینا تا سدا و  
 فضل الہی و مدد طالع عالمگیر کے سوا کسی اور بات پر عمل نہیں کر سکتے۔ عالمگیر نے فتح  
 الٰہی خیر شکر خدا کا شکر کیا اور شہنواز خان و شیخ میر کے مرنے پر زیادہ افسوس کیا  
 اور فرمایا کہ دونوں کو حضرت خواجہ معین الدین کے روضہ میں مدفون کریں۔ خود

اضافہ کیا ڈھائی مہینہ تک جشن رہا۔ ہر شب کو روشنی رہتی آتش بازی چھوٹی آن میں لوگ اپنی صنعتیں دکھاتے طرح طرح کے فانوس چراغ بناتے اقسام کے گل ٹبری و جن و طاق بندی نمایان کرتے اور قلعہ کے سحر دریا کے اوپر کشتیاں اقسام کے آرائش و روشنی سے بھری ہوئی اور ان پر نقارہ بجتا ہوا تماشا یون کو تماشا دکھاتیں۔ ملا شاہ نے جو کشمیر کے مشہور شہنشاہ تھے ان کا اور دارا شکوہ اس کا مرید تھا اس نے یہ تاریخ جلوس نظم میں کہی جس میں تصوف کا انداز ہے اور مرید کامل کی ابطال ارادت کی طرف اشارہ ہے۔

### ابیات

محمّد بن چون گل خورشید شگفت  
تاریخ جلوس شاہ حق آگہ را  
کساہ حق وغبار باطل مارفت  
نظر الحق گفت الحق این را حق گفت

حلال الدین محمد اکبر شاہ کے عہد سے دفتر و جلوس کے سال و ماہ کے حساب بنانے شروع فروری پر رکھی گئی تھی اس تاریخ میں آفتاب برج حمل میں داخل ہوتا ہے۔ بہار کا موسم ہوتا ہے۔ اس بادشاہ کے جلوس کی تاریخ بھی اس تاریخ کے قریب تھی تو اس نے سارا حساب فروری سے لے کر اس قدر کے مہینوں تک مقرر کیا تھا اور مہینہ کا نام ماہ الہی رکھا تھا چونکہ یہ طریقہ آتش پرست بادشاہوں و عیسویوں کے دستور کے مشابہ تھا اس لئے بادشاہ نے شریعت کا پاس کر کے جلوس و جشن اور دفتر کے حسابوں کو لئے سال ماہ قمری عربی کا حساب مقرر کیا اور حکم دیا کہ سال شمسی پر عربی سال مقدم ہوں اور جشن نوروز بالکل موقوف ہو۔

سب جانتے ہیں کہ قمری سال و ماہ کے حساب کھنوسے پہلے حسابوں میں کیا کیا وقتیں پیش آتی ہیں فصول الربیعہ گرماؤں پرستان و برشکال ہندوستان فیصل خریف و بیع اور غلہ و میوہ کا پختہ ہونا تنخواہ جاگیر نقدی منصبداران یہ سال ماہ ہی سہ درخت ہوسکتے ہیں و ماہ عربی سے انکا دریافت ہونا محال ہے۔ ہمیشہ مضمون میں قمری ماہ بدلتا رہتا ہے لیکن اس میں تدارک بادشاہ نے کچھ حساب کی آسانی پر خیال نہیں کیا

آہ سال کا حساب لانا اور نوروز کے جشن کا موقوف ہونا۔

آرائش پائین اس قدر ولایت و احمد آباد کا زریعت صرف ہوا کہ بہت ملکوں کے تاجروں کو بڑا  
 نفع ہوا اور اسٹیشن طائر ہزاروں عشوہ و ناز کے ساتھ محفل آرائی ہو اور انہوں نے  
 اصول گونا گوں سے قصے سرود کا ایک ہنگامہ پر جوش و خروش گرم کیا۔ بادشاہ تخت مرصع بیٹھا  
 منبر پر آئم و لقب ابو مظفر محی الدین محمد وزنگ زیب بہادر عالمگیر غازی کا ذکر ہوا عہد سابق  
 میں وہ یہ شرفی نسلا کی طرف کلمہ طیبہ اور خلفاء راشدین کے اسم سے مزین ہوتی تھی۔  
 بہ کرم ناکس کے ہاتھوں میں اور پادشہ کے آگے آئے تھے اور ناپاک مقاموں میں جاتے تھے  
 بادشاہ کے نزدیک یہ بلا دینی نامناسب تھی اسلئے بادشاہ نے اسکو بدل کر شرفی کے  
 لئے یہ سکے تجویز کیا۔

سکہ زد در جہان چو بدر منیر + شاہ اورنگ زیب عالمگیر۔  
 اور روپیہ کے لئے یہ سکے مقرر کیا۔

از سکۂ اقبال شہ بہر نظیر + سیم و درم ستارہ شفقش پذیر  
 از سکۂ او غلغلہ در رخ افق + گردید زراز سکۂ او عالمگیر

چونکہ دہلی و نو دفعہ تاریخ فتح و فیکشہ کو ہوئی تھی اسلئے ہر ہفتہ میں جشن کا فریضہ مقرر ہوا  
 اس جشن میں جو کل انعام دیا گیا اسکی تفصیل طویل عمل ہے اسلئے چند خاص اسامیوں کا انعام  
 لکھا جاتا ہے سوار اس روپیہ کے جو ارباب بہت حق کو دیا گیا پانچ لاکھ روپیہ بادشاہ علی  
 کو اور چار لاکھ روپیہ زیب النساء بیگم کو اور ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ بدر النساء بیگم کو  
 ڈیڑھ لاکھ روپیہ زبدۃ النساء بیگم کو عطا فرمایا اور دو لاکھ روپیہ شاہزادہ محمد عظیم کو جو  
 حاضر تھا دیا اور منصب ہزاری بنچہ اسوار اور اسکے لوازم اور پادشاہزادہ محمد سلطان کو  
 جو شجاع کے تعاقب میں گیا تھا تین لاکھ روپیہ مہم جو اور فیصل اور دو لاکھ روپیہ بادشاہزادہ  
 محمد عظیم کو اور ایک لاکھ روپیہ شاہزادہ اکبر کو دیا جو دکن میں تھا امیر الامراء فاضل خان  
 خانسان کو اور سعد اللہ خان کے پیش آوردوں اور راجہ رگناتھ کو خلعت و خطاب  
 منصب جو اہر عنایت ہوئے۔ تیس ہزار آدمیوں اور عمدہ رہنما سون کو خلعت دیا اور

نقد و جتن گھرے ہوئے اپنی ساتھ لے گئے۔ زیادہ یہاں اچوتوں کے ہاتھ لگا وہ  
 اجمیر کی نواحی کے رہنے والے تھے خواجہ سرا ایٹرون کو منع نہیں کر سکے بادشاہ کے  
 لشکر کے خوف کے واسطے چورتوں کی ہاتھیوں کی سوار یوں کو داراشکوہ ہارس پچھ  
 کو اپنی آبرو کا اور آقا کی ناموس کا سرمایہ سمجھو اس اندھیری رات میں بڑی ہراس  
 کے ساتھ داراشکوہ کی پیچھے دشت پہا ہوئے متصل راہ چل کر ایک رات دن کے بعد  
 داراشکوہ سے جا ملے اور داراشکوہ دی گھر گردانی میں سرگشتہ ہو کر کمال حیران و پریشان  
 و بے سرو سامان دشت و صحرائیں آوارہ آٹھ روز کے بعد نواحی احمد آباد میں آیا  
 احمد آباد کے متصد یوں کو عالمگیر کی فتح اور داراشکوہ کی شکست و فرار کی خبر  
 ہو گئی تھی احمد آباد میں سید محمد بخاری کو داراشکوہ اپنے اپنا نائب مقرر کیا تھا مگر  
 اور متصد یوں کے ساتھ رفاقت نہیں کی تو اور متصد یوں نے عاقبت بغاوت  
 متفق ہو کر ریشہ رت دی کہ سید محمد کے گھر مشورت کرنے جاتے ہیں اس پر  
 انہوں نے اس کے گھر پر جا کر اس کو مقید کر لیا اور ایسا اتفاق بے نفاق کیا کہ  
 سارا بند و بست کر لیا اور عالمگیر کی سلطنت کا تقارہ بلند آوازہ کیا اور  
 کو شہر میں نہ داخل ہونے دیا اسکی مخالفت اور مداخلت کے لئے درپے ہوئے جب  
 داراشکوہ نے دیکھا کہ برکت بھی ایام سب جگہ میرے استقبال کے لئے پیش آ رہی  
 کہ جی ہے تو اس شہر کی طرح نہیں کی وہ احمد آباد سے دو کروہ پر برگشتہ کر دیا  
 گیا اور کا بجی کو لی سے ملا جو اس ضلع میں سرکشوں اور رہزنوں میں بڑا مشہور  
 تھا اور اس سے اعانت کی استدعا کی۔

آنکھ شیران را کندرو بیہ مزاج      احتیاج است احتیاج بہت و حسین  
 کا بجی داراشکوہ کا رفیق بنا اور جرات کی سرحد سے اس کو نکال کر گام گاہ میں  
 اس صحن میں گل محمد جو داراشکوہ کا نوکر تھا اسکی طرف سے صورت  
 میں جاکم تھا پچاس سوار اور دو سو پیادے لیکر اس پاس آیا داراشکوہ

فقط آتش پرستوں و مجوسیوں کی بشا بہت کے سبب نوروز کے جشن کو موقوف کیا اور جلوس ثانی کی تاریخ غزہ رمضان مقرر کر کے اسی جلوس کا نیا سال مقرر کیا اور جشن نوروز کی جگہ جشن عید الفطر مقرر کیا اس طرح جلوس کئی سال مقرر کرنے سے اسکی سلطنت کے سال بسال و قائع کی تاریخ میں ایک وقت پیدا ہوئی اسکی سلطنت کا سال اول غزہ جمادی الاولیٰ سلطنت سے غزہ رمضان ۶۶۰ تک شمار ہوتا وہ اول تاریخ میں ولت آباد سے چلا تھا اور رمضان میں اسکا جلوس موم ہوا تھا ایسا سال چار ماہ و چوبیس روز کو سال اول میں شمار کر لیا اور باقی جلوس کے سالوں کے حساب غزہ رمضان سے شروع کروا کر چار سیر ملکا روکنے حساب کے وقت کا اعتبار کیا اور کہا کہ فروردی میں بہار کا موسم ہوتا ہے اور رمضان میں موسم ہمیشہ بدلتا رہتا ہے جشن کی بہار موسم بہار میں اچھی معلوم ہوتی ہے مگر بادشاہ نے ان کے کہنے پر کان نہ لگایا۔

دارا شکوہ کا احوال پر ملال یہ ہو کہ درہ کوہ اجمیر میں شکست پانے کے بعد کجا حال پہلے لکھا گیا ہے، دارا شکوہ نے اپنے بیٹے سمیر شکوہ بیوی و بیٹی اور کچھ خواہر و اشرفی و چند آسامی خدمت محل کو اپنے ساتھ لیا اور احمد آباد گئی راہ لی اور بارہ ہاتھیوں پر باقی خزانہ و رسای سرانجام ضروری لا دا اور کچھ خادمہ عورتوں کو سوار کیا اور انکو کچھ پرانے کچھ نئے نوکروں کو سپرد کیا چند معتد خواجہ سرانگنے ناظر و رفیق مقرر کئے کہ وہ جلد پیچھے اس سبک لائیں وہ چار یا پنج کوس لے چلے ہوئے کہ سب کرون نے اس مال پر ہذا دا اور غارت کا ہاتھ دراز کیا۔ آپس میں خوبے بست و گریبان ہوئی اور جب تک ہاتھ جو چیز پڑی وہ لے اڑا ہتھیار کلا و ہیر سے مال کے بار اتار لئے عورتوں کو اونٹوں کے کجاوے سے اتارا اور انکا ساراز یو چھینا اور انکو ہاتھیوں پر بٹھایا اور صحرائین آوارہ کیا اور ہتھیار سے اتارا ہوا مال ان اونٹوں پر لا دا پھر اشتر بابا را اور اشتر سبک تار

دارا شکوہ کا حال

روز میں اراشکوہ کی زوجہ نادرہ بیگم دختر بیرویز مرگئی جو مرض سہال میں مبتلا تھی۔ ان  
 میان بیوی میں کمال محبت تھی۔ خاوند کی مصیبت کے غم و غم میں گھل گھل کر وہ مری تھی خاوند  
 کو غم پر غم والا الم پر الم ہوا بیوی نے وصیت کی تھی کہ میری نعش ہندوستان کو بھیجا اس لیے  
 داراشکوہ نے اسکو لاہور میں اپنے مرشد میان میر کے مقبرہ میں دفن ہونے کے لیے  
 بھیجا غلطی یہ کی کہ گل محمد کو جو اس بیگمی میں فریق متفق ایک سپاہی کا رآمد باخلاص تھا اور  
 جدا ہونے پر راضی نہیں ہوتا تھا ستر آدمیوں کے ہمراہ تابوت کے ساتھ بھیجا اور خواجہ  
 معقول کو بھی جسکی رفاقت اس حال میں غنیمت تھی لاہور و انہ کیا خود چند خدمت نگاروں  
 اور ناکارہ خواجہ سراؤں کے ساتھ رہ گیا ماتم کے بعد مصیبت جانا کہ صبح کو ملک جیون  
 بدرقہ راہ بنا کے اور پتہ نقد و جنس کو ساتھ لے کر ایران کے ارادہ سے قندھار کو روانہ ہوا  
 ملک جیون بحفظ ہر ایران تک رفاقت کرنے کے لئے مستعد ہوا تھا لیکن اس نے اپنی  
 ترقی احوال کے لئے حق نمائے احسان کا کچھ خیال نہیں کیا اس کو دستگیر کی فکر و تدبیر  
 ہوا۔ جہان کی رفاقت میں چند کوس چلا پھر اپنی بھائی کو طرہ راہ زن جماعت کے ساتھ  
 داراشکوہ کی خدمت میں چھوڑا اور خود یہ عذر بنا کے چلا تا نہ کہ ایران کے سفر ضروری کا  
 انجام کے دین مندرجہ بالا دنگا اسکے بھائی نے اپنی ہمراہ کی فوج لی اور بیخیز اراشکوہ  
 کے سر پر جا پڑھا اور اسکو ہاتھ پاؤں ہلانے کی فرصت نہ دی کہ دستگیر کر لیا اسکو  
 اور سپہر شکوہ اور اسکے ہمراہیوں کو اس بھلے مانس میر بان مابل کی لہر ایک قری  
 مکان میں انکو محفوظ رکھا۔ اجمیر میں ہزارا جہینگیر و بہادر خان کو کہ داراشکوہ کی خدمت  
 کے لئے مامور ہوئے تھے انکو ملک جیون نے اپنی اس نیکی خدمتی کی اطلاع دی اور پھر  
 فوجدار بھکر کو بھی ایک پتہ حسن عمل کا خط لکھا اور ایک قاصد بادیا کے ہاتھ اس میں  
 بھیجا باقر خان نے اسی وقت حضور میں اپنی عرضداشت کے ساتھ ملک جیون کا خط  
 خستہ سوار کے ہاتھ بھیجا جب بادشاہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنے حرمین کو  
 اطلاع دی اور خبر ثانی پہنچو تک اس کے اخفا میں کوشش کی عالمگیر یہاں بھی تھا کہ آن

جو احمد آباد میں آیا تھا اسکی بڑی ضیافت اور خدمت گاری کی تھی اور اپنی بہو دکھانے  
لئے اپنی بیٹی کو سچے شکوہ سے بیاہنے کے لئے پیش کیا تھا داراشکوہ اس پاس پھر مدد اور  
رفاقت کی امید میں آیا تھا اس مصیبت کے سفر میں اصل اسکے احوال پر ملاحظہ متوجہ نہ ہوا  
بلکہ محض نامہ شناسی کر کمال بے روی سے پیش آیا ملاقات تک نہ کی

### ابیات

بوختے کہ دولت و را بایر بود :  
بوختے کہ تختش نشد دستگیر :  
زرہ پیش تیرش ندے نمود  
نہ کردہ خد گمش گداز حسدیر

دو تین روز تک داراشکوہ نے اس زمیندار کے متنازع کرنے میں بہودہ کوشش کی مگر آخر کار  
جمل میں کرچھکر کی راہ لی جب سند کے کنارہ پر پہنچا فیروز میلانی داراشکوہ کی بد اقبالی کے ذریعہ  
میں بھیجے گئے دن تک رفیق تھا اسکو برستہ بخت دیکھ کر فرار اختیار کیا اور دارالخلافت کو حوالہ  
دیا جہاں داراشکوہ جادیون (حاجدان) کا خاندان کی ولایت میں آیا تو اس بارے میں  
افشین اس کے ساتھ اور اسکے دستگیر کرنے پر تیار ہو کر سیاہ کچھ ساتھ تھی جنگلوں کوشش ہو گئی  
ہاتھ سے نجات پائی بلگشون کی ولایت میں گیا مزار گشتی نے جو اس قوم کا سرگروہ تھا استقبال  
کیا اور اسکو غرا کے ساتھ اپنے گھر لے گیا اور ضیافت کی۔ ایران جانے کے بعد غوفی کر کے درخوست  
کی کہیں آپ کے ساتھ بدرقہ راہ تیار کر دوں گا آپ یہاں سے قندھار کہ بارہ منزل پر تشریف  
لے جائیں اس باب میں اس نے بہت مبالغہ کیا اور ترغیب دی لیکن داراشکوہ کو تو یہ بول بلی ہی  
تھی کہ جلدی سوخت و تاج کو چھل کر کے ملک مال پر تصرف ہوں اسلئے مزار گشتی کی بات  
کو نہ مانا اب اس نے ملک چوں زمیندار و جاندار کے تعلق میں جانے کا ارادہ کیا وہ داراشکوہ  
کا مہربون احسان تھا اور بندگی و اخلاص خاص کا ادعا کرتا تھا اور نامہ پیام بھیجتا رہتا  
تھا مصر مصر صید را چون اجل آید سوی صیدا درو و اس زمیندار کے وطن کی آمد  
میں پہنچا تو ملک چوں نکل کر اجل کی طرح استقبال کو گیا اس مہربان مہمان کش شخص نے اس  
اسکو بڑے گھر میں اتار دیا اور چانداری میں کربتہ ہوا۔ یہ اتفاقات سے ہو کہ ان ہی دو تین



میں تحقیق کیا کہ اس فساد کا بانی بہیت نام احمدی تھا اسلئے اس جرأت میں مقتدی کی تھی وہ  
سارے شہر کا مادہ فساد اور آشوب برپا تھا علماء زمان کے فتویٰ سے اول بہیت کو قتل کیا۔  
دوسرے روز کہ آخر ذی الحجہ تھا حکم دیا کہ داراشکوہ نے دائرہ شرع سے قدم باہر رکھا تھا۔  
مقصود کو بدنام کیا تھا الحاد و کفر پر نوبت پہنچائی تھی اسلئے گونج کر کے اسکی بغض کو حوضہ فعل پر  
دال کر دوبارہ جو کون کے بازاروں کے راستوں میں بیٹھیں تیارے تماشائی اسکے حال  
مال کا ریر گریان تھے پھر اسکو مقبرہ ہالیوں میں مدفون کیا اور سپر شکوہ کے لئے بادشاہ  
حکم دیا کہ قلعہ گوالیار بھیجا جائے اور وہاں مقید رہے۔ اصل حال تو یہ ہے جو لکھا گیا۔ اب اس کے  
یہ جو ٹوٹی کہانیاں بنائی گئی ہیں کہ اب داراشکوہ نے اس عالم میں بادشاہ بھائی کو خط لکھا  
جس کا ترجمہ یہ ہے کہ برادرین بادشاہ میں سلامت سلطنت بہتین اور تمہاری اولاد کو  
مبارک ہو مجھ سے کسی ہوس نہیں ہی فقط ایک گوشہ عافیت اور ایک لونڈی خدمتگاری کی  
لئے چاہتا ہوں کہ کچھ کھانی لیا کروں اور تمہارے لئے دعا کیا کروں۔ اس سچرناہ کا کیا جواب  
جواب بھائی نے دیا ہے کہ علماء کو بلایا آنکے روبرو اسکی چند کتابیں پیش کیں جو مقامات صوفیہ  
اور تحقیقات کلمات محققین ہونے کے باب میں تصنیف و تالیف کی تھیں اور پوچھا کہ جس مسلمان  
یہ اعتقاد ہو اسکے لئے شرع کیا حکم دیتی ہے علماء نے کہا کہ ان کتابوں کے مضامین شرع کے  
خلاف ہیں جن مسلمان کا یہ اعتقاد ہو وہ ملحد ہے اور اسکا قتل واجب ہے یہ حجت شرعی تمام  
کر کے مصرعہ اگر خون بغتوی بریزی رواست و بظاہر نہایت فسادگی سے قتل کا  
فتویٰ جاری کیا معلوم ہوا کہ اس مظلوم کا قتل کرنا کوئی قبول نہیں کرے گا اسلئے ایک سنگ لے کر  
جو داراشکوہ کو ذاتی دشمنی رکھتا تھا انتخاب کیا اور اسکے ساتھ چند ظالموں کو قید خانہ میں بھیجا  
جو نو باپ بیٹے اس قید خانے میں سو رکی دال پکار رہے تھے وہ اکثر اسی دال کو زہر کھانڈتے  
سے کھایا کرتے تھے جو قتل یہ قاتل سامنے آکر داراشکوہ نے جان لیا کہ اجل کے فرشتے ان سے  
اسوقت میں بھی خون میوہی نے اپنا زنگ دکھایا کہ ایک چھوٹی سی ٹہری لیکر وہ دشمنوں کے مقابلہ  
میں آیا جب تک بہت سے ظالم اس پر آنکھ نہ ٹوٹ پرے وہ نہ گرے آخر غم و غم جو ہو کر

خبر تھے چہرہ پر نہ زبان پر کسی خوشی کا اظہار کیا اور نہ شادمانہ بجا یا پھر بہادر خان  
 کی عرصہ داشت آئی کہ مین اس ملک جیون کی سچی سے داراشکوہ کے دستگیر ہونے کی  
 مبارکباد دی اور لکھا کہ داراشکوہ کو ساتھ لے کر آتا ہوں جب یہ عرصہ داشت یاد  
 کی نظر سے گزری تو اس نے او آخر ماہ شوال میں شادمانہ بجائے کے لئے اشارہ کیا۔  
 کچھ اس نوید کی اطلاع ہوئی اور اپنی جشن جلوس کے ایام عید الفتح تک بڑھائے جب یہ  
 خبر شہر ہوئی تو ملک جیون کو اکیلا عالم نے گالیان دینی شروع مین ملک جیون کے لئے  
 بادشاہی خلعت اور فرمان منصب ہزاری دوسرے سوار کا بہادر خان مین بھیجا۔  
 بہادر خان وسط ماہ ذی الحجہ مین داراشکوہ اور پھر شکوہ کو حضور مین لایا حکم ہوا کہ بیکر  
 کو اس طرح اس کھلی حوض فیل پر بٹھا کر انخلا کے لاہوری دروازہ سے داخل کریں اور  
 ساری خلق کے رویہ و چاندنی چون اور بازار سعد اللہ خان اور ارک مین شہر کر کے  
 پہلے فی دلی مین خضر آباد مین لے جائیں اور عمارت خواص پورہ مین مقید کریں بہادر خان  
 یہاں انکو پہنچایا اور حضور کی ملازمت مین آیا اور مور و عنایت سے پایاں ہوا ملک جیون  
 کو بختیار خان کا خطاب ملا تھا دوسرے روز جب شہر مین ود داخل ہوا اور بازاروں  
 مین گذرے تو او بائیں آدمی اور داراشکوہ کے خواہ بہر کوچہ و بازار کے اہل فرقہ و پیشہ  
 اور ہر قوم کے تماشا کی ایک دوسری کی تقلید کر کے جمع ہوئے۔ بختیار خان وراوے  
 ہزار بیون کو گالیان دیتے تھے اینٹ پتھر اور کوڑا کرکٹ نجاست آلود ایساں پر  
 بیٹے نہ ہی من مخرج ہو کر ہلاک ہوئے اور بہت زخمی ہوئے۔ بختیار خان سر پر سر پہ  
 گھما کے اس بلا سے بچکر پادشاہ کی خدمت مین آیا کہتے ہیں کہ اسدن اگر کو تو ایشہ  
 ایشہ آدمیون کے ساتھ شہر کے آشوب کے رفہ کرنے مین کوشش نہ کرتا تو شہر مین بڑا بلوہ  
 ہوتا اور ملک جیون کے ہمراہیون مین ایک جان سلامت نہ لے جاتا افضالون کے  
 سر پر کوٹھون سی جو تون نے اس قدر خاک دھول اور بول و نجاست سے بھرے  
 ہوئے کھڑے پھینکے کہ تماشا بیون کو اذیت ہوئی دوسرے روز کو تو ایشہ

اور اس حکم کے اجراء کے واسطے جا بجا صوبجات میں احکام گزر بر داروں اور احدیوں کے ہاتھ روانہ فرمائے مگر نفس الامریہ ہے کہ اگرچہ بادشاہ رعیت پر ورنے ابواب مذکور معافی کا حکم جاری کر دیا اور یہ احکام بہ ہندید صادر کئے لیکن انکی تعمیل سب جگہ پوری ہوئی یا نداری کا محصول زیادہ تر مشہور پائے تخت و حاکم نشین شہروں لاگیر آباد۔ دہلی۔ لاہور۔ برتان پور میں لیا جاتا تھا وہاں تو اس حکم کی پوری تعمیل ہوئی۔ باقی ابواب کی ہر چند عدا یا دشاہ نے کی لیکن رست فوجداروں اور جاگیرداروں نے دوسرے اس مال ستانی سونا ہاتھ نہیں روکا۔ اول عالمگیر کے عہد میں تمام مالک محروسہ میں جاگیرداروں اور فوجداروں اور زمینداران جاگیر کے دل میں سیاست کا ترس و رواہم نہیں رہا تھا دم ابواب مذکور جو ممنوع ہوئے تھے وہ چاہئے تھا کہ سرشتہ دیوانی سے ارباب طلب کی تنخواہ کے وقت عمل ختم و نہائی پروانہ جاگیر تنخواہ میں ہوتا وہ کیا تنخواہ کی مرضی کے خلاف کیا تغافل عدم عفو کے سبب سے یا اہل یوان کی کفایت اندیشی کی وجہ سے عمل میں نہیں آیا۔ جاگیرداران عمدہ اس محبت کے سبب کہ ان ابواب کے دام پروانہ تنخواہ میں کوچ ہوئی ہیں یا دہ بی طلبی کی طمع کرتے اور ظلم کا اور اضافہ کرتے۔ راہداری اور ابواب مذکورہ میں بہت سے بدستور سابق بلکہ مزیدے بران ظلم و تعدی سے وہ لیتے تھے۔ اگر ان روئے سوانح و وقائع بعض پر گناہ کا حال بادشاہ سے معروض ہوتا حکام کے منصب میں کمی ہوتی اور گزر برداروں کے تعین سے ان پر خطاب ہوتا اور گزر بردار سبغ لے کر چند روز اس کے اخذ کو ممنوع کر کے آنے کے بعد انفقہ ایم محدود مربی کے وسیلہ سے یا وکلاء کے ہاتھ بنانے سے منصب بحال ہو جاتے اسلئے زیادہ تر ابواب معافی کا بند و بست عمل میں نہیں آیا خصوصاً راہداری میں یہ محصول جسکی آمدنی بڑی ہوتی ہو۔ حتیٰ الگاہ خدا تر سوانح کے نزدیک سب سے زیادہ ممنوع ہوئی اور مسافر آزاری کا بڑا مادہ فساد ہے ہندوستان کے اکثر مالک محروسہ میں بیو یار یوں اور بے بضاعت مسافروں اور محتاج وہ نور دون سے فوجدار اور جاگیردار سابق ہی زیادہ محصول راہداری ظلم و سختی سے لیتے تھے اور اب بھی لیتے ہیں۔ زمینداروں نے علم

مار گیا۔ پھر اس مردہ کی زندہ کی طرح کوچہ و بازار میں تشہیر ہوئی اسکا سرخون سے پاک  
 ہو کر طشت میں پادشاہ کے رو برو رکھا گیا۔ جب چھوٹے بھائی نے پہچان لیا کہ بڑے بھائی کا  
 سر ہے تو زار زار رونے لگا اور بہت رنج اور کلمے کہہ کر فرمایا کہ ہمالیوں کے مقبرہ میں اسی  
 دفن کریں۔ اس چھوٹی کہانی کا بڑا حصہ ڈاکٹر نے جیسا کہ نامہ انگریزی کتابوں میں  
 لکھا جاتا ہے وہی ہتھیار لگا کے دو چار خدمتگاروں کے ساتھ جاندی چوک میں اڑا کر  
 ہمتا شاہ کی بناتھا دوسرے سال ہر طرف خصوصاً شمال و مشرق میں کٹکشی ہو رہی تھی  
 بعض جاہل بارش کی کمی ہوئی تھی اسلئے غلہ ہنگام ہو گیا تھا اور ملک کے احوال میں اختلاف  
 پادشاہ نے خلق اللہ کی رفاہیت حال پر نظر کی اور شکستہ احوال رعایا پر رحم فرما کر بادشاہ  
 کی معافی کا حکم جاری کیا یہ راہداری ہر سہ گز و سرحد و معبر پر بنی جاتی تھی اور اس  
 آمدنی کا بہت روپیہ حامل کا خزانہ میں داخل ہوتا تھا۔ پاندری (جسکو تہ بانڈری کہتے  
 ہیں) جو ہر ایک سال ماہ میں تمام ممالک محروسہ میں ان مینوں اور مکانون کے کرایہ  
 میں لی جاتی تھی جنہیں صنعت گراور کاسب قصبات کلال و سہری فروش سے لے کر بڑے  
 و جوہری و صراف تک بیٹھتے تھے۔ سرستہ اور بازار کی ہر گلی زمین پر دکان بنا کر خرید و  
 فروخت کرتے تھے اور ہر کارین بدستور معمول کچھ دیتے تھے اور یہ آمدنی لاکھوں روپیہ  
 زیادہ خزانہ شاہی میں داخل ہوتی تھی اور ابواب مشروع و نامشروع مثل شہنشاہی  
 و ہر شہنشاہی و برگدی و چراہی و بیجارہ اور محل ایام بازار عروس و جاترہ ہنود و ہنود  
 اپنے معبد خانوں میں دور و نزدیک کے برگنون سے ہر سال ایک بار کتنے ایک لاکھ فرام  
 ہو کر اجناس کی خرید و فروخت کرتے تھے و مسکرات و قمار خانہ و خرابات خانہ و جرمانہ و  
 شکرانہ اور چوتھائی حصہ جوادا قرض کا جو حکام کی اعانت سے قرض خواہوں کو وصول  
 ہوتا وغیرہ وغیرہ قریب اسی ابواب کے جنگی آمدنی کا کروڑوں روپیہ خزانہ سرکار میں داخل  
 ہوتا تھا ان سب کو ظرو و ہندوستان سے معاف کر دیا اور یہ سب اسکے عشور جنس غلہ و کھجور  
 روپیہ از روئے دستور دیوانی کے محصول شرعی ہوتا تھا اگر فی غلہ کے سبب معاف کیا۔

تمام آمدنی ہر سہ گز و سرحد و معبر پر بنی جاتی تھی اور اس آمدنی کا بہت روپیہ حامل کا خزانہ میں داخل ہوتا تھا۔ پاندری (جسکو تہ بانڈری کہتے ہیں) جو ہر ایک سال ماہ میں تمام ممالک محروسہ میں ان مینوں اور مکانون کے کرایہ میں لی جاتی تھی جنہیں صنعت گراور کاسب قصبات کلال و سہری فروش سے لے کر بڑے و جوہری و صراف تک بیٹھتے تھے۔ سرستہ اور بازار کی ہر گلی زمین پر دکان بنا کر خرید و فروخت کرتے تھے اور ہر کارین بدستور معمول کچھ دیتے تھے اور یہ آمدنی لاکھوں روپیہ زیادہ خزانہ شاہی میں داخل ہوتی تھی اور ابواب مشروع و نامشروع مثل شہنشاہی و ہر شہنشاہی و برگدی و چراہی و بیجارہ اور محل ایام بازار عروس و جاترہ ہنود و ہنود اپنے معبد خانوں میں دور و نزدیک کے برگنون سے ہر سال ایک بار کتنے ایک لاکھ فرام ہو کر اجناس کی خرید و فروخت کرتے تھے و مسکرات و قمار خانہ و خرابات خانہ و جرمانہ و شکرانہ اور چوتھائی حصہ جوادا قرض کا جو حکام کی اعانت سے قرض خواہوں کو وصول ہوتا وغیرہ وغیرہ قریب اسی ابواب کے جنگی آمدنی کا کروڑوں روپیہ خزانہ سرکار میں داخل ہوتا تھا ان سب کو ظرو و ہندوستان سے معاف کر دیا اور یہ سب اسکے عشور جنس غلہ و کھجور روپیہ از روئے دستور دیوانی کے محصول شرعی ہوتا تھا اگر فی غلہ کے سبب معاف کیا۔

اور دیوار قلعہ سے فصل سات ذراع اور عرض دیوار چار ذراع رکھا گیا اور خندق شش جہاں  
سے باہر مقرر ہوئی اور اسکے پانچ دروازے رکھ گئے تین دروازے تو قلعہ کے دروازوں  
میں پھیل گئے اور ایک کے روبرو اور ایک دروازہ دائیں دروازہ کے سامنے جو شاہی  
کی جانب ہو اور ایک اور دروازہ دروازہ خودی کے محاذی بھر و کہ گئے نیچے کنکرہ و سنگل اندر  
بدستور قلعہ ہے فیصل تین سال میں تیار ہوئی۔

تاکمیل یعنی دینداری کے سبب سے چاہتا تھا کہ پانچون وقت مسجد میں فرض و سنت و  
نفل ادا کرے اسلئے اس نے آرام گاہ کے قریب ایک مسجد بنوائی جس کے سبب بغیر سواری اور  
طول مسافت کے مسجد میں پانچون وقت پروردگار کی عبادت کیا کرے۔ اس مسجد کے لئے  
غسل خانہ کی سمت شمالی اور باغ حیات بخش کے درمیان زمین جو بڑھ ہوئی اور اس میں سنگ مرمر  
کی مسجد بنائی گئی اسکے دو ایوان تھے جو طول میں متصل تھے اور سقف ہر یک کی شکل یکجہ اور  
دائیں بائیں طرف دو گنبد اس طرح پر کہ ایوان عقب میں کہ محراب کی جگہ ہے گنبد باہر سے نمودار  
نہ ہوا اور آگے کے ایوان میں تین گنبد عالی نمایاں ہوں ایک ہنگام کے اوپر اور دو نو بازوؤں کے  
اوپر عمارت کا طول ۱۵ ذراع اور عرض نو ذراع سوا اس کے اور اسکے طول کا گھن پندرہ  
ذراع اور عرض بارہ ذراع اٹھارہ سو اوکھڑی کی زمین کا ارتفع صحن سے ڈیڑھ ذراع  
اور سمت شمالی میں ایک مختصر ایوان جس کا طول پانچ ذراع اور عرض ساڑھو تین ذراع۔ ایک در  
اسکا ایوان مسجد کی جانب اور نو منظر اسکے باغ حیات بخش کی جانب میں شرقی و تین غری و  
تین شمالی۔ وسط ایوان میں ایک چھوٹا صحن جس میں پانی جو شکرے اور صحن مسجد میں تین  
دروازے باغ کی جانب کھلتے ہوئے۔ اسکے گنبد وں کی پوشش تانبے سے کی گئی اور آسپر  
سوئے کا طع کیا گیا۔ یہ مسجد پانچ سال میں ایک لاکھ سات ہزار روپے میں تیار ہوئی۔  
ہم پہلے لکھ آئے ہیں کہ مسندہ جلوس ماہ ربیع الثانی میں شاہزادہ محمد سلطان اعظم خان  
الکباد سے مرزا شجاع کے تعاقب میں روانہ ہوئے تھے اب ہم اس مہینے سے آگے سولہ مہینے  
کا حال جو اس شاہزادہ سے متعلق ہے لکھتے ہیں شجاع الکباد سے بھاگ کر بنارس میں آیا

باز پرس کے مشاہدہ کے سبب اپنے نفلوں میں حکام بادشاہی کے تعلقین کی راہوں  
زیادہ محصول اہداری لینا شروع کیا رفتہ رفتہ یہاں تک لوٹ پہنچی کہ جو جس مال رنگ  
و ہتھوڑے سے خریدا جاتا مکان قصود تک پہنچا تک تنار و پیہ خراج راہداری کے خرچ میں  
ہو جاتا کہ مال کی قیمت دو چہد ہو جاتی۔ یہ حال خافی خان نے لکھا ہے کہ وہ دکن میں تھا  
مرہٹوں کی لوٹ مار سے دکن میں یہی حال دیکھتا ہو گا جو اس نے لکھا ہے مگر کیا  
میں لکھا ہے کہ اس راہداری کے محصول کے موقوف ہونے سے نکال رزان ہو گیا۔ اور  
خطر سالی میں بہت آسانی سے ایک جگہ سے دوسری جگہ غلہ جا کر سنا کھنے لگا کال اند  
بہت کم ہو گیا۔

شاہنشاہ اسلام پر ورتھا اس نے اپنی راہ سے ایک عالم ملا جو عرض و جہ کو محاسب مقرر کیا۔  
وہ تہذیب و سلیمانوں کی مسئلہ دینی میں شہو تھا اسکو حکم تھا کہ وہ خلق کو نہایت و محرمات سے  
خصوصاً شرب خمر اور بنگ لوزہ اور تمام مسکرات سے اور فواحش و زانیات کی مباشرت سے منع  
کرے حتی المقدور بڑے کاموں سے خلق کو روکے۔ ملا عرض پذیر ہزار روپیہ سالانہ  
پاتا تھا اب اسکو منصب ہزاری صدر سوار محنت ہوا منصب ارواں اور احدیوں کی ایک  
جماعت اسکی دستاری اور معاونت کے لئے مقرر ہوئی کہ اگر بعض بے باک خود سر ملا کے کہنے کو  
نہ مانیں تو وہ اسکی رفاقت کر کے انکی تہذیب تاکید کریں۔

پہلے بہت جگہ لفظ شیر حاجی لکھا ہو مگر اسکے معنی نہیں بیان کئے۔ کسی زمانہ میں اہل  
قلعہ کی فہمیل کو شیر حاجی کہتے تھے اکبر آباد کا قلعہ جو شاہ اکبر نے بنایا تھا اسکے گرد  
عالمگیر نے حصا شیر حاجی بنوایا یعنی قلعہ کی چار دیواری کے گرد ایک فہمیل بنوائی ایک پہلی  
فہمیل سنگ سرخ کی تھی اب اسکے گرد دوسری فہمیل پہلی طرح سنگ سرخ فختوری کی بنوائی  
سال دوم جلوس میں ہار دی قلعہ کو اسکی بنیاد رکھی گئی۔ دریا کی جانب پستی بہت تھی  
اسلئے دیوار کا ارتفاع بارہ ذراع اور دیوار قلعہ سے اسکا ہل ساٹھ ذراع رکھا گیا اور  
عرصہ دیوار پانچ ذراع۔ اور اور جو انب میں زمین مرتفع تھی۔ ارتفاع دیوار ساٹھ ذراع

فیض علی خان بنیات و مسکرات۔

اکبر آباد کے قلعہ کے حصا شیر حاجی کا بنا۔

تغاقب کرتے ہوئے اواسط جادی الاخرہ میں منجگیر کی حدود کے قریب ہوئے اور  
مصلحت سنجی اور جن تدبیر سے منوگیر کی تسخیر کا ارادہ کیا اور محاصرہ کا طویل  
ہوا تو کوہستان کی راہ سے جا لے گا ارادہ کیا اور راجہ ہر روز کو بتلایا کہ تمہارے حال پر  
اگر عجب دیت و دولتخواہی کرو گے تو الطاف و مہرحم خروانہ اور مخالفت کرو گے تو قہر شانمانہ  
ہو گا یہ پیغام دیکر اسکو شہزادہ کی خدمت میں بلایا راجہ ہندگی اور خدمت گزاری پر تیار  
ہو گیا۔ کوہستان کی راہ کا افواج شاہی کا سربراہ اسکی رہنمائی سے لشکر شاہی نے منوگیر پہنچنے  
کی جانب چپ کو چھوڑ دیا دامن کوہ کٹر کپور کی راہ سے روانہ ہوئے جہاں جنگل و بیشیہ ہے  
کہ شجاع کے عقب میں آنکر اسیر کام کو تنگ کرین شجاع کو جب اس تدبیر پر اطلاع ہوئی تو  
وہ سمجھا کہ اگر میں منوگیر میں توقف کروں گا تو لشکر شاہی پیچھے سے آنکر راہ فرار کو سد و دکر دیگا  
پھر بنگالہ پہنچا مشکل ہو گا جو اسکے اہل حیاں کا مقر اور حکومت و ایالت کا مستقر ہے اواسط  
۱۲ راہ مذکور کو منوگیر سے وہ آگے چلا گیا لشکر شاہی اس خبر کو سنکر پالہ پور سے جو منوگیر  
میں کروہ پر اکبر پور کی سمت میں ہو رسید ہی راہ چلا اور منوگیر میں عظیم خان آگیا کہ اسکا  
بند و بست کرے شاہزادہ محمد سلطان نے خان مذکور کے آئے تاکت بہن قیام کیا شجاع  
موضع رانگامائی میں آیا۔ وہ منوگیر سے سو کروہ اور اکبر نگر سے پندرہ کوں بھی  
اسکی ساری وضع منوگیر کی سی تھی کہ ایک طرف پہاڑ تھا اور دوسری طرف گنگا شجاع نے  
یہ سنا کہ بادشاہی لشکر راہ راست سے آئیگا اسلئے یہ گمان تھا کہ کوہستان کی راہ  
سخت و عجب ہے اسکو چھوڑ کر راہ متعارف سے میرا تغاقب ہو گا تو اسنے یہاں بھی منوگیر کی طرح  
قیام کرنے کا ارادہ کیا اور استحکام کے لئے ایک دیوار دریا سے کوہ تک بنوائی پندرہ  
روز یہاں قیام کیا اور دیوار کے استحکام میں اور مور حیاں کے بنانے میں مشغول رہا خواہر  
کمال افغان سرکھوم و جاٹ نگر کا زمیندار تھا اپنے زمیندارانہ مطالب مدعاؤں کے  
لئے بظاہر شجاع کے ساتھ موافقت کا دم بھرتا تھا شجاع کی یہ حماقت تھی کہ اس نے  
خواجہ کمال کو راجہ ہر روز پر قیاس نہیں کیا۔ دوجے کو تنکے کا سہارا بہت ہوتا ہے

اس نے یہ ارادہ کیا کہ بہادر پور میں جہنارس سے دھماکی کو سس پر لگا کے کنارہ پر بھٹا  
 ایک حصار بنا کے اور مورچہ چال لگا کے یہاں چند روز قیام کرے اور جہان تک ہو سکے  
 کی ہدایت کرے اور جب کچھ بری بنے تو نوارہ میں بیٹھ کر بھاگ جائے۔ بہادر پور وہ زمین کہ  
 جہان اس نے بنا جہان کی بیماری کے دنوں میں سلیمان شکوہ سے شکست پائی تھی اور  
 بھاگتا تھا اور بادشاہ سے قصود معاف کرایا تھا یہ سارا حال ہم پہلے لکھ چکے ہیں اب یہاں  
 اس نے ایک دیوار کھینچی اور مورچہ چال لگا ڈالا اور الہ آباد سے آنے کے وقت اس نے قلعہ خیار گڑھ  
 پر تصرف کیا تھا وہاں سے سات بڑی توپیں منگالین و رمور چان میں نصب کیں اور  
 آدمیوں کو بھیجا کہ وہاں سے اور توپیں لے آئیں جب اسکو یہ خبر معلوم ہوئی کہ شاہزادہ محمد علی  
 اوغٹم خان دو منزل پر آئے ہیں تو اسکی غمیت میں تزلزل ہوا اور بہادر پور میں توقف کرنا  
 مصلحت نہ جانا پڑنے میں بھاگ کر گیا اور ۲ جمادی الاول کو اس شہر سے باہر آیا۔  
 دو الفقار قرا قرا قلو گوشہ نشین تھا اسکی بیٹی سے زبردستی کر کے اپنی بیٹی زین الدین کا نکاح  
 کیا اور اسکے بعد لگے گیا۔ ۶ جمادی الآخر کو منوگیر میں داخل ہوا اس شہر کے ایک طرف  
 پہاڑی اور دوسری طرف دریا گنگا ہوا اور افغانوں نے اپنی زمان حکومت میں اس شہر کو  
 استحکام کے واسطے ایک فیصل بنائی جو ایک طرف پہاڑ سے اور دوسری طرف گنگا سے ملتی تھی  
 فیصل طول میں سو اگر وہ جریبی تھی اسکے گرد خندق کھدی ہوئی تھی۔ شجاع نے اسکا  
 سال گذشتہ سے اس وقت تک اس دیوار کی مرمت کی ہر مہر گز پر ایک برج بنایا اور اسکی  
 خندق کو ایسا گھیر لیا کہ پانی نکل آیا غرض اس فیصل کے آسے پر یہاں بیٹھنے کا اور زمین کا  
 مدافعت کا ارادہ کیا اس ہوس خام میں اس نے اپنی آدمیوں کو مورچہ چال تعمیر کئے۔ اور  
 انکو آلات تو خانہ ..... سے جو اسکے نوارہ میں تھے مستحکم کیا بہر روز زمیندار کھرک پور  
 اپنی کمی مصلحت کے سبب شجاع سے بظاہر متفق تھا۔ شجاع نے دامن کوہ کی حفاظت اسکو  
 سپرد کر رکھی تھی جس میں سے ایک راہ دشوار گزار اکبر نگر کو جاتی تھی۔ راہ کی ہوا خرابی  
 و موافقت سے مرزا کی بڑی خاطر جمع تھی جب شاہزادہ محمد سلطان و معظم خان شجاع

شجاع کا حال ہوا جہنارس کا بنا اس سے بھاگنے سے ارشاد کیا کہ شجاع کوئی نہیں۔



پہنچا وہ سمجھتا تھا کہ لشکر شاہی سے مقابلہ کرنے کی تاب مجھ میں نہیں ہے تو وہ اسطرح  
 میں گنگا سے پار جانے کے قصد سے اکبر نگر سے باہر آیا اللہ وردی خان اور اسکے بیٹے  
 سیف اللہ خان کو مار ڈالا۔ اس مقدمہ کا حال یہ ہے کہ شجاع چاہتا تھا کہ اکبر پور سے بارہ  
 کروہ جو گزدو گاچی ہے اُسے اُتر کر حضور آباد کو جائے وہ شھر سے نکلا تھا اور گز مذکور  
 کے تین کروہ پر تھا سراج الدین جابری اور نور الحسن کو شھر میں چھوڑا تھا کہ اسکے کارخانوں  
 اور آدمیوں کا انتظام کریں خود اسنے دریا کے کنارہ پر جا کر کشتیوں کو تقسیم کیا اور مقرر کیا  
 کہ او آخر شب میں دریا سے گزرے لیکن اس رات کو آندھی آئی اور دریا کا تلاطم کشتیوں  
 چلنے کا مانع ہوا وہ دریا کے کنارہ سے اپنے دائرہ میں آیا کہ صبح کو دریا سے عبور کرے گا  
 جس وقت لشکر شاہی بلکھتے ہیں متحجم تھا جو اسکی قیام گاہ سے پندرہ کروہ تھا۔  
 اللہ وردی خان یہ چاہتا تھا کہ میں لشکر شاہی سے ملجاؤں جس شب کو شجاع کنارہ  
 سے اپنے خیمہ گاہ میں گیا تو اللہ وردی خان شھر میں آیا۔ شجاع کے بہت سے آدمی  
 اُسے جدا ہونا۔ چاہتے تھے وہ اللہ وردی خان پاس آگئے کچھ سپاہ اسکی بھی تھی  
 اس سبب اگر شجاع اسکے جانے کا مانع ہوتا تو وہ لڑنے کو بھی تیار تھا۔ جب شھر میں  
 اسکے چلے جانے کی خبر شجاع کو معلوم ہوئی تو اُس نے ایک تدبیر اسکے ہلاک کرنے کی  
 سوچی اور وہ خود شھر میں چلا آیا اور اپنے آدمیوں کو اللہ وردی خان کی چوٹی کے  
 گرد بھجوا دیا اور چھوٹی چھوٹی خبریں اُڑانی شروع کیں جبکہ سبب وہ آدمی جو شجاع کے  
 برگشتہ ہو کر اللہ وردی خان کے ساتھ متفق ہوئے تھے جدا ہو گئے۔ سراج الدین  
 جابری دیوان شجاع نے اللہ وردی خان اور اسکے بیٹے سیف اللہ خان کو دم دلا  
 دیکر شجاع پاس لے جانے کے لئے گھر سے باہر نکالا۔ اسی وقت شجاع کے آدمیوں  
 نے اُسے گھیر لیا۔ گنہگاروں کی طرح اسکے ہاتھ پٹھ پر باندھ کر شھر سے باہر باغ میں  
 شجاع پاس لائے جسے اللہ وردی خان اور اسکے چھوٹے بیٹے سیف اللہ خان  
 کو اپنے ریلے فتنہ پرور کے فتویٰ سے اور مفندان کو تہ نظر کی تحریک سے مار ڈالا

اسکی ہوا خواہی اعتبار پر مستحق تھا اسنے اپنی نوکر کھنڈار سموری کو اسکے ہمراہ موضع  
 بیرجھوم میں بھیجا کہ اسکے حدود میں سے جنگلی و بیشہ کی راہ سوا لشکر شاہی کو نہ گزرنے دین  
 اور اسکو روکین مغل خان نوگیر میں کھنڈار شہر و قلعہ کے نظم و نسق میں مشغول ہوا بادشاہ نے  
 محمد حسین سلاو کو نوگیر کا قلعہ دائر قرار کیا تو وہ ضبط و بند و بست سے فارغ ہو کر پیر ہزار  
 محمد سلطان سے جاملہ اور سیالہ پور سے بدستور سابق بیشہ و کوہ کی راہ سے مقصد پرتو  
 ہوا خواہ کمال اپنے سود و زبائن کو خوب جانتا تھا اس نے بیرجھوم میں راجہ ہرپور کی  
 طرح عمل کر کے اولیاء دولت سے مخالفت نہیں کی اور خود بادشاہ ہزارہہ پاس چلا آیا۔  
 اور لشکر شاہی کو بیرجھوم میں راہ بتائی لشکر شاہی نے دامن کوہ میں راہ ملی اسفندار نے جب  
 دیکھا کہ خواجہ کمال لشکر شاہی سے متفق ہو گیا تو اسنے مایوس ہو کر معاودت کی۔ لشکر  
 بادشاہی کا واقعہ عجیب یہ ہے کہ راجپوتوں نے لشکر سے جدا ہو کر مشورش محاشی۔  
 راجپوتوں کے پاس جنگ الجہیر کی جھوٹی خبریں آنی شروع ہوئیں جب لشکر شاہی  
 سیالہ پور سے روانہ ہوا تو کنور رام سنگھ و لدر راجہ جیسنگہ و راو ہیا در سنگہ بادشاہ نے  
 بہت سے راجپوت سرداروں کو اپنی ساتھ لے کر بیداشی و کوتہ اندیشی سے نہ حال  
 کی تحقیق کی نہ مال سو جا فوج کی ہمراہی چھوڑنے کا ارادہ کیا چند روز پہلے بادشاہ ہزارہ  
 کی سواری اور اترنے کے وقت کو ریش کرتی چھوڑی اور اسکے پاس جانا موقوف کیا اور  
 جنگ الجہیر کی متوشن خبریں آکر کہ عقیدت مندوں کا دل دکھایا۔ جب لشکر شاہی بیرجھوم  
 سے دو منزل تھا تو ۱۲ رجب کو آہنوں نے اپنے سلوک میں تغیر پیدا کیا جو مقام  
 ہیراپاک کے واسطے مقرر تھا وہاں وہ نہ اٹرا اور سب جمع ہو کر لشکر سے دور فرار ہو گئے  
 اور کوہ کے وقت لشکر سے پیچھے چلتے۔ ۱۶ رجب کو کہ لشکر شاہی بیرجھوم سے دو  
 منزل گذرنا تھا کہ ان سب راجپوتوں نے مخالفت کر کے معاودت کی مغل خان مقتضاً  
 سلحت اسکے احوال کا متر من نہیں ہوا جب شجاع کو بیرجھوم سے لشکر شاہی کے آگے آگے  
 بڑھنے کی خبر ہوئی تو وہ رانگا مانی سے الہ نگر کو چلا گیا اور اوائل رجب میں ملن

دشمنوں کے ایک گروہ نے کشنیوں سے آتر کر نوارہ کے استہار پر دریا کے کنارہ پر مورچوں  
 بنائے چاہے کہ تاج نیازی کے افغانوں اور عظیم خان کے تائبینیوں نے حملہ کر کے ان کو  
 یہاں ٹھہرنے نہیں دیا طرفین سے جنگ نمایاں ہوئی طرفین کے سردار اور آدمی مائے  
 ایک دن بعد بھر نوارہ کے استہار پر دشمنوں نے جنگ قائم کی لیکن لشکر شاہی  
 مغلوب ہوئے کچھ ماری گئی کچھ زخمی ہوئے آخر کو دشمنوں نے تھک کر اس سرزمین کو لے  
 جنگ سے ہاتھ کھینچا اور اپنے مورچوں کے مستحکم کرنے میں مصروف ہوئے ہمیشہ انکا  
 نوارہ دریا پر گشت کرتا بھیجا کیرنگر کی سمت جاتا و مان محمد مراد بیگ سپاہ کو تھ  
 متعین اس سورات دن توپ تفنگ سے ہنگامہ جنگ کو گرم کرتا۔ دو کاچی انگریز  
 کی سمت میں دریا بڑا چڑا تھا اور شجاع نے پادشاہی لشکر کے توپ خانہ کے مقابل  
 میں اپنے توپ خانہ اور سپاہ کو جبار کھاتا تھا اس قدر نوارہ کہ لشکر پادشاہی عبور کر کے  
 بائیں ہین ہوتا تھا تو عظیم خان نے یہ جاننا کہ چہ سات ہزار سوار سات لاکھ سوار  
 محمد سلطان سے جدا ہو سوتی کی طرف جاسے جو انگریز سے چودہ کو بیچ جہاگیر  
 کی سمت میں ہو اور و مان سے دریا پار جانے کا ارادہ کیے اور لشکر شاہی  
 دو کاچی سے سوتی تک جا بجا دریا کے کنارہ پر مورچوں بنائے اور گھات میں بیٹھ  
 نخان کچھ سپاہ کے ساتھ سوتی میں جا کر مقیم ہوا دریا پار جانے کی اور اعدائے مارنے  
 کی تدبیر میں لگا اور علی قلی خان کو ایک جماعت کے ساتھ دونوں پور کے مجاوی مقرر  
 کیا یہ موضع ہر کوئی کے قریب جہاگیر گڑ سے ہے شاہزادہ محمد سلطان کو ذوالفقار خان  
 اور اسلام خان و فدائی خان اور لشکر کے ساتھ دو کاچی میں تعین کیا کہ وہ شجاع  
 متقابل میں جمعیں شجاع نے اپنے سردار نور الحسن کو فوج اور توپ خانہ کے ساتھ بھیجا  
 کہ سوتی کے مقابل میں بیٹھ کر دشمنوں کی مدافعت کرے اور اسفندیار معموری کو  
 ایک جماعت کے ساتھ وہ ناہو بھیجا کہ لشکر شاہی کو نہ اترنے دے اور اپنے بڑے  
 بیٹے زین الدین کے ساتھ تمام مستورات و زائد اموال و اسباب کو ٹانڈہ میں چھپا

اور اسکا سارا مال اسباب لوٹ لیا۔  
 ۱۲ رجب کو دوبارہ اکبر نگر سے نکل کر دوکاپھی (کابنچی) کے گھاٹ سے دریا پار ہوا اور اس  
 کے محاذی زمین باقر پور میں اقامت کی۔ بنگالہ میں جنگ کا سارا مدار نوارہ پر ہے اسنے  
 سارے بنگالہ کے نوارہ کو اپنے قبضہ و تصرف میں کیا باقر پور سے لیکر سوتی تک جا بجا مورچہ  
 بنائے۔ اور انکو نوارہ و توپخانے و سرداروں اور کام کے آدمیوں سے استحکام دیا۔  
 سلج رجب کو اکبر پور میں شاہزادہ محمد سلطان اعظم خان آنکھ موضع مذکور اور باقر پور  
 درمیان ایک مرتفع زمین تھی اسین شجاع رات کے وقت کہ دشمن دیکھو میں اپنے آدمیوں کے ایک  
 گروہ کو اور چند توپوں کو کشتی میں لایا اور دیکھو میں زمین پر قبضہ کیا اور اپنے مورچہ  
 بنائے اور مدد تیار کیا کہ اہل نوارہ نے آسانی سے توپ و تفنگ چلانے شروع کئے۔  
 اعظم خان نے سب کو اس سرزمین کے چھیننے کا ارادہ کیا اور بہت کوشش سے چند کشتیاں ہم نہج  
 اور ام کو لشکر کو ساتھ لیکر دریا کے کنارہ پر گیا اول شب میں ہوا تیز چلتی تھی اور کشتی درمیان  
 نہیں چل سکتی تھی مگر آدھی رات کو جب آندھنی تھی اور دریا کا تلاطم کم ہوا تو سپاہ کو کشتیوں میں  
 بٹھا کے اس سرزمین کی طرف روانہ ہوا اور وہاں اپنے آدمیوں کو اتار کر کشتیوں کو واپس  
 بھیجا کہ وہ اور سپاہ کی کھپ لاٹھی اس طرح آخر شب تک و ہزار آدمی اور سردار مشرف الفقار  
 و فتح جنگ خاں و رشید خان انصاری و لودھی خان و راجہ بھگ سنگھ ندیہ و تاج نیازی  
 مع اپنے تانبیوں اور دوسو سیدار اور توپ خانہ کا ایک حصہ یہاں سے باز تر  
 گئے جب صبح کو مخالفوں کو اس لشکر کے عبور کی خبر ہوئی تو انکے اثبات قدم میں لغزش  
 آئی اور کشتیوں میں توپوں کو ڈال کر بھاگ گئے لشکر شاہی نے اس زمین پر قبضہ کیا  
 اور اسین دشمنوں کے مورچوں کی جگہ اپنے مورچہ میں قائم کئے دوسرے روز دشمن  
 پر حمیت اور کل نوارہ کو ساتھ لیکر اس سرزمین پر آیا کشتیوں پر سے توپ تفنگ  
 کی جنگ شروع ہوئی۔ پانی بہت قح کا زار زمین ہوئی۔ بادشاہی لشکر نے اپنے مورچہ  
 میں قائم ہو کر دشمنوں کی مدافعت میں کوشش کی توپوں کی مار سے چہشتیاں بھونکی

اور بیداری اور ہوشیاری کے مراسم کو ادا کرتا تھا وہ خان کی اس غربت سے پہلے سے آگاہ تھا اور اسکی بدافعت کے لئے تیار تھا مورچال سے دوڑنے کے عقب سے دشمن کی کشتیوں کے نزدیک دریا کے کنارہ پر سید عالم شائستہ لشکر و جہاز جنگی مست ہاتھی لیکر پہنچا سب سے پہلے بادشاہی میں کشتیاں پہنچیں نہیں سے اہتمام خان اور لشکر نے اتر کر دشمنوں کے مورچالوں پر حملہ آوری کی مورچالوں میں آدمی بھاگ گئے لشکر شاہی نے ان مورچلوں پر اپنے علم قائم کئے۔ عالم خان یہ دیکھ کر بہت سے نکلا بادشاہی کشتیوں میں سے تھوڑے آدمی اتر رہے تھے اور انہیں سید عالم نے حملہ کیا۔ انہوں نے مقابلہ کر کے اپنے مورچالوں میں مخالفوں کو گھسنے دیا لیکن کشتیوں میں آدمی تھے انکو دبا دوا رعانت کی توفیق نہ ہوئی اور تمام نوارہ میں سے صرف چہلہ کشتیاں کنارہ پر آئیں جنہیں کچھ آدمی اتر کر مورچالوں میں داخل ہو گئے تھے اور باقی اتر رہے تھے مخالفوں نے یہ حال دیکھا تو وہ دلیر ہوئے اور اس بہتیت اجتماعی سے کہ اول مورچالوں پر حملہ آور ہوئے تھے دوست ہاتھی لیکر مورچالوں سے غرض نہ ہوئے بلکہ ان کشتیوں پر هجوم کیا اور خوب لڑے معظّم خان نے ہر چند کوشش کی کہ کماں کے لئے کشتیوں کو لے جائے۔ مگر کوئی صورت ایسی نہ ہوئی اس انشاء میں کہ لشکر شاہی دشمن سے لڑ رہا تھا مخالف کے چند کوسہ (جہاز) جنگی اس جہاز کے اطراف سے آئے اور بانی پر لڑائی کی آگ بھڑکائی فتح جگ خان سے اپنے فقیوں کے دشمن سے خوب لڑا اسکو فنگ کا ایک زخم اور تیر کے دوزخ لگے اور سردار ان شاہی زخمی و کشتہ ہوئے کچھ آدمی کشتی سے اتر کر دشمن سے لڑے کچھ کشتیوں سے اتر کر دشمنوں سے لڑنا چاہتے تھے کہ دشمن کی فوج کی کمان و سواروں کی جگہ آگے ہاتھی تھا ان پہنچے اسنے حملہ کر کے لشکر شاہی میں سے بعض کو مارا بعض کو بھاگا یا بعض کو زخمی کیا بعض کو اس پر کیا لوں سپاہ کا قصد تمام کیا پھر مورچالوں پر حملہ کر کے اہتمام خان کو مارا۔ سردار بادشاہی لشکر کو کمان پہنچے نہیں دشمنوں کی آدمیوں اور ہاتھیوں نے لشکر شاہی کو

معظم خان نے سوچی مین نوارہ کا اہتمام کیا کشتیوں کے قریب جمع کین وراکاران  
 تیار کیا اور رات دن دشمن کی کمین گاہ میں لگاتار مخالفوں نے نو مدہ بنا کے آٹھ  
 بڑی توپیں اسپر نصب کیں و رہنیشہ لکشا ہی پرانے گولہ اندازی کی جس سے یاد ہی  
 سپاہیوں اور اہل اردو و دواب پر اسید پہنچا معظم خان چاہا کہ دشمنوں پر  
 دست بردی کرے اسنے کشتیوں کو آلات توپ خانہ سے پر کیا۔ اور  
 نقشہ کیون اور کام کے آدمیوں کو اس میں سوار کیا کہ دریا کے اس طرف جا کر  
 دست بردی کریں جب یہ کشتیاں دریا کے قریب پہنچیں تو غنیم کے نوارہ کے دیدار  
 اور قراولوں کو خبر ہوئی تو انکا نوارہ لڑنے کو آیا پادشاہ کے فریق نے کچھ کام کیا  
 اور اٹکا چلا آیا دوسرے روز معظم خان نے دوبارہ میں بند بایے پادشاہی  
 اور اپنے غلاموں کی جماعت کو کشتیوں میں بٹھایا اور دن کو جس وقت ہو میں  
 بڑی حرارت تھی اور دشمن غافل تھے بھیجا کہ شاید اس فرصت میں دست بردی  
 ہو سکے یہ کار طلب چالاک ہوا کی طرح سیر کر کے آب سے گزرے اور غنیم کے  
 توپ خانہ پر جو دریا کے کنارہ پر چھوڑ چالوں میں تھا پہنچ گئے اور دلیری و ترستی  
 سے چہ توپیں چھین کر اپنی کشتیوں میں لے آئے اور دو بڑی توپوں کو آتش گاہ  
 میں پھینک کر بیکار کر دیا وہ کشتی میں نہیں آسکتی تھیں ورمعاودت کی جب  
 شجاع کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو اسنے سید عالم کو جو اسکے لشکر کارکن اعظم تھا  
 ایک تازہ فوج کے ساتھ بجائے نور الحسن کے تعین کیا اب پادشاہی لشکر پہلے ایک  
 صد عظیم پہنچا پہلی تفصیل یہ ہے کہ پہلی فتح یابی کے بعد وہ سپر معظم خان کو دوبارہ  
 وارشیاں کوٹا اور نامی سرداروں کو کشتیوں میں سوار کیا و آخر کب تک اہتمام  
 کر کے ہتر کشتیاں مردان کار اور آلات پیکار سے پر کین صبح کے قریب دشمن کی  
 طرف روانہ ہوا غنیم پہلی طرح سے غافل نہ تھا بلکہ وہ اس غرابت سے آگاہ تھا  
 اسکی مداخلت کے لئے تیار تھا رات دن حرم و پاسدار کی کوازم اور

افتشا ہوا اس سانحہ سے لشکر میں فتور و اختلالی پیدا ہوا اور بندہ بے پادشاہی پیدا  
 اور سست ہمت ہوئے شجاع نے کچھ لشکر نوارہ سے دو گاجی میں بھیجا کہ شہزادہ کا لشکر  
 اور کارخانجات و اموال و اثبات جو لاکھین آئین معظم خان کو جی بی رات کو اس واقعہ کی اطلاع  
 ہوئی گو اسکے دل میں شاید غم و ہمت نہ ہو مگر ظاہر میں اس کو اپنی حسن ہمت و نیروی  
 تدبیر سے ثبات و سکون کی عنان کو ہاتھ سے نہیں دیا اصلاً ہراس و تزلزل کا معلق نہ ہوا  
 اور اپنا خلاصہ و دوغواہی کی راہ عقیم سے قدم باہر نہیں رکھا اور جریدہ سوتی نے گاجی  
 میں گیا اور لشکر کو جو اس واقعہ سے ڈگمگا رہا تھا استقامت و دلہی سے مستقل کیا  
 اور مخالفوں کی جماعت جو شہزادہ کے لشکر اور کارخانجات و اموال و اثبات کو لینے  
 آئی تھی اسکو یہاں سے دفع کیا اور اس قصہ ناملائم کے تدارک میں مشغول ہوا۔  
 میسوم پانی کی طغیانی کا تھا طرفین نے مورچے اٹھائے مگر خان برسات بسہ کرنے  
 کے لئے موضع معصومہ بازار میں چلا گیا جہاں کی زمین اونچی تھی اور اکبر نگر سے تین کوڑ  
 فاصلہ کہتی تھی اور اسکی تجویز سے ذوالفقار خان و اسلام خان و فدائی خان و  
 شیخ غفر خان و اخلاص خان خوشگی و راجہ اندرین بند یار و قزلباش خان اور جلاوڑ  
 امراء اکبر نگہ میں رہے۔ پادشاہ کی یہ رائے تھی کہ معظم خان لشکر مخصوص آباد و اکبر نگر  
 کی طرف سے دشمن کے استقبال میں کوشش کرے اور ایک فوج دربار گنگ کی  
 اس طرف سے روانہ جائے اور جہاں شجاع کا بنگاہ ہے وہاں اس کا قافیہ نگاہ  
 اسلئے پادشاہ نے داؤد خان صوبہ دار بہار کے نام حکم بھیجا کہ وہ اس خدمت  
 پر مستعد ہوا و روانہ جائے جس کی اورتا بین کو چاہے ساتھ لے جائے جب یہ  
 فرمان داؤد خان پاس آیا تو اسنے شیخ محمد حیات اپنے بھتیجے کو پندرہ سو سپاہ کے  
 ساتھ پٹنہ میں چھوڑا اور عرہ رمضان کو رشید خان و مرزا خان جہادئی داؤد خان  
 و خواجہ عثمانی اللہ و تمام صوبہ بہار کے کوٹیکو گنگ سے اتر ابرسات کا سہم  
 تھا ندی نالے چڑھے ہوئے تھے اور دریائے تریجوک و گندک و دربار گنگ کے

پریشان و پرانگندہ کر دیا اس لرائی کے چند روز بعد برسات آگئی مینہ برسنا شروع  
ہوا اس کے قطروں نے پیکار کے غبار کو بٹھا دیا بارش کی کثرت نے جنگ کی آتش کو بجھا  
طرفین نے بساط بند کو طے کیا۔ برسات کے بسر کرنے کے سرانجام میں صرف ہوئے۔

آدشاہ نے معظم خان کو لشکر کا بالکل اختیار کمال استقلال کے ساتھ دیا تھا اب تک  
جو لڑائیاں ہوئیں انہیں فوجوں کا بھیجا اور امیروں کا مقرر کر معظم خان کے اختیار میں تھا  
شاہزادہ محمد سلطان کو اپنی اتالیق کا یہ اختیار ناگوار تھا جس شجاع کو اس امر پر اطلاع  
ہوئی تو وہ اس فکر میں ہوا کہ بادشاہزادہ کو اپنی طرف مائل بنائے۔ زمانہ سازی کر کے اکثر  
اوقات نامے لکھتا اور تحفے مختلف بھیجتا رہتا جو جوانان نا تجربہ کار کے دل کے تخیل پر  
کی تدبیر ہے۔ رفتہ رفتہ اس نے تنویر آمیز تدبیر کا رشتہ ایسا محکم کیا کہ شاہزادہ اس کی  
لڑکی سے جو بیٹے اس سے نامزد ہو چکی تھی ازدواج کے لئے جانا قبول کیا اور اس پیغام بلبل  
قریب بھیجے کہ بیٹے کے دل میں باب کی عقیدت کچھ نہ رہی جو انون کو آزمودہ کا ریدون  
کی نصیحت و محبت و رفاقت سے نفرت ہوتی ہے اور بے کمال بدآلون کی صحبت و  
راہدہ رنجت ہوتی ہے جس سے کہ عقل و آبرو و دولت خاک میں ملتی ہو ان لون میں  
ایک غماز جماعت واقعہ طلب صاحب غرض نے بادشاہزادہ و معظم خان کے درمیان  
غبار خاطر روز بروز یہاں تک بڑھایا کہ بادشاہزادہ نے شجاع سے مل جانے کا ارادہ کیا اور  
رمضان آغاز سہ پہلوس میں اپنے صاحبزادہ و مقربوں کے ہاتھ شجاع کو یہ پیغام بھیجا  
کہ آخر شب میں آپ ہاں کشتی میں بیٹھ کر آتا ہوں میری توپ خانہ کا داروغہ امیر قلی  
اور تھاکم علی میر توڑاں و چند خواجہ سرا و خدائے نعل میری ہمراہ ہوں گے جو اہل و عزت  
جتنا لاسکون کلاؤنگا۔ شجاع اس خبر کو فضل الہی سمجھتا اپنی چھوٹے بیٹے بلند اختر کو  
شہزادہ کے استقبال کے لئے بھیجا وہ چند کشتیوں اور بہت سے کھارون کو اسکے خوانہ  
و سبائے لانے کے لئے دریا کے کنارہ پر بھیجا ۲۷ رمضان کو جب بادشاہزادہ  
دریا کے پار اتر گیا اور شجاع کے آدمی خزانہ اور اسباب لینے گئے تو اس راز سرسبز کا

آدشاہ نے معظم خان کو لشکر کا بالکل اختیار کمال استقلال کے ساتھ دیا تھا اب تک



شجاع کے متعلق اور منسوبوں کے مال کا تعرض کیزنگمرگین انکا مال غارت ہوتا۔  
 اور انکی ناموس اوباشوں کے ہاتھ میں پڑتی کہ شیخ عباس مذکور ہمیشہ نوارہ کی ایک  
 کو اکبرنگری کی تاخت و تاراج کے لئے بھیجا اب شجاع نے دلیں ہو کر دریا کے اس طرف آنے  
 کا قصد کیا سراج الدین جابری ٹانڈہ میں اپنی بنگاہ کی محافظت کے لئے بھیجا۔  
 ورنہ ہی اچھے کو وہ خود اس کنارہ پر پتواریہ میں آیا اسنے شاہزادہ محمد سلطان کو ٹانڈہ  
 روانہ کیا کہ اسکی بیٹی سے نکاح کر کے مراجعت کرے ۳۱ مارچ مذکور کو پتواریہ سے اکبرنگری  
 آیا اور راجہ اندر من سے لڑائی ہوئی مگر اسنے ہزیمت پائی۔ اسلام خان و خدائی خان  
 اور تمام لشکر شاہی عمدہ سردار اپنی اغراض باطلہ نفاذی کے سبب ایک دوسرے کے خلاف  
 تھے وہ شجاع سے نہ لڑے لشکر شاہی کوہ منجھوہ و جھاسہ سے معصومہ بازار کی طرف بھاگ  
 گیا اور اکبرنگری شجاع کا قبضہ ہو گیا اور بعض بادشاہی ملازم شجاع سے جا ملے۔ اور  
 محمد سلطان کے اکثر نوکروں نے شاہزادہ کے کارخانوں و ہاتھیوں اور گھوڑوں پر تصرف  
 کیا جسے شجاع کو تازہ جرات و قوت و شوکت حاصل ہوئی اور اسکا لشکر اکبرنگری میں  
 بے مزاحم و مانع قائم ہوا۔ اور برسات کا موسم انہوں نے یہیں بسر کیا جب برسات  
 ختم ہوئی اور شاہزادہ سلطان محمد شاہی کے بعد اکبرنگری میں آیا تو اسنے معطم خان سے  
 معصومہ بازار میں جہان سارا لشکر شاہی جمع تھا لڑنے کا قصد کیا اور سلطان محمد اور  
 بلند اختر ہزار سوار لیکر جنگ کے آہنگ سے سوار ہوئے معطم خان بھی غنیم کی یہ  
 خبر سنکر کہ وہ اکبرنگری سے روانہ ہوا ہے معصومہ بازار سے مقابلہ و مدافعت کے لئے روانہ  
 ہوا جب وہ موضع بلکھتہ کے نزدیک آیا تو وہ ایک عمیق نالہ کے عقب میں مقیم ہوا جو پور  
 دریا پر بنتی ہوتا ہے اور اسنے دو پل آدھہ کوس کے فاصلہ پر باندھی ایک لڑکے کے آگے  
 اور دوسرا بلکھتہ کی جانب است میں تاکہ جس وقت لشکر چاہے ان دو پلوں پر سے نالہ  
 سے گذر جائے۔ پلوں کی اس طرف مورچال بناے اور توپ خانوں کے آلات سے لیس  
 احکام دیا۔ اپنی روبرو کی سمت میں مورچال میں توپ اندازنی کا اہتمام محمد مراد بیک

اور تھوڑی راہ میں چڑھے تھے اس فضل میں بغیر کشتی و پل اکثر ناممکن ہے دشمن اپنے نوارہ کے  
استطہار پر دریا پر پھر رہا تھا اور کنارہ پر جا بجا مورچاں بنا رکھے تھے اور مدافعت کی سہا  
مقرر کر رکھی تھی جو دشمن کی مین نہ تری میں راہ چلنے دیتی تھی اسلئے لشکر شاہی بھاگنا پور جانے  
میں داؤد خان کو دیر لگی اور اس عرصہ میں اکثر اوقات لشکر شاہی اور مرزا شجاع علی کے  
لشکروں میں لڑائیاں ہوئیں جنہیں ہر دفعہ لشکر شاہی کو غلبہ ہا جب موضع قاضی کریم کو  
بھاگ پور سے قریب ہے داؤد خان پہنچا تو نالے ندی اور آب کو سی و کالہ پانی وہاں ندی  
برسات کے سبب طغیانی میں آ رہی تھی اسلئے گندڑا ضرور تھا اسلئے باقی برسات سیر  
کرنے کے واسطے وہ اس موضع میں مقیم ہوا۔ برسات کے سبب سے لشکر شاہی نہ ہل سکا  
بادشاہ نے دلیر خان کو کوہک کے لئے اپنے پاس سے بھی روانہ کیا۔

اکبر نگر کے ایک طرف کوہستان ہو۔ برسات میں اس کے تین طرف بھیل کا پانی اس  
کھڑا ہو جاتا ہے کہ آدمی گھوڑا جا نہیں سکتا۔ عین شہر میں کشتی کام کرتی ہے۔  
اس مقام کے کام کا مدار نوارہ پر ہے اور نوارہ پر غنیمت تصرف تھا دریا کی راہ سے  
سیاہ شاہی کو آؤ قد نہیں پہنچتا تھا اور اس سبب کہ راجہ ہر چند زمیندارہ بنجو۔ مرزا  
شجاع کے ساتھ متفق تھا وہ کوہستان کی طرف سے بنجارو کو نہیں آنے دیتا تھا۔  
انکو لوٹ لیتا تھا کسکیا وہ بادشاہی لشکر میں غلبہ نہیں پہنچتا تھا اس سبب اکبر نگر  
میں سپاہ کا خستہ حال تھا اکثر آدمی اور دوا ب کھانا نہ ملنے سے بھوکے مر گئے  
بادشاہ کے لشکر کی ایک جماعت زمین مرتفع پر برسات کے ختم ہونے کا انتظار کر رہی  
تھی جب اس حال پر شجاع کو اطلاع ہوئی تو اس نے اکبر نگر کی تحیر کا ارادہ کیا شجاع بھیل  
میر کو جارسو سواروں اور کچھ نوارہ کے ساتھ موضع بتوارہ میں بھیجا جو اکبر نگر سے  
دریا کے ساحل پر آٹھ کوس پر ہے اور اسکی زمین مرتفع ہے اکبر نگر بادشاہی لشکر کے  
قبضہ میں تھا وہاں سے اکثر نوکروں کے عیال اور اموال تھے منظم خان نے  
ذوالفقار خان کی معدلت و نصف کے سبب کسی شخص کا مفدور نہ تھا کہ

بہشتی اور جہنمی کی خبر

سے لڑے نصیر پور کی گذر پر جہان لشکر شاہی پہنچا تھا شجاع نے پہنچا لڑائی شروع  
کی تو بے تفنگ نئے ہنگامہ جنگ گرم ہوا دس بارہ روز تک لڑائی رہی۔

۱۲ ربیع الثانی کو شجاع باپس خبر لئی کہ داؤد خان دریا گوشتی سے عبور کیا۔ سید  
ساج الدین کو اسنے اس دریا پر لشکر شاہی کے روکنے کے لئے مقرر کیا تھا وہ روک  
سکا اور مختصر ٹپ نڈہ میں جہان اسکا بنگاہ تھا داؤد خان آنے والا ہے تو شجاع  
مانڈہ کی طرف چلا نظم خان اسکے تعاقب میں روانہ ہوا ایک جگہ لڑائی ہوئی لشکر شاہی  
میں بارہ لاکھ روپیہ ورسات سوبان اور آلات تو بچا نہ آگے جو بادشاہ نے  
بھیجے تھے شجاع و شہزادہ محمد سلطان کا لشکر جیلارے کے اس طرف گیا لشکر شاہی  
نے سپر حکم کیا طرفین کے آدمی زخمی و کشتہ ہوئے ایک گھنٹہ رات گئی تھی کہ دونوں  
نے جنگ سے ہاتھ کھینچا۔ رات بھر پہرہ چوکی لگا کے گیر و دار اور کارزار کے کھاناؤ

رہے اور اسطرب میں نورالحق جو شجاع کے عمدہ سردار و ن میں تھا مظم خان  
آن ملا شجاع کے اوضاع سے یہ خیال کرتا تھا کہ وہ فرار ہو گا چار پانچ روز  
تک بے تفنگ کی جنگ ہی رہی ۲۲ کو شجاع دونا پور میں چلا گیا مظم خان نے اسکا  
تعاقب کیا اور دشمن کی ایک کشتی کو کپڑا لیا جس میں توپیں اور دو سوبان تھے۔  
جب یہ سنا کہ شجاع کی کمال سرانگہی کے سبب اسکی افواج کی ترتیب ہم ویرہم  
ہو گئی ہے اور پراگندگی کے ساتھ دو کاچی کو وہ فرار ہوا ہے تو فتح جنگ خان نے

تیز رفتاری کی اور ہراول کی ساری فوج لے کر بے تحقیق بے تامل بہت جلد روانہ  
ہوا اور اسلام خان افواج برانغار کو لے کر اس ہراول سے جابلہ مظم خان  
آدمی بھیج کر انکو منع کیا تو وہ نہ ٹھہری اور دو کاچی کے نالہ میر جاہیہ نے نالے کے  
اس طرف مخالف کی سیاہ صف کشیدہ کھڑی تھی اور توخا نہ کو آگے جن رکھا تھا  
وہ مقاومت و مدافعت کے لئے ہمایا و آمادہ ہوئی اس فتح جنگ خان و  
اسلام خان کو نرغہ میں کر لیا نہ آگے جانے دیا نہ پیچھے ہٹنے مظم خان آیا۔

کو دیا اور دائیں طرف کے پل کی محافظت یکے تاز خان کو سپرد کی اور پیر محمد اعزاز خان کو  
 آغزو ن کے فرقہ کے ساتھ قراولی پر مقرر کیا اب دشمنوں کے آنے کے انتظار میں بیٹھے دو مہینے  
 بعد وہ شہر ربیع الثانی سال دوم جلوس کو حدود بلکھتہ میں لشکر شاہی کے مقابلہ میں  
 شجاع آیا تاکہ در میان میں حاکم تھا اسلئے ٹوٹ تفنگ کی لڑائی ہوئی لشکر شاہی کی  
 قراولی جو نالہ سے پار چلی گئی تھی وہ شجاع کو نالہ کے پاس نہیں آنے دیتی تھی شجاع کو خبر ملی  
 کہ جسیر بالا میں لشکر شاہی کم ہے تو نوین روز لشکر شاہی کے روبرو سے ہٹ کر شجاع  
 اور اسکا بیٹا بلند اختر اور شاہزادہ محمد سلطان نے جا کر یکے تاز خان کو شکست دی  
 اسکو اور اسکے دو بھائیوں کو مار ڈالا اور لشکر بادشاہی کے امیروں اور بہت  
 آدمیوں کو بے رحمی کیا جو آدمی بچے وہ ذوالفقار خان پاس چلے گئے۔  
 ذوالفقار خان نے ٹوٹ تفنگ سے جنگ کو گرم کیا اور دشمنوں کی کثرت کو دیکھ کر  
 کشیتوں کو جلا دیا کہ اگر غنیم کا غلبہ ہو تو وہ آج سے نہ گذر سکیں منظم خان نے لشکر  
 کی حفاظت ذوالفقار کو سپرد کی اور خود نالہ سے پار دشمنوں سے لڑنے گیا اور  
 لشکر کو شکستہ آئین سے مرتب کیا اور دشمن سے ایک جنگ عظیم ہوئی اور بڑی بڑی  
 امیر زخمی ہوئے شجاع نے جب سنا کہ منظم خان نالہ سے اتر کر لڑنے آیا ہے  
 تو اس نے ذوالفقار خان جسیر کے سرے پر لڑنے کے لئے ایک لشکر مقرر کیا اور خود منظم خان  
 سے لڑنے آیا منظم خان نے چاہا کہ بطرح اس لشکر کو مرتب کیا تھا اسی ترتیب سے  
 دشمن پر حملہ کرے مگر امیروں نے امانیت اور خود سری کے سبب اسکی بات کو نہ سنا  
 اور فرمان بری نہ کی نفاق کر کے خود داری اور کوتاہی کی لشکر شاہی بے ترتیب  
 اور اس نے ہزیمت پائی۔ جب منظم خان نے یہ حال دیکھا تو وہ اپنے جیمہ گاہ میں  
 آیا اور داؤد خان اور دلیر خان کی کمک آنے تک جنگ کو موقوف کیا۔ اور  
 مخصوص آباد کو چلا گیا تو شجاع نے منظم خان کی جرأت و استقلال میں خستہ لال کا  
 گمان کیا اور وہ مخصوص آباد کی طرف آیا کہ بھاگیرتی کو مجبور کر کے لشکر شاہی ہی

گنگ کے درمیان اکبر نگر کے محاذی واقعہ ہے اور بنگالہ کے اکثر ملاح اس جگہ رہتے ہیں تو مغل خان نے دو سو سوار اپنے تابانیوں کے بادشاہی قراولوں کی ایک جماعت کے ساتھ بھیجے کہ وہ دشمنوں کو بھگا کے ملاحوں کے اہل و عیال کو غنیم کی طرف جانے دے و کین انہوں نے سمدھ میں جا کر چند سواروں کو دستگیر کیا اور لے آئے سمدھ میں بہار سوار کا کھانا شاہی بیٹھ گیا کہ ملاحوں کے اہل و عیال کی حفاظت کریں اور ان کو دشمن سے نہ ملنے دیں۔ یہاں دو سوار اور گرفتار ہوئے تو انکی زبانی معلوم ہوا کہ شجاع نے مالہ مہاندی پر پل باندھ کر یہ تجویر کی ہے کہ بادشاہ زادہ محمد سلطان کو تو بچاؤ اور لشکر کے ساتھ دریا سے عبور کر کے دلیر خان اور داؤد خان سے لڑنے کو بھیجے۔ جب اسنے یہ سنا کہ لشکر شاہی شعبہ بزرگ گنگ سے عبور کر آیا ہے تو اسکو ایسا خوف ہوا کہ اسنے پل بھلوادلوایا۔ دلیر خان و داؤد خان کہ دریا کے اس طرف تھے او آخر وزیرین جبریدہ دریا کے اس طرف آئے۔ مغل خان سے ملاقات کی اور صلح کا میں مشورہ کیا ایک پہر رات گئے وہ اپنے لشکر میں واپس گئے۔ غرض پندرہ میں روز شکر شاہی اور شجاع کے لشکر میں محاربات عظیم ہوئے اور ہر ماہ لشکر شاہی کو فتح ہوئی اور شجاع کو نہر میت مگر اسپر وہ پھر اپنی نوارہ جنگی کی قوت سے دریا کے اوپر پنجون مارے سے سخت لڑا کیاں کرتا اور مقابلہ میں مشغول ہوتا اس مابین میں یکے تاز خان اور بہت سے نامی آدمی بادشاہی مارے گئے اور اسلام خان و فتح جنگ خان اور دلیر خان اور داؤد خان نے ترددات نمایاں کئے خاص کر اسکے بعد کہ بلند اختر کے ساتھ کے لشکر کو محمد سلطان ملاطفرین سے ترددات صفر باہوتے تھے اور ہر بار ہر طرف غالب و غلبہ ہوئی تھی۔ اور پھر مقابلہ و مقابلہ میں مصروف۔ اور بہت سی جنگی کشتیاں ضربت سے غرق اور دستگیر ہوئیں۔ تمام جنگوں میں ہم ایک جنگ کا بیان کرتے ہیں جو خالی غائب سے نہیں ہو۔۔۔ اب گنگ کے اس طرف شجاع کی فوج تھی اور اسکا سردار بلند اختر تھا اور اسکے ساتھ اور سردار اور توپ خانہ تھا دریا کے کنارہ پر معبر کے سہری پر

اُسے نالہ سے پار جا کر شجاع کے دستگیر کرنے کا ارادہ کیا لیکن پھر سرداروں نے  
کوٹاہی و خود داری کی اور عظیم خان کی بات نہیں سنی۔ ناچا عظیم خان سب کو خانہ  
لے کر نالہ کے اس طرف کھڑا ہوا دشمن کا لشکر اس طرف تھا۔ برق افگنی و آتش فروزا  
سے ہنگامہ دشمن کشی و عہد و سوزی کو گرم کیا اور آخر روز سے واسطہ شب تک لڑائی  
رہی اور دھڑی رات کے قریب دشمن نے جگہ موقوف کی۔ دوسرے روز عظیم خان کبیر  
گیا تو شجاع لشکر شاہی کی برابر آیا دریا گنگ سے عبور کرنے کا ارادہ کیا اسکو  
بہ اندیشہ تھا کہ اگر یمن پہلے عبور کروں گا تو لشکر حبکو کوئی امید اسے نہ تھی۔  
اسکو چھوڑ کر عبور نہ کرے گا اور اگر پہلے لشکر کو اتارتا ہوں اور خود قلیل آدمیوں کے  
ساتھ رہتا ہوں تو گرفتار ہونے کا خوف ہے اسلئے اُسے لشکر گاہ کے گرد  
ایک عریض عمیق خندق کھدوائی اور آلات توپخانہ سے اسکو استحکام دیا تاکہ  
لشکر شاہی سے امین ہو کر دریا سے عبور کرے اس وقت محمد سلطان جس کے  
رفاقت و اتفاق سے شجاع کی خاطر جمع نہ تھی اسکو دریا کے پار بندھ بھجا۔  
عظیم خان نے فتح جنگ خان کو روانہ کیا کہ کبیر نگر پر قبضہ کرے اور دو گاچی سے  
سونی لہاک جا بجا کھانے بٹھائے مخلص خان کے ہاتھ بادشاہ نے ساٹھے اٹھارہ لاکھ  
روپیہ بھیجا تھا وہ قلعہ منوگیہ میں تھا فیصلہ دین خان کو منوگیر سے خزانہ لانے کے لئے  
مقرر کیا دوسرے روز داؤد خان کا نوارہ جس میں ایک سو ساٹھ کشتیاں تھیں  
گذر دو دھیرا لکھن ان دنوں میں دریا گنگ کے تین شعبے ہو گئے تھے ۱۔ رام نڈ  
کول باندھ نہ شعبہ اول ۲۔ لشکر نے عبور کیا اور پھر شعبہ دوم سے کشتیوں میں بٹھاکر  
عبور کیا اور اس جزیرہ میں لشکر یا جو شعبہ دوم و شعبہ سوم کے درمیان تھا۔  
ان دنوں میں اکثر اوقات ہوائیں چلتی تھیں اور دریا میں بہت متوج و تلاطم تھا  
تھا اس سبب تین روز میں لشکر نے عبور کیا خبرائی کہ غنیم کے چند قراول موضع سمدھ  
میں آئے ہیں کہ ملاحوں کے اہل و عیال لے جائیں یہ موضع شعبہ بزرگ و شعبہ سوم

اٹھایا اور آبخار میں پہنکا کہ راکب و مرکب جدا جدا دس گرنے کے فاصلہ پر ایک دوسری  
دور جا پڑے دو نو کے چوٹ لگی گھوڑے کا رو دہ بھٹ گیا لیکن آغرخان بھر گھوڑے  
پر سوار ہو کر چستی و چالاکی سے اس ہاتھی سے لڑنے پر تیار ہوا مگر گھوڑے میں جوتا  
نہ تھا اسلئے یہ سمجھ کر کہ بھر اس بلائے سیاہ کے رو برو جانا جان کا رائگان کرنا  
ہے ہاتھی کے پیچھے سے جا کر فیلیان کی گردن تلوار سے اڑا کر اسکو نیچے گرایا اور  
گھوڑے کی پیٹھ پر سے فیل کی گردن پر جا کر سوار ہوا مگر ہاتھی کا کجائ انگرس  
ہاتھ نہ آیا اور ہاتھی میں نہ رہا اب حیران تھا کہ کیا کروں کہ اس کے ایک نوکرنے کا  
کہ خنجر کو کمر سے غلاف میں سونکا لکر ہاتھی کی بنا گوش پر پہلائیے۔ اس حالت میں  
دلیر خان جبکہ ہاتھی دس میں قدم کے فاصلہ پر آغرخان کے پیچھے آتا تھا اسکا دنگ  
رستمانہ کام دیکھ کر آیا اپنے ہاتھی کو اس کے ہاتھی کے برابر لایا اور تحسین و آفرین کہتا ہوا  
ہاتھی کے ارد گرد نقدق ہونے لگا۔ آغرخان نے کہا کہ میں نے یہ ہاتھی بادشاہ  
کی سرکار کے لئے گرفتار کیا ہے میں امیدوار ہوں کہ فیلیان سرکار کو حکم دین کہ  
فیلخانہ میں اس ہاتھی کو داخل کرے اور میری سواری کے لئے اسکا ہار کوتل مرحمت ہوں  
دلیر خان تحسین کر کے کہا کہ یہ ہاتھی بھی آپ کو مبارک ہو دو گھوڑے ترکی مولتی  
اسکو تواضع کئے اور اپنے ایک فیلیان کو حکم دیا کہ ہاتھی پر سوار ہو۔ آغرخان  
گھوڑے پر سوار ہوا اور بہت سے افغانوں کو دشمن کے مقابلہ میں لے گیا اور  
تیر مارنے شروع کئے اور سپاہی حملہ آور قبیلہ کین شجاع کے دو تین سردار اور  
بہت سے غیر مشہور آدمی مارے گئے اور بادشاہ کی فوج کی بھی ایک ہمت  
زخموں کے سرخرو ہوئی۔ دشمن کا ہر اول فرار ہوا و شجاع کا بیٹا بھی بھاگ کر باب  
پاس چلا گیا۔ القصہ اس تیرہ پر سخت لڑائیاں ہوتی رہیں۔ ناہما سے قلعہ پر  
اور دریائے گنگا پر اور سواد ٹانڈہ کے اطراف میں۔

جب عالمگیر نے سنا کہ شجاع سے محمد سلطان جاملہ اور عظیم خان نے فدا و یاد ترمود

بعض جا پاپا بھجے تو پون کو لگایا تھا اور جنگ کے لئے مستعد بھیجے تھے اور بادشاہی فوج کا انتظار کر رہے تھے معظم خان کی فوج جنگی ہراولی بطریق قراولی آغرخان سے ملتی تھی تھی دریا کے کنارہ پر آئی بعض جگہ پانی سینہ تک تھا۔ پاپائی کی نشانی کے واسطے دونوں طرف جوہن لغب کین سالار لشکر بانی کی طغیانی اور توپ تفنگ کی آتش بازی سے رو برو ہوئے کی جرأت نہیں کرتا تھا۔ آغرخان اپنا گھوڑا دریا میں ڈالا بھیجے دلیر خان نے اپنی سواری کا ہاتھی پانی میں چلایا بعد ازاں پسر دلیر خان گھوڑے پر سوار دلا ورون کے ساتھ بطریق یورش جان بازی کو کار فرما کے تو پناہ آتش بار کے مقابل میں آیا اور بھیجی کی غیرت سے اپنے سارے لشکر کو لے کر آج آتش کا مقابلہ کرتا ہوا چوب بندہ کی کے درمیان جو پانی کے نشان کے لئے کی گئی تھی روان ہوا و برو سے گولہ توپ گلولہ تفنگ لیا متصل برستا تھا کہ آنکھ گھونو کی فرصت نہ دیتا تھا اور حکم لگتا تھا اسکا سر پانی سے نہ نکلتا تھا اور اسکا نشان ملتا تھا سپاہ کے اس ہنگامہ عبور میں ہاتھی گھوڑوں کی ایل پیل سے چوب بندہ کی کا نشان بحال و بجا نہیں تھا سپاہ اور چار پائیوں کے تردد سے پائیوں کے نیچے رنگ خالی ہوئی اور پاپائی بالکل برطرف ہو گئی اسلئے بہت سے سوار اور پیادے بحر فانی میں غرق ہوئے ایسی حالت میں پسر دلیر خان تھوچ دریا سے مع اسب کے دریا میں ایسا ڈوبا کہ پھر اسکے زندہ و مژدہ کا نشان نہ ملا غرض بان و گولے کے اولوں کے برسنے سے اور بارود کے دھوئیں کے گھر جانے سے یہ حال ہو گیا کہ بیٹے کو باپ نہیں پہچانتا تھا اور بھائی کے حال کی بھائی خبر نہ لیتا تھا سارا دریا گھلون ہو گیا تھا۔ جو گھوڑے تیر کر ایک جماعت کو بچا لائے و بعض جنگو تیز آتا تھا وہ گولہ و بان کے صدمہ سے محفوظ ہو کر دریا سے پار جا کر جان بر ہوئے۔ دلیر خان کے فیمل کے آگے آغرخان غنیم کے پیادہ و سوار کے هجوم کو کشمیر مارتا ہوا پھاڑتا چلا جاتا تھا کہ تاگہان قلیبان کے اشارہ سے آغرخان کے سامنے ایک مست ہاتھی آیا اسکا دریا فیمل کو خرطوم پر تلوار ماری فیمل نے آغرخان کو مع گھوڑے کے سوڈ میں لے کر اوپر



چار کشتیوں میں سوار ہو کر معبر دو کاچی پر اسلام خان بموجہ اشارہ کے انتظار کھینچ رہا تھا۔  
 شجاع کے آدمیوں کو جب شاہزادہ کے ارادہ پر اطلاع ہوئی تو کشتیوں میں سوار ہو کر اور  
 انہوں نے نغائب کیا اسلام خان مع توپ خانہ و فوج کے ایستادہ تھا اسنے جب شجاع  
 آدمیوں کو دیکھا تو اسکے دغ کرنے کے لئے اور شاہزادہ کے استقبال کے لئے نوارہ میں  
 روانہ ہوا دو نوظرف سے توپیں چلنی شروع ہوئیں اگرچہ بادشاہزادہ مع محل خاص کے  
 اور آدمیوں کے آفت سے بچکر سلامت کنارہ پر پہنچا لیکن اس کی ایک کشتی جس پر بعض کھانے  
 اور کچھ خدمتہ محل تھیں اور وہ گران بار تھی اور پیچھے رہ گئی تھی دو تین گولوں کے گھٹنے سے  
 ڈوب گئی کچھ عورت مرد ڈوب کر مر گئے بہت سے ملاحوں کی مدد سے اور اسلام خان  
 کی کشتی کے جا بچنے سے بچ گئے جب یہ خبر عظم خان کو پہنچی تو وہ بہت خوش ہوا اس وقت  
 ایک مختصر خیمہ اور حاضری اور میوہ بادشاہزادہ کے واسطے روانہ کیا۔ مین روز بعد شاہزادہ  
 سے ملنے آیا اور بادشاہ کو حقیقت حال اور اسکے ساتھ شاہزادہ کی عرضداشت ارسال  
 کی بادشاہ کے حکم سے شاہزادہ بادشاہ پاس بھیجا گیا اسنے اسکو گوالیار کے قلعہ میں قید  
 کیا۔ مزار شجاع نے جب یہ دیکھا تو اسنے اپنے بیٹے بلند اختر کو حکم دیا کہ جہان جہان دریا پا پاب  
 ہو گئے ہوں وہاں مورچے باندھ کر لشکر شاہی کو نہ اترنے دے۔ اور وہ خود فوج لیکر  
 داؤد خان کے لشکر کی برابر آیا۔ اب ٹانڈہ میں مزار شجاع کے لشکر کا هجوم تھا وہاں  
 عظیم خان نے لشکر بھیجا۔ بجلے گھاٹ کے قریب سخت لڑائی ہوئی مزار نے ہر میت پائی۔ اب  
 شجاع نے اپنی مملکت بنگالہ اور دولت در سالہ سے دل اٹھایا۔ ٹانڈہ گیا جہان اس کا  
 بنگاہ تھا وہاں سے جہانگیر نگر میں جانے کا ارادہ کیا عظیم خان بھی ٹانڈہ گیا اور وہاں سے  
 تردی پور جا کر شجاع کے نوارہ کی چار کشتیاں گرفتار کر لیں جنہیں سے بعض اموال اور  
 کارخانجات سے بھری ہوئی تھیں شجاع کے انتظار میں۔ یہاں یہ کشتیاں ٹھہری  
 ہوئی تھیں۔ ٹانڈہ میں شجاع نے دو غرابوں میں نفائس و غرائب اموال مثل اشرفی  
 طلا و جواہر و مرصع آلات رکھے۔ اور دو اور غرابوں میں منتخب امشیا اور کارخانے

لکھے ہیں تو پادشاہ نے ازراہ احتیاط و مصلحت پانچویں ربیع الاول ۹۹۰ھ کو  
 شرقی کا سفر شروع کیا۔ اور اس زمانہ میں اجمہر جنت سنگھ کو ازسرنو مہاراجہ کا  
 خطاب دیا میر و شکار کرتا ہوا پادشاہ چلا۔ ۲۲ ماہ مذکور کو پادشاہ ہزارہ محمد مظہر  
 وزیر خان دکن سے پادشاہ پاس آئی۔ پادشاہ نے حوض طلائع بصورت جنگلہ  
 ہاتھی کے لئے ایجاد کیا تھا خان سامان اسکو تیار کر کے پادشاہ کے روبرو لایا  
 اسکو پادشاہ نے الغام دیا لنگھا کے کنارہ ایک منزل میں سات روز قیام کر کے  
 مرزا اسخبر نجم ثانی خراسانی کی بیٹی سے پادشاہ ہزارہ محمد مظہر کا نکاح کیا۔  
 پادشاہ پاس خبر آئی کہ پادشاہ ہزارہ محمد سلطان شجاع کے پاس سے بھاگ کر  
 مظہر خان سے آن ملا اس محل کی تفصیل یہ ہے۔

کہ برسات کے بعد جتنی لڑائیاں شجاع اور پادشاہی لشکر کے درمیان ہوئیں  
 ان میں پادشاہ ہزارہ چچا کے ساتھ تھا معلوم نہیں کہ وہ اپنی کئی سے پشیمان ہوا یا وہ  
 جیسا مظہر کے ساتھ رہنے سے ناخوش تھا ایسا ہی وہ مرزا شجاع کی بیعت سے آرزو  
 ہوا کیا اس نے یہ دیکھا کہ چچا جان کی شجاعت کچھ کام نہیں کرتی اسکے ساتھ رہنے  
 سے سوا جان کھونے کے کچھ اور نہیں حاصل ہو گا یا وہ خود ہی تلون مزاج تھا  
 غرض کچھ ہی سبب ہو اپنی خطا سے نادم ہو کر مراجعت کرنے کی فکر میں وہ  
 ہوا۔ خود اکبر نگہ میں شجاع کے پاس تھا اور اسکی بیوی ٹانڈہ میں شجاع سے ایک  
 دو منزل پر تھی اسکی بیماری کی خبر آئی۔ اسنے شجاع سے بیوی کی عیادت کے لئے  
 رخصت لی اور ٹانڈہ میں آیا۔ اسلام خان دریائی اس طرف لشکر شاہی کے ساتھ  
 موجود تھا اس پاس خفیہ پیغام بھیجا اور اپنے ارادہ سے اطلاع دی اور فوج  
 خطیر کی مدد مع اور لو ازم کے طلب کی کہ وقت معین میں اشارہ پر وہ بھیج دیں  
 ۱۱۰۰ھ جمادی الاول ۹۹۰ھ کو غدر محل و چند خواجہ ہرالے کہ چھلی کی شکار کا بہانہ بنا  
 سوار ہوا اشرفیان و جو اہر جہدرا سکا تھا لیا اور دریا کے کنارہ پر آیا۔

پادشاہ ہزارہ محمد سلطان شجاع کے پاس سے مراجعت کرنا۔

منور خان جہانگیر نگر کا زمیندار تھا اُس نے اُس جد و د کے زمینداران کو اپنے ساتھ  
 متفق کر کے شجاع کا فرمان بر نہ ہونے دیا۔ منور خان کے دفع کرنے کے لئے راجہ  
 کماک طلب کی تو راجہ نے اس وقت ایک جماعت کثیر خنکیوں کی بہت ہی غریب سا  
 بھیج دی۔ زین الدین اس سپاہ کو لیکر منور خان سے لڑنے گیا اور اسکو شکست  
 اور اس مہم کے جلد وین خنکیوں کو نقد و حسن دیکر واپس بھیج دیا اور نامہ و پیام بھیج  
 راجہ سے یہ بات بھٹیائی کہ جسوقت شجاع جہانگیر نگر سے رخسار میں آنا چاہے تو  
 وہ ایک جماعت کو سرحد پر بھیج دے کہ وہ اسکو رخسار میں لیجائے۔ چاٹ گام  
 رخسار کی سرحد پر ہے وہاں کے حاکم کو راجہ نے تاکد کو دی کہ اس باب  
 میں شجاع کو کئی اشارہ کرے تو بے توقف اس کے پاس آکر وہ کو بھیج دے۔  
 جب شجاع مانڈہ سے جہانگیر نگر میں آیا اور اسکو یقین ہوا کہ شکری شاہی اُس کے  
 باؤں بیان جیسے نہیں دیکھا اور چارہ کار سوائے اسکے کوئی اور نہیں ہوگا کہ رخسار  
 کی طرف میں بھاگوں تو اس نے راجہ رخسار پاس اپنے آدمیوں کے ہاتھ نوشتے  
 بھیج کر درخواست کی کہ اپنے آدمیوں کی ایک جماعت کو میری رہبری و رہائی  
 کے لئے بھیج دے کہ وہ مہارمی ولایت میں مجھے لے جائیں ایک مہینہ تک جو اب انتظار  
 کہ عظم خان کاٹا کہ ایک بچہ پڑا تھا اسکے پاس آنے کی خبر نہ کہ وہ ڈرا اور اسکا انتظار  
 نہ کیا کہ رخسار کے آدمی آجائیں وہ ۴ رمضان آغاز ستہ جلوس کو زین الدین و  
 بلند اختر و زین العابدین اپنے بیٹوں کو اور چند رفیقوں مثل جان بگن سید علی  
 و سید قلی ازبک و مزار بگلو و سپاہیوں کی ایک جماعت اور چند خدمت و خواجہ  
 کو لیکر جہانگیر نگر سے برآمد ہوا۔ راستہ میں کہیں کشنیاں نہ ملیں کہ فریق جو انکے ساتھ اُس سے  
 جدا ہوئے۔ تین مہینہ ہوئے تھے کہ زین الدین نے ایک شخص کو راجہ رخسار پاس لو  
 جہانگیر نگر میں شجاع کے آنے سے تین چار روز پہلے حاکم جا بگام پاس دوا دمی  
 بھیجے تھے وہ تینوں آدمی اور اکبا و ن جلیہ رخسار کی طرف بھی مردان کار وارد ہوئے

لا دے ان چاروں کو روانہ کیا اور نانڈہ سے خود ایک درخت زار میں آیا جہاں نے  
 سنا کہ لشکر شاہی قریب آگیا تو پہنچ چہ گھڑی دن رہی دریا کے کنارہ پر گیا اور اپنے پیوں  
 بلند اختر وزیر الدین کو اور جان بیگ سید عالم و سید قلی اور نیک ورمز راہگاہ و خدیوہ  
 و خدیوہ خواجہ سرا یون کو ساتھ لیا۔ یہ کل تین سو آدمی تھے اور ساتھ کو سہ۔ وہ کشتی میں بیٹھا  
 پنجم شعبان مسدہ جلوس میں جہاگیر نگر کی طرف گیا۔ باقی اسکے اور عمدہ نوکروں اور سرداروں  
 نے صلاح اندیشی سے مفارقت اختیار کی اور لشکر کے خود سروں نے اسکے مال کو لوٹنا شروع  
 کیا۔ صندل خواجہ سرا اسکا چہہ ہاتھیوں اور بارہ اونٹوں پر اسباب دگر کشتیوں میں داخل  
 کرنے کے لئے جاتا تھا اسکو او با شون نے لوٹ لیا۔ ششم ماہ مذکور کو معظم خان نانڈہ میں  
 آگیا اس غارتگری کا انتظام کیا لشکر کے او با ش جو مال کو لوٹ کر لے گئے تھے ان کو وہ مال  
 واپس لیا اور شجاع کی جو عورت و پردگیان و نان رہتی تھیں انکی حراست کے واسطے  
 چوکی پرہ مقرر کیا اور قدیمی ناظر دن اور خواجہ سرا یون کو سخت تاکید کی کہ وہ بدستور  
 اپنی خدمت بجالائیں اور ہوشیاری اور بیداری پیشتر سے بیشتر تھیں آخر کو ان سب  
 مستورات کو بادشاہ پاس بھیج دیا۔ شجاع نے جو دو غواب جو اوپر وغیرہ سے پر کر کے  
 بھیجو تھے بادشاہی لشکر نے کشتیوں میں سوار ہو کر انکو گرفتار کر لیا اور سارے جہاں ہر مال  
 بادشاہی مضبوطی میں آئو اوریں اور کشتیاں شجاع کے مال اسباب کی پکڑ میں گئیں اور ان  
 میں سید عالم کا براء زادہ اور شجاع کا بیٹی اور بعض ورائے بڑے امیر اسیر ہوئے۔  
 شجاع کا کمال غارت ہوئے معظم خان کی حسن سچی سے اسکا استدعا ہوتا تھا کہ وہ مذکورہ  
 شجاع کے عمدہ نوکر مثل سراج الدین جابری اسفند آجوری و میر مرتضیٰ نامی وغیرہ معظم خان سے  
 ان سے خان نے انکو جان مال کی امان دی اور ترحم شاہی کی نوید شنائی اور ہر ایک کو  
 مناسب مناصبت لادئے جب بادشاہی لشکر نکلی تو جہاگیر نگر پہنچا تو وہاں بھی وہ نہ  
 رہ سکا۔ جہاگیر نگر میں جب تک اسکا بڑا بیٹا زین الدین رہا شجاع کے اشارہ سے وہ راجہ  
 برخنگ (درگاہ) سے رسل و رسائل لکھتا اور مکرر اس پاس آدمی ارغمان کے ساتھ بھیجتا

شدہ اہل قلعہ پاس پہنچا تو انہوں نے صواب اندیشی و کارشناسی سے قلعہ کے دینے کو  
 باہر نکال دیا اور جواب بھیجا کہ سواری کے لئے ہم گھوڑے بھیجتے ہیں اور ایک  
 حوت کے بعد ظفر نام غلام حسین بیگ اور ایک ہندو جو اسکادیا نامی اسی سوار اور  
 رسو یا دے و بندو مچی اور تیر انداز اور دو فیل دریا کے کنارہ پر آنکر لڑنے لگے۔ اور  
 بیون کو پانی میں لیجا کر کشتیوں پر پہنچے مرزا بیگ کو دس آدمیوں کے ساتھ گرفتار  
 لیا اور باقی دو آدمی اسکے ہمراہی بھاگ کر شجاع پاس گئے اور اس واقعہ کی خبر سنائی  
 خلع نے یہ تجویز کی کہ رنگیوں اور انکے نوارہ کو لیجا کر قلعہ بہلوہ کو تصرف میں لائے۔  
 سح کو ایک اور سردار تین کشتیاں چانگام سے لیکر آگیا جب رنگیوں نے دیکھا کہ اسکاکام  
 ملاح و اصلاح سے باہر ہے تو انہوں نے شجاع کی درخواست کو کہ قلعہ پر حاکم  
 مرین نام منظور کیا اور یہ معذرت کی کہ ہمارا ادب آئین نہیں ہو کہ ہم کشتی سے اتر کر جنگ  
 لڑیں ہم تو بے تفنگ سے روئے آب پر اتریں کارزار کو روشن کرتے ہیں اور حسین بیگ  
 اباکش کو جو شجاع کی قید میں تھا اور وہی قلعہ بہلوہ کی ہوس کا سرمایہ تھا اسکو طلب  
 کیا اور کہا کہ ہم جیسے معاملہ رکھتے ہیں جب شجاع نے اسکے بھیجے میں جیلے حوالے کئے تو انہوں  
 نے ناخوش و ملخی سے حسین بیگ امام قلی کو قید سے آزاد کیا اور اپنے پاس لے گئے اس مقدمہ  
 کے بعد انہوں نے کہا کہ اگر بہلوہ تصرف میں آتا تو آپ کسی بیٹے کو یہاں مقرر کرتے اور کچھ  
 رنگ لے جاتے لیکن اب بہلوہ تو ہاتھ آیا نہیں صلاح اس میں ہو کہ بے توقف و درنگ  
 رنگ کو روانہ ہوں شجاع نے اس بات کو قبول کر لیا اور وہ اسناجیہ میں چلا گیا شجاع کے  
 آدمیوں کو جب اس کے ارادہ پر اطلاع ہوئی تو اکثر سہا ہی اور خدمت ملاح مشفق ہو  
 اور ہر ایک کشتی کی طرف چلا گیا غرض شجاع نے بنگالہ سے قطع امید کی اور جزیرہ رنگ  
 میں چلا گیا یہ جزیرہ عالم کے معمور و نین اول اور کافرون ٹکٹن ہی مملکت وسیع بنگالہ  
 اور اپنی دولت و حشمت چندین سالہ کو شجاع برباد کر کے اس قوم کے سرگروہ سے ملاقات  
 کرنے گیا جو آدمیت و انسانیت سے کوسوں دور ہے دین و دانی و مرد و مرغی کو

نرب پیکار سے پر جو حاکم چا نگام نے راجہ رخنگ کے اشارہ سے تیار کئے تھے وہ کمک  
 لے طور پر شجاع سے ملے اور انہوں نے راجہ اور حاکم چا نگام کا نوشتہ اسکو دیا اور رخنگ  
 کے سرداروں نے کہا کہ اگرچہ راجہ نے ہلکو آپ کی کمک ورامداد کو بھیجا ہے اور قرار  
 دیا ہے کہ خود چا نگام میں آن کر بیٹھے اور متعاقب نوارہ عظیم بھیجے اور خشکی کی راہ سے  
 بھی ایک جماعت کو تعین کرے لیکن یہ سارے مراتب میں صورت میں ہیں کہ اگرچہ ناگیرنگر سے  
 ثبات قدم رکھیں آپ خطر اب کر کے وہاں سے جو چلے آئے ہیں اب ہلکو حکم نہیں ہے کہ  
 آپ کو رخنگ لے جائیں شجاع نے ان سے کہا کہ میں جہانگیرنگر سے اسی غریت سے  
 باہر آیا ہوں کہ موضع بہلوہ میں کہ سرحد ملک بادشاہی سے قیامت کروں اور اس  
 قلعے اور تعالون کو استحکام دوں اور مہاروی اعانت و اتفاق سے جو چاہتا ہوں  
 وہ قوہ سے فعل میں لاؤں تو یہ گروہ اسکی مرافقت و موافقت پر راضی ہوا اور اسکی  
 ہمراہ ہوا اس وزیر گنہ لکھی یہ میں منزلی کی دوسرے روز صبح کو یہاں سے نوارہ  
 رخنگ کے ساتھ روانہ ہوا اور پر گنہ بہلوہ میں قلعہ بہلوہ سے چار کوس پر مقیم ہوا۔  
 یہاں حسین بیگ قلعہ دار بہلوہ کے اشارہ سے امام قلی اسکا خویش شجاع سے ملوایا  
 شجاع نے اسکی استمالت کی اور اسکو بھیجا کہ وہ حسین بیگ کو سمجھا کہ لاہور حسین بیگ اپنی  
 کم عقلی سے سوہاروں کے ساتھ لیکر قلعہ بہلوہ سے شجاع کی ملاقات کو گیا شجاع  
 نے اسکو ورامام قلی کو حوالات میں کر کے اسکو قلعہ حوالہ کرنے کی تکلیف دی اور حکم دیا  
 کہ حسین بیگ اپنے آدمیوں کو جو قلعہ میں موجود ہیں لکھو کہ قلعہ کو مع تمام اموال کے شجاع  
 کے آدمیوں کو سپرد کرے دوسرے روز مرزا بیگ کو بارہ آدمیوں کے ساتھ کشتیوں  
 میں بٹھا کر بھیجا اور حسین بیگ کا نوشتہ دیا کہ جا کر قلعہ کو مع اموال اور اثبات اپنے تصرف  
 میں لاؤں مرزا بیگ نے قلعہ سے دو گروہ پر کشتی کو بھیج دیا اور ایک آدمی کے ہاتھ  
 حسین بیگ کا نوشتہ اس کے گمشدوں کے پاس بھیجا جو قلعے میں تھے اور انکو پیغام دیا کہ  
 وہ چند مہر کوٹ بھیجیں کہ کشتی سے اتر کر ہمراہیوں سمیت قلعہ میں آئیں۔ جب

کئی حدود ہر زمانہ میں بدلتی رہی ہے مرہٹوں کی قوم اس سرزمین میں بستی ہو جو کوئٹہ کے سلسلہ اور ایک خط کے درمیان واقع ہو۔ یہ کوہستانوں کا سلسلہ وہ ہے جو نربد کے جنوب کی انگو میں سلسلہ بندھیا چل کے متوازی پھیلتا ہے اور خط وہ ہے جو گواسے ساحل بحر ہیر سیدرا اور چاندہ کے درمیان واردہ پر گزرتا پھیلتا جاوے یہ دریا اسکی مشرقی حد کو اندر اسکی مغربی حد ہے۔ دکن کے چہرہ میں سلسلہ کوہ سہیا دری۔ خوشنما خط و خال ہو جسکو گھاٹ کہتے ہیں جو اسکے مغرب میں اپنے پاؤں پھیلاتا ہے اور سراونچا کرتا ہے و دھند سے تین چالیس میل کے فاصلہ پر ہے گو وہ بہت اونچا نہیں ہو صرف تین ہزار فیٹ سے پانچ ہزار فیٹ تک اونچا ہے مگر اس میں بعض خصوصیات اور زمینوں کو مختلف حصوں میں تقسیم کرنا ایسا ہے کہ وہ شہرت دکن میں ایسی رکھتا ہے جیسی اوتر میں ہمالیہ۔ مغرب کی طرف وہ سطح سمندر ایسا بلند ہے کہ کھمک آنے کے لئے ایسی سدا ہے کہ اسکو اندر گھسنو نہیں دیتی اسکے مشرق میں مر قلع سرزمین سطح سمندر سے ڈیڑھ دو ہزار فیٹ اونچی ہو اور مرہٹوں کے ملک سو بندریج اس میں ڈھلان خلیج بنگالہ تک ہوتا چلا جاتا ہے اس پہاڑ اور سمندر کے درمیان ایک خط زمین ہے جسکو ولایت کوکن یا کوکن کان کہتے ہیں اکین زرنیر بندر جیسے جواں اہل بن واقع ہیں اسکے ایک حصہ میں کوہستان و درہ و سنگ لائ اور جوبیٹے و جنگل ہیں۔ ہمارے جغرافیہ میں اسکا مفصل حال پڑھو ہم مرہٹوں کا حال جو مسلمانوں کی سلطنت سے متعلق ہو بیان لکھتے ہیں باقی ماندہ تاریخ خوارزم کشیہ میں دیکھو۔

جیسے ہندوستان کے ہر ایک ملک کی تاریخ بتائی گئی میں ہے ایسی ہی ہمارے ہمارے ہندوستان کے حملہ سے پہلے فقط دو چار انقلابوں کا بیان لکھا ہے۔ ہمارے ہمارے اصل باشندے کسے ہیں جو اس ملک میں گنوا رہی گانا جانتے ہیں تاریخ سے تحقیق ہوتا ہے کہ یہاں ایک راج تھا جسکی راجدھانی ناگارا تھی یہاں کے راجاؤں کی قوت کو شال باہن نے خاک میں ملا دیا۔ شال باہن ایک مذہبی قوم کا آدمی تھا اس نے اس راجہ کا ملک فتح کر لیا جو قوم ہمارا چوت سوسو دید کے نسل سے تھا۔ سال باہن نے اس راجہ کے سارے خاندان کو قتل کیا

مہجور اس بُری وقت اور حال میں ۔ سادات بارہ میں سوسید عالم اور شید قلی اور بارہ  
اور سرخز آدمیوں نے اسکی رفاقت نہیں چھوڑی کل جاہلس آدمی اسکے ساتھ تھے۔ رخنگ کا نام  
اسل میں رانگیک ہے جسکو مسلمانوں نے رخنگ اور انگریزوں نے ارکان اور برہما والوں  
نے یانگیک بنا لیا ہے۔

شاہجہان کی بیماری کی حالت میں داراشکوہ کے بہکانے سے بے حکم راجہ کرن دکن سے  
چلا آیا تھا پھر عالمگیر کے پاس اس ندامت کے دور کرنے کے لئے نہیں آیا تھا اور کوتاہ اندیشی  
سے احکام کے جواب میں غدر غدر آمیز سے دفع الوقت کرتا تھا بادشاہ نے اس کی  
تنبیہ کے لئے نوبزار سپاہ امیر خان کو سپرد کی۔ راجہ کا بیٹا کسیری سنگھ باپ سے جدا ہو کر  
بادشاہ کے ہمراہ رہتا تھا۔ باپ کے استیصال کے لئے خود درخوست کر کے امیر خان کو  
ساتھ گیا جب امیر خان اس لشکر کو لے کر بیکانیر میں آیا تو راؤ کرن خواب بغفلت سے بیدار ہوا  
اٹھ سو جا کہ اگر لڑتا ہوں تو سارا گھر بار مال متاع ناموس بر باد جا بیگی اسلئے امیر خان کو  
اپنے جراثیم کش فیض بنایا اور اپنے دو بیٹوں انو پ سنگھ و پدم سنگھ کو ساتھ لاکر بادشاہ  
زمین بوس ہوا۔ بادشاہ نے اسکا قصص معاف کر دیا۔

### مہارہٹوں کے ملک و قوم کا حال

عالمگیر کے عہدِ سلطنت کا واقعہ عظیم مہارہٹوں کی ترقی ہے اس لئے ہم انکے ملک و قوم کا  
مختصر بیان لکھ دیتے ہیں ہندوؤں کے جغرافیہ کے موافق دکن تجارت اس ملک سے ہے  
جو نوبدہ اور مہاندی دریاؤں کے جنوب میں واقع ہے اگرچہ دکن کے حصے بہت سے  
ہیں مگر ان میں پنج پڑے حصے ہیں (۱) وراوید (۲) کرناٹک (۳) اندرا پٹھان  
(۴) گوندوانہ (۵) مہاراشٹر جب غیر ملوک باشندوں کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں  
ہم مہاراشٹر کے رہنما والوں کو مرہٹہ کہتے ہیں لیکن بجائے خود مہاراشٹر کے باشندوں کو  
نام جدا جدا ہیں۔ مہاراشٹر میں جن خاندانوں میں سپہ گری کا پیشہ ہوتا ہے ان کو  
مرہٹہ کہتے ہیں مہاراشٹر کا ہر باشندہ اپنے ملک میں مرہٹہ نہیں کہلاتا۔ مہاراشٹر کی

راجہ کرن دکن سے لے کر امیر خان تک

دکن اور مہارہٹوں کے ملک کا بیان



کہ سترہویں صدی میں جبہ اپنے کو ہستانی و میدانی وطن سے نکلے ہیں اور قومیں انکو ایک جنبی اور نئی قوم سمجھتی تھی ہمارا مطلب فقط یہ ہے کہ ہم یہ بتلائیں کہ مسلمانوں کے عہد سلطنت میں مرہٹوں کا حال کیا تھا اسلئے فقط اسی کو لکھتے ہیں۔ جب مسلمانوں نے دکن کو فتح کیا اور دیوگدھ کا نام بدل کر دولت آباد رکھا اور بعد ازاں سلطنت بہمنیہ اقبال چمکا اور اسکو استقلال ہوا تو مرہٹوں نے چند مرتبہ مسلمان حاکموں سے سرکشی کی اور ایک مرتبہ راجہ نے مسلمانوں کے لشکر کو دغا سے مار ڈالا جب خاندان بہمنیہ ختم ہو گیا تو پانچ اور سلطنتیں اسکی جگہ قائم ہوئیں۔

ان سلاطین پنجگانہ کی ابتدا سلطنت میں مرہٹوں کا حال وہی رہا جو سلاطین بہمنیہ کی سلطنت میں تھا اکثر کو ہستانی قلعوں میں مرہٹو متعین کئے جاتے تھے وہ سرکار شاہی سے تنخواہ پاتے اور کبھی جاگیریں انکو ملتی تھیں کبھی وہ دیس مکھ (جو دہری یا زمیندار چوہن) ہوتے پھر مرہٹے منصبدار ہونے لگے۔ مرہٹے گھوڑوں کو کھوڑنے دنوں میں جمع کر لیتے اور انکے تعداد کے موافق وہ منصبدار ہو جاتے انکا نوکر رکھنا اور بیطرف کرنا سلاطین دکن کی مرضی پر تھا۔ اس طرح کی سپاہ رکھنے میں صرف اور بے انتظام سلطنت کو بڑی آسانی تھی ان بادشاہوں نے ان مرہٹوں کو انکے قدیمی خطاب راجہ نایک۔ راؤ کے دیے اور ان خطابوں کے ساتھ انکا ساز و سامان بھی انکو دیا جس سے وہ ایک شان سے رہنے لگے۔ تاریخ فرشتہ میں بھی کبھی کبھی برگی کا ذکر کرتے ہیں مسلمان اکثر کرناٹک کے نائکوں پر اسکا اطلاق کرتے ہیں اب کرناٹک جو مسلمانوں کی زبان نہیں بول سکتے تھے وہ برگی کی جگہ اپنے تئیں مرہٹہ کہتے تھے۔ تمام مرہٹہ منصبداروں کی سپاہ برگی کہلاتی تھی یہ سپاہ دشمنوں کی راہوں کے روکنے کے لئے اور نیکے باہرلے ذوق رسد نہ پہنچنے کے واسطے اور بکھا گئے ہوئے دشمن کے تعاقب میں لوٹ مار کے کام کے لئے اور ملکوں کی تباہی و تاراج کے واسطے مقرر کی جاتی تھی تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ کرناٹک میں بعض برگی سرداروں نے سرکشی کی جبکو عادل شاہ نے دغا سے مار ڈالا بہمن واسو جی اس

مگر ایک عورت اپنے بچے کے ساتھ جان سلاتے کی نکل گئی اور بت پوری پہاڑوں میں اس لئے فیروز پوری  
 اور پوری کا چوتھے رانا کے من کا بانی ہوا۔ چوتھوں کے رانا سے اوکھ پور کے رانا پیدا ہوئے۔ . . . .  
 اس خاندان میں سے مرہٹوں کی قوم کا بانی پیدا ہوا بعد اسکے چہار اشتر میں جواوہر  
 انقلابات ہوئے انکا حال تحقیق نہیں ہوا اور پی تھان سے دار السلطنت دیوگدھ میں  
 (حسکو حال میں ولت انا دیکھتے ہیں) بدل گیا۔ یہاں شال باہن سے ستوا تر راجہ  
 جادو راند نوک ہوتے آئے تیرھویں صدی کے آخر میں جب مسلمان یہاں آئے تو  
 یہی راجہ جسکا ذکر تھنے اس زمانہ کی تاریخ میں پڑھا ہوگا معتبر نوشتوں سے معلوم ہوتا ہے  
 کہ مرہٹوں کا ملک چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم ہو گیا۔ تاریخ فرشتہ میں ان  
 راجاؤں کا جو بیان آیا ہے وہ ہم نے پہلے لکھ دیا ہے۔

تیسرے رانا کی نسل میں ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں چھترہویں کا یہ دعویٰ ہے کہ ہم مان  
 ہیٹ سے سا ہی پیدا ہوتے ہیں اور خدا نے سپہ گری کا کام ہماری نسل سے مخصوص کیا ہے  
 اسلئے مرہٹوں نے بھی جو سا ہیوں کا فرقہ ہے چھتری ہونے کا دعویٰ کیا اس دعویٰ کا  
 جھوٹا سچا ثابت کرنا نہایت مشکل ہے مگر ان راجپوتوں اور مرہٹوں میں یہ فرق ہے  
 کہ راجپوتوں کی قوم کی یہ عادت ہے کہ جب انکی عزت پر سری آن بنتی ہے تو وہ  
 ماتھے پاؤں ہلاتے ہیں نہیں کامل رہتو ہیں برخلاف اسکے مرہٹوں کے کہ وہ اپنی عزت  
 و مطلب حاصل کرنے کے لئے جان جو کھوں میں پر جاتے ہیں فقط عزت ہی کے لئے نہیں  
 لڑتے بلکہ اپنے مطلب و اغراض کے لئے بھی کوشش و کشش کرتے ہیں اولیٰ رجوت کے  
 چہرہ میں وجاہت شرافت پائی جائیگی اور اعلیٰ مرہٹہ کے چہرہ میں اکھڑ پن اور گنوار  
 طاہر ہوگا اگر یہ دو کسی ایک شخص کے دشمن ہو جائیں تو راجپوت دانا دشمن اور مرہٹہ  
 ہیبت ناک و زنا خداترس دشمن ہوگا۔

تاریخ میں مرہٹوں کا ذکر اس طرح نہیں آتا کہ وہ ایک قوم تھی جب اول اول مسلمانوں  
 نے دکن پر حملہ کیا ہے تو کہیں مرہٹوں کا نام نہیں آیا اور ایسی ان پر کم توجہ تھی

یہ لوگ اپنے باپ کے ساتھ جادو رے کے گھر میں آیا۔ ہندوؤں کا دستور ہے کہ اس  
 تہوار میں وہ بڑے آدمیوں سے ملنے جایا کرتے ہیں۔ اس تہوار کے پانچویں دن  
 ایک جلسہ میں شاہ جی باپ کے ساتھ جادو رے کے گھر میں آیا۔ جادو رے نے  
 شاہ جی کو پیار سے اپنے پاس بلایا اسکی برابر اسکی بیٹی جی تین برس کی بیٹی  
 تھی لڑکی سے کہا کہ تو اس لڑکے (شاہ جی) کو اپنا دولہ بنائے گی۔ پھر اس نے  
 مجلس کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ یہ کیا اچھو دولہا دولہن ہیں۔ یہ دونو بچے ہوئی کی  
 رسم کے موافق گلال ایک دوسرے پر بھینک رہے تھے اہل مجلس اس تماشے کو دیکھ کر  
 ہنس رہے تھے۔ مالو جی بھوسلہ اٹھا اٹھنے کہا کہ ساری سبھا گواہ ہے کہ میرے بیٹے  
 کی سگائی جادو رے کی بیٹی سے ہو چکی اہل مجلس نے اسکو مان لیا اور جادو رے  
 متحیر ہو کر خاموش ہو گیا۔ جادو رے نے یہ بتلانے کے لئے کہ جو میں نے کہا تھا  
 فقط ہنسی کی بات تھی۔ مالو جی کو دعوت میں بلایا مگر مالو جی نے کہا کہ جب تک تم شاہ جی کو  
 اپنا جنوائی نہ مانو گے میں دعوت میں نہیں آنے کا۔ جادو رے اس سخت انکار  
 کیا اسکی بیوی جو بڑی مغرور آن تان کی تھی وہ میان پر بڑی خفا ہوئی کہ تو نے  
 ایسے بات کو ہنسی سے کیوں منہ سے نکالا۔ کہ اسکی بیٹی شاہ جی سے بیاہی  
 جائے۔ مالو جی بڑا مستقل مزاج تھا اور اپنا مطلب نکالنا زیب جانتا تھا خواہ  
 کسی طرح ہو۔ وہ اپنے گاؤں کو چلا گیا وہاں جا کر کہا کہ بھوانی دیوی نے اس میں  
 انحر اسکو بڑا خزانہ بتلادیا ہے یہ دولت اسنے نظام شاہ کے عہد میں جو سترہ  
 برس کا تھا ملک کی لوٹ مار سے جمع کی ہوگی۔ یہ روپیہ چار گونڈی کے ایک اکھو  
 شیونانک پونڈے کو..... حوالہ کیا کہ لوگوں کو اس کی دولت کا یقین ہو  
 اس دولت سے گھوٹے خریدے۔ تال و کنوین ٹھہر لئے۔ مندرون میں روپیہ چھاپا  
 اور اسی دھن میں لگا رکھا کہ جادو رے سے رشتہ مذکور ہو اس میں اسکو منصب  
 پچھڑاری مل گیا اور سیویری اور چاکنہ اسکی جاگیر میں ملنے غرض اس جاہ و منصب

وغا میں مارا گیا وہ بڑا کارکن تھا۔ پھر ابراہیم عادل شاہ کے حکم کے نیچے برگی نظام شاہ سی  
لہڑے۔ بیجا پور اور احمد نگر کے سلطان کی سپاہ میں برگی بہت تھی کیونکہ اس قلمرو میں ہمارا  
داخل تھا۔ گو لکنڈہ کے پادشاہ کی سپاہ میں کچھ برگی تھی۔

بیجا پور کی ریاست میں بڑے بڑے سردار بتفصیل ذیل تھے۔ (۱) چندر راؤ موری  
(۲) راؤ نانک نسل کر جسکو پھول تن راؤ بھی کہتے ہیں (۳) جوج ہر راؤ گھاٹ گے۔  
(۴) راؤ مانے (۵) گھوڑ پورے (۶) دف لے (۷) ساونت بہادر دیس مکھاری کا  
احمد نگر کی ریاست میں مرہٹہ سردار بتفصیل ذیل تھے (۱) راؤ جادو (۲) راجہ بھوسلہ  
اور باقی اور چھوٹے چھوٹے سردار۔

ان سب سرداروں کے نام تاریخ دکن میں مذکور ہیں اکثر ان میں سے دیس مکھ تھے۔  
احمد نگر کی سلطنت میں جادو رائے دیس مکھ سنکیر کا بیان ہوا ہے۔ وہ غالباً راجہ  
دیو گڈھ کی اولاد میں سے تھا۔ سولہویں صدی کے آخر میں مکھ جی جادو راؤ کے  
خاندان سے زیادہ سکونی اور خاندان نہ تھا۔ نظام شاہ کی طرف سے اسکی جاگیر  
دس ہزار سواروں کی تھی اسی طرح ایک اور خاندان تھا جسکا لقب بھوسلہ تھا اہم کنواریہ تھے  
اس خاندان کے بیان کرنے سے کام پڑیگا۔ بھوسلہ پس لکھی پٹیل تھے وہ ایک گاؤں  
وہرل میں دولت آباد کے نزدیک رہتا تھا۔ باپ جی بھوسلہ کے دو بیٹے تھے۔ بڑی کا نام  
مالو جی اور چھوٹے کا نام وٹو جی تھا۔ مالو جی کی پہلی شادی دیسا بانی سے ہوئی جو  
دکو جی یعنی ملک نال راؤ نانک نسل کر دیس مکھ پھول تن کی بہن تھی۔ مالو جی کی اولاد  
میں پیدا ہوئی تھی احمد نگر میں ایک فقیر شاہ شریف کی دعا سے اسکے بیٹا پیدا ہوا  
جسکا نام فقیر کے سبب رکھا گیا اور مرہٹوں کا تعظیم کا لفظ جی اسکے آگے بڑھایا گیا۔  
شاہ جی نام ہوا جسکو شاہ جی یا شاہو جی بھی کہتے ہیں۔ یہ شاہ جی مرہٹہ میں پیدا ہوا  
مالو جی بھوسلہ بڑا چالاک سردار تھا اسنے اپنی حسد مت گذاری سے بڑا درجہ حاصل  
کیا تھا اسکا بیٹا شاہ جی بھی بہت خوبصورت تھا مرہٹہ میں ہولی کی تہوار میں

دستور کے موافق عقد کیا اور اسکو اپنا مدخلہ بنایا اسے بیٹا پیدا ہوا خوش و تناسل کے  
اندیشہ سے اس مولود کو ایک دودھ پلانے والی مقرر کر کے پہاڑ کے گوشہ و کنار میں چھپا  
پرورش کرتا تھا وہ اس عورت سے ایسی دوستی رکھتا تھا کہ ہر چند باپوں نے چاہا کہ اسکا  
بیٹا اپنی قوم میں گریں مگر اسنے قبول نہیں کیا جیساں فرط محبت سے بھانڈا چھوٹا اور خوش  
بیگانہ میں فرزند کی پرورش کا ذکر مشہور ہوا تو اپنے بیٹے کو جہاں وہ پوشیدہ مکان میں  
تھا لیکر دکن کو روانہ ہوا۔ باوجودیکہ یہ جھوٹ مشہور ہو گیا تھا کہ اسکا بیٹا بمقام عورت سے  
پیدا ہوا ہے صحیح النسب جو تون میں سے کوئی اس لڑکے سے شادی نہیں کرتا تھا غوم مرہٹہ  
جو راجپوت ہونے کا دعویٰ کرتی ہے انہیں ناچار اپنے بیٹے کی شادی کی اس نسل سے تون

### سیوجی کی ولادت و تعلیم

سیوجی مئی ۱۷۷۷ء میں پہاڑی قلعہ سیویری میں پیدا ہوا سیوجی اسکا نام رکھا گیا اسکا  
حال بھی عجیب غریب ہے اس سنہ میں پیدا ہوا کہ دکن کے تین مسلمان لائق دانشمند فرماؤ  
اس دنیا سے ناپید ہو گئے تھے اور انکی خیم بھوم کے گرد چاروں طرف سلطنتوں کے تخت و گما  
رہو تھے باپ اسکا وہ شخص تھا جو تین سلطنتوں کے معاملات صلح و جنگ میں شریک تھا اور ان  
مخلوین ہو چکا تھا اور جو بھی سلطنت کے ساتھ اسی قسم کے معاملات میں مصروف تھا۔ ماسکی  
وہ عورت تھی کہ اپنے تین اُن راجپوت راجاؤں کی نسل سے باقی تھی جو ہمارے شہر میں  
کر چکے تھے اور پہلے مسلمانوں کے ہاتھ سے نیت و نابود ہو چکے تھے جو قوت وہ گھنٹیوں کے بل  
چلتا تو اس وقت وہ اپنی ماں کی گود میں تھا جو ایک قلعہ سے دوسرے قلعہ میں مخلوین کے ہاتھ  
سے بھاگتی پھرتی تھی اور آخر کو جب وہ گرفتار ہو گئی تو اس نے اپنے بچے کو تعلیم ترست کپٹے  
ایک دانشمند جگت برہمن دادا جی کندلو کو سپرد کر دیا یہ نامی گرامی گرو پونہ کی جاگیر کلانم  
شاہ جی کی طرف سے تھا اس اُستاد شہسوار می شیر زنی نیزہ باری تیر اندازی پہاڑوں کی  
نشیب فراز پر چڑھنا اور شیر ناؤ بیوں پر پہلانگنا سیکھا۔ اپنے پہاڑی دلاور دونوں کے

سیوجی کی ولادت اور تعلیم

دولتمندی نے خاندان کے عیب پر پردہ ڈال دیا اور جادو رے بیٹی بیاہنے پر راضی ہو گیا  
شاہ جی اور جی جی بی کا بیاہ بڑی دھوم دھام سے ہو گیا اور سلطان اس میں شریک  
ہوا۔ اس بیوی سے شاہ جی کے دو بیٹے بنے جی و سیوا جی پیدا ہوئے۔ بڑا بیٹا بنھا جی باپ  
غزنی تھا، ہمیشہ اسکی اپنی ساتھ رکھتا تھا۔ سیوا جی مان کو بہت غزنی تھا جب وہ خاوند سے  
اس سبب سے ناراض ہوئی کہ اس نے دوسری شادی کر لی تو سیوا جی اپنی مان کے ساتھ  
باپ سے جدا ہو کر یونہی چلا گیا۔

مغلوں نے جو گولکنڈہ و احمد نگر و بیجا پور کو فتح کر کے اپنی سلطنت میں داخل کرنے کا ارادہ کیا  
اس سبب سے مرہٹوں کا بڑا عروج ہوا اس سے دکن میں مسلمان سلاطین کی قوت ٹوٹ گئی  
مرہٹوں کی طاقت بڑھ گئی۔ ملک غیر مرہٹوں کو بڑا سردار بنایا یہ حال سب تا سب  
دکن میں پڑھ لو۔

خانی خان لکھتا ہے کہ دکن اور بہان کے مرہٹوں کے ثقہ آدمیوں کی زبانی سیوا جی کے  
ہل اور نسب کا حال یہ سنا گیا ہے کہ اصل میں اسکے اجداد کا رشتہ رانا چوڑے کے سلسلہ  
میں ہے۔ اچھوتوں اور تمام قوم ہنود میں یہ عقیدہ ہے کہ اگر اپنے اور غیر ذات کے باہر کے  
بطن سے فرزند پیدا ہو تو اسکو بد قوم و شوم جانتے ہیں اس صورت میں کہ عالم جوانی نہ ہو  
رانی میں کوئی فرزند خیر کفو سے پیدا ہو تو اسکو خانہ زاد و کنیز و غلام اعتبار کرتے ہیں اور  
اس اولاد کو ترکہ دیت نہیں پہنچتا۔ مادر مولود پدر کی نسبت عجیب ہو مگر فقط اتنی بات  
کہ وہ اپنی قوم سے نہ ہو تو اس سے نسبت و کد خدائی نہیں کرتے اگر بطریق عاشقی رجحان  
کرتے ہیں تو اسکی اولاد کسمال بے اعتباری سے ولد الزنا کی طرح پرورش پاتی ہے اور  
اسکی کد خدائی اسی کی محبت سے ہوتی ہے مثلاً اگر زن قوم بقال سے کسی کتر قوم کے  
یا دختر یکہ بہرین کتری کا بیٹے کے تصرف میں آئے تو جو فرزند پیدا ہوگا وہ کنیز و غلام  
ہوگا کہ تو بین کہ سیوا جی کے اجداد میں سے جو مجوسہ سے ملقب تھا وہ ملک رانا کے  
اطراف میں مسکن رکھتا تھا اس نے ایک بدھل غیر قوم عورت سے تعلق پیدا کیا اور

قوم رامو آباد تھے مگر چونکہ عین مغرب میں رہنے لگے تھے وہ مدت سے اس اجاڑ ملک کی سختیاں اٹھاتے تھے جس کو وہ آباد تھے انکا نام ماول تھا اس لئے انکے باشندوں کو ماولی کہتے تھے۔

سیوا جی نے ماولیوں کو اپنا یاہ بنایا۔ انہیں کی باری اسکی یاوری کا سبب ہوئی سیوا جی بہت تیز فہمی اور ہوشیاری اور دور اندیشی ختم تھی اسنے ان لوگوں کے منتخب کرنے میں اپنی عقل کو جمع کیا اور اب چھوٹے چھوٹے منصوبوں سے بڑے بڑے کاموں کو سوچنے لگا اور ایسی راہ نکالی کہ انکے بہت سے دوست اسکی کاموں میں بڑی کام آئے۔

بیجا پور کی سلطنت میں جو بہاری قلعے تھے انکی خبر گیری ابھی طرح نہ کی جاتی تھی اکثر ان میں سے دار السلطنت سے دور تھے اور بہاری کے گھر سمجھے جاتے تھے خصوصاً برسات میں۔ کبھی انہیں ایک مسلمان افسر ہوتا۔ اس پاس کچھ ٹوٹی پھوٹی کم تنخواہ کی فوج ہوتی۔ کبھی یہ بھی نہ ہوتا۔ بلکہ جو اس پاس مال بکالہ کار ہوتے انکی سپرد کر دیا جاتے تھے نظر اس سے اس وقت بادشاہ بیجا پور ملک کرناٹک کی فتح میں سرتاپا مصروف تھا اسلئے ان قلعوں میں فوج نہایت کم نہایت کے بہت کم تھی اب ان قلعوں پر قبضہ پانے کے لئے سیوا جی نے اپنی تدابیر کا آغاز اس طرح کیا کہ چونکہ جنوب میں بس مل پر ایک بہاری قلعہ نہایت مضبوط اور ملقاہ نامی قلعہ میں اسنے بہت دوسروں کی معرفت حاکم قلعہ سے گفتگو کی کہ وہ قلعہ اس کے حوالہ کر دے جب قلعہ دار اس بات پر راضی نہ ہوا تو پھر اسنے اپنا وکیل دربار شاہی میں بھیجا کہ درخواست کی کہ یہ قلعہ اسکو عینایت ہو۔ وہ پہلے حاکم سے دس گنا زیادہ محصول ادا کر لیا۔ اور بادشاہ کی جان نشدی اور خدمت گذاری میں دل و جان سے مصروف ہو گا غرض یہ کہ اپنی درخواست بادشاہ کے ہاں اہلکاروں کو خوب رشوتیں دیکر منظور کرالی۔ اب قلعہ توڑنا کو اس نے مستحکم کیا وہاں اسکو ایک خزانہ ہاتھ لگ گیا۔ اس خزانہ خداو کے ملنے سے اسنے اپنی عقلندی سے اپنی بھگتانی کا یقین نوگوں کو کر دیا۔

سیوا جی نے ماولیوں کو اپنا یاہ بنایا۔ انہیں کی باری اسکی یاوری کا سبب ہوئی سیوا جی بہت تیز فہمی اور ہوشیاری اور دور اندیشی ختم تھی اسنے ان لوگوں کے منتخب کرنے میں اپنی عقل کو جمع کیا اور اب چھوٹے چھوٹے منصوبوں سے بڑے بڑے کاموں کو سوچنے لگا اور ایسی راہ نکالی کہ انکے بہت سے دوست اسکی کاموں میں بڑی کام آئے۔

وہ نیستان میں جاتا اور شیروں کو وہاں سے نکالتا اور سکار کرتا غرض تمام سپاہیانہ  
ہنر جو اس سوہنار الو العزم کے شان کے شایان تھے سیکھے پڑھنے لکھنے کی طرف مائل  
کچھ خیال نہ کیا اسکو اپنا نام تک لکھنا نہیں آتا تھا۔ مگر استاد نے کرم و دھرم گیان کی  
باتوں اور پوجا پاٹ کا نہایت پابند کیا اور اس سبب سے وہ اکہا متعصب ہندو  
ہو گیا اور مسلمانوں سے اسکو دلی نفرت ہو گئی۔ اُسے دیوتاؤں کی لڑائیاں اور  
سورماؤں کی کہانیاں سوائیں کہ جسے اسکی طبیعت میں شجاعت اور مردانگی کے کاموں کا  
عشق پیدا ہو گیا۔

چونکہ یونا ایک ایسی جگہ واقع ہے کہ جہاں پہاڑی اور میدانی ملک آپس میں ملتے ہیں  
اسلئے دونوں قسم کے آدمیوں کے سیوا جی کا اتفاق صحبت ہوا۔ اول سیر و سکا سے  
پہاڑی لوگوں سے جنہیں سے اکثر اسکے باپ کے سواروں میں بھرتی ہوتے تھے باگیاٹوں  
کے پس پڑوس کے داکوؤں اور لیٹروں سے۔ غرض یہ اسکے ہمراہی بڑے بڑے جفاکش  
اور مضبوط تھے۔ انکی صحبت سے اسکی طبیعت میں بڑے بڑے کاموں کا عشق پیدا ہو گیا  
ادھر اس صحبت کا اثر اودھر دیوتاؤں اور سورماؤں کی نظم داستانوں کی  
خوشگامی کی تاثیر میں دونوں نے ملکر اسکے دل میں بڑے بڑے کاموں کا جھنڈ  
خروش پیدا کر دیا۔ یہ آفت روزگار جب سولہ برس کا ہوا تو دادا جی نے اسکو جاگیر  
نظم و نسق میں شریک کر لیا۔ مگر اب وہ اسکے حد اختیار سے باہر ہو گیا۔ ان لیٹروں  
کے ساتھ شریک ہوا تو لوگوں کو یہ شبہ پیدا ہوا کہ وہ بھی ملک کا ننگے لیٹروں میں سے  
ہے۔ غرض اس لوٹ مار اور سیر و سکار کے ساٹن میں ہٹتا اور کونجاں کی ساری  
گھاٹیوں سے وہ واقف ہو گیا اور وہ بہ خوب سمجھ گیا کہ ایسے کون سے مقامات میں جہاں  
حکمران چاہیے اور کون سی ایسی جگہ میں جہاں بیٹھ کر اپنی حفاظت کرنی چاہیے۔  
وہاں کے جنگل کے باشندوں سے پہلے ہی آستانہ تھا بونہ کے شمال میں جو  
گھاٹوں کے حصے ہیں ان میں بھیل اور کولی بستے تھے اور جنوب میں جو حصے ہیں ان میں



گزارہ کرنا ملک کی آمدنی سے کچھ بونہ کی شمال میں چاکنہ ایک بہت عمدہ قلعہ تھا  
 اس پر چپ چاپ قبضہ کر لیا اور وہاں کے حاکم کو باپ کے نام سے نوکر رکھ لیا۔ اور اس  
 ضلع کی رعایا کے ساتھ نہایت رعایت سے پیش آیا اور اس سے زیادہ اہم کاریاں  
 قلعہ گندہ کالینا تھا۔ اسکے حاکم کو رشوت دیکر لے لیا اور سنگ گڈھ اسکا نام رکھا۔  
 یہ کہ نہ سو پین اسکا میاں سرباجر جیتے اسکے باپ کی طرف سے حاکم تھا اسکو سیوا جی کے  
 پکھنڈ نہیں بجاتے تھے اس پر ایک رات کو چھاپا مارا۔ اور اسکو اور اسکے ساتھیوں کو قید  
 کر لیا۔ ان قیدیوں میں سے بعض نے سیوا جی کی سیوا اختیار کی اور باقی قیدیوں اور  
 جیتے کو کرناٹک میں شاہ جی پاس بھیج دیا۔ جن دنوں میں دادا جی کن دیو کا انتقال  
 ہوا تھا انہی دنوں میں پورندہ ہر کا قلعہ دار بھی مر اسکا تین بیٹے باپ کی جاگیر پر چھوڑ  
 کر وہ تھے سیوا جی انکے ثالث بنے اور اپنے ہمراہیوں کو وہاں لے گئے۔ اور دنوں  
 بھائیوں کو قید کر لیا۔ پھر اپنی شیریں کلامی سے انکو اپنا دوست بنا لیا اور وہ  
 اسکے بڑے بڑے کاموں میں کام آئے اور ایسا ندری سے خدمات اس کی  
 انجام دے۔ سیوا جی نے ان مہمات کو اپنی تدبیر و تزویہ سے انجام دیا اور کسی  
 نکسیر بھی نہ بھڑکی۔ ایسی انتظامات کو مرے ستم اور جو پر ترسج دیتے ہیں۔  
 سیوا جی نے اپنی باپ کی جاگیر کا خوب نظام کیا محصول خوب وصول کیا اور جاگیر  
 سے نہایت ملک پر وہ قابض ہو گیا۔ اس میں جنگی قلعہ آراستہ تھے اور وہ استوار اور محکم  
 مقام دشمنوں سے لڑنے کے لئے تھے اور غنیمت کے مال کے لئے نہایت محفوظ جگہ تھیں۔  
 پہاڑوں میں یہ انتظام کر کے اسنے اب میدان جنگ میں گھوڑے دوڑنے شروع  
 کئے اور بیجا پور کی سلطنت سے بغاوت اختیار کرنے میں کوئی پردہ نہ رکھا۔  
 اسنے ملک کا شکار اس طرح کیا جس طرح شیر چھپ کر پہاڑوں کی کھوہ میں شکاری  
 ناک جھانک میں بیٹھتا ہے اور جون ہی وہ نظر پڑتا ہے اسپر چھپا مارتا ہے  
 اور پھر اپنی کھوہ میں جا بیٹھتا ہے۔

اور بتلایا کہ یہ بھوانی نے دیا کر کے خزانہ بھیج دیا ہے۔ اس خزانہ کو اس نے سپاہ میں تقسیم کر دیا اور ٹورنا سے جنوب مشرق میں تین میل پر کوہ مہور بدھ پر ایک اور نئے قلعہ کے برج و خدق کے محکم کرنے میں لگایا اور اسکا نام راجکٹھ رکھا یہ اسکی بڑی دانائی تھی کہ وہ اپنی مہابت میں مذہب کی حمایت اور قوم کی رعایت کو ظاہر کرتا تھا۔ ٹھاکر دواروں اور مندروں کے جو موافق و مصارف مسلمانوں نے ضبط کر لئے تھے انکو بحال کرتا اور اپنے ساری کاموں میں یہ لگتا تھا اور جیسی سی ہونے کو ظاہر کرتا۔ اپنے حال پر دیوتاؤں کی خاص بخایت بتاتا۔ اپنے سینوں کو مکاشفات بتاتا۔ جب شاہ بجا پور کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ آئندہ چپ نہ بیٹھ سکا اور اسکے باپ شاہ جی سے جواب طلب کیا اور حکم دیا کہ اپنے بیٹے کو ایسی حرکات سے باز رکھے۔ شاہ جی نے اپنے عذرات پیش کئے اور دادا جی اور سوسو جی کو لکھا کہ آئندہ وہ ملک بجا پور پر ایسی دست اندازیاں نہ کریں۔ دادا جی گرنے والے تو اپنے جیسے کو سمجھایا کہ دادا جی کے کہنے پر عمل کرے۔ مگر بعد اسکے وہ خود جیلے کے ارادوں کا جیلہ بن گیا اور ایسی تدبیریں بتانے لگا کہ اس کے سارے کاموں سے اس کے ہم مذہبوں اور ہم وطنوں اور ہم قوموں کی ترقی ہو۔ جب وقت مرگ اسکا آیا تو اس نے سوسو جی کو پاس بٹھایا اور اس ہونہار نوجوان کو یہ سمجھایا کہ اپنے دہرم اور کرم پر قائم رہنا۔ گامے اور زمین اور کاشتکاروں کی رکھشا کرنا۔ ٹھاکر دواروں اور مندروں کی کوئی کھدت نہ ہونے دینا اور جو کچھ بڑا بھلا آگے آئی اس پر صابر اور شکر رہنا دادا جی نے تو یہ کہہ کر پران چھوڑ دئے اس نوجوان کے دل پر گرو کے ان آخر حکموں کا وہ اثر ہوا۔ کیا ہنگون کا افسر اور بڑا غارت گرتھا یا اپنی قوم کا آزاد کرنے والا۔ اپنے مذہب کی حمایت کو لے والا ہو گیا اب اپنی آپہ رچی قدر و منزلت عزت و تعظیم کرنے لگا۔ اپنے دادا جی کے مرنے کے بعد اس نے اپنی باپ کی جاگیر پر قبضہ کیا اور بے روک ٹوک کام کرنے لگا جو کچھ محصول اور خراج جاگیر سے وصول ہوا باپ پاس نہ بھیجا اور اس کے خرچ کی معقول وجوہات بتلاوین کہ ملک ایسا شمس ہو کہ کچھ آمدنی کی بخت نہیں ہوتی اب پنا

نہ کی جاگیر پر قبضہ

پاس بھیج دیا۔ بادشاہ نے ۱۶۴۹ء میں اسے گنبد قید خانہ میں قید کر دیا جکا بہت چھوٹا  
 دروازہ تھا اور کہا کہ اگر مہنار بیٹا اپنے افعال ناشائستہ سے باز نہ آئیگا۔ اور  
 مابعداری نہیں اختیار کرے گا تو قید خانہ کا دروازہ ہیچ کر دیا جائیگا یہ خبر سیکر  
 باپ کے چھٹانے کی تدبیر میں لگا۔ اول اس کے دل میں آئی کہ باپ کے چھٹانے کے لئے عادل شاہ  
 کی فرمانبرداری کیجے مگر اسکی بیوی سہائی بائی نے اسے روکا کہ اس نافرمانی سے جو  
 شاہ جی کی رہائی کا احتمال ہے وہ اس بادشاہ کی فرمانبرداری میں نہیں ہو سکتی  
 میں شہور ہے اور سوچا کہ اس سے بہتر کوئی تدبیر نہیں کہ بادشاہ دہلی کا توسل و مہموند  
 چاہئے۔ سیوا جی ایسا سہارا تھا کہ اب تک شاہ دہلی کی خدمت میں کوئی گستاخی نہیں کی تھی  
 بسا اچھے یہ منصوبہ اسکا ٹھیک پڑا۔ اور شاہجہان کے ہاں سے اسے سبھاری کا خطاب ملا۔  
 اور غالب ہے کہ اس بادشاہ کی سفارت سے شاہ جی کو رہائی ہو گئی۔ شاہ جی جابریں  
 ملک قید خانہ کی سیوا کرتا رہا اور چپ چاپ بیٹھا رہا۔ ملک میں بھی امن مابعداری ملک  
 میں دست درازی کرتے ہوئے کون دڑتا تھا کہ کہیں قید خانہ میں باپ کا کام تمام نہ  
 ہو جائے اور شاہ بیجا پور میں اندیشہ سے چپ چاپ تھا کہ کہیں سیوا جی مغلوں کو نہ چڑھا  
 لائے مگر اس وقت ملک گرنالک میں بے انتظامی تھی گرفت برہا ہوئی اس وقت دربار  
 بیجا پور اپنی صلح و فلاح اسی میں سمجھا کہ شاہ جی کو قید سے چھوڑ کر نہایت سمجھ و مان  
 مفعدون نے اسکی جاگیر قبضہ کر لیا تھا اور اسکا بیڑا بیٹھا مارا گیا تھا اور سب طرف ہتھیار  
 بندی ہو گئی تھی اور تمام بیجا پور کے افسرین کو نکلنے کے لئے مفعد و حکیمان دی رہے تھے  
 شاہ جی قول و قسم اسات پر ہو گیا تھا کہ وہ اسکے قید کر نیوالون کے ساتھ ہمیشہ  
 صلح کے ساتھ رہے۔ اگرچہ اس نے خود اپنا عوض نہ لیا مگر سیوا جی کو کچھ بھیجا کہ اگر دو  
 میرا بیٹا ہے تو باجے گھوڑ پوری جاگیر دارودھول کو سزا دینا۔ غرض انتقام کا فرض  
 والی بیجا پور کی گردن پر رہا جسکو سیوا جی نے مع سود وصول کیا۔ سیوا جی کے قید  
 کرنے کے لئے دشمنوں نے کوشش کی مگر وہ چاروں طرف کان لگائے رکھتا تھا۔

اب اس نے ماولیوں کو بیادرون میں بھرتی کیا۔ سو پہ کی ہم میں میں سیوہاجی  
 اسکے ہاتھ لگے تھے انہیں بیادرون کو سوار کر کے سوار بنائے۔ اور ان سواروں کے ساتھ  
 پہلے ہی یہ شکار مارا کہ والی بیجا پور کو تین لاکھ اشرافیوں کا خزانہ مولانا محمد حاکم کیان  
 بھیجا تھا۔ اسے ۱۶۷۱ء میں لوٹ کر راج گڑھ میں لے گیا روپیہ سواروں کو دیدیا  
 قلعوں کان گوری ٹونک۔ نکونہ۔ بھوپ۔ کوری۔ ٹوگھر۔ راج باجی۔ ٹاللا۔  
 گوس ساللا۔ اور کوہستانی مضبوط قلعہ رائے ری کو فتح کر کے ہل لاکون کو دے دیے  
 اب کانکن پر اس نے حملہ کیا اور جن مقامات میں دولت تھی اونکو لوٹا۔ کانکن کے  
 شمالی جانب ایک مسلمان حاکم تھا اور کلیان اسکی دارالریاست تھی اسپرہاجی  
 کے ایک برہمن ماجی سوتی دیو۔ افسر نے حملہ کیا اور کلیان فتح کر لیا اور جو اس  
 متعلق قطعے تھے انہیں بھی قبضہ کر لیا اور حاکم کو قید کر لیا۔ سیوہاجی اس فتح کو سن کر بہت  
 خوش ہوا اور خود کلیان میں گیا اور ماجی سوتی دیو کی بڑی تعریف کی اور کوہستان  
 کا صوبہ دار مقرر کیا اور ملک کا انتظام کنایہ لے تو انہیں مالگداری کے جاری کئے  
 سندرون پر چڑھاوے بھیجے۔ بہمنوں کو زمینیں پن کین۔ سیدی ایکھنیاک  
 ہمسایہ تھا اسکی جاگیر جو قبضہ میں آئی تھی اسپر قبضہ کر کے لئے دو قلعوں کی تعمیر  
 کا حکم دیا ایک گوس ساللا کے پاس بیدارا اور دوسرا رائے ری کے پاس بھگانہ  
 مولانا احمد جسکو ماجی سوتی دیو نے قید کیا تھا سیوہاجی نے اسکی بڑی خاطر داری کی  
 اور اسکو غوث و حرمت کے ساتھ بیجا پور کے دربار کو رخصت کیا مگر دربار میں اسکے  
 قید ہونے اور قلعوں کے حوالہ کرنے کی خبر پہلے آچکی تھی شاہ بیجا پور نے اسکو قید کر دیا  
 جب محمد عادل شاہ پادشاہ بیجا پور نے سیوہاجی کے یہ بہت گہنڈے دکھائے اسکی  
 تدبیر اور تیز ویرا و زور شمشیر آگاہ ہوا تو آگ بگولہ ہو گیا۔ سیوہاجی کا پاشا جی  
 آرنہک میں پادشاہ کی طرف سے صوبہ تھا اسکو دغا سے اسیکے ایک ہم قوم  
 باجے گھوڑے پر بنے دعوت میں بلایا اور گرفتار کر کے بیجا پور میں پادشاہ

اور گول کندہ کے فتح کرنے میں اپنا معاون بنائے سیوا جی نے اول اس ہزارہ کی باتوں پر خیال کیا اور اسکی ملازمت حاصل کی اور اپنی ملک مقبوضہ کے لئے اسکے نکل سے پادشاہی سند حاصل کی مگر جب اسنے دیکھا کہ شاہزادہ اپنی ساری فوج سے اپنے گورنر سے لڑ رہا ہے تو اس نے یہ خیال کیا کہ پادشاہی ملک پر قبضہ کرنے میں بہت کچھ فائدہ ہو سکتا ہے اسنے اول قلعہ منیر پر جو مغلوں کی عملداری میں تھا رات کو حملہ کیا اور خوب سکھوٹا۔ تین لاکھ پیگھوٹا۔ اور دو سو گھوڑے ہاتھ لگے اب اس سے بڑھ کر احمد نگر پر ۲۵۰۰۰ میں ہاتھ مارا۔ وہاں سے سات سو گھوڑے اور چار سو ہاتھی اڑا لایا۔ ان فتوحات سے لڑائی کا سامان اس پاس نئی طرح کا ہو گیا اگرچہ مادی اور مرے اسکی سپاہ کے پاس تھے اور وہ بڑے چالاک و چست تھے اور بدستور اپنی کاموں میں مشہور تھے مگر اب اس نے سواروں کا دستہ تیار کیا اور تھوڑے دنوں بعد نہایت غور و تامل کے بیٹھانوں کو پیادوں میں بھرتی کیا اگرچہ ان مسلمانوں کو سپاہ میں داخل کرنا ابتدائی حالات میں مناسب تھا مگر بالفعل جو حال سکا ہو گیا اور آئندہ ہونیوالا تھا اس کے لئے یہ امر ضرور تھا۔ غرض اب اس پاس ایسا سامان ہو گیا تھا کہ وہ میدان جنگ باقوا و عروج کے سامنے لڑ سکتا تھا اور ٹھیکر سکتا تھا سیوا جی نے اوزن کے ایک معتمد میں بڑی غلطی کھائی اور اس کے زور و قوت اور سپاہ و عقل کا ٹھیک ٹھیک تخمینہ نہ کیا اس نے بیجا پور کا بہت جلد محاصرہ کر لیا۔ اور فریاد کیا کہ اسکو بالکل فتح کر لے اس سب سے سیوا جی کی امیدیں دل کی دل ہی میں رہیں اور بہت جلد اسکو خوف و ہراس اس شاہزادہ کی طرف سے پیدا ہوا اسلئے یہ اس کی خوش نصیبی تھی کہ اپنے بیجا حملوں کا عذر پیش کیا اور بہت منت سماجت سے پیش آیا اسے اسکی طبیعت کا مینہ بن ظاہر ہوا۔ یہ اسکی اقبال مندی تھی کہ چند روز بعد شاہجہان کی بیماری کے سبب شاہزادہ کو ہندوستان کی طرف جانا پڑا اور ایک لمحہ میں کچھ سوچ کر ہو گیا اور معاملات ملکی میں ایک انقلاب عظیم واقع ہوا اس حصہ میں کہ درزنگ زیب بھائیوں سے لڑا جھگڑا اور باپ کو مغرور کر کے پادشاہ ہوا

اسکو خبر ہو گئی اور اسنے اٹھی جوتی دشمنوں ہی کے منہ پر لگائی۔ اب باپ کے چھوٹے بیٹے  
 شاہ جی کا زور دو بالا ہو گیا اور پھر اپنے جاہ و جلال کے بڑھانے میں اعلیٰ درجہ کی  
 تدابیر کرنے لگا۔ راجہ جولی جو دریاوارنا اور کشنا کے دروآہ کے بڑے حصے پر فرمان اعلیٰ  
 کرتا تھا وہ بھی سیوا جی کا ہجوم تھا اور اس سے ہمیشہ صلہ رکھتی چاہتا تھا مگر نہ اس کا یہ  
 ارادہ تھا کہ اس سرکش کا مطیع ہو اور نہ یہ نیت تھی کہ والی سیوا جی کے مقابل میں ٹھہرے  
 وہ نہایت زبردست راجہ تھا اسکا خاندان بڑا سا ہی مشہور تھا۔ اور ایک عمدہ سپاہ  
 رکھتا تھا۔ سیوا جی کو اسے یہ نہج پسند ہو کہ جو لوگ اس کے تعاقب میں آتے تھے انکو اس  
 راجہ نے رستہ دیدیا تھا اب اس رنج کا عوض پردہ ہی پردہ میں لینا چاہا۔ اور دو  
 وکیل راجہ جولی کے دربار میں ایک برہمن اور دوسرے مرہٹہ چندراو بھیجے اور اس کے  
 بیٹے سے شادی کی درخواست کی۔ جب یہ سگائی ٹھیک ہو گئی تو ان دو پاجی ایچوٹوں نے  
 راجہ کے مارنے کا قصد کیا۔ سیوا جی جیسے چپکے چپکے چوٹوں کی طرح فوج کو ایسے مقام پر  
 لے کر آئینچا کہ جو وقت راجہ مارا جائے تو وہ جھپٹ پٹ ملک پر قابض ہو جائے غرض ان  
 ملاموں نے راجہ اور اس کے بھائی کو مارا۔ خود بھاگ گئے۔ ایک سخت مقابلہ کے بعد ان کی  
 دارالحکومت سیوا جی کے ہاتھ آگئی اور تمام اس کے متعلقات پر قبضہ ہو گیا مگر یہ کام جی  
 اور مکاری کا ہندوؤں کو پسند نہ آیا۔ نیز اور کشنا کے درمیان ایک بڑا تھا مقام تیرا  
 تھا اسکورات کو شیرھیون پر چڑھ گئے لیا اور قلعہ دار کو مار ڈالا۔ سیوا جی ملک گیرمی کی  
 نردبان کی اولی سیرھے پر پہلے چڑھ چکا۔ اب یہ دوسری سیرھی پر قدم رکھا اور  
 اس فتح نمایان کے یادگار میں اسنے قلعہ پر تاب گدھ تعمیر کرایا اور اپنا پیشوا نامی  
 پتھر پہلے پہل مقرر کیا۔

اب تک سیوا جی مغلوں کی سلطنت کا بڑا ادب کرتا تھا۔ انکی سرحد پر قدم  
 نہ رکھتا تھا بلکہ وہ بادشاہ کی ملازمت کو اپنی عزت سمجھتا تھا اس وقت اوزنگ نڈب  
 ملک دکن میں ملک گیرمی کر رہا تھا اسکی تمنا تھی کہ سیوا جی کو اپنا دوست بن کر بیچے

سیوا جی کے لئے تھا اور اوزنگ نڈب سے ملاقات۔



سیوا جی اسکا مطیع اور فرمان بردار رہا اور اسکی خدمات بجالانے کا بہانہ کر کے فوج کو بڑھاتا رہا اور زبانی جان نشاری اور خدمت گزاری کا اظہار کرتا رہا اور اسکے عوض میں اُسنے یہ درخواست کی کہ بادشاہی ملک میں جو جو استحقاق اُسکے ثابت ہیں اُن پر تو جہم فرما کی جائے۔ اور اس طرف بھی اشارہ کیا کہ ملک کا نکلن میں وہ حکومت بہ نسبت اُن اہلکاروں کے جواب مقر رہیں اچھی طرح کر سکتا ہے یہ وقت خود اوزنگ زیب کے لئے نازک تھا۔ اسلئے شاہزادہ نے وہ فرمان شہنشاہ میں جاری کیا کہ قصور معاف۔ ملک برقرار۔ ملک کا نکلن میں لڑائی کی اجازت اور سارے دعویٰ اسکے منظور مگر پانچ سو سوار اپنی یاد شاہ کی خدمت میں بھیجے۔ سیوا جی بھی ایسے معاملات میں اوزنگ زیب کا بھائی اُٹھا اُسنے سوار نہ بھیجے مگر زبانی اقرار ہمیشہ کرتا رہا۔ وغاکی شطرنج دونوں کو برابر کھیلنی آتی تھی۔ بازی قائم رہی۔ سیوا جی نے شیوا شامجی کو بہت سی سپاہ دیکر کانگن میں بھیجا وہاں اُس نے بعد ایک سخت لڑائی کے سیدی جوبھر سے ہزیمت اٹھائی۔ اسلئے سیوا جی نے شیوا کو بلایا اور اپنے عہدہ سے معزول کر دیا۔ اب یہ وقت بڑا نازک آگیا تھا۔

اُس وقت میں عادل شاہ کے بیمار ہونے سے مملکت بیجا پور میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہوا۔ وہ مر گیا تو علی عادل شاہ ایک نوجوان اسکی جگہ تخت نشین ہوا۔ اسکی حکومت کو استقلال نہ تھا ابھی اُسنے اوزنگ زیب سے ہزیمت اٹھائی تھی۔ اراکین سلطنت میں باہم جھگڑا تھا۔ بادشاہ کم عمر تھا۔ باوجود ان سب باتوں کے بیجا پور کے دربار نے سب سے اول یہ کام مقدم جانا کہ سیوا جی کی سرکشی کو دبا دیں اور اسکو اتنی فرصت نہ دیں کہ وہ غلویں کے ساتھ سازش کرے اس کام کے واسطے جیدہ جیدہ بارہ ہزار سپاہ جمع ہوئی۔ اور افضل خان جو بڑا نامی لڑائی میں تھا اسکا سپہ سالار مقرر ہوا۔ وہ اپنی سنجی میں آنکر کہنے لگا کہ سیوا جی کی کیا حقیقت ہے ابھی اُسے پنجپور میں جاکر بادشاہ کے تخت کے روپر ولا کر کھڑا کرنا ہوں۔ اس نوجوان کو جب یہ خبر ہوئی تو وہ اپنی کمزور حالت کو سمجھا کہ ایسے جوان فرد سے پہلے میدان میں مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ اپنی قدیمی نیرویہ و عدا بیر و مملکت میں مصروف ہونا بہتر جانا۔ اُس نے اپنے شیون

ایک دفعہ اسکا نام لیا تھا۔



سیو اجی سے خوف کھانے لگا اور دل ہی دل میں جلنے لگا اور سوچ بچار میں  
 پڑ گیا پھر مئی ۱۶ء میں اس نے نئی فوج جتنی افضل خان کے ساتھ بھیجی گئی تھی  
 جمع کی اور نامور افسر صلابت خان کے سپرد کی گئی اور سیدی جوہر اور وار کی کسانوں  
 اس کے مددگار ہوئے بغرض یہ سب ملکہ ملک کانکن پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔  
 سیو اجی نے ہر مقام پر اس لشکر سے مقابلہ کرنے کی تیاریاں کیں اور قلعہ بنالہ کی  
 حفاظت میں وہ خود مصروف ہوا مگر اسکو یہ بات درمکر معلوم ہوئی کہ اس قلعہ کی  
 حفاظت میں ناحق تصنیع اوقات اُس نے کی۔ وہ یہاں چاہے ہو تاں گھراؤ۔ اور اس  
 سبب اپنی فوج سے کچھ کام نہ لے سکا اب قلعہ کا تھا مٹنا اور خود نکل جانا بھی ناممکن معلوم  
 ہوتا تھا اس لئے یہ حال پیدا کہ صلابت خان سے پیغام بھیجا کہ میں خود حاضر ہو کر  
 اس قلعہ کو سپرد کرتا ہوں۔ کل دروازے کھول دوں گا۔ یہ مردہ شکر مجھ میں بڑے  
 خوش ہوئے اور مجھ خدائے ہماری محنت کا اجر دیا اور رات کو بے خبر سو رہے۔ صبح  
 کیا دیکھتے ہیں کہ سیو اجی اپنے منتخب سپاہیوں کے ساتھ ان کے درمیان ہو کر قلعہ  
 سے نکل گیا اور رنگنا میں پہنچا۔ پادشاہی فوج نے بڑی سرگرمی سے اسکو لکھا  
 کیا اور اس منزل پر سیو اجی نے اثرنا چاہا تھا اسے چہ پہل وری جالیا۔ مگر وہ یہاں  
 درہ تنگاب کی حفاظت باجے پروو کو سپرد کر کے آگے بڑھ گیا۔ یہ باجے پہلے سیو اجی  
 کا جانی دشمن تھا مگر اب اس کے لڑ جانے دینے کو حاضر تھا۔ اس درہ پر پھوڑے  
 آدمیوں سے ایسا لڑا کہ تین دفعہ دشمنوں کا منہ پھیر دیا اور الٹا ہٹا دیا۔ چوتھو مرتبہ  
 افضل خان کے بیٹے فاضل خان نے جو سیو اجی کے خون کا پیاسا تھا بڑی زور  
 شور سے اس درہ پر حملہ کیا۔ ایک سخت لڑائی کے بعد اس جگہ کو لے لیا۔ درہ میں جو  
 سپاہی چھپے چھپائے باقی تھے مارے گئے اور سیو اجی کے بہادر نائب بھی بچے گئے  
 جو وقت اس بہادر کی آنکھوں پر موت کی تاریکی چھا رہی تھی اس وقت بنالہ کی  
 ایک پچھوئی جس نے سیو اجی کے زندہ سلامت ہونے کی بشارت اس مردہ کو سنائی

جسم میں چھو یا۔ اور پھر خنجر کا وار کیا خان صاحب نے بھی اپنی نازک سیف اُپر چلائی۔ مگر  
 فولادی زرہ نے اسکو جسم تک نہیں پہنچو دیا۔ اب سکا سر کاٹ کر بے تاب گدھ من لے آیا۔  
 سیوا جی نے پہلے سیو حکمت کر رکھی تھی کہ جنگل میں چاروں طرف مرہٹے لگا رکھو تھے۔  
 جب افضل خان کے منے سو فوج میں بل چل محی تو یہ مرہٹے اُپر بے خبر جا پڑے۔ ساری فوج  
 کو تتر بتر کر دیا۔ یہ واقعہ اکتوبر ۱۷۵۷ء میں ہوا۔ افضل خان کا بیٹا اور اسکا خاندان  
 ایک مرہٹے کو رشوت دیکر بچ گیا۔ مگر سیوا جی نے اس مرہٹے کا سرا ڈر دیا۔ اگرچہ اور  
 قیدیوں کے ساتھ اُس نے نہاں لوک کیا اور سب سے ہٹون کو نوکر رکھ لیا مگر جب ایک مرہٹہ  
 نے اپنے ولی نعمت والی بیجا پورگی نہاں حرامی سے انکار کیا تو اسکو انعام دے کر نصرت  
 کیا۔ اس غم میں سیوا جی نے خفیہ خزانوں کے بتلانے کے واسطے لوگوں کو تکلیف دی مگر  
 کوئی کام بے فائدہ نہیں کیا۔ اور بے سبب کسی کو اذیت نہیں پہنچائی اس دعا بازی اور  
 قریب کی مرہٹوں میں بڑی تعریف ہوئی اور اسکی بدولت اسکو چار ہزار گھوڑے اور  
 ہاتھی اور اونٹ اور خزانہ امیر توپیں اور اور اسباب تھے لگا۔ اور قلعہ نیالا اور لون گدھ  
 بھی قلعہ داروں نے اُسے حوالہ کر دیا اور اُس نے سنت گدھ کو بھی لے لیا اور بہت سی  
 قلعے اسکے ہاتھ لگ گئے۔

بعد اس قضیہ کے علی عادل خان نے ایک اور فوج رستم خان کے ماتحت روانہ کی مگر اسکو  
 بھی یزنا لہ کے قریب شکست ہوئی۔ ان فتوحات سیوا جی کا دل بڑھا اور ایسا مہیاں  
 ہو گیا کہ وہ ملک کو تاخت و تاراج کرتا ہوا بیجا پور کے دروازہ تک پہنچا۔ اور اُسکے  
 پاس ہو کر گھاٹوں میں چلا گیا۔ لوگوں کو یقین تھا کہ وہ زمین مرتفع پر چپ چاپ  
 بیٹھا رہے گا مگر اُس نے ابل اور اور مقامات پر قبضہ کر لیا۔ راج پور سے بڑھائی  
 خزانہ لیا اور راج گدھ کو اپنے ساری لوٹ کے اسباب و دولت سے سزیت  
 دی اور اسکو دارالریاست بنایا۔

جب ان باقاعدہ لڑائیوں میں شکست شکست ہوئی تو پھر عادل شاہ

عادل شاہ کی ایک دوق اور فوج لکھی۔

اور بیٹے سے ملاقات کرنے آیا۔ بیابھی اتنے تنظیم و تکریم سے پیش آیا۔ مرہٹوں کے موافق کہتے ہیں کہ سیوا جی

اب اپنی اور اسکا نام رائے گڈھ رکھا اور اسکو سامان اور اسباب خوب تحکم اور درست کیا۔ ایک برس کے سردار نے شمال میں دور دور بہت سے قلعے تسخیر کئے۔ دوسرا فسر اور نگا باد کے قریب تک تاخت و تاراج کی اور تمام ملک میں تھلکہ ڈال دیا۔ اس صلح کے بعد سیوا جی پاس کلی ولایت کا نکان کلیان سے گوا تک تھی جبکا چار درجہ عرض ساحل شامل تھا اور کونکان گھاٹ مہتا بیا سے وارانہ تک تھا جن ۶۰ میل کا فاصلہ تھا۔ اسکے ملک کا بڑے شے بڑا عرض سو پہ و جنیر کے درمیان سو میل سے زیادہ نہ تھا۔ اسکے پاس اتنا ملک نہ تھا جتنی سپاہ تھی پچاس ہزار یا دے اور سات ہزار سوار۔ اسکی قوت بڑی خوفناک تھی۔ بیجا پور والوں سے صلح کر کے اسکو فرصت ہوئی کہ وہ مغلوں سے لڑے بھرے۔

الفنسٹن صاحب اور کرنل رٹ صاحب نے اپنی تاریخوں میں مرہٹوں کی کتابوں بہت حالات سیوا جی کے لکھے ہیں جنہیں دیکھنے اور نقل کئے ہیں اب ہم عالمگیر اور منتخب اللباب خانی سے سیوا جی کے حالات نقل کرتے ہیں دونوں کا مقابلہ کر کے فیصلہ کر لو کہ واقعات اصل کیا ہیں۔ جب نظام الملک کا سارا ملک شاہجہان کے قبضہ میں گیا اور عادل خان سودا اور اتحاد کا رابطہ قائم ہو گیا تو عادل خان نے یہ اتہاس کی کہ بیجا پور کی چند محال جو بادشاہ کے تصرف میں آئی ہیں بعض تعلقہ کو کن نظام الملک انہیں میں جو عبارت بندر چول و وابل و زندہ راجپوری و جاکنہ سے ہے اور عادل خان کے تسلط کے بعد وہ حدود ملک بیجا پور میں داخل تھے اور عادل شاہیہ سرحد کو کن کے

اس آواز سے جو زندہ باقی رہے تھے اس کی لاش کو کھون کے طن میں پھینک دیا گیا۔ اب ۱۶۹۱ء میں علی عادل شاہ نے کرسیو اجمی سے لڑنے آیا۔ اور پٹالہ اور لون گدھ اور بہت سا ملک جو سیواجمی نے مال میں فتح کیا تھا اُسے جھین لیا۔ غرض سیواجمی اُس سے مقابل نہیں سکا۔ مگر راج پور پر حملہ کیا اور اسکو لوٹا اور ستر گاؤں جو ایک مہیٹے اجہ کی راجدھانی تھی اُسے تباہ کیا۔ یہ راجہ بھی اس ٹھگر میں مارا گیا۔ اس نشانہ پر حرکت سے ہندو سیواجمی سے ناراض ہوئے غرض اس سال کے اندر کوئی کام اس معقول نہیں کیا اب یہ پوجا پاٹ اور دھرم کرم میں زماؤں میں رہنے لگا۔ اور اپنے تئیں جتنی سستی جتنے لگا اور پرتاب گدھ میں مجھوانی کا مندر تعمیر کرایا۔ تاکہ ساری باتوں کا کفارہ ہو جائے اور اس آئنا میں سیدی جوہر سے بھی کئی معکون میں میدان جیتا۔ تم کو یاد ہو گا کہ گھورہ پور میں شاہ جی کو گرفتار کر کے ملی بیجا پور کے حوالہ کیا تھا اور اس وقت وہ سیواجمی سے لڑنے کے لئے سامان کئے ہوئے آتا تھا۔ سیواجمی کو اتنے باپ کا عوض لینا تھا اسلئے وہ بے خبر اُس کے گھر میں چلا گیا۔ اور اُسکو پاڑا۔ اُسکے گھروالوں نے مکان میں آگ لگا دی اور خود بغیر مقابلہ و متقابلہ کے بھاگ گئے۔

اب کرناٹک میں فساد برپا ہوا۔ اسلئے بادشاہ بیجا پور کو ضرورت ہوئی کہ سیواجمی سے جو فوج لڑنے گئی تھی اُسے بلا کر کرناٹک کی مہم میں مصروف کرے اسلئے سیواجمی کو مہم ملی کہ اُس نے واری کے ساونتوں کو مغلوب کر لیا اور گھاٹوں پر جو اُسکے نقصان کئے تھے انکو پورا کیا۔

آب بہت سے بندر گاہوں پر اسکا قبضہ تھا اُس نے جہازوں کا بیڑا بنایا اور گوالیر سے تو پچانہ منگایا۔ آخر کار ساہو جی نے بیڑے کی صلح والی بیجا پور سے ۱۶۹۲ء میں کرا دی۔ ساہو جی اپنے اس نو نہال کے پھولے پھلنے سے بھولا رہتا تھا بیڑے کی اس حرکت پر کہ اس نے گھورو پوری کو مارا فریفتہ اور خوش

ہندوستان کی تاریخ

سنہ ۱۲۱۱ء میں دوڑ کر جاتا اور لوٹ لیتا پہلے اس سے کہ جاگیر داروں کی فراوانی  
 ایام پر فساد میں بیجا پور میں پہنچے سیوا جی اپنا ایک عرصہ مع بہت سودا یا اور تحائف  
 بھیجتا اور عذر لکھتا کہ فلان محال میں افزونی محصول کی گنجائش تھی اور جاگیر داروں  
 اور اس کے منصوبوں نے ایسی ایسی تصویریں کی ہیں جس سے انکی شبہ کی اور اس قدر روپیہ  
 اضافہ میرے مجھے جاگیر یا خالصہ کے طور پر لکھا لینا منظور ہے۔ بیجا پور کے کار برداروں میں  
 رشوت شناسی کا بازار گرم تھا اس شوب میں ایک دوسرو کی نہیں مٹنا تھا۔ جاگیر داروں  
 نوشتجات جو آتے انپر بھلا یہ مرتشی کب توجہ کرتے تھے۔ ملک دکن کبھی فتنہ و خلل فتنہ  
 سے خالی نہیں رہتا وہاں کی سرزمین کی تاثیر یہی ہے کہ حکام و رعایا مرض حسد و  
 حق و خفت عقل میں گرفتار رہتے ہیں اور اپنے ہاتھ سے اپنے پاؤں میں کھماڑی  
 مارتے ہیں اور عرض و مال و ملک کو فنا کرتے ہیں اور اس لالیٹ میں کار برداروں  
 کی طمع پر فرمان روا رکھ کر خوف و احتلال مزاج کا اور طرہ چڑھا تو سیوا جی کی بیٹی آئی۔ کہ  
 اسکے نام احکام اس ملک کے اختیار کے پیچھے تھے۔ رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت آئی  
 کہ وہ سرکشوں میں شمار ہونے لگا اور مرہٹہ کے انتہائی قزاق پیشہ جماعت مسکین  
 باس جمع ہو گئی اور اُسے نامی قلعوں کی تختیوں کی کمرہت جیت باندھی۔ اول چند  
 قلعوں پر متصرف ہوا اور پھر اور قلعوں پر دست درازی کی جو ذخیرہ تجربہ کار  
 قلعہ داروں اور کارکنوہ حاربوں سے خالی تھے اس زمانہ میں بیجا پور کی ریاست  
 میں انقلاب ہو رہا تھا۔ کندر علی عادل شاہ ثانی جسکی اصل و نسل کے اثبات میں بھی شک  
 تھی۔ چھوٹی عمر میں باپ کا جانشین ہوا۔ شاہجہان کے حکم سے شاہزادہ اوزنگریب  
 کی مہم نے اور شورش و فساد کو زیادہ کیا اس سے روز بروز سیوا جی کی قوت برصغیر  
 کم گئی اور تمام قلعوں پر اسکا تصرف ہو گیا اور تھوڑے دنوں میں صاحب مکتیہ  
 ہو گیا اور جمعیت مال و ثروت کے فراہم ہونے سے پادشاہ ہند و بیجا پور کی محنت  
 پر کمر باندھی۔ قلعہ ہون کی اور جھیل پر از اشجار کی پناہ میں ملک اور دور و نزدیک

متصل جو تل کو کن مشہور ہے واقع ہے۔ ان سب پر اور پرگنات بیجا پور کے متصل  
 اورنگ آباد پر بند ٹائے شاہی منصوبہ کن قبضہ کر لین اور اسکی عوض میں وہ بند ٹوٹا  
 سے پرگتہ چاکنہ تک تعلقہ بیجا پور کو عنایت فرما کر اس میں بالکل جنگل و کوہ اور اشجار کنار  
 دریا و شور ہے۔ پادشاہ نے یہ درخواست منظور کر لی۔ بعد عرصہ میں معاوضہ کے دونوں  
 کو کن عادلخان بیجا پور سے متعلق ہو گئے۔ ملا احمد جسکے بزرگ عرب تان کے شرفیابی  
 نوآباد میں سوتھے اور حجاج بنی امیہ کے ظلم سے اطراف کو کن میں وارد ہوئے تھے اور قوم  
 نوآباد کے نام سے زبان زد ہوئے تھے انکی اولاد میں سے ملا احمد مذکور شاہ بیجا پور  
 کے مقبولون میں تھا اور اس ضلع میں تین پرگنوں کا جاگیر دار تھا۔ ان ہی دنوں دو  
 پرگنوں کے نام سو پہ و پونہ تھے۔ شاہ جی غوسا کو جاگیر میں ملے تھے۔ باب کی طرف  
 سے جاگیر کے بند و بست میں بیوا جی صاحب اختیار تھا اور اپنی قوم میں شجاعت و  
 رشادت میں ممتاز تھا اور حیلہ و تزویر میں اطمینان میں کافر زندر شید گنا جاتا تھا  
 ان حدود میں قلعہ ہشتان برٹے اونچے اونچے تھے جنگل لاکھ اشجار دار سے  
 مٹتے اب یہاں اسنے زمینداروں کے طریقہ پر توطن اختیار کیا عمارت بنائی تھی۔  
 سنے نئے قلعجات کو ہی و حصار لگی بنانے میں مشغول ہوا۔ دکن میں ایسے قلعہ گدھ  
 بہت ہیں ان ہی دنوں میں عادل خان بیجا پوری عارضہ بدنی میں گرفتار ہوا۔ مرض  
 کے امتداد سے مملکت بیجا پور میں کہ بہ نسبت اور ہندوستان کے صوبجات کی  
 وسعت مسافت و داخل زیادہ رکھتا تھا آشوب و انقلاب پیدا ہوا اور ملا  
 ان ہی دنوں میں والی بیجا پور یاس گیا اس سبب کہ اسکی فوج اطراف کو کن  
 سے چلی گئی تھی۔ جی نے دیکھا کہ ملک فرمان رو کے انتظام سے خالی ہو تو اسنے  
 اور جاگیر داروں کے تعلقہ میں جرأت و بیباکی شروع کی  
 کل دکن میں اسکی اور اسکی اولاد کے فساد کی بنیاد روز بروز  
 جسکا حال آگے بیان ہو گا جس جگہ وہ قصبہ معمر و آباد و سیر حاصل بالدار رعایا

کا اظہار تضرع کے ساتھ شروع کیا جب دامن کوہ میں آیا تو تین چار قدم اٹھا کے اپنے جرم کا اقرار کرتا اور عفو کی درخواست کرتا اور لاپہ و سالو سخی سے سراپا تن و بدن کو لرزہ میں لاتا اور عرض کرتا کہ اچھے دار آدمی و خدمتگار جو بالکی کے ہمراہ ہیں دور ہوں اور حربہ جیکو دکھنی بچھو کہتے ہیں ہاتھ کی انگلیوں میں اسٹین نیچے اس طرح پوشیدہ کیا تھا کہ ہرگز نہیں معلوم ہوتا تھا اور اپنے آدمیوں کو مسلح و مکمل ہر غار کے بن و کنار پر اور کوہ کے ہر نشیب و فراز پر متفرق بٹھایا تھا اور بغیر نواز کو کھڑا کھاتا اور اسکو سمجھا دیا تھا کہ ملاقات کے وقت اس حربہ جان ستان سے اپنے دشمنوں کو امان نہ دوں گا۔ جب دور سے حربہ لگالے گا اثر ظاہر ہو تو میرے محل کا کے فکر میں نہ پڑنا بغیر سجا کر اپنے لشکر کو خبردار کرنا اور لشکر کو تاکید کر دی تھی کہ بغیر آواز سننے ہی اطراف سے نکل کر افضل خان کے آدمیوں پر دوڑ جائے وہ طرح سے موافقت کو عمل میں لاتا۔ افضل خان کو اجل ناگہان اس مکان تک نہ سنا کہ نشان لائی تھی۔ اپنی جلالت کے غور میں ہوا کو اس طرح دیکھ کر کہ بے اسلحہ راستا و ترسان آتا ہے اس کے عدم وجود کو مساوی جانا اور بالکی کے گرد جو چند نفر تھے انکو بھی دور بھیج دیا۔ جب سیوا جی قریب آیا تو روتا ہوا افضل خان کے بیرون میں گرا افضل خان نے اس کے سر کو اٹھا کر چاہا کہ دست شفقت اسکی بیٹھ پر پھیرے اور بتلگیا ہو کہ اس نے چاہا کہ دستی سے حربہ زیر آستین کو افضل خان کے حکم میں ایسا مارا کہ آہ نہ گھینچو دی اور کام اسکا تمام کیا بغیر نواز نے موافق ارشاد کے صدقہ فتح سیاہ کے کان میں پہنچائی۔ دامن کوہ کے ہر طرف و گوشہ و کنار سے سوار و پیادے بے شمار نکل آئے افضل خان کے لشکر پر حملہ آور ہوئے اور قتل و غارت و تاراج پر ہاتھ کھولا۔ اب دوڑ کر لشکر میں آیا اور اسکو جان کی امان دی۔ گھوڑے ہاتھی و خزانہ و اسباب تمام کا رخائے اپنے لشکر میں لایا اور سیاہ کو نوکری کا بیجام دیکر اپنا نوکر بنالیا اور پہلے سے زیادہ اسباب نکل و جمعیت بھیج دیا

بحرور کی راہوں میں تاخت و تاراج شروع کی اور قلعہ راج گڑھ کو جاکنہ کو اپنا محل  
 و ماوا مقرر کیا اور دریائے بھنجر و نرون پر کشتیوں کو جمع کر کے قبضہ میں کر لیا اور ان  
 بھی نئے قلعے بنا کئے صاحبِ قلعہ ہو گیا۔ اور ب قلعہ میں دھیرہ و سامان جنگ عیا  
 کیا۔ اور علانیہ بے باکانہ مخالفانہ کا تقارہ بجایا اور دکن کے مشہور باغیوں میں ہو گیا  
 جب سکندر علی عادل شاہ حدشور کو پہنچا اور ملک کی پرداخت میں مشغول ہوا۔ پہلے سیوا جی  
 ماس رسل و رسائل بھیجو جب انکا اثر کچھ نہ ہوا تو افضل خان کو ایک لشکر گران کے ساتھ  
 اسکی تہنیت کے لئے تعین کیا۔ افضل خان عمدہ امراء اور فوجیوں میں سے تھا اس نے جا کر  
 سیوا جی کو تنگ کیا سیوا جی نے دیکھا کہ صف جنگ میں اور محصور ہونے میں اس سے  
 عہدہ برآئین ہونے کا۔ توحید و تر ویر و باہ بازی کا جال پھیلایا بعد آدمیوں کو  
 درمیان میں ڈال کر ندامت کا اظہار کیا اور عفو و تقصیرت کے بتول کی التماس کی  
 اور مکان برہمنوں کی آمد و رفت کے بعد یہ قرار پایا کہ مکان مقرری میں سیوا جی کے  
 قلعہ کے نیچے سیوا جی تین چار بے لمحہ خدمتگاروں کے ساتھ کرکشا وہ افضل خان کی  
 ملازمت کے لئے آئے اور افضل خان بالکی میں بیٹھ کر پانچ چار بے ہتیار خدمتگاروں کے  
 ساتھ قلعہ کے نیچے آئے اور سیوا جی جب ملاقات کر چکے تو بعض عہد و پیمان بالمشافہ  
 لئے جا بٹن اور خلعت دے کر اسکو رخصت کیا جائے۔ افضل خان کو وجہ پیش کش و  
 سبب کف دیگر بعد تقدیم غیاث رخصت کرے بلکہ خود سیوا جی تسلی مانے کے بعد افضل خان  
 کی خدمت و رفاقت میں بیجا پور کا عازم ہو سیوا جی نے مکاری یہ کی کہ افضل خان  
 ماس طرح طرح کے ہدیے اور اس ملک کے شہر و قلعہ کے میوے بھیج کر اور عجز و انکسار ظاہر  
 کر کے اسکو اپنا رام کر لیا اور رام تر ویر میں آ گیا افضل خان اس کے اظہارِ ابلہ فریب  
 سچا جانا اور وہ احتیاط جو بزرگ بتلا گئے ہیں نہ کی وہ بے ہتیار لگائے بالکی  
 میں بیٹھ کر قلعہ مکان موعود میں چلا آیا اور اپنے سب ہمراہیوں کو ایک تیر کچھ چلے  
 پر اپنی فوج میں سوار کر دیا سیوا جی قلعہ سے پیادہ پا آیا۔ دور و عجز و



آیا سیوا جی قصبہ سیوہ کی طرف پھرا یا تھا۔ امیر الامراء کے آنے کی خبر سنکر اس جا کو خالی کیا۔  
 اور دوسری سمت کو چلا گیا۔ امیر الامراء نے قصبہ سیوہ پر بے جدال قتال قبضہ کیا۔  
 جادو سے کو یہاں فتح ظم مقرر کیا اور اس جگہ کی خبر داری اور غلہ کی رسد رسانی کے لئے لشکر  
 شاہی کو تاکید کی سیوا جی نے اپنے لشکر کو اس کام کے لئے مامور کیا کہ جس طرف امیر الامراء کی  
 کئی فوج جائے اس پر تاخت و تاراج میں مشغول ہوا و شوخی کرے امیر الامراء اس امر پر مطلع ہوئے  
 تو اس نے کئی کے لئے چار ہزار سوار مقرر کئے اور ان کے سردار باری باری سے تجویز کئے کہ منزل  
 میں ہر روز کبھی پردکنیوں کی فوج اطراف سے نمودار ہوتی۔ قزاقوں کے طور پر ناگہان کبھی  
 کے سر پر چڑھ آتے لشکر کے خبردار ہونے تک گھوڑا اونٹ آدمی جو کچھ ہاتھ آتا لوٹ کر لے جاتا  
 فوج شاہی کے بہادر اپنے مقدور کے موافق اسکا تعاقب کرتے اور انکو ہلاک کرتے وہ جنگ  
 بیکریر کر کے ہر طرف متفرق ہو جاتے اسی طرح سیوا پور تک جو اسکا آباد کیا ہوا تھا لشکر شاہی  
 پہنچا۔ یہ دونو مقام سیوا جی سے امیر الامراء نے لے لئے۔ پونہ میں داخل ہو کر وہاں اپنی  
 اقامت کی جگہ مقرر کی اور وہاں سے سوار ہو کر حصار جاکنہ کے نیچے آیا اس قلعہ کے رُج بارہ  
 کا غور کی نظر سے ملاحظہ کیا۔ مورچال مقرر و تعمیر کئے اپنے لشکر کے گرد دہلیز و رخنہ کھودے  
 اور رقبہ لگانے کا حکم دیا اور اس حصار کو بالکل گھیر لیا اور اسکی تعمیر کے لئے سعی و جدوجہد  
 یہ کمر باندھی بارش کی کثرت تھی۔ اس سرزمین میں پانچ جینے شب روز تو اترا بارش ہوتی ہے  
 اور گھروں سے سر نکالنے کی فرصت نہیں دیتی اور ایسا غبار تیرہ اٹھتا ہے کہ دن کی آفتاب  
 ہو جاتی ہوا اور اکثر چراغ جلانے کی احتیاج ہوتی ہے ایک مجلس میں آدمی کو آدمی میں  
 پہچان سکتا۔ بندوق و باروت کام نہیں دیتے کمانوں کے تیلہ دھیلے ہو جاتے ہیں باوجود  
 ان سب باتوں کے ایسی سعی کی کہ توپوں کی پے درپے مار سے قلعہ کی دیواریں چھلنی ہوئیں  
 سفیدون کو سرا سید و مضطرب کیا۔ اندھیری راتوں میں محصورین قلعہ سے باہر آئے۔ اور  
 پادشاہی مورچوں پر حملہ کر کے عجیب شہر دین کرتے اور کبھی کبھی دن کو بھی اندراور باہر  
 شوخی ایسی کرتے کہ مورچوں کو تزلزل میں ڈالتے۔ اسی طرح چھپن اور محاصرہ پر گنہ

جب یہ خبر عادل خان بجا پور کو پہنچی تو دو لاکھ لشکر رستم خان سپہ سالار کے ماتحت روانہ کیا قلعہ پر نالہ پر دونوں کی لڑائی ہوئی رستم خان مغلوب ہوا غرض اس طرح سیوا جی روز بروز صاحب لشکر مستقل ہوتا گیا۔ نئے نئے قلعے بنانا گیا اپنے ملک غنیمی کی آبادی اور یادشاہی بجا پور کی ویرانی میں کوشش کرتا و در دست کے قافلہوں پر تاخت کرتا آدمیوں کے مال ناموس پر متصرف ہوتا اور اس انتظام کیا تھا کہ جہاں لشکر تاخت کرے مسجد و کلام اللہ و کسی کے ناموس میں دست اندازی نہ کرے جو شخص قرآن شریف لاتا اسکو حرمت ادا کرتا اور کسی مسلمان کو کرکودیدتیا اور جس ہندو مسلمان کے ناموس کو فتنہ کرتا تو کسی کا مارا نہ تھا کہ نظر بد سے اسے دیکھتا اس کی گھبائی و محافظت میں لگ جاتا کرتا۔ کہ اس کے وارث آخر بقدر حالت عوض ہیں نہ اسے کہ انکو چھڑا کر لے جائیں مگر جو عورت ایسی ہوتی کہ اسے نام و نشان کینزی ہو گا ظاہر ہوتا تو اسکو اپنی زرخیز ملک جانتا اور متصرف ہوتا اور یہ انتظام کیا تھا کہ جہاں لوٹے ہوئے اس میں سے زینت متعلیٰ خریا نہ دے دے تو مانجے پیتل کے برتن جو لوٹنا اسکے ہوئے باقی حسن و نقد و طلائی مسکوں و غیر مسکوں و زیور و اقمشہ و جواہر جس کے تصرف میں آئے اسکی یہ قدرت نہ تھی کہ اس میں دام و درم کا تفاوت کرتا بالکل ان کو سردار اور عہدہ دار جدا کر کے سیوا جی کی سرکار میں داخل کرتے جب اس علیہ حال عالمگیر سے عرض ہوا امیر الامراء صوبہ اردکن کو حکم ہوا کہ سیوا جی کی تہنیتہ استقبال میں کوشش کرے

جب حکم امیر الامراء ۲۵ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۰۷۱ جلوس اور گاہ آباد ہو چلا اور ممتاز خان کو یہاں اپنا نائب مقرر کیا اور سیوا جی کی گوشمالی کے لٹو پونہ اور چاکنہ کی طرف مرحلہ بہا ہوا۔ ان دنوں میں سیوا جی یہیں رہا کرتا تھا عرصہ رجب کی شبکہ کہ سیوا کاؤن میں جو سیوا جی کی محال سے تعلق رکھتا تھا امیر الامراء

عظیم الشان کی فتح

قلعہ پر نیدہ قدیم الایام سے نظام الملک کے تصرف میں تھا جو بہت سلطنت بڑی تھی اور  
 بجا پور نے تین لاکھ تین قلعہ دار کو دے کر قلعہ کو اپنے تصرف میں کر لیا اور راستہ بجا پور  
 سے خلق تھا شاہجہان کے حکم سے ایک تہہ بہ تہہ خان خانان خانہ خانان نے اس قلعہ کا محاصرہ  
 کیا تھا مگر وہ ناکام رہا۔ اسے تردد و قتال و جدال عالمگیر کے ہاتھ آیا۔ امیر خان بھی  
 راجہ کرن کو مع دو بیٹوں انو پ سنگہ و بیہ سنگہ کے حضور میں لایا جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے  
 ان ہی ایام میں بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ ہر تھی سنگہ زمیندار سری نگر جبکہ بہاروں  
 کی پناہ میں سلیمان شکوہ دار توں رہتا تھا اور اسکے ملک کو افولج شاہی بسر کر دگی  
 ترہستان با مال کرتی تھی اسنے راجہ جید گاہ کی معرفت عرضداشت بھیجی جس میں یہ نصیحت  
 سابق و لاحق کے حقوق کی اور سلیمان شکوہ کے حوالہ کرنے کے لئے التماس کیا۔ بادشاہ نے ہنوں  
 رام سنگہ سپر راجہ جید گاہ کو سلیمان شکوہ کے لانے کے لئے رخصت کیا۔ اسکے پہنچنے کے بعد سلیمان  
 کو میربان کے ارادہ پر اطلاع ہوئی تو اسنے اپنی جان بچانے کے لئے حرکت نہ رہی کہ  
 محمد شاہ کو کہ جو اسکے ساتھ اب تک ہاتھ اور چپ اسکے رفیق قتل ہوئی اور سلیمان شکوہ  
 دستگیر ہوا۔ ورنہ نور رام سنگہ اور تربیت خان کے ہمراہ احمدی الاولی سند کو  
 حضور میں آیا اسکو ملازمت کا حکم ہوا اور بادشاہ نے لطف فرمایا کہ اسکی خطا بخشی کی اور  
 جان کی امان دی اور اس دل باختہ کی تسلی کی۔ فرمایا کہ سلیم گٹھ میں جا اور  
 سے محمد سلطان کی ہمراہ گوالیار بھیجا جائے معتمد خان کو گوالیار کا قاعدار بنا کے اس کی ہمراہ  
 بھیجا میدی سنگہ سپر راجہ جید گاہ زمیندار سری نگر کو جو سلیمان شکوہ کی ہمراہ آیا تھا دواوی  
 سوار کا منصب اور پانچ ہزار روپیہ تھا۔ اور ایک ٹھکانی اور دس گامین عنایت ہوئیں  
 اسکے باپ کو بھی خلعت عنایت ہوا راجہ کرن بھی حضور میں آیا۔ اسکی تفصیلات مع  
 ہوئیں رسہ ہزاری دو ہزار سوار کا منصب راو کو کرن کا خطاب عنایت ہوا اور دس  
 لغنائت ہوا۔ ایک ہفتہ میں تین ایلیچون کے کرنے کی خبر آئی۔ آٹھ ہفتہ آقا کی جسکو جین  
 حاکم بصرہ نے بھیجا تھا اسکے تھا سلطنت کا تہنیت نامہ وراپان عوامی نئے دوسرا

امیر الامراء کی طرف ایک لقب برج تک لگائی تھی اسکو باروت سے پڑ کر کے آگ لگائی جس سے برج ٹوٹا اور نئے خشت و آدم باہم اس طرح ہوا میں اڑتے تھے جیسے کہ گرہ باز کو تیر بہادر و نون نے حملہ کیا مگر اہل قلعہ نے قلعہ کے اندر خال کا پشتہ و نشیب و فراز کے اطراف کو مورچوں و پناہ بنایا تھا وہ مدافعت میں کھڑی ہوئی اسی تردد میں سارا دن آخر ہوا اور بادشاہی آدمیوں کی ایک جماعت کثیر کشتہ ہوئی۔ غازیوں نے فرار کی عار کو قرار نہ دیا بجز روختا م شہنشاہ رتی تاج کے ساتھ خاک و خون میں بسر کر کے صبح کی۔ ادھر آفتاب نکلے۔ کہ بہادر و نون نے پے در پے حملہ کر کے شروع کئے۔ تیغ و تیر و سنان سے بہت دشمنوں کی جان لی۔ بہت کشت و کوشش سے حصہ قلعہ کو لے لیا۔ دشمن بھاگ کر قلعہ آرک میں گئے۔ اس یورش میں سلیدار اور عملہ قلعہ گری گئے سو ا تین سو آدمی کشتہ اور چہ سو سوار اور پیادے زخمی ہوئے حصہ آرک میں بھی جھکے و ن کو ایسا تنگ کیا کہ انہوں نے راکھ و بھاسا کو لے کر اپنا بیخ بنایا بندہ بادشاہی کو قلعہ سپرد کیا۔ اور امیر الامراء سے آنکھ ملے دوسرے روز کہ امیر الامراء قلعہ میں داخل ہوا۔ ازبک خان کو یہاں منتظم مقرر کیا اور خود یہاں سے کوچ کیا کہ سیوا جی کی تہنید کری۔ چاکنہ کا نام اسلام آباد رکھا جعفر خان کہ مالوہ میں تھا امیر الامراء کی مدد کے لئے مامور ہوا۔

۵۔ ربیع الاول سنہ کو جشن و زکری ہوا حکمران کا الٹا لیوان آتش خیم ہوا اور بایلیوان شروع ہوا۔ اس جشن کی بڑی تیاری ہوئی۔ دیوان خاص و عام میں بے لباد کا خیمہ لگا اور بادشاہ تخت طاؤس پر جلوہ گر ہوا اور آئین نیدی میں بیٹھا تاج و خاٹوٹس سوار اور قسم کے چرخوں کی مدد سے منی ہوئی۔ تین وزیک جشن رہا۔ حسب معمول شاہزادوں اور امراء کو منصب و خلعت و خطاب عطا ہوئے۔

علی عادل شاہ کی طرف سے قلعہ پر نیدہ کا غالب حاکم تھا اس نے امیر الامراء سے خط و کتابت کر کے قلعہ پر نیدہ کے حوالہ کرنے کے لئے عرض کیا۔ ۶۔ ربیع الاول سنہ جلوس میں لشکر شاہی قلعہ کے نیچے گیا۔ غالب نے قلعہ حوالہ کیا اور خود سب سے ربیع الثانی کو امیر الامراء سے ملنے پھرنے پر اسکو انعام دیا اور اسکے دو بیٹوں اور داماد کو خلعت دیا۔

جہن روزگار سال ۱۲۳۵ مطابق ۱۲۳۵ قلعہ پر نیدہ کی فتح

جشن کی آرٹش ہوئی۔ بادشاہ کی تاریخ جلوس ۲۲ رمضان ہو اور پہلے سالون میں  
 مارچون میں جشن ہوا مگر روزہ رکھنے کے سبب لوگوں کو خرمی اور انہماک کی طرف رغبت کم ہوتی  
 ہی میل کٹی نہیں ہوتا۔ اور بادشاہ دین پناہ بھی ان نون عبادت و طاعت میں مصروف  
 رہتا۔ بزم سور و طرب و سرور کے لئے فرصت نہیں رکھتا۔ اس سبب بادشاہ نے یہ مقرر کیا کہ  
 اس سال سے آگے ہر سال اس جشن کا آغاز عید فطر کے دن ہو اور وہ دس دن تک جاری  
 رہے۔ اس جشن میں جو پیش کشیں پیش ہوئیں اور تمام امراء و اہل طرب کا انعام ہوئی۔ انکی  
 تحریر کو تحصیل حاصل جانکہ قلم کو ان کے ذکر سے آشنا نہیں کرتا کچھ اور دعا تحریر کرتا ہوں  
 بادشاہ سے عرض ہوا کہ براق بیگلتان میں داخل ہوا اور تربت خانہ ضیافت  
 کی اور باغچہ راز و پیلہ و تحائف اسکو دیئے۔ لاہور میں خلیل اللہ خان نے موافق دستور  
 کی رسم و راہ کے زمین ضیافت پر تکلف کی۔ چار سو قابین چاندی کی اور ساکس خوان  
 اور نقلوں کے سوا، عطریات اور لو زما ت کے دسترخوان پر چنے۔ طعا ہما و آتش مع  
 ظروف و نقرہ و آلات و بیش قیمت غوریوں کے ایلچی کے ہمراہ کر دیئے اور بیس ہزار روپیہ  
 نقد اور سات تقو زار چپیش بہا اور انواع مرصع آلات تو وضع کئے ایلچی نے دو دفعہ  
 شاہ اور اپنی طرف سے خربوزہ کاریزا و ارقام میوہ تر و خشک بھیجے۔ وہ بادشاہ کی  
 نظر سے گزرے جب ایلچی بادشاہ کی خدمت میں آیا تو اسنے بائج لاکھ روپیہ قیمتی  
 تحف و تحائف پیش کئے۔ بادشاہ نے روز رخصت تک بائج لاکھ روپیہ نقد و بیش  
 ایلچی کو اور سچاس ہزار روپیہ اس کے ہمراہیوں کو دیکھا اور نامہ کے جواب کے لئے فرمایا  
 کہ بعد ازان بھیجا جائیگا۔ بادشاہ نے سنا تھا کہ حکیمین میں جو اس سرزمین کے مفید  
 کا سرگروہ ہے اور پہلے اس کے فرمانبرداری و خدمت گزاری شاہی کے سبب ہم  
 اس کو لامبت کی زمینداری کی دولت پر پہنچا تھا وہ قطعہ کھانا کھری پر تصرف کرتا  
 وہ اس قطعہ کی حصانت پر ایسا مغرور ہوا کہ اسنے اطاعت شاہی سے انحراف کیا  
 اور صوبہ دار مالوہ پاس آنے سے اور پیش کش مقرر کی کے دیئے سو انکار کیا تر دو بلغا و

بلاق بیگلتان میں

جو اس سرزمین کے مفید

ابراہیم بیگ تھا جسکو سجان قلی خان نے نامہ و تحائف توران کے ساتھ بھیجا تھا۔ تیسرا بیگ بھی تھا جو ایران کے شاہ کی طرف نامہ و گھوڑے لیکر ملتان میں آیا تھا۔ ابراہیم بیگ نے بھی توران کو بعد ملازمت کے گیارہ ہزار روپیہ لکرو پٹکہ مرصع مع خلعت مرحمت ہوا و مرصع تھا جلد بزرگ کیا۔

چونکہ شاہ جہان کے زمانہ علالت سے برائے ملک میں محارب کچے فساد رہتے تھے اور لشکر ادھر اودھر سے آتے جاتے تھے۔ کئی سال سے بارش کا حال بھی یہ تھا کہ کبھی ابتدائی کبھی انتہائی کم ہوئی تو غلہ کی گرانی ہوئی۔ خلق اللہ کے ہوش ٹھنڈے نہ ہوئے غلہ کی قلت اور بے بضاعتوں کی عبرت ہوئی۔ اکثر بزرگے ویران ہو گئے۔ شاہ جہان آدھ میں گردنوں کے کنگال بھر گئے شہر میں پہلے ہی سے فقیر بہت تھے اور ان پرانے کنگالوں اور اضافہ ہوا۔ اب ہر کوچہ و بازار میں فقروں اور بے نو اؤں کے ہجوم سے آدمیوں کو سہہ چلنا مشکل ہو گیا اور خلعت کو جینا دشوار ہو گیا۔ پادشاہ نے یہ حال سن کر حکم دیا کہ شاہ جہان آباد میں سوا سو مقرر بغور خانہ بختہ و خام کے دس اور لنگر خانے جاری ہوں اور دارالخلافہ کے گرد کے قصبوں اور مزاروں پاس بارہ لنگر خانے جاری کئے جائیں اور خدا ترین متدین دارو انیسر متعین کئے جائیں ہر روز ایک سب عمدہ امیرون کو حکم ہو کہ ہر ایک اپنے فرادہ حال اور موافق اپنے مرتبے کے لنگر خانے جاری کرے اور غلہ کی گردآوری کے لئے امداد کے معافی کے لئے چابجا احکام مجدد صادر ہوئی اور مزار اول منصوب ہوئے۔ دارالخلافہ میں سپاہ بہت تھی اس میں سے آدمی اپنے بتول کو روانہ کی گئی جسکی تخفیف غلے کا نرخ اذراں ہوا جو شاہ جہان آباد میں گرانی غلہ کا انتظام ہوا تھا۔ وہی لاہور اور اکبر آباد کے دارالخلافہ میں ہوا۔

اسی فی الحکمہ خلعت حال میں تفاوت ہوا۔

**واقعات سال چہارم ۱۶۶۱ھ**

۶ شعبان ۱۰۸۱ھ کو ہلال رمضان نمودار ہوا ہر سال کے دستور کے موافق

غرض ان اسباب پر یہاں کا مرزا بان مغرور ہوا اور سرکشی و بغاوت کی بعض اوقات  
 صوبہ داروں کی بے چینی اور سست بہتی کو یہاں کا مرزا بان دیکھتا تو وہ ملک پشاہی کی حمایت  
 جو اسکے حدود میں داری کے قریب الجوار ہوتے دست درازی کرتا اور خود سری کر کے  
 صوبہ دار کی فرمان بری نہ کرتا پیش کش اور مرزا بانوں کی طرح برسرِ مہم نہ بھیجتا۔ پادشاہ  
 داؤد خان صوبہ دار بہار کو حکم بھیجا کہ اس ولایت کو تسخیر کرے۔ خان مذکور ۲۲ شعبان کو اس  
 کے کوٹلیون کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا پٹنہ سے جنوب و یہ چالیس کس کے فاصلہ پر پلاؤن ہوا اور  
 بلکہ مذکور سے اس ولایت کی سرحد ۲ کوس ہوا اور وہاں سو مرزا بان ٹھسکن ۵ کوس ہی۔  
 دو قلعے محکم ایک پہاڑ پر دوسرا سرزمین پر ہے ان دونوں قلعے کے نیچے ندی بہتی ہے اور اسکے اطراف  
 و نواحی میں اونچے اونچے پہاڑ اور گھنٹھو جنگل ہیں اور اس ولایت کے متعلق تین تین  
 ہیں۔ ایک گھٹی کہ پلاؤن سے ۲ کوس ہی۔ دوم قلعہ کندہ جو کوٹلی سے سات کوس میں ہے  
 سیوم قلعہ دیوکن کہ کوٹلی سے دس کوس پر ہے ان قلعوں کی حمایت کے سبب یہاں کے  
 زمیندار صوبہ دار سے سرکشی کرتے رہتے تھے۔ شاہجہان کے عہد میں عبداللہ خان فرخ  
 صوبہ دار پٹنہ کی ہر تاب و تدبیر نہ کبھی اطاعت نہ کی۔ پادشاہ کے حکم سے شائستہ خان  
 صوبہ دار پٹنہ اسپر حیدر لکھ گیا صرف اسی ہزار روپیہ پیش کالیا اور کوٹلی قلعہ اور ملک فتح  
 نہ کر سکا اور الٹا چلا آیا۔ یہ حال پہلے لکھا گیا ہے۔ داؤد خان اول کوٹلی کے فتح کرنے کے  
 لئے گیا تو سرکٹون نے خوف کے ماتھے قلعہ خالی کر دیا۔ داؤد خان اس پر قبضہ کر کے شائستہ  
 بند و بست کیا اور اسکے قلعہ کندہ کی فتح پر متوجہ ہوا۔ یہ پہاڑ پر بڑا مضبوط قلعہ ہے اگرچہ  
 کوٹلی سے آٹھ کوس کے فاصلہ پر ہے لیکن اسے سرسگھو جنگلوں سے پڑے اور راہ میں ایک  
 اونچا پہاڑ اور گریوہ دشوار گزار ہے۔ خان نے اول جنگل کے درختوں کو کٹوایا اور راہ کو ہموار  
 کرایا۔ جب ایک کس قلعہ سے راہ بنانی رہی تھی کہ سرکٹون نے اس قلعہ سے بھی فرار کیا۔  
 داؤد خان مع فوج کے آئین داخل ہوا اور اسکو ڈھا کر خاک کی برابر کیا۔ برسات  
 کا موسم آگیا۔ کوٹلی اور کندہ کے درمیان دو گلی قلعے بنوا کر اس میں سپاہ کو رکھا زمیندار

طریقہ اختیار کیا۔ بادشاہ نے راؤ بھگونت سنگھ کو جو کبھی حال زمینداری اور وطن اسکی موت سے فریاد کیا اسکو دفع کرنے کے لئے مقرر کیا۔ اس شخص جاکر قلعہ ناٹھری کو اپنی حریفی و کوشش سے مفتوح کیا اور حکمران کا قتل عام کیا۔

جنیت بندید۔

شاہجہان کے عہد سے مالوہ میں جنیت بندید رہتی کرتا تھا باوجودیکہ سپاہ اسکی شاہ کے لئے مقرر ہوئی مگر اسکی حیات کا شجر قطع ہوا تھا۔ جب عالمگیر کنیر دار الخلافہ کی طرف آتا تھا تو اسنے اپنی بدافعالی کو چھوڑ کر اپنی ندامت ظاہر کی اور ملازمت میں آیا اور ہم کار بنا۔ سفر پنجاب میں داراشکوہ کے تعاقب میں حاضر تھا لیکن اپنی ذاتی بدسرشتی سے حکیم گریز یا گہنگار غلاموں کی طرح بھاگ گیا اور اپنے قریب مکان پر پہنچ گیا اور بدستور سابق اطلاع کی اختیار کی اور شجاع و داراشکوہ کی شورش کے دنوں میں اور زیادہ شوخی کی اور اطراف ان کو ناخست و تاراج کیا۔ اول سبھہ کرن بندید اس کی تنبیہ کے لئے مقرر ہوا۔ مگر اس کی کچھ فائدہ نہ ہوا تو دیہی سنگھ اسکی ہتھیال کے لئے مقرر ہوا۔ جنیت اسکا مقاصد و مقابله نہ کر سکا اور زمینداروں کی پناہ میں گیا۔ لوٹری کی طرح کوہ وغار میں چھپا پھرا مگر گرفتار ہوا اسلرکا کٹ کر بادشاہ کے روبرو آیا اور اسکی شہرہ ہوئی۔

شاہزادہ محمد معظم سے راجہ روپ سنگھ کی بیٹی سے عقد نکاح ہوا۔ بادشاہ نے دولاکھ روپے کے موتی و مرصع آلات شاہزادہ کو دیئے۔ اور سبھہ کی تسلیمات کے وقت اکیلاکھ روپے نقد و غنیمت اسان باساز طلا و مرصع حطائے آتش بازی نے زمین کو گلفشان اور آسمان کو ستاروں سے ڈرفشان کیا۔ اکیلاکھ روپہ کا زیور دہن کو دیا گیا۔ اور کلا و نون کو نو ہزار روپہ لغام ملا۔ ہمارا جہ جو نہت سنگھ کو حکم ہوا کہ احمد آباد سے دکن میں امیر اللامراہیں سیواچی کے ہتھیال کے لئے جلئے۔ اور قطب الدین خان فوجدار جو ناگڈھ کو فرمان صادر ہوا کہ صوبہ دار کے پہنچنے تک وہ احمد آباد سے خبردار رہے۔

ولایت پلاؤن کی مرزبان مورونی چلی آتی تھی اس سرزمین میں قلعے استوار تھے۔ مرزبان ہان بہت بجائے و سوار تھے۔ راہین دشوار گذار جنگل و گریوہ و کوہ سے گھری ہوئی

شاہزادہ محمد معظم کی شادی۔  
دراغ صوبہ ہمارے  
شاہزادہ پلاؤن (پلاؤن) و راجہ صوبہ ہمارے  
شاہزادہ پلاؤن کی شادی۔



یہ پیغام اسلام قبول کرنے کا مرزا بن پاس بھیجا گیا ابھی جواب نہ آیا تھا کہ جنگ کے  
 شہ قینوں نے مخالفوں کے مورچوں کے قریب پہنچ کر لڑائی شروع کی۔ داؤد خان نے جا کر  
 توپ تفنگ سے ہنگامہ جنگ گرم کیا۔ ایک پہرہ دن رہے سے شام تک جنگ ہی۔ ۱۶ تا ۱۷  
 مہرے اور پچاس سوار اور پانچ سو زخمی ہوئے۔ رات ہو گئی۔ تو مخالفوں نے دو برتنیوں  
 لاکر دو چالوں میں نصب کیں اور ان کے صدمے سے چند پانچے اور سواروں کو مارا۔ اس  
 رات کو زمیندار مذکور نے داؤد خان کے پیغام کا جواب بھیجا کہ میں اسلام نہیں قبول  
 کروں گا۔ داؤد خان نے ایک کوچہ پر کہ وہ دشمنوں کا سرکوب تھا قبضہ کر لیا۔ اور  
 اُس پر مورچال بنا کے توپیں جامیں تو دشمن نے اپنے موہے چھوڑ کر حصار کے نیچے  
 برسوجے بھاگے۔ داؤد خان نے دو تین فرسین جنگل کٹوا کر راہ بنوائی۔ غزہ جہاد الاول  
 کو تین جانب دشمنوں پر یورش کی دو پہر تک خوب لڑائی رہی۔ دشمن بہت ماری گئی  
 زخمی ہوئے۔ بھاگ کر پہاڑ اور جنگل میں جا چھپے۔ لشکر شاہی نے ان کا تعاقب کیا حصار  
 شہر مذکور کو جا کر لے لیا اور دشمنوں کو یہاں سے بھی بھگا دیا۔ انہوں نے قلعہ یاہن  
 حصار کوہ میں پناہ لی۔ زمیندار نے اپنے اہل و عیال اشیاء و اموال کو قلعوں میں لگا کر  
 جنگل میں بھیجا اور خود دو نو قلعوں میں تختہ اختیار اور مراسم مدافعت و مقاومت  
 میں قیام کیا۔ لشکر شاہی حصار شہر بندہ میں آکر قلعہ کے دروازہ پاس پہنچا اور ایک رات  
 آگے تک توپ تفنگ سے ہنگامہ جنگ گرم رہا۔ زمیندار رات کو قلعہ سے جنگل میں  
 بھاگ گیا۔ دو نو قلعے پادشاہی فوج میں آ گئے۔ ہندو کوٹھن خانے اور صاحب ذکر  
 و تہلیل سے تبدیل ہوئے۔ اس یورش میں ۶۱ آدمی کشتہ اور ۱۷ آدمی  
 زخمی ہوئے۔ مخالفوں نے بہت آدمی کشتہ و زخمی و اسیر ہوئے۔ خبر آئی کہ مخالف قلعہ کوہ  
 میں جمع ہو گئے۔ داؤد خان نے شیخ صفی کو فوج کے ساتھ روانہ کیا اس نے جا کر محاصرہ  
 کیا۔ اور دشمنوں کو ایسا تنگ کیا کہ انہوں نے یہاں سے بھی فرار کیا۔ قلعہ بادشاہی  
 منہاہ کو ہاتھ آیا۔ داؤد خان نے یہاں انتظام جنگل خان کو سپرد کیا اور

اذوقہ ورسد کے سامان بہم پہنچانے کا انتظام کر لیا۔ جب برسات ختم ہوئی تو پلاؤن کی  
 تسخیر کا ارادہ کیا۔ مرزبان نے اپنے وکیلوں کو بھیج کر عرض کیا کہ میں اطاعت کے لئے حاضر ہوں  
 اور جو پیشکش مقرر کی جاوے گی میں اُسکو ادا کروں گا۔ پٹنہ کو الٹا چلا جا۔ مگر خان نے کچھ نہ مانا  
 سوہرے رجب الاول اس شائستہ آئین سے مقصد کی طرف روانہ ہوا۔ کہ مرزا خان تین سو  
 سوار اور دو سو پیادے بندوچی لیکر ہراول بنا بہادر خان ساٹھ سواروں اور تین سو  
 پیادوں کو لیکر برانغار اور شیخ ناما خان برادر زادہ داؤد خان پانچ سو سوار اور راجہ بہروز  
 چار سوار اور پندرہ سو پیادے لیکر برانغار بنا۔ داؤد خان خود دہرار سوار کے قریب آئے  
 اور اپنے پانچ سو تارے تاجین چنداویلی میں مقرر کئے اور ایک گروہ انوہ تہداروں کا بھیجا  
 کہ وہ قلعے تک جنگلوں کو صاف کر کے راہ مصفا وسط بنائیں اور مناسبت مقاموں میں تھانے  
 مقرر کئے اس لشکر نے نوروز میں دس کوس طے کئے اور موضع نرسی میں آیا جہاں سے قلعہ  
 پلاؤن کی مسافت سات کروہ تھی۔ زمیندار آنکر داؤد خان سے مصالحوہ کی تمہیدیں  
 کرتے تھے اور پیشکش بھیجتے تھے مگر خان مذکور کچھ نہیں سنتا تھا۔ جب کہ نرسی میں آیا تو مرزبان  
 پلاؤن اپنا وکیل سورت سنگھ جو اسکا مدار علیہ تھا دوبارہ داؤد خان پاس بھیجا  
 عجز و زاری کا اظہار کیا۔ فرمان بری و خدمت گزاری کے قبول کرنے کو عرض کیا۔ اس  
 کام کے لئے راجہ بہروز کو واسطہ بنایا اکیلا کھر و پیہ میں کش دینا بادشاہ کو اور یہی  
 ہزار روپیہ دینا داؤد خان کو قبول کیا۔ داؤد خان نے اس مقدمہ کو بادشاہ پاس  
 بھیجا اور جواب کے انتظار میں چند روز توقف کیا کہ خبر آئی کہ معاکر سے سات کروہ پر  
 دشمن نے رستہ غلبہ پر ہاتھ مارا۔ اگرچہ اس واقعہ کے بعد زمیندار نے پیشکش کے روپیہ میں  
 پچاس ہزار روپیہ بھیج دیا۔ لیکن غارتگری کی ایسی ناہنجار حرکت کی کہ داؤد خان آگے  
 بڑھا۔ اہل قلعہ نے دھائی کوس قلعہ سے آگے آنکر مورچاں باندھے۔ بادشاہ کا حکم داؤد خان  
 کی عرضداشت کے جواب میں آیا کہ اگر مرزبان پلاؤن اسلام اختیار کرے تو پیشکش  
 لے کر اسکا ملک مہی کو دیدوار اور گروہ اس سے انکار کرے تو بدستور اپنا کام کرے۔

اپنے وزیر بھولانا تھ کو بھیج کر تصرف میں لانا چاہا۔ اُس وقت آسام میں جی دھنگا  
 راجہ تھا جو وسعت ولایت و فرونی دستگاہ قدرت و کثرت جمعیت لشکر اور زوری  
 خیل و حشم و بسیاری نوارہ و توپخانہ و فیلان جنگی میں راجہ کوچ بہار پر فوقیت  
 رکھتا تھا اُس نے جب شجاع کی شور انگیزی کا حال سنا اور بھیم نرائن کے ارادہ پر مطلع  
 ہوا کہ کامروپ کی تسخیر کا ہے تو اس نے آسامیوں کا لشکر عظیم نوارہ اور توپ خانہ  
 کو دریا و خشکی کی راہ سے ولایت کامروپ میں متعین کیا۔ لطف اللہ شیرازی مہمان کا  
 فوج جدا تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ دونوں طرف سے سیلاب آ رہا ہے اور فوج میں تفاوت  
 کی تاب نہیں اور کمال و رسد کی امید قطع ہے تو صلاح اندیشی بھان سے نوارہ کی  
 سے جہانگیر نگر چلا گیا۔ بھولانا تھ وزیر بھیم نرائن آسامیوں کے قصد سے مطلع ہوا۔  
 اسکو یقین تھا کہ میں آسامیوں پر غالب نہیں ہو سکتا وہ بھی چلا گیا اور آسامیوں کا کوئی  
 مانع و متنازع نہیں رہا۔ ولایت پادشاہی پر وہ قابض ہوا اور اس دیار کی رعایا کو  
 اسیر کیا۔ شجاع اپنے حال میں خود گرفتار تھا وہ اسکا علاج کچھ نہ کر سکا۔ آسامیوں نے  
 دلیر ہی کر کے اور آگے قدم بڑھایا اور بغیر کسی مانع کے حوالی پر گرنہ کمری باری پر کیے۔  
 سے بچ نکل رہا تو تصرف ہوئے اور موضع مست ساہ (مہت سدا) میں کہ گری باری کے  
 قریب اپنا تھانہ بنایا اور ایک جمع کثیر کو اسکی محافظت کے لئے مقرر کیا۔ جہانگیر کے عہد  
 میں بھی ایسی جرأت اشامی کر چکے تھے کہ ولایت پادشاہی پر تاخت کی تھی اور  
 ستیا بکر کو حوالی جھدر سے سات آٹھ ہزار سواروں کے ساتھ اسیر کر کے لے گئے تھے۔  
 اور شاہ بھان کے اوائل جلوس میں چہرہ دستی کر کے شیخ عبد السلام فوجدار ناجو گوٹھی  
 چلو کے حاکم آسامیوں کو دستگیر کر کے لے گئے تھے۔ اس مدت میں حکام بنگالہ میں کسی کو  
 آسامیوں کی تادیب کی توفیق نہیں ہوئی مگر میر عبد السلام مخاطب اسلام خان  
 کو کہ اس نے اپنی صوبہ داری کے زمانہ میں شاہ بھان کے عہد میں اشام کی تسخیر اور  
 آسامیوں کی تنبیہ کا ارادہ کیا۔ اور اپنے بھائی سیادت خان کو لکھ کر

خود پٹنہ میں آیا۔

شاہ جہان کے پاس سو چٹخان سوا لاکھ روپیہ کے جواہر لایا۔ دوم جب کو  
خلیل اللہ خان کا انتقال ہوا۔ بادشاہ نے سوم کے روز جاکر اسکے سو گواروں کی  
تسلی و دلجوئی سے نوازش فرمائی۔ اسکے بیٹوں میرخان روح اللہ خان و عزیز اللہ خان  
اور اسکے بھائی و زار دون سیف الدین افتخار خان و ملتفت خان و بہاء الدین اور اسکے  
داماد سیف الدین کو خلعت فاخرہ دیکے اور اسکی بیٹی و بیوی کا بچاس ہزار روپیہ لانا  
مقرر کیا۔ اور بیٹوں اور داماد کا اضافہ منصب کیا۔ ۶ رجب کو شاہزادہ محمد اکبر کا  
ختمہ ہوا۔ اس سنت کو بادشاہ نے ادا کیا۔ بوداق بیگ کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ  
شاہ ایران کو پان کھانے کی طرف رغبت ہے اسلئے اس پان پان بھیجے خواجہ  
احمد علی کو ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ کے قرین پیکر نصبت کیا۔ غرہ شجیان کو بنگالہ سے  
شجاع کے اسی ہاتھی بھیجے ہوئے۔ اور پلاؤن کی غنائم میں سے دو ہاتھی نظر اشرف سے  
گزرے۔ بادشاہ نے ڈیڑھ سو کھانگ شکار کئے۔ خضر آباد درہالیوں کے مقبرہ کے پاس  
شاہی مکانات بنے ہوئے تھے۔ میں باور کا دام لگا کے شکار کھیلا۔ تین سو بچپن ہرن  
مارے۔ اس شکار میں بادشاہ کو اپوزحم کے سبب خیال آیا کہ ان بے زبان حیوانوں کا  
شکار کر کے ظلم کرنا نہیں چاہیئے اسلئے اسنے شکار کو اور جانوروں کے قید کرنے کو منع کر دیا  
جتنے جانور جاں میں پکڑے گئے تھے کو بچھوڑ دیا۔ جب جہان کی علالت کے سبب  
ملاک میں چاروں طرف شوہش ہوئی اور سرکشوں نے سر اٹھایا اور شجاع نے بنگالہ میں  
اپنا سکھ جایا تو بھیم نرین زمیندار کو ج بہار نے سرکشی کی جو اس سانحہ سے پہلے بادشاہ کا  
مطیع فرمان پذیر تھا اور ہمیشہ بیشکس بھیجا رہتا تھا اور گھوٹا گھاٹ پر چل گیا اور عیاد کی  
صغیر و کبیر کی ایک جم کثیر کو اسیر کیا۔ جہن اکثر مسلمان تھے اور انکو اپنی ولایت میں  
لے گیا اور اس ناحیہ میں بڑی خرابی مچائی۔ ولایت کام روپ جو عہد بارت باجو اور  
گورکھی اور اسکے توابع سے ہے اور قدیم زمانہ سے ملاکھ سہ میں داخل تھی اسکو

۱۵۴-۱۵۵

شاہ جہان عورت نظر خان کی تہذبات ملتا سام کی فتح ملی۔

اشامیون کی اس حرکت کو حیلہ وری اور ترویر جان کر نہایت احتیاط کی کہ جہاں لڑنے کے چار منزل جا کر ٹھہر گیا۔ خانخانان نے اسکو آگے جانے کے لئے تاکید کی تو بھی اسی طرح بکھڑا نہ ہوا تو رشید خان کے کوکیون یوسف خان و آغرخان نے جا کر کمری باری و اور بیرگناں پر تصرف کیا تو اشامیون نے خالی کئے تھے۔ تو رشید خان موضع رنکامانی کی طرف چلا جو کامروپ کے توابع میں ہے۔ اشامی رشید خان کے آگے بڑھنے میں قتل کرنے سے خیر ہوئی اور انہوں نے دوبارہ کامروپ کے تصرف میں لسنے کا ارادہ کیا تو پختانہ و نوارہ اور آلات نیرد بہت سے سامان کے ساتھ بھیجے۔ رشید خان اس کے دفع کرنے کا سامان موجود نہ تھا وہ رنکامانی میں مقیم ہوا اور خانخانان کو حقیقت حال پر مطلع کیا۔ سبحان سنگھ مجیم نرائن کی تنبیہ کے لئے معین ہوا تھا جب اس نے دیکھا کہ کامروا کی کچھ نہیں ہوتی تو وہ بھی ولایت کوچ بہار کی ایک بن کی دیوار میں ہو بیٹھا اور خانخانان کو اصل حال سے اطلاع دی۔ خانخانان نے ان دونوں کا یہ حال دیکھا تو وہ خود نوارہ اور توپ خانہ اور بنگال کی افواج لے کر ان دونوں کو کچھ سرخجام دینے کا عزم ہوا اور بادشاہ پاس بنی درختوں میں جیت بادشاہ نے ان کے موافق تمام لشکر کو جو شجاع کی ہم میں گیا تھا حکم صادر کیا کہ وہ سب جہات مذکور میں شرائط مفت و مرافقت کو بجا لاکر خانخانان کی صلاح و صوابدید سے باہر قدم نہ رکھیں۔ جب برسات ختم ہوئی اور بانی کی طغیانی دور ہوئی تو ۱۸ ربیع الاول ۱۰۸۰ء کو خانخانان خضر پور سے سرکھون کے استیصال کے لئے روانہ ہوا۔ نوارہ دو تھائی ساتھ لیا۔ اور باقی جہانگیر کی چھوڑا اور بادشاہ کے حکم کے موافق اکر نگر کی حراست مخلص خان کو اور جہانگیر نگر کی حفاظت احتشام خان کو تفویض کی۔ اور سید اختصاص خان اور راجہ امر سنگ زوری کو اور عمدہ منصبین ان کو احتشام خان کا کوکی مقرر کیا اور ہمت خالصہ متواضح دیوان بھگوانی داس کو سپر ہوئے۔ اور نوارہ کا اہتمام محمد مقیم کو عوالہ ہوا۔ جب خانخانان معظم خان موضع ہری تہ میں آیا جو بادشاہی ملک کی سرحد ہے تو اس

ساتھ اس طرف کھینچا تھا کہ وہ خود بنگالہ کی صوبہ داری سے بدل کر وزیر مقرر ہوا۔ اور  
 اسکی جگہ شاہزادہ شجاع مقرر ہوا۔ جسکو تمام مہم کی توفیق نہی اور لشکر شاہی موضع  
 کھلی سے جو آسام کا دھند ہے آگے نہیں بڑھا۔ جب سال سوم جلوس ماہ رمضان میں  
 شجاع رننگ میں گیا۔ اور اسکے تعاقب میں خانخانان جہانگیر نگر میں آیا۔ پورا راجہ  
 اشام نے اسکے خوف کے مارے اپنے وکیل کے ساتھ معذرت نامہ خانخانان میں بھیجا  
 اور اس میں لکھا کہ کوچ بہار کا زمیندار جیم نرائن مجھ سے خصومت رکھتا تھا اسنے آیام  
 مشورۃ انقلاب میں ولایت بادشاہی پر دست تعرض دراز کیا اور ولایت کا حق  
 پر جو قدیم آیام سے آقام تعلق رکھتی تھی متصرف ہونا چاہتا تھا۔ میں نے اسکو تصرف  
 سے باز رکھا اور ان حدود کو اپنے ماتحت کر لیا۔ اب جس شخص کو آپ سطر متعین  
 اسکو یہ ولایت سپرد کر دوں۔ خانخانان نے باقتضا اصلاح اندیشی اس وقت  
 بظاہر اسکی معذرت کو قبول کر لیا اور وکیل کو خلعت دیکر واپس کیا۔ رشید خان  
 سید نصیر الدین خان و سید سالار خان و آغ خان کو متعین کیا وہ جا کر ولایات  
 بادشاہی کو اشامیوں کی قرار دلو کے موافق اپنے تصرف میں لائیں اس نئی مہم نرائن  
 نے لشکر شاہی سے خوف کھا کر عفو تقصیر کی درخواست کی اور اپنا وکیل بھیجا مگر اسکی  
 مرادیب گوشمالی واجب تھی خانخانان نے درخواست کو بغیر یہ طے فرمایا کہ وکیل دست  
 میں جا کر سو کوڑے کھانے کی تکلیف اٹھائے یا نوشتہ زہر مار کر کر نو شجان کرے وکیل نے  
 نوشتہ کو چرب قلمہ جان کر نو شجان کیا اور استراحت خانہ زنجیر میں پھانسیلا کر  
 راجہ سجان سنگ بندیلہ کو بندہ سے بادشاہی کے فن کے ساتھ اور مرزا بیگ  
 اپنے آدمی کو اکابر سوار تانبیوں کے ہمراہ بھیجا کہ جیم نرائن کی تنبیہ کریں و ولایت  
 کوچ بہار کو تخیتر جب اشامیوں نے سنا کہ رشید خان افواج کے ساتھ کامروپ  
 کی طرف روانہ ہوا ہے تو انہوں نے قول پر گنہ گری باری اور چنداود پر گنوں کو  
 خالی کیا اور آخر کو آب تپاس تک لایات بادشاہی کو چھوڑ دیا۔ رشید خان نے

نکل کر دریا بہیم پیر سے ملحق ہوتا ہو۔ سلخ برج الثانی کو راجہ سجان سنگھ اور اسکاٹک بھی  
 خانخانان سے آن ملا۔ غوغہ جمادی الثانی کو راہ مذکور کی حفاظت جو جماعت کرتی تھی  
 بھاگ گئی۔ اس راہ میں ہاتھی و تبرداروں کے پیچھے آگے آگے حالت اور جنگل کے درختوں کو  
 توڑ کر راہ بناتے۔ بڑی مشکل سے لشکر اس طرح راہ کاٹتا۔ راہ میں ایک جوڑی عظیم رودائی  
 ایک جگہ پایا دریافت کی گئی وہاں سے لشکر مایا بنیستان سے لشکر نکل کر گام پیر چلایا  
 یہاں کے محافظ ڈر کر بھاگ گئے آل میں لشکر داخل ہو کر کوچ بہا کے قریب آیا جہیم زین  
 اس آل کے بھروسہ پر سرکشی کرتا تھا جب وہ ہاتھ سے گیا تو لشکر شاہی کے پیچھے تھوڑے  
 پہلے وہ کوچ بہا سے بھاگ گیا اور اہل و عیال و اموال کو ساتھ لے گیا اور کوہ بھوٹان میں  
 پہنچا بھولانا تھا اسکا وزیر اسکی صواب دید و اشارہ سے پانچ چہ ہزار سپاہیوں کے ساتھ  
 کوچ بہا کی مغرب یہ سمت میں گیا جو درہ کوہ موزگام میں چلا اور بڑے بڑے جنگل  
 اس کے گردین اس خیال سے یہاں آبا کہ جب کر شاہی گزرے تو فرصت کے وقت وہ قریبی  
 کہے اور شورش مچائی۔ دہات و کھیتوں و غلوں کو جلائی۔ رعایا کو بھگا کر اویش کر شاہی  
 میں آذوقہ نہ پہنچے دے ششم جمادی الاولیٰ کو حوالی شہر میں سپاہ اسلام کا نیم لگا۔  
 شہر ملا تردد سیف و سان کے تصرف میں آیا۔ ابتداء میں شہر کے اندر جس کی کچھ ہاتھ  
 آیا وہ لے گیا۔ بعد ازاں سید محمد صادق صدر بنگالہ کو خانخانان نے حکم دیا کہ حاجا بخود  
 اہتمام کر کے قطع ایسا انتظام کرے کہ کوئی شخص عایا کے مال و عیال پر دست درازی  
 نہ کرے اور راجہ جہیم زین کے مال و اسباب کو جو ہاتھ آئی ضبط کرے بت شکنی و جوا  
 احکام اسلام میں مشغول ہو۔ سید مذکور نے خوب اہتمام کیا کہ وہاں کے باشندوں کے  
 احوال کا کوئی متعرض نہ ہو۔ سیاست کے لغو عارت پیشوں کے واسطے قطع بدو کوثر  
 و بیٹی کا حکم دیا گیا۔ رعایا و غوباکے جان و مال کی امان کے لئے کسی میں مشغول ہوا۔  
 اور بت کلان نرائن کے سر اور روے کو کلنگ کی ضرب اور بازوے اسلام  
 قوت سے توڑا بھر اور بتوں کے ہاتھ پاؤں کے کڑے کئے۔ بتخانوں کی جھونپڑیاں

سرمین کے واقف کاروں سے تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ کوچ بہار کی چلتی ہوئی  
 راہیں میں مشہور ہیں۔ ایک لایت موزنگ کی سمت دوم ملک پادشاہی کی جانب سے  
 دورا بن جنین سے ایک ماہ دور ہے۔ دو عبارت ایک ریند محکم اس سے ہے وہ ایک لایت  
 مرتفع بند کے اوپر جھکوا لے لک لک اکتھوین قدیم الام سے بنایا گیا ہے اور اس بند عالی  
 شہر کوچ بہار اور اسکے کچھ بڑے چھوٹے اسکا دور ۲۴ کروہ ہے اور اس بند کے اوپر  
 سب طرف ایک جنگل جتنے بنس و بیدا اور درخت ایسے بلند و متنوع اور گھنے ہیں  
 اور انکی شاخیں ایسی باہم لپٹی لپٹائی ہیں کہ چور کا گذر بھی مشکل سے ہوتا ہے کسی جگہ اس  
 بند پر دراورد بند کمال مستحکم ہیں اور ان پر بڑی بڑی توپیں اور زینور کین و ضرب زن  
 ادوات بیکار چنے ہوئے ہیں۔ مردان کار اور ہوشیار ہر ایک کی حفاظت کے لئے متعین  
 ہیں اور ان دو بندوں میں سب بڑا ایک وار ہے کہ راہ مذکور کے محاذی جاتی ہے  
 اور اس در بند کے گرد ایک چوڑی و گھیری خندق کھودی گئی ہے ولایت کوچ بہار کی  
 راہ متعارف ہی ہے اور اگر در بند مذکور مفتوح ہو جائے تو پھر کوچ بہار تک کوئی  
 مانع نہیں لیکن اس کا فتح کرنا آسان نہیں ہے۔ دوسری راہ گھوڑا گھاٹ ہو کہ زنگا مائی کے  
 متصل ہے۔ اس بند کا عرض اس طرف کمتر ہے لیکن اس راہ میں عظیم و عمیق دشوار گزار نالے  
 ہیں اور جنگل خطرناک ہے۔ درخت ایسے گھنے ہیں کہ ہوا کے پائون میں کبھی زنجیریں پڑتی ہیں  
 خاردار درختوں کی یہ کثرت ہو کہ چور کے وقت باد کے دامن گیر ہوتے ہیں ان دور ہوں  
 کو اس طرح بند کیا ہے۔ ایک دور راہ مشہور ہے وہ ملک پادشاہ کی سمت جاتی ہے۔  
 جبکہ اس طرف کی آل عرض و ارتفاع اور اطراف کی نسبت کمتر ہے لیکن کوچ بہار کے معبرہ  
 ملک سب جگہ جنگل و بیشہ بہر دار سانہوں و اونچے درختوں سے بھرا ہوا ہے اسکی محفلت  
 بھیم نرائن نے اس خیال سے نہیں کی کہ وہ جانتا ہے کہ شکر شاہی کا معبر اس میں نہیں ہو سکتا  
 اسکے تراکم اشجار اور طیت راہ سے خاطر جمع ہے۔ خانخانان نے یہ راہ اختیار کی وہ  
 لشکر کے ساتھ بری تلہ سے چلا اور یہ مقرر کیا کہ نوارہ اس نالہ میں چلے کہ گھوڑا گھاٹ



وہاں آسنے آدھی رات کو اُسکو اور اُسکے ہمراہیوں وزن و فرزند سمیت گرفتار کر کے  
 مراجعت کی بھیجیم نرائن نے جب سنا کہ لشکر شاہی اُسکے پیچھا آتا ہے تو وہ دھرم راج مرزا  
 بھوٹنٹ سے اجازت لیکر پہاڑ کے اوپر چلا گیا اس پہاڑ کی چوٹیوں پر سوار پیادہ کے کوئی اور  
 مشکل سے بھی نہیں چڑھ سکتا تھا لشکر شاہی اس کوہ کے نیچے آیا۔ ایک ہاتھی اور کچھ گھوڑے انور  
 اسکے ہاتھ آئے۔ اور ایک کوہی آدمی کو پکڑ لائے۔ وہ قوی ہیکل و سرخ و سفید اور اسکے سر کے بال سیاہ  
 زرد تھے۔ منہ اور گردن کی اطراف پر چھوٹے ہوئے تھے سوار سفید دھوئی کے کچھ اور کپڑا  
 اسن پاس نہ تھا۔ کہتے ہیں کہ زن و مرد اس وضع و لباس سے زینت کرتے تھے۔ اس کی  
 زبان کوچ بہار کے آدمیوں سے ملتی تھی اُس نے خانخانان سے کہا کہ اگر مجھے مرزا  
 بھوٹنٹ کے نام خط لکھ کر دیجئے تو میں اُسکا جواب لا دوں گا۔ خانخانان اُسکے آدمی کو  
 جان کی امان اور خلعت دیکر دھرم راج مرزا بھوٹنٹ کے نام پروانہ لکھ دیا جسکا  
 مطلب یہ تھا کہ بھیجیم نرائن تیری پتاہ میں آیا ہے تو اُسکو بھیج دے یا اُسکو اپنے وطن  
 باہر نکال دے۔ بھوٹنٹ اس پروانہ کا جواب یہ لایا کہ میرے استصواب بغیر بھیجیم نرائن اس  
 کو ہستان میں آیا۔ ناخواندہ جہانوں کو ضرر پہنچانا اور خارج کرنا مروت سے خارج  
 کو ہستان بھوٹنٹ سرسبز ہے وہ کوچ بہار کے شمال میں پندرہ کوس پر ہے اسکی  
 چوٹیاں برف سے ڈھکی رہتی ہیں۔ وہاں یرمیوے ہوتے ہیں۔ امرود و سیب وہی  
 اور اسی طرح کے سرد میوے شیریں اور یریزین اور ہوتی ہیں ہاتھی، گونٹ اور شکر  
 اور ایک قسم کا پشمینہ جسکو بھوٹ کہتے ہیں اور بری کہ ایک بار چہ گندہ ہوتا ہے اور  
 سے بنا جاتا ہے اور فرش کے کام میں آتا ہے ریگ شونی سے کچھ فقرہ و طلا بہم پہنچتا  
 ہے۔ اس کو ہستان کا زمیندار دھرم راج ایک بوڑھا معمر متاضحیت پرور  
 انصاف پیشہ ہے وہاں کے آدمی اس کی عمر ایک سو بیس سال کی بتاتے تھے مولے  
 کیلہ و شیر کے اسکی غذا کچھ نہ تھی۔ رحمت کے ساتھ بہت رفق و مدار کرتا تھا اسکے  
 حوایت میں ایک تندرود عمیق کم عرض ندی جی بھتی بجائے پل کے تہنین زنجیریں اسکے

چڑھ کر ہر طرف دین محمدی کی اذان کا آواز دے ایسا بلند کیا کہ اس مرزو بوم کے ہوش  
 باختون میں ترزل ل آیا۔ مکر تاراج اور غارت کی ممانعت کی گئی۔ دل باختہ رعایا اور  
 مقدموں کا نوین صمدے امن امان پہنچی جو جماعت بھاگ گئی تھی اسکے گھر اور اسکے  
 مال کی گرد آوری میں بطریق امانت زیادہ تاکید و احتیاط کی گئی۔ باوجود دارالحرب  
 کے سیالار نیک سیرت نے رعایا کے حال و مال و خیال پر ترجمہ کیا تو اسکی خبر کے منتشر ہوئیے  
 ہر صنف و قوم کے آدمی گروہ کے گروہ آئے شروع ہوئے ویران گھر آباد ہو گئے۔  
 لاشن نراین پھیم نراین کہ باسے ناراض تھا فرصت وقت کو غنیمت جان کہ خانخانا  
 کی ملازمت میں آیا اور سلمان ہو گیا۔ پدر اور وزیر کی گرفتاری کے لئے رہنمونی کرنے  
 لگا۔ خانخانان نے کچھ آدمیوں کو اسکے ہمراہ کیا لکھیم نراین کا تعاقب کرین جو دامنہ  
 کوہ بھولانا تھے کہ لکھیم نراین کی جو اس سرزمین کی خصوصیات پر مطلع  
 تھا بھیجا کہ بھولانا تھے کہ گرفتار کر کے لائی جو موزنگ کے دامن کوہ میں چھپا تھا اور شوگرنگی  
 کی تلاش میں تھا۔ اور رعایا کی تسلی و استمالت ایسی کرے کہ وہ اپنے مساکن میں آں کہ  
 آباد ہوں۔ فرما د خان کو اہل و گروہ کے ساتھ دوسری سمت میں اسی مطلب کے  
 لئے بھیجا۔ کارشناسی و تدبیر کے حکم سے اشارہ کیا کہ بانی واری اور بند کی عمارت  
 کو منہدم کرین۔ اسکے ہر طرف سو گز جنگل کو کاٹ دین اور اسکے دو طرف درختوں کو  
 چھانٹ دین چھوٹی بڑی ایک سو چھ توپ اور ایک سو پچپن زنبورک وراچکی اور بہت  
 سی اور بند و قین اور آلات توپ خانہ و ادوات پیکار لکھیم نراین کے انتقال و  
 احوال کش کرنا ہی تصرف میں آئے۔ جہانگیر کو اسباب توپ خانہ روانہ ہوا۔  
 فرما د خان جو بھولانا تھے کے تعاقب کے لئے معین ہوا تھا وہ رسم نگاشی بجا لاکر  
 اوس کے پیچھے اس جگہ تک گیا جہاں سوار جاسکتا تھا کچھ اسکے گھر سے باہر  
 لایا جو وہ چھوڑ کر جنگل میں بھاگ گیا تھا۔ سات روز بعد مراجعت کی۔ اسفندیار  
 نے جاسو من کو بھیجا کہ بھولانا تھے کا پتا لگایا وہ جنگل میں سانپ کی طرح چھپتا تھا

ایک جزو نرائین ہو۔ اہل دیار جس بت کی پرستش کرتے ہیں اسکا نام نرائین ہو۔  
ہندو یہاں کے زمینداروں کا اعتقاد عظیم کرتے ہیں اور راجہ کو بزرگ اجاؤن کی  
اولاد میں جانتے ہیں جو اسلام سے پہلے تھے۔ یہاں کا راجہ سونے پر سکھ لگاتا ہو  
جسکا نام نرائینی ہے۔ یہاں کے راجہ کی طبیعت عیش و عشرت و خود رانی و زہر  
زینت کی طرف نہایت مائل ہے۔ مستی و ہوا پرستی میں زندگی بسر کرتا ہے۔  
کبھی لب کو ساغر کے لب سے اور ہاتھ کو صراحی کی گردن سے نہیں اٹھاتا۔ اسکا کاخ و  
گوبون کے سروں سے بھرا رہتا ہے۔ ملک کا نظم و نسق اپنے وزیر بھولا ہاتھ کو سپر کرکھا  
ہے جو حکومت کے کام میں کم مشغول رہتا ہے اور عمارات و لٹینیں و مسکن عالی میں  
دیوان خانہ و خلوت و حرم و خواص پورہ و حمام و باغچہ و نہر و فوارہ و آبشار و قبرستان  
خوش طرح کمال زینت و تکلف کے ساتھ بنائے ہیں شہر کو چ بہار طرح داری و قریب  
کے ساتھ آباد ہوا ہے۔ کوچوں میں خیابان ہیں اور ناگسیر کچنال کے درخت نہایت  
خوش بزرگ و موزون گل لگائی ہیں۔ اس سرزمین میں بڑا نقص یہ ہے کہ یہاں کچ آویٹوں  
کا نہال جمال کی بہا سے بہرہ نہیں رکھتا قصدا کے دیہاتوں نے وجاہت و زیبائی کا  
نظم اس قوم کی صورت میں نہیں بویا ہے۔ گویا مصور صنع نے اس گروہ کی شبیہ کشی  
صورت انسانی کی چہرہ کشی کا قصد ہی نہیں کیا ہے۔ سب چھوٹے بڑے رشتہ رو  
ہیں۔ مگر سرفام و کچھ گندم گون قوم مسیح میں بعض آدمی سفید رنگ ہوتے ہیں اور وہ  
مزارع ہوتے ہیں اور ساہی بھی۔ انکے حربے تیر و تفنگ ہیں۔ انکے تیروں کے پیکان  
اکثر زہر لود ہوتے ہیں۔ انکے زخم سے زخم پر آس ہوتا ہے جسے مجروح ہلاک ہوتا  
ہیں۔ اسکا علاج کسیر و پان کھانے و طلا کرنے سے ہوتا ہے بعض کہتے ہیں کہ بانی پر  
ایک نتر پڑھو کے اسکے پیسے آرام ہوتا ہے۔ اس یورش سے اصل مطلب یہ تھا  
کہ ولایت آشام کی تسخیر و اشامیوں کی تادیب و تنبیہ ہو اسلئے اس کے ہتان کی تسخیر  
اور اسکے بھرمراج کے استیصال کو اور وقت پر موقوف رکھا اور آشام کی غزیت

عوض میں میخ اور درختوں کی تنج سے باندھتے ہیں اور اسی طرح دوسری زنجیر اس کے اوپر آدمی کے قد کی برابر اونچی لگاتے ہیں۔ آنے جانے والے تنجے کی زنجیر پر پاؤں اور اوپر کی زنجیر پر ہاتھ رکھ کر عبور کرتے ہیں ہا حال و انتقال اور ٹانگوں کو اسی طرح دریا سے پار اتار کر لے جاتے ہیں۔

نہر کا حال۔

کوچ بہار کی ولایت بنگالہ کے شمال و مغرب اکل بشمال واقع ہے اس کا طول شرقاً و غرباً ابتدا پر گنہ بھتیر بند سے کہ ملک پادشاہی میں داخل ہے یا گنگاؤں تک کہ ملک بوزنگ میں ہو ۵۵ کروہ جری اور اس کا عرض جنوباً و شمالاً پر گنہ تاج مات سے کہ مالک محروسہ میں ہو نو سکیہ تک کہ کھوٹا گھاٹ سے متصل ہے پچاس کروہ جری ہی یہ ولایت بلاد شرقیہ میں ہو۔ نہر بہت وصف و لطافت آب ہوا و فوہر یا جین از بہار و کثرت بسا تین اشجار و خرمی و دلکشائی و فیض بخشی و فرح افزائی میں امتیاز رکھتی ہے۔ ہندوستان و بنگالہ کے فواکہ و اشمار مثل انبہ و کیلہ و اتناس و کونہ نہایت خوب ہوتے ہیں۔ اس سرزمین میں فلفل گرد کے درخت بھی بہت ہوتے ہیں۔ اس ولایت میں جو اندر کی طرف بند ہے اس کو بھتیر بند اور جو باہر کی طرف بند ہے اس کو باہر بند کہتے ہیں۔ ایک بیا عظیم اور مختصر نہر بن زمین داخل ہوتی ہیں اور وہ اوریا نول اور دریاؤں کے ساتھ جو اور جابون سے آتے ہیں مل کر دریا سکوس میں داخل ہوتی ہیں۔ یہ دریا سمت آشام میں کوچ بہار کے منہا بہر ہے۔ برسات کے دنوں میں کئی ندیاں پایا بہن ہوتی۔ برسات کے بعد بعض ندیاں پایا بہ ہو جاتی ہیں۔ اکثر ان کی تھامیں سنگریزے ہوتے ہیں ان کا پانی بہت میٹھا ہوتا ہے۔ باہر۔ بند میں پانچ چکے ہیں۔ ان میں ۷ پر گنے ہیں اور بھتیر بند میں بارہ پر گنے اور اس ولایت کا محصول دس لاکھ روپیہ ہے اس ملک میں دو قومیں آباد ہیں ایک میچ ہے برگناٹ بھتیر بند میں۔ اور دوسری قوم کوچ باہر بند میں رہتی ہے۔ کوچ بہار کی وجہ تسمیہ یہی ہے۔ دو قومیں بت پرست ہیں۔ مجیم نرائن کوچ کی قوم میں سے ہے اسکے باپ دادا کے نام کا

اگرچہ منزل خط ناک است و مقصد ناپید نہ پہنچ رہے نیست کورائست پایان غم مخور  
گورادہ میں یہ تکالیف یقین کر لیں کہ جہاد کے شوق نے سب سے اسکو راحت گنتا ۲ جمادی  
جوگی گھپہ کی منزل گاہ پر سپاہ پہنچی۔ اس جوگی گھپہ کی وجہ شمشیر یہ تھی کہ ایک جوگی دنیا کو چھوڑ  
کر یہاں ایک غار میں بیٹھا تھا ہندی زبان میں غار کو گھپہ کہتے ہیں۔ یہاں سے گورائست  
ایک ممالک محروسہ کی سرحد قدیم ہو چالیس کروہ مسافت ہو۔ یہاں سے ناگر گائون ایک  
ماہ کی راہ ہے جو راجہ آسام کا کلن اور دارالملک ہے۔ اشامیون اس پہاڑ کے دامن میں کہ  
دریائے منسل ہے یہ قلعہ بنایا ہے جسکی دیوار کا عرض سچے نو گز اور اوپر پانچ گز ہے اور کا  
دور حصار کے اندر زیادہ ایک کروہ سے ہے اور اس کے برج بڑے مضبوط ہیں۔ دیوار کا ارتفاع  
جانب غریب میں قلعہ کوہ تک ہے۔ یہی شاہی سپاہ کے برسر راہ تھی اور دیوار سے ایک کئی  
ہتھیر پر گڑھے کھود کر انہیں سخت تر بنائیں کی جنکو یہاں کے لوگ بھالچہ کہتے ہیں گاڑی ہیں  
اور ان کے پیچھے قریب ڈھائی تیر کے انداز کے کنار خندق تک سطح زمین پر بھالچے گاڑی ہیں۔  
اور اسکی خندق عمیق میں بھی جبکہ عرض تین گز تھا اسی طرح کے بھالچے اس میں گاڑے ہیں  
دریاء برہم تیرا سکی سمت جنوبی کا محیط ہے۔ جانب مشرق میں دریاء بناس ہو جو اس کے  
کے نیچے گزر کر دریاء برہم تیر سے ملتا ہے۔ شمالی جہت میں خندق و کوہ و جنگل کا انبوہ تھا  
اس کوہ کے محاذی ایک کوہ ہے جسکو پنج رتن کہتے ہیں اس پر بھی اسی طرح کا ایک قلعہ بنایا تھا  
قلعہ جوگی گھپہ میں پندرہ ہزار آدمی مع توپ خانہ تھے اور قلعے کے نیچے تین سو بیس گشتیان  
مع ساز و آلات پیکار موجود تھے قلعہ پنج رتن میں بھی چہ ہزار آتش توپ خانہ کے تھے۔  
یہاں دریائی دوشاہن ہو گئی تھیں جسکے درمیان خشک بن میں اشامیون نے مورچے  
بنائے اور اسکو چوب و بانس سے محکم کیا انکا قصد یہ تھا کہ لشکر شاہی دریائے جس شعبہ میں  
گزرے تو پٹ تنگ ہو اس پر آگ برسا دیں اور آگ نہ جانے دین رو د خانہ کے آگے سپاہ  
نے سپاہ کو حکم دیا کہ کمالی خبرداری سے اتریں اور مہتابیوں کو اکثر روشن کرتے رہیں

مہم کیا۔ کوچ بہار کا نام عالمگیر رکھا۔ سولہ روز یہاں رہ کر سب طرح کا بندوبست اس کا کیا۔ اور اسفندیار خانی کو یہاں کا فوجدار مقرر کیا۔ سوم یا دوم جمادی الاول ۱۰۲۸ کو آشام کی فتح کے قصد سے لشکر نے کھونٹہ گھاٹ کی راہ سے کوچ کیا۔ ۲۸۔ کو رنگامانی میں لشکر آیا تو رشید خان اور اسکے ہمراہی اور نوارہ پادشاہی آئے مل گئے۔ دربار برہم پتر کے دو نو طرف پہاڑوں کا سلسلہ چلا جاتا ہے اس دریا کے کنارہ پر کثرت سے پیشہ و جنگل اور بہت سے ندی نالے و کچر و دلدل ہیں لشکر کا چلنا کمال دشوار ہے اگرچہ ان حدود کے سرزمین کے زمیندار و بومی بہت سوتلو بتلاتے تھے کہ جسے آسانی سے عبور ہو سکتا تھا لیکن خان سپہ سالار خرم اندیشی و دور بینی کے سبب جو اس سپہ داری و سرداری ہے اس گروہ کی رہ نمونی پر اعتبار نہ کرتا اور دریا کے کنارہ کو باوجود صعوبت کے نہیں چھوڑتا۔ اسنے مقرر کیا کہ دیر خان افواج ہراول کے ساتھ ویرنری تو خٹانہ کے ساتھ اس راہ پر کہ سیدھی مقصد پر تھی ہوتی ہی۔ دریا کے کنارہ کو رہنا نہ کر اور لشکر کا پیش رو بن کر آگے چلیں۔ خان مذکور نے میری کوشش کی۔ ہاتھیوں کے دانتوں سے جنگل کے درختوں کو شکستہ کرایا۔ نیستان کو انکی سوندھوں سے اکھڑوایا لشکر کے تیرداروں سپاہیوں سے حتی الوسع ناہموار راہ کے تصفیہ و تسویر میں کوشش کرائی۔ اس راہ میں ندی و نالے بہت تھے جس سرزمین میں چھلین و دلدل اتنی اسکو درختوں کی شاخوں اور نلے کے تنوں اور گھاس کے پتاروں سے بھر کر ان سے عبور کرتے۔ اس سبب کہ یہ راہ ویسی سخت و نامک تھی اور نوارہ اس سبب سے کہ پانی پر دیر میں چلنا تھا ایک وزمین دو کوٹیل ڈھانی کوں سے زیادہ چلنا نہ ہوتا جہاں لشکر اسلام کا قیام ہوتا وہاں جنگل کو کاٹ کر ہراکیل دنی اپنا خیمہ لگاتا اور اپنے جانوروں کے ربط بناتا۔ خان سپہ سالار صبح سے شام تک ستون کے بنوانے میں کوشش کرتا اور سپاہ ہوا کہ سپاہ کو تسلی دے کہ انکی جذب قلوب کرتا اور اپنے اخلاص مند ہمدیون کی مدد کرتا اور حافظہ کا شیر

فوج آشام کے قصد سے لشکر کا کوچ۔

ظہیر موئے بعضے گولوں کے صدیوں سے نوارہ سے اتر کر دامن کوہ کے تھڑوں اور  
 صحرائی و قلعہ کی پناہ میں آئے۔ کچھ آدمی تیر کر جان سلامت لے گئے تھے انکو کٹر شاہ  
 نے گرفتار کر لیا۔ ایک سو چالیس شہیدان اور ۶۴ ہندو توپیں چھوٹی بڑی و تفنگ  
 بہت سی بند و قین اور دھروں اور باروت اور ادوات حرب و پیکار کٹر شاہ  
 کے تصرف میں آئے اور وہ دونو حصار بے کوشش یورش فتح ہوئے۔

خانخانان نے اپنے نوکر عطاء اللہ کو جو گئی گھپہ میں تھا نہ دار مقرر کیا۔  
 اسکا دالاخری کو گو اہٹی کا قصد کیا۔ دریا بناس پر بل باندھا۔ اور لشکر عور کر کے  
 آگے بڑھا۔ دریا بناس پر توپ خانہ گذر تا تھا کہ ایک شہتی کے ڈوبنے سے ایک  
 بڑی توپ ڈوب گئی اس توپ کو بڑی شکل سے نکال کر توپ خانہ میں پہنچایا  
 ۲۱ رجما دی الاخری کو لشکر گواہی سے دو کروہ پر پہنچا۔ یہاں آسامیوں نے  
 شاہی سپاہ سے لڑنے کے لئے بڑا لشکر جمع کیا تھا۔ آسامیوں نے دو قلعے نہایت  
 وسیع و رفیع اور مستحکم بنائے تھے ایک موضع سری گھاٹ میں جس میں پانچ پہاڑوں کو حصہ  
 بنایا گیا تھا اور دوسرا قلعہ کوہ ٹانڈو (پانڈو ماندو) پر بنایا جو برہم پتر کے پار  
 سری گھاٹ کے محاذی تھا اور ان دو قلعوں کے درمیان ساری اپنی نوارہ  
 کو نگاہ رکھتو۔ اور ان دو قلعوں میں ایک لاکھ سے زیادہ شامی تھے لیکن اس  
 لشکر شاہی کے خوف میں شامی ایسے آئے کہ اسکے پہنچنے سے پہلے رات کو قلعے کو  
 خالی کر کے بھاگ گئے ایک جماعت نوارہ میں بیٹھ دریا کی راہ سے بھاگی اور کچھ  
 خشکی کی راہ سے جنگل میں چلی گئی۔ خانخانان نے سری گھاٹ میں لکر قلعہ بند  
 کیا اور وہاں سے گواہی میں کہ چوتھائی کوس پر تھا آیا۔ قلعہ مانڈو کو بھی جنگ  
 سیتز کے آسامی چھوڑ کر بھاگ گئے۔ یادگار بیگ خان نے انکا تعاقب کیا اور  
 کچھ آدمیوں کو مارا۔ موضع کجلی میں بھی کہ قلعہ مانڈو سے سات کوس آگے تھا۔  
 آسامیوں نے قلعہ بنایا تھا اسکی حراست کے لئے ایک جماعت کثیر کو توپ خانہ کی اسکا

اور نوارہ کو حکم دیا کہ قلعہ کے نیچے آسامیوں کے مقابل لنگر ڈالیں اس لئے کہ آسامیوں کو کھانک  
 نہ پہنچنے پائے اور شب خون نہ ماریں۔ ہر شپتہ کوہ پر اور رخنہ دار دشوار گزار راہوں پر مردان  
 کاری کو بہت سے سواروں اور پیادوں کے ساتھ تعین مقرر کیا جس طرف سے دشمن کو کھانک  
 پہنچنے کا زیادہ وسوسہ تھا۔ آغرخان کو مامور کیا اتفاقاً تین چار ہزار پیادے و برقتنداز  
 سے آغرخان کا مقابلہ و مقابلہ ہوا۔ تیر اندازوں نے اطراف بغلیہ کو گھیر لیا۔ آغرخان نے  
 بہادرانہ مقابلہ کر کے بہت دشمنوں کو مارا چند مغل سوار کشتہ و زخمی ہوئے۔ اور آغرخان  
 کے باؤن میں ایک زہر دار تیر لگا جسے اُسی وقت ورم ہوا اور ورم میں درد ہوا۔ مگر آ  
 دشمنوں کو بھگا دیا اور چند نفر آسامی زندہ گرفتار کئے۔ آسامیوں پر لشکر شاہی کا ایسا  
 خوف چھایا کہ اصلاً انہوں نے جنگ پر دل نہ لگایا رات کو ہر گوشہ و کنارہ سے  
 بھاگ گئے۔ آسامیوں کی جگہ کا مدار پیادہ و جنگی ریاہرہا و خشکی میں ان کے سپاہ  
 دس غیر مسلم سواروں سے بھاگتے ہیں۔ بہت سے آسامی پہاڑ سے نیچے بھاگ کر اپنی  
 نوارہ کی مدد کو آئے کہ بادشاہی نوارہ سے جنگ کین بہت سی کشتیاں جو پانی میں تھیں  
 تھیں انکو نکال کر کشتیوں پر سوار ہوئے۔ ورنہ اگر ویرمستقر۔ دوسرے روز جب آغرخان  
 توختا خانان حصار کی طرف آیا اور چلی آدھوں کو مع مصاحبت توپ خانہ کے نوارہ میں بھیجا  
 اور کچھ سپاہ کو دریا کے کنارہ پر رکھا کہ بروقت نوارہ کی مدد کریں۔ طرفین سے کشتیوں نے  
 حرکت کی۔ توپ تفنگ کے گولے چلائے وریان ایسے مارے کہ دریا میں تلاطم اگیا خشکی کی  
 طرف سے بان مارے جاتے تھے۔ توپ تفنگ کی صدا سے آواز کوہ ہم آہنگ ہو کر  
 کانوں کو بھرا کرتی تھی۔ باروت کے دھنوں سے سوری دریا ایسا نیلگون ہو گیا تھا  
 کہ غالب مغلوب معلوم نہیں ہوتے تھے۔ آسامیوں کی کشتیوں میں بان کم تھے اور  
 ہر اس بہت تھا۔ بہت باؤن مار کر اور سروں و جانوں کو برباد کر کے ہور  
 بہت سی کشتیوں کو دریا میں کھول کر بھاگ گئے۔ بادشاہی نوارہ نے تعاقب کیا  
 اور ایسا انکو تنگ کیا کہ انہوں نے تیر کر جان بچا لی مگر وہ نہنگ و ماہی کے



تو ہم بھی ملک آشام کی تسخیر سے ہاتھ آٹھا بن گئے اور نواب کے دل میں یہ قرار داد بھی کہ اگر راجہ آشام ملک کامروپ کو چھوڑ دے اور کچھ پیشکش بھیجے تو اسکی گوشمالی کے ارادہ کو فسخ کر کے برسات کے بجائے ہم رختک پر متوجہ ہو۔ پادشاہ کا حکم آیا تھا کہ شاہزادہ شجاع کو ملک رختک کو نکال کر اسکے فرزندوں اور اہلجم کو بڈشا پاس بھیجے۔ اسکے جواب میں نواب نے عرضداشت بھیجی تھی کہ کوچ بہار اور آشام کی ہمہ من لٹا صرف ہے اسکو ومان سے طلب کرنا اور ہم کو باہما چھوڑنا مقتضایہ صلاح دولت نہیں ہے۔ بندہ دو تھوڑے سال آئندہ میں حکم حضور کی تعمیل کریگا۔ اسلئے کوچ بہار اور آشام کے مقابلہ میں مصروف ہوتا ہے۔ اسلئے نواب آشام سے اپیل کی کہ آٹھ ماہ انتظار تھا۔ جب گواہی میں وہ آگیا اور اپیلچی نہ آیا تو وہ بے اختیار ۲۰ جمادی الثانی کو کوچ سے کوچ کر کے ملک آشام میں داخل ہوا۔ اشامی اکثر شہنشاہ مارا کرتے ہیں۔ اور پہلے انہوں نے اسی طرح لشکر پر فتح پائی ہے اسلئے مقرر ہوا کہ لشکر یوسفیاد اور بیدار رہے۔ پور ہو کی پہرہ لگا رہے اور میر تقی میر اور دلیر خان آسامیوں کی راہ کے محافظ رہیں۔ راجہ آشام کا دارالملک کھرگانو (ننگر گانوں) دربار برہما پیر کے پار تھا اور اسکے اس طرف قلعہ جھدرہ تھا وہ اس رزبوم کے بڑے شہور قلعوں میں تھا اسکے تین حصار تھے جسکے صحرے بڑے بلند پہاڑ پر تھے۔ اور انکی باقی تین طرفوں میں پانی عریض و عمیق وغو تھا اکثر کھجور اسکا عرض کیا تیر تیر تھا اس کا نسخہ کبریا مدت کا کام تھا۔ اسلئے خانخانان اس پر متوجہ نہ ہوا۔ قلعہ جھدرہ اور گواہی کے درمیان قلعہ برتینہ پر ۶۔ رجب کو دور دور میں لشکر دریا کے پار گیا اور وہ بیجا مہراجہ اسام کے ساتھ گیا تھا وہ آیا اور کوئی جواب باصواب نہ لایا اسلئے کوچ پر کوچ ہوا راجہ دومروہ جو آشام کے تابع تھا اس نے اپنے برادرزادہ کو لوہا پاس بھیجا۔ اسنے ایک ماہ بھی پیشکش میں دیا۔ راجہ نے خود حاضر نہ ہونے کے لئے بیمار ہی کا عذر کیا۔ نواب نے اسکے بھتیجے کو مہر کا ب لیا۔ ایک منزل میں ایک طوفان عظیم آیا۔ بہت سی پادشاہی کشتیاں ہوا کے ہڈی سے غرق اور شکستہ ہوئیں اور اگلے ایسے بڑے بڑے بڑے گھوڑے انکے صدمہ سے بچنے کے لئے دریا میں چلے گئے۔ ومان دریا کے نازیبا نہ مہج نے عدم کے جھل میں انکو دھرایا۔ اسامیوں کو

اور قلعہ داری کے لوازم کے ساتھ متعین کیا تھا یہاں سے پھر وہ بھاگ گئے۔ اور  
 بیٹوں قلعے لشکر شاہی کے قبضہ میں آسانی سے آگئے۔ اس طرح ملک بھائی سرگودھا  
 تک آشا میوں کے قبضہ سے نکل گیا۔ خانخانان اپنے ملازم محمد باگئے کو اٹھائی کی اور  
 حسن بگٹ نکتہ کوچلی کی حراست کے لئے مقرر کیا۔ کوچلی بن کے قریب قلعہ کوچلی تھا۔  
 اس بن میں ہاتھی بہت ہوتے ہیں بعض فوج کے سردار اور فوج ان مکانوں  
 میں رہے جو تسخیر ہوئے تھے اور بہت سی تاخت اور امور ضروری کے لئے اطراف  
 کو مقرر ہوئے تو لشکر شاہی میں جمعیت کم ہو گئی لیکن اسکے سامنے آشا میوں کے ہزار سو  
 اور بیس ہزار پیادے ان بھڑوں کا حکم رکھتے تھے جو شیروگرگ سے خوف کھا کر بھاگ  
 ہوئے۔ آشا می شہنشاہ مارے میں بہت دلیر تھے۔ اور زیادہ ہرأت کرتے تھے  
 خانخانان اکثر اوقات کو توال کی طرح لگتا تھا مائت کو اول پہنرتا تھا  
 پھر صبح ملک پلک سو پلک نہیں ملاتا تھا اسکی بیداری کے سبب سپاہی سرتا تھے  
 اور فوجوں کے کہ اطراف میں تعین ہوئے تھے۔ اکثر ان پر ناگہان رات میں شاہی  
 شہنشاہ مائتے تھے آدھی رات کو اور آخر شب میں دست بردین کرتے تھے۔ اور  
 فوجوں کو مع مال و اثقال کے پامال کرتے تھے اور لشکر شاہی کو چشم زخم غلیظ پہنچاتے  
 رنگا مائی میں رشید خان کے پہنچنے کے بعد اور خضر پور سے نواب کے چلنے کے  
 پیشتر کامروپ میں آشام کے سردار قیام رکھتے تھے انہوں نے رشید خان پاس  
 آکيا لچھیجا اور شہنشاہ لشکر شاہی کی نہضت کا سبب پوچھا رشید خان نے  
 حاجب کو نواب پاس بھیجا تو نواب نے اس لچھی کے ساتھ اپنا آدمی بھیجا اور یہ  
 پیغام دیا کہ اگر راجہ اس ملک کی بادشاہی کو جو اسنے اپنے تصرف میں کر لیا  
 ہے چھوڑے۔ اور کام روپ جو سابق ولا حق رعایا کو اور تو خا نہ اور شاہ  
 کو جو وہ لے گیا ہے دیدے اور اپنے دو بیٹوں کو مع لائق پیش کش کے بھیجے  
 اور عہد و پیمان کرے کہ من بعد ملک شاہی کی کوئی مزاحمت نہیں کرے گا۔

شاہی لشکر کا نام

آرمیوں نے انکی اعانت کی اور اسامیون کو بھگا دیا وہ قلعہ میں چلے گئے۔

اس قلعہ کے محاصرہ کو امتداد ہوا اور پہلے بھی شرقی بادشاہان سلف کے لشکر مکرر اس قلعے کے نیچے برباد ہو چکے تھے۔ بادشاہی سپاہ کا دل اسامیون کے اردحام کے سننے سے متوہم ہوتا تھا خانخانان ساری سپاہ کی دلدہی کرتا تھا۔ مورچال اور دمدمہ باندھنے پر۔ دلیر خان اور امیرے کا طلب کج مامور کیا تین رات دن اسامیون نے قلعہ کے اوپر سے توپوں فنگ کے گولے چلائے اور برٹے برٹے سنگ مارے اور بہت سی اون امد چار پاون کو زخمی و تلف کیا۔ اور دمدمہ باندھنے اور مورچالوں کے آگے بڑھانے کی فرصت نہ دی۔ چوتھی شب ایک شہنشاہ عظیم مارا کہ فوج کے چاروں طرف لشکر کے گرد بکرو اور مارو کی آواز بلند ہوئی۔ آدمی بہت غنائع و زخمی ہوئے لشکر شاہی کے کنارہ پر جو چاہ پائے تھے۔ وہ دشمنوں کے ہاتھ آئے۔ دلیر خان کے انخانوان اور میر سنگ کے راجپوتوں نے بہت اشامیون کو ہلاک کیا۔ دلیر خان اور بہادر وں کی مصلحت سے یہ امر قرار پایا کہ اشامیون کو محصور ہونے کی فرصت نہ دو فصل الہی پر بکھروسہ کر کے یورش کرو۔ اس قصد سے نیت خیر کی فاختہ پڑھی۔ چند نفر جاسوس ہمیشہ باوقوف اس راہ کی تحقیق کے لئے مقرر کئے جو اطراف قلعہ پر یورش کے قابل ہو اس ضمن میں ایک جدید لاسلام اشامی جو اس مہم میں پہلے بہت دنوں سے لشکر میں نوکری تھا اور ہمیشہ فدویت کا دم بھرتا تھا۔ خانخانان کے ہمدون میں سے ایک کے سامنے آیا اور اس نے کہا کہ ملک کی راہ و بیراہ سے اور اس قوم کے رویہ سے واقف ہوں اور اس سرزمین کے چپہ چپہ کا حالی مجھے معلوم ہے۔ یورش کے وقت لشکر کی بہری پیش قدمی مجھے عنایت ہو۔ خانخانان باوجود تجربہ کاری و خرم و احتیاط کلاس کی قویب میں آگاتا و اسکو فوج کے لئے زمینی حکم دیدیا۔ دلیر خان اور بہادر وں نے یورش کے لئے کمر باندھی تو اس اشامی رہبر نے اہل قلعہ کو پیغام بھیجا کہ فلاں سمت میں راہ قلب خندق کا باقی گھیرا ہے میں لشکر اسلام کو تمہارے تیر و بلا سے کے دام میں ہوں

عامہ ساری کتب کی فتح۔

یہ خیال تھا کہ لشکر شاہی پہلے قلعہ مجدد صہ کو فتح کر لگا اسکا استحکام جنگی آدمیوں اور توپوں اور اسباب حصار داری سے کیا تھا۔ جب انکو شک کر کے دریا سے عبور کرنے کی خبر ہوئی تو قلعہ سنگم کے استحکام کا فکر ہوا۔ وہ دریا سے بار قلعہ مجدد صہ کے محاذی تھا۔

آر رجب کو سولہ گھنٹے قلعہ کے نیچے لشکر شاہی کا نیمہ گاہ ہوا۔ آتے ہی بعض برق انداز قلعہ پر دوڑے گئے اس طرح سے کچھ آدمی ضائع ہوئے۔ وہ منع کئے گئے اور لوازم محاصرہ بھیج دیے ہوئے۔ سنگم ٹھنی کا قلعہ بہت مضبوط اور بلند۔ بہت وسیع تھا۔ اسکے گرد خندق گھری تھی زمین لاکھ اسمی و مان رہتے تھے اسباب حصار داری پورا تھا اس قلعہ کے دو طرف دو

دیواریں کنگرہ و آئین اور دیواروں کی بازوئیں پر توپیں۔ زنبورکین و بندوقین لگے ہوئے تھے۔ اور انکے نیچے آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ دیوار کے نیچے سب جگہ خندق و بھالچے و گدھے بنے ہوئے تھے۔ قلعہ کی جنوبی دیوار ایک پہاڑ پر جو قلعہ کے نیچے تھا ختم ہوتی تھی اور چارہ روہ کی مسافت رکھتی تھی اور شمال کی طرف دیوار دریا سے بہتا پتر

متصل تھی کہ تین کر وہ کی راہ تھی۔ قلعہ کی جانب جنوب سے برج جنوبی کے نیچے نالہ تھا اور ان کے مغرب کی سمت بہتا تھا۔ اسی نالہ کے کنارہ پر لشکر شاہی فروکش ہوا۔ راتیں امراء و سوار ہو کر ہمسائی کرتے تھے۔ محمود و بیگ بخشی بادشاہی اسکالام کی سربراہی کرنا تھا۔ دلیر خان و میر نصی نے قلعہ سے اتنے فاصلہ پر کہ بندوق کی گولی نہ پہنچ سکتی تھی لشکر سے آگے مورچاں بنائے اور بڑی بڑی توپیں لگائیں مگر قلعہ کی دیوار ایسی غریب

تھی کہ توپوں کے مارنے کا اثر کچھ نہ ہوتا تھا۔ نواب (سیہ لار) اور دلیر خان کے آدمیوں نے کوچہ سلامت سیکو قلعہ کی دیوار تک پہنچایا۔ صبح سے شام تک لشکر و مورچاں شاہی پر قلعہ کے اوپر سے توپ زنبورک و بندوق گولے گولیوں کا ہینہ برساتے تھے بعض توپیں محصورین سیدہ پر آن کر دست بردی کرتے تھے۔ طرفین سے آدمی مجروح و اسیر و قتل

ہوتے تھے۔ ایک رات کو نواب آدمی غافل تھو آن کے مورچاں پر اسامیوں کے ایک گروہ اجمو نے چھا پہ مارا قریب تھا کہ مورچاں شینوں کو چشم زخم پہنچا کہ دلیر خان کے

مورچاں پر چھا پہ مارا قریب تھا کہ مورچاں شینوں کو چشم زخم پہنچا کہ دلیر خان کے

فرار ہوئے حصن کلیا پر کو کہ اصل قلعہ تھا اور حصار سملہ گدھ سے محصور تھا۔ نہایت حصانت رکھتا تھا اسکو بھی خالی کہا نہ تھو بگ بخشی سپاہ کو لیکر چٹامشی کو گیا کہ ایک جماعت کو بلا کچھ آدمیوں کو دستگیر کیا اور معاودت کی۔ جو اشامی قلعہ جہدھر کی حراست کرتے تھے۔ وہ بھی خوف کے مارے بھاگ گئے اور قلعہ خالی کر گئے۔ خانخانان قلعہ کی اس فتح نمایاں کے بعد دلیر خان پاس گیا اور اسکو گلے لگایا اور خیرین آفرین کین۔ دور کعت شکرانہ کی ادائیں اور حکم دیا کہ منادی کرو کہ کوئی شخص عابا کے ناموس وال بر دست درازی نہ کرے اور اطفال و عورات کو دستگیر نہ کرے۔ تاکہ یہ وحشی اپنے گھروں میں آباد رہیں اسامی جو چند ہزار قید ہوئے تھے انکو مسلسل کر کے جہانگیر لکھنویجا کہ وہ باروت کوٹنے اور مصالح توپ خانہ اور بعض کارخانوں کے کام کریں۔ ان کاموں کے لئے ہزاروں مزدور بلائے جاتے تھے کہتے ہیں کہ خانخانان اسی نیت خیر کے سبب فتح نصیب تھا۔ کہ باوجود تسلط پاکے قلاع و مکانون کی فتح و تسخیر کے بعد اطفال خورد سال و عیال عام کو امن دیتا تھا اور ان پر دست اندازی کے منع کرنے میں تفتید زیادہ کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ عورات و اطفال کو حد تکلیف نہیں پہنچتی۔ اطاعت ظالم میں مجبور ہوتے ہیں و موزور ہیں بعد ازان اسنے تیمانون کے ڈھانے کا اور اذان کی آواز بلند کرنے کا ایموال اور توپ خانہ کے ضبط کرنے کا حکم دیا۔ بلاد پادشاہی کی رعایا جو اسامیوں کی قید میں تھی اسکو رخت و خرچ راہ دیگر وطنوں کو نصحت کیا۔ دربار پر ہا پتر دامن کوہ میں پہاڑ سے پیوستہ بہتا تھا اس سبب دربار سے جو نہیں ہو سکتا تھا۔ عقب کوہ میں شکر چلتا تھا اور شکر و نوارہ میں مسافت بعید رہتی تھی۔ اس وقت اسامیوں کو فرصت نہین آشام کی طرف اور اطراف کے قلعوں میں جب اس فتح کی خیر پہنچی تو اسامیوں نے اکثر مکانون کو خالی کیا ذخیروں کو جلایا اور پانی میں ڈالا تو بون کو دربار میں غرق کیا تعجب یہ ہے کہ اگر کوئی آشامی مع زن و فرزند کے شکر شاہی کی عشا کرتا اور پھر اپنے راجہ پاس بھاگ جاتا تو وہ فوراً اسکو مع ازواج و اولاد قتل کر دیتا۔

خدا کا حال اور گھر میں شکر شاہی کا آنا۔

وسط شب میں بہت مقصود کی طرف لشکر شاہی رہ گرا ہوا۔ دیوار مذکور کے وسط میں دروازہ کے محاذی لشکر شاہی آیا تو میر مرتضیٰ داروغہ توپ خانہ سے اشامی رہ زن نے کہا کہ تم گولہ مار چکی و تفنگ متواتر مار کر دشمنوں کو اپنی طرف مشغول کرو تا کہ اسامی اس طرف سے غافل ہوں۔ جس طرف میں لشکر کو حملہ کرنے کے لئے لے جاتا ہوں اور اس کہنے سے مطلب اشامی کا یہ تھا کہ مصالح توپ خانہ کا اس دیوار پر دنگل ان صرف ہو۔ میر مرتضیٰ نے توپ خانہ کی برق افروزی کی اوپر سے اجل کے اوئے و گولے برسے شروع ہوئے۔ جمع کثیر تلف ہوئی صبح نہیں ہوئی تھی کہ وہ دلیر خان کو خندق کے اوپر لے گیا جبکہ پانی کی تھاہ نہ تھی اوپر سے اشامیوں نے طرح طرح کے حربے جان سنان چلانے شروع کئے اور اطراف کو گولہ حقہ آتش و سنگ برسے شروع ہوئے باوجود اس مرگ بے امان کے لشکر شاہی نے بڑی بہادری کی۔ خاص کر دلیر خان و آغرخان نے برستی آگ میں اپنی ہتھیار کو چلا کر ہر چند دل باختہ افغانوں نے سمجھا یا کہ اب آف آتش سے نجات کی امید نہیں ہے اگر اس بحر خونخوار کی غرقا سے بچ بھی گئے تو بہتروں پر سر پہنے اور رانگن جان نیسے سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔ اسے مناسب مقتضایہ ہے کہ ابھی قابوئے وقت باقی ہے بنگاہ کو مراجعت کریں پھر قلعہ کی تسخیر کی تدبیر کریں۔ دلیر خان نے فرار کی عار کو گوارا نہ کیا اور شہادت کو سعادت دارین جاننا فیلبان کو ہینیک آواز سے کہا کہ ہاتھی کو آگے چلا۔ آغرخان اور قراول خان اسکے پیچھے چلے اس شکار میں وہ اسامی رہ بر جسے بہکا یا تھا گولہ لگنے سے مر گیا اور بادشاہی لشکر کی اہل و رجاعت کشتہ و زخمی ہوئی۔ دلیر خان کے جوشن پر تین چار گولیاں تفنگ کی لگین لگا سکے بدن پر پہنچنے سے پہلے ٹھنڈی ہو گئیں و رکار گر نہ ہوئیں۔ آخر کو یہاں یہ حصار کے نیچے ایسے نزدیک آئے کہ گولہ بان نہیں پہنچا تھا اور دلیر خان دیوار حصار پر چڑھ گیا۔ طرف سے سپاہ حصار میں داخل ہوئی اور قلعہ کے باہر شادیا نہ فتح کی صدا بلند ہوئی کہ اشامیوں کی فوج بھاگ گئی۔ میر مرتضیٰ بھی مدد کو آگیا۔ اشامی ہر گوشہ و کنار سے قطار قطار

کو تک کو بھیجنے کا اظہار کریں کہ نوارہ شاہی کے دل باختون کو اور مخالفون کو خوف  
 اس حالت میں صدائے تنگناں رام جنگی و غرش بان سے اشامیون کے نوارہ میں ایک  
 نزلزل آیا اور نوارہ پادشاہی کو تقویت ہوئی اور جب لشکر کو کمی نمودار ہوا تو...  
 اشامیون کے نوارہ کا سردار دل باختہ ہوا اور بھاگ گیا بیچ ہے کہ جب ہندو سیر فرت  
 سینہ آرائی و وہ کار سے پھور میں آئی ہے وہ ان ایک لاکھ سواروں سے کمراتب بہتر  
 ہوتی ہے۔ جنکا سینہ از غرور و ناجزبہ کار ہو نوارہ شاہی نے اشامیون کا تعاقب کیا  
 بہت اشامیون کو مارا۔ جو اشامی کشتیوں کی تندروی برا اعتبار نہیں کرتے تھے۔  
 اہل اسلام کے خوف سے کنارہ پر اتر کر فرار ہوئے۔ باقی کشتیوں میں جان سلامت  
 لے گئے۔ چار سو کشتیوں کے قریب لشکر شاہی کو ہاتھ آئے جن میں سے ہر ایک پر ایک  
 بڑی توپ سرب و باروت کی ساتھ تھی اس شکست سے اشامیون کی ہمت  
 شکستہ ہوئی وہ کوہستان پھوپ کی طرف بھاگے جب سوار نہیں جاسکتا سب گدھے  
 میں... لشکر شاہی کا مقام ہوا تو راجہ کے خواص جنہر مدار جہام ہوتا ہے اور شاہی  
 اسکو بھوکا کہتے ہیں انہوں نے جیلہ سازی و رو باہ بادی شروع کی اور عارض لکھ کر  
 کے ہاتھ بھیجیں کہ ہم اطلاع عجز کے ساتھ مصالحتہ کرتے ہیں۔ خان کا آگاہ نے جواب  
 دیا کہ اگر راجہ توپ خانہ شاہی و اموال رعایا و سپاہی کہ جو گویا سے لوٹ کر گیا  
 اور تمام رعیت ممالک محروسہ جو اس مدت میں قید کر کے لے گیا ہے بھیج دے اور بلڈ زان  
 اوامرو نواہی پادشاہی کی فرمان بری کرے اور ہر سال پادشاہ کی پیش کش میں  
 کمان فیلون کے بھیجے کا اقرار کرے اور نفع بخش لائق نقد و جنس مع اپنی دختر کے شاد  
 سلطنت کی خدمت میں مرسل کرے تو لشکر اسکی تہیہ سے باز رہے گا ورنہ وہ یقینی جان  
 لے کہ لشکر کھڑا تو نہیں بھیجے اسکو آوارہ کرے گا مگر یہ درخواست اسکی مکر و تزویر پر مشتمل تھی  
 اسکی نیت میں یہ تھا کہ اس بہانہ سے لشکر شاہی مراحم خرم و پاسداری سے غافل  
 کہ ہر موضع لکھو گدھ میں لشکر آیا۔ یہاں دھنگ ندی کوہستان جوبی سے نکل کر

باوجود اس سختی کے اب خاتم اہل اسلام کے رام نہ ہوئے برسات کے آثار ظاہر تھے  
 جو اشامی آن کر آباد ہوئے تھے بھاگ کر راجہ دیہ کنھیا پاس چلے گئے اکثر اشامی  
 مارے گئے۔ مگر جو زندہ رہے وہ لٹ کر اشامی کے گرد پریشان پھرتے اور اسکی مزا  
 کرتے۔ سید نصیر الدین خان کلیا برکافو جدار اور سید منرا جمدھرہ کا تھانہ دارمقر  
 نوارہ کی گود آوری میں مشغول ہوئے قریب آٹھ سو کے جنگی کشتی مصالح تو خانہ  
 سے بھری ہوئی۔ نوارہ بادشاہی کے مقابل میں بے خبر لے آئے۔ آتش جنگ کو مشتعل  
 کیا۔ اور خانخانان کے ہمراہیوں کے نواروں کو چاروں طرف سے گھیر لیا اس  
 نوارہ بادشاہی میں سے کوشیتوں کے قریب مختلف امور ضروری کے لئے  
 اطراف میں گئی ہوئی تھیں ابن الحسین داروغہ خانخانان پاس آیا تھا۔ نوارہ کی آدمی  
 سردار کا فرمانہ رکھتے تھے۔ آشامیوں کی نوارہ کی کثرت نے بادشاہی نوارہ  
 کا فیتہ تنگ کیا۔ اسیر بھی چار پانچ پہر تا مقدور کوشش کر کے لڑتے رہے۔ نوارہ کا صلہ  
 خانخانان سے تین کروہ جزیہی تھا نوارہ کے آدمیوں کی تو یہ مجال بھی نہیں ملی  
 کہ خانخانان کو خبر کرتے دو پہر رات گزرنے کے بعد جب دو طرف کی توپوں کی  
 آواز خانخانان کے کان میں آئی تو اسنے جانا کہ نواروں میں لڑائی ہو رہی ہے  
 اس وقت محمد مومن کو مع لوہ خانہ و نقار خانہ کے ابن الحسین کے ساتھ روانہ کیا  
 اور یہ ارشاد کیا کہ بقدر مقدور رات کے اندر ہی اسب تازو بان پہنچے جب  
 وہ بان پہنچ جائے تو نقارہ و کرنا کی آوازوں سے مطلع کرے محمد مومن کو اپنے  
 آدمیوں کو جمع کرنے میں یر لگی رات کے اندر تو نہ پہنچ سکا مگر سو رہے ہی صبح کو  
 پہنچا۔ قریب تھا کہ نوارہ کے سب آدمیوں کی کشتی حیات خرقاب فنا ہو تی خیاخہ کئی  
 کشتیاں گولہ کی ضرب سے دریا میں غرق ہو چکی تھیں اور بہت سی غرق ہوئے کو مقبر  
 اس ضمن میں اور بادشاہی کشتیاں جو مستغرق تھیں ان میں بھی محمد مومن اور  
 ابن الحسین نے نوارہ کے نزدیک پہنچ کر کرنا چون کو حکم دیا کہ کرنا کی آواز سے





نکل کر دربار برہما پتر سے ملتی ہوئی ہے۔ کھر کا نوٹن تک چھوٹی چھوٹی ندیاں بہتی ہیں  
 برہما پتر میں داخل ہوتی ہیں۔ راجہ کے گیارہ ہاتھی یہاں لشکر شاہی کو ہاتھ آئے  
 راجہ کی طرف سے ایک برہمن خانخانان پاس آیا اسنے بہت عجز و انکسار کے ساتھ  
 مصباحت کے لئے عرض کیا اسکے بعد ایک اور راجہ کا مقرب آیا۔ پاندان و مشرق  
 طلائی اور دوسوی نعرہ اور کچھ اشرفیان اور ایک کنوٹ لایا جس میں اعتذار و دست  
 کا اظہار اور صلح اور مراجعت لشکر کی اور شائستہ پیشکش بھیجنے کی درخواست تھی۔ یہ  
 متقاضیات حکم فرامست خدیعت و حیلہ وری پر محمول ہوئے۔ خان سپہ سالار نے جواب  
 دیا کہ اس وقت لشکر کھرگانو کو جاتا ہے جہاں پہنچکر جو مقتضائے صلحت ہو گا عمل میں  
 آئیگا۔ شھر کھرگانوٹن ساحل رود دیوہ پر آباد ہے جو آٹھ کروہ پر دریائے دھنگ سے  
 ملتا ہے اور اس میں پانی اس قدر نہیں ہے کہ بڑی کشتیاں چل سکیں اس لئے کھوگڑھ میں  
 نوارہ شاہی کو مقام کرنا پڑا اور چھوٹی کشتیاں بنانی پڑیں۔ غرہ شجیان کھوگڑھ  
 سے کوچ ہو کر اس مکان میں لشکر کھاہ ہو آکہ جہاں راجہ کا کارخانہ نوارہ کا تھا یہاں  
 سو بڑی کشتیاں موجود تھیں وہ بادشاہی نوارہ میں داخل ہوئیں دوسرے روز موضع  
 دیول کا نوٹن میں لشکر آیا۔ یہاں ایک بڑا تھانہ و باج راجہ نے ایک برہمن کے لئے بنایا  
 تھا۔ یہاں خانخانان نے اپنے تائبیوں کا تھانہ بٹھایا کہ وہ راہ کی محافظت اور  
 رعایا کی تسلی و استمال کریں اس منزل میں کھرگانوٹن سے اگر کانوٹن کے ۔ ۔ ۔  
 بعض مسلمانوں نے جو ایک مدت سے راجہ کے قیدی تھے نوشتہ بھیجا جس میں  
 نے سنا کہ لشکر شاہی قریب آگیا ہے تو اہل و عیال و زبده اموال جو اس وقت  
 اور اور نفائس اشیاء کو لے کر کوہستان کا روپ کو بھاگ گیا ۔ جو کھرگانو  
 سے چار روز کی مسافت پہنچے کچھ جنگی فیلوں کو صحرا میں چھوڑ دیا۔ راجہ کے بعض وادعتی زبده  
 مان احوال و انتقال بے حافظ و حارس شہر میں موجود تھے۔ شجیان کو قریرہ مجبور میں  
 آیا۔ چار ہاتھی بھی ہاتھ آئے۔ خان سپہ سالار نے فرہاد خان و سید محمد دیوان کو بھیجا

ہائیخ آسام میں تو آغ خان کا حال یہی لکھا ہے جو اوپر نقل ہوا۔ مگر محض اللباب میں زیادہ  
 وکھیں حال یہ لکھا ہے کہ اگرچہ خانخانان بہادر وں کا قدردان تھا اور ان پر مہربانی کرتا  
 تھا۔ آغ خان اور اسکے ہمراہیوں نے خانخانان کو رفاقت میں بہادرانہ کارزار میں کین  
 انکو وہ دل و جان سے دوست رکھتا تھا لیکن اس سبب کہ آغ خان کے بعض ہمراہی متعل  
 ہاد کی تسخیر کے بعد آدمیوں کے مال پر غارت و تاراج کا ہاتھ دراز کرتے تھے اور آغ خان  
 انکو منع کرتا تھا وہ ممنوع نہیں ہوتے تھے یہ امر خانخانان کی مرضی کے خلاف تھا وہ ایسی  
 دست اندازی کے منع کرنے میں بیڑی تقید رکھتا تھا اس وجہ سے وہ آغ خان کے حال  
 پر دخت پر متوجہ نہیں ہوتا تھا اس لئے آغ خان اکثر آرزوہ خاطر رہتا تھا۔ ایک دن صبح  
 وقت کہ خانخانان قرآن کی تلاوت کرتا تھا آغ خان مغلوں کو ہمراہ لئے مستعد و  
 مسلح ہو کر خانخانان کے دروازہ پر آیا۔ جو بدرون کو اسکے منع کرنے کی جرأت نہ ہوئی  
 وہ بے محابا اندر جا کر وہاں پہنچا جہاں خانخانان بے صلے پر بیٹھا ہوا دعائیں پڑھ رہا تھا  
 خانخانان اسکی اس ہیات کے آنے سے ڈر گیا اور دلیری و خوش بیانی سے پوچھا کہ  
 خیر تو ہے آپ کا بیوقت آننا کس طرح ہوا آغ خان نے جواب دیا کہ اس مدت میں ہم  
 جانفشانی کی تردد میں اور خدمات مامورہ کی تقدیم میں کمی نہیں کی۔ الحمد للہ کہ پادشا  
 کے قبالی سوار پہ سالار کی بہادری سے لاک مغتوح ہوا۔ اور دشمن ہانپال ہوئے۔ ہم کو کلا  
 افسوس ہے کہ آپ جیسے قدردان نے کبھی ہمارے کاموں پر تحسین و آفرین نہ کی اس واسطے اپنی  
 ہونے نہ ہونے کو معطل محض جان کہ رخصت کے لئے آئے ہیں۔ ہم امیدوار ہیں کہ بدرقہ  
 راہ کے لئے فاتحہ پڑھی جائے دستک رخصت عنایت ہو کہ ہم اپنے آقا پاس چلے جائیں  
 خانخانان نے ہر چند تفصیلات تغافل کا عذر کیا اور آئندہ تلافی کے وعدہ کیا مگر کچھ  
 فائدہ نہ ہوا۔ آغ خان نے اپنے رخصت ہونے کے لئے مبالغہ کیا۔ خانخانان نے دستک  
 لکھنے کے لئے منشی کے نہ ہونے کا عذر کر کے مانا جاتا تو آغ خان نے اپنے پاس سچو اوائے  
 سفید کا غذا کا پرچہ موجود کیا اور التماس کیا کہ آپ خود اپنی ہاتھ دستک لکھ دیں خانخانان

باز یہ نہایت چتر حکم پہنچا کی فرصت جنگ میں ملی یا انکی ضرورت تھی دوسرے روز دیول کانوین شکست کھایا  
 راجہ کا مرشد رہتا تھا۔ نالہ سے جموڑ کیا۔ اسکے کنارہ پر فوج اترتی تھانہ و باغ بہت  
 خوب یاے و جنگ کے کنارہ پر تھا۔ تاریخ یہاں کا نارنجا نارنجی لہ ہمارا تاریخ بھی  
 ہوئی آگہی گھار ہا تھا۔ ایک مہینے کے دس وہ بکتے تھے۔ علی رضا بیگ یہاں تھا دوار  
 مقرر ہوا۔ نواب کے اخلاق کے سبب لکھو گراور دیول کانوین رعایا آباد ہو گئی ہر روز  
 حضور میں وہ آتی سراپا اور دلاسا پاتی اور اپنے قریات و قطعات میں جا کر آباد  
 ہوتی۔ لکھو کانوین کے مسلمان رہنے والوں کی عواض آئیں کہ راجہ نے اسے مسلمانوں  
 کی ایک جماعت کثیر کو مار ڈالا اور اپنی نفوذ و اجناس لیکر نامروپ کو وہ چلا گیا۔ باقی  
 آدمی گوشوں کو لون میں پھیر ہوئی ہیں۔ ہماری اجل نہیں آئی تھی جو اب تک جیتے ہیں۔  
 راجہ تمام احوال و احوال بے حافظ و حارس کے شہر میں پڑے ہوئے ہیں۔ پیچم کو فرما دیا  
 و میر سید محمد دیوان تن ضبط اموال و اقبال کے لئے بہت جلد کہ گانور و انہ ہوئے۔  
 لشکر کو راہ میں یہ ہاتھی ہاتھ آئے۔ ۶ شوال ۱۱۸۰ کو نواب لکھو کانوین داخل ہوا۔ اور  
 مسلمان و غیر مسلمان و پیر و جوان کو امن امان کا شہرہ سنایا۔ راجہ کے گھر کے لئے  
 محافظ مقرر ہوئے۔ تاریخ فتح یہ ہوئی۔

کم واقع می شود بیک سال ۱۱۸۰ باکوچ بہار فتح آستانہ  
 جاسوسوں کی زبانی معلوم ہوا کہ راجہ نے بہت زنبورک و رام چنگی تالاب میں نہا  
 دیے ہیں۔ نواب نے خود تالابوں پر جا کر دو سو اٹھ توپ و ضرب زن ڈالے ہوئے  
 نکھوائے۔ آخر خان نے نواب سے رخصت و دست کشا کی درخواست کی نواب نے جواب  
 کہ یہ بات اس صورت میں ہو سکتی ہے کہ میں تمکو جانے کی اجازت دوں وہ بے دستک  
 اپنے بھائیوں کی جماعت لیکر گھوڑا گھاٹ کی راہ سے بادشاہ پاس و انہ ہوا اسکی  
 آزدگی کا سبب یہ تھا کہ اسکو نواب کی عدم توجہ کی شکایت تھی اور وہ محل میں زیادہ  
 طلبی کرتا تھا۔

چلے جاؤ۔ اور برسات کے شروع ہونے تک وہاں اقامت رکھو اور لڑکی  
 معاودت کے بعد اپنے گھروں میں آؤ۔ اور اپنے دفائن پر متصرف ہو۔ ان  
 ہول زدہ اشامیوں نے انکی بات کو یقین کر لیا اور وہ مال کو دفن کر کے چلے گئے  
 ان قیدیوں نے ان اموال مدفونہ کو پھر سنگوایا۔ اور اپنی جنم بھوم کو چلتے ہی  
 یہ مقرر ہوا کہ کامر کو گنا اپنے مساکن میں جا کر عمارت اور زراعت میں مصروف  
 ہوں اور ایک سال تک وہ مال اور کل تکالیف دیوانی سے معاف رہیں  
 ۸۲ باہتی رسو سے زیادہ تیس لاکھ روپیہ کا طلا و نقرہ اور کل اجناس متصدیان  
 شاہی کے قبضہ میں آیا۔ ملک آشام میں جب سے لشکر آیا تھا مراجعت کے وقت  
 تک ۶۷۵ توپیں جنہیں ایک توپ آہنی بچہ دار بھی تھی کہ تین من کا گولہ اس سے  
 چھوڑتا تھا۔ ۱۳۲۴ زبورک ۱۲۰۰ رام جنگی ۶۵۷ بتدو قین ۳۴۰ من باروت  
 ۱۹۶۰ باروت کے صندوق جنہیں ہر صندوق میں تھینا ڈھائی من باروت  
 تھی۔ ۸۲۸ سپر اور شورہ و گوگرد آہن و سرب بہت سا اور ایک ہزار کئی  
 کشتیاں جنکو اکثر شہری ملاح کھیتے تھے متصدیان بادشاہی کے تصرف میں آئیں  
 اور ناؤں میں گھر گاؤں میں کشتیاں بنائی جیسے برابر لہی جوڑی مضبوط ترین  
 کمتر نظر آتی تھیں۔ ایک آشامی نے چھپر میں آگ لگا دی یہ کشتیاں جل کر  
 خاکستر ہو گئیں۔ راجہ اور بھوکٹوں نے جو چند سال سے انبار جمع کئے تھے یہ انبار  
 ۷۳ تھے۔ اور ہر ایک انبار میں دس ہزار من سے ایک ہزار من تک برنج و  
 ماش و ماکولات تھے۔ ان کو فرار کے وقت اشامیوں نے اس خیال سے جلایا  
 نہیں کہ لشکر شاہی کے جلانے کے بعد وہ پھر ہاتھ آ جائینگے لشکر شاہی جتنے  
 دنوں اس بوم و برہن رما اسکی قوت اعظم ان انباروں کے بربت رہے۔ ورنہ قوت  
 وادو کے نہ ٹکڑے نہ ٹکڑے ہو جاتے۔ انباروں میں جہاں پر میری مٹی پانی کی طغیانی ہوتی ہو کہ  
 سے رسد کی راہ سدود ہو جاتی ہے۔ ان انباروں میں سے ۱۵۰

یہ سمجھ کر کہ حق اسکی جانب ہے اور کوئی وجہ آغرخان کے کہنا نہ مانتے کی ہے دستک نصرت  
 لکھ دینی اور قہر لگا کے اٹکے حوالہ کی لیکن دریا کے معبروں و گھاٹوں کے اہلکاروں پاس  
 کاغذ کے گھوڑے دوڑا دیئے کہ آغرخان پہنچے تو وہ کشتیوں کو بند کر دیں اور جہان تک سے  
 اسکو عبور نہ ہونے دیں۔ یہ دریا نورد و شیر برد جہان پہنچا اور کشتیوں کو نہ پایا تو گھوڑوں  
 کی عنان بروجر کے حافظوں کو سپرد کر کے خود ہمراہیوں سمیت تیرتا ہوا چلا گیا لیکن  
 دریاؤں میں چند مغل ہمراہیوں کی اجل آگئی۔ مغلوں حضور میں پہنچا۔ محمد امین خان  
 بخشی پاس پہلے خانخانان کا نوشتہ اس مضمون کا آگیا تھا کہ آغرخان اگرچہ عالی نسب  
 و کا طلب بہادر ہے اور یرداخت کے قابل ہے لیکن ایام جوانی کی جہالت اور غرور  
 شجاعت کو کار فرما ہو کہ بہت منت کر کے رخصت لی ہے جب وہ حضور میں پہنچے تو میں نے  
 اسکو منصب کی برطرفی سے چشم نائی کرنی چاہیے پیرا و سکو دلاسا دیکر اُسے کام لینا چاہا  
 چنانچہ محمد امین خان نے خانخانان کے نوشتہ پر عمل کیا۔ چند روز بادشاہ کی ملازمت  
 سے ممنوع رکھا اور منصب سے برطرف کیا۔ پھر آغرخان کے گھر میں خود گیا اور اسکو  
 بادشاہ پاس لے گیا۔ اور اُس کے جرائم کا شفیع ہوا۔ اور منصب پر  
 بحال کرا کے کابل کے کو کیون میں روانہ کیا۔

ہندوستان میں غزنویوں قوتوں کے جدا ہونے اور شیراز و زندان کی مذلت میں  
 متلاش اور نجات آنکے خیال میں تھی۔ اب وہ شادان و فرحان دعا میں دیو ہو کر  
 کوسہ میں ہوا رہوئے اور آشیامیوں کے گھروں میں جو مال ہاتھ لگا اسکو کشتی میں بند کر دیا  
 لاوا۔ ملک بادشاہی کا آدمی جو راجہ کی قید میں آتا اسکو بطور غلاموں کے اپنے اہل  
 مملکت کو قیمت کر دیتا جب لشکر شاہی آیا تو ان قیدیوں نے آشیامیوں سے کہا کہ وہ  
 انتقام کے لئے آیا ہے جیسے کہ ہکو تم بکڑ کر اپنے ملک میں لائے ہو ایسے ہی وہ ملک بکڑ کر  
 اپنے ملک میں لیجاویگا وہ ملک کو ضبط نہیں کریگا۔ برسات میں یہاں نہیں ٹھریگا۔  
 اگر تم کو غلام بننا منظور نہیں تو اپنے مال و اسباب کو گھر میں مدفون کر کے پہاڑوں پر

آشیامیوں کی قید سے ہندو و سکھانوں کا چھوٹنا۔

اور پردیسیوں کو زہر مار۔ کٹھ چینی مینہ برستا ہے اور چار مہینے جاڑا پڑتا ہی  
وہ بھی بارش سی بالکل خالی نہیں ہوتا یہاں بنگالہ کے سے امراض نہیں ہوتے اور  
ہندو بنگالہ کے ریاحین و فواکہ طرح طرح کے ہوتے ہیں اور انکے سوا، اقسام گل میو  
باغی و صحنائی کیسے ہوتے ہیں جو ممالک ہند میں نہیں ہوتے۔ اس ممالک میں شالی سیڑھی  
لیا جاتا ہے وہ باریک پالیدہ کم ہوتی ہے گندم و جو و عدس کی کاشت نہیں ہوتی  
یہاں نمک بہت عزیز و نایاب ہے۔ داسن کوہ میں بعض پہاڑوں میں وہ ملتا ہے۔  
لیکن بہت تلخ و گزندہ ہوتا ہے اس ملک کے بعض باشندے کیلے کے درخت کو  
کاٹ کر دھوپ میں خشک کر کے جلا کر خاکستر کرتے ہیں اور اس خاکستر کو کراپس میں  
رکھتے ہیں۔ اور چار چوبیس زمین میں گچ گرتے ہیں اور اسپر اس کراپس کو تانتے ہیں اور  
ایک طرف اسکے نیچے رکھتے ہیں اور بتدیج کراپس پر پانی ڈالتے ہیں  
اسکا ٹپکا ہوا پانی شور اور نہایت تلخ ہوتا ہے اسکو بجائی نمک کے  
کام میں لاتے ہیں۔ یہاں کے مرغ لڑنے میں ایسے بہادر ہیں کہ مر جاتے ہیں مگر  
بھاگتے نہیں ایک دوسرے کے سامنے سے کبھی نہیں بھاگتے۔ کوہستان و صحرائیں  
بکثرت۔ ہاتھی چھوٹے کھلان و متناسل اعضا ہوتا ہے۔ اسکے پکڑنے کے لیے  
بلدہ کھر گاؤں میں چند مختصر حصار قفس کی طرح بنارکھے ہیں انکے گرد مضبوط اور  
بلند جوہن نہایت مستحکم لگا دی ہیں اور انکے دروازے مختلف طرفوں میں رکھے ہیں۔  
راجہ کے خاص فیلیان لے جاتے ہیں۔ ہتھی کے بدن پر اکھاٹا مٹھی میں اور  
اسکو جنگل میں جہاں مست فیل چرتے ہیں لے جاتے ہیں۔ فیل مست اس گھانس  
کی بو کو سونگھ کر ہتھی کے پیچھے پڑتا ہے فیلیان ہتھی کو اس حصار میں لاتے ہیں ہتھی  
بھی ہتھی کے پیچھے آنکر گرفتار ہو جاتا ہے۔ دریا ویر مہا پتر کی ریت سے سونا نکلتا  
بارہ ہزار (دیس ہزار) آشنامی بھی کام کرتے ہیں اور سر سال فی نفر ایک تلوہ طلا راجہ  
کی سرکار میں داخل کرتا ہے۔ صرف یہی ملک خراج ہے۔ یہ طلا کم عیار ہوتا ہے

انبار بیت اعتبار سے برسات کے لئے رکھو گئے جو قریب آگئی تھی۔

ملک بنگالہ شمال و مشرق کے امین آشیانہ ملک برہما پتر (برہم پتر) کی اطراف میں آباد ہو  
اور دریا برہم پتر کے وسط میں مشرق سے مغرب کی جانب بہتا ہے۔ اس کا طول مشرق  
و غرباً گواہٹی سے سد یہ تک پچھنٹا دو سو کروڑ چوبیس اور عرض اسکا شمال و جنوباً کوہستان  
گردہ مری مچی و دخلہ و لدندہ سے جبال قوم نانگہ تک قیاساً سات آٹھ روز کی راہ ہے  
اسکا کوہستان جنوبی طول میں پچھنٹا سو چھ و شمال سے طول میں اور عرض میں قوم نانگہ کے  
کوہ سے ملا ہوا ہے اور اسکا کوہستان شمالی طول میں کامروپ کی پہاڑیوں و لپی  
سے پیوستہ ہے اور عرض میں قوم دخلہ و لدندہ کے پہاڑوں سے ملا ہوا ہے دریا کے  
برہما پتر کے شمالی کنارہ کی سرزمین کو اکثر کول اور اسکے جنوبی کنارہ کی سرزمین کو  
دھن کول کہتے ہیں۔ اور تر کول کا طول گواہٹی سے سکس قوم میر مچی اور دھن کول کا امتداد  
ملک نکلی رانی سے موضع سد یہ تک ہے۔ اسکے نواح کے پہاڑوں کے متوطن راجہ آشیانہ کو کچھ  
یاج نہیں دیتے مگر ان کی بزرگی کو مانتے ہیں اور اسکے احکام پر چلتے ہیں مگر قوم دخلہ اسکی  
اطاعت نہیں کرتی اور کبھی کبھی راجہ کے ملک پر دستبرد کرتی ہے۔ موضع کلیا بر سے شہر کھڑا کنوں  
تک سب جگہ مکانات اور باغات سیوہ دار درختوں سے بھرے ہوئے باہم پیوستے ملے جاتے ہیں  
اور راہ کے دونوں طرف بانس کے درخت سایہ دار بڑے بڑے اونچے لگے ہوئے ہیں طرح طرح کے  
سجائی و باغی خوشبودار پھول کھلے ہوئے ہیںستان کے کچھ پائے کوہ تک زراعت باغ کھوکھو  
سے کھڑا کنوں تک اسی طرح کی محسوری اور زراعت ہو اور آدمیوں کی آمد و رفت کے لئے بلند  
و سچ آئے بنائے ہیں اس ملک میں زراعت اور باغ کے لئے زمین ایسی ہموار بنائے ہیں کہ کبھی زمین  
نشیب و فراز سر نہ کی برا بربادی آنکھ کو نظر نہیں آتا۔ اور تر کول میں آبادی اور زراعت زیادہ ہے  
دھن کول میں صعوبت محکمہ و قبی اکنہ افزوں تر ہے اسلئے اس جانب میں راجہ نے محل سکونت بنایا  
ہے۔ انہیں خطہ میں آباد و غیر آباد اراضی کے ہوا دریا برہم پتر کے کنارہ پر دونوں دیویوں اور  
بر دیویوں کو سوانق ہے اور جو زمین دیا سے دور ہے اسکی ہوا دیویوں کو ساؤگار

ملک آشیانہ کے طول و عرض و خطہ ارض کا اور ان کی اوصاف کا بیان۔



آدمیوں کو ساحرا اور جادوگر اور جینی نوع انسان سے خارج جانتے ہیں اور کہتے ہیں  
 جو شخص اس دیار میں آتا ہے اور طلسم میں گرفتار ہو جاتا ہے پھر باہر نہیں نکل سکتا۔ یہاں تک  
 راجہ بھیدھ سنگھ پاس بہت لشکر اور مال اسباب ہے اسکا لقب سر کی ہے جسکی معنی آسمان  
 کے ہیں اور اسکا اعتقاد یہ ہے کہ اسکے باپ ادا میں سے جو آسمان پر فرمان روا تھے کوئی  
 سونے کی سیڑھی لگا کے زمین پر اتر ا اور اس سر زمین میں قیام کیا اور پھر آسمان پر نہیں گیا  
 خود اپنے تئیں غلام ہر ظلم میں شمار کرتا ہے اسلئے وہ بت کے آگے سر نہیں جھکاتا۔ یہاں کے  
 اشامی ہندوؤں کی طرح کھانے پینے کا ہر سیر نہیں کرتے مسلمان وغیر مسلمان کا ہاتھ کھانا کھا  
 ہیں انسان کے سوا سارے جانوروں کے گوشت کھاتے ہیں یہاں تک کہ مردار بھی کھاتے ہیں  
 گھی نہیں کھاتے۔ اگر کسی کھانے میں گھی کی بو بھی ہو تو اسے ہاتھ نہیں لھاتے۔ انکی زبان بستا  
 کے اور ملکوں کے جدا گانہ ہے۔ مردوں کی بنیاد سے تو انکی اور پہلوانی چٹکتی ہے وہ محنت کے  
 کاموں پر قادر ہیں۔ سب جنگ جو۔ سفاک مارنے مرنے میں دلیر دے بال بے رحم۔ غدر بیرونی  
 میطیق اور مکر و کذب و بیوفائی میں لگانہ آفاق۔ انکی عورتوں کی صورت میں صباحت ملکات  
 رومی و سیاہی و درازی سوئی و ملائت بدن و صفائی رنگ و خوش دست پائی ظاہر۔ دور سے  
 برہنیاں مجموعی کمال جن نظر آتا ہے۔ مگر تناسب اعضا نہیں ہے اسلئے پاس سے دیکھو تو جن جن حمال سے دور  
 معلوم ہوتی ہیں راجہ و رعیت کی عورتیں کسی سوئندہ نہیں چھپائیں سر برہنہ بازار میں پھرتی ہیں اکثر  
 آدمیوں کی چار پانچ بیویاں ہوتی ہیں ایسے کتر آدمی ہیں جنگی دہویاں ہوں اور آہیں میں بیویوں  
 کی خرید و فروخت کرتے ہیں۔ یہاں کی بڑی تظلم دوزانو بیٹھتا ہے جیسا جہ اور بھوکسوں پاس رحمت  
 جاتی ہے اور بھوکسی راجہ پاس جاتا ہے تو وہ دوزانو بیٹھتے ہیں اور زمین کی طرف لنگھ لگاتے ہیں۔  
 دارھی موچہ سر کے بال منڈاتے ہیں۔ ان بالوں کو جو رکھتا ہے تو اسکو کہتے ہیں کہ بنگالی ہو گیا ہے اسکے  
 سر پر تلوار مارتے ہیں۔ خروشترو اسب اس ولایت میں عفا و کمیہا ہے اشامی گدھے کو بڑی  
 قیمت دیکر خریدتے ہیں اور اونٹ کو دیکھ کر حیران ہوتے ہیں گھوڑے سے بہت ڈرتے ہیں اگر وہ  
 ہاتھ لگتا ہے تو اسکا پاؤں کاٹ ڈالتے ہیں اگر سوخ اشامیوں سر پر ایک سوار جا چڑھے تو تمام

اکٹھ نور و پیہ تو کہہتا ہے کہتے ہیں دریا و برہما پتر میں سب جگہ سونا ملتا ہے  
 مگر یہ سونا نکالنا اشامیون کو آتا ہے۔ اس ملک میں کوہی اور روہیلہ شرقی  
 راجہ ہیں اشرفی روہیلہ پر راجہ کا سکھ لگتا ہے غلوس کارولج نہیں قوم ...  
 میری محبی کے پہاڑوں میں جو آشام کے شرقی جانب میں ہیں آہوئے مشکلیں و فیل  
 پیدا ہوتے ہیں۔ پہاڑوں سے یہ قوم نفرو مسل و راز نیز بھی نکالتے ہیں اس  
 قوم کی طرز و وضع اشامیون سے بالکل ملتی ہے۔ عورتوں کی صورتیں اشامیوں  
 سے ابھی ہوتی ہیں وہ تفنگ سے بہت ڈرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ یہ بُری چیز ہے فرما  
 کرتی ہے اور ابھی جگہ سے نہیں ہلتی۔ اور اپنے بچہ کو پیٹ سے نکال کر آدمی کو مانی  
 ہے۔ کوہستان آشام میں بھی آہوئے مشکلیں ہوتا ہے اور جو عجیب (اگر بھی ہوتی  
 ہے اگر مالک محروسہ کی طرح یہاں بند و بست مانی ہو اور رعایا سے معمول نیتا جا  
 تو ۴ لاکھ روپیہ کے قریب وصول ہو۔ رعایا سے خراج لینے کا دستور نہیں۔ گھڑ بچھے  
 بن آدمیوں میں سے ایک نیر راجہ کی خدمت میں آتا ہے اور اگر اُس میں وہ مہمل  
 کرے تو سوکے قتل کیے یہاں اور کچھ سزا نہیں ہے۔ اسلئے راجہ حکم اس قوم میں کمال  
 رکھتا ہے۔ کسی زمانہ میں اس ملک پر سیلاطین اسلام کا تصرف نہیں ہوا۔ کسی بگناہ  
 کے ماتھے میں وہ نہیں آیا۔ اس دیار میں سافروں کے آنے جانے کا راستہ تنگ ہے۔  
 اور غیروں کے ملک میں جانے کے لئے یہاں کے باشندوں کا پاؤں لنگ ہے اپنے  
 ملک میں نہ کسی کو آنے دین اور نہ غیر ملکوں میں اپنے آدمیوں کو جانے دین۔  
 ہر سال ایک مرتبہ مالک جماعت راجہ کا حکم لیکر تجارت کے لئے اپنی سرحد پر ابھی  
 میں آتی ہے طلا و مشک چوپ عود و خلفل و سافرج و پارچہ ابریشمی لاتی ہے  
 کٹک شورو و گوکھرو اور کچھ اور ہند کی مسلمانوں سے جو گواہی کے آدمی وہاں  
 ہوتے ہیں معاوضہ کرتی ہو جو شک اس مملکت کی سرحد میں آیا۔ کشور وجود سے خارج  
 ہوا۔ جس قافلہ نے اس سرزمین میں قدم رکھا منزل عدم میں پہنچا۔ اہل ہند یہاں

حراست کرتے ہیں انکو جو دانگ کہتے ہیں۔ اسکا کل حربہ بند و قور و چنگی و توپ تیر و پیکان  
 و بے پیکان و نیم شمشیر و نیزہ دراز و بالس کی کمان و تیر بخش ہو کہ ملک کے تمام ہندو اہل  
 اہل حرفہ و دہقان و رعیت مسلم و غیر مسلم طوعاً و کرہاً جنگ میں آتے ہیں اور شغال کی طرح  
 ایک دفعہ غوغا کرتے ہیں اور شور و شعل عظیم مچاتے ہیں اور سمجھتے ہیں اس شور و غل سے کد کدائی  
 کے دل میں ہراس پیدا ہوگا۔ وہ لڑائی میں لاکھوں ہی جمع ہوتے ہیں مگر ہتیاروں سے  
 لڑنے والے ہیں ہزار کے قریب یا سوا ہوتے ہیں۔ غلبہ شت شنبہ میں شمشیر مارنے میں  
 اس مدت کو مبارک جانتے ہیں۔ رعیت خواہ جنگ کر کے بھاگے خواہ بے جنگ مٹا دیا  
 کرے۔ اپنے ہتیاروں کو ڈال دیتی ہو اور باہر چلی جاتی ہے رعایا اپنے مردوں کو  
 کچھ آنکے ترکہ کے ساتھ مشرق کی جانب سرکوا اور مغرب کی جانب باؤن کر کے خاک میں  
 دفن کرتی ہے۔ لو حکام اپنے موتا کے لئے دھمباتے ہیں اور زمان و خدمت متوفی کو مار کر  
 یا بھتاج چند سالہ مثل ظروف زرین و سیمین فرش و لباس اور خودنی دھمہ میں کھتے ہیں اور  
 اسکا نام ذخیرہ و توشہ آخرت رکھتے ہیں جسے نامہ امید کی کا دروازہ اسپر بند ہو جاتا ہے  
 سر دھمہ کو قوی جو یوں ہی نہایت مستحکم ڈھاکتے ہیں اور ایک چراغدان میں بہت سا  
 روغن اور ایک نفر مشعلی زندہ آگین رکھتے ہیں کہ وہ چراغ روشن کیا کرے۔ دس دھمہ  
 جیسے کہ نوے ہزار روپیہ بہیم بہیم پادشاہی آدمیوں کے ہاتھ آیا ہے۔  
 پہلے زمانہ میں جو مسلمان یہاں مقید ہو گئے انہوں نے یہاں نکل کر لیا انکی اولاد  
 آشامیوں کی طریق پر عمل کرتی ہے برائے نام مسلمان ہیں وہ آشامیوں کے ساتھ نسبت  
 مسلمانوں کے زیادہ مانوس ہیں۔ دیار اسلام سے جو مسلمان کی ایک حاجت و مان علی  
 گئی ہے وہ صوم و صلوة میں قیام کرتی ہے مگر نہ اذان دے سکتی ہو اور نہ قرآن پڑھ  
 سکتی ہے۔ یہ دونوں آئینے ممنوع ہیں۔

راجہ اور آشامی بھاگ کر مختلف طرفوں میں چلے گئے راجہ جاہک قوم ناگہ پاس جا  
 گروہ پادشاہی لک کر کے خوف سے اس کے آنے پر راضی نہ ہوئے۔ یہ قوم جنوبی شاہ

نکاح کا حکم ماننے سے تیار ہو جاتا اور تھانوں کا متبر بنا۔

ہتیا اسکے آگے رکھ کر بھاگ جاتے ہیں۔ اور اگر بھاگ نہ سکیں تو مقید ہو جاتے ہیں لیکن اگر کوئی  
مسلمان پیادہ ایک آشامی کو بلجائیں تو وہ سچا بالائے ہتھیال کا قصد کرے گا اور غالب آئے گا۔  
ہاتھی کے پیچھے کو وہ بڑا عجب سمجھتے ہیں اور کبھی نہیں بچتے۔ راجا اور کھوکھو سنگھاس میں اور اور  
اغنیاء ڈولی میں سوار ہوتے ہیں۔ یہ ڈولی چوب تختہ سے بنائے ہیں فیل پر بجاو عاری ٹھونہ  
کے لکڑی کی کرسی بنا کے رکھتے ہیں۔ کرباس کے پارچہ کو سر پر باندھتے ہیں اور اسی کی دھوٹی  
پہنتے ہیں اور ایک چادر کند سے پر ڈالتے ہیں بعض متمول جاڑے میں نیم جامہ بھی پہنتے ہیں۔  
چار پانی کی جگہ تخت پر جنکو میسر ہوتے ہیں۔ پان میں پتی سباری مع پوست ڈال کر  
بہت کھاتے ہیں۔ منجر و محل و ٹاٹ اور طرح طرح کے کپڑے لٹھی خوب بنتے ہیں اور خوں  
صندوق و تخت و کرسی ایک تختہ چوب بہت مطبوع و پاکیزہ بناتے ہیں۔ راجہ کے  
بعض تخت ایک چوب کے بنائے ہیں سے ہر ایک کا عرض دو ذرع ہے اور انکے پاسے الگ ہیں  
لگائے بلکہ اسی چوب میں سے تراشے ہیں۔ جگہ کشتیاں بنگا لے کو سہ کی طرح بناتے ہیں  
اسکو بھاری کہتے ہیں اس ملک میں کشتیاں کثرت سے ہیں۔ واقعہ نویس گواہی کی افاد سے  
معلوم ہوا کہ آوان خریدتے تین ہزار کشتیاں بھاری و کو سہ یہاں لکھتی ہیں اور کشتیاں  
پاس اور اس ملک کے متوطنین کے پاس جوں کر کے ہمراہ ہو گئے ہیں شاید اس سے زیادہ ہو سکیں  
جو واقعہ نویس لکھیں۔ احتمال ہے کہ ان سے آدھی ہاشمیوں کے تصرف میں ہو سکیں اکثر  
کشتیاں چنیل کی چوب سے بنائے ہیں اگر کشتی ڈوب بھی جائے تو اسکی لکڑی کٹی نہیں بندو  
و تو پ بچہ دار خوب ڈھالتے ہیں۔ باروت بہت قسم کی بناتے ہیں اور اسکا مصالح ملک  
بادشاہی سے لاتے ہیں۔ کل آشام میں خشت و سنگ و گل کی عمارت سوا گھر گانوا اور  
چند بنگالوں کے دروازوں کے کہیں اور نہیں ہے غنی و فقیر اپنے مکانوں گھروں کو چوب  
ونے و علف سے بناتے ہیں یہاں کی قدیم رہنے والی دو قومیں ہیں ایک آشامی دھری  
قوم کلتادر یہ دوسری قوم ہر باب میں اول قوم پر مرتب رکھتی ہے مگر ہر نام  
امور حرب میں قضیہ منکس ہے ہمیشہ راجہ کے لشکر میں خواہ گاہ کی اطاعت چہ سات ہزار آشامی

پڑا جلال خان کنار دریا دھنگ کا تہانہ دار تھا اسپر بھی کئی دفعہ شامیون کے شہنشاہ  
مارا مگر ہر دفعہ ہزیمت پائی تیس چالیس ہزار شامیون نے دن کو اس سے لڑنے کا قصد کیا انکو  
شکست ہوئی اور بہت آشامی مارے گئے اور جلال خان کی شجاعت کی بڑی شہرت ہو گئی  
آشامی یہاں سے اور اطراف میں منتشر ہو گئے۔ میانہ خان موضع سلہانی میں تھانہ دار تھا  
وہ رعایا کی رفہ حال و فراغ مال کا سبب ہوا۔ کھرگانوین سوواراوردوسو پیادہ تھے  
اور اسکے اطراف میں اور لشکر مورچے جمائے ہوئے تھے لاکھ ترنواضع دھن کو لکچا دشاہی  
تصرف میں آگئے تھے اور رعایا بھی اپنے گھروں میں آباد ہو کر اطاعت اور سواخواہی کا اظہار  
کرتی تھی اور ترکول کے آدمی اطاعت کے فکر میں تھے کہ زمانہ نے مال و رہی گل کہلایا۔  
بادلون نے اپنے لشکر کو آسمان پر دوڑایا۔ بجلی نے اپنی چھینچھوڑی۔ گونج نے اپنا تصور  
بھونکا۔ ابر نے اپنی آنکھوں میں زمین پر ایسے آنسو بہائے کہ نالوں کو دریا بنا دیا اور نالوں  
بحر سیلاب ساری مکانون میں دلدل کر دی شیروں کے خوف سے آشامی جو جنگلوں  
اور غاروں میں لومڑی کی طرح چھپو بیٹھے تھے اب شیریں کر یا ہر یکھلے فتنہ و فساد برپا کیا۔  
اول انہوں نے دیول گانو کی طرف ہجوم کیا اور تھانہ دار پر شب خون مارا۔ تھانہ دار  
غافل نہ تھا۔ اسنے آشامیوں کو شکست دی۔ نواسے یادگار خان ازبک کو لکھی کہ اسنے  
بھیجا۔ اسنے جا کر آشامیوں کے جو آتش فتنہ سلگا کی تھی اب تیغ سے بجا دی ان دنوں  
میں آذوقہ کی گشتیان لکھو گرسے کھرگانو کو روانہ ہوئی تھی۔ ابن حسین ارون غنوارہ نے  
چہ جلیہ ورمہ اکوسہ پیرسانہ بہ سرداری محمد مراد بھیجے تھے اسنے دو تین جگہ آشامیوں کا  
لڑکر ان کشتیوں کو کھرگانو میں پہنچا دیا جب آشامی دیول گانو سے مایوس ہو کر ٹوانہوں  
غورہ نوال کو انو بیگ تھانہ دار کو پوچھا تاخت کی اسنے اپنی زور بازو سے ان پر فتح پائی مگر  
فتح کے بعد احتیاط نہ کی آشامیوں نے پھر حملہ کر کے اسکو مار ڈالا۔ کچھ آشامیوں کے قبضہ  
میں آگیا اور انہوں نے دریا دھنگ کے اس طرف ترہانی و کچھو کے محاذات سے لیکر لکھو گرانگ  
مورالین بنا کر لشکر شامی کی رسد کا راستہ بند کر دیا۔

رہتی ہے۔ سرخ و سفید خوش طالع ہوا بلبل ہے۔ بازاروں میں اپنی ازواج سے بے پروا  
 جماعت کرتے ہیں عورتیں سوار چھاتیوں کے کسی عضو کو نہیں چھاپتیں اور کہتی ہیں کہ اعضا  
 جنکو بلبلان در سے انفصال کے وقت سب آدمیوں نے دیکھا ہوا اسکا اخراجت ہو بہستان  
 جو اسکے بعد اٹھتی ہیں لنگوڈ دھانکنا چاہیے۔ نواب کی ملازمت میں چند مشہور آدمی آئے  
 تو انکے سیاہ لنگوٹیاں بندھی ہوئی تھیں لنگوٹیوں کے اوپر کوریان سی ہوئی تھیں اور  
 انکے منہ کے اوپر سور کے نیشوں کی حاکل پڑی ہوئی تھی اور گردن پر سیاہ لمبے بال تھے  
 اکثر اس قوم کا حربہ روہین ہے جب جب اس کو بہستان میں آنے سے ممنوع ہوا تو وہ ہنسی  
 سمجھتے ہیں کو لیکر نامروپ میں چلا گیا۔ نامروپ ایک قطعہ زمین پہاڑوں کے درمیان  
 ہے۔ آج ہوا یہاں کی ایسی خراب ہے کہ آشامی کہا کرتے ہیں کہ اگر کوئی طائر یہاں کے  
 فضا پر پڑے تو اسکا شہر حیات گر جائے اور اگر اس زمین میں فولاد آئے تو موم ہو جائے  
 راجہ جیہے غضب ہوتا اور تلوار سے سرنہ اٹھاتا تو اسکو یہاں بھیجتا۔ اسکی ایک راہ ہر  
 حسین گھوڑا جاسکتا ہے کو بہستان جنوبی اور جزیرہ کو جو دریا برہمپتر اور دھنگ  
 ندی کے درمیان ہے راجہ اور جو کنون نے اپنا مقرب بنا یا۔ اس اثنا میں دو مہینوں  
 مینہ برسا اور تیرہواہلی لشکر شاہی کے چیموں اور اردو میں پانی نے فرش اپنا بچایا  
 موسم برسات نزدیک آیا۔ کھرگانو سے ساڑھے تین کروہ پر تھرا پور تھا وہ ایسی  
 اوبھی جا پر آباد تھا کہ برسات میں قامت کی قابلیت رکھتا تھا وہاں جانے کا ارادہ  
 مصمم ہوا کھرگانو کی حفاظت کے واسطے میر تقی اور راجہ امر سنگ کو چھوڑا اور میر سنگ محمد کو  
 رعایا کی اشمال کے لئے مقرر کیا محمد عابد مامور ہوا کہ راجہ کے اموال کو دیکھ بھال کر چل  
 تنخواہ کے لائق ہوں کہ میں بھیجے اور باقی کو جہانگیر نگر روانہ کرے نقرہ اور سیر پریشہ  
 عالمگیر کا سک لگا لگایا۔ یہ روپیہ پیسہ راجہ ہوا مختلف مقاموں میں تھانے اور تھانہ دار  
 مقرر ہوئے۔ ۱۲ شعبان سنہ مذکور کو لشکر کوچ کر کے مہراپور میں آیا۔ آدم خان نے  
 یہاں سے اٹھ کوس پر لکھ پور میں ٹھکانہ جایا۔ سکورات دن آٹھ مہینوں سے لڑتا

سکونت و حفاظت کبریائیں کے لئے بنایا تھا باہر آیا اور آشیامیون سے لڑا بیکر کسائیں کے  
برادر زادہ نے دروازہ توڑنے کا قصد کیا۔ اسکو ابراہیم خان نے مار ڈالا۔ آشیامیون  
سردار کے مرتے ہی دامن کوہ میں بھاگ گئے اور آشیامیون کے جمع کرنے کا انتظام کیا۔  
اس حادثہ کے واقع ہونے سے حوالی کھرگانو و نواحی مہراپور اور حوالشی تھانہ آدم خان  
میں جو رعایا آباد ہو کر اطاعت کرتی تھی وہ بھاگ آئی۔

آن دنوں میں یہ افواہ اُٹھی کہ حکیم نرائن نے آئنگر کوچ بہار کو پھر لے لیا ہے۔ آخر کو یہ خبر  
سچ نکلنے سے آواز خلق کو نقارہ خدا بھو۔ اسکی تفصیل یہ ہے۔ بادشاہی مقصد ان جہام  
مال نے آل کار سے غفلت کی اور مالک محروسہ محال کے دستور پر رعیت سے جمعندی  
اور مطالبہ سوال کیا اس طرح کی جمعندی یہاں کی رعایا کے خیال اور تصور میں بھی نہ تھی۔  
وہ متفرق ہو گئی اور راجہ کی خواہان ہوئی۔ مالک محروسہ ہی میں جو اخذ مال کے قوانین  
اور دستور تھے وہ یہاں کی سرزمین کے زمینداروں کے معمول کے برخلاف عمل میں نہیں  
آسکتے تھے۔ نواب کی مرضی کے خلاف رعایا کے ساتھ مقدمات مالی میں سختیاں لگے۔  
ہوئے جن جو رعایا ستوریش میں آئی اور راجہ حکیم نرائن پاس پہنچی اور اسکو پہاڑ سے نیچے آنے  
کی ترغیب دی۔ راجہ اس مقدمہ کو دولت غیر مترقبہ سمجھا اور پہاڑ سے نیچو آیا۔ اس نے یار کے  
سبک دہیوں نے کہا کہ تو راجہ کہ ہم تیری لئے اپنی جان دینے کو موجود ہیں۔ راجہ کی سزا  
گھٹل ماری میں محمد صالح منصب اربھا اسپر تاخت کی اسکو اور اسکے ہمراہیوں کو مار ڈالا  
اور اسفند یار خان حاکم کوچ بہار کی ہمراہ جو آدمی تھے انکی رسد بند کر دی اور راجہ نے  
خان مذکور کو پیغام دیا کہ تم ملک بادشاہی مسملاست چلے جاؤ اور اپنے تئیں ہلاک نہ کرو  
خان میں قوت مقاومت نہیں تھی اور قنارت میں سمجھا کہ چند ہزار جاگیریں ضائع جائیں  
وہ گھوڑہ گھاٹ میں چلا گیا۔ متعاقب علی خان بھی گھوڑا گھاٹ میں آیا۔ استرداد  
ملک کی قدرت نہ تھی یہیں پھیر گیا۔

القصد جو حوالی کھرگانو اور تھانہ غازی خان کا حال نواب سے عرض کیا گیا تو نواب نے

نواب نے یہ سن کر سرائنداز خان ازبک کو کچھو کا تھانہ دار مقرر کر کے فساد کے دور کرنے کے لئے بھیجا وہ بہت جہد کر کے نالہ کی گل دلائے سے گذرا اور موضع نیک میں آیا یہاں نالہ نے بے کشتی کے گذرنا محال تھا۔ اس نے نواب کو حقیقت حال لکھی۔ نواب نے حکم دیا کہ محمد مراد نوارہ کے ساتھ لکھو گر سے آیا ہے تین جلد رسات کو ملہ ور کھر گا نو سے لیکر اپنے نوارہ کا ضمیمہ بنا لے اور اور خالی کشتیاں سیو پار یون کی بھی لے لے جب موضع نیک میں پہنچے تو وہ اور سرائنداز خان خشکی و تری سے باہم رفیق ہو کر طے مسافت کریں۔ سرائنداز خان کو محمد مراد دریا پار اتار دے اور سرائنداز خان محمد مراد کے نوارہ کا مدد معاون ہو۔ مگر یہ تدابیر نہ چلیں سرائنداز خان پلے محمد مراد پہنچا اور دو نوبت اتفاق روانہ ہوئے۔ نالہ جو اول سرائنداز خان کی راہ میں آیا وہاں ان کو لوہین مخالفت ہوئی۔ ہم انشوال کو سرائنداز خان واپس نہ لے کر چلا گیا اور محمد مراد اور آگے بڑھا۔ جیسا کہ آشامیوں کی کشتیوں کا ہجوم پانی میں اور آشامیوں کو دریا کے کنارہ پر دیکھا تو وہ بہت جلد کنارہ پر اتر کر بر جہانی کو راہی ہوا چند کشتیاں جنہیں قلعہ خاں افغان ہوا تھے وہ دشمنوں کی طرف دوڑے اور اپنی جلادت کی زور بازو سے غنیم کے درمیان سے گذر کر دیول کا ٹوٹن پہنچے باقی تمام پادشاہی و لشکر ٹی ہو پاری نوارہ پر بار و ساز مفت و آسان آشامیوں کے پھیل میں آئے جسے انکو بڑی جرأت اور جسارت ہوئی اور سیو پار یون کی آمد و شد و رسد کے پہنچنے کی راہ سدود ہوئی۔ آدھ گلی وسعت نے دریا پر عرصہ جولان کو دہات تک تنگ کیا اور کوہ سلہانی کے سیلاب نے غلے آدھ گلی کے گھوڑوں کے ہاتھ پاؤں میں زنجیر ڈالی تو بعض آشاہی آب ہلکے گذر کر اور بعض کوہ سلہانی سے پائین میں آنکھ بے تحاشا حواشی کھر گا ٹوٹن مراجعت کرنے لگے۔ اور شہر کی دست برد کے اندیشہ میں ہوئے میر تقی نے پہلے سے زیادہ ہشیاری اور بیداری میں کوشش کی باوجود معاونوں کی قلت اور معاندوں کی کثرت کے اس نے ثبات اختیار کیا۔ دس بارہ ہزار آشامیوں نے غازی خان تھانہ دار دیوتا کی قتل کیا۔ پس را اور پچاس پیا دے اسکے ساتھ کے مار ڈالے وہ لہنس کے احاطہ سے حبکو



اور فرہاد خان کی مراجعت کی راہ کو مسدود کیا اور آشامیوں کے نامی بھوکون نے  
کشتیوں میں بیٹھ کر افواج کی اطراف کا احاطہ کیا۔ اور توپ ندادی شروع کی  
فرہاد خان ایک لمبے پر کہ محاطہ آتش تھا چڑھ گیا۔ نواب نے یہ خبر سن کر محمد مومن بگ  
لیگے تاز کو فوج عظیم کے ساتھ بھیجا کہ فرہاد خان کی راہ میں نالوں کے کناروں پر  
موجاں آشامیوں نے بنائے ہیں انکو پراگندہ کرے۔ مومن بگ تے جہانی میں آبا  
پانی کی طغیانی ہوتی جاتی تھی وہ مقصد کی طرف توجہ نہیں کر سکا۔ دلیر خان نے  
ہاتھیوں کو لے جانا چاہا۔ مگر دشمن کے غلبہ خوف سے یہ تدبیر بھی نہ چل سکی آشامیوں  
موجاں اور کشتیوں سے توپ ندادی برابر جاری رکھی اور کشتیوں سے اتر کر  
ان پر کئے حملہ کئے۔ فرہاد خان نے ان حملوں کو ہٹایا۔ ایک دفعہ آشامی بہت  
کشتیوں سے اتر کر ان پر حملہ آور ہوئے تو راجہ سجان سنگ کے راجپوت ان کے  
مقابل ہوئے۔ خان کے اشارہ سے وہ پیچھے ہٹے آشامی دھوکہ میں آنکر انکے پیچھے  
آئے اور کشتیوں سے دور ہوئے۔ فرہاد خان انکو مار دھاڑ کر چند کشتیاں  
انکی جہیں لیں۔ اب یہاں ذوقہ کی ایسی کمی ہوئی کہ گائے کے گوشت کھانے  
کی جگہ گھوڑے کے گوشت کھانے پر نوبت آئی۔ تو فرہاد خان نے مفتوح  
کشتیوں پر اور ٹاپوں پر جو کیلے کے درختوں اور نئے سے بنائے تھے سوار ہو کر  
آشامیوں پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ آشامی دشمنوں کو عاجز جان کر غافل ہو  
رات کو خوش و خرم سوئے فرہاد خان نے ان کشتیوں پر جو اس نے آشامیوں  
سے چھینی تھیں شکر کو سوار کر کے نالوں سے پار اتارا۔ فرہاد خان جب یہ قہر  
تھانہ میں آیا تو اس نے سنا کہ اس نواحی کے آدمی چند روز غائب ہوئے ہیں تو  
خستہ و مجروح ہیں یہ حالت انکی شرکت جنگ پر دلالت کرتی ہے کہ وہ فرہاد خان  
کے لشکر سے لڑے ہیں۔ محمد مومن بگ کو بھیجا کہ مردوں کو قتل کرے عورتوں اور  
بچوں کو قید کر لے اور اموال کو لوٹ لے ۷۰ ماہ ذیقعدہ کو فرہاد خان۔



اہل ہند کو اس لشکر کی بے خبری کے سوا کچھ خبر نہ پہنچتی تھی۔ وہ جانتے تھے کہ کوئی انہیں زندہ نہیں ہے۔ انہوں نے مراسم تغزیت بھی ادا کیں اور وارثوں نے متروکات کو بھی آپس میں تقسیم کر لیا۔

راجہ اشام کا بیجدلی بھوکن (سپہ سالار) تھا وہ برہمن تھا اور انبارداری سے بھوکنی اور سرداری پر پہنچا تھا اسکو راجہ نے سپہ سالار و مدار علیہ مقرر کر کے لشکر شاہی کے مقابلہ و مقابلہ کے لئے بلکہ سپہ و دستگیر کرنے کے لئے مقرر کیا اور ساسے ملک میں احکام جاری کر دیئے کہ سردار و رعایا اسکی اطاعت کریں۔ یہ سپہ سالار بہر دلی کے کنارہ پر آیا اور اکیس ہویہ جمع کر کے حشر برپا کیا اور مور حال بنائے دو تین روز میں اکیس ہویہ و مرتفع کنگرہ دار نہایت حکم لے لے بایہ مذکور برہمن کو وہ بھی بنائی۔ دیوار کا ایک سرا پہاڑ سے ملتا تھا اور دوسرا سرا ومان بنتی ہوتا تھا کہ ہر مذکور آب و تنگ سے ملتی تھی اور ہر مذکور کے ساحل کو ایسا تراشا کہ اسپر پیادہ نہیں چڑھ سکتا تھا سوار لوگ چڑھتا آتھا میون نے کئی دفعہ راتوں کو دلیر خان کے لشکر پر شرب خون مارا آخر دفعہ میں دلیر خان اور لوگ ایسا کشتہ و شکستہ کیا کہ پھر انہوں نے شہنشاہ مارنے کا نام نہ لیا۔ نواب بھی معلوم ہوا کہ زبندار چانگ راجہ کا خطاب کرتا ہے وہ دیکھ کر انوکھی مزاحمت کرتا تھا کہتا ہے اور موہل جہائے بیٹھا ہے۔ راجہ سجان سنگھ کو اسکے ہتھیار کا حکم دیا۔ اسنے محاربہ عظیم کے بعد اسکو شکست دی اور واپس آیا۔ کئی روز و شلب لشکر میں بے درد سرب و آہر شمشیر کے نہ گذرتا تھا۔ خانہ زین میں پاؤں ہوتا تھا گھوڑوں کی پیٹھ پر ہمیشہ زین دھرا رہتا تھا۔ آخر الامریہ نوبت آئی کہ آقا کو نوکر سے نوکری کی توقع نہ رہی اور چاکر کو طمع محسوس آقا سے نہ رہی۔ سب ہول جان سے تھوڑے غوغا پر جو کب بڑھتے تھے۔ ہلاکت کے خوف سے تیغ و دوستی مارتے تھے۔

نواب کی خدمت میں آیا۔ تھانہ محمد تقیم کی تاخت تاراج نواب کی پسند نہ آئی اس سبب  
سورتون اور بچوں کو چھوڑ دیا کہ وہ اپنے گھر جائیں۔

فرما دیا خان کی مراجعت کے بعد آشامی برٹے دلیر ہو گئے اور پانی کی طغیانی ایسی ہوئی  
کہ کسی تھانہ میں مقدور نہ تھا کہ وہاں آدمی باہر نکل سکے یا لگا لکھنے کے اسلئے نواب نے حکم دیا

کہ اچھے پور سے آدم خان آنکر لشکر سے ملے اور تھانوں کے آدمی گھر گائون میں چلے جائیں  
اور سرانداز خان میاں خان نالہ دیکھو کے اس طرف وہاں کے رہنے والوں کی محافظت

میں قیام کریں۔ جلال خان وغازی خان و محمد تقیم جو نالہ کے اس طرف ہیں وہ میر تقی  
باس چلے جائیں۔ جب آدم خان تھانہ اچھے پور سے اس طرف کا عازم ہوا تو اس

خوارجی کے مسلمان جو ہوا خواہی ظاہر کر کے آباد ہوئے تھے بھاگ گئے اور شتیوں کو لگائے  
اسلئے نالوں کے اترنے میں آدم خان کو بہت تکلیف اٹھانی پڑی سرانداز خان

میاں خان نے ایک سرزمین میں جس کے تین طرف نالہ دیکھو تھا اقامت کی اور جس سمت میں  
پانی تھا وہاں ایک محکمہ دیوار بنائی اور اسپر توپیں و زنبورکین جن دین۔ رعایا

دیوار سے خارج ہوئی۔ ایک ت آشامی غلبہ کے نالہ کی اس طرف کی رعایا  
کو طوعاً و کرہاً لے گئے۔ حوالی گھر گائوں و مٹھرا پور کی کل رعایا آباد شدہ فراری ہوئی۔

اور راجہ اور بھو کنوں باس چلی گئی بعض مسلمان اور کچھ ہندو باقی رہے جو راجہ سے ڈرتے  
تھے اور ہندوستان کے دیکھنے کا شوق رکھتے تھے۔ انجام ملاک شام سوا گھر گائوں

مٹھرا پور کی کشامیوں کے تصرف میں تھا اور ان دونوں مقاموں میں بھی آمد رفت  
بادشاہی آدمیوں کی بغیر سپاہ کے ساتھ لے نہیں ہوتی تھی۔ یہ باتیں تعجبات سے

تحقیق اب سن رہے ہزار شکریہ و سوار اور اردو بازار بے شمار چہ جیسے سنگ غلبہ  
خصم اور استیلا وغیرہ انہار کے اندر نقطہ کی مانند گھر جاے کہ بیکار کی طرح شکریہ گاہ کو در

سے بے قدم نہ رکھ سکے اور کوئی کمال سکون نہ پہنچ سکے اور غلہ اور مایحتاج کی کوئی چیز  
اُس تک نہ آسکے۔ آشامیوں نے انقطاع اخبار اور انسداد راہ میں کوشش کی۔ کہ

راہوں کا سد و دونوں اوجھا نالوں کا اچھا اور اچھا

پر کئی شب خون مارا اور ناکام رہا۔ اب اس نے کھرگانو کی طرف اپنی ساری توجہ کی  
 یہاں اموال اور گھوڑے ہاتھی بادشاہی اور تمام آلات توپ خانہ اور چند کسری  
 اور بیویاں بچوں کی کشتیاں اور کچھ ذخیرے و محتاج معیشت رہ گیا تھا۔ ہر رات  
 اشامیون کی ایک جمیع کثیر اطراف شہر میں اور راجہ کے گھر کے احاطہ کے گرد بھرتی تھی  
 اور اس راجہ کے احاطہ کے باہر حوالی شہر میں بھوکوں کے مکانات تھے انکو جلانی تھی بکریا  
 اپنے ہاتھوں سے اپنے گھروں کو خواب کرتی تھی میر مرتضیٰ محافظت میں بدرجہ کہاں کو  
 کرتا تھا۔ یہ ذیقعدہ کو فرہاد خان و سید سالار خان و قراول خان بھی کھرگانو کی  
 حراست کے لئے آگئے۔ اشامیون نے کھرگانو کے غری دروازہ پر ایک باغ میں ہو چے  
 بنائے۔ فرہاد خان نے انکو یہاں سے نکال دیا۔ ایک ن اشامی جانب غری کھرگانو  
 میں چند آدمیوں کو مار گئے اور کچھ آدمیوں کو پکڑ لے گئے۔ بادشاہی آدمیوں نے  
 بانس کا ایک حصہ بنایا اور انکی حفاظت میں کوشش کی۔ غزہ دی حجبہ کو سید سالار خان اور  
 عبد الرسول کی باری بانس کے حصار کی حفاظت کی تھی ان و نو سرداروں نے اشامیون  
 کی ایک جماعت کثیر مقابلہ و مقاتلہ کے لئے آئی۔ دود دفعہ اشامیون کے حملہ کو بادشاہی  
 آدمیوں نے دفع کیا لیکن تیسرے حملہ میں اشامی بانس کے حصار کو توڑ کر اور جلا کر کھرگانو کے  
 آدھے قلعہ پر قابض ہو گئے۔ میر مرتضیٰ و میر سید محمد اسبات پر مطلع ہو کر نثارہ اور کرنا  
 بجائے ہوئے گئے مگر تاریکی شب کے سبب نہیں معلوم ہوتا تھا کہ غنیم کہاں ہے اور کون  
 تاخت کر کے مدافعت کرنی چاہیے۔ اس شناسی اشامیون نے راجہ کے ایک چھپر میں گ  
 لگائی کہ جسکی روشنی سے رات کا دن ہو گیا۔ بادشاہی سرداروں نے تھوڑے  
 آدمیوں سے اپر حملہ کر کے باہر نکال دیا اور نصف قلعہ جو اشامیون کے تصرف میں  
 آگیا تھا اسکو بھر چھین لیا میر مرتضیٰ نے بجائے بانس کے حصا کے مٹی کا حصار بنانا شروع  
 کیا اور اس پر توپ داغچکی و زنیورک جن دین اور اسکے آگے دختون کو کاٹ کر مسطح میدان  
 بنادیا۔ ایک ہفتہ میں قلعہ کے دور میں جو ایک کروہ کے قریب تھا۔ ایک لڑائی اور مرتفع دیوار

ساہمہ تین کشتن دہیم ۔ مبادا کہ فرصت بدمن دہیم ۔ سب کو یقین تھا کہ اس قفل کی کنجی سوا تلوار کے نہیں ہے اور اس عقدہ کی گہرائی سوا شیر و سنان کے نہیں بھید لی بھو کن تشریف ن مارنے میں اور ابواب سے کہے بہت کرنے میں حواشی اردو کی مزا تحت کرنے میں کوئی بات نہیں اٹھا رکھی تو اسے جانا کہ درفش پر خشت لگانے سے اور آہن ہر فکے کو ٹٹنے سے کوئی نفع سوا جراحت کے اور کوئی حاصل سوا ندامت کے نہیں ہے اس لئے اپنے فرمان فرما کی اجازت سے یا اپنی عقل دورانہدیش سے صلح کی تھر یکا کی اور ایک وکیل اپنے عہدے کے ساتھ بھیجا جس میں مصالحت کی درخواست تھی۔ نواب کے بھور مل متصدد کو بھیجی ہوئی یاس بھیجا اور سمجھا دیا کہ کوئی ایسی بات نہ کرے جس پر شک کا ضعف معلوم ہوا اور شرط صلح یہ بتائیں کہ وہ بیان کرے۔ اول پانچ سو ہاتھی دندان دار بھیجے۔ دوم لاکھ تولہ سونا و نفقہ پیش کش کرے سوم حرم پادشاہی کے پرستاری کے واسطے اپنی بیٹی دے۔ ہر سال پچاس ہاتھی اول دندان دار ہر سہ ماہ دیا کرے چہارم جو عمالک شکر شاہی کی پے سپر ہوئے۔ وہ ممالک محروسہ میں داخل ہوں۔ اور نام روپ و اسکے اطراف میں کوہستان راجہ سے متعلق ہوں۔ آخر شرط پر یہ شعر صادق آتا ہے۔

از پیش صفہ تا بہ لب بام از آن من چہ وارثیت بام تا بہ شریاز آن تو۔  
بھو کن کے پاس بھور مل گیا۔ آدھی رات کو خلوت میں بلا یا گیا۔ بھو کن نے کہا کہ اگر راجہ ان شرائط صلح کو نہ مانے گا تو میں راجہ سے مفارقت کر کے نواب کی خدمت میں حاضر ہو گا۔ دو تین دن بعد بھور مل کو اس نے رخصت کیا۔ واپس کے سبب شک کر لکھا کہ تو میں آگیاں سے شک کا ضعف معلوم ہوا نہ مصالحت ہوئی۔  
بھو کن کی کیا۔

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ بھو کن نے دریاؤں پر مورچا بن کر شہر

شکر شاہی جو ان کو قلعے میں آئے۔

موڑے گی دشمن پیچھے پڑینگے۔ فریاد خان نے یہ حال سنا کر بھیجا کہ بیش روی میں تیرا  
 خطا کی ہے اب پس وی میں شیوہ سپاہیانہ سے اسکی تلافی کرو اور قلعہ میں آ جاؤ۔  
 سید مذکور ایسی دانائی سے کہ فرار نہ معلوم ہو پانچ پہلے گھر چلی گئی لشکر کو نصیحت  
 لے آیا اور جہاں پہاڑ حفاظت کرتی تھی وہاں چلی گئی۔ آشا میون کو جب سپاہ کی  
 مراجعت کی خبر ہوئی تو وہ نالہ سے گذر کر شہر کے باہر کی اطراف قلعہ کی سپاہ پر  
 بل پڑے۔ فریاد خان نے وسط قلعہ میں کھڑے ہو کر افواج امداد کے لئے اطراف  
 میں بھیجیں میر سید محمد اپنے آدمیوں کے ساتھ میر مرتضیٰ پاس گیا۔ دھڑ رات پر  
 پانچ گھنٹے بجے تک بازار دارو گیر جا نہیں سوا ایسا گرم ہوا کہ ہرگز ملک آ شام میں ایسا  
 حصار نہ نہیں ہوا۔ سید سالار خان عین تاریکی میں چلا آیا تھا اسنے چند پتھر جلا  
 تو انکی روشنی میں دیکھا کہ آشامی بھاگے جاتے ہیں تو انکے پیچھے تاخت کی جانب  
 شرقی قلعہ سے راجہ امر سنگ کے آدمی بھی پہنچے۔ اسنے بھی ایک بڑا پتھر جلا یا انکی روشنی  
 میں قراول خان اور آغزون نے اس طرف قلعہ کے کہ آشامی حملہ کر رہے تھے  
 جنگ کی اور انکو شکست دی۔ یہ دونو ہزیمت خوردہ فوجیں اس طائفہ کے ساتھ  
 متعین ہوئیں کہ حصار کی دیوار شمالی پر چڑھنے کا قصد کرتا تھا اور اس دیوار پر  
 یورش عظیم کی۔ میر مرتضیٰ نے سب جگہ ہتھ بیان روشن کر کے آشامیوں کو حملوں کو  
 ہر جا دفع کیا۔ آشامیوں کو مایوس ہو کے حبلہ لرسول پر حملہ کیا پھلش عظیم ہوئی لشکر  
 شاہی عاجز ہوا کچھ لٹا بھرا۔ مراد خان دریا بادی فریاد خان کے اشارہ سے  
 حبلہ لرسول کی کمک کو گیا۔ آخر کو آشامیوں کو شکست دی۔ آشامی یہاں سے  
 شکست پا کر اس برج پر پہنچے۔ جو حصار کے شمال و مغرب کے بیچ میں تھا اور اسکی دیوار  
 بقدر آدم اٹھی تھی اور کنگرہ نہیں بنے تھے اتفاق کر کے حملہ کیا۔ خندق کو پھلانگ کر  
 برج مذکور پر پہنچے۔ فریاد خان کو ایک شخص نے خبر دی کہ آشامی اس برج پر تصرف  
 ہوئے وہ بے نال اس برج کی طرف متوجہ ہوا۔ یہاں میر سید محمد آیا غرض کہ آشامیوں کو

لنگرہ دار تیار ہو گئی۔ پہلی لڑائی میں فرہاد خان کے ہاتھ میں شیر اور زخم لگے تھے۔ اس پر  
ورم بہت ہو گیا۔ آشامی اس حال پر مطلع ہو کر بیرشام آنکھ رات کو قلعہ پر حملہ کرنے  
اور کچھ رات رہی نہر دیکھی کناہ پر چلے جاتے فرہاد خان دست شکستہ و بال گردن بنا  
گھوڑے پر رات کو سوار ہوتا اور صبح نکلتا اترتا اور اندراور باہر کی خبر داری رکھتا  
سیرجہ ارون نے مہتا بیان بنا کے اپنے پاس کھینچیں کہ پہلی رات کو دشمن جو لڑنے آئے  
انکو روشن کے لڑیں آشامیوں نے کھرگانو کے قریب انباروں کو جلا یا اور انبار باڑے  
بعید سے شالی کا لے جانا شروع کیا میر تقی نے کشتی اور خشکی کی باربرداری کا انتظام  
کر کے بعض انباروں سے شالی کو لیجا کر قلعہ میں داخل کیا۔ اور فرہاد خان و محمد سعید سحر کر کے  
کھرگانو کے قریب انباروں میں سو شالی نکال کر قلعہ کے اندر لے گئے۔

ابھی کانوں کے اس طرف آشامیوں نے ایسی جگہ پر کھرگانو کا جانا دشوار تھا مورچاں  
بنائے اور برٹے شعلہ مارے۔ پانچویں فی جگہ کو جاسوہوں نے خبر دی کہ آشامیوں  
کے نامی بھوکون اور سرداروں نے یہ قرار دیا ہے کہ آج رات کو قلعہ و شہر کھرگانو  
کو بادشاہی آدمیوں سے چھین لیجو۔ چار فوجیں انہوں نے ترتیب دی ہیں ایک فوج  
سید سالار خان کا دوسری فوج غلام رسول خان کا تیسری فوج دیوار شہر کی چھائی  
مخاطلون کا مقابلہ کریگی۔ اور سب بڑی چوتھی فوج میر تقی سے محاربہ کریگی پانچ  
پہر کھرچی روز رہا تھا کہ قراول خبر لائے کہ آشامیوں کا ایک گروہ نہر دلی و نالہ ندکا سے  
گزر رہے فرہاد خان باوجود دیکھ سکے ہاتھ میں بہت درد تھا انکے مدافعوں مقابلہ کے  
لئے سوار ہوا اور باہر آیا۔ سید سالار خان و جلال خان دریا بادی نے اس کو جانے  
سے منع کیا اور خود لڑنے کی اجازت حاصل کی اور باہر آنکھ آشامیوں کو مار کر  
بھگایا۔ بعض تیر کر بعض ٹاپہ میں بیٹھ کر نالہ ندکا سے باہر گئے اور وہاں ایستادہ  
ہوئے۔ رات ہو گئی۔ افواج شاہی متردد ہوئی غور با سے عبور کرنے کی قدرت  
تھی اور نہ فوج البالی سے مراجعت کی طاقت تھی کیونکہ یقین تھا کہ جب باہر بیٹھ



مارنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ خان نے لکے مورچل پر حملہ کیا۔ اور بہت آشامیوں کو  
 قتل اور اسیر کیا اور لکے مورچل کو ویراں کیا اور ستر عظیم بانی سو آدمیوں سے  
 زیادہ اسیر ہوئے جنہیں بعض سردار بھی تھے۔ رشید خان کسان جنگاں دھیکلے شامیوں  
 کو شہر خجائی کرنے کی جرات نہ ہوئی۔ ۶ مارچ مذکور کو رشید خان نے سنا کہ نالہ وند کا  
 جابا یا بے آدمی کے سینہ و گلو سے بانی اور پیرہین چڑھتا۔ میر مرتضیٰ و زاجہ امیر سنگہ کو  
 قلعہ کی حفاظت سپرد کی اور خود کا کوجان کورچال اشینوں کی تہذیب کئے روانہ ہوا  
 جبکہ نالہ وند کا کے سر پر آیا تو افواج یا یا ب کی مقید ہوئی۔ ہر جگہ گھوڑا ڈالکر بے لاس  
 بار گئی۔ آشامیوں نے اس لشکر پر تیر و تفنگ چلائے۔ مگر آج نالہ وند کا کے غور کرنے سے لشکر  
 شاہی کا خوف وہ ان پر چھایا۔ کہ جب اپنے انیر حملہ کیا تو وہ بھاگ گئے۔ لشکر شاہی  
 مورچل میں داخل ہوا۔ غازی خان تعاقب ہوا پس سید علی بھوکن تک پہنچا۔ آشامیوں نے اپنی  
 سردار کو دست بدست و دوش بدوش نہر دلی کے کنارہ پر پہنچایا اور وہاں سے کشتی  
 میں لے کر کے باہر لے گئے۔ لشکر شاہی نے اس کشتی میں آشامیوں کو مارا وہ بھاگ کر نہر دلی  
 کے کنارہ پر چلے گئے۔ ایک سو ستر آشامی بکڑے گئے۔ ایک تین سردار تھا۔ رشید خان اس  
 سردار کے باپو میں بٹراں ڈالین اور باقی کتبہ مار ڈالا۔ نواب پس بھی یہ قیدی بھیجے گئے  
 مگر اس رشید خان پانچویں میں بھیج دیا تھا کہ جو چاہے اپنا حال کرے۔

جبکہ میں مسدود ہوئے اور آشامیوں کی شورش کی خبر شہر ہوئی اور لشکر کی خبروں  
 کا آنی منقطع ہوا اور انور بیک تھانہ دار کجپور کے قتل کے واقعہ کا اشتہار ہوا۔ تو ابن حسین ایک نوار  
 مردم جنگی اور آلات جنگی سے بھر کر کے علی بیگ کی ہمارہ روانہ کیا کہ کجپور میں جا کر قلعہ کو جواں  
 نے موضع مذکور میں بنایا ہے مفتوح کرے۔ علی بیگ کجپور میں پہنچا اور حوالی قلعہ میں منزل کی۔  
 آشامیوں نے ایک جمعیت عظیم کے ساتھ نوارہ پر حملہ کیا۔ نوارہ شاہی بہادر تھا وہ مختار  
 ہمایوی میں جو دیول کا نوا اور کجپور کے درمیان میں ہو گیا۔ منور خان کجپور نوارہ کے لڑائی  
 لگات کو لگیا۔ دونوں نے ملکر آشامیوں پر حملہ کیا اور انکو شکست دی اور چند کشتیاں چھوڑ کر

لشکر اور نوارہ کا حال اور رضا یا اگر اس حال میں سید ہوئے۔

بھگا دیا۔ تاریخ آشام کا مصنف شہاب الدین طالش نواب پشاور کا رہا اور سارا حال  
 بیان کیا۔ وہاں سے امراء کے نام ستارش نامے لایا۔ جسے اپنے کام میں وہ او  
 زیادہ سرگرم ہوئے۔ آشامیوں نے آپ لئی سے گزرنے کا کو جان پر مورچے  
 بنائے جو نہر لئی اور نالہ دند کا کے درمیان یہ نالہ تھا۔ دروازہ سنگی کی جانب  
 غریب میں ایک گروہ انہوہ کیا اور اپنے نزدیک کھرگانو کے آدمیوں کا تنگ  
 محاصرہ کیا۔ ۸۰ راہ دی حجہ کو آشامی میں فوجوں میں تقسیم ہو کر آدھی رات کو  
 سید سالار خان و علیہ رسول اور میر تقی کے مقابل آئے۔ اس شان میں کی گئی تھی  
 تھیں اور موسلا دھار مینہ برسنا شروع ہوا گھوڑے زانو تک پانی میں ڈوبے۔  
 اہل سلام کو خوف ہوا۔ نہ گھوڑوں کے دوڑنے کی مجال تھی اور نہ ہتھیاروں کے  
 استعمال کا یا تھا۔ دونوں لشکر خالی کھڑے رہے پانچ چہ گھڑی رات باقی تھی کہ  
 آشامیوں نے معاودت کی۔ فرما دیا خان کے ہاتھ میں درو زیادہ ہو گیا تھا اس  
 سبب آشامی زیادہ خیرگی کرتے تھے۔ خان مذکور نے کمک کی درخواست کی  
 عید قربان کی سہ پہر کو خیرائی کہ آشامیوں نے نالہ دند کا سے عبور کر کے سواد  
 شہر میں مورچے باندھے پھر فرما دیا خان و جلال خان اور کل دریا بادی و غارخان  
 و قراول خان اور آٹو انکی مدافعت کے لئے مامور ہوئے انہوں نے جا کر آشامیوں  
 کو بھگا دیا۔ چند آدمی انہیں سے مار گئے اور آلات مورچہ ساری چھوڑ گئے۔  
 بانسوں کو موجد بنانا شروع کیا تھا۔ انہیں آگ لگا دی۔ اگر کو رشید خان کھرگانو کی  
 حفاظت کے لئے مقرر ہوا اس نے سنا کہ آشامیوں کے جس مورچہ کو کل جلا یا تھا  
 پھر آنکر اس کو بنانا شروع کیا۔ آشامیوں نے پھر اس کو چھوڑ دیا اور رشید خان نے  
 ان کا تعاقب دند کا تک کیا۔ آشامیوں کے مورچہ کے پاس لیسو مضبوط کر دیے تھے  
 کہ ہاتھیوں نے نہ اٹھڑے آخر آدمیوں نے ان کو کھیرا اور جلا یا۔ سراندا خان یا  
 خیرائی کہ آشامیوں نے جانب بی میں مورچہ چال بنائے ہیں اور شب خون مارنے کا

لکھو گربین لایا تھا اور بہت سے آشنا میوں کو قید کیا تھا اور تین فوج گواہی سے ہویا بیون  
 کی کشتیوں میں شالی کو لایا تھا لکھو اور کلیا بر کے درمیان ایک لمحہ سولہ گرتھا آخر ماہ  
 ذی حجہ میں مان کی رعایا بہ تنگ آن کر اپنے سرداروں کو مقید کر کے ابن حسین ہاں لائی اور  
 اطاعت کی ابن حسین نے سرداروں کو مقید کیا رعایا کو سر کر کے یہ تجویز کی کہ وہی سولہ گربین  
 بطریق تھانہ داروں کے تری خشکی کے آنے جانے والوں سے خبردار رہیں اور آشنا میوں کو اپنا  
 پہنچاتے رہیں۔ ان آدمیوں نے اس کام کو ایسی اچھی طرح کیا کہ کلیا برادر گواہی کی راہیں لکھو  
 تک کھل گئیں اور ہویا بیون کو آمد و شد میں کوئی دغدغہ اور سوسہ نہ رہا۔ محمد بن فضالہ  
 کا انتقال ہوا ابن حسین نے اس کے نوکروں کو بجا لکھا اور ایک ہفتہ تنخواہ بھی بھجوا دی۔ اور  
 شبیر بن ابی داما کو لکھا کہ وہ تھانہ کی خبرداری کرے۔ تھوڑے دنوں بعد سید مرزا تھانہ  
 جمدہ بھی مر گیا ابن حسین نے کن سنگہ منصبدار کو لکھا کہ تھانہ کا انتظام رکھو غرض ابن حسین  
 طبرج سے انتظام کیا۔ آشنا میوں کو کھڑگانوں کی فتح سے بالوسی ہوئی تو وہ نوافلی  
 مدافعت اور مزاحمت کے درپے ہوئے اور ملیر محاربات غلبہ و مقامات شدیدہ وقوع  
 میں آئے۔ سب لڑائیوں میں اہل سلام کو فتح رہی۔ آشنا میوں کو شکست ہوئی دامن کوہ میں  
 ابن حسین خود چند دفعہ گیا اور دو تین دفعہ فتح کو بھیجا اور یہاں کے متوطنین کو قتل کیا تو یہاں  
 باشندوں کو اس حالت نہایت ملالت ہوئی۔ ناچار انہوں نے نہی اور برکات راجہ کے  
 دو بیٹے سرداروں کو جو حوالی لکھو گربین فساد مچاتے تھے پکڑ کر مع زن و فرزند ابن حسین  
 بھیج دیا۔ ابن حسین کو اس طرف سے بھی اطمینان ہوا۔ پھر اپنے گورنر آشنا میوں کے جنھوں  
 لکھو گربے قریب کھگانوں کی جانب مورخان نامے تھے تاخت لائی اور انکو نہر میت دی۔ اور  
 دیولگانوں پر قبضہ کرنے کے لئے بھریا و کارخان کو بھیجا۔ دیولگان سب فتوحات  
 کی اطلاع کر دی۔ ماہ سفر میں نواب کھگانوں میں تشریف فرما ابن حسین کی عرضداشت

مسور ہوا۔

موضع تھراپور مرتفع ہونے کے سبب برسات کے موسم میں شکر کی اقامت کی

دار  
 کی مراد  
 اور ان کا  
 غلام  
 اور ان کا  
 غلام  
 اور ان کا  
 غلام

علی بیگ رمنور خان دونو ابن حسین پاس گئی لشکر کے احوال نہ معلوم ہونے سے لکھنؤ میں  
سرداروں کو بڑا تردد تھا لکھنؤ گریں رسد آتی تھی اور اس قدر شالی جمع تھی کہ تین سال  
کو کفایت کرتی تھی۔ نواب ہمیشہ اس غارہ کے حال دریافت کرنے کے لکھنؤ بقیاب ہوتا تھا  
اسلئے دو آشامی ابن حسین پاس بھیجے وہ غریب یہاں پہنچے۔ نواب نے ابن حسین کو لکھا کہ  
اگر احتیاج و صلاح کا اقتضا ہو تو سید نصیر الدین خان کو کلیا برسے اور سید مرزا کو  
جمدھرہ سے ویا دگار خان کو دیول گاٹوں سے لکھنؤ گریں بلا لو اور بہتیت اجتماع  
نوارہ کی محافظت میں ساعی ہو ابن حسین نے اس پروانہ کے جواب میں عرضداشت  
لکھی کہ جمدھراور کلیا برسے پٹھانوں کے آٹھنے سے رسد کا انقطاع ہو گا۔ میری کیا  
اتنے آدمی ہیں کہ وہ نوارہ کی محافظت کے لئے کافی ہیں اور دیول گاٹوں میں یا دگار خان  
کے رہنے سے کچھ فائدہ نہیں اسکو لکھنؤ گریں بلا لوں گا۔ آٹھنے رہنے کی طرف سے صعب  
طرح مطلق ہیں قاصدوں کے ہاتھ اس عرضداشت کو بھیج دیا قاصد جس طرح گئے تھے  
اسی طرح نواب پاس خردی قعدہ میں آئے ابن حسین نے ایک نہیں کسی قلعہ نہایت مضبوط  
بنایا۔ تو بے زبور ک اطراف پر لگائیں۔ آشامیوں کے شب خون کا خطر جمع کی اور نواب  
حکم کے موافق یا دگار خان پاس چند کشتیاں بھیج کر اسکو دیول گاٹوں سے اپنی پاس  
بلا لیا۔ نواحی دیول گاٹوں کی رعایا کو جہاں کی خبر ہوئی تو وہ شب کو فرار ہو گئی۔ اور  
آشامیوں کو اس سے مطلع کیا۔ دوسرے دن خان بہت جلد روانہ ہوا اسکے اہل اردو  
بعض قید ہوئے کچھ گھوڑے لٹے۔ آشامیوں نے ان قیدیوں کو تیر دوز کر کے ٹاپوں  
میں باندھ کر پانی میں چھوڑ دیا کہ وہ لکھنؤ گریں پہنچ کر وہاں کے بے دل آدمیوں میں خوف  
پیدا کریں۔ ملا حوں کی اور تمام اہل بنگالہ کی خوراک جا دل ہیں کہ کم ہو گئے تھے۔  
لکھنؤ گریں کے اطراف غریب دامن کوہ میں اور اسکے جنوب میں کانٹے کے سر راہ اور شمال میں  
کلیا برس کی جانب تک آشامیوں نے بنائے اور مورچل لگائے تھے کسی طرف سے رسد آنے کا  
رستہ نہ رکھا تھا۔ کئی مرتبہ ابن حسین جاکر اور آشامیوں کے سرداروں کو مار کر بہت شالی

ایک سیر نکالیں وہ یہ کہ اس بھانوسے بھی اجناس کو سونجی سے ہاتھ آتین محمود دیکھ گھسی  
پاس کئی گٹھے تنباکو کے تھے اسنے مفت امر اور غریب مین انکو تقسیم کر دیا قیمت لیتا تو بہت  
روپیہ اسکواٹھا آتا۔ ملک منیر پاشا فیون اتنی تھی کہ برسات تک اس کی مقدار کافی ہوتی  
اسنے اپنی مقدار کم کر کے اورون کو افیون دیدی۔ جہاں گھر گھر میں قحط عظیم تھا وہاں بھی  
بہت بھوکے آدمی مر گئے۔

جب آٹ بھوکا تقفن قحط غلہ کا یار ہوا تو متھرا پور سے نواب دہم محرم سیٹھ کو کھڑکانوں  
جانبے کے لئے کوچ کیا اور تیرہ سوین محرم کو یہاں پہنچا قلعہ کے اندر نزول کیا دلیر خان  
تمام رات گاڈیوں کی نگہبانی کرتا رہا۔ آٹا میوں نے ہجوم کر کے کئی دفعہ اسکو گھیرا مگر اسنے  
انکو براگندہ کر دیا۔ محمد تقی بخشی سے آٹا میوں کی مٹ بٹھیر ہوئی۔ آٹا محرم پور کے  
چلے جانے سے اور زیادہ خیرہ ہوئے اکثر لاتون کو قلعہ کھڑکانوں کی اطراف پر حملہ آور ہوئے  
قلعہ کی سمت مغربی کی دلیر خان اور طرف شرقی کی راجہ سجان سنگہ جنوب شرق کے درمیان  
کی رشید خان و سید سالار خان اور شمال و مغرب کے درمیان فرما دخان و سجان سنگہ گرا  
آٹا میوں نے دلیر خان سجان سنگہ پر حملہ کیا مگر شکست بائی۔ دلیر خان نے نالہ دند کا تکا  
تھا قب کیا اور سب آٹا میوں کو مارا۔ ان لاتون میں قحط کی بڑی شدت ہوئی اور متھرا پور  
کی بیماری کا اثر کھڑکانوں میں بھی پھیلا۔ مرض تب لرزہ اسہال یہ دق ہستقا کا اور  
اضافہ ہوا۔ ادنے اعلیٰ بہت مرنے لگے۔ برنج سرخ گندہ نکال کر کچے بنے کھسوا  
کچھ اور غذا پیدا نہ تھی۔ نباتات جنگل انت جیبا سکتے تھے۔ انسان جو ان سڈر من کرتے  
تھے۔ برے آدمی برنج گندہ بجائی برنج بار کر کھاتے اور غلہ آدمی ندی نالوں ریاؤں کنارہ  
پر جو درخت تھے انکے پتے اور گھاس کھاتے نوات بھی باوجود کہ اسے سرکار میں حاصل اسکے لئے  
کسی کھانے کی کمی نہ تھی مگر وہ بھی شس کی دال اور خشک کھجی گائے کا گوشت کھاتا تاکہ وہ اپنے  
بے نوا زیر دستوں کا رنج و غنا و سختی و جفا میں شریک نہ ہوں۔

نواب نے نوارہ کی طرف آدمی بھیج کر راہ کی افتتاح کا ارادہ کیا تو یہ تجویز ہوئی۔ یہاں پر برقی

صلاحیت اور قابلیت رکھتا تھا۔ مگر اسکے اطراف کے پہاڑوں کی ہوا اور دامن کوہ کا  
 پانی امراض خیز تھا۔ اہل شام اسکو جڑ بیدیت یعنی کوہ تیپ کہتے تھے۔ جس دامن کی ہوا  
 کھائی اور پانی پیادہ تیرنہ اور عارضہ شکم میں مبتلا ہوا۔ اور ظمرو و جودسہ خارج ہوا۔  
 مرنے کا حال یہ ہو گیا کہ گورکن کو جانکنی کے سبب گورکنی کی فرصت نہ تھی۔ مردہ شو ہوا اور  
 نہلانے کے لئے جاتا وہ اپنی جان سے ہاتھ دھوتا۔ اس سرزمین میں اس قدر زمین رہی  
 کہ مردہ کو زندہ دفن کرتے۔ اتنا کپڑا نہ تھا کہ موتے کو کفن بچاتے۔ مینولون کو انیس کپڑے  
 میں لپیٹ کر آب گل میں پوشیدہ کرتے اور سکینوں کے آداب کو دھوئیں و طیبو کا ٹھہر جاتے۔ دلیر خاں کے  
 ساتھ پندرہ سو سوار تھے۔ جنہیں برسات کے بعد نامروپ کی جانب جانے وقت چار یا پنجویسے  
 زیادہ نہ رہے۔ یہی قیاس اکثر امراء کے تابعینوں پر کرنا چاہیے۔ کافر و مسلمان شامی جو  
 کھگائوں میں رہتے تھے ان میں سے اکثر مر گئے۔ بھورل بھوکن کی زبانی سنکر ایک شخص بھول کر تھا  
 کہ دو لاکھ تین ہزار شامی پہاڑوں پر مرے پرے ہیں اس سبب کل مملکت آشام میں با  
 عاچمیل رہی ہو۔ و با کا حال یہ تھا۔ اے کہ کا حال سنو کیسے ذکر ہو چکا ہے۔  
 کہ وہ ۱۔ انبار شاہی ضبط ہوئی تھی۔ جنہیں پانی کی طغیانی اور اشامیوں کی شہرگی  
 کے سبب سے سولہ ہزار تصرف میں ہوئے۔ نواب نے حکم دیا کہ چہ پہنباہ تو دو ابہ یاد شاہی کے لئے  
 جائیں اور باقی دس ہزار شکر کے آدمیوں میں یوں تقسیم ہوں کہ جس قدر کوئی بوجھ اسکے لیجاے  
 اس حکم پر عمل ہوا۔ آدمیوں اور دو اب کی غذا و قوت۔ شالی اور بیج گندہ سرخ  
 بیر تھی۔ اہل شکر کو پہلے مویشی بہت ہاتھ لگے تھے تو مدتوں تا کی ان کی خورش پر تھی۔ کچھ  
 کھانے کے گوشت کو باقی میں جوش دے کر یا اسکی چربی میں بختہ کر کے کھاتے آخر کو موہ نو  
 ہوا۔ کبسم کی ہوس میں سینہ چاک و دال کی متناہین دل درونم تھا۔ سرخ یہ تھا۔ ایک سیر  
 روغن چودہ وہیہ کا۔ ایک سیر ماش ایک وہیہ کا ایک وہیہ کی انیون ایک تولہ۔ ایک  
 اشرفی کی ایک حلیم۔ تنباکو تین وہیہ کا ایک سیر۔ مونگ کی دال دس وہیہ کی ایک سیر

انکار کیا۔ انکی عرضداشتیں بادشاہ کی خدمت میں پہنچی گئیں۔ ۲۰ ربیع الثانی کو  
ابو الحسن مورہوا کہ میر تقی نے جو گھر کا نو میں جنگی کشتیاں تیار کی ہیں ان پر  
سوار ہو کر ترہجانی جائے اور بیدلی بھوک کے مورچال دلی پر پہنچے سے جائے اور  
قراول خان اسکا رفیق ہو۔

ابو الحسن مقصد کور کی طرف روانہ ہوا۔ بیدلی اور آتامیوں کے محاربہ عظیم ہوا۔  
بالا خراہل سلام غالب رہے اور مورچال کے اس طرف کہ بائیں کے بنائی تھی انہوں  
نے غلبہ پایا اور ابو الحسن چال میں داخل ہوا۔ عرضداشت سے حباس فتح کا حال  
نوا کے معام ہوا تو ابو الحسن کو لکھا کہ کل میں بھی ہندوئی کے مورچال کی تخریب کے لئے  
مستوجہ ہونگا۔ جب میری فوج مورچال کے قریب آجائے تو اس طرف سے تم بھی اس پر  
تاخت کرنا۔ ۲۱ ربیع الثانی صبح جلوس کو نوا میں چہ مذکور کی طرف گیا۔ آتما  
خوف کے مارے بھاگ گئے۔ نواب مورچال میں کہ ایک قلعہ تھا فروکش ہوا۔ آتما  
رعایا نے آباد ہونا شروع کیا اور بدستور سابق موردمراحم و اشفاق ہوئی۔ نواب  
معرض ہوا کہ آتامیوں نے .... آج صبح کے اس پر مورچال بنایا ہے تو ہمارے  
ہندوئی کے کنارہ پر شک پہنچا۔ باوجودیکہ عمیق ندی دونوں طرف درمیان میں تھی۔  
آتما چل مورچال کو چھوڑ کر بھاگ گئے سردار راجہ باس چلے گئے اور آتما جہان نکا  
جی حار روانہ ہوئے اور ایسے متفرق ہوئے کہ جتنا شکار تھا وہاں رہا وہ بھر جمع  
نہ ہوئے۔ سوانخ غریبہ میں سے یہاں کہ نواب نے دھنگ کے کنارہ پر سوار تھا اور نہ کے اس  
طرف کے مورچال کو دیکھ رہا تھا کہ ایک دفعہ وہ گھوڑے سے مضطرب ہو کر اتر آؤں اور پہلے  
ہو گیا۔ کچھ دیر کے بعد ہوش میں آیا تو وہ اپنے خیمہ میں آیا اس منزل میں کئی  
مقام ہوئے۔ ۲۱ ماہ مذکور کو بدلی بھوک کہ بڑا معتبر سیہ لار تھا اسنے راجہ کے  
بے توجہی اپنی طرف دیکھی تو ۲۲ ربیع الثانی کو وہ مع اپنے بیٹوں بھائیوں کے  
زن و فرزند کو چھوڑ کر نواب کی خدمت میں آیا اور غنایت و التفات کا امید

راجہ کا تعلق مورچال میں پہنچا اور اور افواج۔

نالا کو دیکھو پیر لکھڑی کا بل بنائے۔ میر مذکور نے مین فتح پل بنوایا نندی نالہ کے پانی کے  
 زور سے وہ بہ گیا۔ پو پتھی دفعہ وہ بندھا جہ پیر شامیون کو تعجب ہوا ان کے راجہ نے کئی  
 دفعہ اس پل کے باندھنے کا ارادہ کیا۔ مگر پانی کی تندی کے سبب سے نہ بندھ سکا۔  
 سفر سنہ مذکور میں مینہ کا برسنا کم ہوا۔ راہوں میں پانی کا خشک ہونا شروع  
 ہوا۔ ابن حسین کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ تھانہ دیول گاؤں میں پھر  
 یادگار خان آنکھ منکھن ہوا۔ نواب نے ابوالحسن کو دیول گاؤں میں بھیجا اور بادشاہ  
 عوالقن لکھ کر اور اہل بنگالہ کو اپنی سلامتی کے بروائے لکھ کر دیئے کہ ابن الحسن پاس  
 پہنچا کہ وہ انکروانہ کرے۔ مگر درج راجہ درنگ کا تھرا پور میں انتقال ہوا۔  
 اسکی مان پادشاہ کی دولتخواہ تھی اسلئے اسکے دوسرے بیٹے کو یہاں کا راجہ  
 انقویض ہوا۔ ابوالحسن ۱۲ سفر کو چارنگ میں پہنچا۔ وہاں آتشیامیون کو اتوارہ کے  
 آدو قہوان حدود میں میر آیا کھر گاؤں میں بھیجا اور غازی خان کو یہاں کا  
 تھانہ دار کیا۔ یہاں چند روز قیام کر کے انتظام کیا۔ کچھورہ روانہ ہوا۔ یہاں  
 سید احمد کو تھانہ دار کیا۔ یکم نوامبر کو ابوالحسن لکھنؤ سے بہت غلہ کھر گاؤں میں  
 لایا۔ اسکو دیکھ کر اہل لشکر کی جان میں جان آئی۔ جیت سات گز گئی تو آتشی  
 پھر اپنے پہاڑوں میں مع زن و فرزند و احوال و ائصال عازم ہوئے۔ راجہ ہولا کوڑی  
 میں تھا وہ پھر نامروپ میں بھاگ گیا۔ بیجدلی بھوکن کر کھا بھوکنے اپنی متانت چھوڑ  
 و اسکی کام دیوار پیر قومی ہو کر مورچاں نہر دلی میں محاربات کے لئے اقامت کی  
 بیجدلی بھوکن نے پھر میر رضی کو صلح کا پیغام دیا کہ نواب پیشکش قبول کرے اور اس  
 ملک سے چلا جائے۔ نواب نے یہ جواب دیا کہ جب تک بیجدلی بھوکن حاضر نہ ہوگا  
 صلح نہ ہوگی اسلئے اس وقت بھی صلح نہ ہوئی۔ پادشاہ کے دو گز بردار حکم شاہی  
 لیکر آئے کہ ملک آتشیام کا صوبہ دار احتشام خان مقرر ہوا اور ملک کامروپ کا  
 فوجدار رشید خان۔ ان دونوں نے یہاں کے ان عہدوں کے قبول کرے

راہوں کا خشک ہونا۔



ہونے لگا تھا۔ نواب کا ارادہ انکو معلوم ہوا کہ نامروپ میں جا کر راجہ کے کپڑے کا ہی۔ وہاں کشتی جمیں آؤ تو قوت مایحتاج ہو نہیں جاسکتی اور خوف یہ ہو کہ کشتی اور درہ نامروپ میں جب جائینگے تو آشامی خشکی کی راہ سے بھی رسد کو بند کر دینگے اور افزونی امراض اور وبا و فراوانی مخط غلہ سے لشکر میں اس قدر جمعیت نہیں ہی ہے کہ راجہ کے ہتھیار کے لئے اور نامروپ کے کھڑگانوں تک اس کی ضبط کے واسطے کافی ہو۔ اگر برہم پور نامروپ میں داخل بھی ہو سکے اور راجہ کو ہستان میں چلا گیا جہاں سوار کا چلنا ناممکن ہے اور وہاں بارش شروع ہو تو نہ جا سکے قامت راہ مراجعت ہوگی اسلئے انہوں نے نوکری اور مال و منال سے دل اٹھایا منصفی اور امرائی کو چھوڑ کر فقیری اور درویشی اختیار کی۔ اور اس کی فکر میں ہوئی کہ کسی طرح اس ملک سے پیچھا چھٹائے۔ خصوصاً حوالی نامروپ کی سرزمین جس میں قل جلیٹ میں ہر شروع ہوتی ہے بعض لشکر کے سرداروں نے یہ ارادہ کیا کہ آج عینا کے بجور کے وقت نواب سے جدا ہو جائے۔ جب یہ خبر دلیر خان نے سنی تو اس نے آشیمن کی دلداری اور سرزنش کی اور انکو ہمراہ لیا۔ نواب کو بھی اسکی خبر ہوئی تو کہ ورت روحانی لئے اور اہم جہانی کو بڑھایا۔ ہم اس شہر مذکور سے کوچ کیا اور بالکل میں سوار ہوا۔ آشیمن نے دلیر خان کی معرفت صلح کے لئے گفتگو شروع کی۔ نواب کوچ کر کے نیام میں آیا جو ولایت آشام کے مضافات میں سے ہے اور یہاں کا زمیندار راجہ کا خطاب رکھتا ہے۔

آخر کو بعد قیل و قال کے ان شرائط پر مصاحبت ہو گئی کہ لعل راجہ اپنی بیٹی اور راجہ نیام کی بیٹی میں ہزار تلوہ سونا اور ایک لاکھ بیس ہزار تلوہ نقرہ اور بیس ہزار سرکار شاہی کے لئے اور پندرہ ہاتھی نواب کی سرکار کے لئے بھیجے اور پانچ ہاتھی دلیر خان کے واسطے بھیجے اور اسکے بعد بارہ جیسے میں میں جو ماہ قسطن میں میں لاکھ تلوہ چاندی اور نوے ہاتھی سرکار شاہی میں روانہ کرے اور ہر سال بیس ہاتھی

مصاحبت کا ہونا اور بالکل سلام کا ہونا آشام سے خیانت پانا۔

ہوا اس نے عرض کیا کہ اکثر مقبرہ بھوک اور سردار میری وساطت سے راجہ سے بکری خدو کی حد  
 میں آجائینگے اور میں بھوکو رانک شہا ہی اور بہت اپنا شکریہ راجہ کو کھلاؤنگا۔ نواب نے اس پر  
 بے شمار الطاف کیا۔ اللہ ہی کہ جو گوش ہر ملک بے خلعت و ساگان ولایت تو اند گرفت  
 اسکو خلعت و گدگی و بھجور مقیم واسطی جو کسی زریعت عنایت کی اور اسکو اجازت دی کہ  
 وہ آشا می جگہ آدمی جب قہر چاہے جمع کرے اور کھڑگانو اور نامروپ کے درمیان قریات و  
 قصبات کی ہتھکا انتظام اسکے سپرد ہے اور کھڑگانوں تک خشکی کی راہ کا اور تر مہانی تاکہ  
 سڑی کی راہ کا ضبط و نسق اسکے حوالہ ہے اس نے تین چار روز میں تین چار ہزار جنگی  
 آشا می اپنے پاس جمع کر لئے۔ یہ حال دیکھ کر راجہ اپنے تمام بھوکوں بدگمان ہوا اور بھوکوں  
 بھوکوں پر بیہوش رکھی کہ وہ لشکر شہا ہی کی مدافعت و مقابلت میں مسابقت کرتا ہے  
 اسکو مع اولاد ذکور و اناث کے آہنی بیخون میں کھینچا سڑی عقوبت سے ہلاک کیا۔  
 راجہ اور بھوکوں کے متواتر صلح کے لئے و رسل و رسائل آئے مگر نواب راجہ کی باتوں پر  
 اعتبار نہ کیا اس لئے وہ انکو قبول نہ کرتا۔ ان میں سے کسی عرضی آئی کہ ملا حوں کے لئے چاولوں کی کمی  
 ہوئی ہے اس لئے وہ مضطرب ہو میں بنگالہ میں بھی خطا ہے وہاں سے بھی چاول لیں اس کے  
 پندرہ انیار جو حوالی نہر دھنگ میں ضبط ہوئے ان میں سے بارہ ہزار من لیں لکھوا کر اور اس  
 میں سے آشا میوں چاول لکھوا کر کھو گئے جو آئے۔ بدلی بھوکوں کہا کہ سو کہ کوری میں کچھ  
 آشا می لشکر اور بھوکوں اور باقی میں تنخواہ جہادی الاوی کو در دیش نیاجت سونواروں کے  
 ساتھ قصبہ کور کو روانہ ہوا اور بدلی بھوکوں نے اپنے بھائی کو ہمراہ کیا۔ ہر کو درویش بیگ کی  
 عہدداشت آئی کہ آشا می بھال گئی اور ان کے آٹھ ہاتھی ہاتھ آئے۔ ہر کو نہر دھنگ  
 کے کنارہ سے نامروپ لشکر کا کوچ ہوا۔ بدلی بھوکوں درویش بیگ کو جا ملا۔ ساتویں کو  
 نامروپ میں لشکر آیا۔ ہر کو نواب نے غسل کیا تھا کہ معہ میں بڑا درد اٹھا اور سرخ ہوا بہت  
 کو مچھتی اور در سینہ ہوا۔ حکیم کریم علیہ علیہ ہوا اس نے قصد کو کہا کہ نواب ہرگز قصہ  
 نہ کیا۔ حاجی بڑی کاموس ختم ہونے کو تھا۔ ہر سات قریب تھی رشید بگلے سال کی مصیبتوں

لڑائی ہوتے ہوتے رہ گئی۔ دہم حماد الثانی سب جوں مطابق سترہ کو قانون مصاحبت سب طرح درست ہو گیا۔ بنگالہ کی طرف کوچ کا نقارہ بجا۔ رستہ تالستان برسات کی مصیبتوں سے لشکر مایوس ہو گیا تھا اب ناچتا کودتا دن عید رات شب بچات مناتا ہوا اپنے ملک کو چلا۔ وہ جانتا تھا کہ حیات تازہ اور عجز و بارہ ملی کچھ مسلمان اور کچھ آشامی بھی لشکر کے ساتھ ہو گئے۔ راجہ نے نواب کے التماس کیا کہ میرے ملک کے آدمیوں کو منع کر دیجئے کہ وہ لشکر شاہی کے ساتھ نہ جائیں۔ نواب نے جواب دیا کہ ہم کسی کو زیر دستی نہیں لے جاتے جو آدمی اپنی خوشی سے ہمارے ساتھ جاتے ہیں ہم انکو منع نہیں کر سکتے۔ آگے سفر ہوا۔ کامروپ کی رعایا جو نامروپ اور اسکے نواح میں مجوس تھی کچھ اس میں سے مع فرزندوں کے بدلی بھوکن پس گئی۔ ۲۲ جمادی الثانی کو نواب منزل دیوگانوں سے کشتی میں سوار ہوا لکھنؤ میں آیا۔ اسکے امراض میں بہت تخفیف ہو گئی۔ میر تقی بھی مع کل آدمیوں اور اسباب و اموال آگیا۔ بہت آشامی زن مرد رضا و رغبت کے ساتھ اسکی رفاقت میں ساتھ ہو گئے مگر پیش کش کی تھی نہ آئے۔ نواب دلیر خان سے کہا کہ سرزمین درگاہ ہر در و غیرہ جو پہلے راجہ اشام کے تصرف میں تھے اور اب ملک بادشاہی کے ضمیمہ ہو ہیں انکا انتظام کرنا ہے اور راجہ کوچ بہار کی تنبیہ کرنی ہے اسلئے یہاں ہاتھیوں کے انتظار میں ٹھہرنا مناسب نہیں ہے۔ برسات کے دن محقریب آگئے ہیں۔ تم یہاں ان بھالکے لئے ٹھہرو۔ اسنے قبول کیا اور یہ تجویز ہوا کہ دلیر خان اپنا آدمی راجہ باس بھیجے کہ وہ ہاتھیوں کو جلد بھیج دے۔ نواب جمادی الثانی کو دلیر خان کو لکھنؤ میں چھوڑ کر گواہٹی کی طرف روانہ ہوا اور اولاد مرہونہ بھوکن ہمراہ لی۔ نواب نے دو مریہ کی حدود کا ملاحظہ کیا جو پیش کش میں داخل ہو گئی تھی اور راجہ اور ملک بادشاہی کی سرحد کی احتیاط کی اور بالکی میں سوار ہو کر دامن کوہ راہ صحراء کچلی کی سیر کی۔ کسی عہد میں لشکر شاہی یہاں نہیں آیا تھا۔ اس نواحی کے

پیش کش مقرر دیما کرے پیش کش کے وصول ہونے تک اس کے چار بڑے بھوکن بوجھ کسائیں۔  
 اگر کسبہا پر گسائیں پیر ماتر کے بیٹے بطور رہن بندگان بادشاہی کی خدمت میں  
 رہیں۔ سمت اتر کول سرکار درنگ کے حکمی ایک طرف گواہی اور دوسری طرف دربار  
 دہلی براری ہے جو حوالی جمدھرہ سے گذرتا ہے اور جانب کن کول سے ولایت  
 انکی رانی و ملکات نگہ و بیل تلی و دو مرد سے جو ہرگز مردم بادشاہی کے ضبط میں نہیں  
 پیش کش میں داخل ہو کر مالک محو و سہریش مل ہو۔ ملک انکی رانی کو ہستان کارو کے متصل  
 ہے اور کارو ایک جماعت بلنگ خوی و خوش سیرت ہیں۔ کتے کا گوشت کھاتی ہیں  
 کتے انکی صورت دیکھ کر بھاگتے ہیں اس قوم کا کوہستان کرمی باری کے پہاڑ کو متصل  
 ہے۔ جو مالک محو و سہریش میں ہر اور ملک مروہ کی انتہا دیکھ کر پیش و قلعہ ملی ہے  
 اور مالک محو و سہریش کے آسام کے درمیان فصل مشترک کن کول کی جانب دربار  
 کلنگ و اتر کول کی جانب یا دہلی براری مقرر ہوں ولایت درنگ میں بے شمار  
 ہاتھی ہوتے ہیں اور کھید یعنی ہاتھی کا شکار ہوتا ہے۔ اتنی راجہ جی دھج سنگھ  
 ایک دفعہ ایک سو بیس ہاتھی کھیدے میں پکڑے تھے اور ولایت راجہ دو مروہ میں  
 ہاتھی کھار کی جانب سے جو کوہستان کے متصل ہے پہلے زمانہ میں بہت آتے  
 تھے اور کھیدہ ہوتے تھے۔ راجہ نے کھار کی راہ ہاتھیوں کے آنے کی بند کر دی کھیدہ  
 موقوف ہوا۔ اور وکلا راجہ نے یہ بھی قبول کیا کہ ملک مروپ کی رعایا جو ہارون  
 اور نامروپ میں محبوس ہو رہا تھی پائیگی اور مع زن و فرزند بدلی بھوکن کی طرف  
 نواب کی خدمت میں آئیگی۔ راجہ کی طرف سے تعہد نامہ و نواب کی طرف سے قول نامہ  
 لکھا گیا۔ سہ شنبہ پنجم جمادی الثانی کو دختر و طلا و نفہرہ اور دس فیال و رجا بھوکنوں کے  
 چار بیٹے شکر شاہی میں داخل ہوئے اور وکلا نے باقی پیشکش کے ہاتھیوں کی نسبت  
 عرض کیا کہ صحرا میں ہاتھی چھوڑ دیے گئے تھے انکو پکڑ کر لکھو گز میں پہنچا دیں گے۔ یہ سچ میں  
 جھگڑا اس پر ہوا کہ بود گسائیں بیٹے کی جگہ سچ کو بھیج دیا تھا۔ اسکے بدلوانے میں

کی آزاد می اور غسل کوغنا و رنجف اشرف اپنے بدلون کے بھیجنے کی وصیت کی۔ اس حال میں بھی یہ خیال تھا کہ اگر مرض میں کچھ بھی افادہ ہو تو کوچ بہار کی فتح کا قصد کرے لیکن شب روز مرض بڑھتا گیا۔ دلیر خان کو کوچ بہار کی فتح کے لیے بھیجا اور اس کی فتح کی انتظار میں بیان قیام کیا۔ اطباء کو خواب سے کہا کہ خضر پور کی آب ہو یا بہان سے اچھی ہے وہاں تشریف لیجائیے۔ نواب نے جواب دیا کہ تمہارے ہاتھ میں لڑکے کی طرح ہوں جہاں چاہو لے جاؤ۔ ۲۸ شعبان کو حاکم خان کو بلایا۔ ہم کوچ بہار کے لیے مقرر کیا۔ ۲۹ رمضان ۱۰۸۵ کو خضر پور سے دو کروہ پر اس دنیا سے کوچ کیا۔ خضر پور میں غرض آئی۔ وصیت کے موافق بیوی و دم نکلتے ہی نواب کے مرنے کی خبر نواب بخشی الممالک محمد امین خاں کے بیٹے پاس بھیجی گئی۔

شہاب الدین طالش خان تاریخ آشام لکھی ہے جس کا ناظم تھا تم کھلے اسکے مقدمہ میں ولایت کوچ بہار اور آشام پر پوریش کا سبب لکھا ہے اور مقالہ اول میں کوچ بہار کی تسخیر کا بیان اور اس دیار کا حال بیان کیا ہے اور مقالہ دوم میں فتح آشام کی شرح اور اس مقام کا کچھ حال اور اہل سلام کا بعد تعب تمام کے اس مرزومہ خواہ آشام سے نجات پانا۔ اس جنگ میں مصنف اول سے آخر تک عملہ الملک میر محمد حیدر دستاویز القاطب یار و فادار خان خانان عرف عظیم خان کی ہمراہ تھا اسی سپاہ لار کے ہاتھ پر اس محکمہ کا آغاز اور خاتمہ ہوا ہے جس نے اس تاریخ اور عالمگیر نامہ محمد کاظم سے حالات نقل کیے ہیں وہ ابس میں بہت طے پہلے ہیں بہت کم اختلاف ہے۔ جہاں نواب لکھا ہے وہاں خان سے مراد ہے۔

## واقعات سال پنجم ۱۰۸۵ھ

غیرہ سوال ۱۸۰۱ کو ہر سال کے دستور کے موافق سال پنجم کے جلوس کے آغاز کا جشن ہوا۔ ہر ایک موضع و شریف اپنی قسمت اور اپنے مراتب کے موافق کامیاب ہوا۔ خان خانان نے ولایت آشام و کوچ و بہار کی تسخیر میں بڑی خدمتیں کیں جن میں اسکو مرتبہ والا ہفت ہزار

آشامی متوطنوں نے راہ کو ایسا صاف کر دیا تھا کہ پہنچ جہ سوار پہلو پہلو چل سکتے تھے  
 قلعہ کھلی کے نیچے شکر آیا۔ چار روز تک چار پالیوں کو سوار گھاس کے اور آدمیوں  
 سوار پانی کے کچھ اور نہ میسر ہوا۔ ہاتھی اور مہیب و اب یہاں کثرت سے تھے۔  
 لکھو گر سے چلنے کے بعد کبھی بھی نوا کو بھینوں لہنٹھ ہوتا تھا۔ ایک ہفتہ تک ہر روز تین  
 ماشہ کھانا کھایا۔ معالج فرنگی کی تجویز سے کچھ دوائیں کھائیں پھر ایک ہفتہ تاج الحج الہود  
 اپنی تجویز سے کھایا۔ مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی۔ اگر کو مکرودھم کی دوا  
 پسر کی نوا کے ملاقات ہوئی مکرودھم کی مانجے شکر شاہی کی خدمات کی تھیں اسکو  
 دوشال سدا پارچہ زرین اور ایشمین انعام لئے۔ پسر مکرودھم کے گیارہ بارہ برس کا لڑکا  
 تھا۔ اسکی پیشانی پر راجگی کا نقشہ اپنے ہاتھ سے لگایا۔ پھر اسی روز ما در راجہ مرید  
 ملاقات کو آئی اور ایک ہاتھی مکہ اسنے نذر کیا۔ بیٹے کے لئے کا یہ عذر کیا کہ وہ  
 بیمار ہے آہمین حرکت کی طاقت نہیں ہو اسکو دوشال اور خلعت دیا۔ پھر بھو خال آدمی  
 گھڑی تالیسا آیا کہ سب جگہ مل چل پڑ گئی۔ سوار جب کو بجلی سے کوچ کر کے موضع  
 پانڈو میں آیا جو گواہٹی کے مقابل دریا پار ہے نواب نے ان آدمیوں کے لئے جو راجہ  
 کی قید سے چھوٹ کر آئے تھے اور ان آشامیوں کے لئے جو اپنی خوشی سے شکر  
 کے ساتھ آئے تھے سرکار کامروپ میں بقدر اسکی حالت کے زمین دی کہ اس سو وہ اپنی موت  
 بسر کریں۔ کچھ انہیں صنایع و تجارت تو بیچی نوکری کے قابل تھے انکو علف و دار کیا اور بدلی بھون کو  
 یمن ہزار روپیہ کی آمدنی کا پرگنہ سرکار ملک گالہ میں بحالت کیا۔ یہ شکر کے ہاتھ میں سوا آٹھ  
 ہاتھی دلیر خان لایا اور باقی ہاتھیوں کے لئے اپنے آدمی چھوڑ آیا رشید خان نے پہلے کامروپ  
 کی فوجداری سے انکار کیا تھا۔ مگر جب دیکھا کہ پادشاہ اس انکار سے ناراض ہوا تو اس نے  
 یہاں فوجدار ہونا قبول کر لیا۔ نواب نے اور امیرون کو بھی عہدے اور منصب پادشاہ  
 سے دلائے۔ مگر جب کو مقام پانڈو سے جلا۔ بہری قلعہ میں آیا۔ حرارت زیادہ ہوئی  
 سل ہو گئی۔ بڑے بڑے حکیم علاج کو لئے تشخیص مرض میں اختلاف رہا۔ نواب نے اپنے

مع سیدارون کے بھیجا۔

ولایت جام کا زمیندار رغل بادشاہ کا طبع تھا اور پیش کنش مقرر بھیجا تھا جبکہ  
مرگیا تو بادشاہ نے اس کے بیٹے ستر سال کو اس کا جانشین کیا۔ رغل کا بھائی راسی  
تھا اس کو غیرت آئی کہ بھتیجا راجہ ہوا زمین نہ ہوں۔ اس نے ستر سال سو مخالفت کی  
اور پانچ چہ ہزار سوار اور پیادے جمع کر لئے۔ گوردھن اٹھو کو مار ڈالا۔ وہ ستر سال کا  
جد مادری اور مدار الہام ریاست تھا۔ ستر سال اور اس کی مان اور خواص  
نوکرون و پیشکارون کو مقید کیا اور اس کی زمینداری اور ولایت پر تصرف ہوا  
اور شاہی زمیندار کچھ کو بھی اپنے ساتھ متفق کیا۔ او قطب الدین خان حاکم جو ناگ  
کے آدمیوں کو جو اس ولایت میں زیر پیش کنش کے وصول کرنے کے لئے متعین ہوئے تھے  
سب جگہ سے اٹھا دیا اور بادشاہی آدمیوں کو دار الضرب و زبرد مروارید  
جو اس ولایت کے اعمال میں سے ہے مغرول کر دیا۔ کچھ دنوں بعد ستر سال نے  
قید سے رہائی پائی۔ قطب الدین خان پاس ہ آیا اور رائ سنگھ کے جو رو سیداد  
کی شکایت کی۔ بادشاہ کو حال معلوم ہوا تو قطب الدین خان کے نام فرمان  
صادر ہوا کہ وہ ستر سال کو دوبارہ اس کی زمینداری دلائے۔ خان مذکور حکم کے  
آتے ہی اٹھ ہزار سوارون کے قریب کے جمادی الاولیٰ کے اوائل میں جو ناگ  
سے رائ سنگھ کے دفعہ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ رائ سنگھ بھی جام سے جا کر وہ پر  
اپنا سامان دست کر کے لڑنے کے لئے تیار ہوا۔ تاجی زمیندار نے جو اس کا یار  
تھاسات ہزار راجپوت سوار اس کی کواک کے لئے روانہ کئے لڑائی شروع ہوئی  
رائ سنگھ باپن پتھان زبردست تھا اس لئے شکر شاہی کو غلبہ ہوا۔ دو مہینے تک  
لڑائی ہوتی رہی اور کچھ کام نہ بنا خیر آئی کہ ولایت کچھ کے زمیندار کی کمک نہ دیا  
ان پہنچی جس سے جام کی قوت و شوکت بڑھ جاتی۔ اس لئے کمک پہنچنے سے پہلے  
۵۱ رجب کو قطب الدین خان نے اسپر چارون طرف سے حملہ کیا۔ رائ سنگھ خوب

ظلمداران کی فوج ہزاروں کا کھڑے کا کھڑے جام کا فوج کرنا اور زمیندار رائ سنگھ کا شکستہ ہونا۔

پنج ہزار دوا سپہ سالار کے عنایت ہوا اور اسکے اقطاع مقرر پیرا کج گھر  
 جسکی جمع ایک کروڑ دام تھی اضافہ کی گئی اور تو مان طرح اور خلعت خاص مرحمت کیا  
 عید ورجلوس کے جشنوں کے باہم مصافحہ کیا اور روشنی و آتش بازی کا بڑا تماشا دکھایا  
 رمضان کا مہینہ تھا لوہین چلتی تھیں دن بڑے ہوتے تھے۔ یاد شاہ دن کو  
 روزہ رکھتا۔ فطائف پڑھتا۔ تلاوت و کتابت و حفظ کلام مجید کرتا اور اپنی  
 عدالت و سلطنت کے کاموں کو انجام دیتا۔ شام کو روزہ افطار کر کے مسجد بخاریہ  
 (موتی مسجد) میں نماز و تراویح اور نفل پڑھتا۔ آدھی رات کو کچھ قلیل غذا کھاتا۔ رات کو  
 بہت کم سوتا۔ اکثر عبادت کرتا بعض متبرک راٹون کو ساری رات عبادت ہی میں  
 گذرانتا۔ اسی طرح سارا مہینہ گزارا۔ عید کے تیسرے روز تک جن میں مصروف رہا  
 مگر طبیعت میں بے اعتدالی پیدا ہوئی اور بپ بڑی شدت سے چرھی بہت  
 ہوئی۔ غرض اس مرض کی شدت میں بھی سوا دو تین دن کے سارے کام کرتا رہا۔  
 اور ماسوا ایک جمعہ کے اور جمعوں میں باوجود ضعف و نقاہت کے جامع مسجد  
 میں ہوا اور من چکر جمعہ کی نماز کو گیا نکس مرض ہوا۔ غرض ۳۰ شوال ۱۰۷۵ء ذیقعدہ  
 میں علالت کا اثر باقی رہا اسکے بعد صحت ملی ہوئی۔

یاد شاہ کی علالت و صحت۔

یاد شاہ کی موت۔

۱۰۷۵ھ کی ہجری ۱۰۷۵ھ کو جن قمری ہوا اور عمر کا چھالیسواں سال شروع ہوا۔  
 روشن مائے بیگم نے حرکتہ میں یاد شاہ کا جن صحت بڑی دھوم دھام سے تین روز تک  
 کیا۔ یاد شاہ نے صدر آرایان شہستان دولت کو بیماری کی حسن خدمت گزاری  
 صلہ میں دو لاکھ ہزار اشرفیان انعام دیں۔ دسہرہ کو راجہ جیسنگ و کنور رام  
 کو خلعت خاصہ عطا فرمایا۔ غوہ جمادی الاولیٰ کو جشن شمسی ہوا۔ پینتالیسواں سال  
 شمسی شروع ہوا۔ ۷ جمادی الاولیٰ کو کشمیر کے سیر و شکار کی غرض سے یاد شاہ نے  
 دار الخلافہ لاہور کی طرف کوچ کیا۔ دسویں رجب لاہور کے قریب آیا۔ یہ شعبان کو  
 شہر قلعہ میں داخل ہوا کشمیر کی راہوں کے صاف کرنے کے لئے میئر نزل کو



تھا۔ علی نقی کے بیٹے باب کے خون کے مدعی تھے۔ انکو پادشاہ نے خواجہ اہل اسبیل کے ساتھ گوالیار  
 بھیجا اور حکم دیا کہ ثبوت شرعی کے بعد مراد بخش سے قصاص لیا جائے۔ جب مدعی گوالیار  
 میں آئے اور قاضی کے سامنے گفتگو آغاز کی تو شاہزادہ نے کہا کہ حضرت خلافت  
 مرتبت اپنے عہد کا لحاظ و موعود کی وفا کا پاس نظر میں رکھو اور میرے خون کے درگزر  
 تو کوئی انکی دولت و سلطنت والا نقصان نہ ہوتا۔ اگر خواہ مخواہ تو جہت  
 اس طرف ہو کہ مجھ ضعیف کے وجود بے سود کو باقی نہ رکھیں تو اس قسم کے کم بابتہ زمین  
 کا مواجہ کیا لطف رکھتا ہے جو کچھ دل میں ہو وہ کرو۔ آخر روز چار شنبہ ۱۲۱۲  
 شنبہ کو دو نفر چیلون نے جاگیر تلوار کے دور خون سے اس شاہزادہ کو تنگنا  
 زندان سے نجات دی اور اسکے جد کو بطور امانت کے قلعہ گوالیار میں سپرد کیا  
 خانی خان لکھتا ہے کہ اگرچہ مولف عالمگیر نامی پادشاہ کی مرضی کے موافق  
 محمد مراد بخش کے مائے جانے کا حال قلم انداز کیا۔ لیکن میری والد مرحوم مراد بخش کے  
 معتدرو شناس نوکروں میں تھے۔ اس روز تک کہ اس مقدمہ سے فراغ ہوا۔ وہ  
 مائے قلعہ میں بیٹھے تھے اور اس منصوبہ میں رہتے تھے کہ کس نہ لگائے اپنے آقا کو بالبر  
 عالمگیر کی نوکری انہوں نے نہیں کی انکی اور فقہ آدمیوں کی زبانی جو میں نے سنا اور دفتر  
 تحقیق کیا اسکو لکھتا ہوں۔ محمد مراد بخش کی مجبورہ بائی سوسن بائی تھی جب گوالیار میں شاہزادہ  
 گیا ہے تو اس معشوق نے بھی اپنے عاشق کے ساتھ جانے کی درخواست کی تو پادشاہ نے اس کو  
 قلعہ میں شاہزادہ کی ہمراہ بھیج دیا۔ اس گرفتار اجل کو جو خرچ ملتا نصف اسکا ان مغلوں کے طعام  
 بختم میں خرچ کرتا۔ جو حصار قلعہ کے بچے فقیر بنے بیٹھے تھے یا جو مسافر نعل وارد ہوتے تھے۔  
 ان مغلوں اپنی تدبیروں سے ایک طرف فضیل قلعہ پر کند لگائی اور اس مجبورہ بند کو وقت  
 .... اور مکان معین کی خبر دی۔ اس سادہ لوح نے آدھی رات کو سوسن بائی کو اپنا ارادہ  
 پر اطلاع دی اور اس طرح نصرت کا اظہار کیا کہ اگر حیات وفا کی اور فلک بدد دی تو  
 پھر ہم تمہارے اور ہمیں تم کو خدا کو سونپا سوسن بائی ان کلمات کو سن کر رونے پڑنے لگی ماس کہ جسے

لڑا۔ راجپوت اسکے ساتھ تھے جو حفظ ناموس کے وقت اور جوشِ قیامت کے ہنگام میں  
 تلوار کے زہر آب کو شربتِ خوشگوار جانتے ہیں اور سرِ بازی کو سرمایہٴ مبادیاتِ فتنہ  
 سمجھتے ہیں۔ رائے سنگہ پیادہ ہوا اور اپنے مرنے کا قصدِ محکم کیا اور اپنے بیٹے تماچی  
 اور اپنی بھائی باجا کو بہت مبالغہ کے ساتھ رخصت کیا کہ نسلِ باقی رہے۔ رائے سنگہ کیاد  
 ایک بیٹے وچیا اور اور اقربا و عہدہ خواہ کے ساتھ مارا گیا جیسے سوراجپوت کام میں آئی  
 اور ایک ہزار کے قریب آدمی مارے گئے ہونگے۔ باقی بھاگ گئے بادشاہی ایک سو  
 ستر آدمی ملے گئے۔ چار سو چونتیس آدمی زخمی ہوئے۔ قطب بن خان نے ان مجروحوں کا  
 علاج کے لئے جراحوں کو بھیجا۔ جام پیر قبضہ کیا مفروروں کے تعاقب میں لشکرِ روانہ  
 کیا اور لشکریوں کو سکنتِ شہر کے تعرضِ حال سے منع کیا اور منادی کر دی کہ جو جانور  
 کشتہ ہوئی ہے اسکے متعلقین اور فرزندوں سے کوئی تعرض نہ کرے۔ ستر سال کو  
 رلے سنگہ کی جگہ بٹھادیا۔ رلے سنگہ اور اسکے بیٹے بانیہ اور سنگہ رام خالہ زادہ  
 و ساٹھا اسکے حجاز کے سروں کو شہر کے دروازہ پر لٹکایا ایک و ماہ بند و بست کے  
 لئے ان حدودِ مقرر قف ہوا خبر آئی کہ تماچی پیر لٹکا اور جسامی اسکے بھائی نے  
 تین ہزار سوار اور پیادے جمع کر لئے ہیں اور موضعِ بالا میں فتنہ انگیزی کر رہے ہیں  
 خان نے اپنے بیٹے محمد کو دو ہزار سواروں کے ساتھ اسکے دفع کرنے کے لئے بھیجا وہ  
 دو نو اس خبر کو سن کر کچھ کی جانب گئے۔ محمد ان سے جا کر لڑا سخت لڑائی ہوئی سن  
 و شمنوں کے ایک سو سات آدمی اس نے مارے اور باقی آدمیوں کو بھگا دیا۔ قطب  
 یہاں کا بند و بست کر کے جو ناگدھ میں گیا۔ بادشاہ نے اس فتح کی خبر سن کر  
 قطب بن خان کو موردِ عنایات کیا اور جام کا نام اسلام نگر رکھا۔

عملِ صالح میں لکھا ہے کہ اگر عالم کے نفع عام کے اکتا کے لئے اور اصلاحِ فساد  
 اور دفعِ مفاسد کے لئے ضررِ خاص کا ارتکاب کیا جائے عقل و شرع دونوں اسکا  
 حکم دیتی ہیں اور حاکمِ شرع کہتے ہیں۔ اسلئے مراد بخش کا مارنا عالمگیر کو عقلاً اور شرعاً

شاہزادہ راجپوت کا قتل ہونا۔

انکی تنبیہ کئے بھجوا۔ وہ ٹوٹا نہ اور سپاہ لیکر فوراً اسکے سر پر جا پہنچا۔ یہ قوم آتے  
 اور نہیں سکی اس لئے ایک جماعت کثیر اپنے اہل و عیال و مویشی و مال کو لیکر دریا سے پار  
 اتر گئی کچھ آدمی اسکے مارے گئے اسکا قصد پاک ہوا۔ دو لاکھ روپے نقد و جنس کی غنیمت  
 افواج شاہی کے ہاتھ آئی۔ فدائی خان نے یہاں سب طرح کا بندوبست کیا۔ اور  
 خیر خان کو یہاں بادشاہ کے حکم سے منتظم مقرر کیا۔

کشمیر میں راجہ رگناتھ متصدی جہات دیوانی تھا۔ اسکے روزنامہ حیات کو عارضہ  
 نے دفتر ہستی سے نکال لیا۔ وزارت کا منصب حلیل القدر فاضل خان میر سامان کو عطا کیا  
 آٹا سی ہزار روپیہ بوساطت صدر الصدور ارباب استحقاق و محتاجوں کو ہلال طرح  
 عنایت ہوتا تھا کہ محرم اور ربیع الاول میں بارہ بارہ ہزار روپیہ جب میں ہزار  
 روپیہ شہان میں پندرہ ہزار روپیہ رمضان میں بیس ہزار روپیہ باقی سات مہینوں میں  
 کوئی خیرات مقرر نہیں تھی۔ ان دنوں میں بادشاہ نے صدر الصدور کو حکم دیا کہ ان پانچ  
 مہینوں میں جو خیرات دی جاتی ہے وہ بدستور دی جائے اور باقی مہینوں میں جو  
 میں ہزار روپیہ خیرات کیا جائے غرض پہلی اور اب کی خیرات ملکر ایک لاکھ روپیہ  
 آٹھ سو ہزار روپیہ سالانہ دیا جا کرے۔ ارض یقعدہ کو خوش وزن قمری ہوا۔ عمر کا  
 سینتالیسواں سال شروع ہوا۔ فاضل خان وزیر عظم نے ۲ ذی قعدہ کو انتقال کیا۔ اس کی  
 عمر ستر برس زیادہ تھی اور اسکو از ذی قعدہ کو خلعت وزارت ملا تھا۔ وہ فضیلت  
 جامعیت علوم و معارف تھی اور اسے زنی میں بگائے روزگار تھا وہ علم نجوم میں بہرہ تام  
 رکھتا تھا اکثر احکام عالمگیر کو ایام شہزادگی میں لکھ کر وہ دیتا تھا۔ وہ کم خطا ہوتے  
 تھے۔ بادشاہ کو جو صد مہ خواص پورہ میں چالیس برس کن کی جم میں پہنچا وہ پہلے  
 لکھ کر بادشاہ کو دے گیا تھا۔ بادشاہ کو اسکے مرنے کا بڑا افسوس ہوا۔ لاہور میں اس نے  
 اپنا مقبرہ بنایا تھا اس میں دفن ہوا۔ شہزادہ کو عید گلابی تھی۔ بادشاہ وزیر کے الم  
 سے ایسا متاثر تھا کہ اسکے بعض مراسم کو ملتوی کر دیا اسی روز لیوان سے فاضل خان کا

اس گریہ محصلوں اور حوالی کے گھمانوں کو خبر ہوئی۔ جتنا بی محل روشن کی اور کندگی جو  
 میں مشغول ہوئی اور اسکو پید کیا۔ جب یہ خبر بادشاہ کو ہوئی تو اس نے اس مدعی سلطنت کی  
 نگاہداشت کے دوسرے مٹاتا چلا ہوا خواہوں کی رہنمائی سے سپرن علی نقی کو جن کی  
 بابک محمد مراد بخش نے ہاتھ اڑھکا ذکر پہلے ہو چکا ہے، بابکے خون کے دعویٰ کے لئے کھڑا  
 کیا۔ بڑے بیٹوں نے بابکے خون کے دعویٰ سے انکار کیا۔ دوسری بیٹوں نے بادشاہ کے حکم  
 کی اطاعت کی اور عدالت میں بابکے خون کا تحقیق ہوا آخر کو مغضوب نظر بادشاہی  
 ہوا۔ حکم ہوا کہ قاضی سے رجوع کرے۔ قاضی کے اٹھنے کے موافق خون ثابت ہوا۔  
 ماہ ربیع الثانی ۱۰۲۷ء کو حکم ہوا کہ وارث کی رفاقت میں قاضی محمد مراد بخش پاس جا۔  
 اور اثبات خون کا اظہار کرے اور موافق حکم شریعہ کے قصاص کرے۔ چنانچہ اس کی تاریخ  
 یہ ہوئی (راوی) اے بہر بہانہ کشند) جن سرکلان نے بابکے خون کے دعویٰ سے انکار کیا تھا  
 بادشاہ نے اس پر بہت عنایت کی۔

### واقعات سال ششم ۱۰۲۷ء

بادشاہ - ۲۵ رمضان ۱۰۲۷ء کو کشمیر کو قلعہ لاہور سے روانہ ہوا۔ غزہ شوال کو جلو  
 سال ششم کا جن کیا کشمیر کی تعریف بہت لکھی جا چکی ہو۔ مگر اسکی راہ کی تعریف میں یہ شعر  
 قدسی کا کہ کشمیر عقدا مادرت است + ولے ایمان براہش بخت شست است  
 دوسرا شعر قدسی کا کہ درین رہ خوش بود مشوق دلخواہ + کہ نتواند کل و را بردانہ راہ۔  
 لطف سے خالی نہیں بھڑی قعدہ کو بادشاہ سیر کرتا ہوا سری نگر میں آیا۔

قبائل افغان نیاز میں ایک قوم سنبل ہے جو دریا نیلاب کے کنارہ پر رہتی ہے۔ پہلے زمانہ  
 میں وہ دھنکوٹ میں رہتی تھی جبکہ نام اب مظلم آباد رکھا گیا ہے وہ کبھی کبھی شروفہ چٹانی  
 تھی۔ بادشاہ کے حکم سے ان اضلاع کے حکام نے اسکو دریا سے دور نکال دیا تھا ان دنوں  
 جن اس پھر سر اٹھا یا تھا۔ دریا نیلاب سے اتر کر انہوں نے ایک تھانہ شاہی پر حکم کیا۔ اور  
 خلیل اللہ خان فوجدار کو مارڈالا۔ بادشاہ نے غصہ ہو کر فدائی خان میراٹن کو انکی

بادشاہ کا کشمیر جانا۔

قوم سنبل کا پتہ نکالنا۔

اور ادھر ادھر جا کر پونہ میں آرام سے جا بیٹھا۔

عالمگیر کو معلوم ہوا کہ سیوا جی یوں لوٹ مار اور مار دھاڑ کرتا پھرتا ہے تو اس نے اپنے ماموں امیر الامراء شائستہ خان صوبہ دار دکن کو لکھا کہ سیوا جی کا علاج کرے شائستہ خان بادشاہ کے حکم سے ایک بڑا لشکر لے کر شاہراہ احمد نگر اور بیگانہ سے پونہ کے مغرب کی طرف گیا رستہ میں اس نے سپاہ کا دستہ صوبہ پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجا اور خود جا دور لے دیں مکہ سندھ کھیر رشتہ دار سیوا جی کے مقام میں مقیم کہ اضلاع پر تصرف کرے سیوا جی نے شائستہ خان کے آنے پر اچھا جگہ کو چھوڑا سندھ میں چلا گیا شائستہ خان نے پونہ پر قبضہ کیا اور پھر ورج گھاٹ اور موضع پونہ پر قبضہ کرنے کے لئے ایک مضبوط سپاہ روانہ کی اور اور قلعوں کی تسخیر کے لئے بھی سپاہیں کنین اسکے اور جینیہ درمیان جا پناہ تھا جسے اس کو تکلیف ہوتی تھی اور وہ جانتا تھا کہ یہ چھوٹی جگہ ہے وہ جاتے ہی ہاتھ آجائیں گی اس کی تسخیر کے لئے خود آیا۔ یہاں فرنگیاجی ۱۶۶۶ء سے قلعہ دار تھا اس نے قلعہ حوالہ کرنے سے انکار کیا اور نہایت عمدہ طرح سے اپنے قلعہ کی حمایت کی دو مہینے تک لشکر شاہی کا مقابلہ کیا۔ محاصرہ کا پہنچنا ان دن تھا کہ قلعہ کے برج کے نیچے لقب کوٹا یا جتے قلعہ کی دیوار میں ایک بڑا زخم پڑا اور قلعہ کے بہت آدمی اسے مرے لشکر شاہی اس زخم پر حملہ کرنے گیا اس کے آگے ایک شہید لگی تھا۔ وہاں حوالہ دار نے لشکر شاہی کا سخت مقابلہ کیا اس سبب لشکر شاہی اس کے نہ بڑھ سکا شام تک لڑائی رہی۔ بعد اس کشت و خون کے فرنگیاجی نے قلعہ امیر الامراء کو حوالہ کر دیا۔ شائستہ خان اس بہادر قلعہ دار کی بہادری دیکھ کر بادشاہ کی ملازمت کے لئے بہت کچھ اُس سے کہا مگر اس نے اس کے قبول کرنے سے بچے نام کو پیش نہیں لگایا امیر الامراء نے اس کو عزت کے ساتھ رخصت کیا۔ وہ سیوا جی سے آج اپنے اسکو بہت انعام دیا۔

لشکر شاہی میں سے جاکن کے محاصرہ میں نو سو آدمی زخمی و شہید ہوئے جو اسے

برادر زادہ آگیا تھا اسکو خلعت و منصب غایت ہوا عید النبی کو دل پر دو نو طون  
 روشنی ہوئی بادشاہ کشمیر سے ویزا لگ گیا۔ موضع بانپور میں عفران اردیکھل صف کو  
 بادشاہ کشمیر کی سیر کر کے لاہور میں آگیا۔ کشمیر کے سفر میں غاروں میں بہت سی گری اور  
 گر کر تلف ہوئے اور خادمان محل کی سواری پر صدمہ پہنچا تو بادشاہ نے فرمایا کہ  
 بدون ملکی امور ضروری کے اس سرزمین میں سیر و شکار کے لئے بادشاہوں کا آنا راجی  
 صاحب کے خلاف ہے چن و زن مسمی آغاز سال چل و ششم ہوا اور شاہ عباس والی ایران کی  
 نامہ کا جواب بت نہان کے ہاتھ بھیجا اور سات لاکھ روپیہ کی سوغات ہمراہ کین پھر  
 بادشاہ لاہور سے شاہجہان آباد میں آیا صوبہ بجات کے وقائع میں سے بادشاہ نے  
 یہ سننا کہ اس نواح میں ایک جمہول النسب مخدوہ العقل نے اپنا نام داراشکوہ لکھا اور ایک  
 جماعت واقعہ طلب فتنہ جو او باںش بے آبرو اس میں جمع ہو گئی اور بجات کے کولیون  
 کے گروہ جسکے سر میں ہمیشہ سودائے تلمذ بھرا رہتا ہے اسکو دستاویز فتنہ بنایا شور مچائی  
 کی۔ یہاں کے صوبہ دار جہا بت خان نے ان مفدون کو دفع کیا۔ کولیون کی خوب  
 گوشمالی کی اور مصنوعی داراشکوہ کو ملک سے نکال دیا۔

والی بیجا پور کے ساتھ لڑائیوں میں سیوا جی ایسا مصروف تھا کہ وہ ہندوستان کے  
 معاملات سے خبر نہ ہوا لیکن مئی ۱۶۶۱ء میں کلیان بھیجی بادشاہی قبضہ میں آگئی  
 تو سیوا جی کی ایسی حالت نہ تھی کہ وہ بادشاہ سے لڑنا اور عوض لیتا مگر اس لئے ایک  
 طیارہ لشکر تیار کیا۔ پیادوں کا سردار مور و پنت کو اور سواروں کا سردار شیوا جی پانکر  
 کو بنایا برسات میں مور و پنت نے جبر کے شمال میں کئی قلعوں پر قبضہ کر لیا اگر  
 انکا مفصل حال نہیں معلوم ہوتا۔ برسات کے بعد جب پان صاف ہو گئیں تو  
 نیتا جی پانکر نے غلام شاہ ہی پر دست درازی شروع کی سیوا جی نے اسکو حکم  
 دیا کہ وہ دہات کو غارت کرے اور قصبوں اور شہروں سے مصادرہ لے  
 اسنے اس حکم سے زیادہ بڑھ کر کام کیا کہ اوزنگ آباد کے حوالی کو تاخست تاج کیا

سیوا جی کے حکم پر بادشاہی ملک پر

دیا تھا فراہم ہو گیا۔ جب آدھی رات کی نوبت بجی ایک جماعت باوجود  
 کی طرف سے آئی جو محل سر کے دیوار کے متصل تھی دیوار اور خواص پورہ کے مابین  
 ایک چھوٹا درجہ تھا جو گل و خشت سے مسرود تھا اور اس جماعت کو وہ معلوم تھا۔  
 روزوں کے دن تھے سحری کے پکانے کے لئے چند باورچی جاگتے تھے۔  
 باقی سب آدھی سوئے تھے غرض دشمن اس سے جسکو وہ جانتے تھے سر پر آئے  
 جس کی کو بیدار پایا اسکو موت کے خواب کے آشنا کیا۔ اور جو بستر خواب پر لیٹا تھا  
 اسکو ایسا سلا یا کہ کچھ نہ جاگا کچھ غیار نہ ہونے دیا اور جلدیری کو توڑ کر محل کی طرف  
 مشغول ہوئے۔ کلنگ کی صدائے اور کشون کی غوغا نے ایک ایسے کو بیدار کیا  
 جسکا حجرہ بورچی خانہ کی دیوار کے عقب میں تھا وہ دور ایسا امیر الامراء پاس گیا  
 اور اس شوب سے مطلع کیا۔ امیر الامراء نے از روئے اعتراض کہا کہ سحری بکانے  
 اور دیگرانوں کے درست کرنے کے لئے بورچی اٹھے ہونگے یہ غل انکا ہوگا کہ  
 سہیلیاں بے ہم درجہ کے بھڑکنے کی خبر لائیں۔ امیر الامراء سراسیمہ وار تیر و کمان  
 و برجھی ہاتھ میں لیکر رخت خواب سے اٹھا اس صحن میں چند مرٹے رو بروئے بانی کا  
 حوض بیچ میں چلے گئے۔ امیر الامراء نے ایک مرٹہ کے تیر مارا۔ اسنے ان کے امیر الامراء  
 کے تلوار لگائی۔ کہ دایان انکو ٹھاکٹ گیا۔ دو مرٹے حوض میں تیر کر آئے۔ ایک کو لپٹا  
 نے برجھی سے مارا اس شوب میں لونڈیاں شائستہ خان کو ہاتھوں ہاتھ اٹھا کر قہقہہ  
 بے گین مرٹوں کی جماعت چو کی خانہ پر غافل گئی اور جو خفہ و بیدار ان کو ملا  
 اسکو زیر تیغ کیا اور یہ کہا کہ چو کی ایسی ہی دیا کرتے ہیں اور چند نفر ایسی نقار خانہ میں  
 بھیجا کہ امیر الامراء کی طرف سے پیغام دیا کہ نوبت خوب بجائیں۔ نقار خانہ کی آواز  
 ایسی بلند ہوئی کہ ایک دوسرے کی کوئی نہیں سن سکتا تھا۔ انہوں نے دارو گیر کی آواز انوار  
 بلند کی اور دروازوں کو بند کر دیا۔ اس حالت میں ابو الفتح خان سپر شائستہ خان ایک  
 نوخط شجاع تھا خبر پا کر آیا۔ دو تین آدمیوں کو مار کر خود مار گیا۔ امیر الامراء کے محل کے

شاہ خان کو تحقیق ہو گیا کہ قلعوں کا فتح کرنا آسان نہیں ہے۔ عالمگیر نے تلون کی فتح کو بڑی بات نہیں سمجھتا تھا اور مرہٹوں کو ذلیل و حقیر دشمن جانتا تھا۔ بادشاہ نے راجہ جیونت سنگھ کو ہمارا جہ جو دہ پور کو بھی امیر الامراء کی کمک کے لئے مقرر کیا تھا مگر وہ پونہ کی حوالی میں برٹمی فوج کی ساتھ بیکار پڑا۔ اور نیتاجی بالکر دو بلرہ احمد نگر اور ونگل باد کے حوالی کو تاخت و تاراج کرتا رہا۔ شاہی اسکی مزمت لے کر بھیجا گیا اس نے مخالفوں کے کچھ آدمی مارے اور نیتاجی خود زخمی ہوا مگر رستم زمان سپہ سالار بھی پور اسکو بچا کر لے گیا۔

شاہی خان کا نائب امیر الامراء کی خدمت میں تھا اسکی زبان پر سنکر وہ دیکھتا تھا کہ امیر الامراء نے ان قلعوں اور محموں پر دیوں پر لشکر کشی کی جو سیوا جی کے قبضہ میں آئی تھی اور انہیں سے اکثر اپنی شمشیر تیر سے فتنہ کئے اسکے بعد قصد پونہ کیا گیا اور اس حوالی میں اتر کر جو سیوا جی کی بنائی ہوئی تھی سیوا جی کے پکڑنے کے لئے جا بجا فوجیں مقرر کیں اور ان دنوں میں ایسا بندوبست کیا کہ کوئی شخص خاص کر مرہٹہ سولے نوکر کے مسلح بلکہ غیر مسلح بدون دستک کے شہر و لشکر میں نہیں داخل ہو سکتا اور مرہٹہ سائیں تک نہ گزرنے رکھا جاتا تھا سیوا جی ایسا خلوت بہر اس ہوا تھا کہ دشمنوں کو پہاڑوں میں ہر سفتہ و ماہ بسر کرتا تھا۔ ایک دن مرہٹوں کی ایک جماعت جو سادوں میں فوج لکری تھی کو تو ال کے پاس آئی اور دو سو مرہٹوں کی دستک لی جو ایک غیر معلوم برات کے سپہا رہی بنائے اور ایک امر دہلے کو دو لہا بنا کے ڈھول بھارتے بجاتے ہوئے اول شب میں شہر میں لائے اس دن آخر روز میں پیش ہور کر کے کہ ایک تھانہ میں غنیمت کے آدمیوں میں سے ایک جماعت دستگیر ہوئی اسکو پکڑے ہوئے اور اس کے ہاتھ پیچھے کئے پیچھے باندھے ہوئے ننگے پہر اور ایک دوسری جماعت رسیوں کے ٹرن کو پکڑے ہوئے اور گالیاں جیتے ہوئے اور مارنے ہوئے جو کی کے آگے سے لے کر شہر میں داخل کی۔ سب اس محلہ اور مکان میں جو آہوں نے اپنے مجمع کے لئے قرار

بنوایا گیا امیر الامراء کو درخا سے زخمی کرنا۔



تو اپنی خوش نصیبی سے بچ گیا مگر اسکا بیٹا ابو الفتح خان اور کئی بچے سیاہی مار دئے۔  
سیوا جی اور اسکے آدمیوں نے بے مزاحمت اپنی سپاہ کے ٹولہوں کو لیکر سنگڑہ کی راہ لی  
جب وہ تین چار میل چلو تو انہوں نے شعلین وشن کہیں جو پہلے سیوا جی تھے تاکہ مخالف انکی  
نقداد کی کثرت کے دھوکے میں آجائے اور جان لے کہ وہ لڑنے کو تیار ہیں اس طرح  
انے تین لشکر شاہی کو دکھا کر قلعہ میں داخل ہوئے۔

اس سحر کو مرہٹے جس فخر سے بیان کرتے ہیں کسی اور معرکہ کو نہیں بیان کرتے۔ سیوا جی کا  
سب سے بڑا کا زنا مرہ اس کام کو سمجھتے ہیں۔ یہ واقعہ پہلے کا ہے۔

دوسری روز صبح کو بادشاہ کے سواروں کا دستہ سنگڑہ کے نیچے نقارہ بجاتا ہوا آوازاں  
بجھکاتا ہوا آیا۔ مگر اسکا نتیجہ جی پا لگنے شکست دی یہ پہلی دفعہ تھی کہ بادشاہی سواروں  
نے مرہٹوں کے سواروں سے ہزیمت پائی۔

## واقعات سال ۱۷۹۹ء

دستور کے موافق ساتویں سال کا جشن غرہ شوال کو ہوا۔ جشن وزن قمری ۲۱ ذی قعدہ  
کو ہوا۔ عہد کا اٹھائیسواں سال شروع ہوا۔

سکھہ جلوس میں بخارا کا ایچی خواجہ احمد آیا تھا اور زماہ اور تحائف لایا تھا۔ اسکے جواب  
میں بادشاہ نے مسطفی خان کے ہاتھ نامہ ور ڈیرہ لاکھ روپے کے تحفہ والی بخارا لائے  
کئے۔ محمد قلی خان والی پنج نے ابراہیم کو اپنا سفیر بنا کے بھیجا تھا۔ بادشاہ نے خان محمد  
کو نامہ اور ایک لاکھ روپے کے تحائف بھیجے۔

سیوا جی کی عادت تھی کہ وہ دکھاتا کچھ تھا اور کرتا کچھ تھا ڈالتا کچھ تھا اور نکالتا کچھ تھا  
کچھ اپنے ارادوں کی جھوٹی خبریں اڑایا کرتا تھا اسنے کلیان کے قریب ایک سپاہ اور چند  
پاس دوسری راہ جمع کی اور یہ شہرت دی کہ میں بسا میں اور جوں میں پر گزیر چکے لڑنے  
یا سیدی کو پامال کرنے جاؤنگا لیکن اسکا اصلی ارادہ صورت کے لوٹنے کا تھا جو اس نامہ  
میں ہندوستان کے ولندہ شہروں میں سے ایک تھا۔ بالی ہرجی نامک لکھتا ہے۔

پیچھے ایک عمدہ جامعہ دار رہتا تھا اسنے اندر کا آشوب سُکھایا اور باہر زینہ کار بستند و کھلا  
 رسیوں میں اپنے تئیں لٹکایا۔ اور دیوار سے نیچے آیا۔ وہ کچھ امیر الامراء سے عمر و اعضاء  
 میں مشابہت رکھتا تھا مخالفوں نے اسکو امیر الامراء سمجھ کر اسکا سر کاٹ لیا اور امیر الامراء  
 کی حرم میں سے ایک کو بالکل مار ڈالا۔ دوسری کو زخمی کیا۔ گھر کی مال و مالیت کے تاراج  
 میں نہیں مصروف ہوئے جلد اس گھر سے نکلتے اور پھر صحیح کو راجہ جیونت سنگھ کے محلہ کو پہنچا  
 تھا۔ امیر الامراء باس معذرت کرنے اور حال پوچھنے گیا تو امیر الامراء نے یہ کہا کہ میں نے  
 تو یہ جانا تھا کہ چہار راجہ کار و بار شاہجہان کام آگئے کہ ہم کو یہ چشم زخم بھیجا جب  
 پادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا تو امیر الامراء کو صوبہ داری دکن سے بیگا کو بدل دیا اور  
 شاہزادہ محمد مظہم کو اسکی جگہ مقرر کیا اور راجہ جیونت سنگھ کو بدستور شاہزادہ کا کسکی تہ کیا  
 گرنیل ڈف اس واقعہ کو مرہٹوں کی کتابوں میں اس طرح بیان کرتے ہیں کہ سیوا جی نے  
 امیر الامراء کے حیران کرنے کے واسطے دو برہمن بھیجے کہ وہ شہر میں داخل ہونے کی تہذیب  
 کریں جب سیوا جی نے اپنا سامان تیار کر لیا تو وہ سنگھ سے سرشام اپرل کے  
 مہینے میں بہت سا شکر لیکر چلا اور سپاہ کی ٹولیاں بنا کر بونہ کی راہوں میں بٹھاتا  
 گیا۔ بسی جی گنگا تانتاجی۔ بولوس رائے۔ اور چچہ پیس بادی یادے شہر میں داخل  
 خان کا ایک نوکر مرہٹہ تھا اسکو جاسوسوں نے گانٹھا۔ اسنے برات کا بہانہ بنا کے برات  
 ساتھ نقارہ بجائے اور مسلح آدمیوں کو دو لہاکے ساتھ لانے کی دستک حاصل کی پونہ چلا  
 شہر تھا اسکے گرد تحصیل نہ تھی سیوا جی اپنے ہمراہیوں کے جاسوسوں کی تدبیر سے شہر  
 میں برات کے اندر داخل ہو گیا اور چپ چاپ ہو گئی تو سیوا جی اپنے ہمراہیوں  
 کے کہہ کر جو خان محل کے شب خان سے واقف تھے نورنجی خانہ کی طرف یاد بہانہ ایک  
 کھڑکی کو کچا تینکا لگا ہوا تھا۔ یہ صبح بنی وہ سے داخل ہوئے۔ خان کی کچھ رشتہ  
 خود نہیں بیدار ہوئے اور انہوں نے جاگ کر امیر الامراء کو جگایا تا کہ بر جانے کے لئے۔ ایک کھڑکی  
 سے کود کر باہر جاتا تھا کہ ایک تلوار اس کے لگی۔ جسو ایک انگلی اڑ گئی۔ وہ تو

سیوا جی کے اور امیر الامراء کے ساتھ حرم میں داخل ہوئے۔

اور انکو ضرر و آزار پہنچایا۔ اور جب تک انہوں نے اپنے گھر سے اپنا بقیہ ثروت و  
 بضاعت منگا کر اُدسکو نہ دیا انکو شکنجہ تعجب میں گرفتار رکھا۔ سیوا جی نے گت  
 کے مہینے میں خود جا کر احمد نگر کی بیٹھ کو لوٹا اور حوالی اوزنگ آباد تک لوٹا چلا گیا  
 جبکہ اس طرح بغیر حاضر ہوا تو بیجا پور کی سپاہ نے پہنچنا لہ میں دو بڑے سپاہیوں  
 کے ماتحت تھے صلح کو تو کہہ ملک کون کان کی فتح میں سخت کوشش کی اور کئی مقام  
 کو دوبارہ لے لیا۔ انگریزوں کے نوشتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سیوا جی ہر جگہ  
 لڑائی کے موقع پر بڑے لشکر کے ساتھ موجود ہو جاتا تھا اسنے ان دونوں  
 سپاہیوں کو لڑکر شکست دی اور انکے بہت آدمیوں کو مارا۔ سیوا جی نے گت  
 میں اس خیال سے آگیا کہ لشکر شاہی کی حرکت کو دیکھو جنہر کی طرف اس لشکر کا  
 برازہ رہتا تھا۔ مگر اسنے یہ دیکھ کر لشکر شاہی حملہ آور ہی نہیں کر گیا تو اس نے اپنی کچھ  
 سواروں کو دریا کو کمرش ناکے جنوب میں مکان بیجا پور کی لوٹ کے لئے بھیج دیا۔  
 اسنے ایسی تیاری کی جسے یقین ہوتا تھا کہ وہ لشکر شاہی پر حملہ کرے گا۔ اس کی  
 شہرت ہوئی تو اسنے محض ایک بڑا بیڑا جمع کیا اور مالوں سے جہاز میں سوار ہوا  
 اور گوا سے بمبیل پر دولت مند شہر مایسی لور میں اترا اور گورن میں چار  
 ہزار آدمیوں کے ساتھ جہاز میں سوار ہو کر آگیا۔ اب تحقیق ہو گیا تھا کہ وہ اپنی  
 دارالحکومت میں نہیں ہے۔ اسنے بڑے کا بڑا حصہ دور کیا اور مایسی میں ایک مندر  
 میں بوجھا کرنے گیا اسنے اپنی سپاہ کو فوجوں میں تقسیم کیا اور کل ملک پر تاخت  
 تاراج کی اور تجارت کے بڑے دو قند شہروں کو تلج ٹاٹھ لگی۔ یہ لوٹ  
 مار کر کے وہ اٹارے گڈھ کو چلا آیا۔

اس سفر میں اس نے نیووا چلی کہ سیوا جی کا جہاز سال سے دور ہو گیا اور شمال مغربی  
 ہوائے اسکو بہت دنوں تک مدد نہ کرنے دی اس اسکو یہاں تک کہ مندر  
 میں بندوں کو سوار ہونا مذہباً منع ہے اس کو یافت اسپر بھواتی کی کرودھ سے

اسکا نوکر تھا وہ سورت میں تاک لگا رہا تھا اور سامان غارت گری تیار کر رہا تھا۔  
 سیوا جی نے یہ بہانہ بنایا کہ میں ناسک میں مندر کی جائز کو جاتا ہوں لوگوں نے اسکو  
 سچ جانا مگر اس نے چار ہزار سوار لےجا کر سورت کو لوٹنا شروع کیا۔ چھ دن میں اسکو  
 بہت دولت ہاتھ آئی جسکو وہ رے گدھ میں لگیا جو آئندہ اسکی دار الحکومت بنا  
 سورت کی لوٹ کی دولت بہت تھی اور اور زیادہ ہوئی تاکر کوچ اور انگریز اسکی  
 مزاحمت نہ کرتے اور انکی کوٹھنوں کا مال اسکو ہاتھ لگ جاتا انگریزوں نے اپنا ہی مال  
 نہیں بچایا۔ بلکہ اہل شہر کے مال کے بھی بہت حفاظت کی جسکا صلہ وزنگ نے یہ  
 دیا کہ ان کے اسباب کے محصول کا ایک حصہ ہمیشہ کے لئے معاف کر دیا۔  
 شاہ جی کی سادنی آئی وہ شکار کھیلنے گیا تھا کہ کھوڑے سے گر کر مر گیا اس نے اپنی زندگی  
 میں اس ملک گیر کا جو بیجا پور سے ملی تھی خوب انتظام کیا تھا۔ اسپرے اسنی اور پورٹ  
 نووا اور ولایت تنجور کا اضافہ کیا تھا۔ وہ علی عادل شاہ کا یطیع تھا جو اسنے مفتوح  
 ملک کو اس پاس پہنچ دیا۔ باپ کے مرنے پر سیوا جی اور بھی کھل کھیلے۔ رے گدھ میں اپنی  
 ریاست کا انتظام کیا اور اپنے نام پر راجگی کا طرہ لگایا اور روپیہ شرفی پر اپنا سکہ  
 نیتا جی بالکر برسات کے شروع میں دستور کے موافق سب جگہ فقیاب ہو کر آیا  
 سیوا جی کا بیڑا بھی بہت جہازوں کے گرفتار کرنے میں کامیاب۔ بادشاہی جہاز  
 جو مچا کو جاتے تھے انکو گرفتار کر لیا اور دولت مند حاجی جو انہیں بیٹھے تھے گرفتار کر لئی  
 عالمگیر نامہ میں لکھا ہے کہ سیوا جی کی ولایت ساگل دریا و شور کے نزدیک تھی اور چند  
 بندر اسکے تصرف میں تھے اہل عیار کی طرح اسنے دزدی و ہرنی شروع کی  
 کشتی نشینوں کو لوٹتا مارتا جب اسکے بند میں کسی کشتی پر دریا میں فتور آجاتا تو اسکو  
 وہ پکڑ لیتا۔ ان دنوں میں ایک بڑا جہاز جس میں طوائف تھیں بڑا مال ہساب  
 آئے تھے وہ طوفان میں آیا تو سیوا جی نے اسپر قبضہ کیا اور تمام اسکے غریبوں کا  
 مال متاع چھین لیا اور مال کے مالکوں کو جو اکثر مسلمان تھے مقید و مجبور کیا۔

انگریزوں کا دور

مقرر ہوا تھا وہ ہر شعبان سال گذشتہ کو ازبک آباد میں شاہزادہ محمد عظیم کی خدمت  
 میں آیا اور شاہزادہ سے رخصت ہو کر ۲۵ کو پونہ میں آیا۔ جہاں ہمارا جہ  
 جھونٹ رہا۔ مقیم تھا وہ پادشاہ کے حکم سے پادشاہ کی خدمت میں روانہ ہوا۔  
 راجہ حسین گاہ نے یہاں ٹھہر کر افغانوں کا یہ انتظام کیا کہ طلبہ بن خان کو ساتھ ہزار  
 سواروں کے ساتھ خیر بھیجا کہ وہاں دشمن کی خبر لے کر اور قلعہ بونہ گدھ کے رو برو  
 تھا نہ بٹھا کے تین ہزار سواروں میں مقرر کرے اور قلعہ درگ کے رو برو ایک اور  
 تھا نہ مقرر کرے اور وہاں شائستہ فوج متعین کرے اور باقی لشکر کے ساتھ  
 انحدود میں سوار ہو کر خیرداری اور ہوشیاری کئے۔ اول راجہ نے قلعہ بونہ دھرو اور  
 بونہ وال (روڈی) کی فتح کا ارادہ کیا۔ ۱۷ رمضان کو وہ سالور کی طرف گیا جسکے قریب  
 دونو قلعہ ہیں۔ یہ تھے موضع پونی میں تھا نہ قائم کیا اور راجہ اور جھونٹ رے کو تین سو  
 سواروں اور تین سو ہندو فوجی پادوں کے ساتھ تھا نہ دار مقرر کیا۔ دشمن نے  
 تمام کو کیوں کو جا بجا ملک کی تاخت و قلعوں کی تسخیر کے لئے رخصت کیا اور  
 خود قلعہ بونہ دھرو و مال کے مفتوح کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ یہ نظام الملک کے  
 مشہور قلعہ حاکم تھے اور دونو متصل تھے اور دلیر خان کو مقدمۃ الجیش کیا۔  
 دشمن کی سپاہ اطراف سے جہاں نمودار ہوئی وہاں دلیر خان لڑتا ہوا آگے  
 جاتا تھا دشمن اس سے جنگ بگرنے اور ستیزا فرار کرتے وہ انکے بہت آدمیوں کو  
 مارتا اور بچال کو اسیر کرتا اور مال کو لوٹتا۔ اس طرح مارتا دھارتا دونو قلعوں سے ایسے  
 فاصلہ پرایا کہ وہاں سے گولہ قلعہ میں پہنچ سکتا تھا اور دونو قلعوں کے محاصرہ میں مشغول ہوا  
 دونو قلعوں کے قلعہ میں چھو ہو کہ قلعہ داری کی شرط بجالائے اور توپ و رباراں و گولہ  
 آتشبندی خوب چلا۔ راجہ کے آنے سے چند روز پہلے افغان ناگاہ یورش کے لہو  
 آکر گاہ قلعہ میں پہنچا اور دونو پہاڑوں کے نیچے کی باری میں آگ لگا دی اور تاخت تاراج  
 کیا۔ دشمنوں نے بھی قلعہ سے نکل کر مورچوں پر حکمرانی میں اور کوہ کے اوپر توپ

آئی ہے اسلئے پھر وہ جہاز میں نہیں سوار ہوا۔

بادشاہ کی طرف سے ہمارا جہ جہاز میں سنگہ سیوا جی کے استیصال کے لئے مقرر تھا اسلئے اسکی ولایت میں جا کر بعض قلعوں کے محاصرہ میں قیام کیا اور ولایت کی تحریک و قلعوں کی تخریب میں اسنو بہت کوشش کی مگر اسکا اثر وہ نہ مرتب ہوا تو بادشاہ چاہتا تھا اور سیوا جی کا کوئی بڑا قلعہ اسلئے نہ فتح کیا اور ہم کو طویل اور امتداد ہوا۔ اسلئے بادشاہ نے ارادہ کیا کہ اسکو بلالے اور راجہ جینا گہ کو جو وہ ہزار سپاہ کے ساتھ سیوا جی کی گوشمالی کے لئے روانہ کیا اور دلیر خان کو جو اپنی بیوی میں تھا لکھا کہ راجہ سے ملے انگریزی ہوتی اس واقعہ کو اس طرح بیان کرنے میں کہ عالمگیر سیوا جی کو تحارثا موش کو ہی کہا کرتا تھا راجہ جی جو ہے سہی کا بن کتروائی ہے، جب اس جو ہے کے کڑے پر اتنی دیر لگا تو اسکو اپنی عادت کی موافقت اور نافرین پر شبہ پیدا ہوا۔ خود دکن جا نہیں سکتا تھا۔ سلطنت کو غصہ کیا تھا بانی زندہ تھا اسلئے اس نے اپنی سپاہ کثیرہ و سپاہیوں کو روانہ کیا جنہیں ایک راجپوت راجہ جینا گہ اور دوسرا افغان دلیر خان تھے دونوں پہلے داراشکوہ کے طرفدار ہو کر اوزنگ زبیر لڑ چکے تھے اسلئے وہ انکا پورا اعتبار نہیں کرتا تھا۔ اسلئے ان دونوں کو بہت دور دکن میں بھیجا۔ جہاں بادشاہ کے جاننے والے بہت اور ان دونوں کے واقف کار کم تھے۔ یوں دلیر خان کی قوم کے افغان بادشاہ کے بہت ملازم تھے اسکے بہکانے سے ان کے بگڑنے کا بھی خوف کم ہو گیا اس میں ان کی صداقت پر سلمان کنی اسخین شہادت نہیں دیتیں۔۔۔

### واقعات سال ہشتم ۱۷۰۷ء

غزہ شوال کو سال ہشتم جلوس کا جشن ہوا اور مارشوال کو وزن قمری ہوا اور عمر کا انچاسویں سال شروع ہوا۔

۱۷ سیم اتالی سا لگزشتہ کو سیوا جی کی فتنہ کے دفع کرنے کے لئے راجہ جی سنگ

سیوا جی کی گوشمالی کے لئے روانہ ہوا اور راجہ جینا گہ کو جو وہ

شمشیر برہنہ مغلوں پر حملہ آور ہوئے اور انکو مارا اور بہار سے پیچھے اتار دیا۔  
 دلیر خان ہاتھی پر بیٹھا ہوا اپنے آدمیوں کو دیکھ رہا تھا کہ کس طرح قدم بڑھاتے چلے جاتے  
 ہیں۔ جیسا کہ اپنے آدمیوں کو بھاگتے ہوئے دیکھا تو اسنے اپنی کمان کو خمیدہ کر کے  
 بیٹھانوں کے ایک گروہ کو اپنے پاس بلایا اور اگے بڑھنے کا حکم دیا اور بھگورون کو  
 لکارا اور اپنا ہاتھی اگے بڑھانا مخصوصین مرہٹوں کی طرح فتیابی سے مغرور ہو کر  
 دلیر خان کے آدمیوں کو قریب آگئے اور سخت کوشش افغان بھی مادیوں کی تلوار سے  
 چکرائے۔ مگر دلیر خان اپنے سر دار کو اپنے تیر کا نشانہ بنا کر مار ڈالا۔ سردار کے مرنے  
 ہی سارے مرے۔ ایسے بھاگے کہ انہوں نے قلعہ بالا پر جا کر دم لیا۔ شکر شاہ نے نیچے کا  
 قلعہ پھیر لیا مگر اوپر کے قلعہ کی آتش فشاں سے مجبور ہو کر پھر اسے چھوڑ دیا۔ دلیر خان  
 نے یہ ناکامی دیکھ کر جانا کہ شمالی طرف پر فتیابی نہیں ہو سکتی تو اس نے جرگہ دوپٹا  
 جو ایک چھوٹا سا قلعہ پورندہ صحر کے شمال مشرقی گوشہ میں تھا اور اسکے بڑے حصہ پر عرشہ  
 تھا۔ فتح کر لیا اور اس میں توپ خانہ اوپر کے قلعہ کے توڑنے کے لئے لگا دیا مگر مینہ پڑ  
 لگا۔ اسلئے یہ کام ٹھنڈا ہو گیا۔ شکر شاہی کا تو خیال نہ بڑا خراب تھا گو اس نے برا بھلا  
 برساتی۔ مگر قلعہ پر اسکا اثر کچھ نہ ہوا۔ مخصوصین ایسے تنگ ہوئے کہ انہوں نے سیوا جی کو اطلاع  
 دی کہ اب ہم قلعہ میں نہیں ٹھہر سکتے۔ انہوں نے قلعہ خالی کر دیا ہو تا اگر سیوا جی انکو نہیں  
 کہ وہ جب تک قلعہ کی حفاظت میں کوشش کریں کہ انکو وہ چلے آنے کے لئے لکھے۔ سن  
 خانی خان لکھتا ہے کہ ان قلعوں کی تسخیر کے بعد سات ہزار سوار سرداری داؤد  
 اور راجہ کے لشکر وغیرہ ولایت سیوا کی آباد ملک کی تاخت و تاراج کے لئے بھیج دی  
 سیوا جی نے یہ ملک غصب کیا تھا۔ دو نو طرف سے بڑی کوششیں ہوئیں پانچ جیسے تاشکر  
 شاہی کو مقابلہ و محاربت کا فرشتی سے آرام نہ ملا۔ یہاں تک کہ سیوا پور میں جو سیوا جی کا ابا  
 کیا ہوا ہے اور قلعہ کندانہ۔ وکنوار گڈھ میں اس کی آبادی کا نشان نہ چھوڑا۔ مویشی  
 بشمار ہاتھ آئے۔ مرہٹوں کی ناگہان تاختوں اور نمایاں ستبر دیوں و تاراج کیوں

مارنے اور پتھر اور قسام آتش بازی کے پھینکنے میں کوتاہی نہیں کی۔ راجہ جیت سنگھ بھی  
 مع اپنے بیٹے کوسر سنگھ کے آن پہنچا اور محاصرہ کی طرف سے بے درپے یورپین گن اور طواف  
 کو تاخت و تاراج کیا مگر انکی تفصیل کی جا تو طول ہو مجھوون پر عرضہ نہ کرنا بلکہ  
 شاہی باوجودیکہ اسپر سے تو قلعہ تنگ آ رہے اور آتش باز تھے اسپر مڑتے تھے مگر وہ  
 اپنے موڑلوں کو آگے بڑھاتا چلا جاتا تھا جبکہ طرف کا برج باروت اڑا یا تو بنائے  
 کوہ و قلعہ نشینوں میں ترزل پیدا ہوا۔ قلعہ کا بہادر و نوجوان حکمہ کیا اور کوہ کے اوپر چڑھ گئے  
 محصوروں کی جان کی امان کا پیام دیا۔ راجہ نے اپنے عہد کیا کہ جان کو ضرر نہیں پہنچا جائیگا  
 دو قلعوں کے قلعہ دار دلیر خان سے ملاقی ہوئی اسنے انکو خلعت یا۔ دلیر خان دو قلعہ دار  
 راجہ پاس بھیج دیے۔ راجہ ان سبکے ہتھیار لیکر رخصت کیا۔ اور قلعوں کو بادشاہی تصرف  
 میں کر لیا۔ اس تردد اور یورش میں اسی سوار اور ایک جماعت پیادہ اور عملہ قلعہ گیری کی  
 کام میں آئی۔ اور سو زیادہ آدمی زخمی ہوئے۔ یہ تو خانی خان کا بیان ہے۔ عالمگیر نے  
 ہر ایک کو بہت تفصیل سے لکھا ہے اسی پر معلوم ہوتا ہے کہ اکابر بھی کئے اڑنے سے قلعہ  
 رد و مال کا قبضہ میں آیا۔ مگر قلعہ پورندہ صریح قبضہ نہیں ہوا۔ لیکن ڈف صاحب  
 اپنی تاریخ سرہٹ میں لکھتے ہیں کہ کوہ پورندہ صریح کا سب سے بلند مقام سترہ سو فٹ بلند ہے جس کے  
 سے تھا اسپر دو قلعہ تھے ایک بالا دوسرا بائیں جو پہاڑ کی چوٹی میں سو سو چار سو فٹ  
 تک پہنچوا واقع تھے۔ اس قلعہ میں باجے پرو دس پانڈے جہ حوالدار تھا اور ادلی  
 قلعہ کے اندر تھے وہ دشمن کی پیش قدمی کے روکنے کے واسطے ہر مقام پر خوب لڑا مگر  
 دلیر خان نے ایک برج اڑا کر قلعہ بائیں لے لیا محصورین نے اکثر قلعہ سے باہر نکلے کئے اور  
 مکر ریتے نون کو بھگا یا۔ مگر وہ آخر کو اپنی پناہ گاہ میں مقیم ہو گئے اور انہوں نے برج اڑا کر  
 نیچے کا قلعہ لے لیا اور اسکے محصورین اوپر کے قلعہ میں جاتے تھے کہ کٹر شاہی چکر کے قلعہ میں جا  
 گھروں کی لوٹ میں پڑا۔ اوپر کے قلعہ والوں نے اسپر آگ برسا کر بھون دیا۔ کچھ ایسے  
 کونون میں چھپے۔ کچھ باہر جا کر اپنی پناہ گاہ میں گئے۔ اس وقت ادلی اپنے سردار کو لیکر



باب میں وہ اپنے تئیں مختار جانے اس پیغام کے پہنچنے کے بعد اس نے انکار و نیاز سے کہا کہ میں یہ جانتا ہوں کہ اطاعت مجھ و دیت میں جان بخشی و امان عرض ناموس ہے۔ پھر راجہ اپنے عمدہ آدمی اسکے پاس بھیجا کہ اسکو اعزاز کے تھپا اپنے پاس بلایا۔ راجہ کا جس سیواچی آیا تو اسے گلے لگایا اور اپنے پاس بٹھایا۔ سیواچی نے خجالت کے تھپا کہتے ہوئے کہا کہ میں بطریق دلیل مجرم بندوں کی طرح اس رگاہ میں آیا ہوں اب جو آپ کی رائے ہو وہی رہے ہے خواہ خوشی خواہ مار و اور التماس کیا کہ برٹے برٹے نامی قلعوں کو ولایت کو نکلنے ساتھ بند ہائی بادشاہی حوالہ کرتا ہوں اور اپنے بیٹے کو حضور کی خدمت کے لئے بند ہا جاننشاہ کے جگرہ میں بیٹا ہوں اور خود امیدوار ہوں کہ ایک سال کی جہالت ملے۔ بادشاہ کی قدیوسی کے بعد بند ہائی مطلق العنان کے دستہ کے موافق جو اپنی اقطاع و مصوبات میں رہ کر خدمت کرتے ہیں مع اپنے قبیلہ و عیال کے ایک دھوٹے قلعوں میں رہوں گا اور جس وقت اور جس جگہ کسی بادشاہی عمدہ کار کے لئے حکم ہوگا۔ جان و مال سب حاضر ہو لگا اور طریقہ جانفشانی کی تقدیم کروں گا۔ راجہ نے اسکی تسلی کر کے دلیر خان پاس بھیجا اور محاصرہ سیاہ کے اٹھا لینے کا حکم دیا۔ سات ہزار مردوزن و اطفال قلعہ بند ہوئے تھے جنکو امن دیا گیا اور وہ قلعہ سے باہر آئے۔ تو چنانچہ مع ذخیرہ و اسلحہ اور وہ جبرین قلعہ کے آدمی اپنی ساتھ نہ لے جاسکے سرکار میں ضبط ہوئے اور قلعہ میں لشکر شاہی آیا۔ دلیر خان نے سیواچی کو شمشیر و جھنڈہ و دو اسب عربی مع ساز طلا اپنی طرف سے توڑ کر کئے اور اسکو راجہ کے پاس لایا۔ اسکا ہاتھ پکڑ کر راجہ کے حوالہ کیا۔ راجہ نے بھی اسکو خلعت و اسب و جینیہ و فیل عطا کیا اور از سر نو جان و آبرو کی امان کے عہد سے اسکا اطمینان خاطر کیا۔ سیواچی نے بختہ کاری سے ایک ساعت شمشیر باندھ کر کھڑکھوٹ ڈالی اور کہا کہ میں بے سلاح کمربستہ ہو کر خدمت کروں گا۔ مدت سیواچی کے گرویدہ اور جمع لانے کا مذکور تھا۔ راجہ نے حضور کو لکھا اور عفو و تقصیرت کا فرمان طلب کیا۔ وہ

شہنشاہ نون سی اور سر راہ دشوار گزار راہوں کی بند کرنے سے اور جنگوں کی جلالت سے جہنم پرست  
 بھی بچ گئے تھے لشکر اسلام کی راہ تردد بند ہوئی اور شاہ یاہد شاہی کے آدمی اور جو باج بہت  
 تلف ہوئے آخر کار دشمن شمار سے زیادہ ماسے گئے اور مرہٹوں نے راہ فرار اختیار کی لیکن  
 شاہی متعدد باقی قلعے مفتوح کئے پھر قلعہ راج گدھبہ پر جو سیوا جی کا دار الحکومت تھا اور  
 گدھانہ جس میں اسکے موری قبیلے اور خولیں تھے محاصرہ کی نوبت آئی بہادران  
 قلعہ کھانے محصورین کو تنگ کیا اور ان کے بھاگنے کی راہ کو مسٹ فون سے ایسا بند کیا  
 کہ ہر چند انہوں نے جاننا کہ کوئی گجینا کے قبائل کو یہاں تکال کر کسی شوار گزار مکان  
 میں لے جائیں اور شاہی کو ان کے تعاقب میں ہر گردان کر نگرین نہ کر کے سیوا جی  
 راجا نامہ اس مستقر ریاست کے ملجا واداکے فتح ہونے کے بعد تمام مال قبیلہ و عیال  
 اسکے پایاں ہونگے اسلئے شہنشاہ چند نفر زبان فہم راجہ کے پاس بھیجے اور غیظ و غضب سے بعض باقی ماند  
 قلعوں کو سپرد کرنے کی اور راجہ سے ملاقات کرنے کی درخواست کی راجہ نے اسکی عرض  
 اور مکاری پر نظر کر کے اغرض کیا اور یورش کے لئے پہل سے زیادہ تاکید کی پھر خبر آئی کہ  
 سیوا قلعہ سے نیچے جریدہ آیا اور متحد برہمن اسکے آئے۔ انہوں نے شدیدین کھائیں اور  
 نہایت عجز و زاری کی۔ راجہ نے ان شرائط پر صلح کو منظور کیا کہ جان آبرو کی امان -  
 اس شرط سے دی جائے گی کہ وہ حضور شاہی میں جا کر اور اطاعت و نواکری اس عہد پر  
 اختیار کریں کہ اسکو عہد منصف دیا جائے۔ اسکو ملاقات کے لئے آئے گا حکم دیا جائے گا  
 کہ سیوا جی کمال عجز سے قریب آگیا ہے تو راجہ نے غشی اسکے استقبال کو لئے بٹھایا  
 اور صلح راجوت ساتھ لے کر اور تاکید کی کہ اس مکار کے غدر سے خبردار رہیں۔ اور  
 اسکو پیغام دیا کہ اگر وہ صدق دل سے حلقہ اطاعت کان میں ڈالے گا اور فدویت کا  
 عاشقیندھے پر رکھیں گا اور قلعہ سپرد کرے گا اور احکام حضور کی قبول میں ہر افگندہ  
 ہوگا تو بادشاہ اسکی التماس قبول کرے گا ورنہ اب بھی اسکو اجازت دی جاتی ہے  
 کہ اپنی مکان میں جا کر خاطر خواہ مہلت لیکر سرانجام جنگ میں مصروف ہو اس

مگر کئی خاص فحشابی میں نہیں اس دشمن کی سپاہ کبھی کوئی دفعہ دامنندی سے نہ ملتی تھی۔  
 راجہ جینگہ کی بڑی نامور سی اور اسکی سپاہ کی شوکت و قوت اور اسکے ہمارے ہیون کی  
 جرات سے سیوا جی کے دل میں ہمیت پیدا کی۔ دیر ہی بھوانی نے بھی اسکو ڈرایا کہ وہ اس  
 راجپوت اجد سے لڑنے میں کامیاب نہیں ہوگا۔ اس پر ہم نے بھی اسکو ستایا۔ گوانا بول  
 سے اسکا دل بالکل نہیں ٹھیک گیا۔

ابتداء سے سیوا جی راجہ جینگہ میں اپنی پیغام سلام بھیجتا اور راجہ اسکی اطمینان خاطر  
 کرتا تھا مگر وہ اپنے دشمن کی خصائل سے خوش آغوش تھا اسلئے وہ اپنی لشکر کی تیاری میں  
 مشاغل نہیں کرتا تھا سیوا جی نے اپنی پہلی تدابیر پر جو دیکھا کہ شاہی اطاعت و خدمت  
 کیجے اور جو ملک چل گیا ہے اس میں سے کچھ لے لیجے۔ اس خیال سے اسنے رکھونا تھ نہت  
 اور نیائے شاستری کو جسے سنگاپہن بھیجا جسنے انکی باتوں کو سنا اور جواب دیا۔ اور  
 سیوا جی کی حوصلوں کو مان لیا۔ مگر اسکو سیوا جی کا اعتبار جب تک ہوا کہ رکھونا تھ  
 پست راجہ کو یقین دلایا کہ اس معاملہ میں سیوا جی کا کوئی فریب نہیں ہو۔ جینگہ نے کہا کہ سیوا  
 راجپوت کی بات کو پھر کی لکیر کھ کر اپنا اطمینان خاطر کھو کہ بادشاہ فقط اسکی تقصیر ہی نہیں  
 معاف کر لگا بلکہ غلطیات کر لگیا جب بصاحت کی گفتگو ہو رہی تھی تو سیوا جی کے گدھے  
 سے پر تپا گدھے کو گایا اور یہاں سے جو لی معلوم نہیں کہ کیوں گیا۔ مگر ظاہر اسطرح  
 جانے میں اپنی راہ کو اپنی سپاہ سے چھپایا۔ جولائی ۱۶۹۵ء میں تھوڑی آدمیوں کے  
 پہاڑ سے اترے اور سیدھا راجہ کے لشکر گاہ میں چلا گیا اور وہاں اپنے تین سیوا جی کے  
 ظاہر کیا راجہ اپنا آدمی اسکے لانے کے لئے بھیجا جبکہ نزدیک آیا تو اسکے استقبال کے  
 لئے خیمہ سے باہر آیا۔ اور اندر لے کر اسکو گلے لگایا اور واپس بٹھایا یہ رکھونا تھ نہت  
 جو ہاتھیں کھلا جو انکی ہتھیں اُن پر اسکو اطمینان خاطر دلایا سیوا جی کے کچھ غم و غبار  
 کی تباہی بنائیں راجہ اسکو اپنی قرب کے خیموں میں اترنے کے لئے رخصت کیا۔  
 دوسرے روز سیوا جی دیر خان سے ملنے گیا جو پوزندہ کے محاصرہ میں لگا ہوا تھا۔ اور

فرمان کا منتظر تھا کہ اتفاقات اسی روز گزر کر زبرد ارجمند فرمان اور خلعت پادشاہ کے پاس لے آئے۔ راجہ سیوا جی کو استقبال و تسلیمات کے آداب سجالانے کے لئے ارشاد ہوا۔ سیوا جی نے اس کے مطابق عمل کیا۔ یمن کروہ پیادہ باستقبال کھڑے دوڑا اور تقدیم آداب میں کوشش کی۔ جان بخشی کے فرمان و خطا بخشی کے خلعت پر بڑا فخر کیا۔ پادشاہی عنایات و فضل کے سرور سے جامہ میں بھونے سما یا قیل و قال عذر نہ دینے لگا۔ قلعوں کے سپرد کرنے کی باب میں یہ قرار پایا کہ کل پینتیس قلعوں میں جنہر اسکا تصرف تھا ۱۲ قلعوں کی کنجیاں جو سابق و حال میں مفتوح ہو چکے۔ مع جمع محصور دس لاکھ عین (راجہ لیس لاکھ روپیہ) کے پادشاہی آدمیوں کو حوالہ کرے اور بارہ چھوٹے قلعے کم عین آدمیوں کے تصرف میں رکھے اسکا اٹھ برس کا بیٹا بھاجکے نام منصب پنہزاری کا حضور سے عطا ہوا تھا افواج شائستہ کے ساتھ جب تک حضور میں واندہ ہو راجہ کی خدمت کری اور خود سیوا جی مع اپنے عیال کے ان پہاڑوں میں اپنے ملک یا مال شدہ کی آبادی میں مشغول ہو اور جب وقت کسی کاروبار پادشاہی کے لئے طلب ہو تو حاضر ہو۔ رخصت کے وقت پھر سیوا جی کو خلعت و اسب جفیہ و شمشیر و فیل دیا گیا اور بھجیا ربا ندھنے کی تکلیف دی۔ اسکے بیٹے کو پنہزاری منصب کی تسلیمات کے لئے حکم دیا گیا۔

کر نیل ڈف نے قلعہ پورندھر کے محاصرہ کی نسبت لکھا ہے وہ ہمیں اور پر لکھا ہے۔ اب باقی حالات جو اس واقعہ کے لکھے ہیں ہم اسے لکھتے ہیں۔

جب جینگہ اور گٹا بدین آیا ہے تو سیوا جی ساحل سیر لے گئے مین آیا اور اس نے اول دفعہ اسے تمام اراکین کو مشورہ کے لئے جمع کیا۔ نیتا جی بالکر جبکا فرض یہ تھا کہ وہ دشمنوں کی حرکت کو دیکھتا رہتا وہ اپنی سواروں کے ساتھ دوڑ چلا گیا۔ سیوا جی نے گواسکو مغول کر مصلحت ملکی کے خلاف جانا مگر اسکی اس خطا کو بھی معاف نہیں کیا۔ منو جی سو کیٹ نقل کرتا ہے کہ (نیتا جی کو رشوت دی گئی تھی یہ امر نہ مہٹوں کی نہ مسلمانوں کی تائید میں لکھا ہے) دشمن کی سپاہ جو تعاقب میں آئی اسکے دفع کرنے میں کار تو جی نے جستی و چالاکی کھائی

گھاٹ پر بعض ضلّاح تھے انکی مالگداری پر چوتھ یعنی چوتھائی حصہ اور سرورس  
یعنی دسواں حصہ خود حاصل کرنا چاہتا تھا اور اسکا اسکوا یا شوق تھا کہ  
اسکے بلجانی پر وہ راضی تھا کہ تین لاکھ روپیہ سالانہ قسط کے حساب سے  
چالیس لاکھ روپیہ بطور پیشکش کے ادا کرے۔ مگر عالمگیر نے یہ شرط منظور نہیں کی باقی  
شرائط عہد نامہ کی منظوری کا فرمان بھیج دیا۔  
عالمگیر نامہ میں مقبوضہ ۴ قلعوں کے نام یہ لکھے ہیں (۱) پورندھر (۲) ردوال  
درودر محل (۳) گدانا (۴) کھنڈا کلہ (۵) لوہ گڈھ (۶) ایسا گڈھ (۷)  
بیتکی (۸) تگنہ (۹) روپیٹھ (۱۰) ناردرگ (۱۱) مامولی (۱۲) بھنڈاردک  
(۱۳) کپن کھول (۱۴) روپ گڈھ (۱۵) بکٹ گڈھ (۱۶) مورجن (۱۷) مانگ  
(۱۸) سروپ گڈھ (۱۹) ساگر گڈھ (۲۰) دوک گڈھ (۲۱) انکولہ (۲۲)  
سون گڈھ (۲۳) مان گڈھ۔ ۱۹ ذی الحجہ کو قلعہ پورندھر کی فتح ہونے کی اور  
سیوا جی کے آنے کی کیفیت مہاراجہ جے سنگھ کی عرضداشت سے پادشاہ کو  
معلوم ہوئی تو اسنے شادیاں بچائے اور راجہ کو خلعت خاتم شمشیر خاصہ و جاہ  
منصب سے سرفراز کیا۔ اور اورامر کو۔ جو اس مہم میں شریک تھے نہال کر دیا۔  
شاہجہان کی غیالت کے وقت اورنگ زیب علی عادل شاہ کے دربار  
جو معاملہ ہوا تھا وہ یاد ہو گا کہ علی عادل شاہ نے ایک کرڑے روپیہ پیشکش  
ادا کرنے کا وعدہ کیا تھا جب اورنگ زیب کن سے چلا آیا۔ داراشکوہ  
شجاع کے ساتھ لڑائیوں میں مصروف ہوا تو والی بیجا پور نے پیشکش کے  
بھیجنے میں تعلل و تاخیر کی اور ایک تلبت و لعل و لطف و محبت و مغد و  
مین گداری۔ جب فرمان شاہی ادا پیشکش کی تاکید میں جاتا تو بیجا پور  
اور ناروا عذر بناتا۔ باوجودیکہ حکام ماضیہ کے اندوختے جمع تھے لیکن وہ  
اپنی ناداری بتاتا اور شرمساری دکھاتا۔ باوجود ان تعصبات کے

یہاں تک کہ شاہجہان کی غیالت کے وقت اورنگ زیب علی عادل شاہ کے دربار  
جو معاملہ ہوا تھا وہ یاد ہو گا کہ علی عادل شاہ نے ایک کرڑے روپیہ پیشکش  
ادا کرنے کا وعدہ کیا تھا جب اورنگ زیب کن سے چلا آیا۔ داراشکوہ  
شجاع کے ساتھ لڑائیوں میں مصروف ہوا تو والی بیجا پور نے پیشکش کے  
بھیجنے میں تعلل و تاخیر کی اور ایک تلبت و لعل و لطف و محبت و مغد و  
مین گداری۔ جب فرمان شاہی ادا پیشکش کی تاکید میں جاتا تو بیجا پور  
اور ناروا عذر بناتا۔ باوجودیکہ حکام ماضیہ کے اندوختے جمع تھے لیکن وہ  
اپنی ناداری بتاتا اور شرمساری دکھاتا۔ باوجود ان تعصبات کے

مصالحات میں ہزار دار نہ تھا اسلئے وہ خفا ہو رہا تھا اس نے دھمکا یا کہ جب تک میں پورندھر کا بیٹھا نہیں چھوڑوں گا کہ اسلئے ایک ایک آدمی کو نہ ماروں گا۔ مگر بہشتی دھمکی ہی دھمکی تھی سیوا جی نے خود قلعہ کی کنجیاں اسکو حوالہ کیں اور کہا کہ میرے قلعے اور ملک آپ ہی کے ہیں۔ میں تقصیر کی معافی چاہتا ہوں۔ تجربے نے مجھ کو بتلادیا کہ ایسی سپاہ دلا کر تا بیوقوفی ہو کہ جسکے سپاہیوں سے اوزار گنہیں بچ سکرے ہو۔ مجھ کو امید ہے کہ میں پادشاہی ملازموں میں داخل ہوں گا۔

جب سیوا جی لشکر شاہی میں آیا تو لڑائی موقوف ہوئی اور کئی دفعہ صلاح پیش ہو کر ان شرائط پر صلح ہو گئی بشرطیکہ پادشاہ انکو منظور کرے جس سنگہ اسکا خزانہ تھا جسکے بغیر سیوا جی اپنے تئیں لشکر شاہی میں ایمن نہیں جانتا تھا۔ اول دفعہ یہ تھی کہ سیوا جی نے جو قلعے یا ملک پادشاہی تسلیم کئے تھے انکو وہ چھوڑنا ہے۔ ۲۲ قلعے جو ملک نظام شاہی میں اسنے فتح کئے تھے۔ یا خود بناؤ تھے انہیں سے میں جسنگہ کو حوالہ کر جنہیں پورندھر اور سنگھ بھی تھے اور جو ملک ان طعون متعلق تھے وہ بھی حوالہ کیا بارہ قلعے جو اسنے اپنے پاس رکھے انکے نام یہ ہیں (۱) را جگدھ (۲) لورنا (۳) راے ری (۴) راے گدھ (۵) کنگاہ (۶) ہر گدھ (۷) بالا گدھ (۸) گوسا (۹) ارمیاری (۱۰) بالی (۱۱) بھورپ (۱۲) کنواری (۱۳) اوڈ دروگ۔ ان سب طعون کے ملک کی جمع سالانہ ایک لاکھ تین تھی اور باقی اور ملک جو اسکی جاگیر میں پادشاہ کی طرف سے دیا گیا اس پاس تھا۔ دوم دفعہ اسکے اٹھ برس کے بیٹے بنی سبھا جی کو منصب پیمزاری ملا۔ شرائط صلح میں ایک بڑی بات جو سیوا جی نے چاہی وہ یہ تھی کہ بجا پور کے مالک بقوضندہ کو کچھ خراج وصول کرے۔ غالباً اس کی یہ درخواست اس سبب تھی کہ وہ ملک نظام شاہی میں راشت کا ادغا کرتا تھا اور پادشاہ کو جو کچھ ملک اسنے دیا تھا اسس کا معاوضہ چاہتا تھا۔

جا کر اسکا محاصرہ کرو۔ اور جو کچھ اس ملک سے ہاتھ آئے اُسے لے لو۔ کہ عادل خان اس غفلت سے بیدار ہو۔

جب بادشاہ نے راجہ جینگے پاس یہ فرمان بھیجا تو بادشاہ کو خشن و زخمی ہی پہلے ہشتاد سال کے دن معلوم ہوا کہ عادل خان اپنی سوائی جرائم و تقصیرات کو دیکھ کر خواب غفلت سے بیدار ہوا۔ اور شکر کے متعین ہونے سے اُسکے دل میں خوف پیدا ہوا تو۔ ملا احمد ناتیہ کو اپنے اصلاح کار و مراسم نہایت و اعتذار و تجدد موافق و قرار کے لئے راجہ جینگے پاس بھیجا۔ یہ ملا عربستان کے شرفا رنوا مدین سے تھا۔ وہ فضیلت و استعداد کے کمال سے آراستہ تھا۔ بحج طہر تو سفارت کے لئے عادل شاہ کے پاس سے آیا تھا اور اصل میں اسکا ارادہ بادشاہ کے پاس جانے کا تھا اور اسکی نوازش و فضل و کرم کا امیدوار تھا۔ راجہ جینگے نے جب بادشاہ کو اُسکے آنے کا اور اسکا ارادہ کا حال لکھا تو بادشاہ نے اسکو منصب شہزادی شمشہر اسوار سے سرفراز کیا اور اپنے پاس بلایا اور راجہ کو خفیہ کہلایا کہ جب وہ حضور میں آئیگا تو سعد اللہ خان کا خطاب پائیگا اور فرار خود استعداد عمدہ حاصل ہے۔ سرفراز ہو گا لیکن وہ بادشاہ پاس نہیں پہنچو یا یا تھا کہ احمد نگہ کی راہ ہی میں ہی سفر آخرت پڑی آیا۔ بادشاہ نے اُسکے بیٹے اسد اللہ کو بلایا اور جب وہ آیا تو منصب شہزادی پانصدی و خطاب کرام خان سے سرفراز کیا۔

مرزبان تبت و لدن بجل سرکشوں کے گروہ میں تھا اور کشمیر کے صوبہ دار سے جو جو نہیں کرتا تھا اور بادشاہ کا سک و خطبہ جاری نہیں کرتا تھا۔ بادشاہ نے سینف خاں حاکم کشمیر کو حکم صادر کیا کہ کسی معتمد فہمیدہ کار کی معرفت اس پاس پیغام صحت آمین بھیجے کہ وہ راہ ضلالت سے باز گشت کرے اور اطاعت قبول کرے اور خطبہ سکے شاہی جاری کرے اور مسجد اسلام بنائے اور کفر سے باز رہ کر شاہ راہ ہدایت پر آئے۔ اور اسکو بادشاہی عنایت کا امیدوار کرے اگر وہ یہ باتیں

تبت میں بادشاہ کا خطبہ جاری نہ ہو گا

جیسو اچی نے اسیر غلبہ استیلا پایا اور اس نے بعض قلعوں کو تنگ کیا جو اسکے وزیر  
 تھے۔ قریب تھا کہ وہ عظیم الشان قلعہ پناہ کو فتح کر لیتا تو متواتر عادل خان نے عرائض بھیجیں کہ  
 سیو اچی کا کسی طرح تسلط رفع ہو۔ اور میناب پہلے اور حال کی پیش کش بھیجتا ہوں  
 بادشاہ نے سیو اچی کو فرمان بھیجا جس میں بہت کچھ اسکو دھمکا یا اور افواج دکن کو لکھنجا  
 کہ سیو اچی کی تین تہ ماہ دیر میں مصروف ہو سیو اچی افواج شاہی مدافعت میں اور  
 اپنی قلعوں اور ولایت کی محنت میں مصروف ہوا۔ عادل خان اس کے سرسخت و محظوظ ہو گیا۔ لشکر  
 شاہی کے سرداروں کی سو تدابیر سے اور کچھ اور موجبات و اسباب اس جہم میں امتد  
 ہوا۔ اور کچھ ٹھہر جان اس میں پر گزین۔ جب سیو اچی اور زیادہ خیرہ ہو گیا تو بادشاہ نے  
 عادل خان کو فرمان لکھا کہ وہ اپنی فوج سیو اچی کے دفعہ کرنے کے لئے تعین کرے ایک  
 طرف لشکر شاہی اسکے اتصال و دفع میں کوشش کرے اور دوسری طرف سے  
 لشکر بجا پور اسکا قلعہ و موضع کرے۔ عادل خان بادشاہ کے حکم سے سیو اچی کی حدود  
 میں کچھ لشکر تعین کیا جسے ظاہر میں یہ معلوم ہوا کہ وہ بادشاہ کی اطاعت کرتا ہے لیکن  
 حقیقت میں وہ سمجھتا تھا کہ سیو اچی کے فساد کا ٹٹنا بالکل میری خرابی حال کا مقدمہ  
 بنے گا۔ وہ بھی بہتر جانتا تھا کہ لشکر شاہی اور اہل بجا پور کے درمیان سیو اچی حامل  
 رہی۔ اس لئے اس نے اپنی مصلحت کار کے لئے اسکے ساتھ یک دلی و موافقت کے نامہ  
 پیام و عہود و مواثیق شروع کئے اور اسکے ساتھ متفق و ہمدستان ہوا اسکی امداد  
 میں کوشش کی اور اقطاع حوالہ کئے نفوذ اور اور مایحتاج بھیجے۔ و قطب الملک  
 والی گولکنڈہ کو اسکی مدد و کمک کے لئے آمادہ کیا کہ اسکو روپیہ بھیجے۔ اور باوجود ان کا  
 بادشاہ کو بھی عرائض بھیجتا اور اپنے صدق و عقیدت و سوخ ارادت ظاہر کرتا۔  
 بادشاہ کو جب یہ سارا حال معلوم ہوا تو اس نے راجہ جینا کو حکم بھیج دیا کہ اسکو  
 کی جہم سے تم کو فراغت ہوئی سیو اچی سے جو تم کو قلعے اور ولایتیں تھے آئین میں انکا  
 سنبد و بست کر کے بجا پور کی ولایت کی تاخت و تاراج کرو اور بجا پور کے نیچے



حفاظت کے واسطے قلعہ اور تھانے بنائیے گئے تھے اور کام کچھ آدمی وہاں مقرر کر دیے تھے۔  
 اور ہمیشہ دریاؤں پر نوارہ بادشاہی سیر کرتا تھا اور انکی دستبرد کی خبر رکھتا تھا  
 مگر انکو روک آپ پر حرب پیکار میں کثرت مزاوت سے ڈرا  
 ملکہ و مہارت ہو اور انکی جنگی کشتیاں سامان تو پختہ و متانت و استحکام کے  
 اعتبار سے نوارہ بنگالہ پر مزیت رکھتی ہیں۔ ان کی راہ جہازت بالکل مسدود ہوئی تھی  
 جب انکو قاقا بولتا تھا سو اصل کی رعایا اور ہنے والوں پر وہ دست درازی کرتے۔ اور  
 اسکا مال اسباب لوٹ لیتے اور ہندو مسلمان زن مرد کو قید کر کے لے جاتے اور بعض اوقات  
 ولایت شاہی میں آن کر پٹری خزانہ مچاتے۔ چنانچہ ایک فوج وہاں لگے مگر بہت لوٹ  
 کر کے بہت آدمیوں کو قید کر کے لے گئے تھے۔ جب عالمگیر کو معلوم ہوا کہ انکا نوارہ سرحد  
 بنگالہ پر آگیا ہے تو اسنے صوبہ بنگالہ کے سپہ ارشاد کے خان کو حکم بھیجا کہ وہ ایسے نئے  
 قلعے بنائے اور تھانے بٹھائے کہ ولایت بادشاہی میں قوم گھ کے آنے کی راہ بالکل مسدود  
 ہو جائے۔ اور بعد اسکے وہ ولایت رنجگ میں قلعہ جانشکام کو فتح کرنے وہ ملک رنجگ کی  
 فتح کی گنجی ہو۔ اسے نصرت کرنے سے ولایت بنگالہ پر انکی دست اندازی بند ہو جائیگی  
 سپہ بادشاہ کے حکم کی تعمیل کے لئے مستعد ہوا۔ تھانہ سنگرام گڑھ و بہلوہ و جگدہہ سے  
 بہرہ ور یا ر شور کے متصل تھانہ نو اکہالی تھا۔ وہاں چاٹ گام قریب تھا۔ ملک پادشاہی  
 میں ملک نو اسکے قریب ہے۔ آتا تھا۔ اور وہاں سے اس نوارہ کی کیفیت و کیفیت ساری  
 نظر آتی تھی۔ اسے ایم خان کی صوبہ داری کے عہد میں لشکر شاہی کی جماعت محافظت  
 کرتی تھی اسلئے امیر الامراء نے اس تھانہ کے استحکام کو مقدم جانا و اہل سفر میں انکو کر  
 سعید افغان کو پانسو تیر انداز و چالیس پادوں کے ساتھ اسکی حراست کے لئے بھیج دیا تھا۔  
 سنگرام گڑھ جسکو غلامگیر مگر کہتے ہیں اور وہاں دریا خدا ہوتے ہیں اور وہ ملکہ کا گڑھ ہے  
 وہاں محمد شریف فوجدار بندر بھگلی کو پانسو برق انداز و تیر اندازوں اور ایک ہزار پادوں  
 کے ساتھ تھانہ دار مقرر کیا۔ اور چھوٹی بٹری بس تو ہیں مجیدین اور محمد بیگ باکش و ابو الحسن کو

تو اس پر چڑھائی کرے اور اس کے ملک کو پال کرے اور اسی مضمون کا وعدہ و وعید  
 وزیر فرمان دلدن مغل مرزبان کے نام صادر کیا سیف خان نے حکم اور فرمان  
 بھیجنے کے بعد محمد شفیع ملازم شاہی کو فرمان مذکور دیکھ کر تبت روانہ کیا۔ مرزبان نے  
 اس فرمان کو مستلک اول تو فاسد فکر کئے لیکن آخر کو اپنی بہبود کار پادشاہ اسلام  
 حکم کی اطاعت میں جانی پہلے ہی جمعہ کو اہل شہر کو سواد تبت سے باہر جمع کیا۔

پادشاہ محمدی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر غازی کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور خطیب کو  
 سر پر سونے چاندی کے پھول نچھاور کئے اور خلعت فاخرہ دیا اور سجد بنائی جو کاف  
 اور دو ہزار اشرفیوں اور نو ہزار روپیہ تازہ سکے عالمگیر کے نام کے اور اس کی لایٹ کے  
 تحفے حضور میں بھیجے۔ عرضہ داشت مع نذر فرمان کے جواب میں کمال سوجنیت و جود  
 ظاہر کر کے محمد شفیع کے ہاتھ روانہ کی اور محمد شفیع اور اس کی ہمراہیوں کی خدمت گاری لستہ کی

سبزین تبت میں اکثر ویرانہ اور لاجل دشت میں کہ گشت و کار کے قابل نہیں  
 اور اس سے محصول کچھ نہیں حاصل ہوتا لیکن طول میں سو بجا پور کے کوئی صوبہ سکونہیں ہوتا۔

جیسا بارہا جیسے کی راہ ہے اور عرض اسکا بعض جگہ کیا جاو بعض جگہ ڈیرھ جیسے کی  
 راہ ہے اور ہندوستان میں اسکی وسعت کی برابر کوئی صوبہ نہیں ہو لیکن محصول اس کا

اس قدر کم ہو کہ اور صوبوں کے ایک بڑے پر گئے جیسے اصل کی برابر ہے اور کوئی مکان  
 لا منفع اسکی برابر نہ ہوگا۔ اس لئے کسی پادشاہ و مان خطبہ سکے جاری کرنے کا حکم

نہیں کیا۔ ان دنوں میں حکم کے بموجب ہزارہ محمد معظم دکن سوا یا اور اپنا نو نہال معز  
 ہمراہ لایا۔ اسی سال میں شاہ جہان کا بھی انتقال ہوا۔ جسکا بیان طغر نامہ میں مفصل کہا گیا

ولایت رنجک جو عبارت ولایت ارکان سے ہے بجگاہ کی حد متصل  
 و مان ایک قوم گھر رہتی ہے وہ فرصت و موقع دیکھ کر نوارہ اور تو خانہ اور جیت

کو ساتھ لیکر سرحد بجگاہ پر آتے جو موضع کے سر راہ پر ملتے اُن کے رہنے والوں اور رعایا  
 کو ستانے۔ اگرچہ ان ندی اور دریاؤں کے کنارہ پر جنمیں انکی آمد و رفت ہوتی تھی

ولایت رنجک کے متعلق حکم کی فتح -

ہزار چھوٹے چھوٹے چٹ گام کی فتح کے لئے ان فرنگیوں کی استمالت مقدّمہ  
 ضروری تھی جو ان سکونت اور زمیندار رخگ سے موافقت رکھتے تھے انکو  
 خطوط و عدوئ کے لکھے گئے اور ان فرنگیوں کو دئے گئے جو ولایت بنگالہ میں  
 رہتے تھے۔ کہ وہ اپنی تحریروں کے ساتھ چانگام کے فرنگیوں پاس بھیج دیں۔  
 اتفاقاً ان نوشتوں میں سے چند کرام کبریٰ کے ہاتھ پڑ گئے جسکو زمیندار  
 رخگ نے سونڈپ لینے کے لئے بھیجا تھا اسنے ان نوشتوں کو زمیندار رخگ  
 پاس بھیج دیا۔ اسلئے فرنگیوں نے بے اعتماد ہو گیا۔ اسنے کرام کبریٰ کو لکھا۔ کہ  
 اس فریق کو مع غفلت چانگام سو رخگ کو بھیج دی۔ فرنگیوں کو جب اسکی اطلاع  
 ہو گئی تو وہ اہل رخگ سے مخالفت و محاربه پر تیار ہوئے اور انکی کشتیوں کو  
 جلا کر مع اپنے کل اتباع اور کشتیوں کے ولایت بنگالہ میں یا دشاہی ملازمت کے  
 لئے آئے۔ ۱۲ جمادی الآخرہ کو بچاس جلیہ فرنگی کہ توپ تفنگ اور تمام آلات جنگ  
 سے پر تھے اور چانگام کے فرنگیوں کا کل گروہ تھانہ نو اکھائی میں داخل ہوا۔  
 فرہاد خان تھانہ دار بہلوہ نے انکے چند سردار امیر الامراء پاس بھیجائے باقی کو اپنے  
 پاس رکھا۔ امیر الامراء نے انکی بڑی خاطر داری کی اور اسکو چانگام کی فتح کے لئے  
 تائید اہتمام کی سمجھا۔ امیر الامراء اپنے بیٹے بزرگ امید خان کو دو ہزار سوار اپنے نائبین  
 اور چند امراء منصبی روں کو اس جہم کے لئے مقرر کیا۔ اور ۲۷ مارچ مذکور کو  
 رخصت کیا۔ فرنگیان چٹ گام کا سرگروہ کپتان مور تھا وہ بھی اس جہم میں  
 شریک کیا گیا اور کمال پسر زمیندار سابق رخگ جو آزدہ ہو کر پادشاہ کی اطاعت  
 میں آیا تھا۔ وہ بھی اپنے قوم کی سرگروہی کا امیدوار ہو کر اس جہم میں شریک ہوا  
 یہ سارے لشکر چلے دیشمن سے ۲۷ رجب کو چانگام کے قریب لڑائی ہوئی۔  
 دوسری جانب میں بھی کچھ فرنگی آ گئے تھے۔ پادشاہ کی طرف کپتان مور تھا  
 خلاصہ یہ ہے کہ خوب لڑائیاں ہوئیں طرفین کے آدمی مارے گئے اور ولایت

نوارہ دیا کہ وہ باری باری سے سری پور میں دریا میں پھرا کریں۔ سری پور سے  
 عالمگیر گزرتا کہ وہ کا فاصلہ ہے اسپر لکھنا کی کہ میرات کے موسم میں آمد و رفت ہو  
 اور کوئل و رادوقہ کی راہ نہ بند ہو سو ندیپ کا زمیندار دلاور تھا وہ بظاہر بادشاہ  
 کی اطاعت کرتا تھا اور درپردہ اپنی مصالحت کار کے لئے قوم گھمبہ و اتفاق کھاتا  
 اسکو ابو الحسن نے لکھا کہ وہ رو آب پر نوارہ کی سیر میں متفق ہو جا۔ اس نے وعدہ کیا کہ میں  
 نوا کہانی میں عنقریب ملجاؤں گا۔ جب اس نے وعدہ پورا نہیں کیا تو وہ خود سو ندیپ کا  
 حازم ہوا جب وہ اس سرزمین میں نہ آیا تو دلاور جنگ سے پیش آیا۔ ابو الحسن اس کو مغلوب  
 کیا تو وہ اس جزیرہ کے قلعہ میں محصور ہوا لشکر شاہی قلعہ کو جبراً و قہراً لے لیا تو وہ  
 جنگل میں جا کر چھپا اور اپنے متفرق آدمیوں کو جمع کر کے سات آٹھ ہزار آدمیوں کی  
 جمعیت ساتھ ابو الحسن سے لڑا۔ دوزخ مٹھا کر جنگل میں بھاگا۔ بہت آدمی اسکے اوچھڑے  
 آدمی شاہی بنائے ہوئے اس نثار میں خزانہ کی رشک کا نوارہ آیا ہو۔ ابو الحسن اس آدمی نہ تھے کہ وہ اس  
 نوارہ سے لڑنے کو جاتا اور جزیرہ کی حفاظت کے لئے چھو جاتا۔ اس لئے وہ سب آدمیوں اور نوارہ  
 کو لیکر لڑنے کے لئے آبار خشک کی سپاہ جنگ میں مصالحت نہ دیکھی وہ اپنی نوارہ کو ایک  
 لے گئے۔ ابو الحسن بھی اپنی مصالحت دیکھ کر نوا کھانی میں آگیا۔ جب امیر الامراء کو اس کی خبر ہوئی تو  
 اس نے ابن حسین اور عتہ نوارہ اور اور امراء منصبداروں کو ایک ہزار پانسو آدمی نو جوان  
 کے اور چار سو سوار اپنے تابینوں کے ابو الحسن کی کمک کے لئے بھیجے اور وسط جمادی الثانی  
 میں ابو الحسن نے جا کر جزیرہ سو ندیپ کو فتح کر لیا۔ اور دریا کے کنارہ پر نئے قلعے مخالفوں نے  
 بنائے تھے۔ ان پر قبضہ کر لیا۔ دلاور کے بہت آدمی مارے گئے اسکا بیٹا شریف زخمی ہوا  
 دستگیر ہوا۔ دلاور جنگل میں ایک اپنی پناہ گاہ میں چلا گیا اسکے آدمی جو لوٹروں کی  
 طرح جنگل میں چھپے تھے۔ بادشاہی لشکر نے انکا شکار کیا اور دلاور کو مع اہل و عیال دستگیر  
 کیا اور بالوں سے آدمی اسکے مردوزن سنوز زمیندار کے ساتھ امیر الامراء، بابر مجید نے  
 جزیرہ کی مراست عبد اللہ لکھنوی پر اور رشید خان کے سپرد کی۔ دوسو سوار اور ایک ہزار

ترکمان خان کو یہ خدمت سپرد ہوئی کہ لشکر کے دائیں بائیں طرف دو در قلعوں  
 کے قریب دو منزل لشکر چلا تھا کہ پہلو خان کا پوتا ابو محمد جو عادل خان کے سرداروں  
 میں تھا اپنے آقا سے جدا ہو گیا اور راجہ سے آن ملا۔ اور شریک کار بلکہ ولایت بجا پور  
 کے فرمان روا اور بائیں دونوں کے ملا جان مال کے امتیصال کا رہنما بنا۔ بادشاہ کو  
 جب اس آجانے کا حال معلوم ہوا تو اسکو پہچانی چار ہزار سوار کا منصب عطا کیا وہ لشکر  
 کی جانب بئیں طرح مقرر ہوا خانی خان لکھتا ہے کہ لشکر کی موجودت سے معلوم ہوا  
 کہ بیس ہزار سوار قلعہ اور ۲۰ ہزار سوار موجود تھے، راجہ دی الاخر کو لشکر سے دس کوس پر  
 قلعہ میں (بھل تن) ولایت بجا پور کی سرحد پر تھا جتنا جی لشکر کے ساتھ اس کی فتح  
 کے لئے بھیجا گیا جب جتنا جی قلعہ کے نیچے آیا تو اہل قلعہ نے خوف کے غلبہ سے قلعہ خالی کر دیا  
 اور خود بھاگ گئے۔ راجہ نے ماروجی اور بہلا دجی کو قلعہ کی حراست سپرد کی۔ اگر کو  
 دریا بنیر اپر لشکر پہنچا یہاں سے قلعہ میں قریب تھا۔ راجہ اسکی سپرد کیا۔ حاجی خان  
 یہاں کا زمیندار اسکی خدمت میں آیا اور مورد عنایت ہوا۔ جتنا جی کو قلعہ کل مدیم  
 (مٹکل ویرہ) کی فتح کے لئے بھیجا وہ بجا پور سے ۱۶ کروہ جریبی پر تھا۔ اور سیوا جی نے  
 راجہ کے اشارہ سے سپاہ کو قلعہ ماتھورن (ماٹ ٹورا) کی فتح کے لئے بھیجا تھا۔ وہ  
 پلٹنے سے سات کروہ پر تھا آج اسکی جبرائی کہ اہل حصار کی استمالت کر کے لشکر جی  
 فرستادوں نے اسے لیلیا۔ اب لشکر شاہی کوچ کبوج آگے متوجہ ہوا۔ ہر فورہ اپنی  
 صفیں لڑائی کے لئے آراستہ رکھتا۔ آئین و قواعد کے ساتھ سفر کرتا۔ چند منزلیں طرکی میں  
 کہ خبر آئی قلعہ کیا وں کو جو ان حدود میں تھا لشکر شاہی کے خوف کے مارے اسکے آدمی  
 خالی چھوڑ کر بھاگ گئے۔ راجہ نے مسعود خان کو سیوا جی کے لشکر میں تیمن بندھو  
 کو ساتھ کر کے قلعہ کی حراست حوالہ کی۔ اور کوٹ لشکر کا مقام تھا کہ خبر آئی کہ جب جتنا جی  
 قلعہ مٹکل مدیم کے نیچے پہنچا تو اہل قلعہ نے اپنی تیمن لڑنے کی سکت نہ دیکھی۔ اور وہ  
 بھدور کو قلعہ کی حراست اور سرافراز خان کو مضافات کی فوجداری حوالہ کی گئی۔

قطعہ چانگام پادشاہی سیاہ نے فتح کر لیا چانگام جو زمیندار رخنگ کا چچا زاد بھائی تھا مع بیٹے اور خوشیوں اور تین سو بچاؤں دیوں کے گرفتار ہوا اور کیسٹیں کشتیاں اور ایک تین چار جہیں تو میں چھوٹی بڑی آہنی و برنجی اور انکے موافق تو خانہ کا اور صلح مع میں چھوٹے کے سرکار شاہی میں ضبط ہوا۔ سنگرام نگر کا نام عالمگیر نگر اور چانگام کا نام اسلام نگر رکھا گیا جس سرزمین میں لکھنؤ آباد ہے محمدی نہیں چمکا تھا آہینہ ذان دی گئی۔ بزرگ امید خان نے فتح نامہ مع قیدیوں کے حضور شاہی میں بھیجا اور مورد عنایت ہوا۔

### سوانح سال ہم جلوں سنہ

بادشاہ نے روح حسن میں نواب سیہ بیگ صاحبہ کے بارہ لاکھ روپیہ سالانہ پر تین لاکھ روپیہ اضافہ کیا اور دس ہزار اشرفی نقد محنت کین اشرفی کا بھانوسترہ روپیہ کا تھا اور شاہزادہ محمد منظم کو دو لاکھ روپیہ نقد دیئے اور ہزار سوار کا اضافہ کیا۔ اور اس طرح اور بادشاہ ہزار روپیوں کا اضافہ ہوا اور انکو نقد روپیہ عنایت ہوا۔

### ولایت بیجاپور کی تاخت تاراج و کینیوں کے لڑائیاں

ہم اس ہم کا حال غازی سے انجام تک تفصیل میں لکھتے ہیں۔

جب جب جی سنگھ سیوا جی کی ہم سے فارغ ہوا تو ۲۲ جمادی الاولی سال کنہشہ کو مع کل افواج اور دلیر خان و داؤد خان و راجہ کے سنگھ و قطب بن خان و سیوا جی قلعہ پور بندھنے کی طرف راہی ہوا۔ راجہ جیسنگھ پانہ ہزار سوار تھے وہ قول میں رہے سیوا جی پانہ ہزار سوار اور سات ہزار پیادے تھے۔ وہ قول کہتے چپ میں متعین ہو اور دلیر خان کو پہرا دل سپرد ہوا اور سات ہزار سوار اسکے ساتھ ہوئے۔ داؤد خان کو براغفار حوالہ ہوا۔ چہ ہزار سوار اسکی ہمراہی کے لئے مقرر ہوئے۔ راجہ رائی سنگھ سیو دیہ کو براغفار سپرد ہوا۔ چہ ہزار سوار سے زیادہ اسکو سپرد ہوئے۔ قطب اللہ خان کو چند اول کی کیرت سنگھ کو التمش کی اور فتح جنگ خان کو طرح کی اور قباد خان کو قراولی کی سرداری ملی شہسوار خان کو

میں مصلحت نہ جانی۔ سپاہ اپنی لشکر گاہ میں آئی۔ جب کینوں کو لشکر کی معاونت کی خبر  
 ہوئی تو وہ فزاکو چھوڑ کر لشکر شاہی کے دوطرف نمودار ہوئے اور شوخی کر کے لشکر شاہی  
 پر بان مارنے شروع کئے۔ جب لشکر شاہی ان پر حملہ کرتا تو وہ ہوا ہوا جاتے تھے۔ اس  
 بعد انکو شوخی کرنے لگے۔ سیوا جی فوج کے ساتھ مینا جی چند اول میں آتا تھا کہ غنیمتے اس پر  
 حملہ کیا اور ایک جمع کثیر نے اس پر ہجوم کیا۔ مینا جی انکی مدافعت میں مشغول ہوا۔  
 کیرت سنگھ و فتح جنگ خان نے مدد کر کے ترددات شاکتہ کئے اور مخالفوں کو بھگا دیا۔  
 جادون کھانی بندوق کی گولی سو مارا گیا۔ پھر غنیم نے راجہ رائ سنگھ پر حملہ کیا۔ قطب الدین  
 و کیرت سنگھ نے اسکی کمک کی اور دشمنوں کا منہ پھیر دیا۔ اس سبب میں ادیت سنگھ قلعہ دار  
 سنگھ سیدھ کی تحریر سے معلوم ہوا کہ فتح سے پہلے غنیم کی فوج جو قریب جہینہ پور  
 مقیم تھی وہ قصبہ گل سیدھ پر حملہ آور ہوئی اور دروازہ قلعہ کے سامنے صفت کھڑی ہوئی  
 راجہ جینگ نے سرفراز خان فوجدار کو احتیاط اور پیش بینی نصیحت کر دی تھی کہ اگر غنیم کا  
 پڑاؤ کر سامنے آئے تو اسکی مدافعت کے لئے پیکار نہ کرنا اور قلعہ میں چلے نا مگر اس نے اس  
 نصیحت پر عمل نہ کیا۔ دشمن سولہ۔ اپنی اور اپنے چند ہمراہیوں کی جان کھوئی اور اسی دن  
 اور ہاتھیوں کو زخمی کیا۔ اس واقعہ سے اسکے بیٹے اور باقی سپاہ اور باقی صلاح اندہ  
 سے قلعہ میں چلے آئے۔ حصار کے دروازہ تک دشمن آئے۔ سبج و بارہ سے تیر و تفسا ان پر سے  
 آخر کو وہ قلعہ کی پچھو بھاگ گئے۔ راجہ نے ایک مقام پر کے ۲۹ کو کوچ کیا۔ غرہ جب کو  
 خبرداروں نے خبر دی کہ غنیم کی ایک فوج نمودار ہوئی ہے راجہ نے مقتصد علی شہت  
 کو سیم قراولی خبر کی شخص کے لئے بھیجا اس نے واپس آنکو خبر دی کہ دشمن بہت تیز چلا آ رہا ہے  
 راجہ قتاد خان و آتش خان داروغہ توپ خانہ کو بنگاہ کی محافظت کے لئے بھیجا۔  
 راجہ رائ سنگھ اور قطب الدین خان کو مقرر کیا کہ اپنی سپاہ کو لیکر لشکر گاہ سے باہر کھڑے ہوں  
 خبر داری کریں۔ اور راجہ خود سپاہ لیکر دشمن کو لڑنے کو روانہ ہوا۔ آدھ کو سگیا ہوگا  
 کہ غنیم ابو محمد سپہ پسر و شہزادہ جدوی وغیرہ بھول و خواص خان لشکر عظیم کے ساتھ چلے

راجہ اس سوار حصار کو دیکھ کر گھبرا گیا۔ یہ قلعہ نیرا پرانا سنگ و لکڑی کا بنا ہوا ہے۔ ایک کتب  
 بہنیر اور دس بنورک اور تین سو بان اس میں تھے۔ راجہ تو بے انداز اور باغیاں مقرر  
 کر کے بندوبست کیا اور غلہ ذخیرہ کے واسطے بھیجا۔ خلاصہ یہ کہ قلعہ بیجا پور کا جو قلعہ نظر آتا  
 تھا وہ سرسواری یا چند دنوں کے محاصرہ کے بعد فتح ہو جاتا تھا۔ قلعہ گیری میں  
 سیوا جی اور نیتا جی بحریہ کار کا مکمل عیار شمار کئے جاتے تھے۔ ۲۵ کو اننا سفر میں شمنوں  
 کا قراول دور نمودار ہوا۔ رات کو آنکھ اٹھ کر لشکر شاہی پر چند بان مارے لشکر شاہی  
 نے اسکی مدافعت میں کوشش کی۔ مخبروں نے خبر دی کہ بیچ گوس پر غنیم کا بڑا لشکر ٹہرا  
 ہے۔ تو راجہ نے مقام کیا اور دلیر خان راجہ راجہ سنگھ و قطب الدین خان و قباد خان و  
 کیرت سنگھ و فتح جنگ خان و ابوالفتح و سیوا جی کو دشمن کی تہذیب و تادیب کے لئے بھیجا تو  
 غنیم اس لشکر کی روانگی کی خبر سن کر حیرت بنا۔ فوج شاہی کو وہ لشکر نہ ملا۔ اسکی  
 جگہ خالی پائی۔ جب وہ اس کے سراخ میں لگے چلا تو بارہ ہزار کے قریب لشکر غنیم سامنے آیا  
 جس کے سردار شرزہ خان مہدومی اور ابوالفتح نیرا پورچہ سردار خاص خان جادون ہا  
 کلپانی و انکوئی بھوسلہ تھے۔ دلیر خان و راجہ سنگھ و کیرت سنگھ ان پر لشکر لے کر دوڑے  
 لشکر شاہی کے سامنے ان کے پاؤں نہ جھکے۔ عرصہ نبرد سے بھاگ گئے اپنی عادت کے  
 موافق فراقی اور حیلہ وری کی جستجو میں ہوئے۔ وہ متفرق ہو کر جاہ فوجوں میں منقسم ہوئے  
 ایک جوق مہینہ کی سمت میں اور ایک فٹون بصرہ کی طرف ایک فراقی قول کے پیچھے آیا۔  
 ایک جماعت کی فوج قراول سے لڑائی ہوئی اور فوجوں میں بھی خوب دواخورد ہوئی۔  
 دشمن کو قرار نہ ہوا فرار کیا۔ اس لڑائی میں یاقوت جی جو غنیم کا عمدہ سردار تھا ہلاک  
 ہوا۔ اور پندرہ اور زمامی آجی سے گئے اور علم و چتر و اسب و ہتھیار بہت کشتوں سے  
 لشکر شاہی کے ہاتھ آئے۔ دلیر خان اور اور بہادر وں نے بھی دشمنوں پر حملہ کیا۔  
 اور انکو مارا۔ دلیر خان بڑی بہادری سے لڑا اور اس نے دشمنوں کو متفرق و بے لگبدم  
 کر دیا۔ لڑنے لڑتے شام ہو گئی لشکر شاہی نے چہہ کر وہ مسافت کی تھی اس کو قطعاً



اس کے مقرر کیا تھا اور دکنیوں کی ایک جماعت کو دست چپ میں اور ایک مرہ قلعہ جزیری  
اور کبھی کے استہام کے لئے مقرر کیا تھا۔ باری باری سے یہ جماعتیں الگ الگ کی خبر دے گئے  
باقی تھیں ایک ن جادون راسا وراورد کنی آئین مہو کے موافق دست چپ کو ہاتھ  
انھوں نے خبر بھی کہ غنیم کا غول نمایاں ہوا۔ راجہ کے اشارہ قطب الدین خان برائے  
اس طرف دوڑ گئے۔ دو کوس چل کر قراول غنیم سے آنا سامنا ہوا اسی طرح چند باں مارے  
شام تک یقین ایک دوسری برابر کھڑی رہے۔ جب بات ہوئی تو لشکر شاہی نے معاملہ  
کی بائیس پھرتے ہی مخالفوں نے جسارت و خیرگی کی۔ جو قہر تو لشکر شاہی کے طرف آئی  
لشکر شاہی نے انکی مدافعت کے لئے باگ موڑی۔ اول ایک جماعت بابا جی بھوسلا و شیر نہ  
راو اور اور دکنیوں کے جو راجہ رائے نگہ کے دائیں طرف تھی مقابلہ میں آئی راجہ مذکور نے  
دوسری اور دلاوری سے دشمنوں پر حملہ کیا۔ ورنہ ہٹا دیا۔ ایک گروہ قطب الدین خان کی  
فوج کی طرف رخ کیا۔ راجہ جہنگ نے اسکی کمک کے لئے دلیر خان داؤد خان کو کہت  
گوہر اند کیا اور خود فوج قہر کے ساتھ آدھ کار و مستحق پکا راسرہ گاہ سے باہر کھڑا  
انتظار کر رہا تھا تا مبرودہ ہا، مذکور قطب الدین وغیرہ سے راہ ہی میں ملے وہ دشمن کو ہر میت  
دے کر اپنے لشکر کو واپس لے لیا تھا۔ چونکہ قلعہ بیجا پور کا محاصرہ لشکر شاہی کی مد نظر تھا۔  
اس لئے وہ تو چاہتے تھے جو اس حصہ میں کے لائق ہوا اور اوراد و است قلعہ کشانی سمیت  
لائے تھے۔ ولایت شاہی کی سرحد سے لشکر قلعہ بیجا پور تک ملک کو افواج شاہی بہت  
و تاراج کیا۔ قلعہ کی نواحی و مضامات میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا مخالفوں  
مالا بون کو توڑا اور قلعہ کے اطراف میں کنوؤں اور بایوں کو خاک سے بھر اس نواحی میں  
کوئی اثر آج آبادانی کا نہیں چھوڑا تھا۔ بانی کی قلت تو تھی لشکر میں غلہ و ادوقہ بھی  
کسا ہو ہوا۔ اس لئے راجہ اور تمام خیر اندیش دولتمند ہوں صلاح دولت و مقصد  
چاہا کہ دشمن اس لشکر کی تادیب و تعاقب کرے جسے ملک شاہی میں انکراف و مجاہد  
نہم رجب کو لشکر شاہی نے نواحی بیجا پور سے قلعہ کل سیدہ کی طرف کوچ کر کوچ کیا

آ رہے ہیں۔ ایک فوج نکالے اور پیچھے ہی جب نزدیک آئے تو اپنی رسم و آئین کے موافق ایک جنگ  
میں کو اور دوسرا فریق ببار کو متفرق ہوا۔ طرفین سے بان متفنگ کی جنگ شروع ہوئی۔ راجہ نے  
سب ف سرداروں کو لڑنے کے لیے بھیجا۔ دشمن اپنی عادت مہود موافق روی گردان ہوئی۔ سب  
کارزار کے پیش رو ان کے لعاقب میں پہنچے تو راہ گزیرانیرنگ ہوئی۔ حکم ضرورت انہوں نے بال بڑی  
اور شیر کی جنگ شروع کی۔ ہوا آدمی ان کے مارے گئے اور بہت سے مجروح ہوئے۔ راجہ کے  
رجپوت بھی زخمی و کشتہ ہوئے۔ آخر کار دکنی فرار ہوئی۔ لشکر شاہی نے تین کروہ تک کا لٹا  
کیا۔ داؤد خان کے مقابل میں جو فوج غنیم آئی۔ اُس پر غالب ہوا۔ راجہ جہان سنگا کیرا  
تھا اس نے ترددات نمایاں کئے۔ دلیر خان دست چپ کی فوج پر حملہ کیا تھا۔ جہان سنگا لٹا  
کے قریب پہنچا تو قریب تھا کہ کفننگ تیر کی کارزار سے نیزہ و شمشیر کی سپکا شروع ہوئے۔ غنیم  
مقابلہ سے بھاگ گیا۔ دوم رجپوت بیجا پور سے پانچ کوس پر لشکر شاہی کی منزل ہوئی۔  
سات روز یہاں قیام ہوا۔ عادل خان نے بیجا پور کے قلعہ میں جو مسانت و حصانت و  
وسعت و حصانت میں شہرہ روزگار ہے بہت سے محافظ مقرر کئے اور اس کو آلات و  
قلعہ داری کے احکام نام دیا۔ ہوا و تھری آدمیوں اور سابق محافظوں کے تیس ہزار  
کرنا کی فراہم کر کے قلعہ میں داخل کیا اور نو برس پورا و شاہ پور کے تالاب کو خالی کیا۔  
قلعہ کے گرد سب کنوؤں باولیوں کو زقوم و خاک سے بھر دیا۔ خواص لشکر شاہی کو خوشی  
تحریب کرنی چاہی تھی وہ خود اس نے کی۔ حکام بیجا پور کی رسم و آئین کے موافق وہ خود  
تو حصن حصین میں ہو بیٹھا اور اپنے سب سرداروں اور فوج کو باہر بھجوا کر لشکر شاہی کی  
دفاعت و مقاومت کے لئے مامور کیا۔ عادل خان کا اشارہ سے شہرہ مہدوی و مہدی  
و عزیز اور خداور اسکے لشکر کے سردار و لایت بادشاہی میں آئے اور شورش و فساد انہوں  
مجا یا کہ اگر لشکر شاہی کا ارادہ قلعہ کے محاصرہ و تسخیر کا ہو تو اس خبر سے وہ متزلزل ہو کر  
محاصرہ سے ہٹا اٹھا۔ اور قلعہ کے نیچے سے چلا جائے اور عادل خان کا رشتہ قلعہ  
کے نواحی میں تھا۔ منزل مذکور میں راجہ نے کچھ مغلوں کو دست راست میں اور کچھ لشکر کے

نیچے جا کر او آخر شب میں اپنی سپاہ سے اسپر لویش کی محصورین بھی خبردار اور آمادہ پیکار تھے  
 سخت لڑائی ہوئی مگر کچھ کام نہ بنا۔ وہاں سے یو اچی اپنے قلعہ کھلیتہ میں چلا گیا جو قلعہ  
 پینالہ سے بیس کروہ پر تھا۔ اسکا لشکر نیتا بھی جدا ہو کر مخالفوں سے جا ملا ۲۶ کروہ کو  
 لشکر شاہی موضع لوہری میں آیا جو اعمال پر نیدہ سے تھا اور ایک نالہ کے کنارہ پر  
 لشکر کی منزل ہوئی۔ اس نالہ سے گذر کے دلیر خان و داؤد خان کی فوجوں کے درمیان  
 راجہ کھڑا تھا کہ غنیم کے لشکر بزرگ جن سات ہزار سوار جدا ہو کر راجہ اور داؤد خان  
 کے سامنے صف آرا ہوئے اور باقی دلیر خان کی طرف گئے۔ صبح کو راجہ نے کیرت  
 کو فوج آتش اور فتح جنگ خان کو لشکر طرح کے ساتھ دلیر خان کی امداد کو بھیجا۔ تھوڑی دیر  
 میں سات ہزار سوار جو راجہ اور داؤد خان کی برابر کھڑے تھے وہ بھی دلیر خان  
 کی طرف وڑے اور اسپر ہجوم کیا۔ یہ حال دیکھ کر راجہ بھی قول کی سپاہ لیکر خان  
 مذکور سے جا ملا۔ ایک بھر دن باقی تھا کہ دلیر خان کی فوج سے لڑائی شروع ہوئی  
 دلیر خان نے اپنی بہادری سے ہر دفعہ دشمن کا منہ پھیر دیا اور مغلوب کیا تو وہ سارے  
 بھاگ کر راجہ اور داؤد سے لڑنے گئے۔ ایک سخت لڑائی ہوئی لشکر شاہی میں ہزار  
 کے ۲۰ زخم لگاؤ وہ اپنے ہمراہیوں سمیت مارا گیا اور نامور راجہ بھی زخمی ہوئے  
 و کینوں نے بری کوشش و آؤیرش کی۔ مگر آخر کو ناکام رہے اور بھاگ گئے لشکر شاہی  
 نے دس کروہ تک اسکا تعاقب کیا۔ اس لڑائی میں ایک سو نو آدمی پادشاہی  
 لشکر کے کشتہ اور ڈھائی سو آدمی زخمی ہوئے گھوڑے بہت مرے اور زخمی  
 ہو کر دشمن کے چار سو آدمی مجروح و مقتول ہوئے اور خواص خان و شہباز خان و غلام خان  
 زخمی ہوئے لشکر شاہی میں نزلین طو کر کے غرہ شہان کو قلعہ پر نیدہ سے آٹھ کروہ پر کیا  
 اور بمقتضا صحت یہاں جو میں فر قیام کیا۔ متواتر یہ خبر آئی کہ قطب الملک حاد خان نے  
 مستفیق ہوا۔ چار ہزار سوار اور دس ہزار سپاہی اپنے سردار شہزادہ کے ہمراہ پہلے بھیج دیے تھے  
 اپنے خواجہ سرانیکا نام خان کی ہمراہ چہ ہزار سوار اور پچیس ہزار سپاہی سے اس کی

۵۱ کو دریا بھجیو کے کنارہ پر لٹک گیا۔ اس دن راجہ جی صاحب اسرہ گاہ میں بھیجا تو ان  
 بطریق مہو مصفاستہ کھڑا تھا لیکر غنیم بطریق مہو چند اول کے عقب میں آتا تھا وہ نہیں  
 یسا بن نہو دار ہوا۔ ایک فریق نے دلیر خان کی طرف رخ کیا اور دوسری فریق نے داؤد خان  
 کی طرف اور لنگشون راجہ سیمان سنگھ سے مقابلہ کیا سب جگہ لٹک رہا ہی تو مخالف نے  
 ہزیمت اٹھائی اکثر اوقات دشمن فرصت میں اہل کہی پر دست اندازی کرتے تھے۔  
 لٹک رہا ہی انکو سزا دیتا تھا۔ ان دنوں میں راجہ جی سنگھ نے سیو اچی کو قلعہ بنالہ کی طرف  
 تعین کیا تاکہ مخالف مذہب ہو کر کچھ اس طرف مشغول ہوں۔ اور اگ ہو سکے تو قلعہ کو منہ کرے  
 یہ معلوم ہوا کہ شہزہ مہدوی اور سردار جو ملک شاہی میں داخل ہوئے تھے وہ بنیرہ بھول اور  
 ابوالحمد سے ملحق ہوئے ہیں پر بنیرہ کی جانب سے خبروں کے خبر دی کہ سکندر سردار فتح جنگ خان  
 وہاں سے لٹک رہا ہی کا عازم ہوا تھا۔ وہ پر بنیرہ سے جا کر وہ بچے آتا تھا کہ شہزہ مہدوی  
 اور افواج غنیم نے خبر پا کر اسکو پیغام دیا کہ مجھے ملاقی ہو اس نے بقصد اصدق جو دیت  
 و سوغ عقیدت جواب دیا کہ ہماری تمہاری ملاقات کا محل میدان نبرد و عرصہ  
 کارزار ہے۔ دشمن کے چہرہ ہزاروں کے اسے گھیر لیا اسکے ساتھ سو سوار تھے اور  
 ساتھ سوار اور تھے غرض وہ بڑی بہادری سے لڑ کر مارا گیا اسکا بیٹا زخمی ہوا اسکو  
 خون نے میدان جنگ سے اٹھا کر شولا پور بھیج دیا راجہ نے انکے دفع کی تدبیر کے لئے چند  
 قیام کیا۔ دیانت رائے کہ عادل خان کے معتمدوں میں علاؤہ اسکی جانب سے راجہ باجس  
 پیغام لایا۔ جو مرہم اعتذار و اظہار عجز و مذمت پر مبنی تھا کچھ مرصعہ آلات بھی راجہ کو  
 دیئے۔ عبد الغفر خان بخاری کو مشکلیہ ہمد کی قلعہ داری پر مقرر کیا تھا اور دوشنگ  
 قلعہ دار سابق کو بھی اسکی ہمراہی میں تعین کیا اس حصار کے حفظ و حراست کا شالستہ  
 سامان تیار کیا اور یہ تجویز کیا کہ افواج کے ساتھ خود شولا پور اور پر بنیرہ کے درمیان  
 قیام کرے اور وہاں احوال و اتصالات کی تخفیف کر کے سکبار ہو اور ولایت بجا پور کو  
 دوبارہ جائے۔ ۲۴ کو دریا سے پار سفر کیا معلوم ہوا کہ سیو اچی نے قلعہ بنالہ کے

قطعہ مٹی کا تھا اور اس میں معاندین کی ایک جماعت تھی۔ غالب خان و زرارہ جی انکو دیکھ کر  
 اسکے نیچے تو خانہ لے کر گئے۔ اہل قطعہ پناہ مانگ کر باہر چلے گئے۔ اس میں ایک سپاہی  
 اور دوسور عیا بھی شہزادہ کو اسکی حراست سپرد ہوئی۔ ۷ رمضان ۹ جلوس بجا پور میں  
 لشکر شاہی آیا۔ یہاں کوئی خبر معلوم ہوا کہ نبیرہ بہلول اور سپاہیوں ۲۸ شعبان ۱۰ قطعہ کلیان  
 کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ اہل قطعہ نے ان پر توپیں تفنگ چلا کر ساٹھ آدمی اسکے مار ڈالے۔  
 بہت آدمیوں کو مجروح کیا نبیرہ بہلول نا کام قطعہ سے طغر آباد کی طرف چلا گیا۔  
 راجہ نے تلجا پور سے کوچ کیا ۸ کو تھلارک سے چار کوس پر آیا اور دوسری رات  
 قطعہ کھجور کی طرف کوچ کیا یہاں پہلے سے ستنگ لے کر اس قطعہ کی فتح کرنے کے لئے  
 بھیجا تھا۔ اہل قطعہ نے اسکا مقابلہ کیا اور اسکے ایک تھ کو زخمی کیا۔ مگر اسنے بہت  
 آدمیوں کو زخمی کیا کہ کہہ کے قطعہ اور قصبہ لیا۔ راجہ کے اشارہ سے یہ قطعہ منہدم کیا  
 گیا۔ ۲۱ کو سیلنگ میں لشکر آیا۔ یہاں ایک مٹی کا قلعہ نہایت مضبوط تھا۔  
 اسکی فتح کے لئے غالب خان و زرارہ جی وغیرہ بھیجے۔ وہاں چند روز اقامت کا  
 اتفاق ہوا اور قطعہ کے محصوروں نے حصار عافیت کو تنگ خضادیکھ کر ان مانگی  
 قطعہ لشکر شاہی کے تصرف میں آیا راجہ سلیمان بجا پور یہاں کا قلعہ دار مقرر ہوا  
 راجہ جینگ نے بمقتضا مصلحت و کاراگہی میناجی کی تالیف قلب کر کے اسکو اپنے پاس  
 بلا لیا۔ دشمنوں سے اسکے ملنے کا حال پہلے لکھا جا چکا ہے سیوا جی بادشاہ کے  
 پاس جانا چاہتا تھا۔ راجہ نے بادشاہ کو اس باب میں لکھا تھا۔ بادشاہ نے سیوا جی  
 سے نام فرمان لکھا کہ وہ تہا قد مبسو سی کے لئے حاضر ہو۔ وہ مع اپنے بیٹے سبھا کے  
 بادشاہ پاس واپس ہوا۔ جب مفصل حال آگے پڑھو گے۔  
 سیلنگ سے آگے و کر وہ بر اہل کجی کی حراست دی جی کرنا تھا کہ شہزادہ مجددی دہلی کی  
 گھیر کر مار ڈالا۔ اور بہتم راؤ زخمی ہوا۔ اسکو دشمن اٹھا کر لے گئے۔ سید بھجان و  
 بونٹ رائے بھی زخمی ہو کر مر گئے۔

امداد اور معاونت کے لئے بھیجے رختی خان لکھتا ہے کہ یہ خواجہ سہرا ایران کے امرا  
 میں سے تھا۔ شاہ عباس نے شہر اسکے عالم بخیری میں ایک لڑائی کو بخش کر اسکے گھر بھجوا دیا۔ یہ  
 پادشاہ کے غضب سے بچنے کے لئے اپنے بیٹے خشتی بنایا اور اپنے ہاتھ سے معیوب  
 ہوا۔ شاہ ایران کی بدظنی کے غلبہ سے محفوظ رہنے کے لئے وہ دکن میں آیا اور قلعہ الملک  
 کا مقرب ہوا۔ اسکی فوج بیجا پور سے چہلہ کروہ برٹھیری اور وہ خود دلخا  
 پاس گیا۔

مسعود خان قلعہ دار کہاؤن کی تحریر سے معلوم ہوا کہ غنیم کے سرداروں میں سے  
 سیدی جوہر نے آٹن کر قلعہ کا محاصرہ کیا تھا اتفاقاً اسکے ایک لہ لگا تو وہ مر گیا  
 اور اسکے رفیق متفرق ہو گئے۔ آٹھویں ماہ مذکور کو۔ او دو شنگہ بدھوریہ کا نوشتہ  
 قلعہ مثل سیدیہ سے آیا کہ غنیم کی فوج عظیم نے قلعہ کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ اسلئے راجہ نے  
 داؤد خان اور راجہ رائ سنگہ و قلعہ بن خان کو بھیجا کہ وہ دشمنوں کو قلعہ کے نیچے پہنچان  
 واکو خبر آئی کہ دشمنوں نے اس لشکر کی خبر سن کر قلعہ کا محاصرہ چھوڑ دیا اور مان سے چلے  
 آئے ظفر آباد و کلپانی و اوسر واد و گیر کے نوشتوں سے معلوم ہوا کہ شیرہ بھولی  
 نے ملک پادشاہی میں آنکر ہل چل ڈال رکھی۔ نیتا جی نے جو سیوا جی سے جدا ہو کر  
 دشمن کا ملا تھا بڑا فساد برپا کیا ہے۔ لشکر شاہی نے ۲۰ کو نواحی پر نیدہ سے  
 کوچ کیا۔ دھاراسیہ میں دبیجا پور کی راہ سے روانہ ہو گئے کہ دوبارہ ولایت  
 غنیم میں آنکر جعفر بھگن ہوا اسکی تخریب میں کوشش کریں و رشکر مخالف کی تنبیہ  
 ماریب کریں ماروجی بسونت رائے قلعہ چیل تن میں تھا اسکی تحریر سے معلوم ہوا  
 کہ قلعہ مذکور میں بانی بہت کم ہے اگر محاصرہ کا اتفاق ہو گا تو پانی کی قلت  
 سبب محصور تنگ ہونگے راجہ نے مقتضائے وقت پھلن کو سیوا جی کے خوش مہداجی کو جاگیر  
 میں دیدیا۔ وہ پادشاہ کے ملازموں میں تھا اور اسکو دمان بھیج دیا اور سورج  
 کو اپنے پاس بلالیا۔ موضع دوہو کی میں جو اعمال بیجا پور میں سے تھا۔ ایک چھوٹا

سات ہزار سوار صف آرا ہوئے اور نیرہ ہیلول و انگوئی بھوسلہ دیا کچی کھوپڑہ اور  
بیجا پوری میٹھے و شرزہ حیدر آبادی بڑی فوج لیکر دلیر خان کے مقابل ہوئے۔  
اس بہادر نے تو بھانہ کو چھوڑا اور نزدیکیا کر تلوار اور سنان سے لڑنا شروع کیا سخت  
جنگ ہوئی دشمنوں کا مقابلہ سے متنبہ نہیں کیا۔ بڑے بڑے نامور سردار زخمی ہوئے  
دلیر خان اور راجہ جیسا نے مردانہ کوشش کر کے دشمنوں کو بھگایا اور سات کو تک  
تقاب کیا۔ پالکی اور چھتری اور بہت سے اونٹ جو شہ اور زرہ و بان اور  
اور ہتیاروں سے لے ہوئے پادشاہی لشکر کو ہاتھ لگے ایسی ہی طلبتین  
اور داؤد خان کو فتح چاہی ہوئی۔ لڑتے لڑتے شام ہو گئی تو میدان جنگ سو خیمیں  
اپنے مقام میں آئیں۔ جن کے بعض بڑی نامی سردار اور پانچ سو آدمی کشتہ ہوئے اور  
ہزار آدمی قریب خیمے ہوئے لشکر شاہی میں سے ایک سو پچیس آدمیوں کی جان گئی  
سات سو چورانو آدمی زخمی ہوئے۔ پندرہویں ماہ مذکور کو لشکر باخترہ کے کراہ  
پر آیا۔ جو دھار و فتح آباد سے دس کروہ پر تھا۔ چونکہ مخالف ایک جگہ نہیں پھرتے  
تھے۔ اور اہل دکن کا دستور ہے کہ وہ فراقانہ جنگ اور فرصت میں آویزش کرتے  
ہیں جب مغلوب ہوتے ہیں سکباری کی دستیاری اور باد رفتار گھوڑوں کی پائے  
مردمی سے وادی فرار کی مرحلہ پائی ہوئی ہے۔ پھر قابو دیکھ کر لڑنے کے لئے کھڑی  
ہو جائیں لشکر شاہی بہ سبب گرانباری اور سنگینی اردو کے دکنیوں کے تقاب میں  
مسافت بعید نہیں کر سکتا تھا اسلئے راجہ کی رائے میں یہ آیا کہ لشکر کو سکبار کر کے  
دشمنوں سے لڑنے اور انکی تنبیہ و تادیب ایسی کرے کہ پھر انکو ستیز آور نہ کی جرات نہ ہو  
اس ارادہ سے وہ جریدہ ہوا اور ایک ہفتا خیمہ لیا اور کل سرداروں کو حکم دیا کہ  
وہ بھی اسی طرح سکبار ہوں اور کل حال انتقال کو فتح آباد (دھار و) میں بھیجیں  
بیرم دیو سودیہ و جگت سنگھ صاڈہ اور کھیو جی کو دو ہزار پانچ آدمیوں  
ساتھ بنہ وار دو کی حفاظت کے لئے مقرر کیا۔ ۲۲ ذیقعد کو اس نے آب بخیرہ سے

ابوالقاسم سپہ قبا د خان کے لشکر سے بھی لڑائی ہوئی اس میں اس آدمی کو کم تھے دلیر خان اسکی مدد کو  
گیا اس نے ڈیرہ سون کے قریب لشکر شاہی کے سپاہی مردہ دیکھو۔ انکو اٹھوا کے مسلمانوں کو زیر زمین  
داہا۔ اور ہندوؤں کو جلا یا۔ راجہ راتنگ بھی کمک کو گیا۔ دشمنوں کو فرار کیا۔ ۵۰ سوال کو  
لشکر نیلنگہ سے اور سرگروانہ ہوا۔ دشمن اپنی فوج کے زمین چھو کئے تھے۔ ایک کاسر دیشتر  
جہڑی تھا اور دوسرا کار فرما خواص خان جشی عسری کاسر دارنیر ہلہول تھا خبر آئی  
کہ شترہ خان فوج لیکر اہل کھی پر حملہ آور ہوا اور کچھ اونٹ لے گیا۔ باقی دونوں  
داؤد خان و قطب بن خان کے مقابل ہوئیں راجہ نے یہ خبر سنکر دلیر خان کمک  
لے بھجیا اسنے جا کر مخالفوں کو متفرق کر دیا اور آگے بڑھا۔ لشکر میں داؤد خان و  
قطب لدین نے دواب کھی کو سالم روانہ کیا اور جمعیت خاطر سے لڑائی شروع کی۔  
اور بہت دشمنوں کو مارا۔ جب دشمنوں کی کمک کو اور فوج آگئی تو دلیر خان بھی  
سے اتر ا اور گھوڑے پر سوار ہوا۔ دشمنوں کو دو کوس بھگانا اور مارتا ہوا چلا گیا۔  
راجہ جینگہ خود سوار ہو کر زرنگاہ میں آیا۔ دشمن کی سپاہ اس سے لڑنے آئی۔  
سب طرف مخالف قابو ڈھونڈتے تھے اور جرات کرتے تھے۔ کھی کی فوج اڑ پڑا  
کو کمتر بلا آفت لشکر شاہی میں پہنچنے دیتے تھے۔ لشکر شاہی انکو ب جانوں میں ہرایا  
اور بھگایا۔ اور فتح میں فتح پا کر اپنے لشکر گاہ میں آتی تھیں۔ اس فتح میں دوسو  
سپاہیوں نے فدا جان کھو یا اور چار سو بیٹھے آدمی زخمی ہوئے۔ اور ان سے دو چنڈ آدمی  
لشکر مخالف میں مجروح و مقتول ہوئے۔ الباس مہدوی مخاطب شترہ خان جو  
اہل دکن کا کلم دلا اور فزون سرداری اور سپاہگری میں ماہر تھا گولی اور تیر سے  
زخمی ہوا اور اسکا چھوٹا بیٹا بھی زخمی ہوا کہتے ہیں کہ اس ویرش میں گول کٹڑہ اور  
بیجا پور کی سپاہ بامیں ہزار تھی۔ چند روز بعد سدوم دیقہہ کو .....  
آب نیرا کی اس طرف دشمنوں کے تین ہزار کے قریب لشکر نے لشکر شاہی پر حملہ کیا اور کچھ  
ادیسوں اور دواب کھی آسیب پہنچایا۔ داؤد خان و قطب بن خان نے دشمن



اوسکے سامان اسباب و رولوازم حراست اس مرتبہ پر نہ تھے کہ جب لشکر ان حدود سے  
 چلا جائے تو وہ دشمنوں کے تعرض سے بھڑک رہے۔ اسلئے وہاں بباروت مسکالا  
 اور غلہ جتنا آسکا تھا وہ مسکالا۔ باقی کو آگ لگائی اور بیلداروں کے قطعہ کے کنگروں  
 کو ڈھوا دیا۔ راجہ مع لشکر کے درجہ دی الاخرہ کو اورنگ آباد میں آگیا اس میں ہم  
 خلاصہ یہ ہے کہ اورنگزیب یسین کامیاب بنیں ہوا لشکر شاہی بڑے وز کی راہ کو  
 دو چھینے میں طے کر کے بیجا پور سے پانچ کوس پر پہنچا۔ یہاں سات روز سے زیادہ  
 نہ ٹھہر سکا۔ ملک کو تاخت تار لے کر نے لگا لڑا کیا ان ہوئیں کیا کیا سرداروں کے  
 سر صحرا میں غلطان ہوئے اور کیا کیا صفدرون کے تن زر نگاہ میں زارغ وزغن کے  
 طعنے بنے لڑائی کا دن کوئی ایسا نہ ہوتا تھا کہ طرفین کے سود و سونا م و نشان و  
 آدمی نہ تیغ و ہدف تیر و گولہ و توپ و تفنگ ہوتے ہوں بعض ایام میں دو تین روز  
 تک لشکر پر خواب و خور حرام ہوتا۔ نہ گھوڑوں کی پیٹھ سے زین اور زین سے سوار جدا  
 ہوتے۔ سوار اس کشت و خون اور ملک کی ہربادی کے کوئی نتیجہ نہ ہوا۔  
 سیوا جی کے تردد اور منصوبہ بازی سے چند قلعے لشکر شاہی کو ہاتھ لگے اس  
 جہم میں سیوا جی کے افواج نے ایسی اپنی جان نثاریاں دکھائیں کہ بادشاہ نے وضع  
 اس پائے خوشنودی کا فرمان بھیجا۔ ایک ماہ میں اسکی بڑی تعریف لکھی دو سرکین بہت  
 وعدہ کئے اور لکھا کہ دلی میں آؤ۔ ملاقات کے بعد دکن کی اجازت دی جا سکے گی۔ اچھننگ  
 کی رفاقت اور بادشاہ کے ان وعدوں نے سیوا جی کے دل میں دلی جانے کی خواہش  
 پیدا کر دی اسنے گھوٹا تھ پنت کو پہلے سے اپنی نمود کے لئے بھیجا کہ وہ بادشاہ کو میرے  
 آنے کی اطلاع دی۔ اصل مطلب اسکا یہ تھا کہ وہ دربار کی حقیقت حال و اطلاع پا  
 سیوا جی نے حکم دیا کہ تمام اسکے اراکین لے گدھ میں اتارے۔ اتنے عرصہ میں کہ میرے  
 سردار جمع ہوں۔ وہ اپنے سب قلعوں میں گشت اور افسرن کو اپنے سارے احکام  
 کی تعمیل کی تاکید کر آیا اور پھر اپنی دار الحکومت میں چلا آیا اسنے مور و مرم مل نیگالی

سیوا جی کا دلی میں جانا اور بھال۔

کوچ کیا دھارا سیون کی طرف گیا۔ یہاں بھاتے تھے کہ کہیں موجود ہو سارے  
 پانچ کوس جریبی لشکر چلا تھا کہ جاسوئوں نے گزارش کیا کہ غنیم نے لشکر شاہی کی  
 خبر سنکر دھارا سیون سے تلچاپور کو کوچ کیا۔ فوج شاہی موضع سہری میں  
 آئی جو احوال پرندہ میں تھا۔ وہاں دشمنوں نے فساد مچا رکھا تھا اور دوسری روز  
 دریا بہونہ میں منزل ہوئی۔ مخبروں نے خبر دی کہ افواج مخالف ایک جگہ شولا پور سے  
 تین کروہ جمع ہوئی ہیں عادل خان نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ جب تک وہ یہیں  
 مقیم رہو کہ لشکر شاہی ان حدود میں ہی۔ قطب الملک نے بھی اپنی لکاک کی فوج  
 کو حیدر آباد لایا لشکر شاہی نے بھی ملک بیجا پور کو خوشاکھوٹا۔ بار بار جنگیں کیا  
 جس سے وہ بھی تھک گئی تھی گھوڑے اور دواب بہت تلف ہو گئے تھے۔ سوار اسکے  
 بڑے کمال کا موسم آگیا تھا۔ آدروفت کی مجال نہ تھی۔ اسلئے راجہ اور دلیر خان مصلحت  
 یہ جانا کہ چند روز جمیوں کے علاج کے لئے اور سرٹ ماروت کے جمع کرنے کے واسطے  
 اور لشکر کے آرام کرنے کے لئے قصبہ دھارور کے متصل جا کر ٹھہرنا چاہئے کہ وہاں کاہ  
 ودانہ کے جمع ہونے کی امید ہو۔ بادشاہ کو عرضداشت بھیجی۔ اس ضمن میں دکنیوں  
 کا حال یہ ہو گیا کہ قلعہ کے اندر مصاحبہ آخر ہوا آذوقہ تمام ہوا۔ کمائین بیکار۔ شیروان  
 پر اثر گئے۔ تلواروں کی دھارین کند ہوئیں ان سپیوں سے جان سے عاجز ہوئے  
 دو طرف کے سردار مصاحبہ کے لئے بہانہ طلب کیا۔ اہل بیجا پور الغلس فی امان لہند  
 کا اظہار کر کے امان طلب کیا اور فی الواقع عادل شاہ کے خزانہ و کارخانجات میں چھپا  
 لاف و گراف راوتوں اور بن دھار کی تلواروں اور گھوڑوں کو گوشت و  
 استخوان سوا کچھ چیز باقی نہیں رہی تھی۔ ملک بامال ہو چکا تھا۔ جب بادشاہ حقیقت  
 حال عرض ہوئی تو اس نے حکم بھیج دیا کہ راجہ محاصرہ چھوڑ کر اور لشکر کو ساتھ لیکر اورنگ آباد  
 چلا جا۔ اور برسات یہاں گزارے اور بعض امرا اور لشکر یون کو اپنے تئوں  
 جانے کی اجازت دے۔ دلیر خان حضور میں آئے قلعہ منگل بیدہ کا استحکام اور اسکے

کہ راجہ جینگ کو حقیقت لکھی جا جواب آنے کے بعد جو صلاحت صواب دید ہوگی  
 عمل میں آئے۔ حکم دیا سیوا مگرے کو نہ آئے اور اسکا بیٹا رام سنگہ کی ہمراہ  
 مگرے کو آیا کرے۔ بادشاہ نے کو تو ال فولاد خان کو فرمایا کہ سیوا کے اطراف  
 منزل گاہ پر چوکی بٹھا دے۔ راجہ جینگ کو فرمان لکھا کہ وہ سیوا جی کی صورت  
 حال اور کیفیت معاملہ لکھے کہ کیا آتے قوال قرائ ہوئے اور راجہ کو حکم دیا کہ  
 اسکے باب میں جو اصلاح دولت جانے وہ لکھ بھیجے کہ صواب دید اور اسکی تعمیل  
 موافق سیوا جی سے معاملہ کیا جائے۔ دو مین روز تک جب سیوا جی نے بادشاہ  
 کی یہ توجہ دیکھی تو بڑا سرا سیمہ ہوا اور حیدر تدریسو چنے لگا۔ رات دن اسی  
 آدمی مین میں تھا کہ اس بھنڈے سے نکل جاؤں۔ اسنے امراء اور کنور رام سنگہ کو  
 رفق و مدار پیدا کیا۔ اور دکن کے تحائف و ہارے بھیجکے التام کو استحکام دیا اور  
 اپنے جہازم کا خلع بنایا اور اسی حال میں بادشاہ کے فرمان کے جواب میں راجہ  
 جینگ نے لکھا کہ مجھ فدوی سیوا جی سے عہد و پیمان کی مین اور مین ابھی تک  
 اس ہم مین مشغول ہوں۔ اگر فضل و کرم شاہانہ اسنے جرم سے درگزر کرے تو  
 میں بخشایش و احسان کا مین رہونگا اور اپنے افعال و اقوال میں سرفراز  
 اور بادشاہی صلاح کار اور ان حدود کی مہات کے اجراء کے لکھ مناسب ہی  
 ہونے اسنے مجھ سے عہد کیا ہے کہ وہ سلک بندگی و فرمان پذیری سے خراف  
 نہیں کرے گا اور اسکو بغاوت پر جرات نہ ہوگی۔ بادشاہ نے راجہ کی اس  
 عرض کو منظور کیا اور فولاد خان کو حکم دیا کہ اس کی منزل گاہ سے پہرے  
 اٹھا دے۔ مگر وہ بادشاہی خوف سے ایسا ڈرا ہوا تھا کہ جب پہرہ چوکی اٹھ گئے  
 اور کنور رام سنگہ نے اسکی حفاظت چھوڑی تو وہ ۲۷ صفر کو بغیر و منع کر کے  
 بھاگ گیا۔ اسکے بھاگنے کا اہل حال تو یہ ہے جو عالمگیر سے مین لکھا ہے باقی  
 اور دل لگی کی درستانیں ٹھہری گئی ہیں کہ اسنے اپنے کاموں کی حالت مذکور

اور آتا میسونو دیوا اور اناجی دیو کو پورے اختیارات ایجنی حکمت کے دیئے۔ سو اور اسکو  
 مملکت کو بہت وسعت ہو گئی تھی۔ کوئٹہ میں چول تان پٹا کے قریب درختا گھاٹ  
 میں ریابیرا سے رانگنا تک پھیلی تھی۔ سیوا جی نے اپنے بڑے بیٹے بسنہ جی کو ساتھ لیا  
 اور باج ۱۶۶۶ء کو دہلی روانہ ہوا۔ پانچو تختہ سوار اور ایک ہزار دلی ساتھ لئے جئے  
 دہلی کے قریب آیا تو بادشاہ نے رام سنگھ سپہ راہہ جیسنگہ اور مخلص خان ایک بحقیقت  
 سردار کو اسکے استقبال کے لئے بھیجا۔ ایسا دلیل استقبال سیوا جی کو ناگوار تو گذر مگر پھر  
 بھی اس اپنے تین بہت روکا اور دربار میں بند رہا سو اشرفیان اور چہ ہزار روپے  
 کل تین ہزار روپے کی نذر گزرائی۔ بادشاہ کے اشارہ کے اسکو پھر جہاز سی سندھ  
 کے جرگہ میں بٹھایا۔ یہ منصب اس کے بہت سالہ سپہنہ جی کو اور اسکے رفیق دیتا جی بالکر  
 کو ملا تھا۔ وہ ہفت ہزاری سے کم درجہ کا متوقع نہ تھا۔ راجہ جیسنگہ نے بادشاہ  
 کی جن حیرانیوں کے وعدہ سے اسکو خوشدل اور امیدوار کیا تھا۔ انہیں سب اکثر  
 کو اس نے نہ پایا۔ بادشاہ کے دل میں اسکے افعال اور کردار کے سبب بعض بھلاؤ تھا  
 اتنے پہلے کہ خلعت و جواہر و فیل جو اسکے لئے موجود کئے گئے تھے اسکو عطا  
 کئے جائیں اسکے چہرہ حال پر جہالت و خجالت آمیز حرق ظاہر ہوا اور لمحہ لمحہ وہ  
 فکر میں ہوا عیاری و مکاری سے ضعف دل کا اظہار کر کے ایک گوشہ میں  
 چلا گیا اور صید تیر خورہ کی طرح جو دام میں تازہ لئے زمین پر لیٹ گیا۔ ایک  
 ساعت کے بعد سادھلی و بچہ کاری کو ساجال سا درکنور رام سنگھ سے مخاطب ہوا  
 اور شکون و شکون کا کلمہ کلام کرنے لگا اور اپنے تین ضائع کرنے کا قصد کیا۔ ہر چند  
 کنور رام سنگھ نے اسکی تسلی کی مگر کچھ ٹانڈہ نہ ہوا بادشاہ سو داب داب کے خلاف  
 اسکی ادائیں معروض ہوئیں تو بادشاہ نے کم تو تھی سو بغیر اسکے کہ عنایات بادشاہانہ  
 عمل میں آئیں اسکو رخصت کیا۔ رام سنگھ نے شہر سے باہر راجہ جیسنگہ کے گھر کے پاس  
 اسکے اترنے کے لئے مکان تجویز کیا تھا اس میں اسکو لے گئے اور بادشاہ نے حکم دیا

آدمی دیکھنے کو تو دیکھا کہ سیوا سوتا ہے اور اس کا کڑہ طلائی کلائی کے کمر بند کھائی  
 دیتا ہے تو ہر کارہ نے کہا کہ اگر سیوا جی چالیس پچاس کوس نہ کل گیا ہو تو مجھے یاد آ  
 آخر کو تجس تحقیق کے ہی معلوم ہوا کہ سیوا جی بھاگ گیا پادشاہ نے جانا کہ رام سنگہ کی  
 سازش سے یہ کام ہوا ہے اس لئے اس کو سخت معطل اور حجرے سے منع کر دیا اور  
 حکم دیا کہ اطراف دکن جانب شرقی و شمالی کے گزر بردار صوبہ داروں کے نام حکام  
 لے جائیں کہ جہاں سیوا اگر تیر باطلے اس کو حضور میں واندہ کریں ان ہی دنوں میں راجہ  
 جے سنگھ جم بجا پور سے فارغ ہو کر اوزنگ آباد میں آیا تھا اس کو فرمان بھیجا کہ  
 پہلے اس کے سیوا جی کے بھاگنے کی خبر پھیلی نیتا جی بالکر کو مقید کر کے حضور میں بھیجے اور  
 پھر اس مرغ از قفس بستہ کی حبت و جو میں مشغول ہوا اور اس کو کسی جگہ قرار لینے اور جمعیت  
 فراہم نہ کرنے دے۔ احمد آباد اور برار کی راہ سے اس کے فرار ہونے کا احتمال زیادہ  
 تھا۔ اسی طرف یادہ تالیکہ کے ساتھ گزر بردار تعین کئے گئے۔ سیوا جی بنارس کی  
 سمت میں بھاگا تھا وہاں چار پانچ روز تک ناہفتہ کے بعد اس طرف گزر بردار  
 رخصت ہوئے۔

کرنیل ڈف صاحب سٹون کی کتابوں سے سیوا جی کے فرار ہونے کا حال لیکھتی  
 ہیں کہ جب سیوا جی کو معلوم ہوا کہ پادشاہ نے مجھے حجرے سے منع کر دیا تو وہ بڑا  
 سٹ پٹا یا اور کچھ توقف کر کے اسنے اوزنگ ریب کی اصل نیت دریافت کرنے  
 کے لئے رکھوینت کے ہاتھ ایک عرضداشت پادشاہ باپن بھیجی جس میں یہ لکھا کہ میں  
 دہلی میں سیوا سے آیا کہ حضور مجھ کو بلایا اور وعدے کئے کہ کسی کیسی خدمات میں نے  
 سکین شرائط حضور لکھ دیں ہیں ان وعدوں کو پورا کیا جو میں نے کیا۔ اب بھی میں  
 لشکشاہی کے ساتھ عادل شاہی یا قطب شاہی سلطنت کے بہتصال کرنے کے لئے مدد  
 کرنے کو تیار ہوں اگر حضور کو مجھ سے خدمت گزاری کرنا پسند نہیں ہے تو مجھ پرانی  
 جاگیر میں جانے کی اجازت ملے۔ یہاں کی آب ہوا نہ مجھ کو موافق ہے۔ اور نہ اور

ظاہر کیا۔ آخر کو تھامس سے اپنے تئیں بہا دینا یا۔ اور آہ و نالہ شروع کیا۔ اور جبر کے  
 درو سے بے تابی ظاہر کی صاحب فرماش ہوا۔ وید کو کس مرض وفاق و صل کا علاج کرانے  
 لگا کچھ دنوں انہیں جھلون سے اپنے تئیں نار و نزار رکھا۔ بعد کے اپنی شفا کی  
 شہرت دی اور غسل کیا۔ حکماء و ارباب طب و رفقا کو انعام اور بہمنوں کو پین دینا  
 غلہ خام و نقد ہندو مسلمان مستحقوں کو بانٹتا۔ بڑے بڑے پیاروں کو کاغذ سر  
 منڈہ کر اور طرح طرح کی شیرینی انہیں بھر کر لہرا کر گھون اور فقر کی خانقاہوں میں بھیجتا۔  
 جہاں اسنے اپنی بھاگنے کی جا سے مقرر کر رکھی تھی وہاں دو تین گھوڑے پہنچا  
 اس بہانہ سے بھیج دیتے کہ وہ بہمنوں کو پین کئے کئے ہیں۔ ان گھوڑوں کے ساتھ اپنے  
 ہم راز و ہم دم محرم رشتہ بھیج دیتے ایک شخص جان نثار اسکے ہمراہیوں میں  
 تھا جو شکل میں اس کے مشابہ تھا اسکو اپنے پلنگت لٹایا۔ اپنے ماتھے کے رصعے  
 کے کٹھ کو بٹھایا اور اسکو بھجا دیا کہ میری روانہ ہونے کے بعد بارک کپڑی کی مایا  
 سربراہ اور بھلینا اس طرح پہنے رہنا اور اس کڑے کو دکھلاتے رہنا تاکہ  
 اندر باہر جو بادشاہی آدمی آئیں جائیں وہ یہ جانیں کہ سیوا جی سوتا سے بھروسہ  
 خود اور میا دونوں کو رول میں بیٹھے اور شہور یہ کیا کہ بھوت کے بہمنوں کے واسطے شفا  
 انہیں بھیجی جاتی ہے۔ ۲۷ ماہ صفر ۸۷۰ کو یوں علاقہ آگرہ سے نکل آیا جو اور  
 گھوڑوں کے پاس پہنچا اور دو پہر میں تھرا میں آگیا۔ یہاں اسنے دارھی موچھین  
 اور اپنے اور اپنے بیٹے کے چہرہ پر بھوت لگائی۔ کچھ اشرافیان جو اس  
 پاس تھے اور چند فقیر اسکے راز دار تھے وہ انکے ساتھ غیر مشہور گھاٹ  
 سے جتنا پار گیا اور بنارس کی راہ اختیار کی۔ کہتے ہیں کہ سیوا جی کے بھاگنوسی  
 پانچ پہر بعد دکن کے ایک ہرکارہ نے جو جاسوسی اور خبر لانے پر نوکر تھا بادشاہ سی  
 عرصہ کیا کہ سیوا جی بھاگ گیا۔ بادشاہ نے کوئوال سے پوچھا اسنے کہا کہ منزل گاہ کے  
 گرد جو کھان بٹھی ہوئی ہیں۔ ہرکارہ نے پھر سابعہ سے عرض کیا تو کوئوال کے

اسپر چڑھا اور بیٹے کو شہ بالا بنایا دہسری دن پتھر پہنچا جہاں بعض برہمن اور  
اسکا خیر خواہ دھرت نیتاجی باباوس کا انتظار کر رہے تھے۔ انہوں نے اس کے لئے  
ساراسا مان تیار کر رکھا تھا۔ پونہ دلش کے برہمن کا ایک خاندان یہاں رہتا تھا  
اسکو بھجاجی کو حوالہ کیا وہ موٹم مل نیکائی کا کچھ رشتہ دار تھا بھجاجی کوئی عینے  
یہاں رہا۔ پھر دکن میں پہنچا دیا گیا۔ سیواجی گسائین کے بھیس میں بہت پیش کا ہوتا  
میں جا ترے کو گیا۔ مگر اسکے دشمن جانے کی راہ صحیح صحیح نہیں معلوم۔ وہ نو عینے کے بعد  
دسمبر ۱۶۶۶ء میں رائے گدھ میں آیا۔

اٹھاکٹر برہنیر صاحب کی درستان سینے کہ جب ایران کی چڑھائی کا بادشاہ  
ارادہ ہوا تو اس نے سیواجی کو نہایت مشفقانہ محبت آمیز کلمات میں فرمان  
اور اسکی فہم و فراست و سخاوت و شجاعت وغیرہ کی بہت تعریف کھی اور راجہ  
جیسنگہ بھی اسکی جان و آبرو کی حفاظت کا ضامن بنا اس لئے سیواجی بھی مطمئن  
ہو کر دہلی میں حاضر ہوا۔ مگر اتفاق وقت سے دہلی میں شالستہ خان کی یہی  
بھی اس وقت موجود تھی وہ اس امر پر مصر ہوئی کہ جس شخص نے میرے بیٹے کو مارا ہو  
شوہر کو زخمی کیا ہو شہر سورت کو لوٹا ہو وہ ضرور مقید ہونا چاہئے۔ اس سبب  
سیواجی یہ دیکھ کر کہ بہت میں اسکے خیموں کی تاک میں تین چار امیر لگے رہتے ہیں  
ایکے ات کو بھیس میں لے کر نکل گیا اسکے بھاگ جانے میں سبکیات کو بہت پرچاؤں  
ایک مورخ لکھتا ہے کہ اس مویش کو بھی نے جب ورننگ ریب کی شان و شوکت  
دیکھی تو اس کے ہوش اڑ گئے اور بیہوش ہو گیا جب مویش میں آیا اس پر بار بار عقلت کو  
نہ دیکھ سکا وہاں بھاگ گیا۔ مورخوں کے بیان کو مختلف ہیں۔ مگر سب سے زیادہ  
صحیح بیان مالکیز نامہ میں لکھا ہے۔ ٹوکرون یا شارون کی باتیں مرہٹوں نے جن کی  
عادت میں تاریخ کے ساتھ کہانیاں جوڑنے کی عادت تھی۔

اسلقات کا نتیجہ یہ ہوا کہ بادشاہ بجائے اسکے کہ سیواجی کو اپنا دوست بنانا

کہ اولیٰ دکن کو جو میری بھراہی میں ساڑھا رہے۔ اور مانگنے پہنچے عالم لوٹے کا جواب اسکو  
 دیا اور شہر کے کو تو ال کو ہدایت کی کہ سیو اچی کی منزل لگاہ کے گرد پہرہ چو کی لگا دے  
 اور اسکی نگاہ داشت اچھی طرح کرے اور اسکو گھر سے باہر جینک نکلنے نہ دے کہ  
 کوئی گروہ اسکا ضامن نہ ہو سیو اچی اشکایت مین عزالض کرنے لگا اور اپنے  
 نوکروں کے یہاں روک لینے کی سختی کی فریاد کی۔ پادشاہ نے خوش خوش  
 دکن کو اسکے نوکروں کے چلے جانے کی اجازت دی۔ کیونکہ سیو اچی کی جمعیت  
 کے گھٹ جانے سے پادشاہ کے بس میں اسکا رہنا اور زیادہ آسان ہو گیا۔  
 سیانوں کو دور کی سوچھا کرتی ہی سیو اچی کو اپنے دوستوں کو عافیت کے ساتھ  
 قید سے نکال کر اپنا قید سے نکلنا آسان ہو گیا۔ رام سنگھ اسکا راز دار تھا اور  
 اسکے باپ نے جو سیو اچی سے وعدے کئے تھے انکے سبب سیو اچی کے بھاگ جانے  
 کے ارادہ سے چشم پوشی کرتا تھا سیو اچی پر ایسی سخت قید نہ تھی کہ وہ کہیں بھاگ  
 کو نہ جاسکتا ہو وہ امراء دربار پاس جا یا کرتا اور انکو تحفے مخالف بھیجتا رہتا اور  
 اس طرح انکو اپنا ایسا معین دیا رہتا کہ اسکی مطلب سے آری کے لئے کافی تھا اس نے  
 اپنے تئیں ہمارے بنایا۔ ویدکوں سے اپنا علاج کرایا۔ اول پرتیسن سخت بیچارہ ہو کر  
 گیا۔ پھر مرض کی تخفیف کا اظہار کیا اور برہمنوں کو بن دان دینا شروع کیا۔ بن  
 ویدکوں کو انعام دیا۔ برٹے برٹے پٹارے یا ٹوکرے بنوائے۔ ان کو ٹٹھا  
 سے بھر کر برٹے برٹے امیروں اور اپنے دوست آشناؤں کو اور مسجدوں  
 میں فقیروں میں تقسیم ہونے کے لئے بھیج کر شروع کئے اول پہرہ کے سپاہیوں نے  
 نوکروں کی تلاشی لی پھر چھوڑ دی۔ جہاں لیا کہ انہیں مٹھائی ہوتی ہی چند دنوں  
 کے بعد سیو اچی پٹاری میں خود بیٹھا اور دوسرے میں بیٹھ کر بٹھا دیا ان نوکروں کو  
 نوکروں نے سر پر اٹھایا اور چو کی پہرہ سے انکو یوں باہر نکالا اور ایک مخفی جگہ  
 پہنچایا۔ پھر دہلی کی نواح میں آجگہ وہ آیا جہاں اسکے لڑکھوڑا کسا یا تیار کھڑا تھا



پنجاب جانے کا ارادہ کیا۔ مگر شاہ عباس جب فرح آباد سے اصفہان کو چلا تو خاقان کے مرض میں مبتلا ہوا اور چند روز میں مر گیا صفی مرزا اسکا بڑا بیٹا جاشین ہوا۔ عالمگیر کو اسکے مرنے کا افسوس ہوا اور اس نے کہا کہ میں یہ چاہتا تھا کہ وہ زندہ ہوتا تو صف آرا کی کا لطف لکھتا۔ اربت و فوت کا اقتضا تو نہیں ہے کہ ایران پر لشکر کشی کی جائے اسنے شاہزادہ کے نام فرمان بھیجا کہ لاہور سے آگے نہ جائے اور اٹل حضور میں خافی لکھتا ہے کہ عبدالقوی ایک بڑا فاضل بادشاہ کا استاد تھا۔ بادشاہ نے اسکو پنہجرہ کی کا منصب و راجت و خان کا خطاب دیا تھا۔ خلوت میں اسکو سامنے بیٹھنے کی اجازت تھی۔ کمال تدبیر و رہتی و صلاح و تقویٰ رکھتا تھا۔ ایک آدمی قندہار و تنگ پر ایران کی طرف سے جاسوسی کا گمان ہوا۔ کو تو ال اسکو کھڑکرا لیا۔ بات چیت اعماد خان کو سپرد کیا کہ اپنے گھر لے جا کر حقیقت حال دریافت کرے۔ وہ اسکو اپنے گھر لے گیا۔ فقیر سے حال پوچھا اسنے کہا کہ میں فقیر ہوں تو اعماد خان اسپر اتنی تہنیت کی۔ فقیر نے کہا کہ میں اس حال آپ کے کان میں کہہ دوں گا۔ کہا اچھا۔ جب وہ اس کے کان میں بات کہنے لگا تو باوجودیکہ اسکے ہاتھ پس پشت بندھے ہوئے تھے اس نے چھوٹی شمشیر جو اعماد خان کی مسد پر رکھی ہوئی تھی جلدی لے کر اعماد خان کی اسی ماری کہ اسے آہ بھی نہ بھینچنے دی تو کروان نے فقیر کے ٹکڑے اڑا دیے۔ عالمگیر ام میں لکھا ہے جو خافی خان کے بیان سے زیادہ معتبر ہے کہ میر خان صوبہ دار کابل نے ان ایام میں چند بے سرو پا مغلوں کو جاسوسی کے شبہ میں گرفتار کر کے بادشاہ پاس بھیجا تھا۔ بادشاہ نے خان مذکور کو جو کاراگاہ و معائنہ فہم تھا تحقیق حال کے لئے مامور کیا اعماد خان نے ان تیر گمانوں میں سے ایک سپاہی وضع کو بے نیدر بخیر کے خلوت میں اپنے پاس طلب کر لیا اور احوال کی تحقیق کرنے لگا کہ وہ ناگہان باہر گیا اور غلام پاس اسکے ہتھیار تھے اس سے تلوار لے کر آیا اور خان مذکور کے ایک ضربت ایسی لگائی کہ رشتہ حیات اسکا منقطع ہوا اسکے پاس آدمیوں نے اس قاتل کے ٹکڑے اڑا دیے۔

اسکا بیٹا

اعتماد خان کابل سے ہوا۔

جوا کے قدموں تلے آگیا تھا اپنا دشمن بنالیا۔ عالمگیر نے سمجھا کہ ساری ہندوستان  
 میں کوئی امیر اور سپہ سالار ایسا نہیں ہے کہ وہ جہات دکن میں خدمت گزاری کا کام  
 کے ساتھ سیوا جی کی برابر کر سکے اسنے سمجھ کر کہ وہ ایک ہندو اپنے مذہب میں  
 دیوانہ ہے اسکے حسبِ خواہ خاطر داری نہ کی۔ اپنی شان و شکوہ کی بنیاد  
 کے لئے اسکو پنجپڑی منصب اور وین بٹھایا اور اسکو دکن میں اپنا قائم مقام  
 نہ بنایا جتنے یہ مرہٹے آئندہ غلط ہو کر بھاگ گیا اور بھاگنے کے بعد جوا اسنے کام  
 کئے وہ آگے بیان ہونگے۔

ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ تربیت خان ایران کے نامہ کا جواب لے کر ایران کو  
 روانہ ہوا تھا جب یہ سفیر ایران جا کر اصفہان میں شاہ سے ملا تو وہ  
 اسپر تعجب نہ ہوا۔ بے سبب غبار خاطر کے آثار ظاہر کئے اور آئینِ محالہ  
 وودا اور قابون یک جہتی و اتحاد کے برخلاف باتیں بھڑکے اور آئین بعض  
 اوقات سپہ کشی اور رزم آزمائی کا غم اور ولایت بادشاہی کی سرحد میں  
 لشکر بھیجنے کا داعیہ کیا اور اور بخش کی باتیں بھڑکے۔ ایک سال بعد تربیت خان  
 فرج آباد سے رخصت ہوا۔ اسکی روانگی کے بعد شاہ ایران نے اپنی لشکر کشی  
 کے ارادہ کو ظاہر کیا۔ خراسان میں بڑی سپاہ بڑے توپخانہ کے ساتھ تین  
 کی اور فرج آباد سے اصفہان کو روانہ ہوا اور اس غزیمت کا اسباب انجام  
 دیا کہ خود متعاقب خراسان میں آئے۔ بادشاہ پہلے سوان باتون کو من مٹا  
 تھا۔ اب ملک محروسہ کی حدود میں تربیت خان آیا تو اسکے عرائض سے یہ  
 حال تفصیل معلوم ہوا۔ بادشاہ نے بھی ایران کا ارادہ کیا تو۔ بادشاہ ہزادہ  
 محمد منظم کو راجہ جسونت سنگھ کے ساتھ چہارم ربیع الاول ۱۰۹۹ھ کو کابل میں  
 صوبہ مقرر کیا اور بیس ہزار سوار اسکے ساتھ کئے اور بعض امراء جو حضور میں حاضر  
 تھے اور بعض جو اپنے اقطاع میں تھے انکو ساتھ جانے کا حکم دیا اور خود...

شاہ ایران کے لکھی اور محمد منظم کو کابل کے لئے روانہ کیا۔

واسطہ اور غفور ائم کا ذریعہ ہوا ہے بطریق شکرانہ کے ہر سالہ دو لاکھ روپے پیشکش  
 مقرر کی سرکار خاصہ میں ادا کرتے رہو قلعہ مانک درگ کو جو اس بابت کا ضبط قلعہ ہے اسکو  
 پادشاہی آدمیوں کو مسمار کرنے دو۔ پادشاہ تمہاری ساری تقصیرات معاف کر دیگا۔  
 اور رام سنگھ اسکے بڑے بیٹے کو نائب مناب مقرر کر دیگا۔ دلیر خان ان سب باتوں کی  
 منظوری پادشاہ سے منگالی۔ پادشاہ نے زمیندار کے لئے فرمان اوخلعت بھیج دیا۔ دلیر خان  
 بالچی راؤ کو اپنے پاس کھلا اور اسکے وکلاء کو رخصت کیا کہ پیشکش کا سرانجام کریں محمد لطیف کو  
 قلعہ مانک درگ کے انہدام کے لئے مقرر کیا اسنے جاگیر تھوڑے دنوں میں قلعہ کو خاک کی بنا  
 کیا۔ امیرن جاگیر و پیہہ مدفون تھا اسکو نکال کر اور پاس آئندین بین ورام جنگلی اور بہت سی  
 بند و قین لشکر شاہی میں سال گین اور اسی طرح قلعہ مولی کو جو سرحد دیوگڈھ پر تھا مسمار کیا۔  
 دو مہینے کے بعد پیشکش کا سر لاکھ روپیہ وصول ہوا۔ بالچی ماراؤ علی ملین تھا اسکی  
 ولایت میں خل پڑھا تھا اور باشندے در عایا بھاگ کر متفرق ہو گئے تھے دلیر خان  
 نے اسکو چھوڑ دیا اور اسے پیشکش میں سے تین لاکھ روپے اور اپنے پانچ لاکھ روپے کل کچھ  
 لاکھ روپیہ کے ادا کرنے کا دو مہینے کے عرصہ میں چمکائی لکھا یا اور باقی تین لاکھ روپیہ بتدیجر  
 تین سال میں ادا کیے گا۔ اور ہر سال دو لاکھ روپیہ مقرر ہی بھیجنے کا اقرار لیا۔ پادشاہ نے  
 جو خلعت اسے بھیجا تھا وہ بھیج دیا۔ زمیندار دیوگڈھ کی جو سرحد چاندہ سے متصل تھا اسکی  
 تہادیب پر متوجہ ہوا۔ تھوڑے دنوں میں اسنے پندہ لاکھ روپے وصول کئے اور یہ  
 مقرر کیا کہ سال بسال دو لاکھ روپیہ پیشکش دیا کرے اور حال میں قریب نصف کے پیشکش  
 وصول کی۔ راجہ جیسنگہ ہمایو کر مر گیا۔ بالا گھاٹ کا انتظام بگڑ گیا۔ پادشاہ نے حکم  
 فرمایا کہ از سر نو بجا پور کی تیاری کی جاے دکن کا صوبہ دار دلیر خان مقرر ہوا۔ دلیر خان  
 دونوں زمینداروں سے باقی پیشکش کے وصول کرنے کے لئے قادر دہا دھان کو مقرر کیا۔  
 خود اوزنگ پادروانہ ہوا



خان مذکور علیہ فضل و کمال سے آراستہ محرم قدیم الخدمت راست گفزار و درست کردہ تھا۔ پادشاہ کو اسکا افسوس ہوا اور اسکے خوشنوں اور بیٹوں کو خلعت اور مناصب سے سرفراز کیا۔

پادشاہ کے حکم سے نیتاجی کو راجہ جینگ نے دکن میں دستگیر کر کے پادشاہ ناپینجھیا پادشاہ نے فدائی خان میر آتش کو اسکی حراست کے لئے مقرر کیا۔ نیتاجی نے کہا کہ میں مسلمان ہوتا ہوں۔ پادشاہ نے اسکو مسلمان کر کے بہت سی عنایات کیں جب تک کہ بیان ہو گا۔

پادشاہ نے دلیر خان کو اپنے پاس بلایا تھا وہ کو کیون سمیت دریائے نربدہ سے مار ہوا تھا کہ اس پاس حکم پہنچا کہ الچی ملار زمیندار چاندہ کی گوشمالی کو جاسے وہ اس حکم پر رو رو ہونے کے بعد زندہ خان و راجہ بھان سنگھ در او بہادر و قادر داؤد خان و زبردست خان و آتش خان و برقنداز خان ساتھ ہمارے ملک چاندہ کی طرف روانہ ہوا۔ ایمرج خان صوبہ ہرار مع اس نواح کے فوجداروں کے اسکے ساتھ شریک ہوا۔ جب چاندہ کی سرحد پر پہنچے تو اسکے زمیندار پر خوف غالب ہوا اسنے اپنے مددگاروں کو لیا کہ کو دلیر خان پاس بھیج کر اسے ملاقات کی درخواست کی۔ دلیر خان اسکو فخر کرم پادشاہی کا امیدوار کیا۔ ناکلی نے زمیندار کا اطمینان خاطر کیا مع اپنے برٹے بیٹے کے حکم کے موضع ماندورہ سرحد چاندہ پر دلیر خان کے سامنے بطور قیدیوں کے آیا۔ ایک ہزار اشرفی اور دو ہزار روپیہ اور دو گھوڑے اور ایک فیل پرسم نیاز دلیر خان کے آگے من کئے سات ہزار اشرفی و پانچ لاکھ روپے چند شرفیل عرابہ پر لاد کر لایا تھا وہ بعضیہ جزا و شکرانہ سرکار خاصہ کے حوالہ کئے۔ دلیر خان نے اس سے کہا کہ اگر اپنے جان ناموس کی سلامتی اور موطن و ولایت کی بقا چاہتے ہو تو پرسم جرانہ دو جیسے کے اندر ایک کر ڈر روپیہ نقد و نفائز مشیاء مثل جواہر و صرعی آلات نقرہ اور ہاتھیوں کا سامان کر کے اولیاء دولت کو حوالہ کرو اسکے سوا پانچ لاکھ روپے دلیر خان کو جو اسکا گام

نیتاجی کا مسلمان ہونا۔ زمیندار چاندہ و دیو گھڑ پر دلیر خان کی شکر گاہی اور پیش کش کا وصول کرنا۔

بستی بن دزدی اور رہ زنی کرتی ہیں بنگاہ انکا سواد اور مجبور ہے اور بھارت  
 سے باہر کی سرزمین پر بھی قبضہ کر لیا ہے اس کو ہستان کا طول میں کوں اور  
 عرض بعض جگہ میں کروہ اور بعض جگہ پندرہ کروہ ہے خوش مرغارا اور دکنش پاکیزہ  
 جنگل ان پاس بن سرزمین و جانب سے تو دریا و نیلا سے ملتی ہے اور ایک جانب  
 اس دریا سے ملتی ہے جو خطہ کابل سے آئی کہ یہ شہر دین بہتا ہے اور جو تھی جانب  
 میں کہ شمالی ہے حضرت عرش اشیا فی را کبر کے سجد میں سر کر کے آریان زین خان  
 کو کھٹاش و سیریل حکیم البفتح نے یہاں آئیں انکا بیان قبا انما مرا کبریٰ میں افضل لکھا گیا  
 ہے غرض انکی تنبیہ و تاکید اس قدر ہو گئی تھی کہ وہ قدم جرات اپنی حد سے باہر  
 نہیں نکالنی تھیں اگرچہ وہ خود مستحقین با جگہ دار تھے لیکن وہ اپنی حدود سے  
 باہر قدم نہیں نکلتے تھیں ان دنوں میں انکے سردار بہا نے فساد اٹھایا اور اس  
 قوم کے قبائل کو باہم متفق کیا اور ایک فقیر محمد شاہ کو اپنا بادشاہ بنایا اور بہرہ  
 خوشا کے ملا دنوں میں سے ملا چالا کو پیشوا بنایا۔ بہا کو کی صلاح دید سے  
 پانچہارا افغانوں کے ساتھ قلعہ جھاچھل پر گئے یہ قلعہ جدہ پھللی بن تھا جس کے  
 مرزبان شادمان کا گماشتہ شمشیر اس قلعہ میں تھا۔ خود و مکر سے اس قلعہ میں  
 نے لے لیا اور ان حدود میں شورش انگیزی شروع کی لہذا خانہ یوسف زئی کے  
 ایک گروہ ابنوہ نے دریا کے نیلاب و حدود ایک میں اپنی حد سے باہر قدم کھلا  
 اور ممالک محروسہ پر دست تعرض دراز کیا۔ جب پادشاہ کو ان حدود کو مطلع  
 نگاروں کے یہ خبر معلوم ہوئی تو انکے فوجدار کابل خان پاس فرمان بھیجا کہ درمائے  
 نیلاب کے لواحق کے جاگیر داروں و فوجداروں کو جمع کر کے حتی المقدور اس قلعہ  
 کی تادیب میں مشغول ہو امیر خان صوبہ دار کابل کو فرمان گیا کہ شمشیر خان پانچہرا  
 سیاہ کے ساتھ ان مفسدون کے دفع کرنے کے لئے روانہ کرے۔ کابل خان  
 نے شمشیر خان کے ملوک کا انتظار نہیں کیا اپنے ہمراہ بیون اور لشکر لے گئے

## سوانح سالانہ جلوس

پادشاہ کے جلوس سال دہم کا جن ہوا۔ اس سال میں شہزادہ کام بخش پیدا ہوا۔  
 شاہزادہ محمد عظیم لاہور سے آیا۔ اسکو اور محمد عظیم کو خلعت گران بہا عنایت ہوئے  
 سیواچی کا خوش نیا جی جو مسلمان ہوا تھا اسے فتنہ کر کے شعار و آدمی کو ختم کیا  
 کیا تھا۔ پادشاہ نے اسکو منصب ہزاری دو ہزاری سوار اور محمد علی خانی کا خطاب  
 عنایت کیا۔ پادشاہ کے جن میں ایران و توران و بلخ و بخارا و حضرموت و فغانی  
 ابھی موجود تھے جنکو انعام و خلعت ملے۔

راجہ جیسگیا پادشاہ کے حکم سے اوزبک آباد میں تھا۔ پادشاہ نے اسکو اپنے پاس  
 بلا یا۔ یہ شوال ۱۰۸۷ء کو شاہزادہ محمد عظیم کو دکن کی صوبہ داری پر خدمت کیا اور  
 ملک و ملت کی مصالحت کے وجہ سے جہاں راجہ جیسگیا کو سنگھ و راجہ رائے سنگھ و راجہ  
 صف شکن خان و صفی خان و راجہ رائے سنگھ کچھلاہ و عزت خان و سر بلند خان کو  
 شاہزادہ کچھلاہ کیا اور راجہ جیسگیا کو لکھا کہ جو وقت اوزبک آباد میں شہزادہ آئے۔  
 اس وقت وہاں سے روانہ ہو کر میرے پاس آئے مگر راجہ راہ ہی میں تھا کہ بیمار ہو گیا  
 پہلے زمانہ میں اقوام یوسف زئی کے یورت و مسکن سرزمین قندھار و قرا باغ تھے۔  
 بعض بیون سے ان حدود سے وہ پر گندہ ہوئے اس زمانہ میں کہ مرزا ابغ سیاہ کا بی  
 حکم روئے کا ل تھا وہ کابل میں آئے مگر بیان انکی دال نہ گئی تو وہ آخر کراچی میں  
 سواد و مجور میں چلے گئے یہاں قوم سلطانی جو اپنے تین سلطان سکندر کی اولاد  
 دختر می بتاتے ہیں مرزبان کی کرتے تھے۔ اول اسکی اقوام یوسف زئی خدمت گذار  
 بنیں اور پھر کافر متی کر کے قوم سلطانی کو اڑا کر خود سلطانی کرنے لگیں و تمام دست  
 و کوہ پر تسلط کر لیا۔ پہلے مرزبانوں کو گنہامی کے کوٹوں میں بٹھا دیا۔ ان میں بعض  
 جب وطن کے سبب اب تک اس مرزبوم میں سکن رکھتے ہیں و ترک یورت قدیم کوڈ  
 جھٹے میں غرض کہ سو سال کا عرصہ گزرتا ہے کہ اقوام یوسف زئی اچانک وید

شاہزادہ محمد عظیم کا دکن بھیجا۔

قوم یوسف زئی کو اصل یہاں سے تشریف لے گئی اور انکی بیٹیاں

پہنچو سے پہلے ہوئیں اور یہ قوم مخلوط منہزم ہوئی جس کی محفل کیفیت یہ کہ شمشیر خان  
 محلہ لرحیم لازم امیر خان کابل پیشکش کوئی کے ساتھ مغفون کی ولایت میں پہنچا اور ہرگز میر  
 مند میں اسے یہ مقام کو ہستان یوسفانی سے باہر یوسف زئی کی محفل کشت و زرع  
 میدان کرو فر ہے۔ یہاں کے موضع اجنبین کہ دھند کو ہستان ہو کھانے بھانے اور محفل  
 لگانے اور نظم و نسق کرنے کا قصد تھا کو ہستان کا باہر جو یوسف زئی کا کٹا کن موٹوں و دبات  
 اور مزارع تھے انکو کٹ کر شاہی نے تاخت و تاراج کیا۔ شمشیر خان کو معلوم ہوا کہ  
 یوسف زئی نے کسی مجہول کو دست آور دینہ بنا کے موضع منصور بیچ بیرو مرغین فساد  
 اٹھانے کا ارادہ کیا ہے۔ اور ذی الحجہ کو کٹ کر شاہی نے محفلوں کو بیچ بیچ میں شکست  
 دی اس جنگ میں شمشیر خان کا بھائی اور کئی بڑے بہادر مارے گئے مغفون  
 اکثر قریے و ساکن کو آگ لگائی اور ان کے مویشی کو غارت کیا اور دو روز بعد  
 شمشیر خان پنج بیر کی بائیں جانب کمر مویشی اور اموال کو لوٹا اور بالکل آبادی کا  
 نشان نہیں چھوڑا اور چار موضع مرغز سے آگے لوٹ لئے ان مقدمات کے بعد  
 بہا کو اور یوسف زئی کے اور ملکوں اوسل کو زئی اور ملی زئی کو چوال سواد اور شیر  
 جمع کر کے انتقام لینے کا ارادہ کیا۔ ۵۱ محرم کو انہوں نے سپاہ نامتھو کے ساتھ  
 موضع منصور میں آن کر مورچاں کھمکے اور سپاہ کی پیادہ بندی کی۔ دوسرے روز  
 لڑائی کو آئے شمشیر خان لشکر کو مرتب کر کے اُن سے لڑنے گیا۔ افغانوں نے بدوق  
 و تیر سے لڑائی شروع کی لشکر شاہی انکو بھگاتا ہوا منصور پر دنگے مورچوں کے  
 سامنے آیا۔ قریحاً کہ ہزیمت پاتا مگر شمشیر خان نے اُسے بھٹائی لیا سخت لڑائی  
 ہوئی۔ یوسف زئی کو شکست فاش ہوئی۔ ہو اگر م جل ہی تھی بعض بھاگ کر  
 پہنچ ہی نہ تھے تو اتنا پانی پی لیا کہ شعلہ حیات اٹکا بچ گیا۔ ایک گروہ نے ابی ستشہب  
 سرعام کو چلا گیا۔ ایک گروہ کوہ پر ایک موضع میں کوشش و آویش میں ثابت کیا۔  
 شمشیر خان انکے دفعین مشغول ہوا۔ جب تیر و تنگ سے انکو دفع نہ کر سکا تو بے توقف

اشرف و خوشحال خٹک کو ساتھ لے کر انکس سو برآمد ہوا۔ اور گذر مارون  
 کی طرف جو ولایت یوسف زئی کے روبرو واقع تھا روانہ ہوا کہ قوم  
 یوسف زئی کی تنبیہ کرے۔ پشاور میں امیر خان کا نائب عبدالرحیم تھا اس سے  
 کامل خان نے مدد طلب کی تھی۔ امیر خان کے اشارہ سے فوراً مراد علی سلطان  
 گھلہ و راجہ سنگھ بھدور یہ ۱۴ ارشوال کو کامل خان سے مل گئے۔ یوسف زئی  
 بھی دریائے نیلاب کے اس طرف نکلے گذر مارون پر جنگ پیکار کے قصد کے مقیم  
 ہوئے۔ جسٹ کر شاہی گذر مارون پر آیا تو دریائے یارخا غفلت کے پھین ہزار سو  
 اور سادے اتر آئے تھے انہیں سے دس ہزار جنگ کے آہنگ میں مستعد ہو  
 سخت لڑائی ہوئی لشکر شاہی کو فتح نصیب ہوئی۔ یوسف زئی سرسیمہ  
 دریائے نیلاب کے لشکر شاہی کے تعاقب میں گیا۔ یوسف زئی کے دو ہزار  
 آدمی مارے گئے اور بہت آدمی جرح ہوئے بعض ڈوب گئے۔ گذر مارون پر  
 دریائے تین شعبے ہوتے ہیں ایک زمین بایاب تھا۔ اس سے گذر کر جان  
 لے گئے لشکر شاہی نے مفردوں کے چار سو ستر مارے۔ کامل خان نے انہیں  
 ایک سو میں سر لٹا دے بھجوائے اور باقی سرو نکا کلہ مینار بنایا۔ تاکہ لوگوں کو عبرت  
 ہو۔ پادشاہ نے یہ خبر سن کر کامل خان کو خلعت فیض دیا اور منصب میں باضد  
 دود سو اکر کا اضافہ کیا۔ کامل خان نے گذر مارون پر اقامت کی۔ چاروں  
 طرف اسکی کمک کے لئے لشکر شاہی آگیا اور وہ یوسف زئی کے ملائین کے  
 مخالف موضع ادھند میں جو دھند کو ہستان کہلاتا ہے فتنہ انگیزی کے لئے  
 جمع ہوئے۔ پادشاہ نے مصالحت وقت جان کر محمد امین خان بخش کوچی کامل کا  
 حو بہر کر کیا اور یوسف زئی کی تنبیہ کے لئے حکم دیا وہ نو ہزار سپاہ کے ساتھ  
 ارذلیقہ کو اس طرف روانہ ہوا۔ شمشیر خان کی فوج جو افغانان یوسف زئی  
 کی تنبیہ کے لئے مقرر ہوئی تھی اسکی کئی لڑکیاں یوسف زئی سے محمد امین



خلعت واسپ با ساز و طلا و شیر و سپر و دو با ساز طلا و مرصع و ایک ہاتھی اور ہنر  
 روپیہ اور اسکے بیٹے یار محمد کو خلعت و خنجر اور ایک شرفی پچاس سہری اور اس کے  
 رفیقوں کو ہزار روپیہ مرحمت ہوئی۔ اول سے آخر تک غیر بخارا اور اسکے رفیقوں کو  
 دو لاکھ روپے کے قریب راجہ بلیج بلخ اور اسکے متعلقین کو ڈیڑھ لاکھ روپے کے قریب  
 اور انشم والی اور کنج کو خلعت اور چہ ہزار روپیہ انعام دیا اور ایک خنجر مرصع بہا  
 والی مذکور کے لئے بھیجا گیا اور بی بی ہزار روپے اسکو حوالہ ہوئے کہ ہندوستان کی امتو  
 خرید کر کے اسکو حوالہ کرے اور خواجہ موسیٰ و خواجہ زاہد کو جو جو باری خواجہ ہیں  
 ہزار ایک کو پانچ ہزار روپیہ بھیجا گیا یہ انعامات ہمنے وہ لکھے ہیں جو غیر ملکوں کے فیلوں  
 و گئے ہیں جس سے شان دربار عالمگیری معلوم ہوتی ہے کہ کن کن غیر ملکوں کے  
 بادشاہوں سے اسکی مرسلت تھی اور ان کے سفیر کے دربار میں آتے تھے۔

کشمیر اور زمیندار تبت کی عرض سے معلوم ہوا کہ عبداللہ خان والی کا شغریہ کی  
 ہاتھ سے تنگ ہو کر بیت اللہ جانے کے ارادہ سے کمال بیڑا مانی کے ساتھ  
 ان حدود میں آیا ہے چند اہل و عیال کے ہمراہ ہیں۔ بادشاہ نے خواجہ محمد سجاد  
 کو مہانداری مقرر کیا اور سرانجام ضروری کے تھا اسکے استقبال کو روانہ کیا اور اسکے ساتھ  
 ایک سو نو گھوڑے با ساز مینا و طلا و سادہ اور ہاتھی با ساز نقرہ و خنجر و شمشیر مرصع  
 اطراف طلا و نقرہ و اقسام اقمشہ و فرش بھیجے اور پچاس ہزار روپیہ نقد خزانہ کشمیر  
 تنخواہ کے بھیجے۔ محمد امین خان کہ لاہور میں اپنے تعلقہ صوبہ میں گیا ہوا تھا۔ حکم  
 گیا کہ عبداللہ خان کے آنے تک ہاں توقف کرے اور اسکی ضیافت میں مقدم  
 کرے اور خزانہ لاہور سے پچاس ہزار روپے اسکے پاس پہنچا دے اور اس  
 طرح سے اسکی مہانداری میں مشغول ہو۔ جا بجا حکام فوجدار و ان کو مہمانی و  
 مسافر پروری کے لئے احکام صادر ہوئے جبکہ دار الخلافہ کے قریب آیا تو  
 بادشاہ نے جعفر خان کو اسکے استقبال کے لئے بھیجا اور اعزاز تمام کے ساتھ

و درنگ لشکرش ہی گھوڑوں سے اتر کر پیادہ پا اور سپہن کو منہ پر لگا کر مردانہ  
 کوہ پر چڑھا بعض دشمنوں کی جان لی بعض کو امان دیکر دستگیر کیا مین سو آدھن بن  
 چند معتبر ملک اوسات تھے مقید کیے۔ بادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو شمشیر خان کا اضافہ  
 منصب کیا محمد امین خان بھی یوسف زئی کے ملک میں آگیا اور اسنے انکے ساکن اور  
 موطن کی تحریک میں کوشش کی۔ بادشاہ کا حکم اس پاس آیا کہ شمشیر خان کو اوھند میں  
 چھوڑ کر اور اسکی کمک کوٹ بھج کر تم خود بہار سے پاس چلے آؤ۔ محمد امین خان نے جو کلام اس  
 جہم میں کیا انکی کیفیت یہ ہے کہ ۲۷ سبغ الاول کو موضع لکی میں پہنچا شمشیر خان کو اوھند  
 سے اپنے پاس بلایا۔ اس پاس شمشیر خان آیا اور قوم ادغازی کے ملکوں کو جنہوں نے  
 اطاعت کی تھی ساتھ لایا محمد امین انکو خلعت دیکر اپنے وطنوں کو حصدت کیا اور  
 انکو کہدیا کہ اطاعت کرو گے تو لشکر شاہی کی سطوت میں رہو گے۔ فریق یوسف زئی  
 سے قوم شیر یا شہباز گدھ سے کوہ کرہ مازنگ بجا سکونت گزرتی تھی۔ اور موضع پاکر دہ  
 کرتی تھی محمد امین خان شہباز گدھ میں گیا لشکر شاہی کوہ کرہ مار کے اندر رضا میں داخل  
 اور چند قریوں کو آگ لگا کے خاک کی برابر کیا چہ ہزار پوشی کر پڑے۔ محمد امین خان موضع بجا  
 میں آیا جو کہ سواد پر واقع ہے یہاں خوب تاخت و تاراج کی اور بہت مواشی لے  
 لی۔ اس لوٹ مار کے بعد ۲۷ سبغ الثانی کو اوھند میں آیا اور شمشیر خان کو ہم کاہتم  
 سپرد کر کے اور اپنے دو ہزار آدمی دیکر ۲۷ جمادی الاولی کو ان حدود سے مراجعت کی۔  
 ۲۷ جمادی الاولی کو جشن شمسی ہوا۔ عبدالرحمن خان بن نذر محمد خان کو پانچ ہزار روپیہ  
 اور محمد بدیع بن خسرو بن نذر محمد خان کو ہزار روپیہ اور اسکے چھوٹے بھائی باقی محمد کو  
 تین ہزار روپیہ و خوشحال بیگ کاشغری کو شمشیر با سازمینا کار و محمد منصور برادر عبداللہ  
 والی کاشغر کو خطاب صرخانی و جفیہ مرصع و ایک اٹھی اور پانچ ہزار روپیہ ملا۔ ۲۷ سبغ الثانی  
 رستم بلبلچی عبدالغفر بن خان کو خلعت فاخرہ و شمشیر مرصع با ساز طلا و ایک اٹھی اور تین ہزار  
 روپیہ اور اسکے ہمراہیوں کو ۱۶ ہزار روپیہ و خوشحال بیگ بلبلچی بجان قلی خان کو

جشن زینت

جو معتبر کتابوں پر نظر نہیں رکھتے۔

## واقعات سال پانزدہم ۱۶۶۸ء لغایت سال بست وکم

روز بروز امور شرعی کے اجراء اور اومرو مناہی الہی کے پاسداری میں بادشاہ کی  
تقدیر ٹھہرتی جاتی تھی متصل حکام جاری ہوتے تھے کہ راہداری اور پانداری وغیرہ  
موقوف کی جائے جس سے لاکھوں روپے کے آمدنی پہلے سرکار کو حاصل ہوتی تھی وہ  
سکرات کے معراج اور خرابات خالون کو موقوف کرتا تھا۔ ہنود کے معبد خالون میں  
ہر قوم کے زن و مرد زیادہ شمار کے اندازہ سے روز و تارخ معین پر جاترہ کے لئے  
جمع ہوتے تھے اور لاکھوں روپے مال کی خرید و فروخت ہوتی تھی اور اس خصوص  
بہت روپے ہر صوبہ میں داخل ہوتے تھے اسکے موقوف کرنے کے لئے حکم صادر فرمایا۔  
کلاوٹون نامی قوالون سے جو سرکار میں نوکر تھے ان سے روخوانی سے توبہ کر کے  
ان کے مراتب مناصب زیادہ کیا اور سرو دور قاصی کے منع کا حکم صادر کیا۔ کہتے ہیں کہ  
ایک جماعت کلاوٹون اور قوالون نے بڑا زور دھام کیا لولیک جنازہ کو ٹیڑھی شاخ  
اٹکایا اور اسکے آگے پیچھے روتے پیٹتے چھوڑ کے درشن کے نیچے سے گزرے۔ جب بادشاہ  
جنازہ کی کیفیت استفسار فرمائی تو کلاوٹون نے اتنا س کیا کہ راگ مر گیا ہے اس کو  
مدفون کر کے لئے جاتے ہیں بادشاہ نے فرمایا کہ اس کو ایسا خاک میں دفن کرو کہ پھر نہ  
اور ندانہ آئے۔

بادشاہان سلف کے زمانہ میں اس سال تک یہ مقرر تھا کہ بادشاہ باوجود عارضہ بدنی  
کے اپنی سلامتی کی خبر کے انشاء کے لئے ایک فوج اور کبھی دو دفعہ وقت معین میں اس  
درشن میں اپنی صورت دکھاتے تھے۔ جو دریائے جہنا پر شاہجہان آباد اور اکبر آباد  
میں مشرف ہے۔ امراء مجراہی کے سوا اس وقت رتھوں کے لاکھوں زن و مرد  
دعا و ثنا بجالاتے تھے اور قوم ہنود میں ایک گروہ درشنی مشہور تھا کہ جب شاہجہان  
درشن کے نیچے جا کر بادشاہ کی صورت نہ دیکھتا تھا۔ کوئی چیز نہیں کھاتا تھا۔ عامالکیرنے

بادشاہ کا حال

عبادت خانہ میں بلا کر ملاقات کی اور آٹھ مہینے تک جہان رکھا اور کچھ کعبہ اللہ  
 سیستان درست کر کے روانہ کیا۔ سورت تک اسکی ہر جگہ بڑی خدمت گذاری ہوئی  
 دس لاکھ روپیہ اس کی جہان داری میں صرف ہوا۔

عالمگیر کی سلطنت کے دس سال کے حال لکھنے کے لئے عالمگیر نے محمد کاظم زیادہ رہنما  
 دس سال کے بعد پادشاہ نے منع کر دیا کہ سلطنت کے حالات کو کوئی مورخ قلمبند نہ  
 کرے۔ اسلئے کوئی تاریخ اس پادشاہ کی باقی چالیس سال سلطنت کی بالا جمال اور

بہت تفصیل ایسی نہیں ہے جیسی کہ اسکے آبا و اجداد کی موجود ہے۔ جن کتابوں کی باقی  
 حال میں لکھتا ہوں یہ ہیں۔ اول مآثر عالمگیری جسکو مستحق خان خفیہ لکھا ہے زمین  
 واقعات دکن میں قلعوں اور ملکوں کی فتوح کو بیان کیا ہے مگر وہ واقعات جو ان  
 جہانگیر پر مشتمل آئے انکا ذکر نہیں کیا اچھا رخ دکھایا ہے دوسرا تاریخ چھپایا ہے۔ دوم

مفتوحہ لبا ببا خانی خان ہے۔ خانی خان کا باب سلطان مراد بخش کا ذکر تھا۔ وہ  
 عالمگیر سے ناخوش تھا اسکا بیٹا مورخ ہے جس نے باپ سے بہت واقعات سن کر  
 ایسے لکھے ہیں جنہیں صداقت کی پو آتی ہے کچھ بھی مخالفت مذہبی کے سبب پادشاہ کے  
 حائل لکھنے میں نعمت خان عالی کا بھائی بنجاتا ہے۔ اپنی تاریخ کو جو جو بناتا ہے اور عالی  
 کی مضحکہ خیز نقل کرتا ہے۔ سوم تاریخین جو مرہٹوں کے لکھی ہیں اور انگریزی میں ترجمہ

ہوئی ہیں ان تاریخوں میں افسانے اور کہانیاں بہت ہیں تاریخ کم ہے۔ چہرام  
 وہ تاریخین جو اہل فرنگ کے جو اس زمانہ میں ہندوستان میں موجود تھے ہیں جیسی فرانسیسی  
 ڈاکٹر برنیر ہے۔ یہ ڈاکٹر صاحب الشہد خان کا ملازم تھا جو ہندوستان کے امراء  
 کی مجالس و واقف یہی وہ جانتے ہیں کہ واقعات ملکی کی درستان سرائی کی طرح عجیب

میں ہوتی ہے اور کیا نظر فیشن آئین خرچ ہوتی ہیں اس جنبی ڈاکٹر نے اس اپنے  
 اقا کی مجلس میں جو باتیں سنیں انکو سچ سمجھ کر اپنے فرانسیسی مانع سے عقلی تکیہ نہیں لگائے  
 ایک ایسی دلچسپ تاریخ لکھ دی جسکے مطالعہ سے وہ آدمی مغالطہ میں پڑتے ہیں۔

تقویم مقرر کرنے کا اور دفتر میں تقویم رکھنے کا رواج برطرف کیا۔ اہل دفتر نے عرض کیا کہ تاریخ ماہ شمسی کا حساب رو تقویم محرر رکھتے ہیں جواب ممنوع ہوا تو حساب طلب تنخواہ بغیر تقویم جاری نہیں ہو سکتا تو فرمایا کہ

لاول لب لا ولا لا شمس مہ است للی وکط وکط لالی شہور کو نہ است  
 پر حساب کر کے شمسی مہینوں کے سرشتہ کو نگاہ رکھیں۔ اس حکم سے حساب میں الجھڑ گیا اور جن منصبیوں کو برسوں کے بعد تنخواہ ملتی تھی انکو دس بارہ روز تنخواہ کا نقصان ہونے لگا۔

امور ملکی و مقدمات جزئی و کلی میں قصبات ایسے مستقل ہوئے کہ امیران عمدہ صاحب مدار سلطنت کو آپرر رشک حسد ہوا چنانچہ قاضی عبدالوہاب احمد آبادی کہ قاضی القضاات پادشاہی تھا اس نے اس قدر استقلال اور اعتبار پیدا کیا کہ تمام امراء با نام و نشان اسے اپنی حفظ آبرو کا ملاحظہ کرتے تھے۔ جہاں خان ثانی کہ جو پادشاہ کی خدمت میں بڑا گستاخ تھا وہ ہمیشہ قاضی کی خدمت کے درجے رہتا تھا۔ چنانچہ راوی فقہ و محرمان خاندان قاضی سے سنا گیا کہ جن ایام میں جہاں خان قہم دکن میں مامور ہوا اور حضور سے مرخص ہوا اور اس کی مساعیت کی درخواست پادشاہ کی مرضی سے زیادہ کی اس ضمن میں اسکو خبر پہنچی کہ میں چار لاکھ روپیہ کا جواہر اور اسباب شہیر و اکبر آباد اور مال قاضی احمد آباد کے بیوا پاروں کے مال تجارت کی ہمراہ آیا ہے اور قافلہ میں داخل ہوا ہے تحقیق کرنے کے بعد جب مال کو لے لیا اور سپاہ میں تقسیم کر دیا جب پادشاہ سے یہ حال عرض کیا گیا اور تحقیقات شروع ہوئی تو جہاں خان نے عرض کیا کہ سودا گروں کا مال ازراہ اضطرار بطریق قومن لیا ہے کہ اسکا جو منافع قاضی صاحب تجویز کریں گے وہ میں ادا کروں گا۔ قاضی نے مصلحت کار سمین جاتی اور کاوش نہ کی جو وقت جہاں خان کی رخصت کی تجویز ہو رہی تھی کہ دکن کے اخبار نویسوں کے نوشتہ سے معلوم ہوا کہ سیوا جی نے

اسکو بھی نام شروع جان کر پھر وکے کے نیچے آدمیوں کے جمع ہونے کو موقوف کر دیا اور  
جھڑو کہ مین خود بیٹھنا چھوڑ دیا۔

آغاز سال دوازدہم کی ابتدا میں بادشاہ نے سنا کہ برہانچہ مین محلہ احدی پورہ اور  
کھڑکی پورہ آپس میں عداوت سمجھتی رہتی ہیں۔ ایام عاشورہ میں احدی پورہ آدمی  
ہر سال گشت کے واسطے تابوت نکالتے ہیں ہر دم کھڑکی پورہ پر اور اوجھل  
پر غالب تھے گشت کے وقت تابوت کے ساتھ دوسو سے زیادہ سوار زرہ پوش اور  
بند و فچی باہر نکلتے تھے۔ اکبریات کو تابوت کے گشت کے وقت کھڑکی پورہ کے  
آدمیوں سے اسکا مقابلہ ہوا۔ بہر چند کھڑکی پورہ کے آدمیوں نے اپنے تابوت کی  
گشت کی راہ کو بدل کر احدی پورہ کے تابوت کے مقابلہ سے بچا یا۔ مگر احدی پورہ  
کے آدمیوں نے جہالت سے اسکی راہ کو دو دفعہ روکا۔ جامع مسجد کے نزدیک  
واقع ہوئی۔ ایسی جنگ عظیم ہوئی کہ کھڑکی پورہ والوں کے ساتھ بہت سے تماشائی  
شریک ہو گئے۔ اس قدر آدمی انکی اعانت کے لئے دروہام پر چڑھ گئے کسی کا اندازہ  
کے گھر پر سفالی باقی نہیں رہی اور پچاس احدیوں سے زیادہ قتل ہوئے اور سو نفر  
زخمی ہوئے۔ پچاس چالیس ہزار روپے کے مرورید اور قمیشتہ تابوت اور شد سے احدی پورہ  
کے لٹ گئے۔ بادشاہ نے اس واقعہ کو نہ حکم دیا کہ تمام صوبوں میں لکھا جائے ایام  
عاشورہ میں کوئی تابوت نہ بنائے اور نہ اسکا گشت کر لے۔ بادشاہان سائو کے  
جہد میں شاعر و نجم زیادہ اعتبار رکھتے تھے خصوصاً شاہجہان کے عہد میں اور ہر اکبر شاہ  
جہد میں ایک ملاک الشعراء ہوتا تھا۔ اور وہ پائے تخت میں حاضر رہتا تھا۔ مصالحہ کرانے  
دفتر دیوانی کا جزو مخمین کا گروہ سمجھا جاتا تھا۔ وہ بادشاہ کے روشناسوں کو ہوتے تھے  
انکو یہ کام سپرد تھے فضول اربعہ کی تحقیق اور ماہیہا و شمشیر سرشتہ حساب و تحواد  
یتول جاگیر داروں اور نقدی احدیوں و توغایہ کی اور تقریر حاجت کے موافق  
تقویم بناتی وہ سب موقوف ہوئے۔ شعر کہنے سننے کا اور ساعت از روئے

کہ اس صورت میں کہ مجھے زندہ قیدی کر کے بھیجے یا میرے سر کو کاٹ کر ارسال کر دی  
دو صورتوں میں یہ دونوں جو اہر بے بہا میرے ہاتھ نہ آئیں گے۔ یہ میں ہوں اور  
یہ میرا سر ہے تو ہم برگشتہ ان کے سر سے ہاتھ اٹھا۔ علی قلی خان نے یہ سوچا کہ معلوم  
نہیں کیا ہو سو دس لاکھ کو امید نہ یہ پر چھوڑنا صحت نہیں ہے۔ اسلئے وہ دو سو  
لکھ بے بہا لے لئے۔ اور تہدید آمیز تقیتش کے بعد تمام فقیروں اور سافروں کو چھوڑ دیا  
سیوا جی اس خلاصی کو دوبارہ عمر بانا چھا جیسے کہ مرغ قفس میں بھینسا ہوا چھوٹ کر  
اڑتا ہے۔ اس طرح وہ فوجدار کے دام سے چھوٹ کر بنارس کی طرف اڑا۔  
اگرچہ وہ خود پیادہ چلنے میں ہر کاروں کی زیادہ چلتا تھا۔ مگر سنبھا کم عمر بچی تھی  
تھا اس کے پاؤں میں چھالے پڑے وہ اسکے پاؤں کی زنجیر بنا۔ سیوا جی کے  
باپ دا جب بنارس میں آئے تھے تو موروٹی بروہت کب کس کو بلایا تھا۔ حسب  
اسم و رسم ہنود کا یہ ضابطہ ہے کہ جس مکان میں جائزہ جاتے ہیں وہ ایک ہمن کو  
اپنا مہری خط لکھ کر دیدیتے ہیں جو انکی خدمت کرتا ہے وہی ہمیشہ انکی اولاد کی  
خدمت کیا کرتا ہے سیوا جی نے ہنگو تلاش کر کے پیدا کیا اور اپنے بیٹے کو اسکے  
حوالہ کیا۔ کچھ جواہر اور اشرفیان دین اور سفارش کی کہ اگر میری جیات وفائی  
اور میں اپنے مکان کو پہنچا تو میں تمہیں خط لکھوں گا تم سنبھا کو اپنی ساتھ لے کر جس  
راہ سے کہ میں بتاؤں اس راہ سے میرے پاس پہنچا دینا ورنہ تمہیں اور بیٹے کو  
خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ کبھی تو پسر کی خواہش اور اسکی مادر کی تحریر پر زہار اپنی  
جگہ سے حرکت نہ کرنا۔ اس برہمن کو جو کب کس کو لایا تھا چند سال کا خرچ  
دیکر سنبھا کے ہمراہ کیا اور خود بنارس کو روانہ ہوا اور کہیں داخل ہوا۔ دو گھنٹی  
رات رہی تھی وہ گنگا نہانے گیا ابھی ڈارھی منڈانے اور نہانے سو خاسخ نہ ہوا  
اور تباہی کی باقی تھی کہ سیو کے گرفت و گیر کا غلبہ ہوا اسلئے ایک برہمن کو زور دیا  
دیا اسنے جلد نہانے سے خالی کر دیا اور وہ روانہ ہوا۔ القصہ سیوا بنارس سے بہار

بہت فساد مچا پایا ہے تو جعفر خان اور جہایت خان کی طرف منہ کر کے بادشاہ  
 نے فرمایا کہ اس کا فوجیہ لے پاؤں اپنی حد سے باہر بہت نکالا ہے۔ اس کے  
 استیصال کا فکر ضرور ہے۔ جہایت خان نے جواب میں التماس کیا کہ فوج کی حاجت  
 اور لشکر کے تعین کی ضرورت نہیں ہو۔ اعلام قاضی کفایت کرتا ہے۔ بادشاہ نے  
 بیدماغ ہو کر خلوت میں جعفر خان سے فرمایا کہ جہایت خان کو سمجھا دیں کہ سردیوان  
 ایسے لغو کلمات عرض نہ کیا کرے۔

سیوا جی کا حال فرار ہونے کے بعد خانی خان یہ لکھتا ہے کہ سیوا جی مہرا سے ہمیں  
 بدل کر روانہ ہوا۔ ڈاڑھی موچھ منڈائی۔ اپنے سپر خرد سال کو ہمراہ لیا۔ چالیس چاس  
 ہر کارے اور نوکر چاکر ساتھ تھے۔ سبک منہ پر جعبوت ملی ہوئی تھی۔ اور ہندو  
 فقیر و ن کی صورت بنائی چون سیٹھوں کو مخجوف کیا تھا اور ان کے اندر میں قیمت  
 جو اہر اور کچھ اشرفیوں کو اتنا بھر لیا تھا۔ کہ لکڑیوں کو ہاتھ میں لے جاسکتے تھے ان کے  
 سروں پر شاہین لگا دی تھیں۔ پرانی جوتیوں کے تلون میں کچھ اشرفیان  
 سہی دین۔ یہ فرقہ مختلف الوضع بیراگی و گسائیٹن ادا سی بنا اور الہ آباد سے ناس  
 کو چلا۔ ایک دانہ الماس میں قیمت چند یا قوت کے دانوں کے ساتھ موم میں بند  
 کر کے ہر کاروں کی پوشش میں سی دیا۔ اور اور جو اہر بعض ہر اسیوں کے منہ میں  
 رکھ لئے۔ یہ کوج کر کے ایک مکان میں پہنچا جہاں کے فوجدار کو کبل کے کہتے  
 اور بادشاہ کے احکام پہنچنے سے سیوا کے فرار کا حال معلوم ہو گیا تھا فوجدار  
 سیوا کے فرار ہونے کی اور ان فقیر و ن کے تین گروہوں کی آنے کی خبر یا کر ان  
 سب فقیر و ن کو مقید کر لیا اور تحقیقات شروع کی ایک روز ایک رات تک  
 مقید مسافروں کی ایک جماعت کے ساتھ قید میں رہا۔ دوسرے روز ادا سی رات کو  
 سیوا خود تنہا خلوت میں فوجدار پاس گیا اور قرار کیا کہ میں سیوا ہوں۔ دودنہ  
 الماس یا قوت لاکھ روپے کی قیمت کے میرے پاس ہیں تو یہ جانتا ہے کہ

سیوا جی کا حال اسکے فرار ہونے کے بعد



حوالہ کر کے انکو خصمت کیا۔ عبداللہ شاہ کے بعد ابو الحسن اسکا جانشین ہوا۔ ایک روایت یہ ہے کہ ابو الحسن کی فرزندانی کو سال اول دوم تین چار میں آیا اور اس سے ملاقات کی اور بلہ فزوی کی۔ قلعہ گبری سے فراغت پا کر وہ بدستور سابق قلعہ را جگہ میں نقل ہوا اور از سر نو علم بغاوت بلند کیا۔ انگریزی تاربخون میں مرہٹوں کی اور خانی خان کی تاربخون سے یہ نقل ہوتا ہے کہ راجہ جین سنگ نے یہ جانا کہ بیجا پور سے مراجعت کے بعد دکنیوں کے ہجوم اور عدم ذخیرہ سے مفتوحہ قلعوں کا قلعہ داروں کے ہاتھ میں رہنا مستحضر ہے اسلئے اسنے مصلحت توپ خانہ جو ہمراہ لینے کے قابل تھا ساتھ لیا۔ باقی کو کہا کہ سپاہ لوٹ لے یا آگ لگا دے اور برج و بارہ جو لائق سہار کرنے کے تھے انکو ڈھسا دیا اور وہاں کو کچ کر کے اوزنگ آباد کو چلا۔ موروثیت کو یہ موقع ہاتھ آیا کہ اسنے ان قلعوں کو دوبارہ ملے کیا۔ مرمت کرائی انھیں آدمی مقرر کئے اور پادشاہی آدمی نکال دیئے بغرض سیوا جی کھانے سے پہلے بہت قلعے فتح ہو گئے تھے اسنے ان کو ملک کوکان میں ولایت کلیان کو فتح کر لیا۔

سیوا جی نے بندر سورت پر تاخت کی اس میں کروڑوں روپے کے نقد غنیمت حاصل ہوئی۔ اور ہنود با نام و نشان اور سلمان آبرو طلب زن و مرد اسے ہاتھ آئے۔ سورت کو باب الحج کہتے تھے۔ اسکا لشکر حاجیوں کے حج کا مانع تھا۔ اسلئے بادشاہ کو یہ واقع نہایت ناگوار ہوا۔ اسنے حکم دیا کہ بندر سورت کے اطراف میں قلعہ مہرناہ بنائیں جو پہلے نہ تھا۔ اور دلیر خان و خان جہاں بہادر سیوا جی کی تنبیہ کے لئے متوجہ کئے کہتے ہیں کہ سیوا نے بارہ ہزار عربی و کچھی گھوڑے جمع کئے۔ سواروں کو ان گھوڑوں کا باگیر سنا کے افواج کو بھیجا پہلے جو اسنے نئے قلعے درمل میں بنائے تھے انکو بارہ سو نو تعمیر کیا جسکی کشیدہ تیار کریں اور انکے قلعوں کے نیچے رکھا اور راہ ولایت اور کعبۃ اللہ کے جہازوں کو لوٹنا شروع کیا۔ قلعہ را جگہ سیوا جی کا قدیمی ملجا تھا۔ جب اس کے اطراف کے بند و بست سے خاطر جمع ہوئی تو اسکو یہ فکر ہوا کہ را جگہ سے زیادہ کسی قلعہ کی

راجہ جی سنگھ

۵۴۹ (۱۱۴۰ھ) (۱۷۲۷ء) (۱۷۲۷ء) (۱۷۲۷ء) (۱۷۲۷ء) (۱۷۲۷ء) (۱۷۲۷ء) (۱۷۲۷ء) (۱۷۲۷ء) (۱۷۲۷ء)

و پٹنہ و جاندہ کی راہ سے قصبہ چیدرا آباد میں عجلہ اللہ قطب الملکک پاس پہنچا اور  
افسانے اوتھوں کی انگیز و ابلہ فریب سے اسکو ایسا سنبڑا بخ دکھلایا کہ وہ اس پر زلفیہ  
ہو گیا۔ سیوا جی فن قلعہ گیری میں مشہور تھا۔ عجلہ اللہ قطب الملکک نے ان تمام  
سرحدی قطب ہائے طعون کے لئے سیوا جی کو متعین کیا جو عادل شاہیہ نصر ف میں جلو گئے  
تھے اسنے عجلہ اللہ سے قسم عہد و پیمان و قرار کئے کہ اگر فوج و مصالح قلعہ گیری میری  
ہمراہ کیا جائے تو قلعے جو بیجا پور یوں کے نصر ف میں ہیں انکو جاگیر تھوڑے دنوں میں استخراج  
کر لیتا ہوں اور تمہارے منصوبوں کو جو میری ہمراہ تم کر دو گے انکو حوالہ کر دوں گا اور  
سوائے تمہارے قلعوں کے چند میرے قلعے جو کہ عالمگیری کے آدمیوں نے لئے ہیں اگر ان کو  
تمہارے کمال و مصالح سے بہتر نصر ف میں لاؤں گا تو میں تمہارے احسان مانوں گا  
اور آپ کا بندہ دست گرفتہ اور غلام زر خریدہ رہوں گا۔ عجلہ اللہ شاہ نے  
عاقبت مبنی اور اس غدار کے افعال پر نظر نہیں کی جمعیت شائستہ مصالح  
قلعہ گیری اور چند آدمی قلعہ داروں کے قابل سرفوج قرار دیے اور انکو سیوا جی کی اعلیٰ  
ورفاقہ کے لئے سفارش کی سیوا جی قلعہ گیری میں بدبضار کھتا تھا فوج بیکار  
جس قلعہ کے نیچے وہ جاتا اسکو طرح طرح کے حیلوں و تدبیروں سے چند دنوں کی  
محاصرہ میں لے لیتا قلعہ کے سپر کرنے اور قلعہ دار ہونے کے لئے عجلہ اللہ شاہ نے جو آدمی  
اسکی ہمراہ کئے تھے اسنے جگہی چیری باتیں کہہ دیتا کہ تم میری قوت بازو ہو اس  
قلعہ سے بہتر قلعہ کو سپر کروں گا بیرون امیدوار کر کے جس نے نقد جو قلعہ میں سوا تھا  
لگتا انکو دیدیتا اور انکو دم دیکر دوسرے قلعہ پر لے جاتا سنا رہ اور سنا رہ وغیرہ  
دس بارہ قلعے فتح کئے۔ بیجا پور کے قلعے ایسے مشہور کہ لاکھوں روپے خرچ ہو کر  
برسوں میں فتح ہوتے اسنے تھوڑے دنوں میں اپنے نصر ف میں کر لئے۔ راجہ  
جے سنگھ و لیرخان اور بندہ مار پادشاہی کی سہی سے قلعوں راجلڈھ وغیرہ کی  
انجیان خود اسنو حوالہ کیں مگر ان پر پھر اپنا نصر ف کر لیا۔ عجلہ اللہ شاہ کو کروں کو

سیوا جی فن قلعہ داروں -

اورنگ زیب کی سیوا جی کے صلح کا ہے یہ دونوں ملکی جوڑ توڑوں میں ایک دوسرے کے استاد تھے۔ اس صلح کا حال بعض مورخ انگریزی مرہٹوں کی تاریخوں سے نقل کرتے ہیں کہ پادشاہ نے راجہ جسونت اور شاہزادہ محمد معظم کو بہت تاکید کی لکھا تھا کہ سیوا جی سے بظاہر ملے رہنا عین صلیحت ہی مگر جسونت قابو چلے اسکا قید کرنا یا قتل کرنا واجب ہے بلکہ یہاں تک ایت کی کہ میری حکومت سے بغاوت اور نفرت جتانانا اور خفیہ جداگانہ مرہٹوں سے ملتے جلتے رہنا۔ غرض یہ صلح اسکے بھینسانے کا جال تھا۔ مگر سیوا جی سیوانا تھا اس جال میں آتا تھا بعض مورخ انگریزی یہ بیان کرتے ہیں کہ سیوا جی کی ملاقات راجہ جسونت سنگھ سے دہلی میں ہوئی تھی۔ وہ راجہ کے مزاج سے خوب واقف تھا۔ اور راجہ اسوقت شاہزادہ محمد معظم پر بالکل مسلط تھا۔ راجہ کشا ہندو تھا۔ اب تک اسکا ایک خطا اورنگ زیب کے نام کا ہنر یہ کہ باب میں راجہ کو لاہور کے پاس موجود ہے۔ یہ خط سیوا جی نے اسکو لکھ کر دیا تھا۔ وہ ہندوؤں کی سلطنت کا بے شک لمانوں کی سلطنت کے زیادہ نیک خواہ تھا بڑا رشوت ستان تھا سیوا جی نے جانا کہ راجہ اور مرزا دونوں کو زبردستی سے خوب مطلب برآری ہوگی۔ انکو بہیدریغ خوب و پید دینا شروع کیا۔ شاہزادہ محمد معظم کو اپنی تقصیرات کا شفع بنایا اور ایک عرصہ داشت اپنی دولت خواہی کی جبین لکھا تھا میں ہمیشہ حضور کی خیر خواہی اور اطاعت و فرمان برداری و خدمت گزاری کروں گا گو میری خدمات کی پہلے قدر نہیں ہوئی۔ پادشاہ اسکی درخواست منظور کی اور سیوا جی کو راجہ کا خطاب یا اور اسکے بیٹے بھٹا بیخیزاری کا خطاب ملا اور ملک برائیں ایک نئی جاگیر دی جبین سیوا جی کی طرف سے اول دفعہ ایک مرہٹہ کلکٹر راؤ جی سومناٹھ مقرر ہوا اور اسکی جاگیر کے نزدیک یونہ و چاکند و سوپہ واپس دیے گئے۔ مگر یہ ڈراؤ اس پر رکھا گیا کہ قلعہ سنگا گڈ اور پورندھر میں پادشاہی فوج فرمان روا رہے۔ سیوا جی نے اسکو دنگ آتا

رہنے کے واسطے کوئی قلعہ بنانا چاہیے۔ بہت تلاش کر کے اٹھنے کوہ راہیری میں اس کی پہچان کی وہ دامن کوہ سے قلعہ تک نہیں کوہ ارتفاع رکھتا تھا اور ۴ کوہ ومان سودریا شور تھا اور دامن کوہ سے دریا کا ایک شعبہ سات کوہ پر تھا اور اس طرف کی طرف میں بندر سورت کی راہ دس بارہ کوہ خشکی میں تھی اور را جگہ ٹھہ یہاں سے جاپانچ منزلی تھا۔ یہاں پانچ جہینے برابر مہینہ برستا تھا۔ اس کوہ کا تعلق نظام الملکی کو کسے تھا۔ یہاں قلعہ سننے بنایا اور برج و بارہ اسکے کمال قلعہ بنائے تھے را جگہ ٹھہ کوہ ہنا چھوڑ دیا۔ قلعہ راہیری (راہو گد ٹھہ) کو اپنی پہچان کی جگہ بنایا۔ جب قلعہ تیار ہو گیا اور تو بہن اسپر گائین اور اطراف کی آدھو شد کی راہ مردود ہوئی۔ صرف ایک راہ قلعہ کی رکھی تو ایک دن جمع کیا اور زر کی تھلی اور سوہون کا آٹھ طلائی مہران میں رکھ دیا اور منادی کی کہ سوار اس راہ کے جو مقرر ہوئے ہے اگر کوئی شخص سبزی راہ سے قلعہ کے اوپر بلا مدد زینہ و کمان کے مع نشان جاے تو وہ زرا اور سونے کا کرہ لے لے۔ ایک ڈھیر آیا اس نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو میں پہاڑ پر مع نشان کے جا کر قلعہ پر نشان نصب کر کے چلا آؤں۔ سید اس کی پہچان دی۔ اس نے قلعہ پہ جا کر نشان نصب کر دیا اور جلدی چلا آیا سید اس نے حکم دیا کہ خلیفہ زرا اور کرہ طلا اس کو دیدن۔ اور اسکے پانوں کے بند کاٹ دیں۔ اس نے کو اس نے بند کر دیا۔ جیسنگہ کی جگہ دکن کا مسو بہ سلطان معظم مقرر ہوا اور جسوزت سنگ اسکے ساتھ بھیجا گیا ان دونوں کے اوصاف کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

جو کار ساز شوق کے پردوں میں ہوتے ہیں ان کی اصل حقیقت اس سے نہیں کھلتی کہ جو سازش کرنے والے ہیں وہ تو سازش کا حالی صحیح بیان نہیں کرتے اور اگر سچ بھی کہتے ہیں تو ان کی دغا بازی اور مکاری کے سبب اعتقاد میں ہوتا اور سازش افشا میں متحقق جو اپنی عقل دھڑا کر رائیں لگاتے ہیں ان میں کوئی کچھ لکھنا ہو کوئی کچھ کہنا ہے اس خلاف سے کوئی صحیح متحقق نہیں ہوتا بس اسی قبیل کا معاملہ۔

جو تیار اور سازش کی

فتح کرنا قلعہ پورندھر کی طرح آسان نہ تھا۔ مور و پست کو اہل قلعہ نے ہٹا دیا اور  
 اسکے ایک ہزار آدمیوں کو مار ڈالا۔ اہل قلعہ کو امید تھی کہ جنیر سے انکی کمک آئیگی وہ  
 نہ آئی دوسری دفعہ حملہ کیا اور دو مہینے تک محاصرہ رکھا اور اسکو تسخیر کر لیا۔ غرض  
 تمام ولایت کلیان پر سیوا جی کا قبضہ ہو گیا۔ سیو نیری کی فتح کرنے میں سیوا جی  
 کا مہیا نہیں ہوا۔ چنچرا کو بھی فتح نہ کر سکا۔ جسکا بیچو حال خانی خان کی کتاب سے  
 لکھا جاتا ہے۔

ابتداء میں کوکن نظام الملکی سے راجپوری کی اطراف تعلق رکھتی تھیں جب شاہجہان کا  
 اسپر تسلط ہوا۔ تبجا پور کا ملک جو تازہ تصرف میں آیا تھا اسکو کوکن نظام الملکی سے  
 بدل لیا تھا اور عادل شاہ کو وہ مرحمت کیا تھا۔ اس ضلع کوکن میں عادل شاہ کی  
 طرف سے فتح خان افغان حاکم تھا۔ اور قلعہ زندار (دھندار) راجپوری کا نصف دریا  
 شور میں واقع ہے اور نصف خشکی میں ہے اسکا حاکم نشین تھا اور قلعہ جزیرہ جو دریا  
 شور کے اندر ماپو میں تھا وہ گولہ رس فاصلہ پر زندار راجپوری سے تھا وہ کمال حکم  
 تھا۔ اس نواح میں ملک پر جسوقت غنیم کا غلبہ ہوتا تو یہاں کا فوجدار اس قلعہ میں پناہ  
 کے لئے چلا جاتا۔ زندار راجپوری سے راجپوری بس کر وہ پر تھا۔ جب اسکو  
 سیوا جی نے اپنے رہنے کی جگہ مقرر کی تو اس نواح میں سات اور چھوٹے بڑے  
 قلعے اپنے تصرف میں کر لئے اور زندار راجپوری کی تسخیر کا ارادہ کیا جب فتح خان  
 نے سیوا کا غلبہ دیکھا کہ سب تلون پر غالب ہو گیا ہے تو اس باختم ہو کر...  
 زندار راجپوری کو چھوڑ کر قلعہ جزیرہ میں چلا گیا اس جزیرہ کو مرہٹے چنچیر کہتے ہیں۔  
 سیوا جی نے یہاں بھی فتح خان کا قافیہ تنگ کیا تو وہ اس فکر میں تھا کہ لمان کا  
 قول لیکر جزیرہ بھی غنیم کو سپرد کر دے اور خود اپنی جان سلامت باہر لے جائے  
 فتح خان کے تین غلام حبشی سیدی سبیل و سیدی باقوت و سیدی خیرت تھے  
 اور انہیں سے ہر ایک کے ہمراہ دس دس حبشی قواعد دان سنباہی ہمراہ تھے

سیوا جی کی حبشیوں سے آرائی۔

مین محمد معظم پاسبان سنبھاجی کو سواروں کے ساتھ روانہ کیا۔ مگر کم عمری کے سبب اسکو آلتا ملالیا اور اسکی جگہ کتوجی گوجر کو پر تائب کا خطاب و سرنوبت سواروں کا منصب دے کر بھیجا۔

بیجا پور اور گول کنڈہ کے رئیسوں سے پادشاہ کی صلح ہو گئی تھی اسلئے اسلئے پہلے تک وکن من امن رہا۔

عالمگیر سیانادان نہ تھا کہ وہ وقت پر اپنی تدابیر کی ناکامیابی کو سمجھتا جو وقت اسکو معلوم ہوا کہ اس صلح سے سیواجی بھندے مین نہ بھینا تو اسنے حکم دیا اسکی گرفتاری حکم دیا۔ اس سب سے صلح کا عہد ٹوٹ گیا اور سیواجی نے پھر اپنا پرانا طریقہ اختیار کیا۔ اول اس قلعوں سنگ گڈھ اور پورندھر کو فتح کرنا چاہا جسکے نسبت اسکی آمد و رفت چاکنہ اور پونہ سے مدد دیتی سنگ گڈھ کا قلعہ پونہ کے پاس تھا۔ اسکی عظمت کا خیال اور رنگ ریل و سیوا دونو کو تھا۔ پادشاہی راجپوتوں کی فوج۔۔۔

نہایت تجربہ کار افسر و دے بھان کے ماتحت اس قلعہ کی حراست کرتی تھی۔ تناجی مالوسری نے مالدیوں کو ساتھ لیکر اس قلعہ پر دھاوا کیا۔ پہارٹوں کی بلندیوں کو زینوں پر چڑھ چڑھ کے گھیر لیا۔ راجپوتوں کی سپاہ بڑی دلاوری سے لڑی اور تناجی کو مار کر گرا دیا۔ اور دشمنوں کی تہائی فوج ۳۰ آدمیوں کے قریب کو ٹھکانے لگایا۔ مگر مڑے مکر بھی نہ بٹے اور آخر کو بڑی بہادری اور شجاعت سے قلعہ کو لے کر اٹھے باج سورجپوت مع افسر کے کشتہ ہوئے۔ سیواجی اس قلعہ کی فتح سے بڑا خوش ہوا۔ مگر جب اسنے سنا کہ تناجی مارا گیا تو بڑا غمزدہ ہوا۔ اور اسنے کہا کہ بھٹ ماتھے آیا اور شیر مارا گیا سیواجی کی عادت نہ تھی کہ وہ ایسے موقعوں پر کسی کو ہتھ دیتا لیکن اس فتح نمایان کی خوشی میں ہر ناولی کو چاندی کے کرٹے عطا کیے اور افسروں کو نیکے جمال انعام دیا۔ سورما جو کو قلعہ دار مقرر کیا۔ سنگ گڈھ کے فتح ہونے کے بعد قلعہ پورندھر بھی لے لیا اسنے کچھ بڑا مقابلہ نہیں کیا۔ کوئکن مین قلعہ مہو کی

صلح کا وقت اور سیواجی کا قلعوں اور ملک کا ذکر کیا۔

اور منصوبہ بازی میں ممتاز تھا کشتیوں اور مصالح جنگی کے جمع کرنے میں قلعہ کے  
 برج و بارہ کی تعمیر میں اور دریا نوردی میں وہ پہلے سے زیادہ کوشش کرنے لگا اور  
 شب روز صلح و صلح و صلح رہنے لگا۔ مگر اس نے غنیمت کی کشتیوں کو دریا پر کپڑا لیا اور  
 بہت مرہٹوں کے سرکاٹ کے بندر سورت میں بھیج دیے اور خانبہان کو عرض کیا  
 بھیجی۔ خانبہان بہادر کی تجویز سے اس کے بے ہم اضافہ ہوئے۔ وہ ہمیشہ منصوبہ میں  
 رہتا تھا کہ قلعہ دندارا جپوری کو سیوا جی کے قبضہ سے نکالے اسنے ہوائی توپوں  
 بہم پہنچائیں اور رات کو انکو درختوں پر لگا کے دندارا جپوری کی طرف چھوڑا۔  
 اسی طرح سیوا جی قلعہ خبریہ کی تسخیر کے فکر میں رہتا تھا۔ اور اپنے ہمراہ سرداروں  
 سے جو فن قلعہ گیری میں ممتاز تھے وعدہ کرتا تھا کہ جو اس قلعہ کو فتح کرے تو اسکو  
 ایک من سونا مع اور لوازم انعام دونگا۔ ہو لمی کے دنوں میں سیوا جی نے قلعہ خبریہ  
 سے تین کروہ پر ایک مکان ٹھہرنے کے لئے تجویز کیا تھا اور قلعہ خبریہ کی تسخیر کی  
 دھن میں رات دن رہتا تھا۔ اکہا رات کو حصار دندارا جپوری میں ہندو  
 ہو لی کھیل کر مست پڑے تھے کہ سیدی یا قوت نے چار پانچ سو آدمی مع  
 قلعہ گیری وزینہ و کمند سیدی خیریت کے ہمراہ خشکی کی طرف تعین کئے اور خود  
 نہیں جا پس شتیان مصالح یورش سے بھری ہوئی لے کر دریا کی طرف سے پائے  
 حصار میں پہنچا۔ دونوں آپس میں کچھ اشارے مقرر کر لئے تھے ان مقررہ اشاروں  
 پر کام کرتے تھے۔ قلعہ کے آدمیوں کو انہوں نے غافل پایا سیدی خیریت نے خشکی  
 کی طرف سے صدارے یورش بلند کی۔ اور ہندوؤں نے خبر پا کر بہت محجوبی سے  
 دفعہ کرنے پر متوجہ ہوئے و سیدی یا قوت نے اکاب جاننا زون کی جماعت لی اور  
 کمند وزینوں کے ذریعہ سے جو کشتیوں پر پائے حصار تک لگے ہوئے تھے  
 جلدی و چابکی سے صدارے پر چڑھنے لگے انہیں کچھ آدمی ڈوبے کچھ قتل ہوئے۔  
 مگر حصار اندر پہنچ گئے اور مارو پکڑ کاغل مچایا اسی حال میں چند نفر

جزیرہ کے بند و بست کا اور اکثر کاموں کا اختیار انکو تھا۔ ان تینوں کو عینم کے غلبہ پر اور فتح خان کے اسرار و دہ پر اطلاع ہوئی کہ وہ قلعہ جزیرہ کو سیوا جی کے حوالہ کر دیا۔ تو انہوں نے باہم مصلحت کی کہ جس صورت میں قلعہ جزیرہ کا مرہٹوں کے تصرف میں چلا جائیگا تو خدا جانے ہم پر وہ کیا ظلم توڑے گیے بہتر یہ ہے کہ فتح خان کو دستگیر کر کے مقید کر دیں اور یہی سبیل کو اس ضلع کی سرداری اور حکومت دین چنانچہ سلسلہ جلوس میں حبشیوں نے فتح خان کو غافل کر کے اسکے پانوں میں رنجیر ڈالی اور ساری حقیقت عادل شاہ کو لکھی اور خان جہان بہادر صوبہ داردکن کو بھی اسکی اطلاع دی اور بادشاہ کی بندگی کی استدعا کی اور بند رسورت اور دریا کی راہ سے لکھا طلب کی خان جہان بہادر نے جواب عنایت آمیز بھیجا اور ان تینوں حبشیوں کو منصب خلعت عنایت کیا اور پانچ ہزار روپیہ مدد خرچ کے لئے نقد عنایت کیا اور جاگیر تحصیل نواح سورت میں عطا کی جس سے سیدی سبیل مستطہر و مفتخر ہوا۔ سیوا جی کے شر کے دفع کرنے میں کمر بستہ ہوا قلعہ کے بیچ کی کشتیاں جو مرست طلب ہیں انکی درستی کرائی اور دریا نوردی کے قصد سے جنگی کشتیاں جمع کیں اور ایک ایک کو قلعہ دنداراجپوری کے کشتیوں پر حملہ کیا اور دوسو نفر خلاصی اور جنگی پیادے بکڑ لئے انہیں سے سو مرہٹے تھے جنکو سیوا جی نے بھی مقرر کیا تھا۔ انکے پانوں میں پتھر باندھ کے پانی میں ڈلو دیا۔ اس دن سے وہ سیوا جی اور حبشیوں میں شدید عداوت ہو گئی۔ سیوا جی نے چالیس بجائیں جنگی کشتیاں ترتیب دیں اور قلعہ قلابہ و گندیر مستحکم کیا۔ یہ نئے قلعے بڑے دریا پر اسکے بناء سے ہوئے تھے۔ فریقین میں دریا پر لڑائیاں ہوتی تھیں جن میں غالب ہتو۔ سیدی سبیل کو نہ صدی کا منصب ملا۔ وہ مر گیا اور مرنے کے وقت سیدی باقوت کو اپنا قائم مقام بنایا اور حبشیوں کو بالاتفاق اسکی اطاعت و رفاقت کے لئے سفارش اور وصیت کی۔ اپنی قوم میں سیدی باقوت جو ہر شجاعت و رعیت پروری اور آباد کاری اور



اور مسلمان کیا اور بدھ اور بہت عورتوں کو چھوڑ دیا اس وزیر سیوا جی کو دل  
میں حبشیوں کی ہیبت بیٹھی کہ سولے قلعہ راہیری کے محفوظ رکھنے کے کسی دوسری قلعہ کا فکر  
نہ کیا قلعہ دندانچوری اور اور قلعوں کی فتح کے بعد بادشاہ زادہ <sup>مظفر</sup>  
صوبہ دار دکن اور خان جہان بہادر کی خدمت میں قوت کی عرضداشت پہنچی انہوں نے  
خلعت و خطاب فی اوصاف سیدی یا قوت و سیدی خیریت کو مرحمت کیا۔  
حبشیوں کا باقی حال آئندہ لکھا جائیگا۔

سیوا جی نے سنبھا کو الہ آباد میں کیکلس نادر دارپاس چھوڑا تھا سیوا جی نے کیکلس کلاں  
خط بنایا حبشین سنبھا کے مرنے کا حال لکھا تھا اور اسکے مرنے کو مشہور کیا اور خود ماتم  
میں بیٹھا امیران دکن اسکو میرے سر کے خط لکھے سنبھا کی بیوی سستی ہوئے پر مستعد ہوئی  
بہت منت و سماجت سے اسکو منع کیا۔ مرنے کی تمام رسمیات ادا ہوئیں بادشاہ کو  
جب اسکے مرنے کی خبر ہوئی تو اسنے کہا کہ خرم جہان پاک۔ چار پنج روز نہ گذرے  
تھے کہ الہ آباد کے کیکلس کی ہمراہ سنبھا آیا۔ شاہ دیا نے بجنے لگے سیوا جی سے جب اس  
خبر بد کا سبب گوئی نہ پوچھا تو اسنے کہا کہ اگر یہ بہت نہ دی جاتی تو بادشاہ میرے  
بیٹے کے تجسس غافل نہ ہوتا اور دو مہینے کی مسافت طمی کرنی گرفت و گیر کے اندیشے  
سے سنبھا پر مشکل ہو جاتی۔

ابھی برسات پوری ختم نہ ہوئی تھی کہ سیوا جی پندرہ ہزار سپاہ کو لے کر سورت  
کے سر ہوا۔ یہاں کا حاکم ایک مہینے پہلے دفعہ مر گیا تھا اس خبر سے کہ سیوا جی  
سورت لوٹنے آتا ہے بہت سپاہ اس شہر کی حفاظت کے لئے داخل ہو چکی تھی  
مگر اتفاقاً ارادہ جو نت سنگھ اور بادشاہ زادہ نے اس سپاہ کو وہاں سے  
علحدہ کر دیا صرف سو سپاہی وہاں رہ گئے۔ سیوا جی نے خوب فرصت میں تین  
دن تک سورت کو لوٹا۔ حج کر کے کاشغر کا فرمان روا یہاں واپس آئے یا تھا اس کا  
مال سیوا جی کو خوب ہاتھ لگا۔ اس پر وہ فخر کرتا تھا۔

سنبھا کو سیوا جی کا بلانا۔

سیوا جی کا سورت کو لوٹنا۔

جو ایک سردار کے ساتھ باروت خانہ کے کوٹھ کھولنے اور باروت نکالنے اور  
 تقسیم کرنے کے لئے آئے تھے انکے ہاتھ سے باروت خانہ میں آگ لگی۔ یہ آدمی مع  
 سردار اور گھر کی چھت کے اڑ گئے۔ اور دس بارہ آدمی سیدی کے بھی ہوا کی سیر  
 کر کے جان سویر ہوئے سیدی یا قوت کا تکیہ کلام جو جو تھا جب عنوان جان  
 طرف گھرا اور غل غپاڑہ مچا۔ دوست کو بیگانہ میں تیز نہیں رہی تو یا قوت جو جو  
 کہہ کر اپنے بہادروں سے کہتا تھا کہ میں زندہ و سلامت ہوں تم خاطر جمع کھو  
 ہندوؤں کے مارنے اور باندھنے میں جیشیوں نے دست درازی کی اس عرصہ  
 میں سیدی خیریت بھی زینہ و کمند پر چڑھ کر بیو آدمیوں کے قلعہ میں آنا اور قلعہ کو مفتوح  
 کیا۔ کہتے ہیں کہ جسوقت باروت خانہ کی چھت اڑی ہے تو اسکی آواز سے  
 سیوا جی باوجودیکہ بس کروہ پر تھا جان گیا تھا کہ قلعہ دندارا چوری پر کوئی  
 آفت آئی ہے اسنے تیز و جاسوس اور ہر کارے بھیجا کہ حال دریافت کر لیا  
 ان ایام میں سیوا جی کا لشکر اور فوج خانگی بندر سورت کی اطراف کی تاخت کو  
 گئی ہوئی تھی اور چھ سات نظام الملکی قلعے جو دندارا چوری سے چار پارچے  
 کروہ کے اندر واقع تھے۔ وہ سب سیوا جی کے تصرف میں تھے اس وقت ان کو  
 چھوڑ کر وہ اور قلعوں کی امداد کو نہیں جاسکتا تھا سیدی یا قوت نے فرصت کو عنایت  
 سمجھ کر ان قلعوں پر تاخت کی۔ اس ضلع میں جیشیوں کے تسلط کا آوازہ زبان نہ  
 خلائی تھا۔ وہیں وز کے تردد میں چھ قلعوں کے قلعہ داروں نے امان مانگ  
 قلعوں کو حوالہ کیا ایک قلعہ اسنے سیوا جی کی کمک کی امید میں ایک مہینہ جنگ  
 کی جیشیوں کے مورچوں کے قریب پہنچے تو ہوائی توپوں کے مارنے اور مصالح  
 قلعہ گیری کے جمع کرنے سے اپنے عرصہ تنگ ہوا۔ امان طلب کی قلعہ کو حوالہ کیا  
 سیدی یا قوت نے باوجود امان دینے کے سات سو آدمیوں میں جو قلعہ سے  
 نکلے صاحب جمال عورتوں اور خود سال اطفال کو لونڈی غلام بنایا۔ اور

بادشاہی ملک سے سیوا جی نے چوتھ لی۔  
 مور و پنت سپا دیوان کے سردار نے بھی کئی قلعہ تھر کر لئے تھیں ورنہ پٹہ پڑا قلعہ  
 سیوا جی کو جو یہ فتوحات حاصل ہوئیں انکے سبب بھی مہیا ہو گئے تھے اول یہ بادشاہ  
 خود شمالی مشرقی فوجوں کے ساتھ لڑنے میں مصروف تھا۔ دکن کی طرف وہ بذات خود  
 نہیں جاسکتا تھا۔ دوم شاہزادہ مظہم کی سپاہ مرہٹوں سے مقابلہ کرنے کے لئے کافی نہ تھی۔  
 ایک پٹہ کا اعتبار نہ تھا۔ تیسرا یہ کہ مہاراجہ بیٹا باپ کے مرنے کے بعد بادشاہ ہونے کے لئے اپنی سپاہ  
 اور طرفداروں کو قوی کرنا چاہتا۔ اسلئے بیٹے کی کمک بھیجنے سے مدت تکا پٹہ  
 انکار ہی کرتا رہا۔ جب اسکو اس امر کا یقین ہو گیا کہ دکن میں فوج کثیر کی ضرورت  
 ہے تو اسنے اپنے سینہ میں جہایت خان کے ماتحت چالیس ہزار سپاہ روانہ کی۔ وہ  
 شاہزادہ محمد مظہم کو کچھ گنتا نہ تھا اسنے دکن میں آنکر شاہزادہ پاس صرف ایک  
 آدمی رہنے دیئے۔ بادشاہ نے راجہ جسونت سنگھ کو بلا لیا۔

مہابت خان نے یہاں آن کر سیوا جی کے قلعوں کو فتح کرنا شروع کیا۔ بڑا بڑا  
 شروع میں صرف قلعہ وندھ و پٹہ اسنے لے لیا اور چھاونیوں میں چلا گیا۔ بڑا بڑا  
 بہت دنوں بعد اسکا لشکر میدان میں آیا اسکی آدمی فوج نے بسر کر دی دلیہر خان  
 چاکنہ پر حملہ کیا اور آدمی سپاہ نے سلہیر کا محاصرہ کیا۔ سیوا جی اس قلعہ کی قدر  
 جانتا تھا اسکے بچانے میں دل جان سے کوشش کرتا تھا یہ اتفاق کی بات ہے  
 کہ چاکنہ میں ذخیرہ اور آذوقہ کافی نہ تھا اور اسکے نواح میں جو عمدہ منتخب دو ہزار  
 سوار تھے ٹھانوں نے انکے بڑے آڑا دیئے اسلئے مور و پنت اور پرتابا بھی  
 سواروں کے ساتھ قلعہ کی کمک کے لئے بھیجے گئے۔ جبہ نزدیک گئے تو ان  
 شاہی کو اخلاص خان نے لے کر لڑنے گیا اور مرہٹوں کا ہراول بڑا ٹرنے دیکھا کہ  
 اخلاص خان اسپر حملہ کرتے ہوئے تو وہ اسکے آگے سے بھاگا جسکو مغلوں کا لشکر  
 نغاب کے سبب بے ترتیب ہوا اور جب وہ پھرتا تھا تو پرتابا اونٹنے

بادشاہی فوج کے شکست کے سبب

مہابت خان کے مہات دکن میں۔

تیسرے روز برمان پور سے خبر آئی کہ سیوا جی نے سورج کی اپنی فوج کو ہٹایا اور اہل ہند  
 کو لکھا کہ اگر وہ بارہ لاکھ روپے سالانہ نذرانہ دینگے تو آئندہ لوٹ کی آفت سے بچینگے۔ وہ  
 سلیمیر کی شاہراہ سے اپنے ملک کو چلا وہ مجنبن یجن سے چاندور کے نزدیک گزرا تھا کہ  
 داؤد خان باغچہ ہارسواروں کے ساتھ اسکے پیچھے آن لگا۔ سیوا جی ناسک کی درہ  
 کی راہ سے کوئٹہ میں دوبارہ داخل ہوتا چاہتا تھا کہ اسکے اور اُس درہ کے درمیان فوج  
 شاہی آگئی سیوا جی نے اپنی سپاہ کی باغچہ چار فوجیں بنائیں کہ دشمن انکے پیچھے متفرق ہوں  
 اُن فوجوں میں سے ایک فوج خزانہ لیکر دشمنوں سے کچھ لڑتی ہوئی کوئٹہ میں داخل ہو گئی باقی  
 فوجوں نے داؤد خان کی سپاہ کو شکست دی۔ ماہور کی دیس کھچی۔ مرہٹوں پر شاہ  
 کی طرف سے مرہٹوں سے لڑتی تھی اور حق ناکہ داکرتی تھی وہ گرفتار ہو گئی سیوا جی  
 نے اسکے ساتھ یہ آدمیت برتی کہ اسکو گھر بچا دیا اور بہت تحائف اسکو دیے۔

جب سیوا جی پھر لڑنے آیا تو اسنے بحری اور بری بڑی تیار کیاں کیں اسنے دس ہزار سوار  
 بکر دگی پر تائب او گوجر اور بیس ہزار سپاہی بکر دگی پیشوا شمال کی طرف روانہ کی  
 اور ۱۶ جہاز بنی میں گذرے کہ وہ بروج کی فوج کے کئی بنین مگر اس اس بڑے کو  
 واپس بلا لیا تو وہ واپس آ گیا اسکے ساتھ پرتگیزیوں کا ایک بڑا جہاز تھا جو رستہ  
 دشمنین گرفتار کیا تھا۔ پرتگیزیوں نے بھی اپنے جہاز کے عوض میں سیوا جی کے بارہ  
 جہاز گرفتار کر لئے تھے۔

پرتاب سنگ کو حکم تھا کہ وہ خاندیس پر حملہ کرے جو ان دنوں میں ایک بڑا دولت مند  
 آباد صوبہ تھا۔ پرتاب سنگ نے اسکے بڑے بڑے شہروں اور قصبوں کو لوٹا مارا اور اسنے  
 اسکا انکو مجبور کیا کہ وہ ان کے زمینداروں کو اسکو چوتھ مقرر کر دی چوتھ کی حقیقت یہ ہے  
 کہ وہ کل محاصل ملکی کی چوتھائی ہوتی تھی مرہٹوں کو جو ملک اس چوتھ کو ادا کرتے تھے  
 وہ انکی لوٹ مار سے محفوظ ہو جاتے تھے اور جو اس چوتھ کے دینے میں تاہل کرتے  
 تھے وہ ان مرہٹوں کے لوٹ مار سے برباد ہوتے تھے یہ پہلی دفعہ تھی کہ

کو کھٹانے کے ساتھ ابتدا میں اور دلیر خان کی فراولی اور ہراول میں برٹے برٹے  
 کار نمایاں کئے۔ دلیر خان کی مرہٹوں کی افواج سے لڑائی ہوئی۔ قوم حرہ کا ضابطہ  
 یہ ہے کہ ابتدا میں وہ کم فوج سے نمودار ہوتے ہیں اپنے پیچھے دشوار گزار جنگلوں و  
 آب کشوں کی طرف دشمن کو لے جاتے ہیں اور پھر ہر طرف سے ہزاروں نکل آتے  
 ہیں اور دشمن کو گھیر کر تنگ کرتے ہیں۔ دلیر خان کے سامنے آغاز مقابلہ میں چار باج  
 سو سووار نمودار ہوئے۔ آغرخان کے ساتھ ہراول میں بہت کم آدمی تھے وہ آہستہ  
 مقابلہ کے لئے دوڑا۔ حملہ اول میں دشمن اسکے آگے سے ہزیمت پا کر بھاگے وہ جنگ  
 تعاقب میں گیا مرہٹوں نے فوج مغلیہ کو تین چار کروہ اپنی طرف کھینچا۔ پھر آٹھ  
 ہزار سووار غنیم کے نمودار ہوئے اور ہجوم کر کے کارزار کرنے لگے۔ آغرخان ان پر  
 ایسا گرا جیسے کہ بھیڑوں پر شیر گرتا ہے ہر طرف وہ تلوار سے انکمانہ پھیرتا تھا اور  
 تین مرہٹوں کے نامی سردار مقابلہ کر کے مارے گئے اب غنیم کو شکست عظیم ہوئی۔  
 دلیر خان نے آغرخان پاس آن کر اسکی تختیں و آفریں کی۔ آغرخانہ میں لکھا ہے کہ  
 جو دشمن بہ گردید عاجز جنگ ۛ براہ گریز آمدہ بے درنگ  
 دلیر خان رسیدانہ قفا آن زمان ۛ بکرو آفرین بر جہان پہلوان  
 دونشان اور بہت چھتریان ہاتھ آئیں۔ پونہ تک جو اصل سہوا جی کا مکان ملجا  
 ہے تاخت کی۔ اور بہت غنیمت ہاتھ آئی۔ آغرخان ثانی نے اپنے باپ کی فتح  
 نمایاں کی یادگار کے لئے مرہٹوں کے نشانوں کو اپنے پاس کھچھوڑا ہے۔  
 بادشاہ سے عرض کیا گیا۔ پیشا وراور کابل کے درمیان غریب خانہ کی منزل  
 میں کابل کے صوبہ دار محمد امین خان کی افغانوں کے سردار ایل خان اور  
 سردار وان سے جنگ عظیم ہوئی۔ افغانوں نے مور و تلخ کی طرح جمع ہو کر ایس میں  
 اتفاق کر لیا تھا۔ اس جنگ میں محمد امین کا بیٹا اور داماد اور اسکے عمدہ نوکر اور  
 بہت سے بادشاہی آدمی کام میں آئے اور بہت افغان بھی قتل ہوئے۔

اسکو شکست فاحش دی اسپر بھی مغلوں نے اپنی تین سبھالا اور مرہٹوں کے ساتھ لے کر پھر شکست ہوئی اور انکے بہت آدمی مارے گئے۔ بائیس ناچی افسر قتل ہوئے اور بعض بڑے بڑے سپہ آرا زخمی ہوئے۔ مرہٹوں کا سردار سیراوک رے مارا گیا جو پانچ ہزار سواروں کا سردار تھا اور پانسوا اور مرہٹے کشتہ و زخمی ہوئے۔

اس فتح سے مرہٹوں کی بڑی ناموری ہوئی۔ اسکا فرمایہ نتیجہ ہوا کہ قلعہ سالہیر کا محاصرہ جو شکر شاہی کر رہا تھا اس نے چھوڑ دیا اور برہٹیان ہو کر اورنگ آباد میں چلا گیا۔ رے گڈھ میں جو سیوا جی ماس مغرذ قید تھا اُسے جب انکے زخمی اچھی ہو گئے تو انکو اعزاز و احترام کے ساتھ رخصت کیا۔ ان قیدیوں میں سو بہت سے سیوا جی کے نوکر ہو گئے۔ بیجا پور اور پادشاہی سپاہیوں کے مفور کثرت سے مرہٹوں کی علم کے نیچے آ گئے۔

بادشاہ نے حکم دیدیا کہ غلطوہندوستان سے مسلمانوں کی تجارت کے مال سے محض ایک قلم موقوف ہو پھر اہل دیوان کی تجویز سے اور فضلاء و فقہاء کی روایت سے حکم دیا کہ جس جنس کی قیمت حد نصاب تجاوز نہ کرے اسکا محصول مسلمانوں کو دینا ہے اگر اس سے مائتہ تاجر زیادہ ہو تو تاجر پابند محصول ہو اور مال مضارب کا موزم محصول کی وجہ سے نہ ہو۔ پھر اہل دیوان نے عرض کیا کہ مسلمان معافی محصول کے لئے مال تجارت بدفعات تھوڑا تھوڑا کر کے لاتے ہیں اور ہنود کے مال کو اپنے نام لکھواتے ہیں اور زکاۃ کہ کا فہ انام کا حق شریعت کے موافق ہے تلف ہوتا ہے تو پادشاہ حکم فرمایا کہ بدستور سابق شریعت کے موافق دھائی روپیہ فی صدی زکاۃ مسلمانوں سے اور بلخ فی صدی ہندوؤں سے جزیہ لیا جائے۔

دکن میں سیوا جی نے فساد برپا کیا۔ پادشاہ نے مہابت خان کو مع آغ خان کابل سے بلا کر دکن میں مقرر کیا۔ مہابت خان نے دکن میں بہت دشمنوں کو مارا آغ خان قلعہ پھول پتہ کی تسخیر میں بڑی بہادری دکھائی اور خان جہان بادشاہ

— دیوانہ خان —

— سیوا جی اور آغ خان —

کہ مچھلی کی بو کھانے کے وقت آتی ہے۔ کوکن میں خالیز میں مچھلی کی کھا دیے ہیں تو وہ خوب نشو و نما پاتی ہے۔

سلسلہ جلوس سلطان سہتہ میں خان جہان کی لڑائی بہلول خان بھاری کی فوج سے قصبہ بلکھیر میں ہوئی جو بیجا پور سے چار منزل پر ہے وڈف صاحب نے اسکو گلبرگہ سے جنوب مشرق میں تیس میل کے فاصلہ پر لکھا ہے مہم دلیہ

ہراواں تھا اور اسلام خان وحی رفیق تھا کارزار صعب ہوئی ایسی حالت میں کہ اسلام خان وحی نے تردد نمایاں کیا تھا اور فوج خصم کا غلبہ جلد سے

زیادہ تھا اور چاروں طرف افواج پادشاہی گھری ہوئی تھی۔ باروت میں کے وقت اسلام خان کی سواری کے ہاتھی کے پاس باروت میں آگ لگ

گئی فیل و فیلیان کو شعلہ آتش کا صدمہ پہنچا فیلیان کے اختیاری سے فیلیان ہوا اور اسلام خان کو بیجا پور کے لشکر میں لے گیا۔ اسکو ہاتھی سے اتار کر قتل کیا

اس جنگ میں بہت سے پادشاہی کارخانے تاراج ہوئے اور دلیر خان و خان جہان بہادر کی فوج کی ایک جماعت مری گئی۔ کئی کروڑ تاج میوان کے

سراور ہاتھیوں کی سوئدین دلا ورون کے گوی وچوگان تھے۔ آخر الامر فوج پادشاہی اس مرتبہ پر تنگ ہوئی کہ جس راہ سے چارپاچ رو زمین و

ہاتھیوں اور گھوڑوں کی پیٹھ پر دکنیوں کے تعاقب میں گئی تھی۔ پھر انہی راہ سے قدم بقدم تین ہفتہ میں الٹی آئی اور اہل سلسلہ جلوس جن میں

ابدال میں پادشاہ کو اس شکست کی خبر ہوئی وہ افغانوں کی تنبیہ میں صرف تھا اسلئے دکنیوں کی تنبیہ کو اور وقت پر موقوف رکھا۔

پادشاہ کے حکم سے آخر خان ایلغار کر کے تین چار مہینے کی راہ کو چالیس فرسنگ طے کر کے جن ابدال میں پادشاہ پاس پہنچا اور مورد آفرین ہوا۔ پادشاہ نے

چند بندہ کارزار دیدہ چارپاچہ سواروں کے ساتھ آخر خان کے ہمراہ

بھاری کی فوج سے

چند بندہ

محمد امین خان کو ہریمیت ہوئی اور نوبت یہاں تک گئی کہ تمام بہیر اور خزانہ اولہ  
ہاتھی اور اور اسباب سب لٹ گیا اور سرداروں اور سہل بیوں کے قبائل و ناموس  
افغانوں کے دستگیر ہوئے اور ہزار خرابی سے محمد امین خان اور ایک جماعت زندہ  
اس ہتلکے سے برآمد ہوئے اور بہت روپیہ لیکر افغانوں نے محمد امین خان کی پوچھی  
بیٹی کو بعض عورات کے ساتھ بچھڑا کہتے ہیں کہ صلح کے بعد والدہ محمد امین خان اپنے  
خرد سال بیٹے کے ساتھ محمد امین خان پاس آئی۔ مگر خیرت و خجالت کے مارے اپنے  
شوہر پاس آئی ناہن قبول کیا یہیں سادہ لباس و کرتہ پہن کر معبود کی عبادت میں مصروف  
ہوئی۔ ایل خان نے کوہستان میں اپنے نام کا سکھ چلایا اور ایل شاہ زبان د  
خلعتی ہوا اس خبر سے پادشاہ کی خاطر کو زیادہ مال ہوا اسلئے جلوس کے آخر  
میں پادشاہ کابل کی طرف روانہ ہوا۔ اور آغ خان کو بطریق ایبا خاں دکن سے  
بلایا۔ اور فدائی خان کو کابل میں صوبہ مقرر کیا۔

آن دنوں میں اسلام خان رومی حاکم بصرہ جسکو یہاں کی اصطلاح میں پاشا  
کہتے ہیں ہندوستان میں آیا۔ اسکا سبب تھا کہ خلیفوں اور پشیمون کی نزاع  
سے اسکی حکومت میں اس قی۔ غلٹ اور نزاع اور فساد و تعطل اس حد پہنچا  
کہ چند مجاہد قریات کو جلا کر اور بیشمار شرفاء اکابر کے گھر میں آگ لگا کے ...  
بند سورت کی راہ سے پادشاہ پاس آیا۔ پادشاہ نے اسکو پنجہزاری چہار ہزار  
سوار کر کے نقارہ اور لوازم مارت ہندوستان میں عطا فرمائے اور ہم  
دکن میں بطریق ملکی خان جہان بہادر اور دلیر خان کے پاس بھیجا۔

اسی سال میں جعفر خان زیریر گیا وہ خوش وضع اور میزرا نش تھا۔ اسکی قوت  
شامہ اور ذائقہ سب میروں سے زیادہ تھی ایک فتنہ کونکن کا ترہیز اسکے  
سامنے رکھا تو اسنے کہا کہ شیرینی اور شادابی و سکندگی اور بزمی اور گلانی  
میں اس سے بہتر ترہیز میں نے نہیں دیکھا۔ مگر اس میں عیب یہ ہے کہ

اسلام خان رومی حاکم بصرہ کا آنا۔

جعفر خان کی وفات۔



فدائی خان کو پیشاور سے جلال آباد میں پہنچا دیا۔ پھر فدائی خان نے آغرخان کو پیشاور  
 سے سوار دیکر ملک نیکابا کے بندوبست کے لئے بھیجا۔ جو افغانوں کی قبضہ میں آگیا تھا  
 اور خود کابل گیا۔ یہاں بھی اس نے غلزی افغانوں کو لٹکر ٹھکانا دیا۔ نیکابا کے  
 افغانوں نے زمینہار مانگی۔ راہ جگ جگ کو آٹھوں نے مسرود کر رکھا تھا جاری ہوئی  
 تیس چالیس رپا دہ و سوار افغانوں نے جمع ہو کر غافل آغرخان پر شیخون مارے غلوت  
 نے اس کا مقابلہ کیا۔ پہر تک لڑتی رہی۔ بہت افغان کشتہ و زخمی ہو کر یو راتی  
 بھاگ گئے۔ فدائی خان نے جب کابل سے پیشاور میں آنا چاہا تو افغان مجمع ہو کر اس کے  
 سہراہ ہوئے۔ محاریرہ عظیم ہوا۔ فدائی خان نے آغرخان کی ہتھیمنوں کی حسد کے  
 سببے الوس عرب کے رؤسا کیجے ایک کو ہراول بنایا تھا وہ مارا گیا اور فوج ہراول کو  
 ایسی ہزیمت ہوئی کہ تمام ہاتھی و توپ خانہ و بہیر و ناموس و مال مردم لٹ کر سب  
 افغانوں کے تصرف میں آیا۔ ناچار سریر اسیر قاصدون کو آغرخان با من بھیجا  
 اور اس کو بلایا وہ چند ہزار سواروں کے ساتھ ایلخا کر کے آیا کتل جگات سخت لڑائی  
 ہوئی اس قدر تیر و گولہ و بندوق و سنگبار کے اوپر سے آئے کہ بادشاہی فوج پر  
 کار تنگ ہوا لیکن آغرخان کی سعی و فاغنے نے ہزیمت پائی اور فدائی خان لڑائی  
 پہنچا اور حکم کے بموجب اس نے تھانے بٹھائے اور راہ کے مابین نئے قلعے بنائے بادشاہ  
 آخر سلسلہ یا سولہ جلوس میں جس نبدال سو دار الخلافہ کو متوجہ ہوا فدائی خان کو بدل کے  
 امیر خان پسر خلیل اللہ خان کو کابل کا صوبہ دار کیا اور شاہزادہ محمد عظم کو حکم دیا کہ  
 امیر خان کے بندوبست تکمیل میں توقف کرے اور اسکی امداد و معاونت میں  
 کوشش کرے آغرخان کو مع مہاراجہ جیونوت سنگھ کے امیر خان کے ساتھ مقرر کیا  
 امیر خان پیشاور میں آیا اور افغانوں کی تنبیہ میں مشغول ہوا۔ کچھ مدت کے بعد  
 بادشاہ کے حکم سے شہزادہ لاہور کی طرف روانہ ہوا۔ نیکابا میں مقبوطیوں نے  
 آغرخان نے مصلح جمع کر کے قلعہ آغ آ باد تیار کیا جب فاغنے میں اس قلعہ کے بنائے

اور دو لاکھ روپیہ نقد عطا کئے اور افغانوں کی تہذیب کے لئے روانہ کیا۔ آغرخان  
 جبشاپور میں آیا تو چند اوسر مہینہ نے اتفاق کر کے آغرخان پر شبستان مارا اُس نے  
 بہت سے آدمی مار کر انکو بھگتا دیا اور انکا تعاقب کیا اور تن سے سر کو جدا  
 کیا اور زین کو سوار سے خالی کیا۔ تین سو سوار انکے مارے اور دو ہزار زین مرد  
 اسیر کئے اور مال و مویشی بہت سے ہاتھ آئے۔ افغانوں نے بہت روپیہ بھی  
 اپنے قیدیوں کو چھٹا لیا۔ پادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو آغرخان کو خلعت و اضافہ  
 مرحمت کر کے جنرل بھیجا کہ وہاں افغانوں کا استیصال کیسے۔ خدای تعالیٰ  
 صوبہ رکابل کو بھی حکم بھیجا کہ وہ آغرخان کی ہراولی افغانوں کی گوشمالی میں  
 کرے آغرخان جب طرف رخ کرتا کشنواں کے پشتے لگا دیتا۔ چالیس روز  
 افغانان خیبری وغیرہ نے جمع ہو کر علی مسجد کی مندر کے قریب آغرخان پر بخون  
 مغل خبردار ہو کر افغانوں سے لڑے اور بہت دیر تک لڑائی رہی طرفین کا عین  
 قتل ہوئے آغرخان نے زخم کاری لگا۔ اسن بھی ہونے پر بھی اُس نے بہادرانہ  
 حملہ کئے اور افغانوں کو نہر میت دی اور مقتولوں کے اسلحہ اُتار لئے اور وہ اسیر  
 افغانوں کے سر پر رکھے اور انکے رسیوں ہاتھ باندھ کے اپنے گھوڑوں کے آگے  
 رکھا۔ ہزاروں افغان اسیر اور کشتہ ہوئے۔ اور باقی جیسے پہاڑوں و درون  
 میں بھاگ گئے۔ آغرخان نے فتح کی عرصہداشت اور بہت سے راور اسیر  
 پادشاہ پاس بھیجے۔ پادشاہ نے خلعت مع اضافہ و مومیائی اور تعویذ  
 اپنے ہاتھ سے لکھ کر اسکے پاس بھیجا جسے ہر شمعون کو حسد ہوا۔ خصوصاً ہندی  
 نژادوں کو جو اسکے ہمراہ تھے۔ باوجود اس طرح مغلوب ہونے کے پھر وہ  
 ملخ سے زیادہ افغان جمع ہوئے اور کیا قتل و لٹاؤ پناہ اپنی بنا کے مسافروں  
 و فوج شاہی کی آمد و رفت کے سد راہ ہوتا اور آغرخان کے ہمراہیوں کا  
 حسد و نفاق اور اس گروہ کے فساد کا سبب ہوا۔ آغرخان نے ہراول سبک

امیر خان کی کوہک کے لئے چھوڑ کر تم لاہور میں چلاؤ۔ بادشاہ نے جلوس میں لاہور  
 میں آیا۔ بادشاہ زندہ محمد سلطان ان دنوں میں اہل طبعی سو مر گیا۔  
 جب بادشاہ حسن بدال سے مراجعت کر کے آتا تھا تو قاضی عبدالوہاب کے ہمراہ تھا۔  
 اسکاراہ میں انتقال ہوا اسکے چار بیٹے تھے ان میں مراد علی شیخ الاسلام تھا جلیہ صلاح  
 و فلاح سے آراستہ اور علم و عمل و دیانت و نیک نفسی اور ذخیرہ عافیت بخیری  
 جمع کر کے اسم بھی لکھا جاتا تھا۔ فی الواقع جرگہ قضا میں مثال سکی نیک سرشت کثیر  
 ہیں اسکے باپ کا کل متروکہ دو لاکھ اشرفی اور پانچ لاکھ روپیہ نقد سواہر اور لہاس  
 وافر کے تھا۔ اصل میں سے جو کچھ اسکے حصہ میں آیا اس میں سو ایک نام و درم نہ لیا آئی  
 میں سو بہت کچھ زیر غدا پد رکی تخفیف کے لئے مستحقان و محتاجوں کو پہنچایا جاتی  
 بھائیوں اور ورثاء میں تقسیم کر دیا۔ ہر چند اس نے قلعہ کے قبول کرنے سے ابا کیا۔  
 مگر بادشاہ نے اسکے خوشامد درآمد سے مقرر کیا۔

قاضی علیوہاب کی وفات +

قلعہ سالار

بہر بکلانہ سے چھہ کروہ قلعہ سالار ہے وہاں سید منور علی قلعہ دار تھا سالار  
 جلوس میں خان جہان بہادر کی عہداری میں قلعہ دار کے واسطے اورنگ آباد سے آئے  
 تھے کہ مرہٹوں نے انکو گرفتار کر لیا۔ چند آدمی مستورات کی حمایت میں قتل ہو کر مہو  
 اس منورات کو گرفتار کر کے قلعہ کے بیچ لایا۔ اور قلعہ دار سے سوال کیا کہ قلعہ خالی کر دو  
 انہیں مہتابے ناموس کی بی ناموسی کی جاتی ہے قلعہ دار نے روپیہ بیکہ عیال کو نکالا  
 کرنا چاہا مگر فائدہ نہ ہوا۔ قلعہ دار نے یہ خیال کر کے کہ قلعہ کو نکال کر تلوار سوڑنے میں اور  
 مرنے میں قلعہ ہاتھ سے جائیگا اور اہل عیال جو گرفتار ہیں انکی بے ناموسی زیادہ  
 ہوگی اور خلاصی کی امید متعذب ہے چارنا جا آبرو سے ناموس کے بحال رکھنے کو  
 منصب بحال نہ کھنوا اور بادشاہ کے اعراض پر مقدم جانا۔ قلعہ کو خالی کر کے  
 مرہٹوں کو کھالکے۔ اس طرح صوبہ خاندیس کا مشہور قلعہ بلا تردد تیغ و سناں میں  
 کے تصرف میں آیا فی تحقیق مندرسورت سے اورنگ آباد کا درباریان پوزنگ

خبر شہر ہوئی تو وہ اس قلعہ کو اپنے حق میں خلل انداز سمجھے تو پھر وہ جمع ہو کر امیر خان کو  
 اسکی خبر ہوئی۔ اسنے سید محمد رضا داروغہ تو بچا نہ اور ایک ہزار سوار تو بچا نہ  
 پادشاہی اسکی کمک کے لئے بھیجے۔ آخر خان نے بھی خبر پا کر فوج کو مرتب کیا۔ ایک طرف  
 اپنے سگے بھائی تنگہ وردی خان کو بہت سے لشکر کے ساتھ اور دوسری جانب  
 میں جہوتون اور افغانون کو بشاری سلطان زادہ مامی گھکھ مقرر کیا اور افغانون  
 کی سپاہ کے مقابل آیا اور معرکہ کارزار کو آراستہ کیا اسطرف ایل خان لغمان  
 چند سرداروں اور تین درویش کے ساتھ پادشاہی فوج کے مقابلہ میں آیا صاحبزادہ عظیم  
 ہر طرف سرداروں کے سرگیند کی طرح لڑکے پھرتے تھے۔ فیلان رزم جواو افغانان  
 بلنگانچ میں حملہ آوری ہوئی۔ افغانون کے حملوں سے افواج پادشاہی تنگ ہوئی  
 اور قریب تھا کہ صدر عظیم آخر خان کے لشکر کو پہنچتا لیکن اس نے اس کے بھائیوں اور  
 منویشوں سے جو انمردی کر کے فوج پائی۔ کہتے ہیں کہ دو مارہ افغانون کے غلبہ سے لشکر  
 کو چشم زخم عظیم پہنچا۔ لیکن آخر خان۔ قلبشکر سے گھوڑا دوڑا کر آیا اور حملہ کیا اور  
 ایل خان کے سامنے آیا اور دست و گریبان کی نوبت پہنچی ایل خان مارا جاتا  
 مگر اس کے آدمی بچا کر لے گئے افغانان ایسے ڈر کر بھاگے کہ غاروں میں اور جانوروں کے  
 جھوٹوں میں جا کر پھپھے! اور غلوں نے ان کے نشان پا پیر جا کر انکو ان سوار غلوں سے نکالا  
 تو ان مردہ صورتوں میں جان کا اثر باقی نہ تھا۔ آخر خان نے اس فتح نمایان کے  
 چند مقتولوں کے سترہ سو سہ اور بہت سے اسیر پادشاہ پاس بھیجے۔ پادشاہ نے  
 انصاف کر کے آخر خان کو چار ہزاری سہ ہزاری سوار کا منصب یا اسکی تہائی  
 تنگہ وردی خان اور ہزارہیوں کو آنگے موافق درخدا ت کے موافق منصب و انعام  
 دیا۔ اس سرزمین میں آخر خان کا نام ایسا افغان کنشی او ششیر زنی میں زبان زد عام  
 و عام ہو کر افغانون کے بچے جب سوتے نہ تھے یا روتے تھے تو اس کے نام سو ڈرائے  
 جاتے تھے۔ شاہزادہ محمد اعظم پاس حکم کیا کہ آخر خان و راجہ جسونت سنگھ کو۔

التماس کیا کہ یہ اثبات شرعی ہو یا اثبات دیوانی پادشاہ نے کہا کہ میری  
 سے دعویٰ ثابت ہو میں حق ادا کرونگا۔ فتاویٰ عالمگیری کے موافق یہ اثبات  
 ہمیشہ ہوا کہ جب متروکہ میت پر وارثوں میں سے کوئی متصرف ہو تو میت کا دین  
 ادا کرنا اس پر واجب ہے اور بموجب اخلائے خزانہ کے ثابت تھا کہ محمد مراد بخش کا  
 یہ بیچ لاکھ روپیہ خزانہ شاہی میں داخل ہوا۔ پادشاہ مقدمہ کا مطالعہ فیصلہ  
 کے لئے کر رہا تھا کہ محمد محسن نے کہا کہ ہم ہندوؤں کا حق موافق ہمارے التماس کے  
 حضرت بیظاہر ہو گیا۔ یہ روپیہ حضور پر نثار کرتے ہیں۔ پادشاہ نے فرمایا کہ  
 محمد محسن اپنا رزق حق بہکون بخشنا ہے ایک گھوڑا اور فیل اور خلعت اسکو مرحمت ہوا  
 اور غیاث الدین خان بندر سورت سے تبدیل کیا جائے۔ اور ہمارے پاس  
 آئے۔ ان ہی دنوں میں حکم ہوا کہ جب مسلمان بادشاہ سے ملاقات کریں تو سلام  
 شرعی سلام علیک پیرا لگنا کریں۔ کفار کی طرح سر پر تاج نہ رکھیں حکام بھی  
 طریقہ انام اور مردم خاص و عام کے ساتھ یہی طریقہ برتیں اور صوبہ داروں  
 اور حکام صوبہ حاجات کے نام حکم صادر فرمایا کہ وہ ہندو پیشکاروں اور اہل دیوانہ  
 کو ہر طرف کریں اور انکی جگہ مسلمانوں کو مقرر کریں اور اہل دیوانہ کو حکم ہوا کہ محلات  
 خالصہ میں کروری مسلمان مقرر ہوا کریں۔ اس سال سے عالمگیری کی طرف سے  
 ہر شہر میں نہ ہندو و اطراف میں وکیل شرعی مقرر ہوئے اور وہ محکمہ میں قاضی کے  
 ہمراہ بیٹھے۔ عدم سیاست کے سبب پیشکاری حکام میں ہندو نہیں موقوف ہوئے  
 مگر بعض بلا دین ہندو کروری موقوف ہو گئے۔ پھر یہ قرار پایا کہ دفتر دیوانی کے  
 جملہ پیشکاروں اور سرکاری بخشیموں میں ایک پیشکار مسلمان اور ایک ہندو مقرر ہو۔  
 تھانہ جلوس یعنی سپاہ میں ایک عجیب ہنگامہ برپا ہوا۔ ہندو کا ایک فقیر فقیر  
 کا تھا جبکو مست نامی کہتے تھے انکا نام مند بہ زبان زد خلائق تھا۔ اطراف نائیل  
 اور میوات میں انکے چار پانچ ہزار خانہ دار تھے اگرچہ یہ فرقہ فقیرانہ لباس میں

قزاقی اور تاخت سے قافلہ کی آمد و رفت کی راہ مسدود تھی اور انہوں نے بکھلانے کے اور دو  
تین قلعوں پر تصرف کر لیا تھا جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا تو اس نے قلعہ دار کو مخصوف  
اور بے منصب کر کے اپنے پاس بلایا اور دلیرخان جو خانبھان کی جگہ دکن کا صوبہ دار ہو گیا  
تھا لکھا کہ قلعہ کا محاصرہ کر کے فتح کرے دلیرخان تو پشیمان اور بہت سپاہ لیکر اپنے قلعہ میں آیا  
بہت تردد کیا اور ایام محاصرہ میں امتداد ہوا کچھ فائدہ نہ ہوا اور اس صلح کی ناموفقت کا  
ہو اسے بہت آدمی ضائع ہوئے جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا دلیرخان کو لکھا کہ مجھ کو  
کو چھوڑ دے۔

سندھ میں بادشاہ نے ازراہ حق پرستی وعدالت گسٹری حکم فرمایا کہ حضور میں اور شہر میں  
میں ہندوئی کریں کہ کسی کا دعویٰ شرعی بادشاہ پر ہو وہ حاضر ہو کر وکیل بادشاہ سے رجوع کرے  
اور اثبات کے بعد اپنا حق لے لے اور حکم دیا کہ بادشاہ کی طرف سے وکیل شرعی ان کے لئے حضور میں  
اور بلا و دکن میں مقرر ہوں۔ تاکہ خلق اللہ جو حضور میں کئے کی دست رس نہیں کھتی وہ ان کے  
ذریعہ سے اپنی حق رسی کا دعویٰ کریں۔ جب یہ خبر منتشر ہوئی تو اتفاق سے محمد حسن نام بہر  
حاجی زاہد ملکاں تاجر بند سورت اور سپہ سیرجی بہورہ جو عہدہ تاجر بند مذکور میں سے ایک تھا  
یہاں موجود تھے وہ غیاث الدین خان مقصدی سورت کی تعدی کی شکایت کرنے آئے تھے  
سلطان مراد بخش نے جب حمد آباد میں سکھ اور خطبہ اپنے نام کا جاری کیا تھا اور خواجہ شہباز  
قلعہ کی تسخیر کے بعد بند سورت کے تاجر سے دس لاکھ روپیہ قرض لیا تھا۔ حاجی زاہد  
اور سپہ سیرجی بہورہ نے پانچ لاکھ روپیہ قرض دیا تھا اور محمد مراد بخش نے اپنی مہر لگا کے ان کو  
تسک لکھ دیا تھا شہباز اس روپیہ کو خرچ میں نہیں لایا تھا۔ حسد و قون میں وہ سپہ سیرجی تھا۔  
جب محمد مراد بخش مقید ہوا تو یہ روپیہ سربسہ بختہ خزانہ سرکار میں داخل ہوا جب محمد حسن نے  
بادشاہ کی عدالت پروری کا حکم یہ سنا تو اصالۃ اور سپہ سیرجی بہورہ کی طرف سے  
وکالت اس روپیہ کا دعویٰ محمد علی خانساہان کی معرفت پیش کیا کہ اس قدر روپیہ بادشاہ  
پر ہمارا اتنا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ دعویٰ اپنا ثابت کرو اور روپیہ لے لو انہوں نے

دلیرخان کی طرف سے۔

یہ شہرت پکڑ گئی کہ وہ جادو کا گھٹو الکڑھی کا بناتے ہیں اور عورت کو اُس پر سوار کرتے ہیں اور  
 اس پر جاندار کی طرح ان کے ہر اول میں پیش قدم ہوتا ہے البتہ یہ آئی کہ نامدار راجہ اور  
 امر لے کار زار دیدہ سنگین فوجیں لیکر اس گردے کے مقابل ہوتے ہیں اور ست نامی آگے  
 بڑھ کر اُن کے سر پر آتے ہیں۔ وہ لوٹتے اور مارتے اور جے جے بکارتے دہلی کے قریب پہنچے  
 اور اُن کے مقابلہ و مقابلہ کے لئے افواج شاہی کو آگے بڑھنے کی تاب نہیں ہوتی اطراف  
 کے زمینداروں اور راجپوتوں نے فرصت و وقت کو غنیمت گنا اور سرتابی کی اوور  
 مالگذا رکھی تھے کھینچا اور سوخی کرنی شروع کی بغرض ناسرہ فساد روز بروز بھڑکتا گیا  
 اور یہاں تک پہنچا کہ آئی کہ بادشاہ نے شہر سے باہر جمع کھڑے کر دیے اور اپنے ہاتھ سے  
 قرآن شریف کی وہ آیتیں لکھ کر دیں جنکی تاثیر جادو کا اثر کو بے تاثیر کرتی تھیں اور حکم دیا  
 کہ انکو علموں پر لگاؤ۔ آخر کار راجہ بشن سنگ و حامد خان سپر نقضی خان نے بڑا اثر دکھایا  
 کسی ہزار ست نامی مار ڈالے باقی جو بچے بھاگ گئے فساد موقوف ہوا۔ مگر اطراف کے زمیندار  
 نے سرتابی کی صوبہ جیل اور فوج الکبر آباد میں انتظام میں خلل آیا۔ بادشاہ نے اجمیر میں  
 جانے کا ارادہ کیا کہ زیارت بھی ہو اور راجپوتوں کی تنبیہ بھی کی جائے۔ اجمیر کو فوج  
 روانہ کی۔ یہ حال تو خانی خان نے لکھا ہے کئی عادت ہے کہ مخالفت مذہبی کے سبب  
 بادشاہ کی برخلاف ایسی دلچسپی استان سرائی کیا کرتا ہے مگر عالمگیری میں لکھا ہے  
 کہ یہ سانحہ بھی حیرت افزا ہے کہ ایک طائفہ بے سرو پا زگر و دروگر و کناس و دباغ  
 اور ارازل اور اجلاف اصناف محترقہ خود پرست ہوا اور بادشاہ سے باخفی ہوا اور  
 خود اپنے پاؤں سو دام میں گرفتار ہوا اس داستان کی تفصیل یہ ہے کہ سرزمین مویات  
 ایک فرقہ زمین سے جٹیوں کی طرح اور آسمان سے ٹڈیوں کی طرح نمودار ہوا یہ فرقہ  
 اپنے تئیں زندہ جاوید جانتا تھا اور سترجون بدلتا تھا۔ مارنول کی نوح میں اس فرقہ  
 پر پھر آرمیوں کی مبادرت اختیار کی اور قصابات اور پرگنات کو لوٹنا شروع کیا  
 طاہر خان فوجدار نے اپنی زمینوں کو لے لے سکت نہ دیکھی وہ حضور میں آیا۔ بادشاہ نے

رہتا تھا مگر زیادہ تر کسب پیشہ نگارزاعت و تجارت تھا۔ کم مایہ تاجرون کی طرح  
 وہ تجارت کرتے تھے۔ اور اپنے مذہب میں وہ سچ کچ سے مست نامی کا ترجمہ بنا چاہتے  
 تھے کسب حلال کرتے تھے مال حرام اس نہ جاتے تھے اگر کوئی اُن پر شجاعت و حکومت کے  
 دعویٰ سے ظلم و تعدی کرتا تو وہ اس کے متحمل نہیں ہوتے تھے اکثر متیار باندھتے تھے جب  
 بادشاہ حسن بادل سے واپس آیا ہی تو ایک دن قصبہ رنول کے نزدیک ایک کسان جو زراعت  
 کرتا تھا اس کی ایک پیادے کو سخت گفتگو ہوئی جو خرمن کی گھبائی کرتا تھا اور اس پیادے  
 ہاتھ کی لکڑی کی چوب سے مست نامی کا سرھٹ گیا۔ اس فرقہ کے آدمیوں نے پیادہ کے  
 سر پر انبوہ کیا اور اس کو مار مار کر مردہ کی صورت بنا دیا۔ جب شیخ دار کو یہ خبر پہنچی تو اس نے  
 اس جماعت کی گرفتاری کے لیے پیادوں کی جماعت کو مقرر کیا۔ سٹامیون نے جمع ہو کر  
 شہدار کی اس جماعت سے مقابلہ کیا اور کئی آدمیوں کو زخمی کیا اور سب کے ہتھیار چھین لیے اور  
 غالب رہے اور ہر ساعت ان کی جمعیت بڑھتی شروع ہوئی یہاں تک کہ کارطہ خان فوجدار  
 مارنول کو خبر ہوئی بہت سوار اور پیادے شہدار کی امداد کے لئے اور ست نامیوں کی  
 تبدیلہ و گرفتاری کے لیے بھیجے انہوں نے فوجدار کی جمعیت کے ساتھ مقابلہ کیا۔ ایک  
 جماعت کو کشتہ و زخمی کیا اور سب کو ہر میت دی اور یہاں تک فبت آئی کہ اطراف کے  
 زمینداروں کی کمک کی گرد آوری کی اور سابق و حال کی فوجوں نے ست نامیوں پر  
 جرحہائی کی گئی دفعہ لڑائی ہوئی۔ فوجدار مار گیا۔ ایک جمع کثیر قتل ہوئی اور ست نامیوں کا قصبہ  
 مارنول کے قصبہ پر ہوا۔ انہوں نے تھانے بٹھائے۔ اس نواح کے دیانت محصل و صل  
 جب بادشاہ شاہجہان آباد میں آیا تو اس کو اس شروع فساد کا حال معلوم ہوا تو اس نے فوج  
 ان کے لئے بھیجی جو فوج گئی وہ غارت و تاراج ہوئی مشہور یہ ہو گیا کہ ان کو بھرو جاو  
 ایسا آتا ہے کہ شاہی کاجو تیر اور گولہ اور گولی جاتے ہیں وہ ان کے بدن پر اثر نہیں کرتے  
 اور جو وہ تیر و تفنگ چھوڑتے ہیں وہ فوج شاہی میں سے دو تین آدمیوں کو نیچے  
 اگر ادب سے اور چند کلمات جن کے قبول کرنے میں عقل کو حیرت ہوتی ہے عوام الناس



چلا آیا۔ پادشاہ نے سکودار السلطنت لاہور کا صوبہ مقرر کیا اور پنجزاری سہنرا اوراکا  
منصب یا۔ پادشاہ کی حمایت کے سبب قصبات امور شرعی میں بڑا استقلال رکھتے  
علی اکبر یورپ کا رہنے والا یہاں قاضی تھا اور وہ صوبہ داروں کے ساتھ بیٹھی کرتا تھا  
مرزا قوام الدین اور قاضی دونوں کی آپس میں جھججی اور سخت گفتگو ہوئی اور پادشاہ پاس کو  
نے شکایت کھینچی۔ مرزا نے کوئٹال کو بھیجا کہ قاضی کو پکڑ لائی کہ جب کوئٹال قاضی کو پکڑنے گیا تو  
اسنے مقابلہ کیا اور وہ خود اور اسکا بھانجا اور بیٹا مارا گیا۔ لاہور کے آدمیوں نے قاضی  
کشتہ ہونے کے بعد صوبہ دار اور کوئٹال پر ہجوم کیا اور انکا راستہ بند کیا۔ پادشاہ کو  
حقیقت حال معلوم ہوئی تو اسنے مرزا قوام الدین کو لاہور سے بدل دیا اور کوئٹال کو اپنے  
باس بلا کر قاضی کے وارثوں کو حوالہ کیا کہ وہ تھیں لین۔ مرزا قوام الدین بھی اس مقدمہ میں  
تھا قاضی کے حوالہ ہوئے اس کشمکش میں امراض جسمانی اور آلام روحانی نے اصل طبعی کو بایا۔  
جنرل نے مذہبی عداوتوں کی آگ کو پہلے ہی سے بھڑکا رکھا تھا اب یہ چہ چہ تھے بعد ازاں  
واقعہ نے ورائس پر روغن ڈالا کہ راجہ جیوت سنگھ جسکا حال بہت جگہ پر تھکے ہو  
وہ کابل میں کوئی صوبہ دار تھا۔ یہاں اس دارنا پائدار سے وہ کنارہ کش ہوا اس کے  
بھائی بندرجیوت اسکی رانی اور نننے نننے دو بیٹوں کو ساتھ لیکر بے اذن شاہی  
اور صوبہ دار کابل کی بے دستک راہ داری وطن جانے کے لئے چل پھڑے ہوئے مہر  
اکلیت میر بھرائے پاس دستک ہونے کے سبب سے مزاحم ہوا۔ راجہ جیوت نے جنم  
اور غالب ہو کر کسی پایا پایے سے پارا تر گئے۔ شاہجہان آباد پر سر راہ تھا۔ ناچار  
یہاں وارد ہوئے۔ عالمگیر نے انکی یہ خبر سنا اور اپنے کینہ دیرینہ کو جو جیوت سنگھ  
کے ساتھ تھا کارفرما کر کوئٹال کے نام حکم صادر کیا کہ انکی فرودگاہ پر پرے بھاگ  
چند روز بعد راجہ جیوت نے اپنی ذاتی شجاعت کے سوا یہاں فند و فریب کی قدرت  
دکھائی کہ پادشاہ سے دگداس اور چند سرداروں نے جانے کی خلعت مانگی  
پادشاہ نے اس سبب سے آدمیوں کے کم ہو جانے سے رانی اور لڑکوں کو بتایا

راجہ جیوت سنگھ کا مرنے والا بیٹا

اس فرقہ کے استیصال کا غم مصمم کیا۔ ۷۲۷ ہجری القعدہ ۱۳۲۸ء کو رعد انداز خان کو فوج کا  
توغلانہ کے ساتھ اور حاد خان کی جماعت حاصل اور پانچ سو سوار تائبینوں کے ساتھ اور  
سیّد قاضی خان اور بیچے خان رومی وغیرہ کو اسکی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ جب فوج  
اس مرز بوم بن آئی غنیمت اُٹے لڑا۔ باوجودیکہ اس پاس مصالحو کا زرارہ تھا مگر  
جہا بھارت کی سی لڑائی لڑا۔ اہل اسلام آپس حملہ آور ہوئے اور انکو مارا اور بڑی سخت  
لڑائی ہوئی۔ رعد انداز خان و حاد خان و بیچے خان نے بڑے تردد کئے اور اکثر  
بہاد و مسلمان شہید و بہت آدمی مجروح ہوئے۔ عاقبتہ الامر مسلمانوں کو فتح ہوئی  
اور انہوں نے ست نامیوں کا تعاقب کیا۔ اس سرزمین میں انکا نام و نشان مٹایا  
اور امرار شاہی کو اس خدمت کے جلد و میں پادشاہ نے بڑا انعام دیا۔

پادشاہ نے حکم دیا کہ مطیع الاسلام اور دار الحرب میں تفریق ہونے کے لئے ہندو  
کے کل صوبجات میں جزیہ لیا جائے۔ جب یہ خبر منتشر ہوئی تو دار الخلافہ اور اطراف  
کے ہندو دلاکھوں جھروکے کے بیچے دریا کے کنارہ پر جمع ہوئے اور بہت صنعت نالی کی  
اور اسکے معافی کے لئے کہا۔ مگر پادشاہ نے کچھ نہ سنا۔ جب جمعہ آیا اور پادشاہ سوار  
ہو کر جامع مسجد کو جانے لگا تو قلعہ و جامع مسجد کے درمیان ہندوؤں نے ازدحام کیا  
جزیہ کے لئے واویلا مچائی ہندوؤں کے ہجوم نے پادشاہ کو ایسا گھیر  
لیا کہ پادشاہ کو مسجد تک جانا مشکل ہو گیا۔ مگر اسنے انکی فریاد سننے کے لئے کان من اور  
بھرنے کے لئے اور بھیر کے سبب جب راہ نہ ملی تو ہاتھیوں کے اس طرح چیر بہا کر کہ  
نکالا کہ کچھ آدمی گھوڑوں اور ہاتھیوں کے پیروں کے تلے کچل کر پس گئے۔ ناچار ہندو  
گھبریلے گئے پھر دم نہ مارا۔ جزیہ دینے لگے۔

مرزا قوام الدین خلیفہ سلطان کا بھائی تھا اور خلیفہ سلطان ماژندران کا  
شاہزادہ تھا۔ جب شاہ ایران نے ماژندران کو تسخیر کیا اور خلیفہ سلطان کو اپنا  
وزیر بنایا تو مرزا قوام الدین کی اپنے بھائی سے نہیں بنی اور وہ پادشاہ پاس

ہندوؤں پر جزیہ کرنا۔

مرزا قوام الدین اور قاضی لاہور کا سنہ۔

استحقاق کے حیلہ سے جو دھپور پر چڑھائی کی۔ مائر عالمگیری میں لکھا ہے کہ جب اچ سنگہ رانا اودے پور نے مہاراجہ جسونت سنگھ کی رانی اور لڑکوں کی اعانت میں کمر بستہ چست کی تو اوائل ذی الحجہ ۱۰۹۰ء کو بادشاہ اجمیر کو روانہ ہوا۔ اور رانا اودے پور کو فرمان تہدید آمیز لکھا کہ وہ جزیہ دینا قبول کرے اور راجہ جسونت سنگھ کے فرزند ان نا شخص جو دھپور کے علاقہ سے نکالے۔ جب بادشاہ اجمیر میں آیا اس نے ۶ محرم ۱۰۹۱ء کو مہاراجہ جسونت سنگھ کے ممالک کے ضبط کے لئے خان جہان بہادر کو بھیجا۔ وہ ۲۲ ربیع الاخر کو جو دھپور سے واپس گیا۔ اس نے وہاں بت خاتون کو ڈھایا اور کئی تھکڑے بتوں سے بھرے ہوئے بادشاہ پاس لایا۔ مورخ حسین آفرین ہوا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ بتوں کو کہ اکثر مرصع و طلائی و نفرتی و برنجی و مسی و سنگی تھے۔ دربار کے جلوخانے اور جامع جہان نما کے زینون کو نیچے ڈالیں کہ وہ پامال ہوں۔ مدتوں پرٹے رہے اور پھر اسکا نام و نشان بھی نہ رہا۔ مائر عالمگیری میں واقعات ۳۲۰ء جلوس ۳۲۱ء میں لکھا ہے کہ جسونت سنگھ کاہل میں مر گیا اسکا کوئی بیٹا نہ تھا۔ مرنے کے بعد اس کے معتمد نوکروں کو انکا گناہ اس بھائی اور بھوپور درگاہ اس وغیرہ ہم نے بادشاہ سے عرض کیا کہ مہاراجہ راجہ کی دو رانیان حاملہ ہیں جب اسکے متعلقین لاہور میں آئے تو دو نورانیوں سے بیٹے پیدا ہوئے۔ نوکران مسطور نے دونوں بیٹوں کے پیدا ہونے کی اطلاع بادشاہ کو کی اور منصف راج کے عطا کرنے کی درخواست کی۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ دونوں بیٹوں کو ہمارے پاس لائیں جو وقت لڑکے سن تمیز کو پہنچیں گے انکو منصف راج سعادت ہوگا۔ راجپوتوں کا گروہ شاہجہان آباد میں آیا اور التماس مرقوم میں مباذلتہ الحاح کیا امین شاد میں ایک بیٹا باپ کا ملا (مر گیا) جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ اس فرقہ کا فساد ارادہ یہ ہے کہ سیر دوم اور دونوں رانیوں کو جو دھپور لیجا کر تباہ کیجیے تو ۱۶ جمادی الآخر ۱۰۹۱ء کو حکم ہوا کہ وہی روپ سنگہ راٹھور میں جو مہاراجہ کی

جسونت سنگھ کی رانی اور لڑکوں کی اعانت میں کمر بستہ چست کی

رکھنا زیادہ آسان ہو جائیگا انکی درخواست منظور کر لی۔ انہوں نے راجہ کے لڑکوں کو  
 غلاموں کے لڑکوں کی صورت اور غلاموں کے لڑکوں کو راجہ کے لڑکوں کی شکل  
 بنایا۔ رانی کو مردانہ لباس اور لونڈی کو رانی کا زیور اور لباس بچھایا۔ یہاں رتوں  
 کی پردہ نشینی کام کر گئی ورنہ اس کام کا ہونا مشکل تھا۔ سو راجہ رتوں کو خیمہ کے اندر لے گیا  
 اُسے کہا کہ ہم رانی اور کنوڑوں کو لے کر چلتے ہیں اگر یہ راز کھل جائے تو تم ان جعلی لڑکوں  
 رانیوں کی حراست میں اس قدر کوشش کرنا کہ بائچ چھ گھنٹہ اُس میں لگ جائیں۔ انکے جانے  
 کے بعد دو تین پہر گزر گئے تو بادشاہ کو اسکی خبر ہوئی اُسے تحقیق کی تو کوٹوال نے عرض کیا  
 کہ لڑکے اور رانیان سچو میں موجود ہیں۔ بادشاہ نے جانے والوں کے پیچھے آدمی دوڑائے  
 اور خیمہ کی رانی اور لڑکوں کو قلعہ کے اندر بلایا اسپر راجہ رتوں نے کہا کہ ہم رانی اور لڑکوں  
 نہیں دینگے اُن کی عوض جان دینگے اسپر بادشاہ نے فوج بھیجی۔ راجہ رتوں نے اُسے بمقابلہ  
 پیش آئے۔ بہت سے امنین مخالفوں کو مار کر مرے جو بچے وہ بھاگے جعلی رانیان اور  
 لڑکے بادشاہ پاس آئے اُسے انکو حرم سرا میں بھیجا۔ بیگم کو اپنے انکو اپنا بیٹی بنایا۔ رانی کو  
 بیگم نے کاپر ستار بنایا۔ اپنی خفقت چھپانے اور ہوشیاری دکھانے کے لئے بادشاہ  
 کو یقین دلایا کہ اصلی لڑکے اور رانی یہی ہیں جو بادشاہ کے محل میں پہنچ گاد اسل اور راجہ رتوں  
 تو اس محل کے سوزندہ بچ کر پراگندہ ہو گئے مگر پھر جمع ہو گئے اور وطن کو چلے خیمہ پر لڑائی  
 ہونے کے سبب رانی کو اتنی فرصت ملی کہ وہ جوہ پور میں صبح سلامت داخل ہوئی اور  
 اُسکے بڑے بیٹے اجیت سنگھ نے مارواڑ پر مدت تک سلطنت کی اور آخر دم تک  
 اورنگ زیب کا دشمن رہا۔ بادشاہ مدت تک اس شبہ میں رہا کہ وہ راجہ کا اصلی بیٹا ہیں  
 رانی نے فقط ہمارا راجہ کے نام باقی رہنے کے لئے اسکو بیٹا بنایا ہے اور اصلی اولاد  
 اسکی میرے پاس ہے مگر جب رانا نے اپنی خاندان کی لڑکی اجیت سنگھ سے بیاہی تو  
 اسکا شبہ دور ہوا۔ اور اُس نے جانا کہ جسوقت سنگھ کا حقیقی بیٹا اجیت سنگھ ہے۔  
 کوئی لکھتا ہے کہ اس جعلی اولاد کی توقیر میں توقیر کرتا رہا۔ اور اُس نے آخر کو اُن کے

لائق جمع پیش کشوں اور عرضداشت کے بھیجا اور اطاعت کا اظہار کیا اور جزیرہ  
 دینا قبول کیا۔ زر جزیرہ کے عوض میں اپنے ملک میں تین برس گئے دینے اور فرزند ان  
 جو نت کی اعانت نہ کرنے کا وعدہ کیا اور عفو و تقصیرات کی درخواست کی پادشاہ  
 نے خان جہان بہادر کو اس صلح کے بندوبست اور باقی وصول کرنے کے لئے مقرر  
 کیا اور خود دار الخلافہ کو مراجعت کی۔ اس اجیر کے آنے جانے میں سات مہینے  
 میں وز سے زیادہ نہ گئے۔ چند روز بعد خبر آئی کہ رانا نے پھر مقررہ اختیار کیا اور  
 محمد و بہمان سے پھر گیا۔ خان جہان بہادر سے قرار واقعی بندوبست نہ ہو سکا  
 تو <sup>۹۰</sup> ۱۶۲۹ء کو پادشاہ رانا اور راجپوتوں کی گوشامانی کے لئے حمیر و  
 ہوا۔ اس فتح راجپوتوں کے مغلوب کرنے میں اپنی ساری فراست و گہماست کا کام  
 میں لایا۔ پادشاہ نے محمد غلام کے نام حکم صادر ہوا کہ وہ دکن سواجن میں آئے۔ اور حکم کا  
 منتظر رہتا اور بنگالہ میں شاہزادہ محمد غلام کو لکھا کہ بطریق الیغار میرے پاس آ جا  
 جب حمیر کے قریب پادشاہ آیا تو رانا کی تنبیہ اور تادیب کے لئے شاہزادہ محمد کبیر  
 کو بھیجا اور شاہ قلی خان کو منور خان کا خطاب دیا اور اس کا اضافہ کیا اور امرا  
 کا طلب اسکے ہمراہ کئے اور اس کو پادشاہزادہ کا ہراول بنایا۔ رانے اس خبر کو  
 سنا کہ اودے پور کو کہ حاکم نشین تھا ویران کیا اور اپنے اور جو نت سنگ کے اہل  
 عیال و آدمیوں کو ہمراہ لے کر دشوار گزار پہاڑوں اور درون میں چلا گیا۔ شاہزادہ  
 اکبر مامور ہوا کہ وہ درون میں راجپوتوں کے استیصال کے لئے بعض امیروں کو بھیجے  
 اور کچھ دلاورون کو رانا کے ملک اور زراعت کے تاخت و یامال کے لئے روانہ  
 کرے جب پادشاہزادہ محمد غلام کی اجین میں آنے کی خبر ہوئی تو اسکے پاس حکم  
 گیا کہ وہ تعلقہ رانا میں اودے ساگر یقیم ہو جو اجیر سے انہی کو س ہے اور اپنے  
 لشکر کو اطراف جو دھ پور میں مقرر کرے کہ جہان آباد دی دیکھے اس کو پہلا  
 کرے۔ ان دنوں میں حکم کے بموجب شاہزادہ محمد غلام بھی چار ماہ کی راہ کو اکبر

سید حامد خان وغیرہ اس کو مقرر ہوئے کہ اس فرقہ کو ارادہ فاسد بادین الکر و ملین  
 انکی گوشمالی کی جائے۔ جب حکم مرا کار بند ہوئے۔ لوازم اندر ز اور صحت ترغیب ترسید  
 ساتھ بجالاے۔ مگر راجپوتوں نے نہ مانا اور وہ لڑے اور بہت مرے اور بادشاہی  
 آدمی ماسے جب راجپوتوں نے اپنا حال تنگ دیکھا تو انہوں نے دو رانیوں کو کہ مردانہ  
 لباس پہنی ہوئی تعین مار ڈالا اور سپردوم کو کسی شیر فروش کے گھر میں چھپا یا تھا اس کو  
 سراپا میں چھپو کر فرار ہوئی۔ فولاد خان کو سپردوم کی حقیقت معلوم ہوئی تو وہ  
 شیر فروش کے گھر سے اس بیٹے کو بادشاہ کی حضور میں لایا۔ بادشاہ نے حکم دیکر  
 راجہ کی لونڈیاں جو اس پر کرائش میں انکے ہمراہ وہ زیب النساء بیگم کے سپرد ہو اور لڑکے  
 نام محمدی راج رکھا جائے۔ خان مذکور دوسرے روز لڑکے کا زیور اور راشیا لایا۔  
 اس کو شوب میں راجہ کا اور دونو رانیوں اور اور راجپوتوں کا اسباب لوٹیرے لوٹ  
 کر لے گئے جو بجا وہ بیت المال کے کوٹھ میں داخل ہوا۔ دونو رانیوں کی اور  
 رنجھو ریٹس راجپوتوں اور تیس اور سرداروں کی شہن شامین آئین باقی چہارم جمادی الاخر  
 ۹۰۰ء کو بھاگ کر جو دھ پور میں پہنچ گئے۔ درگاہ کے بہکانے سے راجپوتوں کو جو جلی  
 رانی ستھن راجو مرگیا تھا اور ارجیت سنگ راجہ جو نہت سنگہ سے منسوب اور  
 فتنہ انگیزی شروع کی طاہر خان فوجدار جو دھ پور ان سے عہدہ برآ نہ ہو سکا اور  
 اندر سنگہ بھی نظم و نسق نہ کر سکا۔ اس کو بادشاہ نے اپنے پاس بلالیا۔ بادشاہ نے  
 سر بلند خان کو جو دھ پور کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ ۲۶ رجب کو بادشاہ سی  
 معروض ہو کہ اجپری کی فوجدار منور خان کی چہار راجہ کے نوکر راج سنگہ سے یمن  
 ایک جمع لڑائی رہی اور منور خان کو فتح ہوئی۔ راج سنگہ بہت آدمیوں کے ساتھ مار گیا  
 تو اس کے تعلقہ جو دھ پور کے معمر روک کے سرکش راجپوتوں کے ہر گناہ کے تاخت و یاج  
 کے کو افواج مقرر کیں۔ رانا میں تا مقبہ مت نہ تھی اسنے دکلا معتبر زبان دان

فکیلون کو اپنے پاس آنے دے جبکہ اس شاہزادہ سے یوس ہوئے تو شہزادہ محمد اکبر کی طرف رجوع کی۔ راجپوتوں میں رگداد اس بڑا چرٹ بان و حراف تھا اسنے اکبر پر بہت افسوس افسانے پڑھ کر بھونکے۔ اور اسکو امیدوار کیا کہ راجپوت چالیس ہزار سوار جرار آپ کی رفاقت کے لئے اور خزانہ بے شمار آپ کے خرچ واسطے موجود ہیں۔ شہزادہ یہ سب سنا دیکھ کر تعاضداً ایام شباب کے رہنمونی احباب سے راجپوتوں کے دام میں گرفتار ہوا۔ بعض اسکے ہمراہی بھی اسکے ہمراہ ہوئے۔ پادشاہزادہ نے باپ کے بغاوت اختیار کی۔ اس بغاوت کرنے کا سبب اسنے باپ ہی سے سیکھا تھا۔

ابتداً میں اس خبر کی شہرت اڑتی ہوئی شاہزادہ محمد معظم پاس گئی اسکو بھائی سے کیا نہ محبت تھی۔ اسکو نصیحت آمیز دو کلمے لکھے باپ کو اپنی عرصہ داشت میں اس مضمون پر اشارہ کیا کہ راجپوت شہزادہ کساغوا کے درپے ہیں اس سے غافل نہ ہونا چاہیے۔ محمد اکبر کی طرف سے پادشاہ کو کوئی دستور نہ تھا۔ مگر پادشاہزادہ محمد معظم کی بدنامی حسن بدالی میں اس قسم کی ہو چکی تھی اور ابتداً میں جو راجپوت برٹے شاہزادہ کے پاس پیغام لکھے۔ اسکی خبر بھی پادشاہ سن چکا تھا۔ اسنے محمد اکبر کے حق میں محمد معظم کی تحریر کو محض افترا جانا اور جواب میں لکھا کہ ہذا بہتان عظیم۔ حق سبحانہ تعالیٰ لشمارا ہمیشہ بر صلہ مستقیم رہبری نماید۔ انودگی سخن شنوی بدخواہان محفوظ دارد۔ جب یہ راز مخفی بر ملا ہوا۔ اور خیمہ خیمہ میں سب چھوٹے بڑوں کو یہ خبر معلوم ہو گئی کہ درگاہ میں ہزار راجپوت سوار لیکر اکبر سے مل گیا اور یہ خبر بھی آئی کہ محمد اکبر نے تخت پر جلوس کیا اور سکہ جاری کیا اور منور خان کو ہفت ہزاری کیا امیر الامرا کا خطاب ملا۔ حجاز بدخان اور اور عمدہ نوکروں کے جو اسکے ہمراہ تھے امانہ کے جہیز بھی بعض نے مجبور ہو کر مصالحت نہ قبول کئے سب کی تالیف قلوب کی۔ اور

سے کم میں طر کر کے جریدہ اپنی فوج جنگی کے ساتھ آگیا اسکو حکم ہوا کہ رانا اور اٹھو تو  
 کے تعلقہ اور درہا، طلب میں جا کر راجپوتوں کے قتل و اسیر کرنے میں کوشش کرے۔  
 اور فوج معین کرے کہ ملک رانا میں جو غلہ کی رسد پہنچتی ہو اسکو بن کرے اور  
 زراعت نہ کرنے دی سرتا کی مدد کے لیے تعلقہ جہونت سنگھ سے چھبیس ہزار سوار  
 راٹھور اور راجپوت جمع ہو گئے۔ فوج شاہی کا مقابلہ شونہی سے کرتے تھے اور  
 کبھی ورسد غلہ بہت سخت کرتے تھے۔ بادشاہی چند ہزار سواروں کو درہا، طلب  
 کی طرف لے گئے اور انکو چاروں طرف سے گھیر لیا اور بہت سواروں اور پیادوں  
 کا پتانہ لگنے دیا لیکن آخر کو راجپوت فوج اسلام سے مغلوب ہو کر راجپوتوں  
 درون کی سر راہ کو بند کر رکھا تھا اور بھی بھی پہاڑوں سے آن کر شاہزادہ  
 کے لشکر پر غافل شب خون مارتے تھے لشکر بادشاہی خصوص منور خان  
 اس جماعت کو بقیہ کرتا تھا اور ملک کی خرابی میں اور تاجانوں اور عالی عمارات  
 کے سہا کرنے اور اشجار بتر دار اور باغات کے کاٹنے اور راجپوتوں کے زنی و فرزند  
 کے گرفتار کرنے میں جو غار و منہا کیں بھی ہو تھیں کوئی کسر باقی نہ رکھتا تھا۔  
 محمد امین خان صوبہ دار حیرات کے نام حکم کیا کہ اپنی فوج کے ساتھ جلد سرح  
 راجپوتیہ اور احمد آباد کے درمیان ہتھامت کرے اور جہان راجپوتوں کی  
 خبر سے اور پتا پائے انکو غارت کرے۔

جب رانا کے معاونوں کا کام تمام ہو گیا غلہ ناباب زراعت کشت و کاہت  
 راٹھور راجپوتوں نے پرتدبیر و تنویر کی کہ وہ اول شاہزادہ محمد معظم باس گئے  
 کہ اسکو اپنے جرائم کا بیفیع بنائیں۔ یا بغاوت پر اسکو رہنمائی کر کے اپنا رفیق  
 بنائیں۔ بادشاہزادہ نے انکی باتوں پر مکان نہیں لگایا اور نواب بانی پنی  
 والدہ شاہزادہ کو جب اسکی خبر ہوئی تو اسنے بھی نصیحت کی اور منع کیا کہ کسی  
 بات میں نہ راجپوتوں کی امداد اور معاونت سے اشتنا نہ ہو۔ اور رانا کی

شاہزادہ اکبر کا راجپوتوں سے ملنا



اور منتظر تھا کہ کوئی موقع ملے تو یہاں سے نکل جائے۔ جب اسکو اپنے بھائی شہا بلال دین کے نزدیک آنے کی خبر آئی تو اسے محمد اکبر سے التماس کی کہ اگر حکم ہو تو میں جا کر اپنے بھائی کو ہتھکڑی کر کے اپنے ساتھ لے آؤں۔ محمد اکبر نے اسکو اجازت دی نقد و جنس جو لے جا سکا وہ لے آتی اسباب کو وہیں چھوڑ بھائی پاس پہنچا اور دونوں متفق ہو کر بادشاہ پاس آئے۔ بادشاہ کو ان کو اتنے سو بڑی خوشی ہوئی۔ شہا بلال دین کو شہا بلال دین خانی کا خطاب دیا۔ مجاہد خان اکبر کے لشکر کی حقیقت اور موافق و منافق اور مجبور و غیر مجبور کی تعداد دیکھی کہ اس اثنا میں محمد اکبر کے لشکر سے اور مرد و دستاں بادشاہ پاس آنے شروع ہوئی۔ مجاہد خان کے آنے سے محمد اکبر کے لشکر میں خلل ہوا۔ خواجہ مکارم سلطان منظم کے نوکر نے محمد اکبر کے قراوہ کو دست یازی کی اسکے زخم لگا۔ اس طرف کے دو تین آدمیوں کو زخمی کیا اسنے خبر پہنچائی کہ محمد اکبر کے لشکر سے جدا ہو کر حصہ میں تہور خان ہراول فوج چلا آدھوں کے ساتھ آتا ہے جب تہور خان گال باری میں آگیا تو اسکو حکم ہوا کہ وہ ہتھار اٹھا کر حضور میں آئے۔ خان نے اس میں تامل کیا تو محمد منظم خان نے اسکے مارنے کا اشارہ کیا وہ اپنے اظہار تہوری اور ارادہ فاسد اور کسی اپنی مصلحت کے سبب محمد اکبر سے نصحت لیکر آیا تھا۔ پادشاہ نے غصہ میں آن کر تلوار ہاتھ میں لیکر کہا کہ کون اسکو منع کرتا ہے کہ وہ ہتھیار لگا کر نہ آجئے آئے لگا تو ایک کھنڈ کی چھاتی پر اتر کر اسکو منع کیا۔ خان نے اسکے منہ پر پتھر مارا اور الٹا چلا کہ جسے کی رسی میں اسکا پاؤں اٹکا اور وہ منہ کے بل گر کر چاروں طرف سے بزن بگوش کی آواز بلند ہوئی اسکو مار ڈالا اور سر کاٹ لیا کشتہ ہونے کے بعد اسکے جامہ کے نیچے سوزہ نکلی اسکے باب میں وایات مختلف ہیں۔ خواجہ مکارم مخاطب جان شہا بلال دین کہتا تھا کہ حمایت خان دیوان تن خسر اسکا تھا اسکی تحریر سے از روئے ارادت اسکو بازگشت کی اپنی حسن خدمت و عقیدت و غیرت پر خیال کر کے ہتھیار اٹارنے میں یہ عذر کیا پھر حال تہور خان کے کشتہ ہونے سے راجہ جیو تون اور محمد اکبر کی فوج کے درمیان نزاع پیدا ہوا اور انکا پانچو شات جگہ سے ہلا اسکا دربار ٹوٹا۔ کئی راجہ اور امرا اس کے پاس سے بادشاہ

اور بادشاہ کی طرف لڑنے کے ارادہ سے آیا۔ ان دنوں میں بادشاہ کی فوج راجپوتوں کی تنبیہ کے لئے محمد اکبر کے ہتھیار چلی گئی تھی۔ اسد خان بہرہ خان سولے کوئی عمدہ امیر نہ تھا اور کل فوج مع خواجہ سرائیوں اور اہل دفتر کے ساتھ اٹھ سو سوار تھے اس وجہ سے زمین تزلزل ہوا۔ ایک عجیب منگھامہ برپا ہوا محمد معظم کو یہ تاکید تمام فرمان بھیجا کہ بلا توقف مع تمام فوج کے بطریق ایلاخ رخصت ہو میں آؤ۔ بادشاہ ہزارہ باب کے حکم کے آتے ہی اسکی خدمت میں واثہ ہوا۔ بہرہ خدمتہ محل کو خدا کو سونپا۔ دس روز کی راہ کو دو تین روز میں طو کر کے باب پاس نو دس ہزار سوار لیکر آگیا۔ ایک شہرت تھی کہ محمد اکبر ستر ہزار سپاہ لیکر باب سے مقابلہ کے لئے قریب آگیا ہے۔ کسی شخص کو بادشاہ کے لشکر میں امید نہ تھی کہ اس بلا سے نجات ہوگی۔ بعض ہوا خواہوں کے کہنے سے احتیاطاً دوزخی کی وجہ سے محمد معظم کی طرف سے بادشاہ کے دل میں وسوسہ پیدا ہوا۔ تقاضا وقت کے موافق توپ خانہ کا منہ محمد معظم کے لشکر کی طرف کر دیا اور بیٹے کو پیچھا کر کے لشکر کو چھوڑ کر دو نو بیٹوں کے ساتھ ہمارے پاس آؤ۔ محمد معظم نے باب حکیم کی تعمیل کی تہا دو بیٹوں کو لیکر خدمت میں آیا تو حضرت کو اس پر اعتبار آیا ان باب بیٹوں کے لشکر لے کر بھی محمد اکبر کے ستر ہزار سواروں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے یہ عالمگیر کے لئے بڑا برا وقت تھا۔ مگر اسکی عقل سلیم باقی تھی وہ یہ سوچا کہ محمد اکبر کا لشکر جو باغی ہوا ہے وہ فقط راجپوتوں کے بہکانے اور پٹیان پڑھانے سے ہوا ہے۔ کوئی اسکو میری ساتھ عناد دلی اور بغض قلبی نہیں ہے اسکا راہ پر لانا مشکل نہیں ہے اسلئے اسنے شہاب الدین پیر علی خان کو بہ طریق ہراولی بھیجا کہ وہ محمد اکبر کے لشکر کی خبر تحقیق لائے جسکو راجپوتوں نے انہو بندوں سے مدد کر رکھا تھا اور اپنے سکے بھائی مجاہد خان سے خط و کتابت کرے وہ محمد اکبر کے ساتھ بہ تقاضا وقت و مصلحت رفاقت میں شریک ہوا تھا۔

اسکے دستگیر کرنے میں اغماض کیا اور اس بات کو میر نور اللہ نے جو ایسی مقدمات  
میں سمجھا ہوا تھا۔ پادشاہ سے عرض کیا تو پادشاہ نے اس بات میں ایک فرمان  
باعتراف منیٰ اور احکام تہدید آمیز تمام اخبار نویسوں کو لکھو۔ شاہزادہ اکبر  
بگلانہ کی سرحد میں آیا۔ جو لہیر کے فوجدار اور قلعہ دار راجہ دیبی سنگ کے تعلقہ میں  
تھی اسنے شاہزادہ کی گرفتاری کے لئے فوج بھیجی یہ اس وقت پہنچی کہ وہ سرحد بگلانہ  
سے نکل گیا تھا۔ چند نفر لہجوت بھیج کر گئے تھے ان کو راجہ کے آدمی دم دلا سا بچہ  
راجہ پاس لئے۔ راجہ ان راجپوتوں سے شاہزادہ کا حال پوچھ رہا تھا کہ اسکے  
آدمی ایک اور آدمی کو پکڑ کر لائے۔ جو اکبر کی نیمہ استین خون آلود پہنے ہوئے تھا  
جسکو اکبر نے ہوا کی گرمی کے سبب اتار کر اپنے چیلے کے کندھے پر ڈال دیا تھا۔  
اسکو زخمی کر کے راجہ پاس اس گمان سے لے گئے کہ وہ شاہزادہ اکبر ہوگا۔ راجہ انکی  
اس حرکت سے ناراض ہوا۔ فرنگیوں کے ملک کی سرحد سے اکبر نکل گیا۔ بگلانہ  
کے پہاڑوں کی پناہ میں آیا اسنے پہاڑی آدمیوں کو روپیہ دیا انہوں نے  
اسکو سرحد راہیری میں پہنچایا جو سنہا سے تعلق رکھتا تھا سنہا اکبر کے استقبال  
کو آیا اور اپنا مکان رہنے کو دیا جو قلعہ راہیری سے تین کروہ پیر تھا اور وجہ  
خروج اسکے واسطے مقرر کیا۔ سنہا جی نے اول اول اکبر کی بڑی خاطر داری کی مگر  
پھر اسکے آدمیوں کو کافی خرچ نہ دیا۔ ایک روز محمد اکبر کے سامنے قاضی نے بیوقوفی  
اور خوشامد سے سنہا سے کہا کہ ہمارا ج کے دشمن یا مال ہوں تو محمد اکبر نے  
خفا ہو کر کہا کہ قاضی تو برا جنتی ہے اور سنہا سے کہا کہ ایسے کلمات نہ کہنا اور آپ کا  
شنا بدنا ہوتے یہ خبر بھی مشہور ہوئی کہ اعتقاد خان خلع اسد خان قلعہ راہیری  
کی تسخیر کے لئے مقرر ہوا ہے اسنے محمد اکبر سے صلحت سمجھا کہ جس طرح ہو ایران کا  
اسنے دو چھوٹے جہاز مرتب کئے۔ چالیس دن کا ذخیرہ انہیں رکھا اور روانہ ہو نیکا  
ارادہ کیا تو پادشاہ کے لحاف سے سیدی باقوت خان حبشی نے جنگی جہاز

پاس چلے آئے اور بہت سے بہانے اور چوٹ یہ دیکھ کر کہ سارا مقابلہ ہماری سرکین  
 پیرنگا اپنی گھڑی کیلے گئے یا بادشاہ پاس چلے آئے عوام الناس یہ خبر رائی کی کہ بادشاہ  
 نے از روئے تدبیر محمد اکبر کو فرمان لکھا اور اس میں درج کیا کہ اگرچہ راجپوتوں کی دلیگیری  
 کر کے اور قرار دی اور گرداوری کے باب میں جو ارشاد ہوا تھا تم اسکو سجالاؤ مگر انکو ہراؤ  
 بنا کے بادشاہی سپاہ کی زمین لاتا میں مصلحت تھا اور ایسا منصوبہ کیا کہ فرمان جب  
 راجپوتوں کے ہاتھ میں پڑا جو اس فرقہ کے تفرقہ کا سبب ہوا۔ لیکن اس خط بنانے کی بات  
 بازاری آپ اسکی کچھ اصل نہیں ہے۔ قصہ محمد اکبر کی سپاہ بڑی بادبدبہ و شکوہ کثیر  
 کا تلواریساں سونہ نکلی کہ اسکو ہر میت عظیم ہو گئی۔ جب محمد اکبر نے دیکھا کہ راجپوتوں کی آہ  
 روگردانی کی۔ درگاہ اس وردوین اور آدمی رانا کے آنکے پاس رہی تکیے میں زمین ہزار ہوا  
 ساتھ تھے کوئی رفیق اور شکر ایسا ساتھ نہیں ہو کہ کام آئی اسلئے وہ ناچار فرار ہوا۔ میں  
 جیسا ہزارہ محمد اکبر فرار ہوا تو اسکے سارے آدمیوں میں سوتین چار سو آدمی اور نامی آدمیوں  
 سے قدیم خدمت ضیاء الدین شجاعی تھا اسکا تمام مال اسباب تحمل و خزانہ و توپ خانہ لٹنے  
 کے بعد جو باقی رہا تھا وہ سارا اور اسکا ایک چھوٹا بیٹا نیکو بیرو و وسیلیان یہ سب بادشاہ کو  
 ہاتھ آئی۔ اور ایک بیٹا جو حد تیر کو پہنچا تھا اسکو راجپوت اپنے ساتھ لے گئے۔ اب محمد اکبر ایسا  
 سرایمہ تھا کہ وہ زمین جانتا تھا کہ کہاں جاؤں اور کیا کروں۔ کبھی شاہجہان آباؤ لاہور  
 کے جائے کا اجیر کی راہ سوارا کرتا تھا۔ کبھی ایران کا قصد ہوتا تھا جس طرف جاتا اس طرف  
 زمیندار اور فوجدار اسکے روکنے کو کھڑے ہو جاتے۔ بادشاہ ہزارہ محمد غلام اسکے تقاب کے لئے  
 مامور ہوا۔ اسنے اسکے تعاقب میں اغماض کیا اور عثمان کشیدہ چلا۔ محمد اکبر لاہور اور  
 ملتان کی راہ کو چھوڑ کر زمینداروں کی راہنمائی سے راہ دشوار گذار و جبال سو دکن کی طرف  
 مریہا ہوا۔ خانجہان عباد صوبہ دار دکن کو اور تمام فوجداروں کو بار بار احکام پہنچنے  
 کہ جہان تک ممکن ہو اسکو زندہ دیکھ کر و اور نہیں قتل کرو۔ خانجہان بہادر حکم کی وجہ سے  
 اسکے اسیر کرنے کے لئے ایثار کر کے گیا اور چودہ پندرہ کوس کا دو نوین فرق رہا تو خان

سلیمان شاہ مرگیا۔ سلطان حسین اسکا جانشین ہوا اسنے پہلے سے بھی زیادہ شاہزادہ کی مہانداری کی۔ محمد اکبر نے باپ کے مرنے کی خبر جھوٹی کہہ کر شاہ حسین کو فوج و خراج کی امداد چاہی لیکن شاہ نے کہا کہ ہمارے اخبار نویسوں نے نہیں لکھا کہ بادشاہ مرگیا۔ جب خبر تحقیق ہو جائیگی تو ہم امداد کریں گے۔ جب اس خبر کا جھوٹا ہونا حقیق ہو گیا۔ تو شاہزادہ کو خفت اٹھائی پڑی پھر شاہزادہ نے کہا کہ ہولے عراق میرے مرنے کو موافق نہیں ہو مجھے رخصت ملے کہ میں توابع گرم سیر میں سرحد خراسان میں جاؤں جو سبز زمین ہند کے قریب ہے آپ ان کے حکام کو لکھ دیجے کہ بروقت وہاں کے سرداروں کی فوج میری طاقت کریں بعد اسکے شاہزادہ کے لیے خرچ درما بہ مقدار اور حکم ہو کہ جو قوت شاہزادہ کو بھائیوں سے پیکار کا سروکار ہو تو پسند رہے ہزار سواروں سے اسکی امداد کی جائے۔ ہندستان کی سلطنت کی آرزو میں محمد اکبر توابع گرم سیر خراسان میں خوشی و ناخوشی اوقات بسر کرتا تھا۔ کبھی اسکا باپ کی سلطنت میں قدم رکھنا نصیب ہوا۔ عالمگیر کے آخر عہد میں اسکو موت آگئی۔ اور نگہ بستے جو جو دھپور اور اودے پور کے ملکوں پر اس طرح تاخت و تاراج کی کہ اس سے راجپوت دب گئے۔ مگر نہیں گئے۔ اس جنگ ورجز میں آج کے ملک

راجپوتوں کا املا و جنگ

مذہب پر ایسا زخم داغ لگایا جو بھی نہ بھرا۔ عالمگیر کے ابتدائے عہد میں قوم راجپوت سلطنت مغلیہ کی دست راست تھی۔ اس سے جدا ہو گئی کہ پھر اسکے ملوک کی توقع نہیں رہی۔ پھر اس نے اس سلطنت کی نسبت بغیر بے اعتمادی کے نہیں کی۔ صرف رام سنگھ مہاراجہ جے پور جسکے ناتے رشتے پادشاہ سے بہت تھے اور بہت منفعتیں اسکو حاصل تھیں وہ تو راجپوتوں کے ساتھ شریک نہیں ہوا۔ باقی اور راجپوت سب متفق ہو گئے۔ پادشاہ کی لڑائی راجپوتوں سے بدستور ہی رہی جو حال اسکا شاہزادہ محمد اکبر کی بغاوت سے پہلے تھا وہ اب بھی رہا۔ پادشاہی فوج راجپوتانہ کو لٹتی تھی۔ راجپوت مالوہ کے ملک خراب ویران کرتے تھے۔ پادشاہ

اسکی راہ روکنے کے لئے تیار کیا وہ ان اطراف میں کوس انا الملکی بجار مانتھا۔ مگر  
 گرفتاری میں اسنے انخاص کیا۔ شاہزادہ اور رضا الدین محمد شجاعی اور اور حلیہ بن  
 بچا پس آجی خدا پر بھروسہ کے سوار ہوئے۔ راہ میں محمد اکبر کے جہاز متفرق ہوئے اور  
 اُن پر حادثات عظیم واقع ہوئے۔ ناموافقت ایام سے امام مسقط کے جزیرہ میں  
 جہاز چلا گیا۔ اہل جزیرہ نے شاہزادہ کو گرفتار کر کے امام مسقط پاس بھیج دیا۔ یہ امام شاہ  
 ایران کے برٹے عمدہ زمینداروں اور توالیج میں سے تھا بحسب ظاہر تو ہمتداری  
 کی لیکن اکبر کو بطریق نظر بند کے رکھا اور عالمگیر کو غرضداشت بھیجی کہ اگر حضور دولاکھ  
 روپے نقد اور بندہ سورت میں جو اجناس مسقط کے جہازوں میں جاتی ہیں انکی معافی  
 عشورگی سند کسی آدمی کے ہاتھ بھیج دین تو میں محمد اکبر کو اسکے حوالہ کر کے حضور میں روانہ  
 کروں۔ پادشاہ نے کئی مقصدیان بندہ سورت کے نام حکم صادر کیا کہ امام مسقط  
 کی التماس موافق عمل کریں مسقط پر تصدی سورت نے حاجی فاضل کو جو سببانون  
 لئے شہنا تھا محمد اکبر کے لانے کے لئے بھیجا۔ جب شاہزادہ اکبر کے آنے کی اور امام مسقط  
 کے اس ارادہ ماصواب کی جہولان شاہ زمانہ واسے ایران کو پہنچی تو اس نے امام مسقط  
 پاس حکم بھیجا کہ ہمارے جہان کو بہت جلد اہتمام کر کے ہمارے پاس بھیج دو ورنہ ہمارے  
 سزا کے لئے فوج بھیجی جائیگی۔ امام مسقط نے ناچار شاہزادہ کو شاہ سلیمان کے آرمیوں کی  
 ہمراہ کیا جب شاہزادہ صفہان میں آیا شاہ سلیمان اسے لینے آیا تو محمد اکبر نے پانچ  
 الماس لیکر پادشاہ سے ملاقات کی اور کہا کہ اگرچہ بزرگان ایران کے نزدیک یہ  
 امر غیر متعارف ہے کہ نذر و ہدیہ ہاتھ میں لیکر نیرگون سے ملاقات کرے لیکن ہندوستان  
 میں مہربانی کی خدمت میں خالی ہاتھ جانا تیرکا دہے ہر روز جہان داری بڑے تکلف  
 سے ہوتی رہی۔ شاہزادہ نے ہندوستان میں جانے کے لئے امداد طلب کی تو شاہ  
 فرمایا کہ جب تک تمہارا باپ زندہ ہے تم ہمارے عزیز جہان ہو جب تک بھائیوں  
 کام پڑ گیا تو ہم سے جہان تک ہو کے گا تمہاری امداد کرینگے۔ چند روز بعد

اور گھاتوں کی راہیں بند کیں کہ مرہٹوں کا حملہ نہ ہو اور درون پر تو پٹانے لگائے۔ مگر یہ تدبیر دلیر خان ناپسند کی شاید اورنگ زیب کے سرداروں میں سے زیادہ دلیر اور شجاع و جہت و چالاک تھا اور قلعہ جاکنہ کے حملہ میں کامیاب ہو چکا تھا اسنے جنگ محفوظہ کی غلطیوں کو بتایا اور کہا کہ فوج خواہ کتنی ہو اسنے قلعوں پر حملہ کرنا چاہیے مگر سپاہ نے اسکی بات پر کان نہ لگایا یہ مرہٹوں کے سوجھ بوجھ کی نسبت یہ خیال تھا کہ وہ خاندیس میں ان درون سے آئیے جنگو خاں نے روکا تھا وہ مختلف گروہوں میں تقسیم ہو کر اورنگ آباد اور احمد نگر کو چلے گئے۔ خاں خاں نے بہت راہوں سے انکا تعاقب کیا مگر کامیاب نہیں ہوا۔ اور برسات میں اس نے پیرگام میں جو دریا بہا کے کنارہ پر بے چھاؤنی ڈالی۔ اور یہاں اسنے ایک قلعہ بنایا جسکا نام اس نے بہادر گڑھ رکھا۔

خان جہان بہادر تو یہ کام کر رہا تھا۔ سیوا جی نے یہ کام کیا کہ مخفی گو اکنڈہ میں گیا۔ کہتے ہیں ان سے بہت چھرو بیہ بطور حراج لیا اور اس کو اطمینان خاطر کے ساتھ رائے گدھ میں پہنچا دیا۔ اور جب وہاں پہنچ کر آیا تو اسنے ملک شاہی کے ماتحت و تاراج کے لئے اپنے سواروں کو چھوڑ دیا کہ وہ دہات قصبہ شہروں سے جو تھ وصول کریں غرض مرہٹوں اور مغلوں میں جو لڑائیاں ماتحت و تاراج کے لئے ہوئیں۔ ان میں سے ہر ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ میں فائدہ میں رہا۔ مرہٹے بھاگتے تو اور زیادہ لوٹ جاتے۔ مرہٹے لوٹ کے مال کو شیر باد چھتے تھے اور اس لوٹ مار ہی کو وہ اپنی عزت اور افتخار جانتے تھے۔

جیسو جی گو لکنڈہ گیا ہے تو اسکی غیر حاضری میں سورت و جھیرا کا بیڑا متفن ہو کر آیا۔ اور اسنے دھندارا جو ری کے تو خانوں کو غارت و تباہ کر دیا اور اگھو بلا افسر بھی مارا گیا مگر اس نقصان کا معاوضہ گو لکنڈہ جانے سے ہو گیا اور اس سے سال آئندہ ملی فوج کٹشی کے لئے بڑی تقویت ہو گئی۔

بادشاہ مندرون کو توڑ توڑ کر مسجد بن بناتا تھا۔ راجپوت مسجدوں کو ڈھا ڈھا کر  
مندر بناتے تھے۔ قرآنوں کو جلاتے تھے۔ ملاؤن کی خوب گت بناتے تھے اس لئے  
رانائے اودے پور کا نقصان زیادہ تھا اسلئے کہ اس ملک کا زرخیز حصہ مغلوں کے  
زیر سایہ تھا اور وہی انکی تاخت و تاراج سے پامال اور ویران ہوتا تھا۔ اودھریہ  
حال رانا کا تھا اودھریہ بادشاہ کے برٹے برٹے کاموں میں جیسی کہ ہم دکن تھی سرج  
ہو رہا تھا۔ آخر کار رانا اودے پور نے صلح کی درخواست کی اور بادشاہ نے  
ان شرائط پر صلح کر لی کہ رانا جزیرہ کی عوض میں کچھ ملک دیدے اور راجہ جیت  
بائع ہو کے راج گدی پر بیٹھے۔ اسوقت بادشاہ جہات یوسف زئی اور راجپوتوں  
سے زیادہ ہمہ اہم دکن کی سمجھتا تھا اسلئے اس نے ان شرائط پر صلح کر لی مگر اس  
کشتی سے فساد و عناد کی جڑ نہ کٹی ہمیشہ راجپوتوں سے بادشاہ کی کھٹا بٹی رہی  
مشرقی جانب میں چھوٹی چھوٹی بریتیں تو بادشاہ کی مطیع رہیں باقی تمام بریتیں بادشاہ  
سے منحرف رہیں گوانکی دارالسلطنتیں بادشاہ کی قبضہ میں رہیں مگر انکے اودھریہ  
آفتین بر پارہیں راجپوت اپنی باہمی نزاع کے سبب برٹے برٹے فتوحات سے فائدہ  
نہیں اٹھا سکے۔ مگر پھر بھی بادشاہی فوج والوں کو نہایت تنگ کرتے رہے۔ اور  
مالوہ اور گجرات کے صوبوں کو لوٹتے اور کھسکھسوتے رہے۔

### معاہلات دکن

اس عرصہ میں کہ بادشاہ خود سرحد کی قوموں کے دبانے کے لئے گیا اور راجپوتوں کی  
لڑائی میں مصروف رہا وہ دکن کی جہات سے غافل نہیں رہا جو اسکے اختیار میں وسائل  
تھے انکو دکن کی جہات میں بھی کام میں لایا جسوقت بادشاہ کی فوج پنجاب میں  
افغانوں کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوئی تو جہات دکن کے لئے خانبھان خان حکم  
گجرات کو مقرر کیا اور مہابت خان اور شاہزادہ محمد مظلم کو بلالیا۔ خان جہان  
اس خیال سے کہ سیوا جی سے لڑنے کے لڑ سپاہ کافی نہیں ہو اس لئے دکن میں قیام کیا

جہات خان جہان آباد



اگر سیوا جی مدتوں سے اپنے تئیں راجہ کہتا تھا اور اپنا سکھ چلاتا تھا مگر اب  
 بیوا میں اُڑنے لگا اور دل میں یہ ہوا سمائی کہ مسلمان پادشاہوں کی طرح  
 اپنی شان دکھانے چھٹا پڑا۔ جون ۱۷۷۷ء کو برہمنوں کے مہورت پوچھ کر  
 اپنے راج دھانی رلے گدھ میں راج گدی پر چڑھ گیا اور تمام برہمن جو شاہانہ  
 ہوتی ہیں وہ سب کین ایسے فرو شکوہ سے دربار کیا کہ کبھی مرہٹوں نے خواب میں بھی  
 نہ دیکھا تھا۔ تر از زمین بیٹھ کر تلا برہمنوں کو سولے کا تلا دان دیا۔ سونا روپا۔  
 جوا ہر پچھا ور ہوئے سرداروں کو خلعت اور سرے بڑے بڑے منصب اور انعام  
 مرحمت ہوئے۔ افسروں کے خطاب بھی سے سنکرت میں بد یا نئے نام  
 سنکرت میں کھو۔ اگرچہ شاہانہ رسموں کے برتاؤ میں مسلمانوں کا طریقہ اختیار کیا  
 مگر دھرم کرم میں وہ پہلے سے بھی زیادہ کٹا ہندو ہو گیا۔ کھانے پینے میں  
 ہندوؤں کی طرح پابند تھا اسے مسلمانوں کی بیخ کنی کے لئے ہندو  
 میں مذہبی جوش ورقم واولے اور زیادہ کر دئے اور اپنی سادگی کو جو  
 ابتدا میں تھی نہیں چھوڑا اس کے علم کو بھگوا جھنڈا کہتے تھے وہ گھیرانا رنجی دگ  
 بیل کی دم کی صورت کا ہوتا تھا۔

سیوا جی نے جب پورندھر کو تسخیر کر لیا تھا کل ملک بجا پور اور کانکن سے  
 جو تھے لینے کا متحق اپنے تئیں جانتا تھا۔ انگریزوں سے تو اس نے کبھی جو تھے  
 مانگی نہیں۔ مگر برہمنوں سے کہتے ہیں کہ اس نے جو تھے لی۔ اس کا ذکر برہمن  
 کی تاریخوں میں اس طرح آتا ہے کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ انہوں کی  
 ۱۷۷۵ء میں دلیر خان نے سیوا جی کے ملک پر دست درازی کی اس لئے خاجنا  
 بہادر سے جو عہد و پیمان ہوئے تھے ان کے توڑنے کے لئے سیوا جی کو ایک غزیر  
 ماتھے لگا۔ مور و پت نے قلعے اوڑھا اور بیٹہ دوبارہ لے لئے۔ سیونیری پر  
 حملہ کیا۔ مگر ناکامیاب رہا۔ وہ سیوا جی کی جنم بھوم ہے۔ جو اس کو ساری

خون کا ملک سیوا جی کے ہے۔

۱۶۶۲ء میں علی عادل شاہ والی بیجا پور فلک میں مبتلا ہو کر مر گیا۔ اسکے کوئی اور  
 بیٹا سوا سکندر عادل شاہ کے نہ تھا جسکی عمر پانچ سال کی تھی اور شاہ بی جی بیٹی  
 تھی عجلہ مجید وزیر تھا اور خواص خان و عبد لکریم بہلول خان اور مظفر خان یہ  
 تین ارکان سلطنت تھے۔ سب کو اپنے مطلب سے مطلب تھا۔ اس گھر کا کوئی  
 خیر خواہ نہ تھا۔

اب سیوا جی نے سوچا کہ مغلوں سے لڑنے میں وہ فائدہ نہیں ہے جو ملک بیجا پور کی  
 ساخت و تاراج میں ہے اسلئے ۱۶۶۳ء میں وشال گڑھ میں تھی ایک بڑا لشکر  
 جمع کیا اور اسکی سیاہ نے پناہ کو لے لیا اور تجارت گاہ ہوئی کو خوب لوٹا۔ یہاں  
 سے اتنی غنیمت ہاتھ آئی کہ مرہٹوں کو پہلے بھی نہیں ہاتھ آئی تھی۔ اس شہر کو  
 اناجی دیو کے حوالہ کیا اس شہر میں جو مرہٹوں کے ہاتھ سے بچا تھا اسکو فوج  
 عادل شاہی نے لوٹا جو اس شہر کی حراست کے لئے آئی تھی۔ سیوا جی کے پیڑے  
 نے کار وارا اور انکو لے کو لے لیا اور بہت سے مقامات کے دیس کھیون کو بکایا  
 کہ وہ مسلمانوں کے ٹھانوں کو اکھاویں۔ صوبلی کے تاراج ہونے سے راجہ  
 سید پور ڈرا بیٹھا تھا اسنے سیوا جی کو سالانہ خراج دینا قبول کیا اور سیوا جی  
 وکیل اپنے دربار میں مقرر کیا۔

سیوا جی کا ارادہ تھا کہ ملک بیجا پور کو فتح کرے اسلئے اسنے خان جہان  
 بہادر سے درخواست کی کہ اسکے ذریعہ سے بادشاہ اسکی حمایت کرے۔ خان  
 نے اسکی اس درخواست کو اس شرط پر منظور کرانے کا وعدہ کیا کہ سیوا جی بادشاہی  
 ملک پر تاخت و تاراج نہ کرے۔ مئی کے مہینے میں مادیون نے پر لے لیا  
 ستمبر میں ستارہ کو کئی مہینے محاصرہ کر کے فتح کر لیا۔ غرض ۱۶۶۵ء میں  
 یعنی دو برس کے اندر بہت سی لڑائیوں اور محاصروں کے بعد اس کیاست  
 کا وہ ملک جو سمندر کی جانب گھاٹوں سے متصل تھا اور کوئٹہ کا جنوبی حصہ

سلطان علی عادل شاہ کا زمانہ اور بیجا پور کا زمانہ۔

چند گدھے تھے۔ اگرچہ یہ قلعے مضبوط تھے مگر وہ اس ملک پر جاگیر داروں کے حامی و کنی کے بہت کام آئے۔

سیوا جی کو مدت سے یہ لوگ ہی ہوئی تھی کہ باپ کی جاگیر کو جو کرنا ملک و سیوا جی کو یہ  
 اوپر کسی طرح قبضہ کیجئے۔ پہلے جاگیر پر اسکا سوتیلہ بھائی دنگا جی قابض تھا اور حقیقت  
 میں ہی اسکا مالک تھا۔ مگر برائے نام والی بیجا پور کا ماتحت تھا اب سیوا جی کو یہ  
 اختیار تھا کہ اس جاگیر کا دعویٰ وہ وراثت کرتا۔ یا بطور غنیمت کے فتح کرتا اس کے باپ کی  
 زمین پنڈت راگھونا تھا ناراین اس جاگیر کا انتظام کرتا تھا۔ اب اس کے بھائی دنگا جی  
 کا منتہی تھا۔ مگر کسی بات پر اس سے خفا ہو کر سیوا جی پاس چلا آیا تھا اسلئے اسکو مدد بھی  
 زیادہ اپنی تمنا پر اسکا خیال پیدا ہوا۔ یہ پنڈت جاگیر کا تمام کچا پکا سال جانتا تھا۔  
 اسلئے اسکا آجانا سیوا جی کے حق میں نعمت غیر مترقبہ تھا۔ سیوا جی دورانیش بڑا تھا  
 بات کو برسوں پہلے سوچ لیتا تھا۔ اس وقت والی گول کنڈہ کو مغلوں کا خوف لگا  
 تھا اور والی بیجا پور سے بھی بچ رہی تھی۔ اسلئے سیوا جی نے سوچا کہ والی گول کنڈہ و  
 رفاقت پیدا ہوئی آسان ہو چنانچہ پیغام سلام ہو کر دونوں میں اتفاق ہو گیا۔  
 ۱۷۶۶ء میں گول کنڈہ کی جانب میں ہزار سوار اور چالیس ہزار پیادے لیکر روانہ ہوا اور  
 وہاں کچھ دنوں ٹھہرا اور والی گول کنڈہ کو الوبنایا اور آپس میں یہ قرار طیار کیا کہ میں اپنی  
 باپ کی موروثی ملک کے علاوہ اور ملک فتح کروں تو اس میں بھی پادشاہ کو حصہ دوں اور  
 پادشاہ اس کے بدلے میں مجھ کو کسی قدر روپیہ ورتوپ خانہ عنایت کرے اور باقی فوج  
 اپنی بیجا پور اور مغلوں کی روک ٹوک کے واسطے اپنے پاس رہنے دے۔ غرض وہ  
 خطبہ سے روپیہ ورتوپ خانہ لیکر حیدر آباد میں ایک جیسے رہ کر مارچ ۱۷۶۷ء  
 میں ٹھک جنوب کی طرف چلا اور کرنل سوئیچے ۲۵ میل پر آیا اسکی سپاہ آہستہ  
 آہستہ کہ اپنی راہ سے چلی۔ سیوا جی کچھ سواروں کے ساتھ ہتھمندر کی جاترا گیا۔  
 یہاں سرزم مذہبی ادا کین بھوانی نے کرپا کر کے اس کو کہا کہ سیوا جی سے ہندوؤں کے

سیوا جی کو یہ  
 دنگا جی کا  
 راگھونا تھا

عمر ماٹھ نہ آئی۔ مگر سنیاست جھیراؤ کی مستحیابی نے ناکامیابی کا معاوضہ کر دیا وہ سورت کے پاس ایک درہ پر گزرا اور اپنے سواروں کو کئی فوجوں میں تقسیم کیا جنہوں نے برہانپور کو اور باہور کو خوب لوٹا۔ اور بیوج سے چوتھلی۔ یہ پہلی دفعہ تھی کہ مرہٹوں کی سپاہ نے دریائے نربدہ سے اتر کر کوچ کیا۔ سیوا جی نے خود بوند کا محاصرہ کیا اور اس نے پناہ اور ٹوٹا کے درمیان تھا توں پر قبضہ کر لیا۔ جب سیوا جی کو ننگن میں مصروف تھا تو پھلتن ملاوری کے دیس بکھنے بنیل کیے لکھا۔ نے سیوا جی کے تھا توں کو اٹھا کر میدانی ملک شاہ بیجاپور کی لئے فتح کر لیا۔ جب جھیراؤ گوداوری سے عبور کر کے گھر کو آیا تھا تو راہ میں دلیر خان نے اس کا قتل کیا۔ وہ بہت مشکل سوا اپنے بیٹے قیمت لوٹ کے مال کو گھر لایا۔ مغلوں کی سپاہ نے ضلع کلپانی کو لوٹا۔ سیوا جی نے قلعہ بوند کو ایک نقب ڈاکر فتح کر لیا اور وہ خوب کی طرف گیا۔ کو ننگن میں چوتھلی اور خوب لوٹا۔ لوٹ کا مال بہت سارے لے کر اپنے گھر لے گئے۔ میں آیا۔ جب لیر خان اور خان جہان لڑائی میں اور طرف مصروف تھے تو جھیراؤ مغلوں کے ملک میں آیا اور اسے خوب لوٹا۔

خواص خان نامی سلطنت بیجاپور نے سلطنت کے نازک حالات دیکھ کر تاجپان سے عہد و پیمان کئے کہ بیجاپور کی سلطنت بادشاہ کے ماتحت رہے گی اور اورنگ زیب کے کسی بیٹے سے سکندر عادل شاہ کی ہمیشہ خرد بادشاہ بی بی سیاہی جاسکی عہد لکھنم امیر و ناسخ عہد و پیمان کے سبب خواص خان کو سائش کر کے مار ڈالا اور لڑنے کا سامان تیار کیا جب خان جہان بہادر بیجاپور کی طرف آیا۔ بیجاپور والے اسے کئی لڑائیاں لڑتے تھے۔ بیجاپور والوں کا پلہ غالب رہا۔ دلیر خان کا موطن دوست عہد لکھنم تھا۔ اسکے ذریعہ سے دونوں میں صلح ہو گئی۔

سیوا جی نے پھر تیسری دفعہ ٹوٹا اور پناہ کے درمیان میدانی ملک پر قبضہ کیا اور ایک سلسلہ قلعوں کا بنایا۔ جسکے نام ورن گڈھ۔ بوشین گڈھ۔ سیو درو گڈھ۔

یہ محصول نہ ادا کیا تو انکو لوٹا مارا۔

خان جہان بہادر نے جو سیوا جی سے صلح کی تھی وہ اورنگ زیب نے منظور نہیں کی مگر دلیر خان نے پادشاہ کو جو یہ تدبیر لکھی کہ گول کتہہ پر دھاوا کیا جائے۔ اور عبدالکریم وزیر اور فوج بجا پوری سے اعانت لی جائے اسکو پند کیا اور اسکو خان جہان خان بہادر کو اپنے پاس بلالیا اور دلیر خان کو اسکی جگہ مقرر کر دیا قطب شاہ پر حملہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ اسنے سیوا جی سے صلح کر لی تھی لیکن مادھو نہ پنت جسکو سیوا جی نے گول کتہہ میں چھوڑ رکھا تھا۔ دلیر خان اور عبدالکریم حملہ کو ہٹا دیا۔ بجا پور کی سپاہ تنخواہ کے نہ ملنے سے بھوکے مر رہی تھی اسکو دشمنوں سے لڑانا ناممکن تھا۔ عبدالکریم جنوری ۱۶۸۷ء میں مر گیا تو دلیر خان نے یہ کوشش کی کہ مسعود خان حبشی اسکی جگہ مقرر ہو جائے وہ سیدی جوہر کا داماد تھا اور ادنیٰ کا جاگیر دار تھا وہ مقرر ہو گیا اسنے سپاہ کی چڑھی ہوئی تنخواہ بانیٹنے کا اور دلیر خان کے قرض چکانے کا اور امن مان رکھنے کا اور پادشاہ نے بی کوشش مغل میں بھیج دی کا وعدہ کیا اسنے پیادوں کی چڑھی ہوئی تنخواہ ادا کی مگر جب وہ بجا پور گیا تو سواروں کی زیادہ تر سپاہ نہیں رکھ سکا۔ نسلنے یہ سوار برطرف شدہ کیا تو سیوا جی کے نوکر ہو گئے یا پادشاہ کے۔

دلیر خان مسعود خان سے عہد و پیمان کر کے بیرگرام میں گیا۔ سیوا جی نے یہ حالت سن کر نہایت کوچ کیا۔ جنجی اور اسکے مضافات کو اپنے سوتیلے بھائی ننٹا کو سپرد کیا اور اسکے ساتھ گھوناٹھ ترائن اور میر راؤ سنیا پت کو مقرر کیا کہ وہ کرناٹک کے مقامات کا انتظام کریں سیوا جی نے قطب الملک کو ابھی شوج کا، کچھ نہیں دیا جس سے وہ سمجھا کہ سیوا جی نے اسکو حق بنایا۔ مگر جب سیوا جی راج گڑھ میں آگیا تو اسے سلسلہ اتحاد کو شکستہ نہیں کیا۔ سیوا جی کا لشکر بلاری کے قریب آیا تو اس قلعہ کے آدمیوں نے اسکی فوج کبھی کے چند آدمیوں کو مار ڈالا اور اسکا

ہندوؤں کے دھرم کرم کے بڑے بڑے کام ہونگے اور کرناٹک میں اسکے بڑے درجہ جات ہونگے۔ ۱۲ روز پہانہ کر مئی سنہ الیہ میں مندر اس کے پاس ہوتا ہوا ججنی کے قریب پہنچا جو اسکی قلمرو سے پہلے ہو میل تھا وہ قلعہ بیجا پور سے تعلق تھا۔ والی بیجا پور کی طرف سے اسمین عتبر خان کے بیٹے روچن اور ناظر محمد حاکم تھے رگھوناتھ نے اُن سے ملکر ایسے عہد و پیمان کر لئے تھے کہ سیوا جی کو یہ قلعہ بلا مقابلہ ہاتھ آگیا۔ والی بیجا پور کا افسر شیر خان حاکم ضلع بڑنالی نے پانچ ہزار سوار لے کر سیوا جی کے مقابلہ میں کوشش کی مگر وہ بہت جلد نرغہ میں آنکر قید ہو گیا۔ سیوا جی کا ستیلا بھائی سنتا جی اُسے پہلے پہل ملنے آیا۔

اسلٹنا زمین اس فوج نے جو ارادہ سیوا جی نے پیچھے چھوڑی تھی قلعہ دیلور کا محاصرہ کیا۔ مرہٹوں کی کتابوں میں لکھا ہے کہ محاصرہ کر کے ستمبر میں ختم کر لیا۔ قاضی ابوحسین بیان کرتا ہے کہ قلعہ دار کو پچاس ہزار پیوڈا رشوت دیکر لے لیا۔ جس عرصہ میں کہ دیلور کا محاصرہ ہو رہا تھا سیوا جی اپنے بھائی دنکا جی سے ملا۔ اور اُسے اسکو سمجھایا کہ باپ کے ترکہ میں سے نصف اسکو دینا چاہیے۔ ایک بھائی باپ کے ورثہ کے نصف کا دعویٰ جتنی شد و مد سے کرتا تھا دوسرا بھائی اتنی ہی زور سے انکار کرتا تھا۔ سیوا جی نے پہلے ارادہ کیا کہ بھائی کو قید کر کے زہر دے۔ اُسے نصف تنجوڑ لے لے۔ مگر بھائی کو ملاقات کے لئے بلایا اور اسکو قید کرنا شرط سے تعبید سمجھا اسلئے اسکو تنجوڑ جانے کی اجازت دیدی مگر باپ کے ورثہ نصف تنجوڑ اور ادنیٰ اور ایک قلعہ کا دعویٰ نہیں چھوڑا اور کہا کہ میں اس سے زیادہ تجھ کو دے سکتا ہوں مگر باپ کے ورثہ کو نہیں چھوڑ سکتا۔ سیوا جی دہور میں آیا اور قلعہ کرناٹک کی گدھ و جلدیو گدھ اور ہمارا ج گدھ لے لئے سال آئندہ کے شروع ہونے سے پہلے سیوا جی نے اپنے باپ شاہ جی کے علاقے کو لہار۔ بنگا پور۔ اوس کوٹا۔ مالابور۔ سیرا پر قبضہ کر لیا۔ اُس نے کرناٹک سے جو تھ اور سرودیش مکھلی اور جہان پور کوٹ

محمودین کا بیچا چھوٹا۔ اس مطلب کے لیے سیوا جی نے بنالہ میں بہت سے سوار جمع کئے اور سیوا پور کی طرف چلا۔ مگر اس سیانے کھاگ نے دیکھا کہ اسکے بازوؤں میں عالمگیری لشکر کے صد مہلکھانے کی تاب نہیں ہو۔ اسلئے وہ محاصرہ کے قریب بارہ میل جا کر کترایا اور بادشاہی علاقوں پر حملے کرنے لگا۔ دلیر خان فن سپہ گری سے خوب واقف تھا اگرچہ اس پاس فوج زیادہ نہ تھی مگر جتنے سپاہی اس میں تھے اسکے ہم قوم افغان من چلے اور برے دل گردے کے جوان مرد تھے ایسی فوج ایسا فسر کے باعث بڑی فوجوں سے بھی بڑھ کر کام دے سکتی ہے۔ دلیر خان نے محاصرہ کو یہاں چھوڑا اور سیوا جی نے آگ بھڑکوار سے باشندوں کو پھرتا کر دیا اور دیات کو جاکر خاک کیا۔ اسنے دربار ہمایسے آ کر جو لٹا پر حملہ کیا باوجودیکہ اورنگ آباد میں سلطان معظم تھا اسنے جو لٹا کو خوب ٹاجس مکان میں اسکو دولت کا گمان ہوا اسکو خاک سپاہ کیا۔ خانی خان نے لکھا ہے کہ سولہ مہینے سیوا جی افواج سنگین کے ساتھ ملک خاندیس میں داخل ہوا۔ قصبہ بھرنگانو کو جو اس ضلع میں معموری میں مشہور ہے اور جس کرائہ و اقسام قماش و مال بندر سورت اور حیرین قصبہ کے گہرے کسے پاس ہوتی ہیں اسپر تاخت و تاراج کی پھر جو برہ اور اور برگنات کو لوٹ کر اور جلا کر پرگنہ جالندہ کی طرف گیا یہ بھی تعلقہ بالا گھاٹ کے قصبہ میں معمورین سے تھا۔ حسین مال تجارت بھر پور تھا اس قصبہ میں سید جان محمد کاکس تھا جو یہاں کے وکیل باللہ درویشوں میں تھے جب کوئی عنیم اس قصبہ میں آتا تو یہاں کے ہندو لوگ کی ایک جماعت مال و عیال سمیت اس سید کے تحیہ و مکان کی پناہ میں آتے مگر سیوا جی نے سید صاحب کا ادب نہیں کیا۔ جو مالدار انکی پناہ میں گئے انکو خوب لوٹا اور خود سید صاحب کو نہ چھوڑا۔ خانی خان سیوا جی کی موت کا سبب یہی بتاتا ہے۔ اس سے زیادہ بے عقلی کی بات کوئی اسنے اپنی تاریخ میں نہیں لکھی ہے سیوا جی اپنے لوٹ کے مال کو لیکر صحیح سلامت رائے گدھ میں پہنچا ہوتا مگر

اور اسکا عذر بھی یہاں کچھ حاکم نے جو دس سیاتی کی بیوہ تھی بہین کیا اسلئے یہ قلعہ سیوا  
بزرور ۲ دن میں لیا اور کوہ مال اور بہادر بندہ کو بھی فتح کر لیا جب سیوا جی  
نور گل میں آیا ہے تو اسنے سنا کہ اسکے بھائی دنگا جی نے اسکی فوج پر کرنا گشت  
حملہ کیا اور بہت نقصان کے ساتھ ہزیمت پائی۔ اسنے بھائی کو خط انصاف لکھ کر  
لکھا اور آخر کو اس قصہ کا اختتام اسپر ہوا کہ موروٹی جاگیر پر دنگا جی متصرف ہے  
اور نصف محل سیوا جی کو دیا کرے باقی وہ مقام جو بیجا پور کی قلمرو میں ہے سیوا جی  
کے ہاتھ آئے بہین وہ سیوا جی کے پاس بہین۔

سیوا اٹھارہ جہینے بعد ٹھہر ٹھہر کر رے گدھ میں آیا دو نو ہمیر رے اور جے جے مارا  
نے بیجا پور کے علاقہ کو خوب لوٹا مارا پانچ سو گھوڑے اور پانچ ہاتھی اور افسر جو اس سے  
لڑا تھا گرفتار کیا۔ کرشنا اور تنگ بھدرا کے درمیان کا کل ملک مالا مال ہوا اور کوہ مال  
اور بیلاری کے ہمسایہ کے سرکش دیس کچھ جو والی بیجا پور کو خرچ نہیں دیتے تھے انہوں  
نے سیوا جی کی فوج کو دیا۔ بیجا پور میں سوار نہ تھے اور برسات کے سبب ریاون میں پانی  
تھی اس لہو مسعود خان سیوا جی کی فوج سے یہ سیراب سیر حاصل ہنلاح نہ لے سکا۔  
دلیر خان اور مسعود خان کے درمیان جو عہد و پیمان ہوئے تھے وہ بادشاہ نے  
پسند نہیں کئے بلکہ دلیر خان کو بادشاہ نے لکھا کہ وہ سپاہ کی چڑھی ہوئی خواہ  
دیگر جتنے افسروں کو اپنی طرف کر سکے وہ کرے سلطان منظم کو دکن کا صوبہ دار پھر  
اس غرض سے مقرر کیا کہ مسند نشین بیجا پور سے ملک و مال کا مطالبہ زیادہ کرے۔ اور  
اس مطالبہ کی تعمیل میں دلیر خان بحیثیت سپاہی لاری آمادہ ہو۔ اول بادشاہ بی بی کا  
مطالبہ ہوا۔ بعد ایاک جھگڑے کے بادشاہ بی بی خود دلیر خان کے شکریں اس غرض سے  
آئی کہ بھائی کی سلطنت بچ جائے۔ دلیر خان نے اسکو اوزگ آباد میں بھیج دیا۔  
بیجا پور کا محاصرہ کیا گیا۔ جب بیجا پور والے مایوس ہوئے تو وہ ان کے وزیر مسعود خان  
نے سیوا جی سے مدد مانگی۔ اس نے دلیر خان پر حملہ کرنے کا وعدہ کیا جس سبب





شاہزادہ کے حکم سے دس ہزار سواروں نے جمع ہو کر اُسے سنگم نیر کے قریب آنکڑا لیا  
گھیر لیا تھا کہ اُسے مار ہی لیا ہوتا مگر بقول عالمگیر وہ پہاڑی چوٹا تھا۔ کسی تل میں ایسا  
دب کر جا بیٹھا کہ کسی کو خبر نہ ہوئی پھر وہ جو نکلا تو اور نگ رہیں بھینسا ہی رہ گیا کہ اسی  
جوں نے کیا کیا کام اور کتنے قلعے فوج شاہی سے خالی کر لئے اور اچھو اچھو شیر و گ  
کان کترے۔

دلیر خان نے محاصرہ کو نہیں چھوڑا سیوا جی پٹہ میں تھا کہ مسعود خان نائب سلطنت نے  
اسکی بہت منت سماجت کی۔

بہیم رسیدہ جا تم تو بیا کہ زندہ مانم پس از انکہ من نامم بچہ کار خواہی آمد  
اور لکھا کہ اب ہمارا وقت قریب آ گیا ہے اس وقت آو گے تو کام آو گے نہیں پھر چھو  
کیا کام تم سے نکلے گا۔ وہ اسکی درخواست کے موافق بڑے ٹھاٹھ سے فوج لیکر حلاہ  
ہزاروں برچھیت مرہٹے بھالے برچھوسات لے کر چلتے ہوئے ایسے معلوم ہوئے تھے  
کہ کوئی نشان اڑا جاتا ہے۔ مگر ابھی یہ لشکر بجا پور تک نہ پہنچا تھا کہ یکایک اس  
یہ خبر آئی کہ سبھا جی مغلون کے لشکر سے جا ملا۔ اس نوجوان بیٹے کے حصہ میں  
باب کی خصایل اور اطوار میں سے دلیری اور شجاعت کے سوا کچھ اور حصہ نہ آیا تھا  
عیاش ایسا تھا کہ اس نے ایک برہمنی سے جو برہمن کی بیوی تھی اپنا منہ کالا کرنا  
چاہا۔ سیوا جی اس حرکت ناشائستہ پر ایسا خفا ہوا کہ اس نے پرنا لے کے قلعے  
کچھ دنوں کے لئے سخت مقید کر دیا۔ مگر وہ قید سے بھاگ کر سیدھا دلیر خان پاس  
چلا گیا تو سپہ سالار بروقد تعظیم کے لئے اٹھا نہایت تپاک سو ہاتھ کھول کر بغل گیر ہوا  
اغزاز و احترام سے جو میں اتارا۔ دلیر خان بادشاہ سے اپنا منصوبہ یہ بیان کیا  
کہ باب بیٹے لڑائی میں ترارو کے پڑے میں بیٹا باب کی مقابل ہوگا۔ باب  
کی برحالت بنائیگا۔ وہ سارے باب کے ہتھکنڈوں واقف ہے مرہٹوں کو  
توڑ توڑ کر اپنی طرف بلائیگا۔ غرض گوشت خردندان کا تماشہ دکھائے گا مگر سیوا جی کا

سبھا جی کا دل ہوا کہ وہ سے پہلے اپنے پاس لے آئے۔

ایسے ہوتے ہیں جو امورِ خانگی میں سخت لعنتِ ملامت کے قابل نہ ہوں مگر وہ معاملات جنگی اور ملکی میں قابلِ تعریف کہہ سکتے ہیں سیواجی نے ایک مسلمان سپہ سالار فضل خان کو قتل کر دیا اسکو ساری قوم نے پسند کیا۔ اور جب اس نے ایک ہندو راجہ کو مارا تو سب نے اسکو ملامت کی استسا کیا اور بات یہ نکلتی ہو کہ جو لوگ سیواجی کے ساتھ تھے وہ نرے لیٹھے اور ترقاق اور راہ زن ہی نہ تھے بلکہ ان کے دل حب الوطنی کے جوش سے اور قومی محبت کے خروش سے اور بڑی حرارت سے اور شجاعت کی جودت سے بھرے ہوئے تھے اور انہیں باتوں کے سبب وہ سیواجی کے سبب ملامت میں شریک ہو گیا اور اسکو دیوتاؤں کا دوست سمجھ کر سیچا پورا گول کنڈ میں جو مسلمان تھے ان سے یہ مرہٹے جدا ہی ایک دھنگ اپنا اس سبب سے رکھتے تھے کہ انکا خاندان نہ انکا مذہب انکی سرزمین ان سے ملتی تھی جہاں مسلمانوں کے ساتھ یہ اختلاف ہو تو ان مغلوں اور اورنگ زیب کے تو وہ کچھ نہ نسبت ہی نہیں کھتے تھے۔ پہاڑوں کے دیوتا میدانوں کے دیوتاؤں سے ملتی جلتی نہ تھے۔ انکا جھگڑا مسلمانوں کے ناحق نہ تھا۔ اس لئے ہر مرہٹہ خواہ وہ رجوت ہو یا برہمن یا شہر ہو یا اصلی قدیمی باشندہ یہاں کا ہو وہ اپنے دل میں اس بات کو یقین کرتا تھا کہ پہلے زمانہ میں مسلمانوں نے دغا اور فریب اسکو اپنی جگہ سے ہلایا ہے اور اب مسلمانوں کا شکریہ بھگتا اور داتا چلا آتا ہے اسے وہ اور بھی خا اور پریشان تھا۔ غرض سیواجی اور اسکے ہمراہی جو مسلمانوں کو لڑے اسکو انہوں نے اپنے اہل وطن کی خدمت کی اور غنا و رشان و شوکت حاصل کی اور بہت سی غنیمت اور دولت حاصل کی سیواجی نہایت دغا باز مکار خدا رنگ دل مسلمانوں کے ساتھ تھا۔ مگر انہو قوم کے ساتھ رحم دل منصف متعلیٰ اماندار تھا۔ جو اضلاع اس کی اطاعت اختیار کرتے انکے ساتھ نہایت نرمی سے پیش آتا اور کوئی سختی نہ کرتا۔ مسلمانوں کی ہر ایک چیز کا غارت کرنے والا تھا مگر اپنی قوم اپنودھرم اپنوطن کی غنا و رشان کا بڑھانے والا تھا۔ یہی سب تھا کہ ساری اسکے اہل وطن اسکو دل و جان سے عزیز رکھتے تھے۔ اور اسکی خدمت گزاری جان نثاری کے ساتھ کرتے تھے۔

سیوا جی کو بجا پورہ والوں کی رفاقت کے بدلہ میں نسلخ کو پال اور سیلاری دیڈ اور ڈراؤ میں جو ملک میں فتح کیا تھا اور تنجو اور راضلا ج جاگیر شاہ جی پر اپنی سلطنت کے دعویٰ سے بدست ہوئی۔ اس کے اس کو بھائی دنکا جی کے غل نصیب زیادہ اختیار حاصل ہوا جس سے دنکا جی کا دل دنیا سے کھٹا ہوا اور وہ تارک الدنیا ہوا سیوا جی نے بھائی کو خط نصائح آمیز لکھے اور ترک دنیا سے باز رکھنا چاہا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔

معلوم نہیں کہ سیوا جی کے دل میں کیا کیا ارمان ہونگے وہ سب کے سب اس طرح خاک میں مل گئے کہ اس کو بخار چڑھا۔ اور یکایک ایسی طبیعت بگڑی کہ تریپن برس کی عمر میں ۱۶۸۰ء میں اس دنیا سے انتقال کیا مشکل ہے کہ ہم بتلاؤں کہ سیوا جی کیسے آدمی تھا۔ مگر جو اس نے کام کئے وہ ہم کچھ چکے ہیں۔ اسے سمجھ جاؤ کہ اس کے مزاج میں کیا برائیاں اور کیا نیکیاں تھیں۔ کس سبب وہ اپنے سب کاموں میں کامیاب ہوا اور کیوں نکلور کسٹوا ادنیٰ درجہ بتدیج اعلیٰ درجہ پہنچ گیا۔ کن باتوں نے اس کو مرہٹوں کا دیوتا بنایا۔ کیوں آج تک اس کے نام کا وظیفہ مرہٹوں میں چھا جاتا ہے اور وہ بت کی طرح پوجا جاتا ہے۔ یہ عجیب و غریب آدمی تھا سلطنت کی قابلیت سیلاری کی لیاقت رکھتا تھا۔ اپنے قوم کا ہمدرد اور خیر خواہ تھا۔ فراق ایسا تیز دست اور چالاک تھا کہ کوئی کاہے کو ہوتا ہے۔ اگرچہ اس کی عمر تریپن گورنمنٹ میں خیال نہیں آتا۔ اور قتل کے نزدیک یہ ناممکن معلوم ہوتا ہے کہ کوئی سیوا جی جیسا دوسرا شخص پیدا ہو۔ مگر جس وقت نانا باؤ اور کانپور یاد آتا ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرہٹوں کی دغا بازی اور مکاری غارت گری اور غیر قوموں کو نفرت آنکی بالکل غارت نہیں ہوئی۔ بلکہ ان کو مسلمانوں کے ساتھ جو نفرت تھی اب بھی بھڑک رہی ہے۔ سیوا جی کے حال میں ان باتوں پر طالب علموں کو چاہیے کہ خوب غور کریں۔ قاعدہ ہے کہ جس بُرائی کو ہم وطن اور ہم قوم بُرائیوں کہتے اور اس کے کرنے والے کو لامت نہیں کرتے اس کے کرنے سے مستوطن درجہ کے آدمی اپنے تئیں بُرائیوں کہتے جانتے سیوا جی نے مہات جکی اور ملکی میں جو دغا اور فریب و برائیاں کیں ان کو اس کے ہم وطنوں اور ہم قوموں نے بُرائیوں جانا بلکہ ان کو اپنا خیر سمجھا۔ بہت کام دغا بازی اور بیابانی اور مکاری اور فریب کے ایسے

سیوا جی کی موت اور اس کے فضائل

مہر قری ملکوں کا دستور ہے کہ جب فی فرمان روا مر جاتا ہے تو سب سے اول اس کی سپاہ  
 میں بے انتظامی واقع ہوتی ہے سیوا جی کی سپاہ میں بفرقہ کیون نہ پڑتا۔ وہ تو ابھی شا  
 خلی میں تھی۔ ۲۔ لشکر باپ کے مرنے سے بڑھ کا کیون نہ ابتر ہوتا سیوا جی کے دو بیٹے تھے  
 اکب سنبھا جی جو ابھی دلیر خان کی قید سے چھوٹ کر نیا لہ میں باپ کے حکم سے قید تھا جگنا  
 اوپر ذکر ہوا۔ دوسرا بیٹا راجہ رام تھا وہ دس برس کا تھا۔ سیوا جی نے سنبھا جی  
 کے حال حلیں کی نسبت خبر سے الفاظ کہے تھے جیسے لوگوں کو ایک جینہ ٹاٹھ  
 آیا کہ سیوا جی خود راجہ رام کا اپنا جانشین ہونا چاہتا تھا۔ راجہ رام کی مان ہو یا  
 باقی بری ہوشیار و چتر تھی۔ اسنے ساز و باز سے سب کو بھینٹ ڈالا دیا کہ راجہ رام کو  
 سیوا جی راجہ کرنا چاہتا تھا ارکان دولت سنبھا جی کے زور و علم سے ہراساں اور  
 راجہ رام کی مدت کی صغر سنی کی راجائی سے شادان تھی سیوا جی کی موت کو  
 چھیدا یا اور سنبھا جی دست قید کے لئے حکم جاری کئے۔ سنبھا جی نے عین قید کی حالت  
 میں کتنی حکمت سے باپ کے مرنے پر اطلاع پائی اور اپنے محافظوں سے اپنی  
 تخت نشینی کا حال بیان کیا انہوں نے اسکی حکومت قبول کی۔ مگر وہ ایسا خائف  
 تھا کہ قلعہ سے باہر نکلنے پر حیرت نہیں کرتا تھا۔ غرض ارکان دولت میں آپس میں  
 اس باب میں لڑائی جھگڑے رہے کہ کون راجہ ہو۔ اور جو فوج قطعہ پرنالہ کے لئے  
 حاضر کئے گئے آئی تھی وہ اسکی طرفدار بنی حال یہ ہے کہ وہ جو ان سالہ میں رہا گدھ  
 میں جا کر راج گدی پر بیٹھ گیا اور اسکی راجائی کو سب نے مان لیا۔ اس وقت تو اس نے  
 ایسا ہی کام کیا۔ جو سیوا جی کے بیٹے کو لایق تھا۔ بہت سے اسکے دشمن دوست  
 بن گئے۔ اور اسکے دل و جان سے خیر خواہ ہو گئے۔ مگر جب وہ اپنی جگہ پر مستقل ہو گیا  
 تو زور ظلم کرنے لگا۔ اسکی طرف سے کسی کو نیکی کا گمان نہیں رہا اسنے راجہ رام کی  
 مان کو بڑی برحی سے قتل کرایا۔ اور اپنے بھائی راجہ رام کو مفید کیا۔ مخالف سبھین  
 وزیر و ن کو ہندت خانہ میں بھجوا دیا اور جو رہیں تھو بان کا گلا کٹوایا۔ یہ بات



دیکھا تو اس کے معمر کرنے کے لئے زمین اور رعایا پر اور نئے محصول لگائے۔ اسے  
 خزانہ تو خاک سے بھی نہ بھرا۔ مگر رعایا کا دل ناراضی سے بھر گیا۔ جب حصول محصول  
 میں سختی ہو گئی تو وہ گھروں کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اور لکساں پر باد اور بے چراغ ہونے  
 لگا۔ سیوا جی نے جو سلطنت کی عمارت کھڑی کی تھی وہ اُجھ بجھ و شمار ہونی لگتی  
 تھی۔ مگر اب سپر اور یہ لرزلے آئے کہ سیوا جی اپنی بہت اور شجاعت کے گمنام بن  
 ایسا آیا کہ اس نے نہیں خیال کیا کہ میری دشمن بھی میں اور ان میں ایک الگ میر بادشاہ بھی  
 ہے۔ پرانے دشمنوں کو چھوڑ کر اور نئے دشمن پیدا کئے کہ اپنے وزیر کی بدشاہی کی اصلاح  
 منورہ سے نہایت شوق سے ۶۸۲ھ میں جتھرا والوں سے لڑائی شروع  
 کر دی۔ اس غرض سے کہ یہ جزیرہ ہندوستان کے بڑے عظمیٰ شامل ہو جائے۔  
 سمندر کے اس ٹکڑے کو مٹی سے بھر وانا چاہا جو درمیان میں حائل تھا پھر اس کے بعد کشتیوں  
 ذریعہ سے دھاوا کیا اس جہم میں بالکل ناکام رہا جسے وہ دل شکستہ ہوا پھر اس پر غرور  
 اور انگریزوں سے بگاڑی غرض وہ ان بے سود کاموں میں مصروف رہا اور اس کے اوزار  
 کی خبر نہ رکھی نہ والیان بجا پور و گولکنڈہ سے باب کی طرح رفاقت پیدا کی۔

### واقعات سال بست و چہم ۱۰۹۲ھ

بادشاہ نے ۲ رمضان کو اجیر سے برہان پور کی طرف کوچ کیا۔ ۷ رمضان کو دارالہند  
 سے خبر لی کہ ملکہ ملی ملکات جہان آرا لے باؤ بیگم نے ۳۰ رمضان کو نقاب میں  
 چہرہ چھپایا۔ اسے شیخ نظام الدین اولیا کے صحیح وضع میں اپنا ایم دولت میں حیات  
 آخرت بنایا تھا اس میں مدفون ہوئی۔ بادشاہ کو اس اپنی پری بہن کے مرنے کا بہت رنج  
 ہوا۔ اور میں و تیک حکم ہوا کہ نوبت نہ بجاتی باے۔ اس بیگم میں ساری خوبیاں جو  
 عورت میں ہونی چاہئیں موجود تھیں جس صورت و حسن سیرت دو کو کمال درجہ کے تھے۔  
 وہ اپنے بادشاہ جہان ۱۰۹۳ھ میں بعد مری۔ وہ اوزنگ کے نفرت رکھتی تھی۔ جس کا  
 پہلے بیان ہوا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ آئندہ بیگم مر جو کہ خطا نواب جنت ماب

پہلے سے معلوم ہوتی تھی کہ سنبھاجی کو باپ کی سلطنت سنبھالنے کی لیاقت نہیں ہے۔  
 اس کے مزاج کے سبب بہت سی بد نظمیان اور خرابیان اور لڑکیاں پیدا ہوئیں  
 وہ عیاش تماش میں فضول خرچ تلون مزاج سنگ دل بی رحم تھا اس نے ان لوگوں کو  
 جہنم میں لے کر اپنے خلاف سازش کی تھی ایسی سخت طعنائیں دین کہ مرہٹوں کو اسے  
 دلی نفرت ہو گئی اور اسکے بہت کٹر اسکی نوکری چھوڑ کر دشمنوں سے جاملے۔ ایک بڑا بڑا  
 برصغیر میں اس کے باپ کا تھا اسکو فقط سازش کے شبہ پر پیر لوک گون کیا۔ غرض پیر  
 ملک حلال اور لائق شہید لا راور بیرون کے اہلکار جو باپ کے جمع کئے تھے ان کے  
 وہ سردہری اور سنگ دل سے پیش آیا۔ اور پنڈت کلوشا رفاہی کتابوں میں کتب لکھا  
 جاتا ہے کہ کا غلام بن گیا۔ یہ سب نہیں وہ ہے جس کے پاس شمالی ہندوستان میں سنبھاجی  
 سیواجی چھوڑ آیا تھا اور وہ سنبھاجی کو باپ پاس لایا تھا اس نے اپنے علم و فضل سے اسکو  
 الونایا جو وہ کہتا سو کرتا۔ غرض سنبھاجی کے اہل سب کاموں کا نتیجہ یہ تھا کہ سیواجی کا  
 سارا انتظام کیا کر لیا گیا۔ اول سپاہ جو قواعد اور آئین کی پابند تھی اس میں خلل آیا۔  
 جب میدان جنگ میں سوار آتے تو ان کے ساتھ آوارہ گرد بھی ہو جاتے جس سپاہ کا پہلے  
 سب قاعدہ تھا کہ جو شخص عورت کو ساتھ لے جائے تو وہ گردن مارا جائے۔ اب اس میں  
 دستور پڑ گیا کہ وہ دشمنوں کی خونیں سحر توں کو کھیلے اور ان سے ہم سب سے بڑا بیٹا  
 گویا عورتیں بھی بچھلے اور اسباب عنینیت کے ہونے لگیں عنینیت کے مال کو چھپاتے جس سپاہ  
 تنخواہ ایک دستور قاعدہ کے موافق ہمیشہ ملا کرتی تھی اب اسکی تنخواہ کا مدار لوٹ پر تھا  
 جب لوٹ سے تنخواہ پوری تقسیم ہو سکتی تو افسر اس حکم کے منتظر رہتا کہ انکو لوٹ سے تنخواہ کے  
 پورا کرنے کا حکم بجائے غرض جیسی یہ فوج باقاعدہ تھی ویسی ہی اب بے خوش اور  
 خارت گر ہو گئی سنبھاجی ایسا فضول خرچ تھا کہ باپ کی دولت کثیر کو تھوڑے دنوں میں  
 اڑا کر ہار کر گیا۔ رگھو ناٹھ کے مرنے کے بعد کرناٹک کی جاگیر سے بھی حراج نہ  
 وصول ہوا۔ اہل کرناٹک خود اپنی حکمرانی کرنے لگے۔ پنڈت کلوشا نے جب خزانہ خالی



غار میں کہ اگر لاکھوں سوار ان اونچے پہاڑوں کی اطراف میں محاصرہ کریں تو بھی کچھ  
 کام نہ کر سکیں نیک نام خان قلعہ دار طلبہ اور فوجدار سرکار بنگلانہ خوب بندوبست  
 بیان کرتے تھے اور ان دونوں قلعوں میں جہہ کروہ سے زیادہ فاصلہ نہیں اور محمد علی  
 تقری کی خبر کے مشہور ہونے سے قلعہ دار غنیم کو ناخوار و پیغام التیام آئیں اور پھو اور بدیے  
 بھیجے گئے تھے اور بہت روپیہ نقد و جنس دیکر منصب چارہزاری کا وعدہ کیا گیا تھا  
 اسلئے اس نے محمد علی عظمیٰ کے محاصرہ کے بغیر بادشاہی آدمیوں کو قلعہ دیدار کیا۔ اگرچہ یہ بات  
 بادشاہزادہ کی مرضی کے خلاف تھی۔ اسنے بادشاہ سے نیک نام خان کی شکایت  
 کی۔ مگر وہ بادشاہ کی مرضی کے موافق کام تھا۔ اس میں جنگلے و مردم کشی نہ تھی۔  
 اسلئے شاہزادہ کی شکایت نیک نام خان کے حق میں سفارش ہو گئی۔  
 حرب و سری دفعہ دکن میں شاہجہان آیا ہو اور اسنے گلشن آباد اور کوٹل نظام الملکی  
 کی قلعوں کی تسخیر کے لئے سپاہ متعین کی ہو تو قلعہ رام سیج چھوڑی دو بادشاہی تصرف  
 میں آ گیا تھا۔ ان دنوں میں اسی پر عالمگیر نے قیاس کیا۔ شہاب الدین خان تو قلعہ  
 رام سیج کی تسخیر کے لئے تعین فرمایا۔ شہاب الدین خان نے محاصرہ کیا۔ سرزمین لگا میں  
 مورچا لوں کو بڑھایا۔ و مددوں کو بلند کیا۔ لیکن قلعہ رام سیج کا قلعہ دار ایک مہاراجا  
 آزمودہ کار اور تجربہ دیدہ روزگار تھا کہ اسکی خبرداری اور ہوشیاری کے آگے  
 لشکر شاہی کی کچھ پیش نہ گئی اس قلعہ میں توپ تھی۔ چڑا بہت تھا۔ چوبیس توپ  
 بنائی۔ اسکو چھوٹے سے منڈھا۔ ہر وقت یہ توپ چھوڑی جاتی تو دس توپوں کا  
 کام دیتی۔ بادشاہ نے بہ تعاضد مصلحت شہاب الدین خان کو حضور میں طلب کیا  
 اور اس قلعہ کی تسخیر کے لئے خان جہان بہادر کو کلتاش کو تعین کیا تو اسنے محاصرہ کا کام  
 اچھی طرح کیا مگر کچھ کام نہ ہوا۔ ایک وز اسنے رات کو فرمایا کہ قلعہ کی ایک طرف پورش کا  
 شہرت اس طرح دی جائے کہ تو خطہ کے آدمی مصلحت آتش بار ساتھ لیں تو وہ جینہ  
 کی ایک جماعت اور بازار کا عمدہ قلعہ بہت غل چلتے ہوئے اور پورش کرتے ہوئے

صاحبۃ الزمانی بیگم لکھا جایا کرے۔ دسویں ذی قعدہ کو بادشاہ برمان پور میں داخل ہوا۔

تیسرے تھامین راٹھور راجپوت تین ہزار کے قریب جمع ہوئے تھے۔ اعتقاد خان انہیں لڑا اور فتحیاب ہوا۔ پانسو آدمی مخالفوں کے جنہیں بعض عمدہ امیر بھی تھے کشتہ و زخمی ہوئے۔ بادشاہی آدمی بھی اس میں مارے گئے۔ اعتقاد خان کو اس فتح کا معلوم ملا۔

۱۲ ذی قعدہ کو برمان پور کے قلعہ ارک میں دو حجرے باروت سے بھرے ہوئے آگ لگ گئے جس سے بہت آدمی جل کر مر گئے۔ خانی خان اس واقعہ میں یہ اور شائبہ لگاتا ہے کہ اس ضمن میں بادشاہ سے معروض ہوا کہ بادشاہ کی خواہ گاہ کے نیچے تیس گلہ باروت کے اسٹن مانے رکھے ہوئے ہیں کہ بادشاہ یہاں سے بادشاہ ہونے گیا تھا۔ یعنی تحقیق تو پورا کے داروغہ اور متصدیوں کو سزا ملی اور بادشاہ نے کہا کہ اگر جہاں گئے ہو تو بسکول دیتا۔

بادشاہ برمان پور میں تین چار مہینے رہ کر غرہ برسیع الاول ۱۰۹۳ء کو یہاں سے اوزنگ باد روانہ ہوا۔ میر عبد الکریم امین جزیرہ نے عرض کیا کہ سال گذشتہ میں ہندو روپیہ جزیرہ کی بابت وصول ہوا تھا میں نے تین مہینوں کے عرصہ میں برمان پور کے نصف پور حات سے ایک لاکھ آٹھ ہزار روپیہ وصول کیا۔ اب میں امیدوار ہوں کہ نصف کی

ہمراہ چلون۔ بادشاہ نے فرمایا کہ جزیرہ کا کام اپنا نوبت سپرد کر کے میری ہمراہ ہو۔ جب بادشاہ اوزنگ باد میں آیا تو اس نے بادشاہ ہندوہ محمد عظیم کو رام درہ کے قلعوں کے تسخیر کے لئے اور یہاں کے ہندو کی تنبیہ کے لئے اور شاہ ہندوہ محمد عظیم کو قلعہ سالیر کی فتح کے لئے توجہ نصبت کیا۔ قلعہ ملہر سرکار بنگلانہ کے متصل قلعہ سالیر ہے اور وہ کئی سال سے سیواجی کے تصرف میں تھا جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

### سوانح سال بہت و ششم ۱۰۹۳ء

شاہ ہندوہ محمد عظیم جو قلعہ سالیر کی تسخیر کے لئے مقرر ہوا تھا اگرچہ یہ قلعہ ایسا ہے کہ اس کا محاصرہ ہو سکتا ہے لیکن اس کے اطراف میں دریا و شور کے قریب نے سے اس قدر

راجپوتوں کی حالت باروت خانہ کا اڑنا۔

بادشاہ کا برمان پور سے اوزنگ باد جانا۔

مٹاری گئی ہیں انکو جلا دین تو قلعہ والوں نے فوجی سے لنگرون پر آنکر چلا کر کہا کہ ان کے لنگرون کو تو جل لینے دو انہی راکھ منہ پیرل کے جانا کہ کوئی نہ بچا پئے بعد اسکے قائم خان کرمانی کہ سپہ لاری اور کار طلبی میں بڑی شہرت رکھتا تھا اس خدمت پر مامور ہوا اس کے بھی کام کا سر انجام کار نہ ہوا تو پادشاہ نے اسے اور خدمت پر مقرر کر دیا اور قلعہ کی تسخیر کو اور وقت پر موقوف رکھا۔ قلعہ دار رام بیج کا حال حجب نبھانے سنا تو اسکو سونے کے کڑے اور زر نقد بھیجوا یا اور اور قلعہ داروں میں اسکو تمنا نہ کیا اور کسی بڑے نامی قلعہ میں بدل دیا۔ جیحد الکرم رام بیج کی نواح میں ایک زمیندار تھا اسکی معرفت قلعہ دار جدید سے کیا نام قلعہ دار پیر نے یہ قلعہ لے لیا۔

۱۲۱

۵۰۰ ربيع الاول ۹۸۰ھ کو شاہزادہ کام بخش کا نکاح آرزوم بانو دختر سعادت خان صفوی سے ہوا اس شادی میں سات لاکھ چہین ہزار روپیہ خرچ ہوا۔ پادشاہ نے حکم دیا کہ ملازمان سرکار جو دو ہزاری سے منصب کم رکھتے ہیں دولت خاتہ پر حصے کے مترصد نہ ہوں۔ مگر بان حضرت خود فاختہ کے لڑکا تھاکھا میں تو فاختہ پر حصین قضاات جو خدمات سے معزول ہوں تو وہ پھر خدمت قضا پر منصوب ہوں احمد آباد حضورین حافظ محمد امین خان مرحوم کا سبب خسرو حیدر لایا اسکی تفصیل یہ ہے ستر لاکھ روپیہ ۵۰ ہزار اشرفی و ابراہیمی ۷۰ ہاتھی ۲۲۰ گھوڑے ۱۰ اونٹ ۱۰۰ چھوٹے صندوق چینی ۶۰ لاکھ ایک من سیسہ ۵ من باروت۔

محمد اعظم دریائے نیر سے جریدہ پادشاہ پاس آتا تھا کہ اثناء راہ میں ایک ہاتھی فتح جنگی مست ہوا اور فوج پر دوڑ کر شاہزادہ پاس لایا اسنے ایک تیر کے لگایا وہ اور نزدیک آیا۔ گھوڑا ترپا۔ شاہزادہ گھوڑے سے اتر اور ہاتھی کے مقابل ہوا اور ہاتھی کی سونڈ پر تلوار ماری اس شکاریں اور آدمی آگے اور ہاتھی کو مار ڈالا۔

سوانح سال بہت و مقتم حلون ۱۰۹۸ھ

دلیر خان مدون کو شدید بیمار تھا وہ جاوید کو گیا۔ اکثر معمارک میں بذات خود

اس طرف حائین تاکہ قلعہ کے آدمی اس طرف چل کر آئیں اور اس طرف قلعہ داری  
اور احتیاط ہو کر رہیں چاہیے وہ کرین اور دوسری سمت سے سودو سو آدمی بنایا  
جو قلعہ گیری میں ہمارے برابر رہتے رکھتے ہوں اور قلعہ کشائی میں یہ بڑھیا خفیہ بدو  
شور و شر کے مصلح پوریش اور روشنی اہل اپنے پاس رکھ کر مار کی ٹینکندہ سپر اور تیرہ بیرون  
سے قلعہ کے اوپر چڑھ جائیں قلعہ دار کو خان جہان کی اس تدبیر پر اطلاع ہوئی تو اس نے  
اسکے دفعیہ کی تدبیر کر لی۔ خان جہان کی فوج جس طرف غل مچانی ہوئی گئی تھی اس نے  
بازاری آدمیوں کو بہادر وں کی ایک جماعت کے ساتھ بھیجا انھیں و نثارہ ساتھ کیا  
انہوں نے دفعیہ کیلئے بڑا غل شور مچایا۔ بڑے بڑے پتھر اور جیڑوں میں آگ لگا کے  
اور پالنے لگا۔ چلنے کر کے نیم سوختہ پھینکے اور دفعیہ پوریش کی جانب خان جہان  
مقرر کی تھی۔ وہاں قلعہ دار نے چند آدمی جانباڑا ہنی بچے دیکر حیا پٹھان کے  
ناخاندہ مہانوں کے انتظار میں بیٹھے تھے۔ جو یہی پہلی دفعہ دو آدمیوں نے چڑھ کر  
اوپر سرنگالا تو خفیہ جوانوں نے بگہر بگہر یعنی بچہ آہنی سے انکی سروصوت پر  
نوازش کی کہ پوست سر کو آنکھوں سمیت آنکے کا سہ سر سے جدا کیا اور پھر انکو ایسا  
دھکیلا کہ پیشرو پر وں کو ساتھ لے کر زمین پر سرخرو اور شکستہ بازو نہونے چند  
روز بعد خان جہان بہادر کے طویلہ کے سائیں لٹا س کیا۔ کہ میں جرج کے لشکر کے فن  
میں بڑی قدرت رکھتا ہوں ایک سوئے کا سانپ تولہ کا بنوا کر میری ہاتھ میں بھیجے  
اور پوریش کا پیش آہنگ بنائے امید ہے کہ جنوں کی مدد سے قلعہ کے دروازہ ٹکڑے  
نہیں کوٹکا۔ خان جہان اس سانپ کے کہنے پر عمل کر کے پوریش کی۔ ابھی آدمی راہ طے نہ  
ہوئی تھی کہ رہبان بن کا ایک گولہ سائیں سینہ پر لگا کہ مار طلا اسکے ہاتھ سے آگیا  
اور وہ لڑکھا ہوا بچے آیا۔ حاصل کلام یہ کہ خان جہان بہت تردد کیا مگر قلعہ فتح  
نہ ہوا۔ اس نے بھی بادشاہ کے حکم سے محاصرہ چھوڑا۔ اس نے کوچ کے روز فرمایا کہ لکڑیاں  
جو موجود ہوں باندھنے کے لئے زمین سنگ لٹخ کے اندر بہت روپیہ خرچ کر کے

سپہ سالار بھرے ہوئے تھے۔ کہیں پریم کرتا تھا۔ چارہ پا اور آدم کمر بلافت کہیں نہ بھرتے تھے۔ چارہ پاؤں اور انسان لئے کوئی غذا سوا ناز جیل اور کوہوں کے کوئی اور قسم کا غلہ نہ تھا انکے کھانے سے ستمت کا اثر ظاہر ہوتا تھا۔ بہت گھوڑے اور آدمیوں کی ہڈیاں یہیں کی خاک بنیں۔ غلہ کی گرانی اور کمیابی اس مرتبہ پر پہنچی کہ کچھ دنوں تک گویہوں کا آتما تین چار روپیہ سیر بھی نہیں ملتا تھا جن آدمیوں کی موت کے نتیجے سے نجات ملی تھی وہ نیمجان تھے۔ جو دم لینے اسکو غنیمت گنتے۔ کسی امیر کے طویلین گھوڑا نہیں باقی رہا کہ سواری کے کام آئے۔ جب بادشاہ کو اس شکر کی معصوب کا حال معلوم ہوا تو بندہ سورت اس حکم بھیجا کہ جس قدر غلہ ہم پہنچا سکے سو گھوڑوں پر لا کر بادشاہ زادہ لشکر میں دریا کی راہ سے پہنچا دو بندہ سورت سے جو جہازات غلہ کے روانہ ہوئے یہ کہ کوئی خبر ہوئی براہ کے باہن سب جگہ دریائیں پہنچا کے نئے قلعے بنے ہوئے تھے۔ سر راہ اسنے غلہ کی کشتیوں پر حملہ کیا۔ چند کشتیاں لوٹنے سے بچ کر سلاست پہنچیں لشکر نے بازار میں غلہ کے ترسے ہوئے بلوں کے غلہ زیادہ نہ بھیجا۔ بادشاہ زادہ کی مراجعت حکم پہنچا۔ شاہ زادہ ہر جگہ دشمن سے لڑتا ہوا احمد نگر میں بادشاہ کی خدمت میں آیا۔

عبداللہ قطب الملک کے مرنے کے بعد اسکا داماد ابو الحسن قطب الملک حیدر آباد میں فرمایا واپس ہوا تھا۔ اسکا حال پہنے آگے لکھا ہے اسنے افعال شیعہ میں یہ کام تھا کہ اسنے سلطنت کا سالار اختیار مانا اور آگنا برہمنوں کو دیدیا تھا۔ یہ دونوں شدید العداوت تھے اور مسلمانوں پر ظلم و ستمتی زیادہ کرتے تھے اور فسق و فجور و مسکرت اور ولولع کا علانیہ رواج تھا اور علاوہ اسکے ابو الحسن نے سبھا کو ملک کی تاخت اور قلعوں کی تسخیر میں مدد کی تھی اور اہل کھٹن اسکو دیا تھا۔ ان باتوں اسکو خلق میں بدنام کر رکھا تھا اس ضمن میں میرا شمس پیر مظفر حضور میں آیا۔ ابو الحسن کے امرا متوہب میں و سید مظفر تھا اور اسی کی اعانت سے ابو الحسن سلطنت

ابو الحسن قطب الملک و لشکر شیعہ کی لڑائی۔

اسنے تردد انما بیان کئے تھے۔ وہ قوی ہو کر دزور مند تھا۔ قوت اشتہار وغیرہ بھی بہت  
 ہوئی تھی۔ اس کے بعد اس نے اپنے ہمراہیوں کو بھی بلا لیا تھا۔ ہاتھ الاماد میں یہ لکھا ہے کہ خانی خان  
 قسم کھائی ہے کہ کوئی کام عہد عالمگیر کا نہ لھو لگا۔ تین تھوڑے بیچ تر فریہ کو دلا  
 دوں گا۔ وہ لکھتا ہے کہ دلیر خان جو شجاعان کا طلبہ افغانان صاحب غیرت سے  
 با نام و نشان تھا۔ دفعۃً بغیر کسی عارضہ بدنی کے مر گیا اور عوام میں یہ شہرت ہوئی کہ رت  
 کے وقت دلیر خان کے دیکھنے کے لئے خفیہ اعظم شاہ گیا تھا۔ بہادر شاہ نے اسکی اطلاع  
 پا کر پادشاہ سے عرض کیا۔ اسلئے دلیر خان خود اپنے تئیں مسموم کیا۔ غرہ ذی قعدہ  
 ۱۰۹۷ء پادشاہ اور گماں باد سے احمد نگر کی طرف راہی ہوا۔ اوائل مشہر جلوس میں احمد  
 سے پادشاہزادہ محمد معظم کو رام درہ کی طرف قلعوں کی تسخیر کے لئے روانہ کیا گیا۔  
 سبھیا کے پاس تھے۔ ان اطراف میں پادشاہی سپاہ بھی نہیں آئی تھی اس کے ساتھ ان  
 آدمیوں کو بھیجا۔ آتش خان داروغہ تو خیل نہ اور لطیف شاہ دکنی مخاطب سرفراز  
 اور اخلاص خان برادر ہلہول خان اور ناگو کہ مرہٹوں میں تھا۔ اور اس طرف سے خوب  
 واقف کار تھا۔ خواجہ مکارم پادشاہزادہ محمد معظم کا نوکر تھا۔ اسکا خطاب ان زبان  
 تھا۔ اگرچہ کم منصب تھا لیکن منصوبہ بازی اور راوی سلیم و شجاعت میں پادشاہ کو پسند  
 میں ہزار سوار شاہزادہ کے ساتھ تھے سعادت خان عرف محمد مراد کہ شاہزادہ کی فوج کا  
 واقعہ نکار تھا۔ راہ کے مابین پادشاہزادہ کے ہرول کی سبھیا کی فوج سے لڑائی ہوئی  
 سنگ میں ہوئیں۔ پادشاہی آدمیوں کو مار کر غنیمت بھاگ گیا۔ جب موضع سانگہ نوں  
 میں کہ قلعہ قلب شاہزادہ کا لٹ کر بھجھا تو اسکا محاصرہ کیا قلعہ کا سردار ورنے بری  
 جان فغانی کی۔ جان شاد خان ورد تین اور امیر زخمی ہوئے۔ آخر ایام معدودہ  
 میں قلعہ فتح ہو گیا۔ مکارم درہ نہایت قلعہ بان کی ہوا لٹ کر کو موافق نہ آئی اور  
 سبھیا کے لشکر ورنے ہر طرف سے ہجوم کر کے شورش کی اور یہ طرف سے رسد غلہ  
 ہوئی اس کے ایک طرف دریا شورہ تھا۔ اور دوطرف پہاڑ تھے جو ہر دریا شجاع اور

دلی خان کا مرزا۔

اپنی سخاوت جان کر صدور حکم بغیر حضور میں بھیج دیا۔ بادشاہ کے ارشاد کے موافق ابوالحسن  
مرزا کچھ گفتگو کر بیٹھا لیکن سے کرتا تھا اور اس کی بات میں جرح و قدح نہ کرنا۔ ایک دن گفتگو میں ابوالحسن  
کہا کہ اس محقر ملک میں ہم بھی بادشاہ ہیں تو مرزا محمد نے آشفتنہ ہو کر تشبیع کے طور پر کہا کہ تم کو زیبا  
نہیں ہو کہ اپنے تئیں بادشاہ کہو ان ہی کلمات کے سننے سے بادشاہ کی گرائی خاطر کا انداز  
زیادہ ہوتا ہو۔ ابوالحسن نے جواب میں کہا کہ مرزا محمد یہ اعتراض تمہارا غلط ہے جبکہ ہم اپنے تئیں  
بادشاہ نہ کہیں تو حضرت عالمگیر بادشاہ یا دشاہان کبھی نہیں ہو سکتے اس جواب کو سن کر مرزا ابوالحسن  
ہوا۔ مرزا محمد نے ابوالحسن کے پاس سے بادشاہ پاس مراجعت کی اور ابوالحسن اس خبر کی گرافواںج  
شاہی بسرداری بادشاہ زادہ محمد منظم اور خانبھان بہادر کو کلمات سن واندہ ہوئی ہو تو اس نے پادشاہی  
شکر کے مقابلہ میں ان امر کو روانہ کیا۔ ابراہیم خان عرف حسینی بیگ کو جو حیدر آباد کا سجدہ بہ سالہ  
تھا اور خلیل اللہ خان اسکا خطا تھا اور شیخ منہاج اور ستم راؤ کو کہ برہمن صاحب التیف و التعم  
ابوالحسن کا مشیر اور وزیر مازنا کا چچا زاد بھائی تھا اور اور امر اور نرم جو کارزار دیدہ کو اور شیر  
چالیں ہزار سپاہ کو حکمران بجا پور اور حیدر آباد کے مابین طرفین فوج میں نزدیک ہوئیں شاہ زادہ  
محمد منظم یہ چاہتا تھا کہ تا معذور جنگ نہ ہو۔ اس نے خلیل اللہ خان کو پیغام بھیجا کہ ابوالحسن  
اپنی ندامت کا اظہار کرے اور معفو و تقصیرت کا خواست نکار ہو اور امور ملکی میں مودنا اور کناکی  
دست اختیار کو کوتاہ کرے اور انکو مفید کرے۔ دویم برگات سیرم وراگیر وغیرہ کو جو بندہ ہے  
پادشاہی سے یہ دعویٰ کر کے غضب کئے ہیں وہ پہلے بجا پور سے متعلق تھے وہ چھوڑ دے  
اور مصلوب یا پادشاہی کو حوالہ کرے۔ سوم پیشکش سابق کی باقی اور پیشکش لاحق بلا توقف پادشاہ  
کی خدمت میں روانہ کرے تو ہم اسکی معفو و تقصیرت کے لئے پادشاہ سے عرض کریں امر ہو کر  
پادشاہی غضب کو اپنے جوابوں سے دوہرین کیا طرفین سے جنگ صفت کشی شروع ہوئی۔  
خانبھان سے جو لڑائیاں ہوئیں ان سب کا بیان تو بہت طویل و طویل ہے۔ ان میں سے بعض  
کی جاتی ہیں ایک دن خلیل اللہ خان و محار یہ ہوا۔ خانبھان بہادر کی ہمداد دس گیارہ ہزار اور  
سے کچھ زیادہ تھے اور امر اور ابوالحسن پاس میں ہزار سو اور پادشاہی لشکر کی ہزار اولی برے۔

پانے میں کھلایا جاتا تھا۔ اسنے اسکو وزیر اپنا بنایا تھا لیکن پھر اس نے بیعت موانعت کے ادا کیا اور آگیا کی رہنمائی سے معزول کیا اور منصب کالت اختیار سلطنت ان و نوہندوں کو دیا میر شہنشاہ نے قربان درگاہ کے وسیلہ سے طرح طرح کی ناشیں کے تسخیر حیدر آباد کی جہم کی طرف رہنمائی کی اور اپنے باپ حیدر مظفر کی جوابدہی کی قید میں تھا خلاصی چاہی۔ مع اس عرض کے یہ بھی معروض ہوا کہ چند سیر حاصل پر گئے سرکار گلندہ وراگیر تعلقہ صوبہ مظفر خیر کے اس دعوی سے کہ وہ پہلے ملک گنا سے متعلق تھے ابو الحسن کے امراء اپنی تصرف میں کر لئے ہیں۔ پادشاہ کو یہ فکر ہوئی کہ حیدر آباد کو تسخیر کیجئے اور ابو الحسن کو ہتھیال۔ ابتدا میں خان جہان بہادر کو کھٹاش کو اس کے بیٹوں کے ساتھ بھیجا۔ اسکے بیٹے بہادر تھے خصوصاً بہت خان۔ راجہ رام سنگہ کو بھی اسکے ساتھ کیا۔ اور امراء کو ابو الحسن کے منصوبوں کی تنبیہ تادیب کے لئے اور پرگنات کو اسکے تصرف سے بچانے کے واسطے مقرر کیا۔ اور شاہزادہ محمد معظم کو ایک فوج گران اور امیروں کے ساتھ ملک بنگالہ کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔

ان ہی ایام میں مرزا محمد شرف علی خان کو ابو الحسن کے پاس بھجوا یا کہ جا کر اسکو یہ پیام دے کہ ہم نے سنا ہے کہ تیرے پاس دالماس مرصع خوش قطع شفاف بوزن ایک سو پچاس سرخ کے بن انگور اور تھانے کے قیمت لگا کے باقی پنکیش میں مجرا دے کے بھیجے اور خلوت میں اسے ارشاد کیا کہ یہاں دالماسوں کی اصلا احتیاج نہیں ہے۔ ہم انکے لئے تجھے نہیں بھیجتے بلکہ اس بات کے شہرت دینی سے غرض یہ ہے کہ ابو الحسن کن افعال قبیحہ کی جو ہم نے سنے ہیں تحقیق کر کے ہم عرض کرے کہ ہم تجھ کو اپنا خانہ زاد جان نہا جانتے ہیں اسلئے چاہتے ہیں کہ اوروں کی طرح تو مال کی طرح میں اسکو ابو الحسن پر فریفتہ نہ ہو۔ اور اسکی مرضی کے موافق خوش آمد نہ کرے۔ بلکہ کلمہ کلام میں ایسا بے حجاب اور درشت پیش آئے کہ وہ بھی تیرے ساتھ درشتی کرے اور بکھو وہ ایک دستاویز اور حجت اسکی تنبیہ اور ہتھیال کے واسطے ہو جائے ماقدم اسکو خفا کر اور اسے ملا خداد ملا میں ہم کھلائی کے اندر اسکا ادب ملحوظ نہ رکھ۔ مرزا محمد نے جا کر دالماس کو طلب کیے۔ ابو الحسن سخت متعجب ہو کر جواب دیا کہ میری پاس وہ دالماس نہیں ہیں اگر میرے پاس ہوتے تو میں یہ



اسنے تصرف کیا اور تھانہ بٹھایا۔ افواج دکن گدھی کا محاصرہ کر کے دھاوا کیا۔  
 جلال شاہ خان نے مکر گدھی سے نکل کر ابو الحسن کے سرداروں کو شکست دی اور گدھی کی  
 محافظت میں تھامت کی۔ دس ہزار سوار اور افواج خاصہ مادنا اور ستم راؤ کا اطراف  
 پر گناہ میں تھیں وہ خلیل اللہ خان کی مدد کو آئیں۔ شاہزادہ کے مقابل میں فوجیں آئیں۔  
 چند روز بعد آئیں یہ پیام مسلمانوں میں بکھر گئے آخر کار سخت مقابلہ ہوا اور تین روز تک جنگ  
 عظیم رہی۔ ہر جنگ میں دونوں طرف سے لوگوں جمع کثیر کشتہ فزخی ہوئی۔ چوتھے روز تو وہ گھسان  
 لڑائی ہوئی کہ بہت خان بہادر و سید عبداللہ خان و سعادت خان لیوان فوج خانجہان  
 بہادر زخمی ہوئے آخر کو شکست شاہی سو فوج دکن کو شکست ہوئی اور وہ فرار ہوا بادشاہ ہزارہ  
 اور خانجہان بہادر نے تعاقب میں مصیبت نہ دیکھی اور بہین خیمہ لگا کے بادشاہ کو فتح کی عرض  
 کی بھی خبر دی کہ کوشنوں سے بھی بادشاہ ہزارہ کے تعاقب کی نیکیا سبب بادشاہ کو معلوم ہوا۔ بادشاہ کو  
 بادشاہ ہزارہ سے کچھ کہتے تھے خیاں چل رہا ہے بھی لڑی سب سے بادشاہ ناراض تھا۔ اول اس کے  
 لشکر میں فتنہ و فحور کے بازار کی برمی و فتنہ تھی مگر بادشاہ نے اس باب میں فرمان احمد فرما  
 صادر کئے مگر وہ موثر نہ ہوئے۔ دوم محمد اکبر کے تعاقب میں ہادی کوہ سلطان پور میں  
 بہت قریب پہنچ گیا تھا مگر اسکی گرفتاری میں انماض کیا میریان فوجدار برگنہ۔  
 تھا انہی کے بیٹے میر نور اللہ کی تحریر سے بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا۔ سوم بعض اور سلیک  
 بھی بعض مقامات ملکی و مالی میں بادشاہ کو معلوم ہوئے تھے۔ جب سکو فرمان آئیں  
 بھیجے جاتے اسکا جواب تھانہ دیتا اور سردیوان بیٹھ کر برادر رضاعی ہونے کی نسبت  
 سبب ناگفتی باتیں کہتا۔ ان وجہوں سے ملال خاطر کا ذخیرہ خانجہان کی طرف تو  
 بادشاہ رکھتا تھا اور بعض اور اطوار ناہموار اسکے غبار سماج کو بڑھاتے تھے۔

### سوانح سال سبت و آٹھم جلوس ہند

جب بادشاہ پاس عرضداشت فتح شاہی اور فوج دکن کی ہزیمت کی پہنچی تو  
 بادشاہ کی مرضی کے خلاف یہ بات بھی کہ فوج کی ہزیمت بعد اسکا تعاقب آئے

بہت خان مقرر تھا۔ صبح کو کوس کرنائے زرم بلند آوازہ ہوا۔ تو یوں کی دھولن دھولن اور  
 بان کی غوش زمین آسمان کے درمیان پھیل چلی اور آپس میں جنگ عظیم ہوئی کہ شبنم کی گیتے  
 لگ گئے اور زمین ٹھنڈا ہو گئی۔ طر فین کے اکثر سردار زخمی ہوئے۔ اور یاد شاہی فوج چاروں  
 طرف نگیں کی طرح گھبرائی بہت خان جو ہر اول تھا اس پر عرصہ بردار ایسا تنگ ہوا کہ ہر ایک کی  
 طلب کا اور غلبہ غنیم کی ناش کا پیغام بھیجا تھا مگر خان جہان بہا کو افواج دکن نے ایسا مغلوب  
 کر رکھا تھا کہ اس کو اپنے تئیں خلاص کرنا دشوار دکھائی دیتا تھا ہرعت اس پر کچ لشکر کا ہجوم  
 بڑھتا تھا اس ضمن میں بیری خان جس کا لقب ہاٹ بھٹہ تھا اور وہ جاننا نہ شہور تھا اور کچ  
 ہاتھ سے پھرتی دیر جاتا تھا کہ بدوق سے گولی اتنی دو نہیں جا سکتی وہ گھوڑا دوڑاتا ہوا اچھا  
 ہاتھ میں لکھان جہاں فیصل خاصہ کے روبرو آیا اور غل جابا کہ سردار کی سواری فیصل خاصہ کو کون سی  
 چاہتا تھا کہ خان جہان بہادر کی طرف نیزہ چلا۔ کہ خان جہان چلا کر کہا خاصہ میں ہوں اور  
 اس کو بھال مارنے کی فرصت نہ دی اور تیر اسکے ایسا لگایا کہ وہ گھوڑے پر سے اونڈھے منہ  
 گر کر تمام فوج شاہی پر عرصہ تنگ ہوا اور ہر گھڑی ہر اول اور چند اول سو غلبہ غنیم کے پیغام  
 آتے تھے کچھ باقی نہ تھا کہ خان جہان کی فوج کو نہریت ہوئی۔ اس حالت میں جہاں رام سنگ کا فیصل  
 مست فیضان دین بندھا ہوا تھا اس کے منہ میں تین چار من کی زنجیر ڈال کر فیلیان بہت خان ہر اول  
 کی فوج میں لایا۔ ابو الحسن کے نامی راوت اور بہادر فوج بہت خان کے مقابل میں گھوڑوں کو  
 دوڑاتے ہوئے تھے۔ اب اتھی جگہ مقابل حملہ کرتا زنجیر کے صدمہ سے دشمن کے لشکر میں  
 بل چل ڈال دیتا۔ دو تین نامی سرداروں کے گھوڑے چراغ پاسبان اور سوار خود رین اور ہر  
 زمین پر سرنگوں کیچے لگے۔ دکن کی فوج کو نہریت ہوئی۔ خان جہان بہادر زمین جیتے  
 لگا کے شادیاں بچوانے شروع کئے بہت غنیمت لے کر گھوڑے اور ہاتھی مبارک توپ خانہ کے  
 یاد شاہی لشکر کو ہاتھ لگے۔ اس ضمن میں چند روز توقف کیا کہ شہزادہ کی اور سرداروں  
 سپاہین جو پیچھے رہ گئی ہیں آجائیں جان نثار خان عرف خواجہ بیکارم کو گولہ بھی سیرم  
 کی تسخیر کے لئے مقرر کیا۔ وہ منصوبہ ابھاسا کہ قبضہ میں تھی۔ اس گولہ بھی برتر دغا یاں کے بعد

و آبرو باقی رہنے کے لئے یہ صلاح جانتا ہوں کہ اگر تم پر گنہ و گنہ سی ہرم و کیرو اور محال ہو  
 سے کہ بادشاہی تصرف میں آئے ہیں دست بردار ہو تو اس بات کو ابو الحسن نے غنہ و غنہ و غنہ و غنہ  
 شفاعت کی دستاویز بنا کے بادشاہ سے عرض کریں۔ یہ پیغام زہر و نام ناظر محل شاہ کے  
 ابراہیم سر فوج کے پاس بھیجا اس نے اور سرداروں سے اس باب میں مصلحت جو بھی شیخ مہناج  
 اور رستم راؤ زہار دار نے متفق اللفظ ہو کر کہنی زبان میں کہا کہ قلعہ سرحد سرحد ہمارے ہونے کا نشان  
 و دہم مشیر سے وابستہ ہے ہم جنگ کو آمادہ ہیں چنانچہ اُس دن مرہٹوں نے اس قدر زبان باز  
 کہ لڑ چیل شہابی میں شاہزادہ کے خاص بردار کے سر پر سے طعام کا خوان اڑ گیا۔ اُس وقت  
 ابو الحسن کے پاس چنانچہ زیادہ تازہ فوج کے ساتھ آیا تھا۔ خالی تو ہیں چھوڑ کر بے دریغ شکست  
 آواز شاہزادہ اور لشکر شاہی کو سنائیں اور کبھی فوج شاہی پر دست اندازی کی دیکھوں کی  
 ان شوخیوں سے بادشاہزادہ کی رگ غیرت حرکت میں آئی۔ شاہزادہ مغالدین کے ساتھ چنانچہ  
 بہادر کچھ بہتو ریاقتی ہراول بنایا اور صفدر خان و بہت خان اور داروں کو را جاؤں کی قیادت  
 میں بڑا غار و جزا غار و ملیش مقرر کیا۔ عبداللہ خان کو چند اول و مفت خان خوانی و راجہ بن  
 و محمد رینگ خواجہ ابوالکلام کو قول میں اپنے ساتھ لیا اور مقابلہ و مقابلہ کے قصد معرکہ کا زہار  
 میں پاؤں رکھا۔ اس طرف سرداران ابوالحسن نے آپس میں مصلحت کر کے صلاح کا اس میں دیکھی کہ  
 چار کروہ پر بیر کو دائیں طرف بھیج دیا اور جنگ میں تو بے خانہ کا صرف نہ جانا۔ بری بری تو پوچھا  
 کو گڑھوں میں ڈال دیا اور چند توپوں کو نہ یہ خاک کیا۔ دو تین فوجیں بنائیں ایک فوج کو ہراول  
 شاہی کے مقابل اور دوم کو پیش کے لئے ایک فوج سنگین کو ایک و سرداروں کے ساتھ چند اول  
 سید عبداللہ خان کے مقابلہ کے لئے مقرر کیا۔ ایک بارگی و کینوں نے جوشان و خروشان جلو بین  
 سیلاب بلا کی طرح فوج بادشاہزادہ پر تاخت کی اس طرف سے لشکر شاہی ان کے مقابلہ کے  
 لئے کھڑا ہوا جب چند شہا و بہت مانہ بروی کار آئیں عرصہ کا زارین ہر طرف سے کوشش و کوشش  
 ظہور میں آئیں۔ دکن کے سرداروں نے ہراول و چند اول شاہی کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔  
 سید عبداللہ خان اپنے سامنے کی فوج کو ہٹا کر دائیں بائیں طرف کیا دو پہر تک معرکہ کا زہار

بنگاہ نہ کیا گیا۔ بجائے آفرین کے اعتراض ہوا اور اس باب میں غضب کا فرمان  
 پادشاہزادہ اور خانجہان بہادر کے نام صادر ہوا جو شاہزادہ کے ملال خاطر کا  
 سبب ہوا اگرچہ فور شکست ابوالحسن کے سردار مقابلہ و محاربہ کے قصد سوار نہیں ہوئے اور  
 پادشاہزادہ کے مقابلہ میں نہیں آئے۔ مگر کبھی کبھی بوقت شب بطریق قزاقوں کے اطراف لشکر  
 کو اپنی سپاہی دکھلا کر بان مار جاتے تھے بعض اوقات دن کو بھی دو سو نمودار ہوتے تھے  
 اور بطور طلبہ گشت کر کے خود اپنی بنگاہ کو چلے جاتے۔ پادشاہزادہ اور خان جہان  
 بہادر ایسے آزرده خاطر تھے کہ انکی طرف تو جہ نہیں کرتے تھے۔ چار پانچ جہینے تک  
 یہ نہیں بے تردد پڑے رہے کبھی سوار نہ ہوئے اسے پادشاہ کو اور زیادہ ملال ہوا  
 اور اسنے اپنے ہاتھ سے کمال سرنش کا فرمان خان جہان بہادر کو یہ لکھا  
 اے بادشاہ این ہمہ آوردہ تست \* شاہزادہ محمد مظہم نے سب امراء کو جمع کر کے مشورہ  
 کیا حیدر آباد کے سردار جانتے تھے کہ شاہزادہ کی مرضی صلح اور دفع فساد پر مائل ہے  
 دل فریب پیغام اور رسل و رسائل بھیجتے رہتے۔ خان جہان بہادر بھی پادشاہ کی  
 افسردگی خاطر کے سبب و سبب اسے خصم کی کثرت کی وجہ سے محاربہ میں مصلحت نہیں جانتا تھا اور  
 بعض امراء اس باب میں اسکے ہمد ہم تھے۔ راین مختلف تحقیق اسلئے آج مصلحت نا تمام ہے  
 دوسرے فرسید عبد اللہ خان بارہ نے خلوت میں التماس کیا کہ اگرچہ خانجہان خان  
 بہادر کہنے کا کہ نمودار روزگار اور ہوا خواہ جہان پناہ ہو لیکن صلاح دولت اس  
 میں ہے کہ آپ پادشاہ کی برخلاف مرضی کے کوئی عمل نہ کریں اور اس طرح  
 کی گوشمالی کے لئے سوار ہونا چاہیئے جو صلح کی التماس کر کے دفع الوقت کر رہی ہے۔ اگر  
 خان جہان بہادر ہر اولی قبول کرے تو فدی کو چند اول مقرر کریں ورنہ بندہ راہی  
 میں جانفشانی کرنے کو موجود ہو شاہزادہ محمد مظہم نے حیدر آباد کے سرکار محمد اسحاق  
 پیغام دیا کہ میں مہتابیے ساتھ اعضاء رعایت کر رہا ہوں اسکے سبب سے محتاج ہی  
 میں مخلوب ہو رہا ہوں۔ طرفین کی صلاح کار اور تمہاری اور ابوالحسن کی دولت و



کے مرہا بھر دیکھو فرار کیا۔ شاہزادہ کی فوج نے انکا تقابل نکی نگاہ تک کیا جس سے لشکر  
 دکن میں غلغلہ عظیم پڑا شیخ منہاج نے دوسوا زبان دان پادشاہزادہ کو  
 ہراول فوج پادشاہی پاس بھیجی اور یہ پیغام دیا کہ محاربہ اور دعوی قتال و جدال ہمارا  
 اور تمہاری درمیان ہو۔ مہم کے پادشاہان سلف مسلمانوں کے ناموس و عیال کو تاخت  
 تاراج سے محفوظ رکھتے تھے۔ یہ امر مروت سے دور نہ ہوگا کہ ہلکوتین چار گھڑی کی قوت  
 دو کہ قبائل کی طرف سے ہماری خاطر جمع ہو تو پھر ہم مقابلہ کے لئے تیار ہوں۔  
 شاہزادہ مغل الدین نے اسے اجازت حاصل کر کے مال و عیال پر دست اندازی کے منہ  
 کرنے کے لئے فوج کو مقرر کر دیا۔ دکنوں نے قبائل کو ہاتھیوں اور گھوڑوں پر سوار کر کے  
 گدھے میں جو پاس تھی روانہ کیا اور سب پر کو ہر طرف سے فوج و کن کا سیلاب نمودار  
 ہوا۔ اور پہلے روز سے بھی زادہ تر میدان کا زار گرم ہوا۔ ترووات رستمانہ دونوں  
 طرف سے ظہور میں آئے اور طریق جمع کثیر اور سواری کے دوشاہی فیل مارے گئے۔ دکنوں  
 کی طرف سے شیخ منہاج اور رستم راؤ زخمی ہوئے۔ بندرا بن دیوان شاہ کو دکنوں  
 نے زخمی کیا اور اسکی سواری کے ہاتھی کو آگے رکھ کر روانہ ہوئے۔ سید عبداللہ بارہ نے  
 ایک راجہ کو ساتھ لے جا کر بندرا بن کو چھٹا بابا جو دیکھ اسکے خود دہن پر بان کھینچو کا  
 صدمہ پہنچا ہوا تھا۔ بغیر خان بخشی شاہ کی بیوی بان کی ضرب ہاتھی کے حوضہ میں  
 ایک پہلی سمیت کشتہ ہوئی۔ طرفین کے اور چار پانچ سردار زخمی ہوئے اور بہت سے بچے نام و  
 نشان آدمی فنا ہوئے۔ شام تک کئی لڑتے رہے۔ پھر فرار ہوئے۔ پادشاہزادہ کو پیغام دیا کہ  
 جنگ مغلوبہ صدف میں طرفین مسلمان کشتہ ہوتے ہیں بہتر یہ ہے کہ ایک دوسرے دار ہمارے اور  
 تین چار ہمارے بغیر فوجوں کے میدان میں آخر سپاہ گری کے فن اور تردید میں اپنے  
 زور بازو کا امتحان کریں۔ پھر دیکھیں کہ خدا کس کی یاوری کرتا ہے۔ شاہ عالم نے یہ سنکر  
 ان کو کہا کہ تمکو اپنی شہر بازی پر بڑا غرور ہے جسکا رواج تمہارے مان بہت ہے اسکے سبب  
 اس درخواست پر جرات کرتے ہو۔ مگر ہم یہ ملاحظہ کرتے ہیں کہ آخر کار جب دکنوں پر

اور حبیب بن میر احمد کے خاندان پر شرف رکھتا تھا۔ تو عبداللہ قطب الملک نے دوسری  
 بیٹی کو اس سے منسوب کیا جس پر میر احمد کو نہایت رشک حسد ہوا۔ جب جشن خیر کا وقت آیا  
 تو میر احمد نے قسم کھاکے قطب شاہ کو پیغام دیا کہ آپ سید سلطان کو بیٹی دیتی ہیں تو مجھ کو نصرت  
 کیجئے۔ اس نے حیدر آباد سے جانے کا ارادہ کیا سر دہانہ مدار علیہ عمل تھا اور محرمان حرم میر احمد  
 ہمدام اور معاون ہوئے عبداللہ شاہ کو میر احمد اور بیٹی بیٹی کی خاطر زیادہ منظور تھی۔ ناجائز  
 ہو کر چارہ کار کی فکر ہوئی اور اندراوریاہر کے محرموں کی یہ نصیحت پھیری کہ ابو الحسن کی نسبت  
 قتل ردیجائی۔ وہ سلسلہ درمی بین عبداللہ قطب شاہ سے قربت بعدہ رکھتا تھا اور وہ شروع  
 ایام شباب سے فقرائے خراب صنف کی صحبت میں رہتا تھا اور اطوار نجوم کے اختیار کر نیے قطب شاہ  
 ہمدام اس کو مطعون کرتے تھے عبداللہ شاہ اس پر توجہ نہیں کرتا تھا۔ اس کو ابوجن درویشوں میں  
 سید جوین رہتا تھا۔ مرد و دغلاقی منظور خالق ہوتا ہے۔ اسے قطب شاہ کی لڑائی کا علاج  
 اسی ساعت عقد میں کہ سید سلطان سے ٹھیکر تھا ہو گیا۔ سید سلطان فقیر ہو کر بچیدہ خاطر بن  
 محمد بن خان پاس چلا گیا۔ اب عبداللہ قطب شاہ کی رحلت اور سید سلطان کے ناکام کرنے کے  
 تلافی انتقام کا وقت آیا میر احمد اپنے بخت کے سببے امراؤں سے خصوصاً سید مظفر اور  
 موسیٰ خان محمد اسے سلوک نہیں کرتا تھا اور کل ارکان دولت قطب شاہ کو ایذا پہنچا جاتا تھا  
 بعض خدمت محل بھی اسے نفرت کرتی تھیں سید مظفر سلطان بزدلان کے خلیفہ سلطان کو  
 سلسلہ میں تھا۔ اور حیدر آباد کے امراؤں میں مباحثہ ج تھا۔ برخلاف اسکے ابو الحسن سببے رفیق  
 و مدارا سے سلوک بردار نہ کرتا تھا۔ عبداللہ قطب شاہ کے واقعہ کے قبل بعد تعین سلطنت  
 میں اختلاف واقع ہوا اور گفتگو کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ باہر میر احمد اپنی سپاہ کے ساتھ  
 جنگ میں مستعد ہوا اور اند میر احمد کی بیوی کہ مان صاحب کلان کہلاتی تھی شمشیر برہنہ  
 ہاتھ میں لیکر جشی و تر کے کنیروں کے ساتھ فتنہ و فساد پیرا مادہ ہوئی۔ ہر گوشہ و کنار  
 میں لڑائی شروع ہوئی۔ آخر کو سید مظفر و موسیٰ خان محمد اور ارمادنا و اکنا کی سعی و  
 تردد سے کل عہدہ لوکر ابو الحسن کے رفیق ہوئے۔ دونوں بھائی مادنا و اکنا و سید مظفر کے

صبح ابھی نہ ہوئی تھی کہ کنبرا شاہی نے شہر پر تاخت کی ہر محدد راستہ و بازار میں لکھنؤ کے  
 واقعات مآل اقمشہ اور امر اور تجارت کے چینی خانے اور ابو الحسن اور اسکے ارکان دولت کے فرشتوں  
 کے قالین گھوڑے ہاتھی لٹنے لگے جسے ہول قیامت و منورہ حشر ظاہر ہوا۔ اس قدر مسلمانوں  
 اور مہنوں کے زن و فرزند اسیر میمن آئے اور شرفا و غریبا و ضغفا کی ناموسیں برباد و فنا  
 ہوئیں کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ جو قالین گران بہا کہ آٹھ نہیں سکتے تھے انکے خیر و شیر ہو گئے  
 ٹکڑے کر کے ایک دوسرے کے ہاتھ سے لے جاتے تھے۔ شاہ عالم نے سزا والوں کو مقرر کیا  
 کہ دس روٹ لکھنؤ کو منع کریں مگر اس سو کچھ فائدہ نہ ہوا۔ کو تو ال کو مقرر کیا کہ دیوان شاہی  
 کو چار یا پنج سو ارون کے ساتھ لیجا کر اس مآل کو ضبط کرے جو تاراج سے باقی رہا ہے۔  
 ابو الحسن کے فرستادے نہایت عجز و انکسار سے جرائم کردہ و ناکرد کے حق کے لئے پیغام  
 لائے اور شاہ عالم کے سزا والوں نے بھی ایک جماعت کو آگ لگانے سے روکا تو کچھ فتنہ کم ہوا  
 مگر لوٹ بالکل نہیں موقوف ہوئی۔ خلق خدا پر جو گزنا تھا سو گزر گیا۔ ابو الحسن کے آلتھاکے  
 پیغام آئے تو بادشاہ زادہ کو اس گشتہ بخت اور یہاں کے رہنما والوں پر رحم آیا۔ اس کی  
 التماس ان شرائط پر منظور ہوئی کہ پیشکش میں سو ایک کروڑ میں لاکھ سوار و جوہر مقرر کی جائے  
 ادا کرے اور دونو بھائیوں مانا اور اکنا (اکلنا) کو بید غل کری اور گدھی سیرم اور  
 پرگنہ کھیر اور اور محالات مفتوحہ سے جو تصرف شاہی میں آئی ہیں دست برداری  
 قبول کرے تو بادشاہ سے عرض کر کے اسکے جرائم کی شفاعت کی جاوے اس پیغام آمد و  
 رفت کے درمیان ابو الحسن ان دو بھائیوں کے قید کرنے میں مآل ہوا تو بعض عمدہ سزاؤں  
 محل کے صاحب اختیار خدیوہ نے ان دو بھائیوں کو قتل کروادیا۔ دونو کاسر کاٹ کے  
 بادشاہ زادہ پاس ایک فہیدہ کار آدمی کے ہاتھ بھیج دیا۔ عبد اللہ قطب شاہ نے پچاس سال  
 فرمانروائی کی اسکے بیٹا کوئی نہ تھا دو تین لڑکیاں تھیں ان میں سو ایک لڑکی کی شادی میر  
 سے کی وہ سادات اور فضلا و سورتی عجب تھا اور اسکو امیر کر دیا اور اکثر امور علی  
 میں اسکی طرف مرجع کرتا کچھ دنوں کے بعد صید سلطان آیا جو میر محمد کے باپ کا گرو تھا

نہایت حال



ہمراہ نصرت خان پاس پہنچا یا جب پادشاہ پاس میں نظر آیا مورد غنایات شاہی تھا  
پادشاہ نے اسے منصب دینا چاہا مگر اس نے خاندان قطب الملک کا پاس نہ لگنے کا لحاظ کر کے  
اسکو قبول کرنے سے انکار کیا اور کعبۃ اللہ جانے کے لئے رخصت ہو گئی۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ  
شکر شاہی میں مر گیا۔ سب پہلی داستان شروع کرتے ہیں۔

القصة جب شاہ عالم کی عہدداشت ابوالحسن کے ساتھ صلح کی۔ پادشاہ سے عرض ہوئی  
اگرچہ بختیار خاں ہرنظر فرمائی۔ مگر خفیہ شاہ عالم اور خانبھان کے مصلحتوں و غضوب کیا سمجھا  
سعادت خان کو کہ خان جہان بہادر کی فوج کا دیوان تھا اور پادشاہ کا تربیت  
وہ حجابیت پر مقرر ہوا اور پیشکش باقی و سابقہ حال کے زر کے وصول کے لئے تاکید کر کے  
بھیجا۔ خان جہان بہادر اور پادشاہ کے درمیان طرفین سے بے لطفی تھی۔ ان آیام میں  
اعتقاد خان خلفہ اسد خان نے شجاعت و جانفشانی میں علم شہرت بلند کیا تھا۔ اور  
تہور خان پسر صلابت خان خواجہ ابوالکلام وغیرہ دوین خان اور وکیل اپنی جوہر  
کا طلبی دکھا رہے تھے۔ پادشاہ انکی تربیت میں کوشش کرتا تھا۔ خانبھان کی عہدداشت  
کے جواب کے فرمان اعتراض آمیز میں اعتقاد خان اور تہور خان کی تعریف میں عزت  
میں لکھی تھی کہ وہ خانہ زاد جن کے منہ سے دودھ کی بُو آتی ہے۔ نسبت تجھ پیر سال خود  
کے زیادہ شرط فدویت و جانفشانی بجالاتے ہیں شاہ عالم کی فوج میں اعتقاد خان  
مستعین تھا۔ خان جہان بہادر اسے دل میں بغض رکھتا تھا۔ اس نے خفیہ سفیحا کے ان  
سر داروں کو جو ظاہر اور پوشیدہ بیجا پوری اور حیدر آبادی شکر کی اعانت میں کوشش  
کرتے تھے۔ اس مضمون کا خط لکھا کہ عسرت و گرائی شکر کو پادشاہ سے عرض کر کے اعتقاد  
خواجہ ابوالکلام اور تہور خان وغیرہ کو غلامی کے لئے بھیج دینا۔ لکھا جائے کہ انکی  
فوج سے انہیں اس طرح حاکم کرو کہ وہ اسیر یا قتل ہو جائیں۔ اتفاقات سے خط سعادت خان  
دیوان فوج خان جہان بہادر کے ہاتھ لگا وہ ہر کاروں کا دار و غم بھی تھا۔  
سعادت خان گل دکن کا واقعہ لگا رہا تھا۔ گو خان جہان سے رفاقت رکھتا تھا

ابو الحسن کی سب سے پہلی داستان کا پادشاہ کا پیش ہونا اور خانبھان اس کا ویرانہ کی گئی۔

نوکر و سپیکار عمدتھے ان سب نے لے کر میر احمد کو مغلوب لے آئے اختیار منروی کیا اور ابو الحسن کو  
 سلطنت پر بٹھایا اور سیف و زاریت پر مقرر ہوا اس نے ابتدا سے خطاب نہیں قبول کیا تھا۔  
 غنیمت جیتی تھی کہ میر احمد نے جو سید سلطان کے ساتھ حسد کی تھی اسکا مزہ چکھا اور سید ظفر نے جو میر احمد  
 بناؤ دولت کے ڈھلے بن سچی کی تھی اسکا کل بھی ہوا۔ ندامت کچھ اور نہ حاصل ہوا اسکا تھوڑا  
 بیان یہ ہو کہ اکثر ایسا واقع ہوتا ہے کہ جو امیر بادشاہ کی جلوں سلطنت میں کوشش کرتا ہو اور  
 صاحب مدار امور ملکی ہوتا ہے تو اس کے دماغ میں یہ خلل پیدا ہوتا ہے کہ وہ یہ چاہتا ہے کہ  
 تمام مقدمات جزئی اور کلی میں اپنے آقا پر تسلط پیدا کروں اور سلاطین کے علاج میں  
 برداشت اسکی دشوار ہوتی ہے یا وہ فساد پر آمادہ ہوتا ہے آخر کو ایک دوسرے کو استیضا  
 کے درپے ہوتے ہیں اس سبب ابو الحسن اور سید ظفر میں نزاع پیدا ہوا۔ روز بروز خشونت  
 زیادہ ہوئی۔ اور یہاں تک بت آئی کہ ابو الحسن اس فکر میں پڑا کہ سید ظفر کے دست اقتدار کو  
 امور ملکی میں کوتاہ کرے۔ ہر چند تدبیر منصوبہ کو کام میں لاتا۔ مگر بغیر اسکے کہ ہنگامہ فساد  
 خونریزی برپا ہو اسکو وزارت سے محروم نہیں کر سکتا تھا۔ آخر الامور مازنا بندت  
 (مدن بندت) جو سید ظفر کے گھر کا مستقل پیشکار اور صاحب مدار تھا ابو الحسن کے ساتھ دسار  
 اور ہراز ہوا اور ویرا بام میں ایسا منصوبہ کام میں لایا کہ سید ظفر کے عہدہ جامعہ داروں کو  
 انواع رعایت کا امیدوار کر کے استمال کی اور ابو الحسن کا ہوا دار بنایا اور اپنا رفیق اور ہوا  
 ملکی کے لئے صاحب جمع نوکروں کو باہر بھیجا یا سید ظفر کو بے پروا بال کیا اور قلمدان وزارت  
 اسی چھین لیا اور منصب اصلی اسکا بحال رکھ کر گوشہ نشین بنایا خلعت و قلمدان وزارت  
 بندت جی کو ملا اور بندت جی کا عہدہ اسکے بھائی آگنارا گننام کو عنایت ہوا۔ ان  
 بندتوں نے سید ظفر کے ساتھ جو تک حرامی کی اسکی سزائیں ان راہ میں ملگنیں کہ میر عاشق  
 سید ظفر نے بادشاہ سے اپنی باپ کے کونالش کی جو بطریق مجوسوں منروی تھلا۔ بادشاہ  
 بادشاہ ہزارہ باپ حکم بھیجا تو اس نے نصرت خان پسر خان جہان بہادر کو اس لئے  
 کے واسطے تعین کیا۔ اس نے ابو الحسن باپ قصیدہ ہر میں یہ حکم پہنچایا ابو الحسن اسکو سزا

نہ ہوا تو بادشاہ ہزاہ محمد اعظم شاہ کو امراء رزم دیدہ اور فوج شائستہ کے ساتھ  
 بیجا پور کی تسخیر کے لئے رخصت کیا۔ جیسا ہزاہ بیجا پور کے نزدیک آیا تو اس نے دیکھا کہ کچھ  
 فوج دکن کے سرداروں اور شہزادہ خان فوج بادشاہی کی اطراف میں پھری  
 ہے اس سال میں راجستھان پر ایسی آفت آئی تھی کہ سب بلاد میں گرائی تھی اور دکن میں  
 ہر طرف سے ہجوم کر کے سرد بیجا پور کی راہ کو بند کر دیا تھا جس کے سبب لشکر میں غلامی  
 گرائی اور کیا بی اس حد پر پہنچی کہ جان کے بدلہ میں نان کا ملنا دشوار ہو گیا۔ کچھ لئے  
 جو فوج جاتی سالم پھر کر نہ آئی اور شاہزادہ کو چاروں طرف دکن میں ایسا گھیر لیا  
 محمد اعظم اور اسکے ہمراہیان لشکر پر عرصہ تنگ ہوا۔ جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا  
 تو غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کو اسکے بھائی مجاہد خان اور تیر انداز خان و  
 خجھر خان اور امراء کارزار دیدہ کو شاہزادہ کے لشکر میں غلامی کی رسد پہنچانے کے واسطے  
 متعین کیا۔ غازی الدین خان بہادر انیس ہزار غلامی بھل لیکر پرگنہ ایندی میں پہنچا  
 جو بیجا پور سے پندرہ سو لکھ کروہ پر ہی تو بیجا پور کے سرداروں نے چند ہزار سوار و پیادہ محمد اعظم شاہ  
 کے محاصرہ کے لئے بھیجے تھے جن فاقوں کے مارے سوار اور سواری میں پست و دستخان کے  
 سوا کچھ باقی نہ بچا اور یہ شہو بات ہو کہ جانی حکیم محل خاص ہزاہ دار شکوہ کی بیٹی بھتی  
 پر عمارت میں پردہ سے باہر ہو کر تیر چلائی اور امراء کی دلداری اور تسلی میں کوشش  
 کرتی۔ چالیس پچاس ہزار سوار اور قریب لاکھ کے جنگی سپاہی کرناٹکی غازی الدین خان  
 بہادر کو لڑنے آئے۔ بعد اسکے فوج میں مقابل ہوئے۔ جہاں تک نظر کام کرتی تھی سوار  
 برق و سنان کچھ اور نظر نہ آتا تھا۔ سپاہ دکن میں چار و پیادوں کا ہجوم وہ تھا کہ  
 کہیں زمین نہ دکھائی دیتی۔ بادشاہی لشکر دکن میں کے لشکر کے دسویں حصہ کی ہزا  
 ہنوگا۔ مگر اسکا سردار غازی الدین خان تھا جنگ عظیم ہوئی مجاہد خان نے بڑی کارایان  
 کئے۔ محمد اعظم شاہ کو محاصرہ میں نکال لئے اور اس وقت جانی سے نجات دری  
 اس نے بے اختیار غازی الدین خان کو گلے لگایا۔ جب بادشاہ کو ان واقعات

مگر بادشاہ کے حق نکل اور حمدۃ الملک کی خاطر داری کو زیادہ منظور رکھتا تھا اس لئے اس کا  
راز کو مناسب جاہ اختیار کیا اور اس کے اخفا کی قسم لیکر حقیقت کا راز  
طلوع دی۔ اعتقاد نہایت موہم ہو اٹھتا یہ قرار پائی کہ خلوت میں بادشاہ ہزارہ کی خدمت  
میں عبادت خان اس امر کو ظاہر کرے۔ جب ہ عالم سے اس نے عرض کیا تو اس نے موت  
خلق کے سبب جواب میں فرمایا کہ خانبہان پر اس امر کا ظاہر کرنا صحت نہیں ہو جس وقت  
خان جہان بہادر اعتقاد خان کے بھیجنے کے باب میں ہم سے عرض کرے گا ہم منظور کریں گے  
تم اعتقاد خان سے کہہ دو کہ وہ وہاں جانے سے انکار کرے۔ شکر بادشاہی میں  
گرائی اور کیا بی غلہ بہت تھی۔ شکر کو سیر میں چلا گیا کہ وہاں بادشاہ کے حکم کا انتظار  
کرے۔ میر ہاشم پسرید نظر کچھ جواہر اور خلعت مصلحتاً ابوالحسن کے لئے بادشاہ ہزارہ کی  
التماس کے موافق لیکر حیدر آباد کے نزدیک آیا۔ خاص عام میں یہ شہرت ہوئی کہ جواہر  
خلعت کا بھیجا ابوالحسن کی تسلی اور بد فریبی کے لئے ہے اور میر ہاشم پسرید نظر مدعی ہے  
فوج بادشاہ کی مدد اور قلعہ حیدر آباد کی تسخیر کے لئے آیا ہے۔ ابوالحسن کی فوج نے  
بمقامی شہزادہ خان لاری و غیرہ نکل کر بادشاہی تازہ فوج پر دھاوا کیا۔ یہ شکر  
غافل تھا اور بادشاہ کی طرف سے کوئی نہیں آئی۔ میر ہاشم اور ایک دوسرا راجہ بھی جو  
دشگیر ہوئے اور باقی فوج غارت ہوئی۔ شاہ عالم گرائی غلہ کی شہرت دیکھ کر حیدر  
آباد کے کنارے آئے کہ کھیر میں آکر ٹھہرا۔ ان دنوں میں بوجہ حکم شاہی علیج خان بہادر عرف  
عابد خان شالستہ فوج کے ساتھ شہزادہ ہاس کی شہرت تو یہ دی کہ وہ شہزادہ  
کے موصول کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے مگر گوز خاطر کچھ اور مقدمات تھے اور شہزادہ کو  
بادشاہ نے بلا لیا۔ اکبر آباد کے پاس جاٹ نے گدھی سنائی کہ تاخت و تاراج شروع  
کی تھی اسکی تنبیہ کے لئے خان جہان کو بھیجا۔

سکندر عادل شاہ بیجا پور میں بادشاہ تھا وہ مرہٹوں کی مدد کرتا تھا۔ باوجود  
بادشاہ نے مکر فرمایا نصیحت آمیز ازراہ تہدید و وعید و وعید صادر کئے مگر کچھ فائدہ

نہ ہوا

ہوتا ہے روح اللہ خان کو توال کی تحقیق سے اس امر کی تصدیق ہوئی۔ سیاہ خان  
 صدر کو توال کو حکم ہوا کہ خفیہ سچی وجہ سوسے کر کے عیدالم کو جسے ہ شاہ عالم پاس آئی پکڑا  
 اور شاہ قلی کی گرفتاری کا بھی حکم ہوا مگر وہ کو توال کے ہاتھ نہ آیا ایک شخص سے خاصگی کی عدا  
 میں شاہ قلی پر استغاثہ کرایا۔ اعلام کر کے اسکو ڈنگیر کیا۔ پادشاہ کے ویر و اسکو لایا۔  
 اسنے راز سے پردہ اٹھا دیا اور کہہ دیا کہ موسیٰ خان نجم ثانی و سید عبداللہ بارہ وغیرہ بھی  
 میرے ساتھ شریک ہیں اور بادشاہ نے شاہ عالم کو خلوت میں بلا کر یہ باتیں بیان کر کے  
 اسکو شرمندہ کیا اور سید عبداللہ خان بارہ کو مقید و رہائی سب کو شک سے خارج کیا۔  
 پادشاہ پہلے ہی سے مقدمہ حیدر آباد میں شاہ عالم سے مشتبہ تھا۔ اب یہ ظن یقین سے  
 بدل گیا۔ ہر چند ظاہر میں مراتب مناصب کو لازم و بی عہدی شاہ عالم میں کسی بات کو کم  
 نہیں کیا مگر اپنی کم تو جھگی کے آثار روز بروز زیادہ کئے۔ عبداللہ کے جرائم کا شفع روح اللہ  
 ہوا۔ پادشاہ نے عبداللہ خان کو اسکے حوالہ کیا کہ اپنے پاس نظر بند رکھی۔ پھر خلاصی کا حکم  
 دے دیا۔

غزہ صفر کو شیخ الاسلام مکہ معظمہ و مدینہ مشرفہ کو جانے لگا ہے تو پادشاہ نے نصیحت و  
 عرضہ نیاز و نجابت سالت ماب اسکو دیا کہ خانہ مطہر کے باب ہاک کے محاذی کبر مند و چہ  
 کو کھولنا اور خریطہ کو نکال کر مشک میں ج اخل کرنا کہ وہ عقبہ علیہ کے نیچے گدزیے۔  
 ہار بیع الاول کو بختاور خان اور غہ خواصاں انتقال کیا۔ وہ پادشاہ کا مہربان  
 راز دان و مزاجدان تھا اسکی سی سال خدمت کے حقوق پر نظر کر کے اسکے جنازہ کی نماز کی مات  
 پادشاہ نے خود کی اور چند قدم اسکے جنازہ کے ساتھ گیا۔ اسکے لٹو خیرات کی و ختمات  
 پر چھوٹے بختاور خان علما و فقرا و شعراء کے ساتھ توجہ منظر رکھتا تھا اور انکی کامیابی میں  
 کوشش کرتا تھا۔ مربوط نویسی تاریخ دانی میں باہر تھا۔ اسکی ہولناک مصنفات میں سے  
 مرآۃ العالم یادگار ہے دوم شہر بیع الآخر کو دربار خان ناظر محل اس دار شہر سے  
 دربار جاوید برقرار میں گیا۔ پادشاہ کا وہ بڑا قدیمی خیر خواہ تھا۔ اسکے جنازہ کی

ہوئی تو اس نے فرمایا کہ جیسی حق سبحانہ تعالیٰ نے فیروز جنگ کے تردد سے اولاد بنی ہو یہ  
کی شرم رکھی ہے ایسی اسکی اولاد کی آبرو قیامت تک خدا نگاہ رکھو۔

اس ضمن میں کہ قلعہ بیجا پور کے محاصرہ کو امتداد ہوا اور شاہزادہ ہمایوں اور ارمیہ  
کمکی کے نفاق کا حال معلوم ہوا۔ تو بادشاہ خود اوائل شعبان ۹۵۰ھ میں  
شولا پور سے بیجا پور کی طرف روانہ ہوا۔ اور ۱۲ کو سواد قلعہ مذکور میں پہنچا جھڑپوں  
کے بغیر وہوش و حواس کی طرح اور ایک تھک لکھنے لگ گیا۔ شاہ عالم و روح اللہ خان  
بہادر فیروز جنگ سے عدل اللہ خان بارہ اور ارمیہ کا طلب چند کلمات غیرت افزا  
کہہ کر شاہزادہ محمد اعظم کی کمکت کے لئے اور بیجا پور کے محاصرہ اور تسخیر کے واسطے نصرت  
کیا۔ ہر ایک اپنی فدیہ ویت و حسن عقیدت اظہار کے لئے قلعہ کی تسخیر میں کوشش  
کرتا تھا۔ شاہ عالم یہ چاہتا تھا کہ قلعہ میرے نام سے مفتوح ہو۔ اسلئے وہ ارمیہ  
بیجا پور کی تالیف قلوب میں مصروف ہوا اور اپنے معتمد کو شاہ علی ابرج حنائی کو  
سکندر عادل شاہ پاس قلعہ بیجا پور میں بھیجا اور اس طرف بھی بھیجی سعید عالم  
بادشاہزادہ پاس پیام التیام آمین لانا تھا۔

نہان کے ماند آنے کے راز سے کرو سا زندہ مچلے گا۔

خصوصاً جب شاہزادہ محمد اعظم معاند اور وارث ملک موجود ہو یہ راز کب چھپ سکتا تھا کہ قلعہ  
فتح کی کبھی شاہ عالم کے ہاتھ آئے۔ شاہ علی ایک جوان و باش مشرب مخمور تھا۔ منہ میں  
لکام نہ تھی۔ جس وقت قلعہ کے نیچے مورچوں میں سپاہیوں کا تغیر و تبدل ہوا تو جھڑپوں  
کی طرف مخاطب کر کے آواز بلند کرتا کہ یہ آدمی تمہارے بہن توٹ لنگٹ سنگھ کے  
پھینکنا۔ اور وہ ان کے آدمی تسلی دیتے تھے کہ قلعہ کی جانب سے کوئی آفت تم پر نہیں آئیگی  
جب یہ گفتگو لوگوں کی زبانی مشہور ہوئی تو اعظم خان کو خبر ہوئی اور واقعہ طلب فتنہ جو  
ادویوں نے بادشاہ کے کان تک آس پہنچایا۔ کہ بوریوں کے وقت قلعہ کے اندر سکندر کے پاس رہا تھا  
اور علیہم رات کے وقت قلعہ سے باہر شاہزادہ پاس تا ہے اور خلوت میں بمکھام

و ان سب خیموں میں ہوتے تھے۔ دربار۔ خلوت خانہ۔ اور کباب خانوں کے چھ  
 جدا جدا ہوتے تھے۔ اُنکے بیچ میں بادشاہ کے بیٹھنے کے لئے ایک تخت گاہ ہوتا یا  
 رسی ہوتی۔ حمام۔ غلخانہ۔ چاند ماری کشتی کے لئے اور اوروز شون کے واسطے  
 لک الگ خیمو۔ خیمو محل فرنگی اور زر بخت گجراتی قائم۔ سمور۔ پنجاب ایرانی۔ دمشق قالینوں  
 و رچینی نشی کپڑوں غرض ساری دنیا کے عمدہ عمدہ اقمشہ سے آراستہ ہوتے تھے  
 یہ روپہلی پہنہری ستونوں پر ایستادہ ہوتے۔ بادشاہی خیموں پر سونے چاندی کے  
 س لگائی جاتے اور خیموں کے گرد رنگین قناتیں کھڑی ہوتیں۔ بوجہ چخانے اور آبدار خانے  
 سامان سیکڑوں طرح کا ہوتا۔ نمک خانہ۔ شیرین خانہ۔ اچار خانہ۔ برف خانہ  
 نورہ خانہ۔ غرض سیکڑوں خانے اسی قسم کے ہوتے اور پہر ان سب پر اور تکلف  
 یادہ تھا کہ سامان دوہرا ہوتا تھا ایک آگے منزل پر جاتا تھا۔ جو وقت پادشہ  
 اپنے خیمے میں داخل ہوتا تھا تو بچا پس ٹھہ تو میں سلامی کی چھوٹیں۔ غرض اس عیش و عشرت کے  
 سامان نے فوج کا رنگ ڈھنگ بدل دیا۔

### سوانح سال بسنت و نیم و سی اتم

غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کی سعی و تردد سے بیجا پور کے محصوروں کو  
 سرداروں کا حال تنگ ہوا اور غلہ نہ پہنچا اور گھاس کھاس کیاب ہوئی تو قلعہ کے اندر  
 بہت دکنی تلف ہوئے۔ ۵ رمضان شفقہ کو بادشاہ خود اسن مدد کو دیکھنے گیا۔  
 جو بیجا پور کے قلعہ کے کنگروں کی برابر بنایا گیا تھا۔ گھوڑے پر سوار تھا۔ کنا ر خندق  
 تک گیا۔ سو اکی ماٹے ہو کا اور قلعہ کی جانب سربان و تفنگ کے شور و شغب کا ایک  
 عجب ہنگامہ ہوا بادشاہ کے سر پر سے گولے جانے لگے۔ میر عبد الکریم نے سر  
 کی قلم سے لکھا کہ یہ تاریخ بادشاہ پاس بھیج دیجئے۔ بیجا پور زود می می شود۔  
 بادشاہ نے اسے پڑھ کر فرمایا کہ خدا کند چہین باشد قلعہ اسی ہفتہ میں فتح ہو گیا  
 شاہی لشکر نے دو مہینے بارہ روز میں دشمن کی جان ستانی کے سارے اسباب

نمازی امامت پادشاہ نے خود کی۔

دوم جمادی الآخر کو پادشاہ احمد نگر سے شولا پور کی طرف چلتا ہوا اس لشکر کا حال انگریزوں  
تاریخوں میں اس طرح لکھا جاتا ہے کہ اسکی فوج کی تعداد اگرچہ صحیح صحیح نہیں معلوم مگر اس سپاہ  
کی شان شوکت ایسی تھی کہ اسکے بیان میں تاریخ کے صفحے کے صفحے سیاہ ہو کر بین سواروں کو  
ہزاروں پیرائیں غیر ملکوں کے نوجوانوں کے سوار پادشاہ کی خود سلطنت وسیع کے کاغذی۔  
قدحاری ملتان کی لاہوری راجپوت بھی موجود تھے۔ اور یہی سوار افواج کے گلہ سہین  
گل سرسید۔ وہ سرسے پاؤں تانکے ہوئے ڈولے ہوئے تھے۔ انکی صورت بہادری اور عسکری  
ایسی پرستی تھی کہ درکن کے سپاہی نازک ور ہلکے پھلکے ہتھیار باندھنے والے انکے مقابلہ کے قابل  
نہ معلوم ہوتے تھے۔ پیادے بھی بے شمار تھے۔ ان میں سے کسی پلٹن پاس توڑی دار بندوں  
اور کسی پلٹن پاس تیر و کمان۔ سوار انکے میواتیوں اور بندیلوں کی بھی پلٹنیں تھیں۔  
پہاڑوں پر آترنا چڑھنا اور لڑنا بھڑنا خوب جانتے تھے۔ مادی مرہٹوں کا مقابلہ وہ  
خوب کرتے تھے۔ پھر ان پیادوں میں کرناٹک کے ہزاروں سپاہی تازہ بھرتی کیے ہوئے  
تھے۔ ہر پادشاہی خیموں کے ساتھ ہلکی توپوں کے توپاؤں سیکڑوں تھے۔ انکے توپچی  
ہندوستانی اور انکے افسر فرنگستانی ہزاروں سبیلہ اور گہار بڑسئی اور کاریگر  
انکے ساتھ۔ جنگی ہاتھیوں کی قطار در قطار۔ انکے پیچھے خاصے کے ہزاروں ہاتھی ہودج  
و عماریوں سے سجے ہوئے۔ ان میں بعض میں بگمات سوار اور بعض ہاتھیوں پر پادشاہی جی  
لدے ہوئے۔ جواو سنٹوں پر نہ چل سکتے تھے۔ پادشاہ کے خاص گھوڑوں کا اصطبل  
اس میں۔ عربی۔ ترکی۔ عراقی۔ یعنی۔ کاٹھیاواڑی گھوڑے۔ انپر بھاری بھاری سازیرٹے  
ہوئے چڑاؤ زین دھرے ہوئے۔ خوش سگی ساتھ جبکہ اہتمام میں دنیا کے منتخب  
عمدہ عمدہ جانور۔ جڑہ باز۔ بیری شکرہ۔ شکاری۔ کتے۔ چیتے۔ سیکڑوں ساتھ لے  
لے کر گاہ کی عجب و نفی تھی۔ پادشاہی خیموں کی آرائش اور زیبائش زربفت کچھ  
سے ہوتی تھی۔ انکا احاطہ بارہ سو گز کا ہوتا تھا۔ قصر شانہ میں جو مکانات ہوتے



نوع دخواجہ خواجہ اور زبور اور مرصع آلات بطریق امانت کے مہرین لگا کے بھیجے  
اور انکی قیمت مقرر نہیں کی مگر تعداد اور فردین انکے ساتھ کین۔ اور یہ قرار دیا کہ  
خواجہ پنوں کو سعادت خان اپنوں گھر میں لکھو اور دو تین وزمین زرفقہ بھی جتنا  
میسر ہو سکتا ہے بھیجا جاتا ہے اسکو بھی وہ داخل کرے اور جو اہرات کی قیمت  
انکو اے لکھے اور قبضہ الوصول پیش کش پر مہر لگا کے مع عرضداشت کے حبیلن بواجن کی  
فرمانبرداری اور اطاعت کا اظہار اور عفو جرائم کی التماس ہو حضور میں واند کرے۔  
بلکہ اتفاقات سے ہے کہ ابوالحسن نے میسون کی چند بھینگیان پادشاہ یاسن بھیجی  
تھیں ایک روز بعد ابوالحسن پریق خبر آئی کہ پادشاہ گلبرگہ کو شہنشاہ کی تسخیر کے غم  
سے آتا ہے تو اسنے سعادت خان سے کہلا بھیجا کہ میرا مطلب ہے اور زبور نامو  
بھیجوانے سو یہ تھا کہ پادشاہ میری حال پر رحم کرے لگا اب یہ سن گیا کہ پادشاہ شہنشاہ  
کی تسخیر کو آتا ہے۔ خواجہ پنہا امانت کو واپس بھیجے۔ سعادت خان جواب میں لکھا کہ  
مجھ کو یہ تحقیق نہیں معلوم تھا کہ پادشاہ ادھر آتا ہے میں نے وہ خواجہ کے خواجہ سر مہر  
میسون کی ڈالیوں کے ساتھ بھیجے گئے۔ وہ پادشاہ یاسن میں۔ اس مقدمہ میں شہنشاہ  
وشورش نسا انگیز درمیان آئی۔ ابوالحسن نے حاجب کے گھر پر فوج چڑھائی اور  
دو روز تک ہنگامہ پر خاش گرم رہا۔ تو سعادت خان ابوالحسن کو پیغام دیا کہ  
اس بارہ میں حق تمہاری جانب ہے۔ میں نے خواجہ پنوں کے بھیجنے میں پادشاہ کی رضی  
پر اور یاسن حق تک پر نظر کر کے اپنی خلاصی جانی۔ اب مجھ کو نصیحت کام کے لئے جان  
نثار اور کشتہ کرنا چاہیے۔ پادشاہ مدت سے تمہارے استیصال کے لئے دہت آور  
جا رہا ہے اب حاجب کے مارنے کی حجت اسکو ملے آجائے گی۔ جب تک میں زندہ ہوں  
تمہارے عفو جرائم کا احتمال باقی ہو اور بشرط حیات میں بھی تمہاری خدمتگاری ہو  
رستہ گاری میں بعد مقدمہ و کوشش کرونگا ابوالحسن نے عاقبت معنی کر کے سعادت خان  
کا یہ عذر سن لیا اور اسکو اپنے پاس بلا کر اور زیادہ عزت کی۔

جمع کر لئے تھے۔ اہل قلعہ کو اپنی موت نظر آتی تھی سکندر کی زبان سے  
 اسکے رفیقوں نے پناہ مانگی۔ چوتھی سالانہ کو قلعہ کی کجیاں پادشاہ کی خدمت میں  
 پہنچ گئیں اور پادشاہ کی خدمت میں سکندر عادل شاہ آیا۔ پادشاہ نے ایک دربار  
 عام کیا اور اسکو خلعت خاصہ عنایت کیا اور سکندر خان کا خطاب یا اور اسکا لکھ  
 رو بیہ سالانہ مقرر کیا۔ خافی خان لکھتا ہے کہ اسکو دولت آباد بھیجا۔ قلعہ بیجا پور کی  
 تاسیخ کی فتح (سکندر گرفت) ہوئی۔ کہتے ہیں کہ پادشاہ نے یہ کہا اور لکھا  
 کہ بدستاری فرزند ارجمند بے ریوزنگ غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ مفتوح  
 گردید۔ علی لرؤف اور شرزہ امرے سکندری کو پادشاہ نے خلعت عنایت کیا  
 اور شش ہزاری شش ہزار سوار کا منصب یا اور اول کو دلیر خان کا اور دوسرے  
 کو رستم خان کا خطاب یا اور بندہ حاضر کا اضافہ کیا اور نواح بیجا پور کا بندہ  
 کیا۔ ۲۲ روزی الحجہ کو ۹۷۰ھ کو شولا پور کی طرف کوچ کیا۔ اور ۲۲ محرم کو شولا پور سے  
 حضرت بندہ نواز سید محمد گیسو رانہ کی درگاہ کی زیارت کے لئے گلبرگہ کی طرف  
 کوچ کیا اور ابوالحسن اور سعادت خان حاجب حیدر آباد کے نام فرامین جن میں  
 مضامین بیم ورجاء کے تسلی آمیز تھے اور زر پیش کش کے وصول کی تاکید تھی اور خضیہ  
 سعادت خان کے نام حکم صادر کیا کہ مابدولت کا غرم خرم حیدر آباد کی تسخیر ہو  
 تا مقدور وصول زمین نقد کرے۔ سعادت خان نے ابوالحسن کو تو بہات عنایت  
 پادشاہی کا امیدوار کر کے زر پیش کش کو وصول میں زیادہ تنقید کی۔ ابوالحسن  
 جو نے کی امید میں اطاعت کا اظہار کر کے سعادت خان سے یہ عذر گرتا کہ زر نقد  
 پیش کش کا میسر نہیں ہوتا۔ خواجہ سرے خرد سال کو بھیجا کہ میں اسکے روبرو  
 رہ پور اور جنس مرصع گھر میں موجود ہو جا کر کے اسکے حوالہ کروں۔ سعادت خان  
 نے خواجہ سرے بھیج دیے انکار کیا اس چند روز کی گفتگو کے بعد پادشاہ کے گلبرگہ میں  
 کی خبر پھیل ہوئی۔ ابوالحسن خوف ورجاء کے درمیان تھا حاجب کے آدمیوں کو طلب

پادشاہ کی حیدر آباد کو فتح کی تھی۔

سخن دان نوکروں کے ساتھ اطاعت و عفو جرائم کی التماس کے عو فیضے اور تحائف و ہدیے روانہ  
 کئے۔ یہ نہ جانا کہ حج باران سبیل نمدہ نفع کشت را۔ بادشاہ نے اس کے عو فیضہ کا جواب  
 سپاہ کی زبان شمشیر کے حوالہ کیا اور سعادت خان پاس جو فرمان بھیجا اس میں ابو الحسن کی تقصیر  
 کی بابت لکھا کہ اس بد عاقبت کے افعال قبیح اچانکہ تحریر سے باہر ہیں ایمن و سوسین ایک اور  
 بہت مین سو تھوڑے شمار کئے جاتے ہیں اول ملک و سلطنت کا اختیار کا فرقا جبر ظالم کو  
 دینا اور سادات و مشائخ و فضلا کو منکوب و مغلوب کرنا اور فسق و فجور کا افراط سے  
 علانیہ و اوج و بیخونین کو شمش کرنا اور خود ریاست کی بادہ پرستی اور دولت کی بستی  
 میں ان انواع کبار میں شب و روز مستغرق ہوتا بلکہ کفر و اسلام میں اور ظلم و عدل میں اور فسق و  
 عبادت میں فرق نہ کرنا اور کفار و عربی کی اعانت میں اصرار کرنا اور اپنے شیخین عدم طاعت  
 اوامر و مناہی الہی میں خصوص مادہ منع معاونت دارالحرب میں کہ نص حلبی کلام محمد میں  
 بتا کیا واقع ہے خلق و خالق کے نزدیک مطعون ہونا۔ چنانچہ مکر اس باب میں بیٹے فرمایا  
 نصیحت انیز آداب ان آدمیوں کے ہاتھ بھیجے تو بھی پنبہ غفلت گوش سوز نہ نکالا۔  
 بلکہ اس پر طرہ یہ ہوا کہ سبھا کو لاکھ ہوں بھیجے جس کا سال پہننے سنا۔ باوجود اس غرور و  
 بادہ احمی اپنے افعال اور رشتی اعمال پر نظر نہ کرنی اور دونو جہان میں رستگاری  
 کا امیدوار ہونا حج نہ ہو تصویب مل ہے خیال محال۔

جانب تحس بالکل مایوس ہوا تو بادشاہی لشکر سے لڑنے کے لیے شیخ منہاج و شہزادہ خان  
 و صفی خان لاری اور سرداروں کو بھیجا اور رخصت کے وقت یہ ارشاد کیا کہ تانقدور  
 بادشاہ کو زندہ گرفتار کرنا اور اعزاز کے ساتھ لایا تو امر اس نے کہا کہ عالمگیر کی طرف سے ہمارا  
 دل و جگر انگریز رہا ہے ستم دہنے کے بعد ہم سے اس کی عزت نہیں ہو سکی۔ جب بادشاہ  
 حیدر آباد سے دو منزل پر آیا تو بعض دکن کے سردار جاہلین پاس نہ لے کر شہر ہی سے  
 بیگانہ دور پڑے رہے۔ غازی الدین خان بہادر و فیروز جہاں بجا پور کی فوج کے بعد  
 ابراہیم گدگد کے محاصرے کو مامور ہوا تھا۔ اسکی عزمداشت مع قلعہ کی طلائی بجی کے

ان ہی دنوں میں ابو الحسن کی مجلس فضلہ حیدر آباد میں عدا کسی تقریب پادشاہ کی فوجوں  
کا ذکر کیا گیا اور یہ بیان ہوا کہ جب پادشاہ اور شاہ ایران کے درمیان کشاکش  
ہو رہی تھیں تو شاہ عباس کبھیجے ہوئے گھوڑے عالمگیر پاس لے کر آئے تو اس نے ان سے فوج  
کر لیا۔ باوجود اس تمام تبعیت شرع وادعا، تقویٰ ایسا اسراف کرنا شرع کے برخلاف  
طریقہ پر اقدام کرنا ہے یہ حرکت نفس سرکش کی اطاعت کے سوائے کسی اور بات پر عمل نہیں  
ہو سکتی پادشاہ کو چاہیے تھا کہ وہ ضلالت و صلحا و مستحقوں کو گھوڑے قسمت کر دیتا جس سے  
ایک جمع کثیر فیضیاب ہوتی سعادت خان نے کہا کہ یہ بات محض غلط ہے حقیقت حال  
یہ ہے کہ گھوڑے جب آئے تو پادشاہ نے حکم دیا کہ بوقت معین گھوڑے دکھائے جائیں یہ اتفاقاً  
وقت سہو اختہ بیگی جیوت گھوڑوں کو دکھانے لایا۔ پادشاہ تلاوت قرآن میں مصروف  
اسکے دل میں آیا کہ تلاوت قرآن کو دوسرے روز پر موقوف رکھ کر گھوڑوں کا ملاحظہ  
کروں اس خیال ہی میں تھا کہ اسکی نظر قرآن کی اس آیت پر پڑی کہ حضرت سلیمان نے  
پیشکش کے ہزار گھوڑوں میں سو نو سو گھوڑے دیکھے تھے کہ نماز سنت یا نماز فرض قضا  
ہوئی تو اس کے کفارہ میں ان گھوڑوں کو آہوں فوج کیا اسکی پادشاہ نے بھی یہ کہا  
علما حیدر آباد نے اس جو اس کے سننے کے بعد یہ کہا کہ اس صورت میں یہ کیا ضرور تھا کہ  
مرا ایران گھوڑوں پر گھوڑوں کی فوج کرنے کے لئے بھیجا تو سعادت خان نے کہا کہ یہ  
صحیح غلط ہو ان ایام میں شاہجہان آباد تازہ آباد ہوا تھا۔ ہر محلہ ایران کے ایک ایک  
نام آباد تھا کوئی محلہ تھا کہ جس میں کسی ایرانی امیر کی حویلی نہ ہو گھوڑے ایک جگہ فوج کئے  
جاتے تو از دام بہت ہوتا اور فقرا و تکلیف اٹھا کے لئے متمتع ہو اس لڑا اس نے حکم دیا کہ  
ہر محلہ میں ایک دو گھوڑے فوج کئے جائیں جب عالمگیر نے یہ حال سنا تو سعادت خان پر  
آفرین کی۔ پادشاہ کبیر گریز شریف میں زیارت کر کے اور وہاں کے مجاوروں کو میں ہزار  
روپیہ دے کر اور ایک ہفتہ قیام کر کے پھر آزاد بندر کی طرف آیا میں وزیر بیان قیام کیا  
پھر پیش خیمہ کو حیدر آباد نہاد کیا اس خبر کے سننے سے ابو ان کی جان نکلی۔ اس نے

بارہ بن پادشاہزادہ کی التماس پر پادشاہ صلح کو منظور کرے تو ابو الحسن کی رفاقت  
 شاہزادہ کرے۔ اعظم شاہ کے بعض سرداروں نے پادشاہ کو خبر پہنچائی کہ شاہ عالم قلعہ  
 جانے کے فکر میں ہے۔ رخصتہ رفتہ قلعہ کو گندہ میں بوساطت خفیہ توپوں اور چال کے جو  
 نوشتجات بھیجے جاتے تھے وہ فیروز جنگ کے ماتھے میں پڑے۔ ان امارات نے اخلاقی  
 نفاذیات مدعا پر گواہی دی۔ خان ایک ات کو اپنے مرحلہ سے حضور میں کیا اسنو  
 ان نوشتوں کو پادشاہ کو دکھلایا۔ پادشاہ نے حیات خان کو خواجہ ابوالمکارم سے  
 جو شاہ عالم کے بڑے مقررین کے تھے۔ اصل حال پوچھا تو انہوں نے کہا کہ شاہزادہ کا ارادہ  
 کوئی فاسد نہیں ہو۔ وہ یہ چاہتا ہے کہ اسکی التماس سے ابو الحسن کا قصور معاف کیا  
 اسکی سچی سہولت کی جائے۔ حیات خان نے بہت دلائل سے پادشاہزادہ کی  
 بے اعتدالی ظاہر کی مگر پادشاہ کے دل سے سوزن اسکی طرف سے نہیں دور ہوا۔ اور  
 ربیع الثانی ۹۶۰ھ کو شاہ عالم اور اسکے بیٹے محمد عظیم کو ایک مکان میں بلایا کہ مقید کیا۔  
 ہتھیار لے لئے اور سارے کارخانے شاہزادہ محمد عظیم کے سرکار میں ضبط ہو گئے۔ اسکا  
 منصب چھین گیا اسکی جاگیر اور جاگیر داروں کو دی گئی۔ نور النساء بیگم مقید ہوئی  
 کہتے ہیں کہ جب پادشاہ نے یہ کام کیا تو محل میں کہا کہ میں چالیس برس کی محنت کو خاک  
 میں لاتا ہوں۔ شاہزادہ کی جبر و خلاصی کا حال بیدہ لکھا جائیگا۔  
 حصار گول کندہ میں ہر روز اور ہر جمعہ میں مورچال برہتے چلے جاتے تھے ایک  
 لشکر شاہی سے شہر نظام مصطفیٰ خان لاری عرف عبدالرزاق بڑی خوشی سے  
 پیش آیا اور عجیب زد و خورد ہوئی اور کشورنگہ باڑہ کے زخم کاری الگا اور کھوڑے  
 سے گرا اور راجپوتوں کی ایک جماعت کشتہ ہوئی اور چند نامور دکنی بھی قتل  
 زخمی ہوئے اور اقبال دکنیوں نے لشکر شاہی پر بیجم کیا کہ اسکو اپنے مردوں کی  
 لاشوں کو نہ اٹھانے دیا۔ مگر آخر کو لشکر شاہی کی کوشش سے دکنی فرار ہو گئے  
 شیخ بہتان اور شیخ نظام اور اکثر ملازم ابو الحسن کے پادشاہ پیر چلے گئے

۹۶۰ھ کا واقعہ ہے۔

مردہ فتح کے ساعۃ آئی اور اس نے لکھا کہ میں ایثار کر کے حضور پاس روانہ ہوا۔

۶ ربیع الاول ۹۷۰ھ کو بادشاہ قلعہ گلگندہ سے ایک کروہ پیچیمہ زن ہو آئے اس سرزمین میں ایک ہنگامہ عظیم پڑ گیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ مورچاں تقسیم ہوں اور اسباب لوعہ گیری فراہم ہوں۔ قلعہ کے برج و بارہ توپوں کے گولوں سے دھاک جائیں اور دمے بنائے جائیں۔ بادشاہ نے بے ہم سنا کہ لشکر کی اطراف میں ابو الحسن کی فوج شوخی سے پیش آتی ہے اسکی تہنیت کے لئے امراء و مامور ہوئے دونوں فوجوں میں مقابلہ و مقابلہ کا مصافحہ و معالفتہ ہوا قلعہ کے اوپر سے بھی گولے و رباران برسے شروع ہوئے۔ خواجہ ابوالکلام شاہ عالم کے لشکر میں زخمی ہوا۔ دونوں طرف کے آدمی مارے گئے۔ بادشاہی لشکر نے بہادری کر کے دکنیا کو بھگا دیا۔ جب فیروز جنگا گیا تو مورچا لوں اور دمدوں اور تقسیم اذاج کا اور مصالح کی گردآوری کا انتظام خوب ہو گیا۔ صلح خان بہادر پیر فیروز جنگا کے داہن ہاتھ میں گولہ لگا۔ دو تین روز بعد اسکا انتقال ہوا۔

بیجا پور کے محاصرہ میں شاہ عالم سے بادشاہ بدگمان ہوا تھا اب گولہ کنڈہ کر محاصرہ میں شاہ عالم سے جانب راست کا تعلق تھا۔ ابو الحسن محبت آمیز خفت انگیز پیغام اور تحفے و ہدیے اس پاس بھیجا کہ وہ کسی طرح سے بادشاہ سے اسکی عفو و تقصیرات کراوی۔ شاہ عالم یہ جاننا تھا کہ دونوں صورتوں صلح و جنگ میں میرے مقصود کے انفضالی ہو اور بحد مقدور میں ابو الحسن کو اپنا مرہون احسان کروانے فتنہ جو واقعہ طلب و میون نے اس پیام سے اطلاع پا کر بادشاہ کے کان میں اسکو بہت آہ تانے پہنچایا اور شاہ عالم اپنی بیوی نور النساء بیگم پر سبب اسکی حسن صورت و لیاقت کے فریفتہ تھے اسکی کنوینینٹیں انہوں نے اسکی نسبت بادشاہ سے کہہ کر کہ وہ ابو الحسن اور شاہ عالم کے درمیان پیغام و سلام کا واسطہ ہو اور لباس

نہایت قیمتی و گرانمایہ

پیدا کر قلعہ گلگندہ میں عہد و پیمان کے لئے جاتی ہے۔ یہ ٹھہر ہے کہ ابو الحسن کے

ان حوادث سے ایک عالم تلف ہوا۔ بہت سی گرسنگی ویسے برگی کی تاب لا کر لوگوں  
 پاس چلے گئے بعض نے خفیہ نفاق کر کے محصوروں کی معاونت کی جب امام محاصرہ پر  
 اُمّت ادا ہوا پادشاہزادہ محمد اعظم کو جو شاہ عالم کے نفاق کے سبب اجین وراکبر آباد کے  
 انتظام کے لئے بھیجا گیا تھا۔ وہ برمان پورین پہنچا تھا کہ پادشاہ نے اس کو بلا لیا محمد اعظم  
 آنے کے بعد گرانی غلہ زیادہ ہوئی تو میرزا یار علی رسد غلہ کا داروغہ مقرر ہوا اس نے یہ سچ کر کہ  
 مجھے سسکا اہتمام نہ ہو گا انکار کیا اسپر شاہزادہ محمد اعظم نے کہا کہ اس پاجی کا کیا یارا  
 ہے کہ ولی نعمت کے حکم سے انکار کرے اس کو پادشاہ نے دیوانہ خارج کر دیا بعد لکھنؤ  
 کو یہ کام سپرد ہوا اب گرانی کی صعوبات یہ تھیں کہ باد و باران پانی کی طغیانی کے سبب  
 مصائب کا اضافہ ہوا۔

## سوانح سال بست و یکم ۹۸ھ

اواخر ماہ ذیقعدہ شروع سال بست و یکم ۹۸ھ کو روح اللہ خان نرسنت خان افغان  
 ہمنی کے وساطت سے عید اللہ خان سی پیغام سلام شروع کئے ابو الحسن کا بڑا معتبر نوکر  
 عبد اللہ خان تھا اور اس دروازہ پر صاحب اختیار تھا جس کو کھڑکی کہتے ہیں۔ ایک ہر رات  
 باقی تھی کہ روح اللہ خان و مختار خان و نرسنت خان و صف شکن خان و خواجہ مکارم و  
 پیر مدد مہکے اوپر سے اور ان راہوں کو توپوں کی ضرب سے شکستہ ہو گئے تھیں عبد اللہ خان  
 ہمنی کے اشارہ سے حصار میں داخل ہوئے۔ پادشاہزادہ محمد اعظم اپنی فوج کے ساتھ  
 ماضی پر سوار دروازہ کی طرف آئے کریم بابا کا غنڈہ مارا ان لوگوں کے قلعہ کے اندر جا کر دروازہ  
 کھولا۔ قلعہ کے مفتوح ہونے کا آواز بلند ہوا عبد اللہ لڑائی نے حق نہ لایا بھٹوڑے  
 ہی آدمیوں کے پادشاہی لشکر سے خوب لڑے زخمی ہوئے سے چور چور ہوا۔ موت نہ آئی تھی  
 کہ شکوہ حسین بیگ کے گھرمین لوگوں نے پہنچا دیا۔

جب ابو الحسن کو اسکی خبر ہوئی اور اندر دروازہ پر سے جوع و فزع کی آواز بلند ہوئی۔ تو  
 ابو الحسن نے خندہ محل کی تسلی میں کوشش کی اور ان سے رخصت ہو کر اپنے مکان حاضر ہوئے

عید اللہ خان کی کشتی

اور انکو عمدہ خطاب و منصب مل گئے محمد ابراہیم کشا ہزارہ سے آن کر ملا تھا اسکو  
 مہابت خان کا خطاب اور ہفت ہزاری شش ہزار سوار کا منصب ملا۔ وہ سب سے  
 زیادہ قلعہ کی فتح میں کوشش کرتا تھا۔ شیخ نظام کو تعزیر خان کا خطاب اور شش ہزار  
 بیخیز سوار کا منصب ملا۔ ابوالحسن کا اول سوا آخر تک خیر خواہ اور ہمراہ مصطفیٰ خان لاری  
 عرف عبدالرزاق رہا۔ محاصرہ کا امتداد ہوا قلعہ میں بہت سا ذخیرہ و باروت  
 و اسباب تو خزانہ تھا۔ شبانہ روز برابر قلعہ کے در و دیوار اور برج و بارہ سونگولہ  
 توپ گولہ لنگڑ بان و حقہ آتشبار برس ہاتھا۔ بہت آتشبادی اور دھوئیں کے اٹھنے  
 سے رات دن میں فرق نہیں معلوم ہوتا تھا اور بادشاہی لشکر کے نامی آدمی زخمی  
 اور کشتہ ہوتے۔ فیروز جگال و صف شکن خان و عزت خان و مہابت خان سب سے  
 زیادہ جانفشانی کرتے تھے مورچال کو خندق کے کنارہ تک پہنچا یا یہ کام ایک سال  
 میں ہونا مشکل تھا۔ انہوں نے ایک ماہ چند روز زمین کر دیا۔ اور خندق کے پُر کرنے کا حکم  
 کہتے ہیں کہ اول خود عالمگیر نے وضو کر کے کھینچ کر پاس کو خاک کے پُر کرنے کے لئے اپنے  
 ہاتھ سے سیا۔ برٹے برٹے اونچے دھڑے بنائے گئے اور انپر بڑی بڑی توپیں  
 قلعہ کے محاذی چڑھائی لگیں۔ جنہوں نے حصاری کے ارکان کو ہلا دیا لیکن غلہ کی  
 گرائی اور کمیابی اس مرتبہ پر ہوئی کہ اکثر صاحب دوتوں کے حوصلے بگڑ گئے اور جو  
 بیچارے بے بضاعتوں پر گزرا وہ بیان نہیں ہو سکتا۔ اس سال کی ابتدا میں  
 گلزار دکن میں بارانی کی کمی کے سبب خشہ جوار و باجہ کہ خریف کی عمدہ سن رہی  
 اور اس ملک کو غربا کی قوت کا مدار ان ہی پر ہے۔ ابھی اطفال نبات کے گلو  
 سے نکلنے تھے کہ خشک ہو گئے۔ اور فوج کشی اور کمی باران کے سبب سے شالی کی کشت  
 نہ ہوئی۔ جسپر حیدر آباد کے آدمیوں کی زمیت کا مدار ہے۔ دوم یہ کہ کینوں پہنچا  
 کی فوج جو حیدر آباد کی مدد کے لئے اطراف لشکر میں تاخت کرتی تھی وہ بد  
 خلد کے ہنچو کی مانع ہوئی اور وبا کا اثر بھی منبدا سے خد کے ہلاک کرنے میں معاون



قبول کی اور اسکی پیچھے پڑا تھوڑا سا کھڑکھڑا کر اسکو تسلی دی اور اسکو بادشاہ کی خدمت میں لایا۔  
 بادشاہ نے بھی اسکی عزت کی اور دولت آباد میں بھیج دیا اور اسکے احوال ضروری تھے  
 ملائق خوراک و پوشاک و خوشبوئیں مقرر کر دیں کہ وہ فراغ بانی سے اپنی زندگی بسر کریں  
 بعد اسکے ابو الحسن اور اسکے امیر و کچہ مال کے ضبط میں مقصد بیان شاہی مشغول ہوئے۔  
 عبدالرزاق بالکل بیہوش تھا کہ اسکو روح اللہ خان کے پاس لائے۔ جب صف شکن ہوا  
 کی نظر اسپر پڑی تو اسنے کہا کہ یہ وہی لامی نایاک بے ادب جو اسکا سر کاٹ کے  
 دروازہ پر لٹکانا چاہیے۔ روح اللہ خان نے کہا کہ مردہ کا سر جسکی امید حیات اصلاً  
 نہیں ہو بے حکم کاٹنا مروت سے دور ہے اسکی حقیقت بادشاہ سے عرض کی گئی۔  
 بادشاہ نے اسکے علاج کے لئے فرنگی اور ہندوستانی جراح مقرر کئے اور بادشاہ نے  
 روح اللہ خان سے کہا کہ اگر ابو الحسن آپس کوئی دوسرا نمک حلال نوکر عبدالرزاق جیسا  
 ہو تا تو قلعہ کی ختم میں بڑا عرصہ لگتا۔ جب کچھ عبدالرزاق میں جان آئی تو بادشاہ نے  
 اسکو کہا اچھا آیا کہ میں نے تمہاری ساری تقصیرات معاف کیں اور سپر کلان عبداللہ کو  
 اور سیٹوں کو جو لائق نوکری ہوں بھیج دو کہ منصب سرفراز ہوں اور آپ کی طرف  
 تقصیرات کی تسلیات بجا لائیں۔ جب یہ پیغام اس بہادر نمک حلال پاس پہنچا کہ  
 زبان میں لگنت تھی اس حال میں بھی اسنے جواب دیا۔ کہ میں قدر دانی کے ادا بشکر  
 کی تقدیم کرتا ہوں اور عرض کرتا ہوں میری سخت جان ابھی تک نہیں نکلی ہو اس  
 حال میں حیات کی امید رکھنا خیال محال ہے۔ اگر خدا تعالیٰ نے مجھ کو بارہ زندگی عطا  
 کی تو بھی مرا سم نوکری کی تقدیم مجھ سے متعذر ہے اور اگر نوکری بھی کر سکوں تو مختصر  
 کے گوشت و پوست نے ابو الحسن کے نک سی پرورش پائی ہو وہ عالمگیر کی نوکری نہیں کر سکتا  
 عالمگیر نے یہ سنکر فرمایا کہ جب وہ اچھا ہو جائے تو اسکا حال عرض کیا جائے۔  
 جب وہ اچھا ہو گیا۔ بادشاہ نے اسنو نوکری کے لئے کہا۔ انکار کیا۔ بادشاہ نے  
 اسکو اور اسکے بیٹے کو قید کرنے کا حکم دیا تو نوکری قبول کی۔

آیا اور مسند پر مہربان ہو نا خواندہ کے انتظار میں بیٹھا کھانے کا وقت اسکا آگیا تھا اسکو بکلاوا  
 پر تاکید کی۔ روح اللہ خان و بختیار خان اور زنا میرہ آئے تو زنا بی سلام علیک میں سبقت  
 لگی۔ وقار سلطنت کو ہاتھ سے نہیں دیا سب کے سلام کا جو خوب داری اور تعظیم کے ساتھ دیا  
 اور ہر ایک سو گر محوشی و فصاحت کلام سے مستحکم ہوا۔ عقلاء و تجربہ کار کہتے ہیں کہ جب گشتہ  
 اختر صاحب ثروتوں کو خیل جوادث سیل و نہار سر و کار سیکار رونما ہوتا ہے تو وہ  
 حوصلہ بردباری کو ہاتھ سے نہیں دیتے۔ رضا و تسلیم کو اختیار کرتے ہیں صبح تک با محبت  
 بے نفاق رہی۔ بکاول نے دست خوان بچھایا۔ اسنے امراء کی صلاح کی۔ ایک دوسرے کے ساتھ  
 کھانے میں شریک ہوئے۔ روح اللہ خان نے عرض کیا۔ مجھ تعجب ہو کہ آپ سی اس  
 تشویش میں کھانا کس طرح کھایا جاتا ہے۔ ابو الحسن نے جواب دیا کہ تم نے جو بات کہی  
 وہ چہرور کا طریقہ ہے لیکن میرا اعتقاد اس خدا سے یہ ہے جس نے مجھے اور شاہ و گدا  
 کو پیدا کیا ہے کہ وہ کسی وقت حالت میں اپنی نظر لطف کو بندہ سے باز نہیں کھتا ہے  
 اور رزق مقسوم اسکو پہنچاتا ہے اگرچہ میرے بزرگوں کے بعد پیری ماوری نے ہمیشہ  
 رفاہ اور آبرو کے ساتھ زندگی بسر کی ہو مگر کچھ دنوں مصلحت پروردگار کا اقتضایہ تھا  
 کہ بندہ سولہ برس تک میں فقیری کے لباس میں رہا پھر خدائے مجھ عاجز پر وہ فضل کیا  
 کہ جبکا مجھے یاد و سر کو شان گمان بھی نہ تھا۔ ایک ساعت واحد میں میرے لئے  
 پادشاہی کا سامان تیار کر دیا۔ الحمد للہ کہ میرے دل میں کوئی ہوس و آرزو باقی  
 نہیں۔ لاکھوں روپے بخش کر وٹرون خرچ کئے۔ اس سلطنت میں بعض اعمال ناشائستہ  
 مجھ سے ایسے سرزد ہوئے کہ اسکے مکافات میں خدا اپنے نظر لطف کو مجھ سے اٹھا لیا پھر  
 میں شکر کرتا ہوں کہ چند سال کی رست کے لئے عالمگیر دیندار کے ہاتھ میں میری اختیار  
 کی عنان دی ہے۔ پھر وہ ماہمائے مروارید گردن میں ڈال کر امراء کے ساتھ گھوڑی  
 پر سوار ہوا۔ شاہزادہ محمد اعظم روزہ پر ایک چھوٹے چھوٹے میں اتر آیا ہوا تھا اسکے پاس  
 ابو الحسن گیا اور خوشی سے ماکہ مروارید کہ اسکی گردن میں تھی اُٹا کر نذر دی شاہزادہ نے

اس دیار میں جس میں کسی اذان کی آواز نہیں سنی تھی بابت مصلوۃ اور اذان کو بلند کیا اور قلعہ کے پہاڑ پر ایک مسجد کی بنیاد رکھی اور بادشاہ کے حکم سے یہاں کی قلعہ دار ملی یکہ بندہ شاہی کو سپرد کی اور یہیہ کو ساتھ لے کر حضور میں آیا۔ ۲ ربیع الاول ۹۹۹ھ کو یہیہ بادشاہ کا قدمبوس ہوا اور بہ تھا فضا صحت اسکو بیخبر ناری چار ہزار کا منصب ملا تھوڑے دنوں کے بعد وہ مر گیا۔ بڑا بد صورت تھا۔ بادشاہ اس کے بیٹوں اور قریباہ کو سب مناصب پر مقرر کیا اور سکھر کا نام نصرت آباد رکھا اور اسکو مالک محروسہ میں داخل کیا۔

ابو جو دیکہ حیدر آباد کی آب ہو بادشاہ کے مزاج کے ناموافق تھی مگر بادشاہ ہال گیا۔ جہاں جہاں بانی کا نتیجہ پیدا ہوتا تھا اسکو منظور تھا کہ سبھا کو سزا دے سکند اور ابو اس کے ساتھ وہ موافقت رکھتا تھا غرہ شہر ربیع الاول ۱۰۰۰ھ جلوس کو بیجا پور کو طرف چلا خان بہادر فیروز جنگ کو ۲۵ ہزار سواروں کے ساتھ مامور کیا کہ وہ مسعود شہی قلعہ دونی کو تسخیر کرے۔ یہ جیسی سکندر عادل شاہ کے باپ کا غلام تھا جب عادل شاہی دولت میں خلل پڑا تو اسنے اس کے صاحبزادے کے ساتھ کافر نعمتی کی برائے نام اسکو حاکم بنا کر رکھا۔ اور عمدہ خزانوں و دوائیوں و مستہ گزیدہ و جو اہر نفیسہ خود قلعہ مذکور میں شخص بادشاہ ہندو عظیم کو سبھا کے استیصال کے لئے چالیس ہزار سواروں کے ساتھ روانہ کیا اور خود بادشاہ ۴ ربیع الآخر کو ظفر آباد بیدر میں آیا۔ ابو اس جیسی سپندرہ برس کی حکومت میں کبھی سفر نہ کیا تھا اسکو ہر روز سواری کرنا دشوار تھی وہ اس عرصہ میں ایک کروہ مسافت طے کر کے محمد نگر میں آیا تھا اسنے گوشہ نشینی کی التماس کی حکم ہوا کہ خان بہادر خان اسکو دولت آباد میں پہنچا دے اور کارپرداز اس کے خور و خواب کا اسباب دینا جو ناز پروردوں کے لئے ضرور ہو جیسا کہ دین اور پچاس ہزار روپیہ سالانہ ان ضروری اسباب کے لئے مقرر کیا۔ سویم جمادی الاولیٰ کو بادشاہ مظہر گربن آیا سات روز قیام کیا اور ۲ ماہ مذکور کو بادشاہ بیجا پور میں آیا ہر صنف کے مساکین اور فقراء کو شہ نشین جو شہر اور اسکے نواح کی برہمنز دی گئی

بادشاہ کا دارالاجاد حیدر آباد سے دارالظفر بیجا پور کو جانا۔

و ظروف طلا و نقرہ۔ جمع اسکے ملک کی ایک ارب ۵۰ کروڑ تیرہ لاکھ دام و فطر  
 میں لکھی تھی۔ تاریخ فتح عبدالکریم نے فتح قلعہ گوگندہ مبارک باد کہی۔ پادشاہ کو پسند  
 آئے۔ جب پادشاہ نے حیدر آباد کی ولایت وسیع کو ضبط کر لیا اور اسکے تمام قلعوں کو قبضہ  
 کر لیا اور اطراف و جوانب میں ناظم و ضابطہ بھیج دیے۔ حیدر آباد کے نوکر تسلیم بجا لائے۔  
 اور انکو بقدر حالت سرفراز کر لیا۔ تو ولایت سکھر کی تسخیر کا قصد کیا جو بیجا پور اور حیدر آباد  
 کے درمیان واقع ہو۔ وہاں سپہ سالار یہ ناک قوم دھیدہ کوئی پیر تھی حکومت رکھتا تھا  
 اور بارہ ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادہ کا سردار تھا۔ برٹے برے منصوبہ طے اس پاس تھے  
 اسکا مکن جھانٹ میں بڑا مشہور تھا۔ بیجا پور اور حیدر آباد کے ساتھ ہمیں کا دعویٰ  
 رکھتا تھا کوئی مسلمان اسکا استیصال نہیں کر سکا۔ بلکہ مسلمانوں نے اسکو اپنا معاون اور  
 روز بد میں کام کرنے والا جانا جب بیجا پور کا محاصرہ ہو رہا تھا تو حکمران نے کے لئے چہرہ ہزار  
 جنگی پیادوں کا لشکر بھیجا تھا جسکو فیروز جنگ نے قتل اور اسیر کیا تھا اور جب حیدر آباد کا  
 محاصرہ ہوا تو پھر اس نے مکر وہی حرکت کی جو پہلے کر چکا تھا۔ غرض بارہ ہزار سپاہ وہ  
 پادشاہ کی رسد کے روکنے کے لئے بھیج چکا تھا تو پادشاہ نے ایک لشکر لبر کر دلی خان  
 مراد خان خلف روح اللہ خان تعین کیا کہ اسکے ملک کو تاخت و تاراج و خراب کرے  
 خانہ زاد خان اسکے ملک میں آیا اور اولشکر کے اطراف کے معموروں کو ویران کیا۔  
 اور قلعہ گوگندہ کی تسخیر کی خبر نہشتا رہا یا تو وہ خواب پندار سے بیدار ہوا اور اس نے کہا  
 کہ ملک لک لک لک کو سپرد کرتا ہوں اور یہاں شاہ سلطانین پناہ کی اطاعت کرتا ہوں  
 میری عزت میں فرق نہ آئے اور میری جان بچ جائے۔ خان مذکور نے پادشاہ  
 کے حکم سے اسکے خان و مان کی حفاظت کی اور پیرنگاہ اسکا ضائع نہ ہونے دیا وہ  
 سے باہر خان سے ملنے آیا دوم صفر ۱۰۹۹ کو اولیاء اسلام کو قلعہ سپرد کیا خانہ زاد

ولایت سکھر (سکر)

اس دیار میں حسین کسی اذان کی آواز نہیں سنی تھی بانگ مصلوۃ اور اذان کو بلند کیا اور قلعہ کے پہاڑ پر ایک مسجد کی بنیاد رکھی اور بادشاہ کے حکم سے یہاں کی قلعہ دار بھی ایک بوندہ شاہی کو سپرد کی اور یہ یہ کو ساتھ لے کر حضور میں آیا۔ ۲ ربیع الاول ۹۹۹ھ کو یہ بادشاہ کا قدمبوس ہوا اور بہ تھا تھا کھلت اسکو پہنچا رہی چار ہزار کا منصب ملے تھوڑے دنوں کے بعد وہ سر گیا۔ بڑا بد صورت تھا۔ بادشاہ نے اس کے بیٹوں اور قریاء کو سب مناصب پر مقرر کیا اور سکھ کا نام نصرت آباد رکھا اور اسکو مالک محروسہ میں داخل کیا۔ آج وہ دیکھ حیدر آباد کی آب ہوا بادشاہ کے مزاج کے ناموافق تھی مگر بادشاہ ہاں گیا۔ جہاں جہاں بانی کا نتیجہ پیدا ہوتا تھا اسکو منظور تھا کہ سبھا کو سزا دے۔ سکندر اور ابوالحسن کے ساتھ وہ موافقت رکھتا تھا غرہ شہر ربیع الاول ۱۰۰۰ھ جلوس کو سجا پور کے طرف جلا خان بہادر فیروز جنگ کو ۲۵ ہزار سواروں کے ساتھ مامور کیا کہ وہ مستحق شہر کی قلعہ دہنی کو تسخیر کرے۔ یہ جیتی سکندر عادل شاہ کے باگ غلام تھا جب عادل شاہی دولت میں خلل پڑا تو اسنے اس کے صاحبزادہ کے ساتھ کافر نعمتی کی برائے نام اسکو حاکم بنا کر رکھا۔ اور غدر خزان و دغائیں و امتہ گزیدہ و جو اہر نفیسہ خود قلعہ مذکور میں بٹھائے تھے پادشاہ ہزارہ عظیم کو سبھا کے استیصال کے لئے چالیس ہزار سواروں کے ساتھ روانہ کیا اور خود بادشاہ ۴۰ ربیع الآخر کو ظفر آباد بہر میں آیا۔ ابوالحسن جو سپندرہ برس کی حکومت میں کبھی سفر نہ کیا تھا اسکو ہر روز سواری کرنا دشوار تھی وہ اس عرصہ میں ایک کروہ مسافت طے کر کے محمد نگر میں آیا تھا اسنے گوشہ نشینی کی التماس کی حکم ہوا کہ خان بہادر خان اسکو دولت آباد میں پہنچا دے اور کارپرداز اس کے خور و خواب اسباب دنیا جو ناز پروردون کے لئے ضرور ہو گیا کر دین اور پچاس ہزار روپیہ سالانہ ان ضروری اسباب کے لئے مقرر کیا۔ سویم حمادی الاولی کو بادشاہ مظہر نے بہن آیا سات روز قیام کیا اور ۲۰ ماہ مذکور کو بادشاہ سجا پور میں آیا ہر صنف کے مساکین اور فقراء کو گوشہ نشین جو ضرور اسکے نواح کی برہمنزگی کی

بادشاہ کا دارالجماد حیدر آباد سے دارالظفر سجا پور کو جانا۔

ابو الحسن کا جو مال ضبط ہوا اسی تفصیل یہ ہو ۸ لاکھ ۱۵ ہزار ہون اور ۲ کروڑ ۵۰ ہزار  
 روپیہ کیل تخمیناً چہ کروڑ اسی لاکھ دس ہزار روپیہ اور اسکے سوا جو اہر و مرصع آلات  
 و ظروف طلا و نقرہ۔ جمع اسکے ملک کی ایک ارب ۵۰ کروڑ تیرہ لاکھ دام و فترت  
 میں لکھی تھی۔ تاریخ فتح عبدالکریم نے فتح قلعہ گولکنڈہ مبارک باد کہی۔ بادشاہ کو پسند  
 آئے جب بادشاہ نے حیدر آباد کی ولایت وسیع کو ضبط کر لیا اور اسکے تمام قلعوں کو قبضہ  
 کر لیا اور اطراف و جوانب میں ناظم و ضابط بھیج دیے۔ حیدر آباد کے نوکر تسلیم بجالائے۔  
 اور انکو بقدر حالت سرفراز کر لیا۔ تو ولایت سکھر کی تخییر کا قصد کیا جو بیجا پور اور حیدر آباد  
 کے درمیان واقع ہو۔ وہاں پیدا پریہ ناک قوم دھیدہ کئی پڑھتی حکومت رکھتا تھا  
 اور بارہ ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادہ کا سردار تھا۔ بڑے بڑے مضبوطی اس پاس تھے  
 اسکا من گھناٹہ میں بڑا مشہور تھا۔ بیجا پور اور حیدر آباد کے ساتھ ہمہ سہی کا دعویٰ  
 رکھتا تھا کوئی مسلمان اسکا استیصال نہیں کر سکا۔ بلکہ مسلمانوں نے اسکو اپنا معاون اور  
 روز بد میں کام کرنے والا جانا جب بیجا پور کا محاصرہ ہو رہا تھا تو سکھانے کے لئے چہ ہزار  
 جنگی پیادوں کا لشکر بھیجا تھا جو کوفروز جنگ نے قتل اور اسیر کیا تھا اور جب حیدر آباد کا  
 محاصرہ ہوا تو پھر اسنے مکر وہی حرکت کی جو پہلے کر چکا تھا۔ غرض بارہ ہزار سپاہ وہ  
 بادشاہ کی رسد کے روکنے کے لئے بھیج چکا تھا تو بادشاہ نے ایک لشکر لبر کر دلی خان  
 مراد خان خلف روح اللہ خان تعین کیا کہ اسکے ملک کو تاخت و تاراج و خراب کرے  
 خانہ زاد خان اسکے ملک میں آیا اور اور لشکر کے اطراف کے معمر وں کو ویران کیا۔  
 اور قلعہ گولکنڈہ کی تخییر کی خبر نے نثار پایا تو وہ خواب پندار سے بیدار ہوا اور اسنے کہا  
 کہ ملک لک لک لک کو شیر دکر تا ہوں اور بادشاہ سلاطین پناہ کی اطاعت کرتا ہوں  
 میری عزت میں فرق نہ آئے اور میری جان بچ جائے۔ خان مذکور نے بادشاہ  
 کے حکم سے اسکے خان و مان کی حفاظت کی اور پچہ گاہ اسکا ضائع نہ ہونے دیا و قطع  
 سے باہر خان سے ملنے آیا دوم صفر ۱۰۹۹ کو اولیای اسلام کو قلعہ سپر دیا خانہ زاد

ولایت سکھر (سکھانہ)

حکم دیا کہ چند روز میرے کو نہ آئے خانی خان نعمت خان دونوں سخت شیعہ میں مذہب  
 او کو سنت جماعتوں کے کاموں کے برے رخ کو دکھاتا ہوا اور اچھی رخ کو چھپاتا ہے  
 اسلئے اگر اہل سنت کا وہ کوئی بھلا کام بھی لکھتے ہیں تو اس میں ایک رخنہ نکال دیتے ہیں  
 خانی خان قسم کھائی ہو کہ عالمگیر کا کوئی کام ایسا نہ لکھے جس میں تزیروں و مکرو فریب ہو  
 کوئی اہلکار شاہی اسکا ہم مذہب نہ ہو تا ہی تو اسکی ستائش کا طومار باندھتا ہے۔  
 آگے ہم مرہٹوں اور بادشاہ کے معاملات اور بعض اور مقدمات کو انگریزی تارخوں  
 سے نقل کرتے ہیں جسے بالاجمال حال معلوم ہو جائیگا۔ پھر اسکی تفصیل فارسی تارخوں سے  
 کرتے ہیں۔ ان فتوحات سے اور زنگ زیب کا گل مراد شگفتہ ہو اگر کچھ مرنے ہی پر مردہ  
 ہو گیا بیجا پورا دور گول کندہ کی ریاستوں کو یوں خاک میں ملانا اور اسکو ملا کر وسن  
 شامل کرنا عقل دور اندیش کام نہ تھا کہ ان سلطنتوں کے سب سے دکن میں مسلمانوں کی  
 حکومت قائم تھی اور انکے سبب امن مان اور خاصہ انتظام رہتا تھا۔ مرہٹوں پر  
 اسلام کا عین اب تھا جب وہ برباد ہو گئیں تو اسکے متعلقین خواہ خواہ خواہ عوام لگند  
 اور منتشر ہو گئے۔ چٹھانوں اور بیگانہ ملکوں کی سپاہ تو بادشاہ کی ملازمت اختیار کی  
 اور جو افسروں میں سچا اپنا قانون سے بیوفا بن کر یا بیکار ہو کر بادشاہ کی خدمت  
 اور ملازمت میں آئے انکے دل بڑھانے اور درجے چڑھانے کے لئے بادشاہ کو اپنے  
 موروثی کارپردان موقوف کرنے پڑے اور باقی سپاہ اور افسر کیا تو بس بھاجی سے جا کر لگے  
 یا بجا خود فراتی اور راہ زنی کا پیشہ اختیار کیا اسی طرح فساد اور نزاعوں کا دکن  
 گھر بن گیا دور دور کے زمیندار اپنی خود مختاری کے لئے موقع تھے رہتا اور مرہٹے جو  
 جولوہ انبان اور قزاقان کرتے ان میں وہ ان کے رفیق بننے کو تیار رہنے کیونکہ وہ  
 مرہٹوں ہی کو اپنے ان افعالوں کا حامی اور مددگار جانتے۔ ان ہی کی ذات کو کشتی کا  
 بانی سمجھتے تھے اب یہ کیفیت تو دور کو زمینداروں کی تھی اور جو زمیندار کہ زیر طنا ابھی  
 بستے تھے وہ بادشاہ کی حکومت سے ناراض تھے۔ اور بادشاہ کے تعصب ہی نے

ان فتوحات کا اثر اور دکن کا بے انتظامی۔

نہایت محتاج ہو گئے وہ اس کم نعت حالت سے نکلے اور دلخواہ جمعیت انکو حاصل ہوئی  
پادشاہ نے بہت سو خستہ دلوں کو آسودہ کیا۔

نعت خان عرف میرزا محمد جبکا آخر کو خطا بنائے نعت خان ہوا۔ وہ اس عہد  
عالمگیری کے مستعدون میں سے ایک تھا۔ نظم و نشر و اکثر علوم عقلی اور نقلی سے بہرہ  
تام رکھتا تھا اسنے محاصرہ حیدرآباد کا حال لکھا ہی۔ جبکا نام وقائع نعت خان کی  
مشہور ہے۔ شیوخی طبع کے سبب اسکا کلام ہجو ملیح و بذلہ گوئی سے خالی نہیں۔ ضلع گجرات  
پھبتی پھکر کا اس میں بڑا مزہ ہو۔ کہتے ہیں کہ جبکا عالمگیری کو اسکی خبر ہوئی کہ اس طرح  
کے وقائع روزانہ نعت خان لکھتا ہے تو اسکے خیمہ کو گھیر لیا اور ان صند و قوتوں  
پادشاہ نے پہکوا دیا جنہیں یہ قانع تھے۔ چند وقائع جو باران جلسہ نقل کر کے لے گئے  
تھے وہ باقی رہے۔ خانی خان نے بھی اس لڑائی کو بری آف تہا سب لکھا ہے۔ اور  
نعت خان عالمی کے وقائع کی عبارتوں کو بہت نقل کیا ہے جس سے وہ نعت خان کا  
بھائی بنا ہے۔ گو اسکا بیان نعت خان عیداً شخص نہیں ہو مگر پھر بھی بایہ تاریخ سی  
ساقط ہے۔ یہ دونو ابوالحسن کی قابلیتوں اور لیاقتوں کی بری تعریف کرتے ہیں۔  
کہیں لکھا ہے کہ ابوالحسن تمامہ بیٹا نے پادشاہ کو کہلا بھجوا یا کہ بیچ چہ لاکھ تھیں غلہ  
کے مجھ سے لے لیجے اور فوج کو بھوکا نہ مرنے دیجے۔ پادشاہ نے اسکے جواب میں کلمات  
ناصواب کہے۔ کہیں لکھا ہے کہ قاضی شیخ الاسلام سے پادشاہ نے حیدرآباد اور  
بیجاپور کی جہم کے جواز کا استفسار کیا تو اسنے خلاف مرضی جواب دیا اس لئے وہ  
جج کو جبکات سے اسکا ارادہ تھا چلا گیا۔ جولید اس خدمت پر مقرر ہوا اور  
عرض کیا کہ ابوالحسن مسلمان ہو اور حکم کی اطاعت کرتا ہو۔ محاصرہ اور جنگ کے  
سبب طرف مسلمانوں کی ایک جماعت کشتہ ہوئی ہے اگر اسکے جویدہ اعمال پر قلم  
حفوف کھینچی جائے تو حکم الصلح خیر قتال و جدال موقوف ہو جائے۔ شریعت کے مطابق  
مسلمانوں کے حال پر ترجیم بجا نہیں ہوگا۔ اس بیجا عرض کے جواب میں اس کو

نعت خان عالمی کا وقائع و خانی خان۔



کیا وہ انگریز اور پرتگیزیوں کے مدد نہ لیتا۔ کیا وہ سیدی کو اپنا رفیق نہ بناتا۔ کیا وہ میسور کے ہندو راجہ جنگ دیو جکا آجکل اقبال حکمران کو تھا اس کام میں شریک نہ کرتا کیا وہ اصلی آوادہ باشندوں کو لڑائی کے لئے نہ کھڑا کرتا۔ یہ سب ضرور کرتا۔ مگر سنبھاجی نالاین کیا کرتا اسکے تو خیال میں یہ ایک بات بھی نہ آئی اسنے دکن کی سلطنت کھڑائی آوائی جان بوجھ کر گنوائی۔ شاہزادہ اکبر اسکے گھر آئے اور بار بار اپنے باپ کے مغلوب کرنے کی تدبیریں بتلائی۔ اور اسکے ساتھ سنبھاجی وہ طرز و طریقہ برتنے کہ جسکے سبب شہزادہ اسے چھوڑ کر سلاطین میں ایران کو جائی اسنے یادہ کیا نالالیتی اور کاہلی سنبھاجی کی بدولت ہی کہتے ہیں شہزادہ ایران میں سلاطین میں مر گیا۔ شاہ ایران اسکی بڑی آؤ بھگت کی۔

سنبھاجی نے جو جنگی اور ملکی انتظاموں کی کل بنائی تھی اب اسکے سبب ہی لوٹ بھوٹ کر برابر بیو گئے تھے۔ ایک قلعوں کا پرزہ باقی تھا اور وہ بیکار نہ ہوا تھا۔ مرہٹوں کی باہرین میدانی ملک تھا اسیر بادشاہ کا قبضہ ہو گیا تھا اور قلعوں پر محاصرہ پڑے تھے اور بعض زمینیں وچین بھی گئیں۔ اگر قبضے چھین جاتے تو مرہٹوں کی سلطنت کا نام بھی نہیں رہتا۔ ان کے نہ چھیننے کا یہ سبب تھا کہ باوجود سنبھاجی کی کاہلی اور سستی کے بعض کے شرار ہاتھ پیر ملاؤ جاتے تھے۔ اور بادشاہی لشکروں کے مقابل میں تلوار چلائے یہ بات بڑی تعجب کی ہو کہ اس لو العزم اور اکھر قوم مرہٹوں نے اپنی بہبود اور فلاح کے لئے سنبھاجی کو باوجود ان حرکات اور سکنات کے مارکیون نہ ڈالا۔ اور ایک آدمی کے نہ مارنے سے اپنی قومی ترقی کو کیون روکا مگر جو کام انکو خود کرنا چاہیو تھا وہ مرہٹوں کی خوش نصیبی سے بادشاہ کے ہاتھ سے ہوا اور یہ راجہ مرہٹوں کے دیوتا کا پتر کہلاتا تھا مسلمان بادشاہ کے ہاتھ سے قتل ہوا تو ہندوؤں کا تعصب اور جوخ مذہبی بڑی جوش میں آیا اور اسنے مسلمانوں کو نمرہ چکھا یا اب اس کے مار چلنے کی کیفیت ہو کہ شیخ نظام حیدر آبادی مخاطب بہ مقرر خان بادشاہ کا شر مرغی

ہندوؤں میں بھی ایک جوش مذہبی پیدا کر دیا۔ ان وجوہ سے دکن کی فتح کا سنہرہ کیا تاثر ملے  
سربرجڑھا تھا کٹاروں کا ہار اسکے گلے میں پڑا تھا جسے آخر اپنے زخموں سے گور میں ڈال کر  
پھینچا یا۔

حاکم میں جو فتوحات نصیب ہوئیں ان سے بادشاہ نے یہ فائدہ اٹھایا کہ ۱۷۸۹ء  
میں بیجا پور اور گولکنڈہ کی ساری طور و بلکہ ان ریاستوں پر بھی جو جنوب میں انہوں نے  
فتح کی تھیں قبضہ کیا اور ساموجی کی جاگیر واقع میسور کو بھی دے دیا۔ اور نکاجی کے علاقہ کو  
تینجور تک محدود کر دیا۔ ورسیدواجی نے جو اپنے آخر وقت میں ملک فتح کئے تھے ان میں سے  
سب بیٹوں کو مجبور کر کے نکال دیا۔ وہ اپنی پہاڑی قلعوں میں جا بیٹھا۔ اگرچہ بادشاہ نے  
سپاہیانہ اس ملک کو فتح کر لیا مگر اسکے بندوبست اور انتظام کا نقشہ خود بنایا چنانچہ  
اضلاع میں محاصل کا ٹھیکہ دیں بھٹیوں اور زمینداروں کو دیا جاتا اور انکی حکومت  
افسران جنگی کی سپرد ہوتی اور انکو جو حق محاصل خراج تحصیل کے لئے دیا جاتی۔ جو روپیہ وصول  
ہوتا تھا انہیں سے یہ افسر اپنی فوج کی تنخواہ منہا دیکر باقی روپیہ بادشاہ پاس بھیجتے تھے  
اور اگر یہ اضلاع بعض ورافسروں کی تنخواہ میں کسی میعاد مقررہ تک جاگیر میں دیکر  
جاتے تو وہ روپیہ بھی بادشاہ پاس بھیجا جاتا۔ یہ فرسے لیتے اور اکثر یہی ہوتا۔  
سیواجی کے بیٹے سنبھاجی اپنی محلوں میں پڑے اینٹا کئے۔ اور اورنگ زیب کی ان  
فتوحات کو دیکھ کئے مڑھٹو تو اسکی کاہلی اور حسرتی کا سبب بتلاتے ہیں کہ اسکے وزیر سید  
گلوشا نے اس پر سحر کر دیا تھا مگر اصل حقیقت یہ ہو کہ وہ مغربی ساحل کے چھوٹی چھوٹی ریاستوں  
کی حد اور سازشوں اور فسادوں سے نہایت عاجز اور پریشان تھا۔ عیسائی اور ملاحی  
کی کثرت سے اسکے قوا و جمہانی ضعیف ہو گئے تھے۔ ایک نامرد اور بیوقوف وزیر کے رايوں کا اس  
علامہ بن رہا تھا کہ اسے اسکی اور اسکے قوم کی چستی اور حال کی تیزی پھرتی یہ سب شہابی  
ہو گئی تھیں اگر ایسے وقت میں سیواجی زندہ ہوتا تو وہ دس بارہ گھنٹے میں سارے دکن کو  
مغلوں کے مقابل میں کھڑا کر دیتا۔ کیا وہ بیجا پور اور گولکنڈہ کی ریاستوں کے ساتھ ہوتا

میں جاتے تھے اور ان کے ہاتھ میں ہتھیار تھے۔

سنبھاجی کی نانا لالہ اور نانا لالہ کا حال جانا اور سنبھاجی کا گھر جانا۔

اور عزت و حمیت کے جوش کی کوئی حد باقی نہیں ہی غرض اس جان کے جانے کے غم مروت  
 جان بھر آئی اور جوش و خروش و رندہ بی ولولے آنکے دل میں ایسے پیدا ہوئے کہ پید کھی نہیں کیا  
 ہو کر تھے۔ مگر اب ان جان باقی نہیں ہی تھی۔ سپاہ کا انتظام بگڑ گیا تھا وہ فقط لوٹنا چاہتے  
 تھے۔ قواعد نا آشنا ہو کر تھے میدان ملک سارا چھن گیا تھا قلعہ جو باقی تھے وہ مان قلعہ ہی  
 سے خالی تھے۔ نہ باروت نہ گولہ نہ غلہ نہ گھاس قلعہ دار لائق۔ سوار اسکے بادشاہ کی شجاعت و  
 اسکی کثرت سپاہ و ترند اسیر و قتل کی شہرت آنکے دل میں ایسی ہیبت بٹھا دی تھی۔ کہ مغلون کی فوج  
 کے سامنے میدان جنگ میں آنے سے بدن لڑتا تھا۔ سنبھاجی کی وفات کے بعد بڑی بڑی افسر و کھنڈ  
 میں جمع ہو آئیں سنبھاجی کی بی بی جیسو بائی اور اسکا بھائی راجہ رام جو جنم قیدی بھائی  
 کی مخالفت سے ہوا تھا موجود تھے سب بالاتفاق سنبھاجی کے پسر شیر خوار سیوا جی کو۔۔  
 راج گدی پر بٹھایا۔ اور راجہ رام کو اسکا نائب بنایا۔ اب بیٹوں اپنی سب کار خانوں کو  
 درست کرنا شروع کیا قلعون میں کھانے پینے کے ذخیرے بھری۔ قلعہ دار لائق مقرر کر  
 جو سہو جی کا انتظام تھا۔ سپاہ میں بھر جاری ہوا اگرچہ اس وقت خزانہ کا حال ایسا اتر تھا  
 کہ لیٹری سپاہ کو تنخواہ دار سپاہ بنانا مشکل تھا۔ رفتہ رفتہ ایسی تدبیریں کی گئیں کہ یہ مشکل رفع  
 ہو گئی۔ ایک فسر نے سحر داروں کے سارے ملک میں بھیل دیا اور پھر ایسا انتظام کر دیا کہ جس وقت  
 ضرورت ہو جمع ہو جائیں غرض ایک عزت قومی کا جوش جو بعض افسروں میں پیدا ہوا تھا  
 وہ وبا کی طرح سارے آنکے سپرد و ون میں پھیل گیا۔

سنبھاجی کی بی بی اور بیٹوں نے سارے گڈھ میں قیامت اختیار کی اور اسکو خوب تھکم کیا اور  
 غلہ کاہ اور اور سامان سب جمع کیا۔ اعتقاد خان نجسکا اب لقب و الفقار خان ہو گیا تھا  
 اس قلعہ کا محاصرہ کیا اور ایک ملوٹی سردار نے اسکو قلعہ کی راہ ایسی بتلا دی کہ قلعہ فتح ہو گیا  
 اور ہر مرحلہ میں ۱۶۹ کو شیر خوار راجہ بکڑا گیا اور مان بھی اسکے ساتھ گرفتار ہوئی مگر اس  
 گرفتاری سے کچھ مرہٹوں دل افسردہ نہ ہوئے۔ ان قیدیوں کی بادشاہ کے بیٹے نے بڑی  
 خاطر کی اور ہوا اسکے کوئی اور افسر قید نہ رکھی کہ وہ مرہٹوں سے نہ ملنے پادین قلعہ۔ پناہ اور

بالا گھاٹ پر کولا پور میں ہوتا تھا وہ نہایت دلاور اور جیت و چالاک اور فنون سپہ گری اور جگر داری سے ماہر تھا اس نے سنبھاجی کا عشرت کدہ سنگیشور کو تحقیق کیا اور ساری اسکی پیچیدار کوہستانی راہوں سے آگاہ ہوا اور دفعۃً جانباز سپاہیوں کا گروہ لیکر چپ چاپ سنگیز کے باغ میں پہنچ کر اس کے دارالقرار سے تھا جا پہنچا۔ یہاں اچھا مع اپنے مصاحبوں کے باغ کی گلگشت فرما رہے تھے اور شراب کے نشہ میں جو بیٹھ چکے تھے جب ملازموں نے دیکھا کہ یہ آفت سر پر آگئی تو راجہ صاحب کے ہر کاروں نے عرض کیا۔ وہ نشہ عالم میں مبت تھا ایسی کب سننا تھا اٹھا ہر کاروں ہی کو للکارا اور اس گستاخی میں انکی زبان نکلوائی۔ سر کو تن سے جدا کیا۔ کلو شاہ پنڈت لڑنے کو بھاگتے ہی تیر لگا۔ زخمی ہو کر پکڑے گئے۔ غرض مقرب خان راجا اور سترے دونوں کو انہوں کی بیٹھ پر کس کس گاجو باجو سے پادشاہی لشکر میں لایا۔ چاروں طرف تماشا بیٹوں کا ازدحام تھا اور لعنت ملامت کا غل شور تھا۔ پادشاہ کے سامنے راجہ آیا اور قیدیوں میں بھجوا لیا گیا۔ پادشاہ اسکو جینکٹ زندہ رکھنا چاہتا تھا کہ اس کے ذریعہ سے تمام کوہستانی قلعوں پر قبضہ ہو جائے۔ مگر جب پادشاہ نے مسلمان ہونے کا پیغام بھیجا تو سنبھاجی بھی آخر سیواچی کا بیٹا تھا۔ باپ کے قدیمی دشمن کے ہاتھ سے یہ نوبت زلت اور خواری کی جب پہنچی۔ جسے مرنا بہتر ہو تو وہ جوش میں بھرا آیا اور یہ جواب لیلیر نہ دیا۔ کہ پادشاہ سے کہہ دو کہ اگر وہ اپنی بیٹی بیاہے تو میں مسلمان ہو جاؤں گا اور اسی پر بس نہیں کی۔ بلکہ دو چار صلواتیں خدا اور رسول کو سنا دیں یہ جواب تلخ جب پادشاہ کے کانوں میں پہنچا تو اسے مصلحت ملکی کو سلام بھیجا اور حرارت اسلامی میں آنکھ سنبھاجی کو ایسی بُری گت سے مارا کہ اول اسکی زبان کٹوائی۔ پھر اسکی آنکھوں میں گرم لہو کی سلائیاں بھروائیں اور گردن اوڑائی۔

سلطو شاہی کا بھی کام تمام کیا اگرچہ سر بیٹوں کا دل سنبھاجی سے نفرت کرنے لگا تھا مگر اپنی دیوتا کے بیٹے کا اس بُری گت سے مارا جانا وہ نہ دیکھ سکے اور انکے غیظ و

اور اسپرید و طرح تھا کہ وہ خدمت گزار ہی اور جان نثاری کے اظہار میں اور بیعت  
 لے گئے تھے مگر وہ بدچل و باجوں سے بے ہوئے تھے اُن کو آند و رفت رکھتے تھے۔ اُنکی لوٹ مار کی  
 مہنوں میں اپنی لوگوں کو اُنکے ساتھ شامل ہونے دیتے تھے اپنی رشتہ داروں کے ساتھ گروہ  
 کے گروہ میں داخل ہونے کے لئے بھیجتے تھے۔ غرض اُنکے اس تفاق اور جاسوسانہ حکمتوں سے  
 جو نقصان دشمنوں کو پہنچا وہ علانیہ دشمنی سے پہنچ سکتا تھا جیسا کہ سپاہیوں نے دیکھا  
 نہ کوئی خزانہ ایسا محسوس کیا کہ جس سے اُنکو تنخواہ باقاعدہ ملے۔ نہ کوئی حکومت ایسی ہو کہ جس کا کچھ  
 اثر ہو تو انہوں نے اپنی نفع رسانی کے لئے راہ اور یہی نکالی۔ لوٹنا کھوٹنا۔ قزاقی  
 راہزنی ابتدا ہی سے اس قوم کو پسند تھی۔ اُنکے مان فتح کے یہی سمجھتے تھے کہ دشمن کو لوٹ لینا۔  
 سیوا جی کی ابتدائی قزاقی سے آخر اس قوم کے عروج تک سکا ہی و تیرہ اور پیشہ رہا۔  
 اس قوم میں جو ہر نفس کو اپنی لوٹ کا لالچ ایسا تھا کہ وہ جب کسی اپنے مطلب آری کے لئے  
 متفق ہوتے تھے تو گورنمنٹ کی طرف سے ایک دینی تحریک اور ترغیب پر وہ ایک سپاہیہ  
 باقاعدہ اور شالستہ سے زیادہ خوفناک و خطرناک ہو جاتے تھے۔

جبل و رنگ زیبان جو لوٹا و رہنڈارو کن اُنکے کو ہستانی وطن میں تلاش کر رہا تھا  
 تو وہ کہیں انکو جمع نہ ہونے دینا تھا اسلئے اپنی مرزا ذوالفقار خان کو اس قلعہ فتح کرنی  
 کے لئے بھیجا کہ نام و نشان مرہٹوں کا باقی نہ رہے۔ مگر جبہ سال ۱۷۹۰ء میں اس قلعہ پاس  
 پہنچا تو اسے معلوم ہوا کہ یہ قلعہ ایسا محکم ہو کہ اسکا فتح کرنا تو دیکنا اسکا محاصرہ بھی نہیں  
 ہو سکتا اسلئے پادشاہ سے کہا کہ اُنکی اور اضلاع سیراب و رشاد و تاج پالی اور تاجو کی طرف  
 رہا تھیں رہی کے ہم پہنچانے کے لئے چلا گیا اس کہک کا مانگنا آسان تھا۔ مگر ایسا مشکل تھا اب  
 مرہٹوں نے ایک لوفان برپا کر دیا۔ اُنہوں نے جو طور یا تورا پنی لڑکی کا اور دشمنوں سے  
 مقابلہ کا نکالا۔ وہ سیوا جی کے طریقہ سے بھی زیادہ کامیابی کا سبب ہوا پادشاہ  
 اپنے بیٹے مرزا کام بخش کو قلعہ و اکن کھیرہ کی فتح کے لئے بھیجا تھا۔ یہ قلعہ بیجا پور کے  
 پاس ہے۔ انہیں کوئی سرداران لیڈرے مرہٹوں میں تھا وہ اس قلعہ کو فتح کیا کہ مرزا

انہوں کا وہ کام تھا۔

اور میرج بھی ذوالفقار خان نے فتح کر لئے۔

آب جہرام پہلے ہی سو چاروں طرف ایسے مقامات مستحکم اور استوار کی تلاش میں پڑ پھرتا تھا کہ جہان سو دشمنوں کا مقابلہ ہو سکے اسنے خیال کیا کہ اس کے بہتر کوئی تدبیر نہیں ہے کہ کرنا مکی پائین گھاٹ میں جلا جا کر چناؤ اسنے ہمارا شہر میں جو اصلاح اب تک باقی تھو ان میں دورہ کیا اور وہاں کو حاکموں کی تسلی اور تسنی کی راہوں ملک کی حفاظت و حرارت کا بھی طرح انتظام کیا اور کنارہ کنارہ بھاگ کر اور دشمنوں کے تعاقب سے نہایت چالاکی سے جان بچا کر ججنی میں داخل ہوا اسکے ساتھ ایک گروہ جو انور صاحب ہمت الوالغرم مرہٹوں کا بھی تھا۔ یہاں داخل ہوتے ہی موافق دستور اور رسم کے راج گدی پر بیٹھا اور امر اکا دربار مقرر کیا اور سپاہ اور مصلحت و رجائیکہ امور کو عطا کر دیا اور جاگیروں کے بانٹنے میں یہاں تک مصلحتی اختیار کی کہ جو بادشاہی ملک بھی مرہٹوں کے ہاتھ نہیں آئو تھے وہ بھی تقسیم کر دیے یہہ اسکے نصیب کی یاوری تھی کہ اسکو ایک صلاح کار اور خیر خواہ پندت پہلا دیا تھا لگا گیا۔ اسکی بری لیاقت یہ تھی کہ وہ ان کاموں کو اختیار کرتا تھا کہ جنگلہ انصرام کرنے میں رہتے اور فوٹل جان سو متفق ہو کہ مصروف ہو جلتے تھے۔

سچ یہ کہے اگر سیوا جی نہ پیدا ہوتا تو مرہٹوں کا نام بھی جی تاریخ میں نہیں سنا جاتا۔ اسنے اپنی طبیعت میں اپنی قوم کے ایک ایسا جو ش پیدا کر دیا کہ گویا ساری اپنی قوم کو از سر نو ایک ہی طبیعت کا بنادیا فقط اس بات کی ضرورت تھی کہ خاص کر دمی ایسے پیدا ہوں کہ اس نے طبیعت سے کام لیں انکا اخلاق اور عادات اور لڑائی کا طریقہ ایسا ہو گیا تھا کہ وہ اپنی مصلحت کے کاموں میں متفق اور متحد ہو جاتے تھے چنانچہ اس وقت اپنی مصلحت اس میں تھی کہ اپنے زبردست دشمن کے سامنے کان ہلاکین۔ اور سامان بھی اپنی پاس لیو نہ کہیں جس کے دشمن کا دل اُنپر حرکت کرنے کے لئے چاہے۔ اور ناک میں مشہور ہیں جب کوئی موقع ہاتھ آئے تو دشمنوں پر حملہ کرنے میں بھی نہ چوکین۔ جن سرداروں پاس یا ستین تھیں ان سب کے ظاہر میں پاشاہ کی اطاعت اختیار کر

ایک اور نام ایسا تھا کہ اسنے

مفسلون اور وحشیوں کو حوصلہ دینا ہو تا ہو تو بڑی بہادری بجاتے ہیں اور جو چاہتے ہیں سو کر ڈالتے  
 ہیں جب ان کو فراغت اور عشرت نصیب نہ ہوتی ہو تو کابل اور آرام طلب جاتے ہیں پھر ان کی جانک لہو  
 ویسے ہی نہیں کھڑے ہو جاتے ہیں جیسے وہ خود اوروں کو لٹے ہوئے تھے۔ اسلطانوں میں سے فن  
 سہ گری مٹ گیا تھا فوج میں نشان تیموری اور نہ بابری کا کوئی نشان باقی رہا تھا کیا سوار  
 کے بگڑٹا ایلغار ہوتے تھے۔ یا اسلدار جو اپنا رسالہ لیکر چلتا تو یہ معلوم ہوتا کہ کسی برات کو دو  
 ساتھ لے جاتا ہو سوار اس کے سرداروں کے گھوڑوں کو دیکھو تو چاندی کے بھاری بھاری ساز  
 کسی پر بٹاؤ زین دھرا کسی پر زرد وزی چار جاہ کسا۔ فخریان اور اکھیرین پٹھانوں پر پیرین  
 جنین فخر اور سنہور کی بھالہ کلاہتوں کے پھندہ دم اور ایال تمام رنگین خطے میں ہر گاؤ کی  
 چوہرا بایں پیر سر پر کلغیان دھریں اور پائوں میں جھانچن پڑی۔ پسی باگ وریں میں تھیں  
 لئے۔ یہ تو گھوڑوں کی کیفیت تھی۔ اب ان گھوڑوں کے سواروں کا حال یہ تھا کہ ان کے بدن پر شیم  
 او شیم کے دھڑکے روئی کے گالوں کے بھری اور ان پر زرہ گتر پہنے جارہے تھے لگاؤ غرض نہ یہ سوار یہ  
 گھوڑے لڑائی کے کام کے ہوتے تھے۔ موٹے تارے خوب ہوتے تھے۔ مگر دشمنوں پر حملہ کرنے اور  
 جہینوں کے سفر کرنے میں ان کا دم آخر ہو جاتا تھا یہ تکلفات بیجا کی وبا گو ساری سپاہ میں پھیلی ہوئی  
 تھی مگر اکیافت اور سب زیادہ یہ تھی کہ انتظام سپاہ میں کوئی نظم و آئین نہ تھا۔ باوجودیکہ ظاہر  
 خود ذرا فراموش دیکھتا۔ اور سب کا قانون کو بغیر کرنا۔ مگر منصب و نئے استویہ دعا کی  
 کہ آدھی سپاہ تو سپاہ رکھی اور باقی آخر کی بھرتی۔ اپنی خدمت گاروں اور جوڑھو چاروں سپاہی  
 کی جنگی بریجیت سے بھلے مانسوں کا ستیا ناس کیا۔ غرض فوج نہ اوروں کی نگہبانی کرتی اور نہ  
 اپنا پہرہ چوکی دیتی۔ اپنی اور اپنی گھوڑوں کی نگہبانی چوکی میں وقت ضائع کرتی۔ ایک فرانسس  
 فوج کا بیان لکھتا ہے کہ اس فوج کی تنخواہیں بڑی بڑی ہیں مگر کچھ کام کاج نہیں پہرہ کوئی  
 دیتا ہے نہ چوکی نشہ دشمنوں کو مقابلہ کرتا ہے غرض یہ سب یہ سواروں کے مبالغہ آمیز ہیں مگر اس  
 میں شک نہیں کہ اس نئی دشاہ کے عہد میں سپاہ میں ہر جہتی اور چالاکی باقی نہ رہی جو بابر اور اکبر کے  
 عہد میں تھی عیش و مست اور آرام طلب سب رہ گیا۔ قاعدہ ہو کہ ادنیٰ فعلی کی تقلید

کام بخش کی سعی اور محنت سے کچھ کام نہ نکلا تو اب پادشاہی فوج کی چاروں طرف منہورت  
یوں پڑی کہ مرہٹے میدان میں لڑنے بھڑنے کے لئے پھر تیار ہوئے۔ جیسا کہ جہرام تھیں جن  
ہوا۔ تو اسنے سنٹا جی گھوڑوں اور دھننا جی دو چالاک سرداروں کو تفریح ملنے کے لئے  
اپنے ملک میں بھیجا تھا کہ انرا راہ میں اسنے سیجا پوری فوج ملی۔ فوج ریاست کے برابر ہو  
میں غزول ہو گئی تھی اس کے گرد گروہ ملک کو لوٹنے آتے پھرتے تھے۔ جب انہوں نے ان مور  
دلاور سرداروں کو دیکھا تو تمام دہات سے نکلے اور ان کے نشانوں کے نیچے ڈھکے جمع ہوئے  
مرہٹوں کا جو راسہا ملک تھا اس کے انتظام کے واسطے راجندر پتھہ کو راجا رام نے مقرر کیا تھا  
اسنے بھی ۱۶۹۲ء میں لوٹ مار کی ترغیب تحریریں بھی لکھ کر ان کے لئے بھیج دیئے۔ ان کے جمع  
کر لیا اور یہ اسکو تدبیر اور تجویز کی کہ جو سپاہیوں میں سرگروہ تھے ان کو یہ اختیار دیا کہ جو ملک  
مرہٹوں کی سلطنت سے خارج ہیں اسنے جو تھ وصول کریں اور سوار اس کے اور حقوق مرہٹوں  
کے جتنا ملے رہیں اور جو ملک اس جو تھ کو نہ ادا کریں انکو خوب ٹپن اور مارین اور اس محل سے فوج  
کی تنخواہ ادا کریں۔ اور جو لوٹ ہاتھ لگے وہ لوٹنے والوں پاس رہی۔ سوار اس کے ہر سرگروہ کو اختیار  
ہو کہ وہ اپنی فائدہ کے واسطے ایک درخراج دانہ گھاس کا نام سے وصول کیا کرے۔ یہ ترغیبیں  
تھیں کہ جتنے مرہٹے سوار تھے وہ سب سب باہر نکل پڑے۔ ان لوٹنے والوں کو ہوں مختلف گروہ  
شہر اور زامور ہوئے۔ کچھ علی علیہ علیہ ملکوں پر ہاتھ بھینکتے تھے اور پادشاہی رعایا کے مال اور دولت  
سے اپنی دامن پر کرتے تھے کچھ شہسبکی ہو کر مصالح اور مشورہ کرتے پھر پورٹل درخارگری پر  
قدم بڑھاتے سنٹا جی اور دھنا جی پڑی سپاہ رکھتے تھے اور ان لیسروں میں بڑی نامور ہوئے  
غرض سارا دکن اس لوٹ مار سے برباد اور تباہ ہو گیا۔

ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ پادشاہ کٹ کر کی کاشان و شوکت تھی۔ اس شان و شوکت  
کے سبب فوج کا بھی زمانہ ضائع ہو گیا تھا۔ آکر کے شائستہ اور نرم آئینوں کی  
اور ملک کی مدت کے اس میں ہندو مسلمانوں کے میل جول نے مغلوں کی سپاہ کو نرم اور  
آرام طلب بنادیا۔ زمانہ میں انقلاب رہے ادنیٰ سے اعلیٰ اور اعلیٰ سے ادنیٰ بنتی رہتی ہیں جب

مرہٹوں اور مغلوں کی فوجوں کا طرز و انداز



ہندوستان سے بادشاہ پاس سپاہ کی تازی لنگ اور خزانہ آیا کرتا تھا اسلئے سنساجی اور سنساجی  
بادشاہی فوج اور ہندوستان کے درمیان میں ۱۶۹۳ء میں آن پڑی۔ کئی دفعہ انہوں نے  
بادشاہی سپاہ کو شکست دیکر خزانہ چھین لیا۔ کیا خدا کی قدرت ہو کہ مغل ان مرہٹوں کی  
کچھ اہل نہ سمجھتے تھے یا اب انہو خائف رہنے لگے۔

دکن کو ایک قلعہ بیجا پور کے پاس تھا۔ اس کے محاصرہ میں مرزا کاظم بخش بادشاہ کا بیٹا اور  
بخشی الملک بہرہ مند خان دو نو مدت سے مصروف تھے۔ مگر کوئی نتیجہ انکی کوشش کا نہ پایا  
ہوا تھا۔ بادشاہ نے بخشی الملک روح اللہ خان کو وہاں بھیج دیا اور شاہزادہ کو حکم دیا کہ وہ  
جمدۃ الملک سد خان پہلوا ایک قلعہ کی تیسرے سرحد کرناگ پر مصروف تھا جاوے۔ جب  
یہاں آیا تو بادشاہ نے حکم اپنی عادت کے موافق دیا کہ وہ اور جمدۃ الملک فوجی جا کر  
ذوالفقار خان کی کمک کریں۔ وہاں دشمنوں کی کثرت اور سامان رسد اور آذوقہ  
قلت سے بادشاہی فوج پر برہم بن رہی ہو۔ اب یہ شاہزادہ منزل بمنزل بھیج کر  
چلا۔ بہرہ مند خان جیسا شاہزادہ کی خود سری دیکھی تو چرچم باتیں بنا کر ایسے  
اجازت حاصل کی اور بادشاہ پاس چلا گیا۔ جمدۃ الملک پیرانہ سالی میں شاہزادہ کی رضا  
سے گھوڑے پر سوار ہونے سے بخیرہ تھا غرض راہ میں بخش کا آغاز ہوا۔ اب بعض مورخ لکھتے ہیں  
ذوالفقار خان کو اس قدر اس ہم میں کام بخش کا سفر بیونا ناگوار ہوا کہ اسنے دشمنوں کو خبر  
پہنچا کر محاصرہ کے کام کو ایسا دشوار کر دیا کہ تین برس تک پندرہ کچھ کام نہ ہو سکا اور مصیبتیں  
مقابلہ کرتے رہے۔ جمدۃ الملک ذوالفقار خان کا ہاتھ بھیج کے محاصرہ پر پہنچ کر گزرتے اور وہ  
نہ فتح ہوا۔ بلکہ ایک آفت عظیم اسی دیواروں کے پہنچے بادشاہی لشکر کے سر پر یہ آئی کہ سنساجی  
گھوڑ پوری جو ایک عالی حوصلہ اور لوالہ الغرم مرہٹوں کا سردار دکن میں ۱۶۹۶ء میں چھین کر  
محاصرہ اٹھانے کے واسطے چلا۔ اور ایک ہفتوں کا سردار دہناجی تھا وہ بھی آفت روزگار  
تھا اور در و در کی باتیں سوچتا تھا۔ بادشاہی لشکر پر جو محاصرہ کے ارادہ متفرق تھا  
پر پڑا تھا بے خبر نہ رہا۔ اور انکو نقصان عظیم پہنچا یا سنساجی نے یہ ایک منہ

سنساجی کا محاصرہ اور مرزا کاظم بخش

گئے ہیں۔ افسروں کے ساتھ سپاہی بھی آرام جو ہو گئے۔ اب انکے سامنے دشمن (دھڑے) آؤ تو وہ جنہوں نے کبھی عیش کی صورت بھی نہ دیکھی تھی فقط ایک نگر کھا جا گیا ہنؤ۔ ایک بھی گری باجھ کر کسی ہاتھ میں تلوار بھالائے گھوڑوں پر سوار ہیں کوس ہو کھانے جائیں۔ اور ضرورت پیش آئی تو سو کوس تک جائیں۔ اور باجرہ ساز خوشی خوشی کھائیں خیمہ لگائیں نہ بھجونا بھجائیں۔ زمین پر لیٹ جائیں۔ گھوڑے کے باندھنے کی کہوٹی بازو کو بنائیں۔ اُنکا طریقہ لڑنے کا یہ تھا کہ پادشاہی فوج کے بھاری حملوں کے سامنے انکے پیر نہ جھٹو تھے۔ اور ایک ایک ہو کر بتر بتر ہو جاتے۔ اور قریب کے پہاڑوں میں پادھر اُدھر گدھوں میں گھس بیٹھتے تھے اور جب مخالف اپنی صف بندی کو چھوڑ کر انکے پیچھے جاتے تو اکیلے دیکھ کر کوس گولائیے یا کسی کو سپہ کی اوٹ آڑ میں یا کسی ایسے مقام میں جہاں چھوٹی چھوٹی گروہوں سے انپر حملہ کرنا جان جو کھوں سے خالی نہ ہوتا۔ چھپ کر اکٹھے ہوتے تھے۔ اور جبے تعاقب کرنیوالے دل شکستہ ہو کر اپنے ہاری تھکے گھوڑوں کو لے کر واپس لوٹتے تھے تو اُنکا فائدہ وہ اُدھر اُدھر سے اکٹھے ہو کر انپر گرتے۔ اور اگر انکی صفیں ٹوٹی ہوئی دیکھتے تھے تو بے ساختہ حملہ کرتے تھے۔ غرض نکایہ کام تھا کہ دشمن کی پشت اور بازوؤں پر متفق ہو کر چھوٹے چھوٹے گاہ گاہ ایک ایک کر کے تعاقب کرنیوالوں میں گرتے تھے۔ غرض انکی یہ ہوتی کہ دشمن کے قول پر توڑہ دار بند و قین باریں یا متفرق سپاہیوں کو بھالے کی انی پر رکھ کر ہلا کر ان رسدوں کے لوٹنا اور بار بار برداروں کے تباہ کرنے کا انکو بڑا شوق تھا۔ وہ پادشاہی فوج کی رسد کی خبر رکھا کرتے تھے۔ اور انکے لوٹنے میں آنکھوں میں گھر کرتے تھے۔ پادشاہی سپاہ کو خبر بھی نہ ہوتی تھی کہ وہ یہاں چھپی ہوئی انکی رسدوں کی تاک میں بھی ہیں۔ دغثہ ہر رسد پر گرسے اور ساری بیل اونٹ جو خوب حراست سے آتے تھے بکڑ کر لینگے اور اگر خزانہ شاہی کا پتا لگاتا تو پھر جھگٹ جھگٹ اکٹھے ہوتے اور خوب انوں گھات لگاتے اور جلان توڑ کر اُسپر لڑتے تھے۔ مغلوں کی سپاہ منزل منزل چلتی تھی۔ تو وہ انکے خطوں کی ڈاک اور کبھی کبھی پانی کی رسد کو بند کر دیے تھے اور جب غل لچا ہوا انکی اطاعت اختیار کرتے تھے تو سواروں کے گھوڑے اور بھاری بھاری چیزیں چھینے اور سرداروں کو بہت سارے پیر لیکر قید سے رہا کیا کرتے۔

سازش رکھتا تھا اور دیدہ و دانستہ لڑائی کو طول دیتا تھا اور اس کی مقصود یہ تھا کہ سپاہ  
 عظیم کی سپہ سالاری اوزدار المہامی پادشاہ کے مرتے دم حاصل رہے کہ نیا پادشاہ اُسکو  
 سمجھے پادشاہ اب چند روز کا جہان معلوم ہوتا تھا اسب سازشوں کا حال جو لکھا گیا  
 ہے وہ فقط مورخوں کے خیالات اور قیاسات میں قابل اعتبار نہیں، اب اس فرصت میں  
 کا نتیجہ یہ تھا کہ قاسم خان جو ایک ممتاز افسر پادشاہ کا تھا جب ہر منتا جی کے وکنے کے لئے  
 ایک بڑا حصہ سپاہ کالایا تو اس نے جیتل ورک واقع میسور میں بھاری شکستیں کھائیں اور جب وہ  
 مجبور ہو کر ایک قصبہ کی طرف بھاگا تو وہاں کے باشندوں نے اُسو پناہ نہ دی خواص اُن کی خدمت میں  
 محصور ہوا۔ اور یہاں تک اُسکا حال تنگ ہوا کہ زہر کھا کر اس دنیا کی ندامت سے چھوٹا اور ساری  
 سپاہ نے جو ایک چوتھا کی سو بھی کم قبی رہی تھی اپنی تین دشمنوں کے حوالہ کیا۔ دشمنوں نے اُسکو روٹی  
 اور پانی دیا۔ پھر اُنکا رواج شاہی کو سنتا جی نے شکست دی لہذا وہ الفخار خان اپنی حکمتیں کیا  
 مگر اوزنگ زیب جیسو پادشاہ دانستہ کے روبرو ان حکمتوں کا مدت تک چلنا دشوار تھا۔ اب وہ  
 سوچا کہ اگر چہ نہ فتح ہوگی تو بڑی ندامت سے پادشاہ پاس جانا پڑیگا۔ اس لئے اُس نے سب کچھ  
 میں چھپی پر حملہ کر کے فتح کر لیا۔

مگر پھر بھی راجہ رام کو مع اہل و عیال خیر و عافیت سے نکلتے دیا۔ وہ چار رانیاں اور تین بیٹے اور دو  
 لڑکیاں اور اپنے دوست آشناؤں کو کشتی میں بٹھا کر لے گیا اس فتح پر عالمگیر نے حید علی خان  
 بخشی کو لکھا ہو کہ چھٹی فتح شد و رانا سربہ گرجت گرفتار چند ان کار نہ بود اما از انما غنیمت  
 عملان از دست رفت۔ اس فتح سے سوار و قلع جو تجارت ملک کرنا مکتب ہو اور کئی بڑے لڑکے  
 ممالک محروسہ میں بڑے۔

سوار اس قلعہ کے چھپ جانے کو دواور باتیں ایسی پیش آئیں کہ مرہٹوں کی پیش قدمی کی وہ مانع  
 ہوئیں یعنی سنتا جی اور اُسکے نائب چٹا جی میں قصے قصائے شروع ہوئے اور انجام اُسکا  
 یہ ہوا کہ سنتا جی جسے سات برس سے مغلوں کو ڈرا رکھا تھا اور کیسے بڑے بڑے کام کئی  
 تھے کسی نے اسکو مار ڈالا۔ راجا رام تو اسکے کمالات اور کامیابیوں کو دیکھ کر حیرت تھا

راہ میں پانی کہ ضلع کو راک میں علی مردانخان حاکم تھا اسپر اس طرح حکم کیا۔ اور تمام جموں اور  
 اسباب کو بچھین لیا۔ اور پھر اس حاکم کو بھی گرفتار کر لیا۔  
 یہ فتوحات حاصل کرتا ہوا اب محاصرین کے قریب گیا۔ اور یہ سپاہیانہ بیچ کھلا کہ مزار کا  
 کو خفیہ پیغام بھیجا کہ اب بادشاہ مر گیا ہے۔ میں آپ کی تخت نشینی کے واسطے ہر طرح کی کوشش اور  
 سعی کرنے کے واسطے موجود ہوں۔ یوں ان ونو میں خط و کتابت شروع ہوئی۔ ذوالفقار خان  
 چاروں طرف کان لگا کر کھتا تھا اسنے ایک ہزار روپیہ جاسوسوں کو دیکر سارا حال اس  
 سازش کا دریافت کر لیا اور بادشاہ کو لکھ کر بالکل اس کے انتظام کا اختیار حاصل کر لیا اور  
 مزار کا مخبر کے پیچھے خفیہ پیرہ بٹھا دیا۔ مگر جب جاسوسوں نے زبانی یہ معلوم ہوا کہ آج کی رات  
 کو شاہزادہ دشمنوں سے مل چکا تو سب مراد میں باہم مشورہ ہو کر یہ امر قرار پایا کہ علامہ شاہزادہ  
 کے پیچھے گریہ جو کیدار اور پھر بے بٹھا دیے جائیں۔ غرض سب کو بالکل قید کر لیا۔ اور قلعہ کے گرد و  
 تمام بھادہ داروں کو بلالیا۔ جب دشمنوں کو بادشاہی لشکر میں اسما اتفاقی کی خبر پہنچی تو  
 اس حال میں انہوں نے شادان فرحان تازان نازان میں ہزار ہا روپیہ بادشاہی  
 لشکر پر حملہ کیا۔ اس وقت کیا برا حال بادشاہی لشکر کا تھا۔ حمدۃ الملک نے شک کا گاہ میں  
 فقط مزار کا مخبر کی حراست کر رہا تھا۔ ذوالفقار خان باہر اپنے مورچوں کو بنا رہا تھا  
 اور بھاری توپوں کو جب ساتھ لے سکا تو انہیں مخبرین ٹھوکر کے بیکار کر گیا۔ اور دوسری  
 جگہ جاکر مورچے جمائے اور گردن کے خندق میں کھودیں۔ یوں کیا محاصرین تھے یا محصورین  
 بن گئے۔ اگرچہ ذوالفقار خان میدان میں نکلا اور دو ہزار آدمیوں سے ایسا مقابلہ کیا کہ  
 دشمنوں کو شکست دی اور بہت سی غنیمت ہاتھ لگی مگر بعد چند اڑتوں کے اس بات پر صلح  
 ہوئی کہ وہ میں سبیل کے قریب وندیاویش میں جا کر مقیم ہو اور وہاں بادشاہی حکم کا  
 منتظر رہے بادشاہ کا یہ حکم آیا کہ حمدۃ الملک و شاہزادہ چلے آئیں۔ ذوالفقار خان  
 وہاں ہے اور اسی کو بالکل اختیار اس مہم کا۔ یہی ابنہ الفقار خان پہر محاصرہ کیا  
 بلکہ وہ جنوب کی طرف چلا گیا۔ لیکن مورخ اس حرکت کو اسپر حمل کرتے ہیں کہ وہ دشمنوں سے

ہیں یا کہ جس اسکا چہرہ سفید اسکا لاشہ نکلیا۔ قطعہ دو فی کا نام تیار گدھ رکھا گیا۔ فتح کی تاریخ  
یہ ہوئی سچ فتح ہوئی نمود و بادشاہ دین پناہ۔ خان فیروز جنگاں ہند و بہت  
کر کے بیچم سفر کو بادشاہ کی خدمت میں آیا۔

خان فیروز جنگاں چند روز بادشاہ کی خدمت میں رہا۔ بادشاہ نے اسکو سنبھالی سنبھال  
کے لکھنؤ روانہ کیا اور خود اسکے منتظر رہے لکھنؤ کا ارادہ کیا۔

محرم کے مہینہ میں ایک آفت کیا قیامت برپا ہوئی کہ طاعون نے اندھ شروع ہوئی  
عناں کی برابر دانہ بغل یا این گوش یا کش راں میں نمودار ہوتا اور آنکھوں میں  
سرخ حرارت کھائی دیتی۔ تو اسکے وارثوں کو کفن و دفن کا فکر واجب ہوتا۔ اس سب سے  
شادی کی رسم اٹھی۔ زمانہ سوگ میں بیٹھا۔ و بایہ چاہتی تھی کہ میں آدمی کا بیج نہ  
چھوڑوں اور صرف فدا ارادہ کرتی تھی کہ کسی کے نخل حیات کو کھڑا نہ رہنہ دوں۔  
اطبا کی تائید پر کچھ نہ ہوتا جسکو یہ مرض ہوتا اکثر دو تین وز میں مرجاتا بہت کم  
دور زندہ رہتے۔ جو لوگ زندہ تھے وہ بھی اپنے تئیں مرد سمجھتے تھے۔ ایک دوسرے کے حال پر  
توجہ نہیں کرتے۔ نفسا نفسی کی آواز ہر طرف بلند تھی۔ نیمجا نون تے دنیا کے کاروبار ہاتھ  
اٹھایا تھا۔ مرنے کے منتظر تھے۔ اور نگ آبادی محل و مسجدی راج پسر ہمارا جہسہنوت  
جسے محل میں پرورش پائی تھی اور تیرہ برس کی عمر تھی اور فاضل خان حیدر اور برٹری  
ریل آدمی مر گئے۔ اور ادنیٰ اور متوسط ہندو مسلمان ایک لاکھ کے قریب مری۔ بعض کو  
دماغ کا مرض ایسا ہوا کہ چشم و گوش و زبان کام سے گئے۔ فیروز جنگاں کی آنکھ میں غم  
شروع ہوا۔ دو مہینے تک اس کا زور رہا۔ قیامت ہو دیا شور و با بود۔ اس  
و با کی تاریخ ہے۔ اس میں بن گئے ہیں۔

شاہزادہ محمد عظیم کو بہادر گدھ و گلشن آباد کی طرف اور فیروز جنگاں جگہ گدھ وغیرہ  
کی طرف گئے ہوئے تھے۔ بادشاہ نے مقرر خان عرف شیخ نظام حیدر آبادی کو سنبھال  
کی تنبیہ کے لئے بھیجا تھا۔ انہیں سی ہر کیل پڑ جو ہر تر دظاہر کرنے سے خدمات ہموں

و با کا نام اور بادشاہ کا سنبھال کے ملک کی شہزادہ کے لئے جانا۔

ایک سال کی عمر میں مر گئے۔

کھیل گیا اور جو مصائب اس نے اس طرح کی فتح میں اٹھائیں وہ بادشاہ کو قہر سے جو  
 اس نے اپنے بیٹے کے نام لکھا ہے معلوم ہوتی ہیں تفصیل مصائب غرعلیل کھیلنا از  
 اوکیل و اظہار جو اس شہیدہ باشند کہ حالت نادیدنی و محنت ناشدنی ہر سال  
 گذشت۔ ان قلعوں کی فتوحات کا تفصیل و ارباب نہایت دشوار اور مشکل ہے  
 ان سبقتات کا انجام یہ تھا کہ بادشاہ دھڑلے سے فتح کرتا اور دھڑلے سے پھر لے لیتا۔  
 اوپر جو مضامین لکھی ہیں انگریزی کتابوں سے لکھے ہیں ان ہی مضامین کو ہم فارسی  
 ساریخون سے لکھتے ہیں مقابلہ کر کے دونوں بیانون کا فرق طلبہ جان لیں۔

### سوانح سال سی و دوم ۹۹۹ھ سنہ اول

جب شاہزادہ محمد اعظم سنہا کی تہنیت لے کر رخصت ہوا تو قلعہ بلگانون (بلگانون)  
 بلگانون۔ بلگانون کی فتح پر وہ متوجہ ہوا۔ ولایت بیجاپور کے توابع کے مضبوط  
 قلعوں میں سے یہ ایک قلعہ تھا۔ چھوٹے دنوں میں مورچوں کے لگانے اور توپ خانوں  
 چلانے نے محصورین کو تنگ کیا۔ یہاں بیجاپور کی طرف سے جو حاکم مقرر تھا چند روز  
 پہلے تھے ایک طفل خرد سال کو اپنا سردار محصورین نے بنالیا تھا محصورین نے چند روز  
 باؤن ماسے جیابی کو شش کو نارسا دیکھا تو امان چاہی اور قلعہ مع مضامین کے  
 فتح ہوا اسکا نام اعظم نگر رکھا گیا۔ برسات کے آجانے سے شہزادہ نے یہیں چھاؤنی  
 ڈالی طفل مذکور کو بادشاہ پاس لے گئے۔ اس نے اسکو منصب عطا کیا۔

خان فیروز جنگ قلعہ ادونی کے پاس بیجاپور کے حاکم مسعود کو بیجاپور کا ایک  
 کہنہ ل جشی تھا لطاعت کے لئے پیغام بھیجا گیا۔ اس بدھ نے اس کو قبول نہیں  
 کیا تو فیروز جنگ نے اس ولایت کی تاخت و تاراج شروع کی مورچوں کو بڑھایا۔  
 سرنگین لگانے قلعہ سے جو جماعت شوخی کر کے باہر آئی اسے قتل و دستگیر کیا۔ بہت کوشش  
 و شش اور نیرو مایاں و ریور سے کہا درانہ ظہور میں آئیں تو مسعود نے اپنے  
 فرزندوں کو بادشاہ پاس بھیجا۔ بادشاہ نے ہر ایک کو لالین منصب یا اور نوادین

بلگانون کی فتح۔

قلعہ ادونی کی تاخت۔

اور سبکی کی طرح اُن پر اشجار غنکناؤں گے گزر جائے! اس طرح سبھا کے نزدیک پہنچا جب  
 سبھا کے ہر کاروینے قوج پاؤں شاہی کے آنے سے اطلاع دی جسکو مرہٹوں کی مصلحت  
 میں قوج پلٹ کر مغل کہتے ہیں تو اس بدست نے اس گمان کے کہ اس مکان میں افواج مغل کا  
 تو ہم محض و تصور ہاں ہے۔ فتنے میں اس حکم دیا کہ ان ہر کاروں کی زبانیں کاٹ لی  
 جائیں اور اصلاً سوار ہونے اور مورچاں باندھنے کا فن نہ کیا۔ مقربان اپنی بیٹے اور  
 برادر زادوں اور دستان رہ خویشتوں اور دو تین سو سواروں کو لیکر سبھا کے سر پر جا  
 بیڑھا تو وہ بے خود سرست ایک قوج کو ہمراہ لے کر لڑنے کھڑا ہوا۔ اسکی سپاہ کچھت  
 آدمی کرماندھنے اور ستیار لگانے کا بہانہ بنا کر روپوش ہو گئے اسکا وزیر کھوٹا  
 جو اسکا ہدم وندیم و فدوی تھا سبھا کو اپنی پشت پر رکھ کر کہ نامی مرہٹوں کی ایک  
 ایک جماعت لیکر مقابلہ میں آیا۔ داروگیری شروع میں ایک تیر اس وزیر کی بازو میں  
 لگا اور وہ گھوڑے سے گرا تو اسنے فریاد کی کہ میں ہا سبھانے کے فرار کی فکر میں تھا۔  
 گھوڑے سے کود کر کہا کہ بابجی میں بھی رہا پنج چار مرہٹے مارے گئے ہوں کہ سب  
 ہو گئے۔ سبھا ایک بہت خانہ کی پناہ میں گیا یا شلو کا کی حویلی میں گھسا اور وہاں  
 پوشیدہ محسوس ہوا۔ سپا دشا ہی لشکر نے اسکا سراغ لگایا۔ اسنے لاحقہ ہاتھ پاؤں  
 مائے وہ مع عیال اور سپہر خرد سال ہفت ہشت سالہ بیٹا اور دو اسکی بیویاں  
 اور اسکے ہدم صاحبہ مارا گرفتار ہوئے۔ اسکا چھوٹا بھائی راجہ رام نام کہ ایک قلعہ  
 میں قید تھا کچرا ان سب سے مست بہتہ موکشان مقرب خان کی سواری کے نیچے لائے  
 سبھا نے اچھی ٹڈ کے خاکستر منہ پر ملی تھی اور تغیر لباس کیا تھا لیکن اس نشانی سے کہ  
 مردار بد کی مالا اسکے رخت کے نیچے پھیلی اور اسکی سواری کے گھوڑے کے باہن میں  
 طلا کی جھانجن تھ وہ پہچانا گیا۔ اسکو مقرب خان نے اپنی ہاتھی پر ردیف بنایا اور  
 بعض کو طوق و زخیر خا کے ہاتھی پر بٹھایا اور ایک جماعت کو گھوڑے سوار کیا اور قوج  
 کا نفا رہ جاتا ہوا اپنی بنگاہ کو لا پور میں آیا حقیقت حال کو بادشاہ سے عرض کیا

میں ہمیں کرتا تھا۔ دکن میں قربان فنون سپہری اور کارطبی میں مبارز میٹون میں مشہور  
 تھا۔ وہ قلعہ پرنالہ کی تسخیر کے لیے کولاپور کے نزدیک گیا تھا اسنے جاسوسوں کو بھیجا  
 کہ وہ سبھا کی خبر لائیں۔ وہ اپنی باپ سے بھی زیادہ تکلیف رسانی میں مشہور تھا اتفاقاً  
 کی بات ہو کہ اسنے اپنے اصل مقام راہیری میں توج رہنا چھوڑ دیا تھا۔ کھیلنا میں ہوتا تھا  
 یہاں اسنے ذخائر جمع کر لئے تھے اور اطراف کا بندوبست کر لیا تھا اسکو اوج  
 پادشاہی کا خوف کچھ نہ تھا۔ وہ خاطر جمعی سے دریا بان گنگا پر نہانے گیا تھا یہ دریا  
 سرحد پر گہ سنگم پر کے نزدیک ایک منزل پر دریا شور پڑتا ہے سبھا دشوار گزار وادی  
 میں آیا۔ جن میں اسکے وزیر کب کلت (جو شلا) نے بڑی بڑی عمارتیں بنائی تھیں  
 انہیں نقش و نگار بنائے تھے اور اشجار بڑا اور لالہ زار لگائے تھے یہاں ایک کلب  
 و عیال اور بیٹا سا ہو اور ہوا خواہوں کی جماعت اور تین ہزار سوار اس کے ساتھ تھے  
 یہاں سے فارغ ہو کر اس نے قلعہ مکان پر لقب سراپا نشیب و فراز راہیں پر اور تر کام اشجا  
 خاں درار پر نظر کر کے توقف کیا وہ اپنی باپ کے طریقہ کے خلاف شراب پیتا تھا اور  
 مہ جینیوں کے ساتھ مرنے اڑاتا تھا عیش و عشرت میں مچ رہا ہوا تھا۔ تیز باہر کاروں نے  
 مغرب خان کو خبر دی کہ وہ اس طرح غفلت ور ہو و لعب میں پڑا ہے۔ مغرب خان نے  
 اپنی جان کا اندیشہ کیا اور نہ قلعہ مکان کا خوف وہ اپنی بنگاہ کولاپور سے بھاگ  
 مکان تک جو وہ نہ تھا دو ہزار سوار اور ایک ہزار پیادے لیکر روانہ ہوا باوجود  
 ہمارا ہیون نے منع کیا کہ راہ بڑی قلعہ اور راہ کے مابین چند کتل اونچے ہیں جسے  
 انبا گھاٹھ وغیرہ اور دریا قلعہ واقع ہیں کہ اگر تیس چالیس پیادے بن ہتیاروں  
 سر راہ کو گھیر کر بیٹھیں پتھر پھینکیں تو ج کلان کا جو خیال محال ہے مگر مغرب خان  
 کو جہاد کا خیال تھا کہ اگر میں اس کا فریر غالب ہوا تو غازیون کے جبرگہ میں داخل ہوں گا۔  
 اور اگر مارا گیا تو درجہ شہادت ملا۔ وہ سوار ہوا یلغار کر کے مسافت دشوار گزار  
 کو طے کرتا جہاں کوئی مکان قلعہ اولیٰ خود پیادہ ہوتا پھر اسکے ہمراہی فاقہ کرتے



قیدوں کو معفویت سے مارا۔ سنبھا اور کبکس کلون کے پوت کو گھاس بھرا اور ان کی تشہیر بل نغیر کے ساتھ دکن کی تمام مشہور بلاد میں کرائی۔ سنبھا کے مارے جانے کی تاریخ کا فرضہ تھیں جنہی رفت ہوئی۔ آشر عالمگیری میں لکھا ہے کہ سنبھا جی کے گرفتار ہونے کی بشارت پادشاہ کو سید بدیع اللہ سجادہ نشین گلبرگہ نے پہلے سے دی تھی۔ گوون بظاہر ممنوعات سے معلوم دیتی تھی۔

جب سیوا جی نے قلعہ راہیری بنایا۔ وہاں آخر تابستان میں پانی بہت کمیاب ہو جاتا تھا تو سیوا جی اپنے مکان کے نشیمن پر سنگ خار میں کھدو کے ایک باولی ہواڑی اٹھی اور وہاں بیٹھ کر لٹو اپنا ایک کتہہ گاہ بنایا تھا وہاں وہ بیٹھتا۔ اور ساہوکاروں اور غریبوں کی عورتیں جب پانی بھر نے آتیں تو انکی عورتوں کو فصل کا میوہ تقسیم کرتا اور عورتوں کو اس طرح باتیں کرتا کہ جیسے کوئی ماں جنہوں سے کرتا اسکے خلاف سنبھا جی نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ عجیبت پانی سے مشکا بھر کے سر پر رکھتی۔ اور ایک ہاتھ سے مشکا تھا متی۔ اور دوسرے ہاتھ کو کمر پر رکھ کے چڑھتی اور اسکے چوتھے ہاتھ میں تکی تو وہ اسکی چھاتی بکڑ لیتا اور ایک گھڑی دو گھڑی اسے حیران کرتا وہ عورت عاجز ہو کر ہنسنے کو سر سے پھینکتی اور فضیحتی کے ساتھ اسکے ہاتھ سے نجات پاتی۔ باب کے زمانہ میں جو رعایا آباد ہوئی تھی۔ ناچار وہ فرنگیوں کی عملداری میں جا کر سنبھا جی کا چھوٹا بھائی راجہ رام مقید تھا جب سنبھا جی مارا گیا تو مرہٹوں نے راجہ رام کو اپنا سردار بنایا۔ پہلے اسے کہ ذوالفقار نے راہیری کا محاصرہ کر کے محصوروں کو تنگ کیا ہو وہ جوگیوں کے لباس میں کہ کوئی بیچا نے نہیں قلعہ سے بھاگ گیا جب بادشاہ کو اسکی خبر مخبروں نے دی تو عبد اللہ خان بارہہ کو حکم ہوا کہ وہ اس گمراہ کو گرفتار کرے اسکو جاسوسوں نے یہ خبر تحقیق پہنچائی کہ بدلتوں تاکت راجہ رام گت امی میں تاب اسنے تین سو سردار جمع کئے ہیں اور رانی بدھنور کے زمینداری محلہ قہ میں آیا ہے خان مذکور نے قلعہ کے انشراح کو اور وقت پر موقوف رکھ کر اپنے بیٹے بیجی حسن علی

سنبھا جی کی بدچلتی۔

راجہ رام کا راہیری سے بھاگنا۔

پادشاہ پہلے یہ حال میں چکا تھا۔ یہ مردہ روح پرورد ایک عالم کی فرحت و شادی کا سبب ہوا۔ پادشاہ اکلوج میں تھا کہ یہ قیدی اس باپس گئے۔ لاکھوں آدمی سیرتوں اور بختوں کے واسطے ایران کے دستور پر تھکے کلاہ کیا اور انکو باپس جبرستی آئی ہو چھا یا طرح طرح شکنجہ غلاب میں لٹکھو یا خواری کے ساتھ اونٹوں پر سوار کر کے ڈھول اور غیرین بجاتے ہوئے انہو حسلایق میں شہیر کرتے ہوئے لائے۔ مقرر خان کے آنے میں چار پنج روز گئے اس خوش وقتی میں لاکھوں ہندو مسلمان ایسے تھے کہ انکو خوشی کے مارے نیند نہیں آئی جس قدر یہ گناہوں میں یہ خیر پہنچتی وہاں سے خوشی خوشی سیرتاشے کے لئے لوگ دوڑتے کئی دن تک ایک عالم کو دن رات شہنات تھی۔ غرض جبوقت یہ قیدی پادشاہ کے تخت کے نیچے آئے تو پادشاہ تخت اتر کر دو رکعت شکرانہ ادا کی۔ کب کلش نے جو خود مقید تھا۔ اور ہندی شعر خوب کہتا تھا چشم وزبان سو سنبھا کی طرف مخاطب کر یہ شعر ہندی کہا جسکا مضمون یہ تھا کہ۔ اے راجہ تجھے دیکھ کر عالمگیر میں باوجود اس فروختی کے۔ تخت نشینی کی طاقت نہ رہی اور بے اختیار ہو کر تیری تعظیم کے لئے تخت سے اٹھ کر بیچا ترا اسکو زندان خانہ میں بھجلا۔ اگر جہ بعض ہوا خوان کی مصلحت یہ تھی کہ ان تیرہ بختوں جان کی امان دیکر قلعوں کی گنجائیں سنبھا کے منصوبوں سے طلب کے جا بجا اپنے قلعہ داروں کو متعین کریں اور سنبھا کو قلعہ میں دائم الجس کریں۔ مگر مقید یہ جانتے تھے کہ آخر کار انکا سردار پر چڑھے گا۔ اگر خواری و دولت کے ساتھ محبوب مایوس محروم لذت زندگانی سو رہی تو ہر روز انکے واسطے ایک مرگ تازہ ہوگا۔ دو نوراجہ اور زید پادشاہ کو ناشائستہ بایں کہتے۔ خدا کو منظور یہ تھا کہ رشتہ فساد کندہ نہ ہو۔ اور پادشاہ کی باقی عمر عزیز اس ہم اور قلعہ گیری میں ختم ہو۔ اسلئے پادشاہ نے یہ چاہا کہ انکے محل حیات کو قطع کیجئے قلعہ اندک گوشے فتح ہو جائیگا اسلئے وہ امان دینے پر اور قلعوں کے لئے ہر ارضی نہیں ہوا۔ حکم دیا کہ دونو سنبھا اور کلل کلوشا کی رہائش نکالیں کہ وہ منہ سے ناسرا بایں نہ کہہ سکیں۔ پھر انکی انھیں نکالیں اور دس گیارہ

مقرر ہوا تھا اس نے ۲۶ صفر ۱۰۲۰ کو اس قلعہ کو فتح کر لیا فیروز نگر بھی اُس کا نام تھا۔  
 ایک کن دیوان عبداللہ العالیہ صلابت خان میر توزک نے اول ہی دفعہ اُس شخص  
 کو پادشاہ کو دکھایا کہ وہ بنگالہ سے اسے مرید ہونے کے لٹو آیا ہی۔ پادشاہ نے جب  
 خاص سوا ایک سو روپے اور چہرہ طلا و نقرہ خان مذکور کو دیے کہ اس شخص کو دید۔ اور  
 کہہ دیے کہ ہم سے جس فیض کا تصور ہو سکتا ہے وہ یہی ہے۔ جب خان اس شخص کو یہ چیزیں  
 دیں تو اس نے ان کو اطراف میں پھینک دیا اور خود دریا میں جا کر۔ خان فریاد کر کے  
 اس دیتے کو نکلوایا۔ پادشاہ نے توجہ باطنی سے سردار خان سے فرمایا کہ ایک شخص  
 بنگالہ سے آیا ہے اس کے دل میں یہ خیال باطل سمایا ہو کہ ہمارا مرید ہو  
 ٹوپیہ نیدی باورہ دیندی کہے بھج جو کھنڈن باولی تو گل باندھے جھج  
 اس ہندی فقر کے الفاظ مشکوک ہیں۔ تذکرہ چغتائیہ میں لکھا ہے کہ ابن ہر دوفرہ یہ  
 زبان گوہر بار آوردند ہر کہی فہمیر کمالات صورت ومعنی آن خداوند شفیقہ و والہ  
 می گردد۔

سعادت خان عرف محمد مراد صاحب حیدر آباد اگرچہ پادشاہ کے خانہ زادوں و  
 عقیدت نشانوں اور جان نثار فدویوں میں تھا لیکن ایام حجابت میں وہ یہ چاہتا تھا  
 کہ پادشاہ ابوالحسن کی حق تعالیٰ تعزیرت میں اس کے حال پر رحم کرے۔ بعض مقدمات میں وہ  
 آتش فروزی زیادہ نہیں چاہتا تھا اور پادشاہ کی مرضی کے خلاف اس نے دو تین مقدمات  
 کو مخفی کیا تھا۔ ایک ان مقدمات میں سے یہ تھا کہ ابوالحسن جو بیہوا کو روپیہ دیا تھا اس کی  
 اطلاع پادشاہ کو نہیں دی۔ اور ایسے ہی اور دو تین مقدمات تھے جن کے سبب گلگندہ کی فتح  
 کے بعد اس کا منصب کم کیا گیا اور اسی ہزار روپیہ جو ایام حجابت میں اس کو دیا گیا تھا وہاں  
 ہوا۔ نو عدد خواجہ نہیں مل سکے۔ روپیہ کا جو اہر تھا اور جنگ اس نے اپنی حسن تدبیر ابوالحسن  
 لیا تھا بعض ہمدون نے بھی اس کے جو اہر کو کم قیمت جو اہر بدل لو مگر اس نے بغیر کسی  
 خیانت کے پادشاہی خواجہ کو ان خواجہ کو کیا تو جو اہر خانے کے مقصد لیا

ایک دہی پادشاہ پاس مرید ہونے کے لئے آیا۔

حاکم کے دیوانت مندا علی لازم۔

اس طرف روانہ کیا۔ اور خود تین دن ایٹھا کر کے زند داری کا حد میں داخل ہوا۔  
 وجر کے گیا۔ جو دریا و تم بھدرہ کنارہ پر اس کے علاقہ میں واقع ہو۔ یہاں اس جنگ کی  
 اور سرداروں ہندوراؤ و الیکوچی برادر سنبھاجی و بھرجی وانیٹیا گھوڑ پڑہ کو قیدی  
 آدمیوں کے گرفتار کیا اور راجہ رام ہتیار کیا لکھ چہرہ و جامہ و جوتیان چھوڑ کر بھاگا۔  
 ایسا بھاگا کہ کسی خبر نہ ہوئی۔ اگرچہ اس بہادر نے یہ کارناما کیا مگر اسپریشہ ہو گیا  
 اس نے راجہ رام کی گرفتاری میں اعماض کیا اور رانی کی نسبت یہ منہ تھا کہ اس کو  
 چھپا کر چھوڑ دیا۔ قیدی ارک سجا پور میں مقید ہوئے اور جان نثار خاں نے انہی کو تنگ  
 کر کے اسے پیشکش جرمانہ میں لی تعجب یہ ہے کہ ہندوراؤ و بھرجی اور چند اور سردار  
 بھاگ گئے اور باقی اسٹی آدمی قتل کئے گئے۔

### سول سال سی و سوم سالہ

۲۲ سوال اسلہ کو بادشاہ بخشش الملک و ح اللہ خان کو مرہٹوں کے قلعہ انجور کی  
 تخییر کے لئے روانہ کیا۔ ۵۱ مرحوم سالہ کو اعتقاد خان قلعہ لاہری فتح کر لیا اور سنبھا  
 اور راجہ رام کے تمام ماؤں و رجورقوں اور بیٹوں اور بیٹیوں کو قید کر لیا جیسے دیانہ فتح  
 بلند ہوا۔ عجلہ رحیم خان مامور ہوا کہ وہ قلعہ لاہری میں ضبط اموال کرے۔ بادشاہ  
 حکم دیا کہ مادر سنبھا زن سیوا اور ان کے متعلقوں کے لئے گلال باری میں تھوڑے بقد کو خاں  
 لگائے جائیں اور انکو اغوا و احترام سوان میں اتاریں۔ ہر ایک سالانہ مقرر کیا گیا

بڑے بیٹے ساہونہ سالہ کو منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور راجگی ہر خطا  
 و خلعت وغیرہ عنایت کیا اور اسکے چھوٹے بھائیوں مدن سنگھ اور دھوسنگھ کو حکم  
 دیا کہ وہ اپنی ماں اور دادی ماں ہن انکی ہر ایک سرکار کے واسطے ایک مقررہ  
 کیا۔ اس سو مارکشن و بیچہ مارگاہداشتن و آتش افروختن و آغا گزداشتن کا نتیجہ پڑہ  
 کے مرنے کے بعد ظاہر ہوا۔ جسکا بیان آگے ہوگا۔

۲۳ سوال اسلہ کو بخشش الملک و ح اللہ خان و شمنوچ قلعہ انجور کی فتح کے لئے

قلعہ لاہری کی فتح و سنبھا کے قتل کے لئے روانہ کیا گیا۔

بہار

اور کوئی دام و درم نہیں موصول کرتے تھے اور اپنی مٹھی گرم کر کے چلے آتے تھے اور طوطا نثار د و دفتر میں داخل کرتے تھے اور ایسے ہی نادار زندہ دار و کچے ذمی پیش کش کار و پیہ ہوتا تھا اور ہلکار اس کے متبع ہوتے تھے۔ کیا قلم صاف کر دیا اکین بادشاہ نے جب امانت خان کی دیانت امانت کی تعریف کی تو امانت خان نے بادشاہ سے عرض کیا کہ میری برابر خان و سرانہ ہو گا کہ ہر سال اپنی ولی نعمت کے کئی لاکھ روپے رعایا و عمال کو کہ باقی دار ہوتے ہیں معاف کر دیتا ہوں میں بادشاہ سے امید عفو کرتا ہوں بادشاہ نے فرمایا کہ مہنے معاف کیا اور ہم جانتے ہیں کہ تو دنیا و آخرت خزانہ ہماری لئے جمع کرتا ہو۔ امانت خان مختلف دست آور و نون پر ہندو کو معافی جزیرہ کے پیروانے لکھ دیتا تھا اور بادشاہ اجر لے جزیرہ میں نہایت تقید کرتا تھا۔ رشید خان نیوان خالص نے یہ پروانے بادشاہ کو دکھائے اور عرض کیا کہ نصف سے زیادہ ہندو کو امانت خان جزیرہ کی عدم مزاحمت کی سند حضور کی مرضی کے خلاف دیدی ہو تو بادشاہ نے امانت خان کو فرمایا کہ تقدار ملکی اور مالی میں معافی کو تم مختار ہو مگر جزیرہ دشواری سے کفار پر جاری کیا ہے اسکے معاف کرنے سے بدعت اور بند و بست جزیرہ کی برہم خوردگی پیدا ہوگی امانت خان نے جزیرہ معاف کر نیسے دست کشی کی اور ساری عمر سوا بر عیادہ رخت اور موٹے کپڑے کے بیجا مو کے نہ پہنڈا لونڈی بھی نہیں رکھی۔ چار نسل تک فضل اسکے خاندان میں نیوانی درجہ مرزا علی کی دیانت اس مرتبہ پر تھی کہ بادشاہ ہسکو بیایے اضافے اور خطا عنایت کرتا تھا مگر وہ انکار کرتا تھا۔ بادشاہ سے عرض کرنے میں وہ گستاخ تھا اکیلے مرد کو منصب کے لئے لکھا گیا بادشاہ نے کہا کہ وہ کم عمر ہے تو اسنے عرض کیا کہ جاگیر پانے تک وہ بندے بادشاہ ہی میں ریش سفید ہو جائیگا۔ بادشاہ نے ایک فوہ سکویہ بھیجا دوسرے فرج و وہ آیا تو اس میوہ کی عطا کی تسلیمات بجالانی بھول گیا۔ بادشاہ نے اس میوہ کا مزہ اُس سے پوچھا تو وہ پائین میں گیا۔ چار تسلیم مقرر اور اور چار تسلیم بجالایا اور عرض کیا کہ یہ تسلیمات سجدہ سہو ہے۔ ایک مقدمہ شرعی میں کہہ دیا کہ ثوراتی کی شہادت اعتبار کے قابل نہیں ہو تو بادشاہ نے فرمایا کہ تو نے باطل و بائیں کیا کہ ہم بھی تو ثوراتی ہیں۔

عوض کیا کہ نوحہ دخوا پنچہ جو اہر جیکے اوپر موم کی مہر کا نقش نہیں ہے اور نہ ابو الحسن کے ...  
 مستعد یون کی سیام مہری ہے وہ ہمارے سپرد کئے گئے ہیں۔ پادشاہ نے فرمایا کہ اس  
 مہم میں ہم کو اسکی دیانت پر پورا اعتبار ہے۔ وہ واقعی ہمارا خانہ زاد ہے۔ ہماری گونہوں  
 اور کندھوں کا کھیلا ہوا ہے۔ حجابت میں چند کام ہماری مرضی کے خلاف کئے تھے  
 چشم نمائی ضرور تھی۔ اسکو پھر بحال کر دیا اور مرشد علیخان کا خطاب یا۔ جو  
 اسکے باپ کا خطاب تھا تو اس نے عرض کیا کہ میں اپنے تین باپ کے خطاب کے قابل نہیں جانتا  
 خانہ زاد کا خطاب ہو۔ پادشاہ نے مسکرا کر یہی خطاب اسکو دیدیا۔ دیانت کا حال  
 اس زمانہ میں یہ تھا کہ بہت سے مقدس پیشہ صاحب غرض نفس پروری کر کے کوئی مہم  
 نہیں جانتے۔ دیانت امانت داری کو نفع فعل سمجھتے ہیں لیکن عاقل صلاح شعار عاقبت  
 اندیش پر ظاہر ہو کہ آسمان کے نیچو انسان کے واسطے کوئی محمود خدمت بہتر امانت دیانت  
 سے نہیں ہے۔ برکت عزت آبرو ترقی پادداری دولت و خلاصی بازخواست داریں۔  
 اور عاقبت بخیری اپنی اور اولاد کی دیانت و کم از کم خلیق اللہ میں ہے۔ بشرطیکہ  
 یہ امانت داری خدا کی رضا کے لئے ہو۔ جہین خلق اللہ کو مضرت و ایذا نہ پہنچانے کا قصد  
 ہو اور آباد کاری ملک پر نظر ہو نہ خوشنودی مخلوق کے لئے خلق اللہ کی گردن مار  
 جو حاجت کہ اپنی نفس پروری اور امیر و وزیر کی خوشنودی کے لئے رعایا پر ظلم و تعدی  
 کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ اسی مخلوق کو انکی ہلاکت کے واسطے مقرر کرتا ہے اسکا دشاہ کے  
 حمد میں بعض عمدہ ملازم دیانت میں مشہور ہیں۔ عاقل خان خانی کے بعد امانت خاں  
 بادجو دیکر وہ روزگار کا کام کرتا ہی مگر فقیر وضع زبیت کرتا ہی وہ زیر دستوں کی تالیف  
 مخلوق متہدوں کے حال پر رعایت کرنے کو پادشاہ کے لئے مال جمع کرنے پر ترجیح دیتا تھا  
 ایام دیوانی دکن میں اورنگ آباد و خاندیس وغیرہ کی رعایا مالگزار پر اسنے بڑا احسان  
 کیا کہ بارہ لاکھ روپیے کہ بابت باقی سنوات کے رعایا کو قسیم حال ہو سکا و طلب فی حق  
 اور ہر سال منصب اہل دیوان کے احدی مقرر ہو کر انکے وصول کرنے کے لئے جاتے تھے۔

اصلاح بنوانے کی اجازت ہوئی تو بادشاہ کا غضب بتدریج کم ہوتا گیا۔  
 سردار خان محافظ کو بادشاہ ادھیہ مانوڑہ دیتا اور کہتا کہ انکو اس پورے  
 پہنچانے کو کہہ دو کہ وہ انکو ورد سے شغل رکھے کہ ہمارا دل اسکی غلامی سے مستوج ہو  
 اسین ایک بڑا نادر لطیف ہے کہ خان مذکور نے کہا کہ حضور اختیار میں چھوڑنا ہے  
 کیونکہ عین پر چھوٹے ہیں۔ اسکا جواب بادشاہ نے یہ دیا کہ مان لیکن حضرت۔  
 مالک الملک نے اپنی حکمت سے ہم کو راجہ سکون کا فرمان فرما کیا ہے جبکہ غلام  
 پر کوئی ظالم ظلم کرتا ہے تو وہ امیدوار ہوتا ہے کہ اس ظلم کی فریاد ہم سے کرے  
 اور اپنی داد پائے بعض عوارض دنیاوی کے سبب اس شاہزادہ پر ہم سے ظلم ہوا  
 اور ابھی وقت نہیں آیا کہ اس کو خلاص کریں اسکا مفرج درگاہ داوڑ نہیں ہو اس کو  
 اسکو امیدوار رکھنا چاہیے کہ وہ ہم سے قطع امید نہ کرے اور خدا کے آگے نالش  
 نہ کرے اور اگر وہ نالش کرے تو ہمارے بچہ کی کون سی جگہ ہے؟

خانی خان لکھتا ہے کہ بادشاہ نے خواجہ سرا سے محرم کے ہاتھ ایک قلمدان مع سازاؤ  
 قلم تراش بھیجا۔ صاحب عزت مجوسوں کے پرکار اور حریز خود و کھلان بھیجنا منع ہے  
 خواجہ سرا سے بادشاہ نے کہہ دیا ہے کہ اگر شاہزادہ اس قلم تراش کے رکھنے میں تامل کرے  
 تو اسے کہہ دینا کہ وہ عہد ابھیجا گیا ہے۔ اور اگر اسکو وہ بلا ممانعت رکھ لے تو اسکا  
 حال ہم سے کہہ دینا۔ بادشاہزادہ نے قلمدان میں جب قلم تراش دیکھا تو کہا کہ یہ غلطی  
 سے آیا ہو خواجہ سرا نے کہا کہ عہد ابھیجا گیا ہے تو اسنے تسلیمات بجا لا کر اسکو  
 رکھ لیا۔ بادشاہ سے یہ حال عرض کیا گیا تو اسنے کہا کہ ہم اپنی فرزندوں کی غیرت  
 جانتے ہیں۔ چند روز گزرے تھے کہ بادشاہ نے ایک حدیث اپنے ہاتھ سے لکھ کر  
 دی جسکا مضمون یہ تھا کہ حافظ کلام اللہ کو ہر چند وہ سزاوارتیں ہو مجوس بدی نہیں  
 کر سکتے۔ شاہزادہ کو ہزار سے زیادہ حدیثیں محفوظ تھیں اسنے جواب میں لکھا کہ اگر  
 حدیث میں حافظ قرآن کا جمل بدی کرتا نہیں آیا۔ مگر باپ بیٹے کو باوجود

سیخ الاسلام پرفاضل عبد الوہاب مفتی القضاۃ تھا۔ جھوٹی شہادتوں کا بڑا رواج تھا وہ  
گو ایہوں نے گزرنے کے بعد بہت کم تر اثبات حق کرنا تا مقدور ایمین کو بخش کرنا کہ مدعی اور مدعا  
آپس میں صلح کر لیں۔

احتماد خان عرف ملا طاہر دیوان احمد آباد تھا۔ اس کا حقیقی بھائی آقا محمد زمان جو تجارت  
کرنا تھا اعتماد خان کے گھر میں اتر اس نے بھائی کو مال کی بابت دوسو سو روپے طلب کئے  
اور چاہا کہ خود ادا کرے مگر بھائی نے یہ روپیہ دیدیا اور زارا من ہو کر بھائی کے گھر سے احمد آباد  
چلا گیا۔ اور کبھی بھائی کی صورت نہ دیکھی اور بہت سو ملازم دیانت دار تھے اگر سب کا حال لکھا  
جائے تو پھر تاریخ لکھنے کے لئے جگہ باقی نہ رہے۔

آخر خان کا بل سو پادشاہ پاس آتا تھا۔ اکبر آباد کے نزدیک جلیٹوں نے ایک قافلہ کو لوٹا۔  
اور اس کو اور اس کی عورتوں کو اسیر کر کے لے گئے۔ آخر خان کو جب اس کی خبر ہوئی تو ان کی گڈھی کے  
نزدیک پہنچا اور آدمیوں کو چھٹایا اور گڈھی کی تسخیر میں مصروف ہوا کہ بد وقت کی گولی  
سے وہ اور اس کا داماد دونوں شہید ہوئے۔ خانبھان بہادر کو کھٹاش گڈھی سٹشی کے سمار  
کرنے کے لئے مقرر ہوا تھا مگر اس کی سہی ناکام رہی۔ پادشاہ شاہزادہ محمد بدیع الرحمن کو  
اس گڈھی پر بھیجا جس نے حدت کا کام کیا۔

سوانح سال سی و چہارم ۱۱۸۰ھ  
۱۹ صفر ۱۱۸۰ھ کو جمہور الملک اسد خان دریا کو شہنشاہ کے پاس بھیجا گیا۔  
سوانح سال سی و بیستم ۱۱۸۰ھ

۹ رمضان ۱۱۸۰ھ کو پادشاہزادہ محمد کام بخش ولایت گجینی کے مفاسد کی اصلاح اور  
غنیم کی استقبال کے لئے بھیجا۔ بخشی الملک بہرہ مند خان اور برٹے برٹے امیر شاہزادہ  
کے ساتھ بھیجے گئے۔

جب پادشاہزادہ محمد معظم مقید ہوا تو عتاب شاہی ایسا تھا کہ اس کو حکم تھا کہ وہ حجت  
و اصلاح نہ بنوائے۔ ناظر خدمت خان کی سفارش سے اس کو ایک مدت کو بعد

جی بھائی

شاہزادہ محمد کام بخش کی رائے



سکار کا دفعہ کرنے پئے۔ باقی کی قلت اور منصبداروں کی کثرت کو خصوصاً بے شمار سرہنوں اور کنبوں کے عہدہ منصبوں پر مقرر ہونے کو خانہ زادوں کو اکثر چار پانچ سال جاگیر میں زمین ہوتی تھی جبکہ بوسہوی خان یوان تن ہوا تو یہ مقرر ہوا کہ نو ملازم منصبداروں کو چھلکا لیا جائے کہ ماؤداشت کی تیاری کے بعد جاگیر بنانے تک وہ ایام مابین کی طلب کا دعویٰ نہ کریں۔ جب جاگیر مل جائے اور اس میں کوئی تغیر ہو تو اس تاریخ تک کہ پھر جاگیر خواہ ملے ایام مابین محاسبوں محسوب ہوں۔ پہلے جو شخص ملازم ہوتا تھا وہ تعینات کیا جاتا تھا۔ اب بوسہوی خان کی مقر کیا کہ جب تک وہ جاگیر نہ پائے کہیں تعینات نہ کیا جائے مگر وہ اپنے اختیار سے کہیں تعینات ہو جائے۔

### سنوآج سال سی شش سنہ

اس سال کے اوائل میں بادشاہ گورگانوں و شکارپور سے کوچ کر کے ظفر آباد پیر میں آیا کچھ دن ٹھہر کر گلگتہ میں کہ توابع بجاپور سے ہو۔ اور ایک روزہ اس کو مسافت رکھتا تھا کوچ اور چھاؤنی کا حکم دیا۔

فضائل خان خجودار لائشا کی خدمت پر مامور تھا۔ بادشاہ سے عرض کیا کہ بعض علاقہ و محموری و قلعہ جیسے کہ مالوہ و بنگالہ و بنگلانہ و بڑنالا میں انکے آخر میں جو بے سم خط و زبانا ہندی کے بجائے تھ کے الف لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ بادشاہ نے اسکو پسند کیا اور حکم دیا کہ بجائے تھ کے الف لکھا جائے۔ بادشاہ کو معلوم ہوا کہ بسنھا کے بھائی راجہ رام کو بعض قصبات کے سرداروں نے بھائی اور باپ کی جگہ چھوڑا ہوا اور اسکے لئے بہت شک و فریب کیا ہے اور اسکو قلعہ سے نکالا ہے اور اسے فوج کی استمالت کر کے عہدہ فوجین بھائی اور باپ کی طرح جا بجا نامی نوکروں کے ساتھ تاخت و تاراج کے لئے بھیجی ہیں۔

شاہجہان کے عہد سلطنت میں نصارا کا حال بیان ہو چکا ہے کہ سمندر کے کنارہ پر بناد و بندہ میں رہتے تھے۔ بادشاہ پرنگال کے منصوبین اکثر باس کے بناد و بلاد کفار دیائے شور پر پہنچتے اور قلعہ بنگال کی پناہ میں قلعہ بنا کر رہتے اور دہات آباد کئے ہیں۔ اکثر امور میں اپنی آبادی کو ہموئی رعایا کے ساتھ کمال رعیت پروری کرتے ہیں۔ کوئی نکالیف قہ نہیں پہنچاتے۔ اور

صا وراف کا مال

راجہ رام

بناد و بندہ

احترام حفظ کلام اللہ جس بدی کر سکتا ہے۔ پادشاہ اس جواب کے بڑا خوش ہوا۔ جس میں تخفیف ہوئی اور پھر رہائی۔

آن دنوں پادشاہ پاس خبر آئی کہ قلعہ را جگڈھ جو بنھا ویو اکا حاکم نشین تھا اور پادشاہ کے ہاتھ بہت محنت سے ہاتھ آیا تھا۔ ابوالخیر و ان پادشاہ کی طرف سے قلعہ دار تھا بسنھا کے مقید ہونے کی خبر سے پہلے مرہٹوں نے اپنے غلبہ اور تسلط اظہار کے لئے ابوالخیر خان سے کہا کہ قلعہ خالی کر دو۔ اس قلعہ دار نے جان و مال و اعمال کی امان کا قول لیا اور رات کو دو تین زنانہ سوار یوں کو دو تین ڈولیوں میں بٹھایا اور باقی مستورات کو سادہ پاساٹھ لیا اور اسباب کے چند ٹپاے و صندوق و زر نقد و زیور و غیرہ ہمراہ میکہ قلعہ سے نکلا۔ مرہٹوں نے باوجود قول امان سارا اسکا اسباب توٹ لیا اور بڑی بے غری سے ابوالخیر خان اور اسکے ناموس کو چھوڑ دیا وہ فیروز جنگ کے لشکر میں چلا آیا۔ پادشاہ نے اسکو منصب جاگیر سے معزول کیا اور بندر سورت میں حج کے لئے بھیج دیا۔ مگر ایک پیر کی سفارش سے وہ پھر اپنے منصب پر بحال ہو گیا۔

ان دنوں میں سال حال کے آخر تک کل بلا دین جا بجا نرخی مقرر تھے۔ علماء و فضلاء نے پادشاہ کے خاطر نشان کیا کہ تعین نرخ خلاف شرع ہے۔ ہر فرد شہرہ کو اپنے مال کا اختیار ہے کہ جس نرخ و قیمت پر چاہے بیچے اسلئے پادشاہ نے حکم دیا کہ کل بلا دین سے نرخ موقوف نہ ہو جائیں اور کسی کو نرخ کی بدعت نہ دی جاے اکیلا و حکم یہ ہوا کہ منداہے پادشاہ ہی کے منصب یا دداشت مرتب ہونے کے بعد منصب داروں کے پاس ہوتا ہے وہ بخششوں کو ضرر میں رہے اور سرشتہ پہرہ دفتر کا بچہ ہے۔ وہ اس دداشت میں لکھا جاے۔ محاسبہ جاگیر دار بھی کی طرف رجوع کرے اکثر طلب کار منصب داروں پر نکلے اور اس سبب رجوع محاسبہ کے لئے سزا دل تعین ہوتے اور منصب پہنچ کر کے رجوع محاسبہ کی راہ سے

ابوالخیر خان قلعہ را جگڈھ۔

الحکم الہی

نواز کا ان میں مروج ہے۔ اور سوا اس کے جسکو اشرفی کہتے ہیں ایک اور تانبے کا سکہ  
 ہے جسکو بزرگ کہتے ہیں ایک سو کے چار بزرگ ہوتے ہیں۔ احمد فتح کن بادشاہ کا حکم کے  
 ناک میں چلا نہیں اور لڑکی کی شادی کرنے کے وقت دہات کو اسکے جہیز میں دیدتی ہیں۔  
 گھر کے اندر باہر کا کل اختیار بیوی کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ بیوی ان شوہر پر تسلط رکھتی ہیں۔  
 انکے مذہب میں ایک بیوی کے سوا دوسری بیوی کرنی جائز نہیں پرتگیزیوں کا رے بڑا  
 کپتان گو وہ میں رہتا ہے اور سب کپتان اس کے محکوم ہوتے ہیں جب بادشاہ کو پرتگیزیوں  
 کی رشتی اعمال پر اطلاع ہوئی تو ابتدا میں مختبر خان فوجدار گلشن آباد کے نام حکم صادر  
 ہوا کہ وہ اور فوجدار ون و ہشیون کی مدد لے کر اس ضلع کے جہاں سے اس طائفہ کی  
 امتیصال اور اخراج میں کوشش کری۔ مختبر خان اور ون کی کمک مدد کا محتاج نہ ہو بہت  
 زیادہ بکھتا تھا۔ قلعہ گیری کا سامان جمع کر کے پرتگیزیوں کے دھات پر تاخت و تاراج  
 شروع کی اور ایک وچھوٹے قلعوں پر کہ مصالح جنگ نہیں رکھتے تھے۔ تاخت و یورش کی  
 جنگ میدان میں یہ جماعت عاجز ہے اور بندوق و نیم شیر کو جو سیخ کی صورت لکھتی  
 ہے اور ہتیار نہیں رکھتی۔ اور ان با پس گھوڑی نہیں ہوتے ہیں۔ وہ پہلے حملہ میں بھاگ  
 گئے اور بہت سے پرتگیز قلعہ دمن اور بسی میں چلے گئے۔ اور ایک جماعت فرنگیوں کی  
 مع زن و فرزند اسیر ہوئے۔ دو قلعے چھوڑ کر وہ بھاگے وہ مختبر خان کے قبضہ میں آئے اور اس  
 قوم میں ایک تہلکہ مڑ گیا اور قلعہ دمن اور بسی میں آنکر انکے برج و بارہ کو مستحکم کرنے لگی۔  
 کو کو عنادول شاہی کے نقلقہ کے کپتان گو وہ کو اسکی اطلاع ہوئی وہ بجائی صوبہ دار  
 کل اور نائب متقل پرتگال کا ہے۔ یہ جماعت اپنے تئیں دریا کا صاحب اختیار  
 جانتی ہے اور روئے دریا پر جنگ نہ میں جیسا وہ تردد کرتے ہیں ایسا کسی اور  
 قوم سے نہیں ہو سکتا اسنے عوذا رشت کمال تضرع اور عجز کے ساتھ بادشاہ کی  
 اور مقرران حضور کی خدمت میں بھیج جو حسین مندرج تھا کہ ہم تمہاری طرف سے  
 بے تنخواہ کے نوکر ہیں جو رے دریا کے مفندون کے شر کو دور کرتے رہتے ہیں۔

مسلمانوں کے واسطے ایک جدا پورہ آباد کیا ہی۔ اور ایک مسلمان کو اس میں قاضی مقرر کیا ہے۔ معاملات جزئی اور نکاح کی تسفیح اسکے حوالہ کئی ہیں لیکن ہاں واج بانگ مصلوۃ کی جگہ ہیں اگر کوئی نامراد مسافر کے تعلقہ میں وارد ہوتا ہے۔ اگرچہ اسکو ضرر نہیں پہنچائے لیکن وہ نماز ملا تشویش نہیں پڑھ سکتا دریا میں بر خلاف انگریزوں جہازوں پر دست تعدی نہیں گزار کرتے مگر اس جہاز پر جبکہ قول موافق اور دستور مقرر کے حامل نہ ہوا ہو۔ یا عرب و مسقط کا جہاز ہو کہ ان دونوں فرقوں سے انکو قدیم عداوت ہو اور قابو پا کر ان دوسروں جہاز پر تاخت کرتے ہیں۔ یا بندر و در دست کا کوئی جہاز محبوب تباہ ہو کر انکے ہاتھ میں آیا ہو تو اسکو وہ اپنا شکار سمجھتے ہیں پر ان امراء کا کم یہ ہو کہ انکے تعلقہ کی رعایا میں کوئی مرجائی اور اسکا کوئی فرزند نابالغ ہو اور سپر کلان ہو سکے اطفال کو اپنے بادشاہ کے کمر کا بیت الما جان کر اپنے کلیسا کے معبد خانہ میں لیجاتے ہیں پوری انکا اسکو احکام مذہب سے حسابی سکھاتا ہے خواہ وہ سید مسلمان کا یا برہمن کا لڑکا ہو اسکو اپنے مذہب میں لاتے ہیں وغلاموں کی آئے خدمت لیتے ہیں۔ کو کن عادل شاہی میں دریا کے متصل انکا قلعہ معمورہ گوہر شاہ ہے وہ پرتگیزیوں کا حاکم نشین ہے اور پرتگال کی طرف مستقل کپتان ہاں ہوتا ہے اور بنادر اور دہات سیر حاصل آباد کئے ہیں ہوا انکے چودہ پندرہ کوس سورج مال جنوبی طرف سرحد یہی تک تعلقہ انگریز و سرحد حبشیوں کی ہے جسکو کوکن نظام شاہی لکھتے ہیں۔ پرتگالت بنگالہ کے تخت کے پہاڑوں کی پناہ میں اور گلشن آباد کے جہان شوارنگا کے جوار میں۔ آٹھ سات قلعے چھوٹے بڑے بنائے ہیں۔ ان میں سو دو قلعوں کا نام ڈائن بسی ہے جسکو سلطان بہادر گجرات کے قول اور اذن کے بہانہ سے بنایا ہے اور ان کو کمالی حکم کیا ہے اور اس میں ہات آباد کئے ہیں اگرچہ یہ ملاح انکے تصرف میں چار پچاس کوس طول میں ہی مگر عرض میں ڈیڑھ کدوہ سے زیادہ نہیں وہ پہاڑ کی ترائی میں جہاں اعلیٰ مشل نے سکروا تناس و سرخ کی کاشت کرتے ہیں اور انکی زمین میں اشجار نابریل و فلفل بہت ہیں اور بہت محصول کار و پیہ حاصل کرتے ہیں اور ایک سکرونگ قیمتی

اہل دیوان کو حکم دیدیا کہ اسکا بند و بست کیا جائے۔ خوبوزہ کا محصول اذروئے  
جب بنیہ مقرر ہوا پہلے بادشاہی باغون کے دروازے کھلے رہتے تھے خلعت اسے شمع  
ہوتی تھی۔ مگر محرم خان نے حکم دیدیا کہ سب باغات کے دروازے مغل ہوئیں اور خالص  
حالتوں میں وہ کھولے جائیں۔

ابو الحسن کی چار لڑکیاں ناکہ خدا تھیں۔ بڑی لڑکی نے شادی سے انکار کیا۔  
اور یہ درخواست کی کہ میں بادشاہ کے ہاتھوں پر وضو میں پانی ڈالنے پر مقرر ہو جاؤں  
مجھے اس پر فخر ہو۔ ورنہ باقی لذات دنیا سے مجھ اجتناب ہے۔ بادشاہ نے اسکا یومیہ  
مقرر کر دیا اور اسکو باب باس ہنودیا ایک بیٹی کی شادی سکندر جی پور سے کر کے  
اسکو جس میں اسکا بھرم بنایا اور تیسری لڑکی کا عہدیت خان سپہ سالار خان سے  
عقد باندھا۔ اور چوتھی لڑکی کو نقشبندیہ خاندان میں بیاہ دیا جسکو ابو الحسن نے پسند  
نہیں کیا۔

روح اللہ خان میر خٹھی کہ امراے موروٹی میں تھا اور بادشاہ کے مزاج سے  
اشتنا تھا اور خلق کی برآمد کار میں کوشش کرتا تھا وہ مر گیا تاریخ وفات اسی  
(روح در تن ملک ماند) ہوئی بادشاہ اکی عیادت کو گیا اور اسکی مغفرت کے لئے  
دعا پڑھی۔ اسنے یہ شعر پڑھا۔

چہ بنا زرفہ پاشا ز جہان نیاز مند کہ بوقت جا سپرد بشتیں سیدہ ہائے  
محمد باقر حاکم بندہ سورت کسی قصور کے سبب سورت سے بدلا گیا۔

فضیلت پناہ سیاح روح اللہ نے جو پڑا عالم بھر تھا اور اسکی تحریر بادشاہ پر پورا اثر  
کرتی تھی اور بادشاہ اپنی دستخط خاص سے اسکو خطوط لکھا کرتا تھا۔ وہ ارباب حاجت  
کی سفارش میں زیادہ جرأت کرتا تھا۔ اسنے محمد باقر اور اکیا ور حکیم کی سفارش  
کی۔ بادشاہ نے دونوں کے قصور معاف کر دیے مگر بعد معاف کئے لکھا کہ مجھو ادیا کہ  
آپ فقیر اور فاضل ہیں علماء و فقرا کے باب میں لکھا کہ کچھ لیکن ایسا آدمی کچھ بارہ میں

ابو الحسن کی چار لڑکیاں۔

روح اللہ خان کی وفات۔

سیاح روح اللہ کی سفارش۔

فرمانروایان سلف نے ہمارے بزرگوں کو زمین کا ایک پرچہ ناکارہ کنارہ دریا پر دیا تھا اسکو آباد کر کے آپ کی خدمت بجا لاتے ہیں اگر ہمارا رہنا حضور کی مرضی کے خلاف ہو تو ہم خانہ بدوش ہیں اور ہمارا اہلی گھر اور مکان رو دریا ہے جہازوں میں سوار ہو کر محاطات دریا میں مشغول ہوں گے ہمارے پادشاہ کا حکم ہے کہ ہندوستان کے پادشاہ سے مقابلہ و پرخاش نہ کرنا۔ انہوں نے پادشاہ کے حواشی و صاحتے اروں کے لٹو تھنے و پھٹے بھیجے تھے۔ مہربان شاہی نے پادشاہ کی خاطر نشان کیا کہ جب تک خشکی کے بند و بست کے امور میں قطع سے بالکل خاطر جمع نہ ہو پر تگیزوں سے بگاڑ کر زہور خانہ دریا کو شور میں نہ لانا چاہئے۔ اسلئے پادشاہ نے پر تگیزوں کی تفصیر معاف کر دی اور اسیران فرنگ کو چھوڑنے کا حکم معتبر خان ما پس بھیج دیا۔

مرزبانان بھی و ہنجا ورتوابع بجا پور شہور سرکش تھے۔ اور خزانہ انکا محمود تھا وہ سبھا مقبول منصوبوں میں سے تھے اور قدیم سدرام راجا بیجا نگر کے ملک میں سے وہ کہہ جاتے تھے اور ہمیشہ بجا پور کے فرمانروایوں سے مخالفت کرتے تھے ۲ و تین مضبوط قلعے باہم ہوتے تھے۔ اس وقت وہ زیادہ شوخی کرتے تھے۔ سنا ہزارہ کام بخش انکی تبنیہ کے لئے مقرر ہوا۔ حمزہ الملک اسلئے خان اتالیق اور احتفا د خان جبکہ خطاب و الفقار خان نصرت جنگ کا ملا تھا۔ ہراول مقرعو اور عبدلرزاق خان لاری کو کج عا دل شاہی کا فوجدار مقرر ہوا۔

ابتداء سے کہ تیمور کے تصرف میں ملک دکن آیا۔ خربوزہ گراما محصول معاف تھا دریا کے کناروں کے رہتی میں غریب غبا خربوزہ ہوتے ہیں انکے محصول سے عا ل بادشاہی اور جاگیر داروں کے تصرف میں کوئی دام و درم نہیں آتا تھا اور سررشتہ زمینداری اور تنخواہ اہل دیوان میں وہ داخل نہ تھا اندون میں کہ محرم خان عرف خواجہ باقوت اسلئے غات شاہی کا داروغہ مقرر ہوا اور اسکو معلوم ہوا کہ دریا کے کناروں پر مالوہ کا کچھ بند و بست نہیں ہوا اسلئے پادشاہ سے عرض کیا کہ خربوزوں کا محصول نہیں لیا جاتا اس سبب سے بہت روپیہ رائگان جاتا ہے۔ پادشاہ نے

بھیجی کرکے

خربوزہ محصول

کہ سنشا ہزارہ مغر الدین پر نالہ کا معاہدہ کر رہا ہے اسے مصلحت یہ جاننا کہ چاہے  
خود سریم پوری جا کر انتظام کرے۔

## سفر پنج سال سی و ہفت سالہ۔

بادشاہ کے حکم کے موافق فیروز جنگا نے بہادر گدھ میں چھاؤنی ڈالی تھی اسکے  
نام حکم کیا کہ خود چہرہ جا کر مخالفوں کی تہنید کرے۔ اور اس ضلع کے قلعوں کو  
تسخیر کرے۔ سبھکا کے مقتول ہونے کے بعد راجہ رام کی طرف سے ملک قیدیم جہاں  
کی تاخت و تاراج کے لئے مرہٹوں کے نامی سردار بھیجیل گئے تھے۔ اور افواج بادشاہی  
کے طواف میں شوخی و دست اندازی حد سے زیادہ شروع کی جسکی تفصیل میں  
رجہ کرنا سررشتہ سخن سے دور پڑنا ہی۔ ان سب سرداروں میں دوسرا سنشا کھنڈ  
پور اور دھنا جادو بیڑے بیڑے۔ ہندو میں ہزارہو اور جنگی انکے پاس موجود  
تھے اور اور مرہٹے صاحب فوج انکی اطاعت و رفاقت کے لئے موجود تھے بادشاہ  
فوج کے سرداروں کو اسنے چشم زخم عظیم پہنچا سنشا جی نے مشہور معجروں کی تاراج  
اور عمدہ امرا و سر فوج شاہی کے مقابلہ میں ایسی شہرت پائی تھی کہ جس سے کسی  
مقابلہ و مقابلہ ہوتا اسکو سوا اسکے چارہ نہ تھا کہ کشتہ ہو یا زخمی ہو کر اسیر ہو۔ یا  
ہزیمت یا کہ فوج و بہیر کو غارت کر کے جان بچانے کو دوبارہ زندہ کی جانے جس طرف  
وہ پیکار کے لٹو جاتا۔ لٹ کر شاہی لڑنے لگتا۔ اور کوئی ذمی و قار امیر پادشاہی اسکے  
مقابل میں نہ کرنا باندھتا۔ چنانچہ اسماعیل خان یکہ تازہ جو دکن کے مشہور سرداروں  
میں سے اسکے مقابلہ میں اول ہی حملہ میں اپنی جگہ سے ہل گیا اور تمام فوج اسکی غارت  
ہوئی اور زخمی ہو کر اسیر ہوا۔ بہت روپیہ دیکر چھوٹا۔ اسی دستور پر رستم خان عرف  
شرزہ خان ضلع ستارہ میں اس سے لڑا۔ ساری بہیر اور جو کچھ پاس تھا برباد کیا گرفتار  
ہوا۔ بہت روپیہ دے کر نجات پائی۔ ایسے ہی علی مردان خان عرف حسین جنگ  
حیدر آبادی شش ہزاری نے سنشا سے کارزار کر کے بہیر اور فوج کو برباد کیا۔

مرہٹوں کی بادشاہی کے سربراہ فوج۔

ظلم کا پیشہ اختیار کرنے میں کچھ نہ لکھا جائے اس لئے کہ نص کلام فقہ ہے کہ ظالم کی اعانت کرنی ظلم میں شریک ہونا ہے۔

جہم دکن کو بڑا امتداد ہوا۔ تیمور یہ خزانہ اند و خستہ خالی ہوا پائے باقی کی قلت اور ارباب طلب کی کثرت حد سے گزری۔ روح اللہ خان کو نئے ملازموں کی مثل پیش کرنے کا شوق تھا۔ پادشاہ نے ایک دفعہ بید باغی سے اسے کہا کہ ہم نے بار بار کہا ہے کہ نوکر ہو کر کام نہ کرو۔ تو کس واسطے آدمیوں کو جواب نہیں دیتا۔ روح اللہ خان جواب عرض کیا کہ ہندوستان کی دولت سلطنت خداداد ہفت اقلیم کی سلاطین کا ملکا ہے۔ ہم خانہ زادوں کی زبان سے ارباب حاجت کے لئے کلمہ یا س نکالنا یا پس دے دور ہو۔ عرض کرنا ہم پر واجب ہے۔ قبول کرنے کا اختیار و نیعت کو ہے۔ ان ہی دنوں میں مخلص خان بخشی ہوا وہ چاہتا کہ میں روح اللہ خان سے بھی زیادہ خلق پر درخیش کھولوں۔ وہ نئے ملازم رکھنے پر زیادہ جرات کرتا تھا۔ پادشاہ ان بخشیدوں پر بہت خفا ہوا کہ ہم نے بار بار حکم دیا کہ تم کو نوکر درکار نہیں پھر تم کیوں نوکر رکھتے ہو اور اسکی قباحت کو نہیں سمجھتے۔ دونو بخشی خفا ہو کر گھر جا بیٹھو۔ اور پیشکاروں سے کہہ دیا کہ آدمیوں کو جواب دیدو۔ نئے ملازموں کی سند و ہناد جاری نہ کرو۔ پس ارباب حاجت کے لئے دروازہ بند ہوا۔ ایک جماعت برسوں سے پادوسی کر رہی تھی مایوس ہو کر فکر فاسد کرنے لگی خیمہ خیمہ پر پٹری پھرتی تھی۔ ہر کاروں کی زبانی معلوم ہوا کہ راجا رام نے جاجا ملک کی تاخت کے لئے آٹھ قلعوں کی تسخیر کے واسطے جو پادشاہ کے قبضہ میں آئے ہیں فوجیں بھیجیں چنانچہ توابع بیجا پور میں بہت بڑا مضبوط قلعہ بنا لیا تھوڑے ترودے سے اجہ رام کے منصوبوں کے تصرف میں آگیا ہے۔ قلعہ ارپادشاہی نے اس وقت کہ کار ماتھ سے جاجا کا تھا خبر پا کر لا حاصل دست یازی کی اور زخمی ہو کر اسیر ہوا۔ پادشاہ یہ خبر سن کر بہت غمزدہ ہوا اور اسنے کہا کہ یہ نالہ نہ رفت بیجا پور رفت۔ بہرہ مند خان کو بھیجا چاہا تھا

نوکر و ان کا کھانا۔

آج سے تھوڑا سا عرصہ تھا۔



اس ناخوشنودی کو اور بڑھا دیا۔ بہرہ مند خان نے شاہزادہ سے ایسی چکنی چٹری باتیں بنائیں کہ اس نے بادشاہ پاس جانے کی اسکو اجازت دیدی۔ جیجی مین لک کر آیا۔  
 خلیفہ حضرت جنگ نے استقبال کیا اور ملازمت حاصل کی۔ دیوان خانہ مین پادشاہزادہ بیٹھا جمعدۃ الملک حضرت جنگ سرفراز خان بیٹھنے کی اجازت پائی۔ سید شہزادہ پسر سید جہان خان بارہ جولہ حضرت جنگ کی چٹنی کا موقع تھا اسکو بیٹھنے کی اجازت نہ ہوئی تو وہ دیوان سے رنجیدہ ہو کر چلا گیا اس مقدمہ کو آدمیوں نے پدرو پسر سبایت کے لہو پادشاہزادہ کے ساتھ مقدمہ مرتب کیا اور انکو بیٹھا یا کر پادشاہزادہ ہمارے حال پر متوجہ نہیں ہوا اس انٹار مین شاہزادہ و راجہ رام کے درمیان شہرت مخفیہ ہونے لگی۔ حضرت جنگ سے بات سے آگاہ رہتا تھا۔ وہ قلعہ کے اندر ہزار روپیہ روز جاسوسوں کو دیتا تھا اس از و نیاز کی باتوں پر حقیقی اطلاع اسکو ہوئی تو باپ بیٹوں نے پادشاہ کو اطلاع دی اور پادشاہ کی اجازت سے وہ حجاز ہو کر راؤ دلپت بوندیلہ کو شاہزادہ کے دولت خانہ پر شہر و حلقہ در بنایا جمعدۃ الملک کی بے اجازت سواری اور دیوان اور مرد بیگانہ کی آندوش نہ ہوتی آئیں گی بر ملا ہوئی قلعہ کے جاسوسوں سے یہ امر حقیقی ہو گیا کہ شاہزادہ اس سب کے جمعدۃ الملک اور حضرت جنگ سے موافقت نہیں کھتا وہ اپنے لوگوں کے ساتھ اندھیری رات مین قلعہ چھٹی کے اندر جانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ پدرا و پسر روستاؤں کے مشورہ کیا۔ سبے متفق ہو کر چوکی اور داروگیر کو پادشاہزادہ کے دروازہ پر زیادہ کیا اور ایک دوسرے کے مشورت سے دو قلعہ کے تھانہ داروں کو طلب کیا یوں دفعۃً واحد جو دو قلعہ سے سپاہ اٹھی غنیمت مطلع ہوا وہ اپنی توڑک جمعیت کے ساتھ مقابلہ میں آیا۔ لڑائی ہوئی۔ جمعدۃ الملک پادشاہزادہ کی بیگمہ کی محافظت مین اور حضرت جنگ مورچال مین کلان توپوں کے اور اور قلعہ گیری کے مصلح اٹھانے مین ایسی فطرتی آئی کہ وہ تھانہ داروں کی کمک کر کے ہر ایک نے اپنے لہو آپ تدبیر کی۔ اسماعیل خان

وہ خود زخمی ہوا اور ایک جماعت اسکے ساتھ زخمی ہو کر گرفتار ہوئی۔ وہ دو لاکھ روپیہ دیکر اور اسکے ہمراہی اور روپیہ دیکر رہا ہوئے۔ سرحد کرناٹک پر سنبھلی سوجان نثار خان اور تہور خان سولڑائی ہوئی۔ جو سرہٹوں کی تنبیہ کے لئی مقرر ہوئے تھے۔ فوج پادشاہی بڑی ہزیمت ہوئی۔ تمام فوج اور توپخانہ اور بہر غارت ہو گیا۔ جان نثار خان زخمی ہو کر بہت کوشش کر کے جان کو سلامت لے گیا۔ تہور خان مردوں اور زخمیوں میں پڑا۔ دوبارہ سولڑائی کو غنیمت سمجھا اور ایسے بڑے بڑے آدمیوں کو جو لڑائی میں شریک تھے صدر ہنچا بہت سے مقید ہوئے۔ بعضوں نے خیلوں کی جان بچائی۔ جب پادشاہ کو یہ خبریں ہوئیں تو وہ دل میں رنجیدہ ہوا۔ مگر نظا ہر یہ کہا۔ بندہ کا اختیار نہیں ہے۔ سب کچھ خدا کی طرف سے ہے۔ مراد خان خان جہان سولڑا کے اس مقولہ کو عرض کیا تو اس نے کہا کہ یہ خبر ہے عالم بالائین عرض کر رہا نہیں ہوتی کہ دیوین لیون جس کسی کو روز ازل میں پیدا کیا۔

جمہور الملک قلعہ نندیال کو فتح کر کے کھر یہ میں آیا تھا جو سرحد کرناٹک حیدر آباد پر ہوئیں چھاؤنی ڈالی تھی۔ شاہزادہ کام بخش کو پادشاہ نے قلعہ واکن کھر یہ کی فتح کے لئی بھیجا تھا اور اس مهم کے اہتمام کے لئی بخشی الملک بہرہ مند خان کو اسکا شریک کیا تھا۔ جب اس خدمت پر بخشی الملک ورج اللہ خان مامور ہوا تو پادشاہ کے حکم سے وہ جمہور الملک کی کمک کے لئی مقرر ہوا۔ جب کھر یہ آیا تو پادشاہ کا حکم آیا کہ وہ جمہور الملک کے ہمراہ ذوالفقار خان نصرت جنگ کی کمک لے جائے۔ وہ قلعہ بخشی کا محاصرہ کر رہا تھا۔ غنیم کے هجوم سے اور رسد کے نہ پہنچنے سے اس پر کاربند ہوا۔ پادشاہ شاہزادہ جوانی کی قوت رکھتا تھا۔ خوشامد دوستی کے فریب میں آیا ہوا تھا۔ حسب تجربہ آخر میں کی باتوں پر توجہ نہیں کرتا۔ آخر مسافت بعد منزل بمنزل قطع کرتا تھا اور اس ضمن میں سیر و شکار بھی ہوتا جاتا تھا اور گھوڑے پر سوار ہو کر اول سے آخر تک راہ چلتا تھا۔ جمہور الملک بڑھا تھا۔ وہ ادب کی رعایت کر کے گھوڑے پر شاہزادہ کے ساتھ جاتا تھا۔ مگر گھوڑے پر سوار ہونے سے وہ ناخوش و آرزوہ خاطر ہوتا تھا۔ زمین الفت میں گورہ شکوہ کے اندر دانہ کلفت ہوتا ہے اس سے مخالفت پیدا ہوئی اور بداندیشوں نے

قلعہ بخشی کی تمام دستبرد کا مہم میں کامیابی کا بیان نہ لایا ہوتا۔

# سوانح سال سی و ہشت ۱۱۲۰ھ

امیر لارہ شائستہ خان ناظم الکبر آباد کا انتقال ہوا وہ محاسن خلاق بین شجرہ آفاق تھا اس کو لاکھون پیسہ بیج کر کے بہت پل بنایا اور سر زمین تعمیر کرائیں۔  
بادشاہ نے حکم دیا کہ حضور میں اور تمام صوبجات میں سوار راجپوت کوئی اور ہندو ہتھیار باندھی  
فیل و بالکی واسطہ عزتی و عوی پر سوار نہ ہو۔

ایک پادشاہی جہاز کا نام گنج سوائی تھا کہ بندر سورت میں آئے بڑا کوئی جہاز اور نہ تھا۔  
ہر سال وہ بیت اللہ کو جاتا تھا۔ مخدو جدہ میں ہندوستان کی اجناس بچوں سے ڈھائی لاکھ  
روپیہ نقد و زبر سرنج و ربائل حاصل ہوئی تھے وہ اس سال کو لئے بندر سورت کو آتا تھا۔ محمد ابراہیم  
ناخدا تھا جسے آہنی چلکے بنا کے اپنے ساتھ لئے کہ دریا میں غنیمت کو اور اسکے جہاز کو  
گرفتار کرے اس جہاز میں اسی توپیں تھیں اور سوار اسکے اور چار سو صندوق اور آلات جنگ کے موجود  
تھے۔ بندر سورت سے آٹھ نوروز کی راہ پر جہاز تھا کہ مقابل میں ایک انگریزی جہاز نمودار ہوا۔ جو  
بادشاہی جہاز گنج سوائی کی نسبت بہت چھوٹا تھا اور غیرے جو تھے حصہ کی برابر مصالحہ جنگ  
کھٹتا تھا۔ جب انہیں گولہ رس فاصلہ رہا تو جہاز شاہی سے دل فٹھ ایک توپ غنیمت کی طرف چھوڑی  
گئی نصیبوں کی شامت یہ توپ بھٹ گئی اور اسکے لوہے کے ٹکڑوں کے لکڑی سے تین چار آدمی  
منازع ہوئے۔ اور اسی انشائیں دشمن کے جہاز کا گولہ جہاز گنج سوائی کے چوب میان پر لگا جس کو  
دریا نور دون کی اصطلاح میں ڈول جہاز کہتے ہیں اور جہاز کی سلامت روی کا مدداسی پر  
ہو جسے جہاز کو معیوب بنایا۔ انگریزی جہاز کے آدمیوں کو اسکی اطلاع ہوئی۔ وہ دلیر ہو کر  
اپنی جہاز کو بادشاہی جہاز باسل لائی۔ اور یورش کی۔ جہاز کے اندر ان کرشمہ سے ڈرائی ہوئے  
ہوئے۔ باوجودیکہ جنگ شیر میں نصرانی جرأت نہیں کھتے۔ جب چار پر انگریزوں کے غلبہ کا اثر ہوا  
محمد ابراہیم ناخدا جو بجائے فوجدار جہاز ہوتا ہی۔ جہاز کے تختہ ناخن کے بیچ چھپا اور ترکہ  
گنیزین کہ تختہ میں خرید کر کے اپنی سریت بنائی تھی۔ انکے سر پر حیرہ باندھا اور تلوار تھہ میں دیکے جنگ  
ترغیب دینے لگا کہ وہ نصرانیوں کے ہاتھ میں گرفتار ہو میں اور انگریز تمام جہاز پر تصرف ہوئی

شاہ لارہ شائستہ خان

جہاز گنج سوائی

لکھانے کے ایک عہد سردار تھا اور عقب میں اسکا تختہ تھا جنگ میں استقامت کی  
 سنا نے اسے شکست دیکر مقید کر لیا اور نصرت جنگ سورج پان بھانے میں لے  
 لی۔ بڑی بڑی توپوں میں مینجین ٹھونک کر انکو بیکار کر دیا اور باقی سب سب کو بنگاہ  
 میں پہنچا دیا۔ اس ضمن میں غنیم نے اطراف سے خاطر جمع کر کے فرحان و شاہان نازان  
 و تازان ایک کھ پیادہ و سوار لیکر نصرت جنگ کو گھیر لیا۔ مرہٹوں نے بڑی شجاعت  
 کی مسلمانوں کی موت آئی مگر خان بہادر و ہزارہ سواروں کی ایسا لڑاکہ دشمنوں  
 بھگادیا اور ایک ایک آدمی انکے مار ڈالے۔ خود ہاتھی پر سوار ہو کے حصار کے دروازہ  
 پر گیا۔ اہل حصار نے دروازہ بند کر لیا۔ بادشاہی لشکر کو ایک ہزار گھوڑیاں جنگ  
 سوار قلعہ میں جا چھپو اور چار سو گھوڑے اور چار فیل ہاتھ لگے۔ بادشاہی آدمی بھی  
 غنیم کے آدمیوں کی برابر مائے گئے۔ اور کوئی آدمی ایسا نہ تھا جو زخمی ہوا ہو۔  
 آخر فور میں خان بہادر اپنی بنگاہ میں پہنچا اور جدۃ الملک سے ملا۔ دونوں باپ بیٹے  
 شاہزادہ کے دولتانہ میں گستاخانہ گئی۔ اور اسکو اپنے اختیار میں کر لیا غم فقو لاشر  
 تھا۔ سپاہ میں استقامت کی۔ توانائی نہ تھی۔ دشمنوں کی گتیر نہ صلح کر کے کوچ کیا  
 اور ملک بادشاہی میں آگئے۔ اس لٹاؤ میں بادشاہ کا حکم آیا کہ شاہزادہ کو  
 محرم خان کے ساتھ ہمارے پاس بھیج دو۔ چار مہینے بعد قلعہ فتح ہوا اور اسکا  
 حال آئندہ آئیگا۔ ۲۰ سوال کو جنجی سے کام بخش بادشاہ پاس آیا۔  
 شاہزادہ محمد اعظم شاہ کو استقار ہوا۔ بادشاہ نے شیشہ کی پالکی بھیجی۔ وہ  
 ربیع الاول سنہ ۱۱۵۰ کو بادشاہ کی خدمت میں آیا۔ علاج سے اس مرض ملک  
 سے اسنے شفا پائی۔ بعض نے لکھا کہ حضرت علی مرتضیٰ نے خواب میں آن کر  
 اسے اچھا کر دیا۔

شاہزادہ محمد اعظم

سادات بارہ نے تہ و اختیار کیا بادشاہ نے انکو سزا دی کہ ٹھیک بنایا

کرتے تو ان میں نقد زرسفید و سرخ و ابرائیسی و ریال ہوتے ان کی جاسوسی کرتے  
جس جہاز کو زیادہ مالیت کا جانتے اس پر تاخت کرتے۔

## سوانح سال سہیہم

۱۱۰۶ھ

۱۲ شوال ۱۱۰۶ھ کو بادشاہ نے نورس پور اور افضل پور سے کوچ کیا۔ اور  
اس کو موضع برہمن پوری میں فرمایا بھارہ بھام کے کنارہ پر لایا۔ اور اس ویرانے کو اپنے  
انے سو آباد کیا اور اس کا نام اسلام پوری رکھا۔ امرا کو عمارات بنانے اور غبار کو چھپر چھوڑنے  
دالنے کا حکم دیا۔ اس سال کا بڑا سختی خان خان زاد خان مخاطب روح اللہ خان نامی  
وصف شکن خان اور امرا و نامی کا سنتا گھوڑ پرہ کے ماتھے میں گرفتار ہونا ہی تفصیل اس حال  
بطور اختصار یہ ہے۔ جب بادشاہ پاس سنتا کی تاخت و تاراج کی پیہم خبریں آئیں۔  
اور اس کو معلوم ہوا کہ سنتا اپنے گھر کو جاتا ہے اور اس کا عبور لشکر سے اسی کروہ پر ہوگا  
تو قاسم خان کو جو ضلع دندیری کا فوجدار تھا اور کسی تقریباً آدنی کے قریب آیا  
تھا حکم ہوا کہ وہی جمعیت کے ساتھ وہ معبر سنتا پر جائے اور خان زاد خان وصف شکن خان  
اور اصالت خان محمد مراد خان اور اور نصرت اران خاص جلو کے اور خاص چوکی کے اور  
ایک طاعت کثیر ہفت چوکی و تو خاندہ کی سنتا کی متنبہ کیے مقرر ہوئی یہ ارجمادی الآخر  
اس لئے کہ سنتا کا معبر تھا چہ کہ وہ کے فاصلہ پر لشکر ایں میں ملے۔ قاسم خان کا انتہا  
آدنی میں تھا اس نے چاہا کہ میں خان زاد خان اور درون کی ضیافت خاطر خواہ کروں  
بہت سانا اسباب ظروف طلا و نفقہ و سی و جینی قطع سے نکال کر دوسرے روز اپنے پیش خان  
اور ایک امیر کو پیش کردہ کے فاصلہ پر بھیجا۔ عنین کو پیش خان نے کی خبر ہوئی اس نے اپنی جمعیت

سنتا کی خبر سے امرا و خان

اور جہاز میں جو زلفہ سرخ و سفید تھا اسکو اور بہت فید لون اپنی ساتھ جہاز پر لے گئے  
تو انکا جہاز بڑا بھاری ہو گیا۔ پادشاہی جہاز کو خشکی کے کنارہ پر پہنچنے سے قبل  
اور قریب ایک ہفتہ کے مال کی جستجو میں اور مردم جہاز کے برہنہ کرنے میں اور بیرون جوان کی جستجو  
کی بے ناموسی میں کوشش کی پھر جہاز اور مردم جہاز سے ہاتھ اٹھایا بعض باغیرت عورتوں کی اپنی  
صحبت کا پاس کر کے اپنے شینگ سمندر میں ڈبوایا اور بعض نے خنجر اور کارڈ سے اپنا کام تمام  
کیا۔ جب پادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا اور بندر سورت کے سواخ نگار نے روپیہ سکوانگریز کا  
کہ بنی میں اپنے پادشاہ کے نام سے بنائے تھے۔ پادشاہ پان بھیا تو پادشاہ نے حکم دیا کہ  
بندر سورت میں جو انگریزوں کے گمشدہ تجارت کرتے ہیں انکو پکڑ لیں اور اعتماد خان صدی  
سورت و سیدی با قوت خان کو لکھا کہ وہ بنی کی تھیکہ کا ٹکڑ کریں۔ یہ فساد دونوں تارکا  
انگریزوں نے بڑی و بارہ کی تعمیر میں اور دشوار گزار راہوں کے بند کرنے میں پہلو سے  
زیادہ تردد کیا۔ اعتماد خان صدی بندر سورت قلعہ بنی کے احکام اور بند و بست  
کو جانتا تھا کہ وہ علاج پذیر نہیں ہو اور کلہ پوشیوں کے ساتھ کاوش و شورش میں ہوا  
اسکے کہ بندر سورت کے محل میں خلل پیدا ہو گا اور نہ ہی وہ پادشاہی کفایت شعار  
میں تھا۔ یہ نہیں چاہتا تھا کہ محصول پادشاہی کا ایک دہیہ تلف ہو۔ ہر چند اسے نظا ہر  
انگریزی گمشدوں کو مقید کیا لیکن باطن میں وہ انگریزوں کی بدنامی کے دفع کی  
تدبیر کرتا تھا۔ جب انگریزی گمشدے مقید ہوئے تو رو سے دریا یا کنارہ دریا پر کسی  
منصب دار پادشاہی کے آنے کی خبر سنتے تو وہ اسکو اپنے گمشدوں کی عوض میں  
مقید کیے۔ اس مقدمہ نے طول پکڑا۔ جزیرہ بنی کا محصول دو تین لاکھ روپیہ ہوتا  
نہ تھا وہ فوغل اور نار جیل سے حاصل ہوتا تھا اور انگریزوں کا سرمایہ تجارت میں  
لاکھ روپیہ سے زائد نہ تھا۔ باقی دولت کا مدار راہ کعبۃ اللہ کے جہازوں کی...  
دست اندازی پر تھا جو سال دو سال میں ہو جاتی تھی وہ ان جہازات سے جو  
ہندوستان کی اجناس کو بندر مخدہ و جدہ کو جانے کچھ سوار نہیں رکھتے لیکن ہر صورت

اور جو کچھ ساتھ تھا وہ خرچ ہو گیا تھا۔ کچھ دیر تک ان کی کاغل مچا آخر کو وہ عاجز ہو کر دشمن کی طرف سے اولوں کی طرح تشنگ کی گولیاں برستی تھیں بہت آدمی تلف ہوئے پانی آدمیوں کی چاروں طرف ہند دھبی تو وہ کام ناکام قلعہ میں داخل ہوئے۔ ثقات جو اس جنگ میں موجود تھے کہتے تھے جنگی سپاہ کا سیوم حصہ تو نو پیش خانہ اور راہ میں اور تیار ہے۔ پیر میںٹوں نے مار ڈالا۔ قلعہ کو غنیمت نے چاروں طرف سے محاصرہ کیا اور اسکی خاطر جمع ہوئی کہ یہ سب کچھ کے مر جائیگے جہاں اس قلعہ میں داخل ہوئے تو انکے ذخیرہ سے جوار اور جو کی روٹی کل بھوٹے بڑوں کو ملی اور دواب کو پیرانے چھ کھانے کو ملے دوسرے روز نہ آدمیوں کے لئے روٹی تھی نہ گھوڑوں کی کھانہ اور اس درجہ درمان سے جانیں جاتی تھیں خاصہ جان بڑا تریاکی تھا اور اسی پر زندگی کا مدار تھا۔ تریاک کے نہ ملنے سے وہ ہلاک ہوا۔ کوئی کہتا ہے کہ نہر کھا کر مر گیا۔ غرض تیسرے روز وہ زندہ نہ تھا۔ دشمن اُسے اور زیادہ دلیہ ہوا۔ اور محصورین بدلتے اور بے جگہ تیرے۔ ہندو لوں اور جگہ داروں نے ہر چند کہا کہ اس خرابی کے ساتھ بھوکے گت تک میلیں ایک مرتبہ دشمنوں پر حملہ کر کے شہادت نصیب کن کیا فتح نصیب۔ دو تصور تو ان میں عذاب سے جانست اور نواب سے مقاربت ہوگی۔ یہہ بڑوں نے قبول نہ کیا اکثر آدمی بھوکے مر گئے۔ گھوڑے ایک دوسرے کی دم کو گھاس کی طرح کھاتے تھے۔ غنیمت نے ایک سوچ کو بنیاد سوار ادا کیا اور اطراف میں آواز گیارہ وار بلند کیا۔ خاندان و خانہ چارکین حویلی کی سپاہ میں گیا اور آخر کار صلح یہ قرار پائی کہ تمام کے نقد و جنس و جواہر و گھوڑے ہاتھی سنتا کو دیے جائیں اور میں کھروید و پیر بالیشن و غنشی معتمد و صاحب رخانہ اسکا اول ہو۔ اس پر عمل کیا گیا۔ سینٹ نے کھانا بچوایا کہ آدمی قلعہ سے دوسو اس نکلے اور دروازہ کے آگے دروات رہیں جس شخص کے پاس جو کچھ ہوگا اسکی مزاحمت نہیں کی جائیگی اور ہمارے لشکر سے جس چیز کو چاہیں خریدیں۔ قلعہ سے تیرہ روز بعد لشکر شاہی باہر آیا۔ غنیمت کے آدمی ایک طرف روٹی اور دوسری طرف پانی آدمیوں کو دیتے تھے۔ قلعہ کے دروازہ پر دروات رہی تیسرے روز خانہ زاد خان مع رفقاء کے

تین توپ پر تقسیم کیا۔ ایک جج پیش خانہ لٹو کے لٹو بھجایا اور ایک گروہ کٹ کر شاہی کے مقابلہ کے لئے اور ایک گھنٹہ کا عطا کر دیا گیا۔ چار گھنٹے دن باقی تھا کہ جی توپ کو پیش خانہ کے باطن کے لٹو بھجایا تھا اس نے پیش خانہ کو خوب لٹا۔ اور بہت آدمیوں کو مارا اور خستہ کیا اور جیج نے سر قاسم خان شہسپائی تو اس نے خانہ زاد خان کو خواب سے بیدار نہ کیا خود مقابلہ کو دوڑا۔ ایک گروہ نہ گیا تھا کہ فوج غنیمت مقابلہ کے لئے مسعود ہوئی جنگ شروع ہوئی۔ خانہ زاد خان خواب سے بیدار ہوا اور اس نے یہ خبر سنی۔ بہیر و بنگاہ و اس حال و انتقال و خمیوں کو بہین چھوڑ کے حملہ ڈرا دشمن کی طرف کا لہیہ پیادے بند و فوجی بہت تھے۔ وہ نشانہ خولگے تے بہن و سواروں کی جمعیت بھی بے انتہا تھی۔ محاربہ عظیم ہوا۔ طرفین کے بہت آدمی کشتہ ہوئے۔ باوجود سپاہ اور سرداروں کی ثبات و استقامت کے اور دشمنوں کے مارے اور زخمی کرنے کے دشمن کے قرار میں ذرا خلل نہ پڑا۔ سنٹا نے جو ایک جج کو علیحدہ رکھا تھا وہ شاہی بہر چوہچھے چھوڑ گئے تھے حملہ آور ہوا اور سارے اسباب کو لوٹ لیا اور آدھے آدمیوں کو مار ڈالا جب یہ خوف کی خبر سن گری حیدر علی قتال میں خانہ زاد خان و قاسم خان کو بھی تو ان کثرت میں تزلزل ہوا اور آپس میں مشورہ کیا کہ جہاں پیش خانہ گیا تھا وہاں ایک قلعہ دیرندی اور اسکے آگے تالاب ہے وہاں جانا چاہیے ایک کوس تک لڑتے ہوئے تالاب کے کنارہ پہنچو اس وقت غنیمت نے کچھ نہیں کیا اور ایک طرف اپنا ڈیرہ لگایا۔ پادشاہی آدمی جو قلعہ میں تھے انہوں نے اور پادشاہی آدمیوں کے واسطے دروازہ بند کیا خان مشارالہ اور ملا جو حاضر ساتھ رکھتے تھے اسکو آپس میں قسمت کر کے کھایا اور تمام سپاہ کو سواہی تالاب کے پانی میں کے کچھ اور کھانے کو نہ ملا گھوڑوں اور ہتھیاروں کے لٹو کاہ اور درانہ کا تمام بھی کوئی نہیں لے سکتا تھا جب دن ہوا تو غنیمت نے انکا گرد و پیش گھیرا کہ لوگ بھی کمر بہمت جان فانی میں باندھو مقابلہ کرے ہوئے۔ دشمن تین روز تک منع رہا اور لڑا نہیں پھر اس کی ہزار ہا پیادے جیل درک آگئے۔ جو تھے روز بھی صبح کی سپیدی نمودار نہ ہوئی تھی کہ کالیہ پیادوں جو پہلے وہ جہز تھے جنگ شروع کی۔ تو پختہ شاہی کا مصلح اکثر غارت ہو چکا تھا۔



صوبہ بنگال میں مقرر فرمایا۔

## سوانح سالچہلم سن ۱۱۷۰ھ

بادشاہ شاہزادہ محمد اعظم کو سیرگاہوں کے انتظام کئے اور غنیم کی تنبیہ کی اور طبی رحمت کیا  
 طفر آباد کی مسجد میں غازیوں کی ایک جماعت پر چڑھی گری سوار تین چار آدمیوں کے سب سے بڑے کو لے کر  
 سہارن پور کے بدن سجال تھانکین جلیوں کا اثر طہا ہر نہ تھا مگر اس میں جان نہ تھی۔

## سوانح سالچہلم سن ۱۱۷۱ھ

دریاء بھنرہ (سبھا) کے کنارہ پر شہر آباد کیا۔ چھوٹی ڈالی تھی اور بڑی ٹہری  
 عمارات بنا لی تھیں ایک عجیب و غریب لشکر لایا پر گدڑا کہ ابھی رات کو ایک عالم آسودہ اور  
 بے خبر خواب میں تھا۔ دریا کا پانی طغیانی میں آیا اور صبح ہوئے کہ نصف بلکہ زیادہ لشکر کو پانی  
 نے گھیر لیا۔ اندھیری رات۔ پانی کی طغیانی۔ بارش کی شدت۔ لاگوئل کی زیادتی نے  
 آدمیوں کو باہر جانے سے روکا۔ دس ہزار آدمی اور بادشاہ اور بادشاہ ہزاروں  
 امراء کے کارخانجات اور اس کے گاؤں و شہر و مینار و منیرہ اسباب حساب پانی میں دوبا  
 گئے۔ بہت سی عمارتیں تھیں جن میں بعض عمارتیں ایسی گئیں کہ انکا نشان بھی باقی نہیں  
 بچا۔ سب سے اکثر وہاں سب و بن سے اکھڑ گئے۔ روئے دریا پر انسان و حیوان چھپوٹ  
 پر سوار دوان دوان بیچارہ وار مجوس نڈان چلے آتے تھے۔ اصداد متفق ہو گئے تھے  
 کہ اگر بڑے بڑے لوگ و خروگوش یک دوسرے کے نگران چلے جائے تھے۔ اور اپنی جانوں پر ہزاروں  
 دم نہیں مارے تھے۔ جو صاحب دست گاہ تھے وہ کشتی پر سوار انسان خیزان سلامتی کے کنارہ  
 پر کتے اور غریب خون پر چڑھتے۔ انکے جان مال کو مردہ شوون لے جا کر دریا پر  
 کیا۔ بادشاہ اور شاہزادہ کام بخش کے چور پستہ کوہ پر تھو جھکا ارتقاہ تیس چالیس  
 کا تھا۔ تین وز کے اندر پانی اسے چار گز نیچے تھا بہت سی سواریاں تیار تھیں  
 تھیں بادشاہ خدا سے دعا مانگتا اور تعویذ اپنی ہاتھ سے لکھ لکھ کر پانی میں ڈالتا  
 کہ پانی کم ہو۔ تیسری شپ پانی کم ہوا اور خلافت نے زندان قلمہ مارشد میں قلعہ مسجد

آپ نے  
 بنگال میں  
 مقرر فرمایا۔

غنیم سے بدرقہ لیکر ایگرگاہ والا کوروانہ ہوا۔ حمید الدین خان بہادر حضور سے اور ستم دل خوا  
حیدر آباد کو ماکے لئے روانہ ہو چکے تھے وہ ادوینی کے متصل ایسے ملے۔ انہوں نے لشکر  
خوار کے پوشاک نقد اور ضروری اشیاء سے امداد کی۔ سعداندر خان قلعہ دہلے۔  
زیادہ اپنی حالت امداد کی اور احتیاج نہیے یا محتاج ہر ایک کے گھر سے اور اطراف و جانب  
سے جمع ہوا۔ غنیم اس عنایت کو لیکر اپنے وطن کو جانا تھا اسنے جانا کہ رستہ میں خان بہادر  
بھی جھگڑا چکاتے چلو۔ بہت خان کے ہمراہ ایک ہزار سوار تھے وہ دشمن کے لئے گیا کہ ناگاہ  
بندوبست کی گولی اسکے حکمران لگی اور اسی وقت مر گیا۔ فیلیان چاہتا تھا کہ باقی کو بھی  
کہ باقی بیگ سپردار خان آگیا اسنے فیلیان سے کہا کہ خان زندہ ہی باقی کو آگے  
چلا غنیم کو تین ابھی مار کر بھیگاتا ہوں اسنے خوف کا بلکہ کیا۔ مگر سپاہ بے سردار کب تک  
ٹھیکہ سکتی ہے۔ قلعہ نزدیک تھا اسنے وہ گیا غنیم نے بہر کو لوٹ لیا اور قلعہ کا چند روز  
محاصرہ کیا۔ اور اس حرکت کو بے نفع دیکھ کر محاصرہ چھوڑ دیا۔ باقی تباہ فرصت پا کر  
حضور میں آیا۔ حکم ہوا کہ خانہ زاد خان صوبہ بنگالہ کا انتظام کرے اور صف لشکر خان  
نوحہ داری دھاموئی کا سپہ سالار خان رن منجھو کے قلعہ کا اور محمد مراد خان جہادری  
دو حد کو دور کا باقی لشکر یا دشاہی لشکر سے مل گیا۔

بندوبست خان کا راجہ جانا۔

جب دنوں میں شاہ عالم مقید تھا تو محمد اعظم بہر بادشاہ ایسی جہرانی کرتا کہ وہ اپنے  
تین و لیعہ متقل سمجھتا۔ ان دنوں میں کہ ہمیں ہزارہ مطلق العنان ہوا۔ بادشاہ اپنے  
نشیہ دہ اسکے حال پر متوجہ ہوا تو ہر روز ہر روز محمد اعظم شاہ کی ملال خاطر کا سبب مل گیا  
نازید اللہ میں بادشاہ نے محمد اعظم کو دایرین طرف اور محمد اعظم کو بائین طرف بٹھایا۔ اس لئے  
محمد اعظم پیچ و تاب میں آیا۔ بادشاہ نے محمد اعظم کو جو مخاطب شاہ عالم تھا بہادر شاہ کا  
لقب دیا۔ اور اکبر آباد کے بندوبست کے لئے بھیجا پھر اسکے دو بیٹوں مضر الدین و محمد اعظم کو  
بھی بھیجا صوبہ سلطان میں فرقہ بلچی جو لباس فقیری میں فساد کرتے تھے اور بلوچوں فی  
ایک شوب اوٹھا ہا تھا شاہ ہزارہ و لیعہ کا بل میں مامور کیا اور شاہ ہزارہ مضر الدین کو

شاہ عالم محمد اعظم۔

اور خرمال فرزندوں کو انہی متعلقہ میں قلعہ جزیرہ پہنچ گیا اور یوں قلعہ گرفتار ضرور ہو گیا۔  
 مجوسان مقرر کر دیا۔ اس سال میں بادشاہ کو معلوم ہوا کہ یاقوت خان گھر میں بہت سی  
 عورتیں ات کو ماہ رمضان کے چاند کی مبارکباد دینے لگیں زن نیریت خان کی  
 اشارہ سے ایک جوان مرد نے مسلمانوں کو کن کی عورتوں کا لباس پہنا اور ایک جھوٹا  
 گرز جو بی گھگڑا و سارٹھی کے نیچے پہنا کیا اور عورتوں کے ہجوم میں گھر میں چلا گیا  
 اور جاکھ ضرور میں جو سیدی یاقوت خان کے لئے مخصوص تھا جا چھپا۔ سیدی رات کو  
 تیسری پہر کمر کھول کر جا ضرور میں جا بایکرا تھا۔ جب اس رات کو جائے ضرور میں جانے  
 لگا تو ایک لونڈی چراغ کو لٹو ہوئی آگے جاتی تھی۔ جون ہی اس نے قدم اندر رکھا۔ تو  
 اس شخص نے اسے دیکھا بے اختیار فریاد کیا چراغ ہاتھ سے گر پڑا۔ اس دم نے جشی کے سر پر  
 گرز جو بی سنگین پایا اور جھڑا نا چاہتا تھا کہ یاقوت خان نے باوجود ویکر اس کی ازار  
 کھلی ہوئی تھی اور سر سے خون کا فوارہ چھوٹ رہا تھا۔ حریف کا ہاتھ مع جھڑپ لیا اور اس  
 زمین پر دسے پٹکا محل میں غل شور ہوا۔ جشی لوٹ آیا لکڑیاں اور شعل لیکر آئیں۔ اس شخص کو  
 چاہتی تھیں لیکن یاقوت نے اسکو منع کیا اور اس شخص کو دم دلاسا دیا کہ اصل حال دریافت  
 کر لیا کہ خیریت خان کی دن کے اشارہ سے یہ کام کیا ہے۔ یاقوت خان نے اس عورت کو  
 ایک مجوس کھا مگر کوئی گزند جانی نہیں پہنچایا اور اسکا بوسہ بڑھا دیا۔

### سوانح سال چہل و دوم

خواجه یاقوت محمد کام بخش کا ناظر و تالیق تھا۔ راست اعتقاد دی اور دو تہو ہی کے  
 سبب ہزارہ کی کجی حرف درشت و درست کہہ دیتا۔ بعض بار باباے باش شاہزادہ کی خدمت  
 میں ہوتے۔ یہ باتیں تیر کی طرح انکے دل میں چھپتی تھیں۔ راستوں نے باطل دوستی سے چاہا  
 کہ اپنے تیر پہلوں کو انکے سینہ اخلاص خرمینہ میں بٹھائیں۔ اس زمانہ کی آخرہ کورات کے  
 وقت محرم خان و لٹخا شاہزادہ سے اپنے گھر جاتا تھا۔ اٹنا درہ میں سی بداندیش نے اس کے  
 تیر لٹھایا اسکی حیات باقی تھی کہ اس نے اپنے ہاتھ کو سپر بنایا کہ برہنہ شکم تیر نے تیر بنایا۔

خواجه یاقوت کا ناظر و تالیق تھا۔

راہی کی قید لوہو کی قید سے سخت ہوتی ہے۔ (مرامی پائی۔)

خانچہان مہار در ظفر جنگ کے آثار میں شدت ہوئی۔ جب بادشاہ شولا پور و بنگالہ کو جاتا تھا تو ۱۶ جمادی الاولیٰ کو اسکے گھر گیا۔ تو خانچہان بادشاہ کو درویش و زار و روایا کیا کہ میں یہ چاہتا تھا کہ کسی حرکت میں جان نہا ہوں اور حضرت کے کام میں آؤں۔ بادشاہ نے فرمایا کہ تم ہند کی و اخلاص میں جان نثار کی ابھی تک سی آرزو باقی ہے۔ ۱۹ کو وہ دنیا سے رخصت ہوا۔ اس امیر عالیشان کی فضل شان عالمی کھتی تھی جو وہ چاہتا تھا۔ کہتا تھا کسی کو تسلیم کے سوا جو اس آتا تھا۔ اکثر اسکی مجلس میں نظم و شعر و شیر و جواہر و ارفیل و ادویہ تھی کا ذکر رہتا تھا۔

۲۰ جمادی الآخرہ کو شاہزادہ کام بخش صوبہ ہمدان کے انتظام سے خوش دل ہوا۔ بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ قلعہ بنی پرشکر شاہی نے تسلط و استیلا کیا اور دشمنوں کی ایک جماعت کثیر کو قتل کیا۔ اور راجہ رام بہان کاراجہ چھوہو کو ایسا خوف میں آیا کہ عمال اطفال و املا و انتقال کو قلعہ میں چھوڑ سنا پاس ہلا گیا۔ لار شعبان کو یہ قلعہ جبین سات ضلع بن قہر و جبر مفتوح ہوا اور بادشاہی قبضہ میں آیا اور چار رانیان اور تین بیٹو اور دو بیٹیاں راجہ رام کی اور اسکے متعلقین و یاروں اور یاروں کی مقید ہوئیں۔ اور سوغو جو عبارت ملک نامک سے ہونے لگے بنا دفرنگ مالک محروسہ ضمیمہ بنو۔ زیندار جو پیشور و تسلط تھے انہوں نے اطاعت کی پیش کش دی یہ سارے کام حمدۃ الملک کے تھے جسکو اس مہم کا صلہ دیا گیا۔ قلعہ مفتوحہ کا نام نصرت گدھ رکھا گیا۔ خیریت خان کو باری اور پو قلعہ راہیری کا بندوبست سپرد تھا وہ ۳۰ جلوس میں مر گیا تو اسکے ضلع کے فوجدار عبدالرزاق خان کی عرضداشت کے بموجب سیدی خیریت خان کا اموال سیدی یا قوت کو سپرد ہوا تھا کہ خیریت خان کے ذمہ جو طلب سپاہ ہو وہ ادا کر دی۔ اس سنا و نیز سیدی یا قوت نے خیریت خان کے تمام شر و نقد و حبس ضبط کیا اور اسکے زن

دیکھ کر کہہ دیا کہ انہی آغا خان

سیدی یا قوت خان قتل کا ارادہ۔

سینا پت یعنی مرہٹوں کے سپہ سالار تھو دھنا جادو مرہٹوں نے عمدہ قدیمی سرداروں میں تھا  
 اور بہ نسبت اور سرداروں اور سنتا جی کے امراء پادشاہی سے سلوک و سلامت کا طریقہ  
 موعی رکھتا تھا۔ سینا سپہر فوق چاہتا تھا اس کے دونوں کے دلون میں غبار تھا اور ایک سر  
 کے امتیصال میں کوشش کرتا تھا۔ راجہ رام کو دھنا جی جی لہو جاتا تھا۔ سنارحت قدم کے  
 سبب طلبہ ہوا۔ سینا غالباً مالہ مرث اور برادنا گوجی کو جو دھنا کا رفیق و یاد رکھتا تھا کہ قریب  
 کر کے ہاتھی کے پائوں کے نیچے ڈلوایا اور راجہ رام کو قید کیا اور دھنا جان بچا کر نکل گیا دوسرے  
 روز سینا راجہ کے ویر و دست بستہ کھڑا ہوا۔ اور کہیو لگا کہ میں ہی حضور کا غلام ہوں۔ یہ  
 گستاخی اس سبب ہوئی کہ آپ چاہتے تھے کہ دھنا کو میرا رکش بنائیں اور کسی اعانت کے  
 جتنی جائیں۔ اب آپس خدمت کو کہتی ہیں حاضر ہوں۔ راجہ کو خلاص کے کہتے جتنی میں پہنچا دیا۔  
 ذوالفقار خان کے مقابلہ میں اور محمد کام بخش کے بہکانے میں اور فتح قلعہ کی مقدمات کی برہمنی  
 میں اور امیریل کھاکے دستگیر کرنے میں شریک غالباً جیتک قلعہ جی فتح ہوا۔ وہ راجہ رام کے  
 ساتھ قلعہ سے باہر ستار کی جانب دھنا کی فحاشی کے سبب گیا۔ دھنا یہاں تھا۔ مرہٹوں  
 کے اکثر امراء سے عداوت رکھتے تھے اور خفیہ دھنا جی جادو سے سنتا جی کے واسطے نامہ نیغام  
 بھیجتے تھے۔ ہنونت راجہ ایک بڑا نامی سردار تھا دھنا جادو کے اشارہ سے اس نے سنتا کے  
 عمدہ نوکروں کو سازش کی اور دھنا جادو کی فوج لیکر اس نے سنتا جی کی بہیر کو جالوایا اور  
 کے لڑکے بڑے نامی راوت اسے جدا ہو کر ہنونت راوت سے پیوستہ ہوئے۔ اور ایک جماعت  
 گشتہ فرمائی ہوئی سنتا بے پرواہ ہو کر پہاڑوں میں گیا۔ اس خبر کے سننے سے فیروز پور کے  
 لشکر میں بڑی خوشی ہوئی۔ اور اسی زمانہ میں اورنگ زیب فرماں و خطا فہم کا لکھا ہوا آیا  
 کہ مرہٹوں کے سرداروں میں آپس میں۔ نفاق ہو یقین ہو کہ سنتا جادو اپنے جزا کر دار کو  
 پہنچے گا۔ تم جلد جا کر ایسی کوشش کرو کہ اسکے ہمتیصال کی فتح نہ پاسے ہی نام ہو۔ اس حکم کے  
 پہنچنے ہی سے سینا کے نقاب میں مصروف ہوا۔ ایک طرف سے پادشاہی فوج اور دوسری طرف  
 سے دھنا کی فوج سنتا کے پیچھے پڑی۔ سنتا کی فوج بالکل متفرق اور اسے جدا ہو گئی۔

جب بادشاہ کو ایسی خبر ہوئی تو اس نے کو تو ال کو اس مقدمہ کی تحقیق کے لئے مقرر کیا۔ شاہزادہ کمال  
 عہدہ سرداروں کے گرفتار ہونے کا بادشاہ نے حکم دیا۔ چار آدمی تو خوشی سے گرفتار ہو گئے  
 مگر بادشاہزادہ کے کو کہ نے خیرہ سرہی کی تو بادشاہ نے شاہزادہ پاس حکم بھیجا کہ اسکو اپنے لشکر  
 نکال دے۔ بادشاہزادہ کو کہ کو پیشہاں طلب کیا اور سواشر فی خدمتہ بادشاہزادہ پاس دے کر  
 رخصت کیا اور اسکے جانے سے دل گیر ہوا۔ پھر وہ دریا سے پار نہ گیا تھا کہ بادشاہ نے  
 شاہزادہ کو حکم دیا کہ اسکو وہ خود لے کر حاضر ہو۔ وہ اسکو لیکر آیا تو بادشاہ نے حکم دیا کہ وہ خود  
 آئے اور کو کہ کو دیوان خاص میں بھجوتے۔ شاہزادہ کہا کہ میں وروہ دونو ساتھ بھجوا  
 کہہ نیلے اور اپنا بالابند کھول کر اسکی اور اپنی کمر بن باندھ لیا۔ ان دو امار ناخوش کر رہے  
 بادشاہ نے کہا کہ وہ عدالت میں بھیجیں۔

حمید الدین خان کو حکم ہوا کہ اس طلب کو بادشاہزادہ سو خدا کرے جب وہ اپنے کو آیا تو شاہزادہ  
 نے حمید الدین خان کو کٹار لگا کے زخمی کیا۔ لوگوں کو کہ کو خوب مار پٹا مگر بادشاہزادہ کسی کوئی  
 نہ بولا۔ اس حال کو سن کر بادشاہ نے حکم دیا کہ جواہر خانہ کے متصل ایک خیمہ لگا کے اس میں شاہزادہ کو  
 سادہ کیے لٹو رکھیں اور کو کہ کو زندان خانہ میں بھجوائیں اور بادشاہزادہ کو منصب برطرف کیا۔  
 اور اسوال و اسباب اثاثہ و کو کہ دولت سب ضبط کیا۔

سنجاچی گھوڑے کے تسلط و تماخت و تاراج کے آوازہ نے حد سو تجاوز کیا۔ ان  
 دنوں میں کہ غازی الدین خان فیروز جنگ سنجاچی کی تنبیہ کے لئے ماموں ہوا تھا وہ بیجا پور  
 چار پانچ منزل پر مقیم تھا۔ خبر آئی کہ سنجاچی گھوڑے میں تین ہزار سواروں کے لشکر آٹھ نو  
 کوس پہنچ گیا ہو۔ سپہ سالار فیروز سنجا کے غلبہ و شہرت سے اور اپنی فوج کی قلت سے  
 اٹھا تھا۔ بہ تقاضا وقت مصلحت یہ سمجھا کہ شہرت یہ وہی کہ سنجا کو لٹنے جاتا ہوں۔  
 میر منزل کو اور آدمیوں کے ہتھارہ مٹا کرنے کے لئے اور پیش خانہ لٹکانے کے لئے تعین کیا اور خود  
 سوار ہو کر بیجا پور کو راہ اختیار کی۔ جبے بیجا پور سے آٹھ نو کوس پر آیا تو جاسوسوں  
 کی زبانی معلوم ہوا کہ سنجاچی اور دھنا جی کے درمیان آپس میں فساد ہو۔ یہ دونو

سنجا گھوڑے کا تاراج

کہ پادشاہ نے منادی کرای کر اس پر بار و منصب اور خلافت اپنی عیال و اطفال کو مع مشغول  
 اس بنا کے اس بنگاہ میں رکھیں اور بہت تاکید کی کہ کوئی شخص اپنی اہل و عیال کو ہمراہ نہ لے  
 مگر پادشاہ کی مروت کے سبب اس حکم کی تعمیل نہ ہوئی اور خود ہر جاہلی الاولی کو سفر  
 کیا اور روزین مرتضیٰ آباد عرف مہج میں آیات ہزارہ محمد اعظم کو سیرگاہوں میں طلب  
 کیا تھا وہ بھی اس منزل میں لگایا مخبروں کے اخبار سے تحقیق ہوا کہ راجہ رام برار میں خست  
 و تاراج کر رہا ہے۔ اور یہ بھی معروض ہوا کہ زمیندار دیو گدھ جو بہت بخت و وطن  
 اور وارثوں کے غلبہ سے پادشاہ ماہی نگر مسلمان ہوا تھا اور لبہ بخت اسکو خطا مل گیا  
 جیسا کہ دہلی کے حکمران کی خبر سنی تو وہ پادشاہ پاس سے بھاگ کر دیو گدھ میں چلا گیا۔  
 اور پیشکش مقرر ہو جو ہر سال دیتا تھا وہ نہیں دیتا اور مفدی کرتا ہی۔ اور ملک کی خست  
 و تاراج میں راجہ رام کے بھٹا اتفاق رکھتا ہے۔ پادشاہ نے حکم دیا کہ آئندہ اسکو  
 جگہ بخت لکھا کریں اور پادشاہ ہزارہ بیدار بخت کو حکم دیا کہ شاہ فوج کے ساتھ  
 جا کر راجہ رام اور گون بخت کی تنبیہ کریں۔ اور بنگاہ اپنا مرتضیٰ آباد میں چھوڑی بطریق بیضا  
 مسافت طو کرے اور ایسا تعاقب کرے کہ اگلے فترہ خاک تر کے پیچھے شعلہ زد نہ ہو۔  
 اور روح اللہ خان بخشی اور حمید الدین خان بہادر کو حکم دیا کہ وہ بہت تاب گدھ سے ستارہ  
 لکھن آبادی کا نشان نہ چھوڑیں۔ مرتضیٰ آباد سے جب پادشاہ نے برگتہ کر کی نواحی میں  
 کوچ کیا۔ معروض ہوا کہ تھانہ پادشاہی یہاں تھا جسکو دشمنوں نے خراب کیا اور ایک جگہ  
 پہلے لوگوں کی بنائی ہوئی ہو وہ بے چراغ ہے۔ پادشاہ دو کروہ مسافت طو کر کے اس جگہ  
 کو دیکھنے گیا۔ وہاں دو گانہ شکار لکھا۔ یہاں تھانہ آباد کیا۔ جو رعایا فراری تھی وہ یہاں  
 امانی اور انعام دینے میں آباد کی گئی۔ پادشاہ نے اسکی حراست کے لئے ایک جماعت مقرر  
 کی۔ یہاں سے تھانہ موادی میں پادشاہ گیا۔ یہاں سو تین کروہ پر ایک مضبوط طلمبہ بست  
 تھا وہ غنیمت کے تصرف میں تھا اور ضمانت میں مشہور تھا۔ تربیت خان میر آتش کو حکم ہوا کہ  
 کہ وہ اس بہار پر جا کر دشمنوں کو نکال دے۔ خان نے روزین تو چلنے کو قلعہ کی دیوار

اس حال میں ناگو جی سیکڑیس کچھ سوسر جو مرہٹہ سرداروں میں تھا اور بادشاہ کے ملازمین  
میں کچھ مدت تک اعلیٰ ہو چکا تھا مگر پھر اسے فرقہ سے مل گیا تھا اور اس سرزمین میں وطن  
رکھتا تھا اور اسکے بھائی کو ہاتھی کے پاؤں ٹھنڈے ملوا چکا تھا۔ عداوت جانی اس کو رکھتا تھا  
اپنی بیوی کی رہنمائی سے اپنے آدمیوں کی جماعت لیکر سنتا کے تعاقب میں گیا اور وہاں  
پہنچا جہاں سنتا کو فتنہ و ماندہ بے پروا بال ایکٹالہ کے کنارہ پر رہتا تھا غافل پیرائے کو  
قتل کر ڈالا اور اسکے سر کو توہرہ میں ڈال کھوٹے کے پیچھے باندھا اور اس کو لیکر اپنی بیوی  
میں بادھنا جادو باس چلا۔ رستے سے اندر توہرہ گریڑا۔ فیروز جنگ کی فوج کے سردار  
اور بہر کاروین اسکے سر کو پہچانا اس کو لطف الدخان پاس کے سپرد کر دیا۔ اور  
لطف الدخان سر کو فیروز جنگ کے پاس لایا۔ اسپرٹری مبارک سلامت ہوئی شادی  
کے تہہ کے بعد بادشاہ کے پاس خواجہ بابا کے ہاتھ بھیجا۔ بادشاہ نے سر کو دیکھ کر شکر  
الہی کیا اور نوبت بجوائی اور خواجہ بابا کو خوشخیر خان کا خطاب یا اور حکم دیا کہ اس  
کی لاش میں اور بعض بلاد کن میں تہہ ہو۔

### سواخ سال چھل سیوم سالہ

جب بادشاہ نے میم سنکہ مرہٹوں کا فساد و تسلط بڑھتا جاتا ہے اور وہ بہت  
شوخی کرتے ہیں تو اس کے دل میں آیا کہ ان کے قلعوں کی تخریر کے لیے جہاد بھیج دو مرہٹوں کے  
مسکن و راواہین اور اس طرح ان کا استیصال کیجیو۔ بادشاہ اسلام پوری میں چار  
سال بھیجواؤتی ڈالے ہوئے تھا۔ امرائے بڑے بڑے مکان بنا کئے تھے۔  
ایک نیا شہر معلوم ہوتا تھا۔ ایک سال پہلے قلعہ سنگ گج بنایا گیا تھا بادشاہ نے  
حکم دیا کہ ایک شام قلعہ جبکہ دور ڈھائی کروہ کا پیمائش ہو بنایا جائیو۔ یہ ایک سال کا  
کام پندرہ روز کے اندر کاربہ دازون نے بنادیا نہایت النساء و بیگم اور والدہ  
بادشاہ زادہ اور خدمتہ محل کو اس راہ گاہ میں بٹھایا اور حمد اللہ الملک اللہم  
اسد خان کو یہاں کی حراست سپرد کی۔ خانی خان لکھتا ہے کہ۔۔۔۔۔

بادشاہ کا خود معلوم ہوتا ہے۔



دخت صرف ہوئے کہ تین سال کی س تک خست کا نام نہیں آیا۔ پادشاہزادہ کی طرف سے  
 مو حوالہ بانی قلعہ تک پہنچ گئی اور نقابون کو حکم ہوا کہ وہ لقب لگائیں لیون نے دہرہ کے قریب  
 چند روز زمین پر گزرتا تھا کہ جو حکام نام برج تھا۔ خالی کیا۔ پادشاہ کے حکم سے قوم بولیکہ  
 قلعہ گیری میں مدد ملی رکھتی ہو۔ دو ہزار آدمی حاضر ہوئے اور تین سال کی طلب کا ایک لاکھ  
 چونتیس ہزار روپیہ لگوا دیا گیا اور قلعہ کے اوپر چڑھنے کا اسباب بنیہ اور مال اور چرمین جانتا رہا  
 ہوئی۔ سچ ہو کہ طالب ہر در سے اپنی مطلوب کھڈھوٹھتا ہو کسی دوسرے اس پر راہ  
 کھل جائے۔ کارکنوں کی نظر میں یہ تمام اسباب قلعہ گیری کے لئے مفید نہ تھا۔ تربیت خان نے  
 اسی دہرہ کے نیچے جو چوہرین بند تھا ایک زینہ روان کیا اسکے مصالح میں ہزار کجاوے اور  
 ماٹ و کرپاس خریدے صرف ہوئے۔ کرپاس کیا بی کے سبب بیہ کا چار گز ملتا تھا۔  
 ہیمہ صحرا صرف ہوا۔ خاکہ نیکر کے قلعہ کے نیچے لقب لگائی اور اسکے اوپر چوہی زینے  
 لگائے۔ لیکن پیش رفت کا سوار اسکے نہ ہوئی کہ خان مذکور دہرہ سابق پر رھنے لگا تھا  
 اسکے سبب محصور دیوار قلعہ سے سر نہیں نکال سکتے تھے اور بندوبست نہیں کر سکتے تھے اور دیوار  
 کے نیچے چھپ کے بیٹھتے اور پتھر مارتے تھے اور اس سبب یورش کا مقصد دیوار پر بہادر چڑھیں  
 نہیں حاصل ہوتا تھا۔ پادشاہ نے حکم دیا کہ قلعہ کے دروازہ کی طرف فتح اللہ خان اور  
 روح اللہ خان اور مورچال روان کریں۔ بیچم سوال سے حلوس کو خان مذکور نے اپنی نظر  
 مناسب ایک ماہ کے عرصہ میں یوفی قلعہ کے نیچے مورچے پہنچائے۔ تربیت خان نہیں جانتا  
 تھا کہ اسکے تردد کے مقابل میں کوئی دوسرا نام آور ہوا ہے اپنی راہ مناسب سے لگتا تھا  
 کی مدد کر کوہ میں وطاق بقدر طول چودہ درجہ اور عرض دو درجہ خالی کئے۔ مردم کارزار  
 کو دھان چوکی کے لئے بٹھایا کہ کارزار کے وقت انسی جانفشانی ظہور میں آئے۔ جب اسکا  
 منصوبہ جو مرکز خاطر تھا پیش نہ کیا تو اکیات زہ تدبیر اسکے ذہن میں آئی کہ دونوں  
 طاقتوں کو اسنے باروت سے پر کیا۔ جب اسکا یہ سن تردد پادشاہ سے عرض ہوا تو  
 پادشاہ نے حکم دیا کہ سوار پیادے تو توپخانہ و خاص چوکی دھان و فغان و گلکھ اور

یہ بچے پہنچا یا۔ آتش باز تو بین لگا کے دشمن بوزی شروع کی۔ قلعہ نشینوں نے بھی کوہ پیر کو نوپوں کا  
 چھوڑنا اور آلات آتش بازی کا چلانا شروع کیا۔ بادشاہ نے دو تین مقام کر کے حکم دیا کہ لڑ  
 کٹنا یہ جو قلعہ سے ایک کروہ پر تھا اور گولہ رس تھا تین لگائے جائیں صبح کو حکم دیا کہ یونٹ  
 کے لٹو لشکر تیار ہو۔ مصلحتوں نے بادشاہ کی یہ جرات کبھی تو انہوں نے اپنے عجز کا اظہار  
 کیا اور جان کی امان کا پیغام دیا اور قلعہ پر دکنے کو کہا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ سب ہتھیار  
 لے آؤ اور مضرت جانی نہ پہنچاؤ اور انکو چھوڑ دو رات کو سب اس طرح بھاگ گئے کہ تباہی  
 انکا نہ معلوم ہوا۔ مصباح و ذخیرہ قلعہ قدری غلہ اور اسباب پادشاہی لشکر کو ہاتھ آیا۔  
 ۱۲ جمادی الآخر ۱۱۱۱ کو قلعہ بطح قبضہ میں آگیا۔ کلید فتح اس قلعہ کا نام ہوا۔

بنت گدھ کی فتح کے بعد بادشاہ قلعہ ستارہ کی فتح پر متوجہ ہوا۔ ستارہ کا قلعہ  
 ایسے اونچے پہاڑ پر واقع ہے کہ اسنے ستارہ کو اسم یا سہی بنا دیا ہے۔ ۲۵ جمادی الآخر کو  
 ۱۱۱۱ میں جلوس کوئے قلعہ سے آدھی کوس کے فاصلہ پر بادشاہی خیمہ لگا اور دوسری طرف  
 شاہزادہ محمد عظیم شاہ کا خیمہ ایتادہ ہوا اور امراء کے نیچے جا با اطراف قلعہ میں تربیت  
 کی جو تیرے نصب ہوئے۔ قلعہ کو مرکز وار گھیر لیا۔ چھوٹے دنوں میں اندک تردد سے قلعہ  
 کے نیچے اور مدھوں کے اوپر تو بین لگا دیں۔ لیکن قلعہ دیوار کی صورت ایک پہاڑ ہے  
 جو تین گز بلند اور اس کے اوپر چہ گز سنگ چین ہے۔ وہ کوئی دیوار نہیں کہ جس کے ارکان  
 میں توپوں سے ترزل آئے۔ پہاڑ پر اسباب استحکام مہیج دتھے۔ توپ خانہ و ذخیرہ  
 اور فرونی آب کہ عین گرمی کے موسم میں چشمہ جاری تھا۔ اور کام کے آدمی نقد جان کو  
 ہاتھ میں لے ہوئے وہ مسعود میاں تھے شب و زبان و تفنگ و حقہ چادر و مشک اور  
 سنگ بھینکتے تھے اور باہر کی بیٹھار افواج رسد کو اوٹتی تھی اور میں کوس تک لگا کر اس نے  
 جلادیا تھا جو جاندار کا مایہ عیش ہو کئی بار وہ شوخی کر کے لشکر کے نزدیک آئی مگر انہوں  
 نے مالش ایسی پائی کہ بھاگ گئے۔ غلہ کاہ کی کمال گرانی ہو گئی۔ باوجود اس دشواری  
 کے دیوار حصہ بترہ گز پر برج کے مقابل ایک مدستہ تیار ہو گیا اس کے مصالح میں اتنی

قلعہ ستارہ کا نقشہ

کسٹم پر ہندوؤں میں جگہ دیتے ہو۔ ابھی غنیم نے کوئی دست بردم پر نہیں کی ہی جس جماعت کی اصل تائی تھی اسنے شہادت کی سعادت پائی۔ جواہل دین کی آرزو کا انتہا کا درجہ ہوا اور اس وقت کی سنگاری کا سرمایہ۔ تھکو چاہیے کہ جہاد پر کمر باندھو۔ جب تک بدن میں جان ہو کوشش کرو۔ سیرافراز خان دکنی کو حکم ہوا کہ سرمایہ ہراہیوں کو جو مصالح قلعہ گیری میں اور بہرہ مند خان بخش کی آدمیوں کو تربیت خان کی مدد کے لئے جاؤ اور از سر نو محالوں کا بنانے میں مشغول ہو۔ بہت سے بہادر ورن کو افسوس تھا کہ کار طلب میوں کی جماعت یوں مفت راگدان خاک کے نیچے سوئے اور سنگ کلوخ سے ہم آغوش ہوئے اور چند لاکھ پستہ مع محنت و تردد پہنچا کے خاک کی برابر ہوا۔ اور پھر مال کا معلوم نہیں۔

جواہلی دے ہوئے تھے انین سو بعض کے وارث وقت پر پہنچا اور مردوں اور زخمیوں کو نکال لئے۔ باقی مر گئے واقعہ غریب ہے کہ سیاہی بھلینے اپنے بھائیوں اور فرزندوں اور یاروں کے مرنے سے بہت بیدل تھے اور میر آتش کی بھی دل سوختگی تھی۔ جب انہوں نے دیکھا کہ وہ سنگ شکستہ مردوں کا نکال نکال ہو اور ان کے دین میں مردوں کا جلانا واجب ہے۔

انہوں نے اسی شرف مورچال کو جو سرمایہ چوب سے مرتب تھا بے خیر آگ لگا دی۔ یہ آگ سات دن رات جلتی ہو۔ اتنا بانی کہاں تھا کہ اس صحرائے آتش کو کچھا تا کل ہو و اور بعض مسلمان جھکے نکالنے کی فرصت نہ ملی تھی وہ بالکل جل گئے دنیا بھی عجب آتش کدہ ہے کہ دوست و دشمن دونوں فنا کی آگ میں جلتے ہیں۔ اس سردار جدکار نے نان کی امید میں اور جان کی ہمہ تن کشائش قلعہ میں بہت کوشش کی مگر العبد یدبر واللہ بقدر۔

۲۵ رمضان ۱۱۱۱ھ کو مخبروں نے خبر دی کہ راجہ رام جو برار میں تھا اپنے گھر جاتا تھا وہ مر گیا اور تین خرد سال بیٹے اور دو بیویاں چھوڑ گیا۔ دہم شوال کو بادشاہ کو یہ اطلاع ہوئی کہ سپر کلان جو بائیس سال کا تھا اسکو مرہٹوں نے بائیس جاہلین کیا تھا۔ وہ جیسچک سو مر گیا۔ راجہ رام کی بیوی رانی تارا بانی تھی کہ محفل و فرست میں اور ملاک سیاہ کی پردہ رخت میں اپنے شوہر کی حیات میں شہرت تام رکھتی تھی اور سکے آپاں بیٹا تھا۔

اور قلعہ سا سر وجامہ عربی و کرناٹکی جو شہر ہوا اور حاضر رہی ہیں انکے علاوہ بخشی الملک  
 مختار خان و حمید الدین خان بہادر چند ہزار سوار لے جا کر انتظار کریں کہ جب وقت ملے گا  
 جائے اور جان فروش قلعہ میں داخل ہوں تو وہ انکی کمک کریں۔ یہی فیہم بقیہ ان کو  
 کو طاق کلان میں آگ دی اسکے اوپر کا پستہ سے دیوار کے اڑ کر قلعہ اندر گیا اور  
 اہل قلعہ کی ایک جماعت جلگئی اور اڑ گئی۔ پادشاہی لشکر کو جرأت ہوئی اور اس مقدم  
 آگے کھانچھو طاق دوم کی باروت میں آگ لگائی اسکے اوپر کا پارچہ کو جس پر یہ گیان تھا  
 کہ وہ قلعہ کے اندر بیٹھا تھا۔ وہ پادشاہی لشکر کے سر پر پڑا اور کئی ہزار آدمی جو مخالف  
 اور بناؤں میں پوریش کے منتظر تھے۔ ہلکے مارنے میں پتھروں کے نیچے دے گئے۔ کچھ شہیدان  
 کی طرح بے غسل و کفن دفن ایک دوسرے کا اوپر ہوئے۔ اسے دو ہزار کار آمدنی سپکا کام  
 آئے۔ اگرچہ آدمیوں کے لئے راہ وسیع خود بخود کھل گئی۔ اس حشر میں سوا آدمی دیوار  
 کے اوپر دوڑے اور غل مچایا کہ وہ یہاں کوئی نہیں ہو لیکن مورچہ اہل کے آدمیوں نے  
 ترس و خوف سے اس راہ پر قدم نہ رکھا انتظام جاتا رہا۔ کام کیا نہ کیا برابر ہوا حصہ  
 جب بیکھا کہ کوئی تنقیر اس طرف سے نمودار نہیں ہوا تو وہ دیوار کے اوپر آئے جاتے گئے کہ  
 گرم تر اور قائم تر کیا۔ اور بدوق زنی کی۔ آتش کو روشن کیا۔ دمدہ بھی بھٹ گیا  
 تھا۔ رکھنے کے پڑے تھے اور کار پر دازوں کے کام ہاتھ اٹھایا تھا۔ کون مقابلہ  
 میں آتا جب پادشاہ کو اسکی اطلاع ہوئی تو پادشاہ خود گھوڑے پر سوار ہوا اور  
 نوکروں کو سرکار پر آیا اور حکم دیا کہ مردوں کی لاشوں کو ایک دوسرے پر فراہم کرو  
 اور ہینوں کو سپر بنا کے یورش کرو۔ مگر پادشاہ اپنی بات کا اثر مشاہدہ نہ کیا جو  
 دیا کہ کمر کوہ میں خیمہ برپا ہو تا کہ وہ خود اور پادشاہ ہزارہ اس محلہ شریف لے جائیں  
 ارکان سلطنت بہت عجز و انکساکے تھے اسکے مانع ہوئے اس فرخنجی سواری تیار  
 تھی لیکن کام کے بہیم ہو جانے کے بعد جانے سو کیا فائدہ تھا بعد اسکے پادشاہ  
 نے سپاہ کی ہمت اور دلداری کی اور فرمایا کہ اس مرتبہ تو ہم اور ہر اس کو

اس دن کیا وہ قلعہ سے باہر آئے قطع کی فتح کے شادیانے بچہ سو بچان کی گردن اور ماتھے باندھ کے  
 بادشاہ پاپ لائے اسنے اسکے ماتھے کھلوائے اور منصب بنجھاری دو ہزار سوار میں اس پر  
 نفل و کٹار مرصع و علم و نقارہ اور میں ہزار روپیہ نقد سکونعت عیث ہزار چھ نیکہ قلعہ ستارہ  
 بادشاہ ہزارہ محمد اعظم کی دست فرستے ہوئے تھا اسکے اسکا نام عظیم تارور رکھا گیا۔  
 کشاکش قلعہ بند اور ۱۵ رجادی آخر سلسلہ سکونعت ۱۳ ارزی قدرہ سلسلہ میں یعنی  
 ۱۸ ماہ ۱۸ روز میں ہوئی اسلٹار میں جو اور واقعات پیش آئے انہیں لکھتے ہیں۔  
 شاہزادہ محمد اکبر کے دو ملازم اسکی عرضداشت قندھار سے لائے جسے حسین عفو جہاں  
 کی درخواست تھی اور ایک صند و فوجی عطر نذر کے لئے بھیجا تھا۔ بادشاہ نے فرستاد  
 کے ماتھے خلعت و فرمان بھیجا جسکا مفہوم یہ تھا کہ جب تک تم ہماری سرحد پر نہ آؤ گے  
 عفو جہاں نہیں ہوگا اور جب تک بادشاہی میں داخل ہو گے تو تمہارے لئے فرمان ہوگا۔  
 بنگالہ کا صادر ہوگا۔

ملتان کے اخبار نویسوں کے نوشتہ سے بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ بلوچ جنگے دس  
 بارہ ہزار سوار فراہم ہو گئے تھے اور قوم لسی (یعنی) ید و نو حد سے زیادہ فساد کر رہے  
 ہیں۔ شاہزادہ معزالدین سے کمر مقابلہ اور قتالہ کھا ہوا حفیظ اللہ خان سپہ سرد  
 احمد الملک مرحوم نے جو صور بھٹہ کا ناظم تھا اور اس ضلع میں تسلط علی رکھتا تھا۔  
 شاہزادہ کی مدد کی۔ لیکن مخالف کے غلبہ سے شاہزادہ کی فوج کا عرصہ تنگ آ۔  
 اور لطف علی خان راجہ سورج مل و بہادر خان اور بندہ بادشاہی کام آئے  
 تو شاہزادہ دشمنوں کے ایک ہزار آدمیوں کو مارا اور دستہ حاصل کی۔ چہارم جمادی الثانی  
 کو بادشاہ سے عرض ہوا کہ دریائے نریدہ کے پار شاہزادہ بیدار بخت اور راجہ  
 درمیان جنگ ہوئی خان عالم اور سرافراز خان نرود نمایان کئے۔ مخالف نے  
 و بارش کر شاہی کو دے کر فرار ہوئے بادشاہ نے خان بہادر کو شاہزادہ کی  
 بہرہ کابی کے لئے مامور کیا۔

شاہزادہ محمد اکبر

شاہزادہ معزالدین و بلوچ و قوم لسی

اسکو سرداروں نے راجہ راجہ رام کا قائم مقام کیا۔ رانی مذکور نے دشوار گزار پہاڑ کی طرف رخ کیا۔ بادشاہ نے یہ خبر نہ کی شاید انے بچانے کا حکم دیا اور راجہ کے شیر کے دفع ہونے کا شکر ادا کیا۔ امیرون نے بھی بادشاہ کو مبارکباد دی مگر وہ کارخانہ الہی جو غافل تھے جب بھجوا جی قتل ہوا ہی تو بچے بچے تھے کہ کن کا فساد برطرف ہوا اب بھی سب متفق اللفظ ہو کر ہوشو قتیان کرتے تھے اور کہتے تھے کہ مرہٹوں کی جڑ کٹ گئی اور طفل شیر خوارہ اور ایک سیدت و یازن بن جبکا ہستیصال کیا بڑی بات ہے۔ یہ خبر نہیں کہ عاقل کہہ گئے ہیں۔ حج دشمن بنواں حقیر و بیچارہ شہر دے۔ تارا بابائی زوجہ اجہ رام جی شہر سردار مٹی تردد بجالو اور مرہٹوں کا بندوبست کیا اسکا ذکر سال بسال اس پر مخلص ہو گا۔

قلعہ پلے قلعہ ستارہ سوسات کوس پر تھا۔ پیرام اس قلعہ میں راجہ رام کی طرف سے اس ضلع کے بندوبست مالی کے لیے مقرر ہوا تھا وہ ایسا حواس باختہ ہوا کہ قلعہ دار کی صلاح بغیر اسنے ملازمت کی اس ضمن میں قلعہ دار نے بھی جان و مال کی امان کے قول کا بیجا مہم کیا۔ اس حالت میں سو بہان قلعہ دار ستارہ نے دیکھا کہ قلعہ کی ایک طرف کی دوار آڑ گئی ہے اور ایک جماعت کشیر سوختہ ہو گئی ہے۔

یشتہ کہہ پر بادشاہ ہزادہ کا سر کو بایا لگا ہوا ہے کہ وہ عمارات قلعہ کو منہدم کر رہے فتح اللہ خان کے مورچال حصہ کے اوپر بیچ گئے ہیں وہ ایک پنجہ آہنیں کی ضرب کے دروازہ کو اکھیرنا چاہتا ہے۔ راجہ رام کے مرنے کی خبر شہر ہو گئی ہے۔ قلعہ دار پلے جو میلہ دین وہ التجا کرنے میں دلہنہ کام کے میں لگانے میں بقت لے جاتا ہے اس سب کے مال کا پے سر سیم ہو کر شاہزادہ محمد اعظم شاہ کو واسطہ بنا کے التماس کی کہ اگر جان و آبرو کی امان ملے اور قلعہ دار پلے کی تقصیر معاف نہ ہو تو قلعہ ستارہ کی کھیاں حوالہ کرنا ہوں اور یہ نصیر کرنا ہوں کہ تھوڑے دنوں میں قلعہ پلے کو بلا قول امان بند ہوا بادشاہی کو تصرف میں لانا ہوں اسکی التماس قبول ہوئی۔

سوار می قند اللہ کو قلعہ ستارہ کی کھیاں حوالہ کر دی تین ہزار عورت مرد بچوں کو

آب پادشاہ نے قلعہ میں قلعہ دار مقرر کر دیا اور اس سرزمین کا بندوبست ہو گیا  
 تو اس نے جھوسان گڈھ کی طرف کوچ کا ارادہ کیا۔ مگر کارخانجات پادشاہی  
 و املاک وغیرہ کے بار بزرگ اصل موجود نہ تھے۔ بارش کی زیادتی اور آج ہوا کی ہولناکی  
 نے شتر کا نام و نشان باقی نہ تھا اور اربہ کی آمد و رفت دریا و دشوار گذار کے طریق  
 کے سبب اس صلیب میں متعذر تھی اربہ بار بزرگ کے بل جو باج عیسے کی برسات میں  
 زندہ رہتے تھے ان میں سوار پوست و استخوان کے کچھ باقی نہ تھا۔ ہاتھیوں کا حال بھی  
 یہ تھا۔ سرکار پادشاہی اور امیرون کا اسباب ان ہی ناتوان ہاتھیوں پر چکی پست  
 و استخوان کے سوار کچھ نہ تھا اور نیم جان بیلوں پر اور مزدوروں پر اور بغیر خانہ کے  
 فقیروں پر جو لد کا لاد گیا۔ باقی سبکبار ہونے کے لئے کچھ اسباب قلعہ دار کے حوالہ  
 کیا گیا اور کچھ جلا گیا۔ ورنہ مراد بے بضاعت خانہ بدوش ہو کر روانہ ہوئے۔ بل کا  
 جن پر انکی جانیں گرانباری کرتی تھیں۔ درجنوں میں گرانی بار سے گرے اور جان عزیز کو  
 خیر باد کیا۔ راہ میں بند ہوئے۔ بڑی سختی سے دریا بکشتنا کے کنارہ کے باج کروہ پر تھا۔  
 تین منزلیں کر کے آخر زمیں و مان پہنچے۔ اس عبور کا فکر ہوا تو سات شکستہ  
 کشتیوں کے سوا کچھ اور نہ تھا۔ مقام کا حکم ہوا شدت بارش سوا کب شتابت پر تھا  
 ہوا تھا۔ کثرت لشکر و قوت معبرین نظر کرنے سے سو قاتلے جان نکلتی تھی۔ جب ترنا شروع  
 ہوا تو باوجودیکہ پادشاہ نے گزیر دار مقرر کر دیے تھے کہ زیر دستوں پر زبردست  
 قدمی نہ کر سکیں۔ اور یہ مقرر تھا کہ ہر روز ایک پادشاہ ہزار دہ وریاتی امیر گزیرین۔ مگر  
 دریا کے کنارہ پر اس قدر فساد و شورش مچی ہوئی تھی کہ کوئی روز نہ ہوتا کہ دو میں نفر کش  
 و زخمی و غرق نہ ہوتے ہوں۔ بعض جو تیر کر بار جانا چاہتے تھے۔ ان میں دس میں ایک  
 زندہ کنارہ پر پہنچ گیا تھا۔ کئی ہزار آدمی جو پیچھے رہ گئے وہ بیابان مرگ ہوئے۔  
 ورنہ صفر کو جھوسان گڈھ میں لشکر پہنچا۔ پادشاہ نے یہاں ایک ماہ کے قیام کا حکم  
 باران جواب تک رفاقت میں تھا وہ بھی جدا ہوا۔ دریا و آبی ہاموں کا شور بھی

پادشاہ کا سفر جھوسان گڈھ کی طرف۔

# سوانح ساجیل و چہارم اللہ

قلعہ ستارا (اعظم تارا) کی قلعہ داری پر سنہ ۱۰۲۱ھ میں سراج الدین نے قلعہ کو فتح کیا۔ اس حصار میں گیا۔ ایک قدیم مسجد والیان ہجینہ کی بنائی ہوئی تھی۔ پادشاہ نے اسے سفیدی پھر وائی اور دو گانہ شکر دیا گیا۔

جب پادشاہ قلعہ عظیم تارا کی بستی و کشادہ سے خارج ہوا اور قلعہ دار اور فوجداروں پر مقرر کیا۔ تو فتح پر لے کا ارادہ کیا۔ پادشاہ کے حکم سے فتح اللہ خان قلعہ کے محاصرہ میں رہا ہوا اور ہستارہ میں بصلح قلعہ گیری جمع ہوا تھا وہ بہت جلد قلعہ پر لے کے نیچے آگیا۔ ۲۲ ذیقعدہ کو پادشاہ تین روز چلکر دروازہ قلعہ کے سامنے خیمہ زن ہوا اور دولت خانہ کے آگے شاہزادہ کا خیمہ لگا۔ روح اللہ خان میرزہ چال مقرر ہوا۔ قلعہ خان بہادر اور مردم شاہی نے قلعہ کے اضلاع کوہ کو چند کروہ کے فاصلہ پر مرکز وار گھیر لیا۔ اگر ستارا کہتا کہ میں قلعہ آسمان فرسا ہوں تو چرنے کہا کہ میں اسکے جوشن پر تیج کار فرما ہوں اگر ستارا کہتا کہ آسمان میری کوہ کا پشتہ ہو تو پر لے کہتا کہ آسمان میری شکوہ کا سایہ محاصرین نے تھوڑے دنوں میں محصورین کو تنگ کیا۔ مگر بارش کی شدت اور غلو کا کی کمی وہ ہوئی کہ آسمان پادشاہی سپاہ کا بھی دم نکال دیا۔ مگر پادشاہ اس حال میں زیر پاشی اور دلہی سے دلاورون کا دل ہاتھ میں لانا قلعہ میں کبھی کبھی تیر بہار ہو نیچے آن کر شوخی کرتے۔ مگر یورش اور فتح اللہ خان کی بہادری سے محصور دل باختم ہو کر الامان کی فریاد کرنے لگے۔ ڈیرھہ جہینے کے محاصرہ کے بعد سیوم محرم میں قلعہ مفتوح ہوا اور مردم قلعہ مع عیال امان پا کے قلعہ سے باہر نکلے۔ انکے بدین پر عوا اور پرانے کیڑوں کچھ اور نہ تھا۔ قلعہ میں جو مسجد بن شانان بجا پور کی تعمیر کی ہوئی تھیں اور ہندوؤں انکو خراب کر دیا تھا۔ انکی تعمیر کا حکم دیا۔ ابراہیم عادل شاہ جو نوی چیز بناتا تھا اسپر نور کا لفظ لگاتا تھا۔ کتا بنے بس۔ شہر نورس پور۔ دام نورس۔ یہ قلعہ بھی اسکا بنایا ہوا تھا اسلئے اسکا نام نورس تارا رکھا۔

قلعہ ستارا کی فتح پادشاہ کی مدد پر



پادشاہ سبک بر باد کر کے پٹے پھرتے تھے۔ غرض جو کچھ ضروری و کسالہ و تصدیق خلق کو ہوئی وہ بیان نہیں ہو سکتی۔

پادشاہ نے معروض ہوا کہ ہنود قیدین طعام نہیں کھاتے۔ مساہو بن بنھا بجایو طعام کو شیرینی و میوہ و بکوان کھاتا ہے تو پادشاہ نے حمیلہ دین خان کی معرفت اسکو کھانا کھاتا کہ تم قیدین نہیں ہو اپنے گھر میں بیٹھے ہو۔ طعام کھایا کرو۔

ملبادس خان حاکم کاشغر فوت ہوا ملک کے بند و بست میں خلل پڑا۔ ارسلان خان سپہ شاہ خان ابن عم خان ستونی پادشاہ کی بندگی سے سرفراز تھا۔ اسکو ارشاد ہوا۔ وطن میں جا کر اپنے ملک پر قبضہ کرے۔ سردار خان جو شاہزادہ عظیم کی تعیناتیوں میں تھا۔ اسکو حکم ہوا کہ اسکی کمک کرے۔

۱۶ رجب ۱۲۱۱ھ کو پادشاہ تفتنی آبادیج کی طرف چلا۔ ۲ شعبان کو بیان پہنچ گیا۔

## سوانح ساجد خان بیگم

قصبہ برج من توقف ہوا سیوم شوال کو قلعہ بکالہ اور اسکے پاس قلعہ لون گڑھ کی فتح کے لئے علم اٹھایا۔ دہم ماہ مذکور کو حصہ کے دروازہ کے ورو پادشاہ آیا اور دریا کے کنارہ قلعہ کی نیچے جو مقام توپ رس تھا وہ منزل گاہ بنا کی۔ دیوان حافظ میں خالی میں یہ شعر نکلا۔



دلے کہ غیب نہ است جام جم دارد ہر خائے کہ دے گم شود یہ غم دارد سیوا جی نے یہ قلعہ حکام عادی خانیہ سے لیا تھا۔ پھر اسکو سلطان معظم شاہ نے فتح کیا تھا پھر اسکو بنھا جی نے لے لیا۔ پادشاہ نے نصرت جنگ کو بھیجا کہ ہر طرف چور پھر ہی میں انسا سرتن سے جد کرے۔ دو نو قلعوں کا دور سات کروہ تھا اسکو شکر شاہی نے گھیر لیا۔

تربیت خان کے رہتہام سے مورچال کی پیش روی ہوئی اور تو میں دشمنوں کے جلانے کے لئے گرم ہو میں تھوڑے دنوں میں قلعہ کی باج برج نصف سے زیادہ گر پڑی اور سیرودا جلا کار زار زمین کی شکافت میں اور کو ہسار میں کو چے بنانے میں کارنامے بروکار

کلاں شاہی - کلاں شاہی

قلعہ بکالہ کی فتح کے بعد پادشاہ کا جانا

کم ہوا۔ لشکر کو آرام ملا۔ شاہزادہ اعظم کو خاندن کی رخصت کیا کہ برہان پور میں لشکر  
 کے ساتھ آرام کرے۔ لشکر خستہ حال کو ملک قدیم کی آبادی و اچھین رخصت کیا۔  
 صوبجات کے نوابوں کو فرمان کیا کہ تازہ لشکروں کو ہمارے پاس بھیجیں شاہزادہ  
 سید ابیخٹ کو ملا کر قلعہ برہانہ کی فتح کے لئے بھیجا اور ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ کی  
 فوج کو اسکے ساتھ کیا۔ کچھ دنوں بعد تہریت خان میرانش کو اس طرف روانہ کیا۔  
 ۲۶ ربیع الاول کو پادشاہ خواص پور میں آگیا۔ یہاں خلافت کو ایک گونہ آرام ملا۔  
 یہاں غدو کاہ اور اکثر مہاجرات کی ازرا ت تھی۔ مگر یہاں ایک ورتازہ حادثہ  
 ناگہانی آسمانی مردم لشکر پر واقع ہوا۔ جسکا محل حال یہ ہے کہ ایک کم آٹھا اس لشکر  
 پر ٹپٹھا۔ اس نالہ کے سب طرف خشکیت تھی برسات ہو چکی تھی۔ پہنچا کام باران کا  
 گمان تھا کہ وہ شدت سے برسے گا۔ ۲۸ ربیع الثانی کو جبال کو ہستان دشت میں  
 غیر موسم ایسی بارش ہوئی کہ ایک پہر رات گلی سیلاب بلا ایک بارگی لشکر کی طرف آئی  
 اور آدمیوں کی جان بلیتھم ایک جماعت بادہ عشرت میں مدہوش اور خواب غفلت میں  
 ہم آغوش تھی اس وقت خبردار ہوئی کہ باقی نے سرگزر کر باطخانہ کو مع خیمہ فرش  
 کے زیر پالپٹیا۔ جو کوئی سرا سیمہ ہو کر نجات کی فکر میں دست و بازائی کر کے اس شب  
 تاریک میں جطرف نظر ڈالتا سولے بے پایاں موج آب کے کچھ نظر نہیں آتا۔ ایک عالم شریا  
 برہنہ جان بچانے کے واسطے ہتھ پڑھتا ہوا ہر طرف دوڑتا تھا۔ اکثر نے اس بحر  
 بے پایاں میں جان باد فنا میں دی جس وقت اس قیامت کا برہا ہونا شروع ہوا۔  
 پادشاہ جاے ضرور میں تھا وہ یہ سمجھ کر کہ دشمن کے ناگہان آجانے سے یہ ہنگامہ سخت  
 ہوا ہے۔ عالم اضطراب میں اٹھا پائون پھیلا اور پائون میں ایسی ضرب اڑائی  
 کہ علاج پذیر نہ ہوئی اور میراث صاحبقران کہنے لگی ماتھے آئی۔ اب سیلاب کی  
 نوبت و لتخانہ پادشاہ تک پہنچی۔ اپنے اور خدمتہ محل کے لئے سواری طلب ہوئی  
 صبح ہوئی تو پانی کم ہونا شروع ہوا۔ بہت سے عمدہ ناخی آدمی ننگے سرو و ننگے

نبی شاہ درگ کھا۔ اسے لیل کھا یہاں کا فوجدار مقرر کیا۔

بادشاہ نے پرنالہ کی اطراف سے گھاتوں کی طرف جانے کا قصد کیا کہ وہاں علف و  
آذوقہ کثرت سے ہے۔ خلق خدا کو اس آرام کے اور قلعہ داروں کے نام پر و چند  
دو ندن دشمنوں کے ہاتھ سے تخلص ہو گئے۔ اس آب کی نیت سے دو مہر محمد کو بادشاہ نے کوچ  
کیا۔ فتح اللہ خان بہادر کو آگے جانے کے لئے مامور کیا۔ اس نے جا کر چاروں قلعوں کے کوششوں  
کی کہ کو توڑا اور غنیمت کی ایک جماعت کو تلوار کا طعنه بنایا اور بہت مویشی اور قیدی پر ملے۔  
داروں کے قلعہ کوششوں کے بارہوی دست کو ب کا یہ زور دیکھ کر اور ان کے پیچھے بادشاہ  
لشکر کے آنے کی خبر سکر جان کا بجا غنیمت جانا۔ دسویں ماہ مذکور کو قلعہ خالی کر دیا۔ اور چور  
بھاگ گئے۔ اس مناسبت سے کہ خان بہادر کا نام محمد صادق ہے بادشاہ نے اس قلعہ کا نام  
صادق گڑھ رکھا۔ ۲۷ کو ظاہر قلعہ کو گھاتوں سے آدھ کوں پر ہوجھاؤنی کے لئے بادشاہ  
نے فرمایا اور یہاں خان بہادر کے ساتھ لشکر گران کو بسر کر دی بخشی ملکات بہرہ مند خان  
ناندگیر و چندن و دندن کی تسخیر کے لئے بھیجا۔ دس بارہ روز میں قلعہ دار باندگیر نے اپنی  
جان پر رحم کر کے قلعہ کی کھجی خان بہادر کو حوالہ کی۔ قلعہ کا نام نام آوروں کے انتقام  
سب سے نام گیر رکھا گیا پھر حصار چندن کا محاصرہ ہوا۔ تھوڑے دنوں میں اہل حصار امان  
لاگ کر حوالہ کیا پھر قلعہ دندن کا محاصرہ ہوا۔ چودھویں جمادی الاول کو یہ چوتھا قلعہ  
بھی بادشاہی قبضہ میں آگیا۔ ان دنوں قلعوں کا نام مفتاح و مفتوح رکھا گیا۔  
قلعہ کھیلنا کو فتح کرنا لعلوں کا کھیل نہیں تھا۔ اس کا تسخیر کرنا سخت مشکل تھا ہر درستی  
لے ایک کنائش اور ہجرت کے واسطے ایک آسائش اور ہر معمر کے لئے ایک تفسیر اور ہر امر کے لئے  
ایک تعبیر ہوتی ہے۔ سو عالمگیر جس مکان میں عقدہ لائیل تھا سکنائے امن کے اشارہ سے  
سے تھوڑا۔ جس زمان میں طلسم لائیل شف نظر آتا ہے اس کے چہرہ حقیقت کو اپنی راہ  
رزق سے کھول دیتا ہے اگر قاصدان آمال کی راہ میں خیال اشکال سنگ اہ ہتھکوتہ  
اپنے حکم قاطع سے اسکو کاٹ دیتا ہے۔ اگر تیرا کم اشجار باد میں آنے جانے والوں کو

فتح قلعہ صادق گڑھ کو بادشاہ نے مقرر کیا۔

فتح قلعہ کھیلنا۔

لاتا تھا۔ کئی جویہ یوزین بچوں کے راہ بنائی کہ حسین بن علی آدمی مشعل ستوی اللہ  
 چلے جائیں اور کئی کئی قدموں کے فاصلہ پر پہنچ گئے۔ کہ میں آدمی کام کر نیوالے اس میں بھیج  
 سکین اور ہر طرف غرتے حسین ہوا گئے اور آفتاب کی روشنی کے مرتب کئے۔ ان بھائیوں  
 میں تو بھانڈے کے آدمیوں کو بٹھایا کہ بند و قہر بن کر کسی کو دیوار سے سر نہ نکالنے دین اور اس کو چہ کو  
 اس راج کے بیچ پہنچا یا کہ مضرب بچھا۔ اسکی بنیاد کو اس قدر خالی کیا کہ ایک ہا دہروں کی جہات  
 اسکے اندر چوکی دیہی اور کوئی آسیب حقہ و متوالیہ غنیم کا انکو نہیں پہنچتا تھا۔ آخر کار اس کو جو  
 کو زیر فیصل دیوار میں لے گیا۔ لیکن اس سب سے کہ پیش رفت کار میں توقف طاری ہوا۔ برسات کا  
 موسم آگیا اور شدت بارش اور سیلابوں کی طغیانی سے اس میں کچھ خلل پڑا اس اثناء  
 میں فتح اللہ خان جو اوزنگ باد میں اپنے مہربانوں کی شکست کی خبر کے لگو گیا ہوا تھا۔ وہ  
 حضور میں آن کر مامور ہوا کہ لشکر شاہزادہ کی اطراف سے منع خان کی بدستی کے ساتھ چل  
 بالاستقلال روانہ کرے اس فرمان پذیر نے ایک ماہ میں زمین سنگ گین میں خاک سے  
 زیادہ سہل تر کاٹ کر کو چہ پاؤ دیوار تک پہنچا یا کہ عقل حیران رہ گئی مصویرین و فوجدار  
 آتش افروزی کرتے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک طرف سے تربیت خان چاہتا ہے کہ  
 انکی سیخ کنی کرے دوسری طرف فتح اللہ انکو خاک میں ملانا چاہتا ہے۔ محمد اذخان  
 اپنے ہمراہیوں سمیت اور خواجہ محمود بخشی لشکر شاہزادہ کام بخش لوں کہان کے برج و  
 بارہ کو اڑانا چاہتا ہے لشکر کے محاصرہ فرار کی راہ کو تنگ کر رکھا ہے۔ بادشاہ عالمگیر  
 ہے کہ برسات کی شدت اور حادثات کے نزول سے اسکے غم جو غم میں خلل نہیں پڑتا  
 اور یہ شکر ایسا ہے کہ جب تک اپنا کام نہ کر لیا جائے کار سے نہیں اٹھے گا۔ ان باتوں پر  
 لحاظ کر کے مصویرین نے ڈر کر اپنا حضور عجز میں دیکھا اور تربیت خان کے وساطت سے نہایت  
 کے لگو بادشاہزادوں کے امان خانوں میں دوڑے۔ ان دونوں نے بادشاہ سوان کی  
 شفاعت چاہی۔ بادشاہ نے اسکو قبول کیا۔ ٹرنک حارس کو جان و مال کی امان دی  
 غور محرم ۱۱۳۰ کو پرنالہ اور پون گدھ مالک محروسہ میں آئے۔ بادشاہ نے پرنالہ کا نام

جس کے ادبہ خان بہادر توپوں کو لگانا چاہتا تھا۔ مگر وہاں رہنے ایک یوار محکمہ برجون کی پٹری  
خفیہ ہو بیٹھے۔ اسکو اپنے روز بد کا حصار سمجھو لگے۔ جلیل الدین خان بہادر کین گاہ ضلع چب کی  
محاطت کے لئے کھڑا ہوا۔ پانچ چار ہزار رہنے لڑنے کے لئے آگے بڑھے۔ درہ کی راہ کو روکا  
اویخے درختوں اور سنگھار کوہ کی پناہ میں بند و قین مائے اور پھر لڑکے شروع کئے۔

فتح اللہ خان نے کوشش کر کے سینون کو سپر نیا یا اور تلوار سے مرہٹوں کا سر اڑا یا پٹہ کو  
ششون دوپشتہ کیا۔ شاہی آدمیوں کی ایک جماعت کام میں آئی آخر کار مرہٹوں کو ایسا  
تنگ کیا کہ وہ فرار ہو گئے۔ مگر یون سے گر کر مر گئے۔ وہ چاہتے تھے کہ قلعہ کی جانب  
بھاگیں سو خان بہادر نے اپنے سوار ہونے سے پہلے خزانہ اندازوں کو دشمنوں کے جلائے  
کے لئے قلعہ کی راہ پر بٹھا دیا تھا۔ اس طرف بھی آگ نے راہ گریہ بند کی۔ ناچار جنگہ میں  
بھاگے۔ درخت و بوٹہ میں پناہ سہولتیں اٹھارہ کہ افواج شاہی بھی بچاں مگر انہوں نے  
زندوں کو گرفتار کیا۔ خان بہادر نے انکی کمر میں پتھروں کو باندھ کر ان کے غاروں میں پھینک  
دیا۔ یہ فتح نمایاں ہوئی اور پٹہ مذکور یہ ثبات قدم ہوا۔ پادشاہ نے یہاں اپنے  
صحیح لگائے۔ مورچہ چال قائم کرنے میں رت جگا رہا۔ دوسرے روز دوسرا پٹہ قبضہ میں آیا  
یہاں سے قلعہ کے اندر بندوبست کی گولی پہنچ سکتی تھی۔ یہاں توپوں کو لگا کر خانہ ششون کے  
گھروں اور عمارتوں کو جلا تا شروع کیا۔ کوہی سقف (کوہی سلامت) بنا تا شروع کیا۔  
دار کھڑی کر کے اسپر مخالفوں کے سروں کو بجائے تاک کے خوشون لگایا۔ ۲۲ راہ مذکور کو  
پادشاہ اکلار نامہ کو دیکھنے آیا اور مورچہ چالوں کے آگے لے جانے کے لئے ترغیب دی اور شکر  
کی پشت گرمی اور پیش رفت کار کے لئے اپنی منزل لگاؤ اٹھ کر اس میدان میں خیمہ لگایا کہ قلعہ  
سے آدھ کوں تھا۔

سوانح جہل شش سالہ

پادشاہ کے حکم کے موافق شاہزادہ محمد بیدار بخت اطراف نبی شاہ درگ میں  
منزل گزین ہوا۔ تربیت خان کسل انہ کے مدد پر بیٹھا۔ محمد امین خان کو کن دروازہ کا

رو کے تو اسکو اپنے حکم کے تیر سے سچ و بن سو اکھڑا لیا۔ اگر عقبات دشوار گذار پڑیں تو  
 اُن کو ہموار کر دیتا ہو اگر حصول مقاصد کے لئے بعد شرق و غرب جال ہو تو اسکو طویل کر دیتا ہے  
 یہ بادشاہ ۱۶ سالہ دی آخر سالہ کو صا دق گدھ سے چلا۔ بارہ منزل طے کر کے لنگاپور میں  
 خیمہ زن ہوا آگے راہ میں دشوار گذار تھیں اس لئے سات روز یہاں قیام کیا۔ شاہزادہ سید ارجمند  
 بہن شاہ درک سو معاودت کے وقت برسات کے موسم کا سننے کے لئے ہو کر ی اور کوکا کل اور  
 اسکی حدود کی سمت میں گیا تھا۔ کم مدت میں کئی قلعہ اسنے مرہٹوں کے ہاتھ سے چھلنے سے پہلے  
 کے حکم سے لوگوں کو اُن کی راہ سے بادشاہ سے اسی منزل میں آنکر بلائے موسم میں بربستہ تھا۔  
 یہاں چند روز قیام ہوا۔ فتح خان بمعبر کو صاف کر کے بادشاہ کو اطلاع دی۔ چار کروہ  
 مسافت جو بڑی دشوار تھی آسانی سے طے ہوئی۔ ۶ اور جب بادشاہ دامن کوہ میں جو  
 اسکی فرو دگا کے لٹو کا فی تھا خیمہ زن ہوا۔ یہاں سے کھیلنا ساٹھ تین کروہ تھا۔ کوہسار  
 کی راہ میں سراسر دشوار گذار بیشمار اور جنگل انبوہ خار دار واقع تھے کہ آفتاب کی روشنی نہیں  
 جا سکتی تھی۔ اور ایسے تنومند اشجار بلند کی شاخیں باہم بافتہ تھیں کہ جینوٹی بھی ان سے بدشواری  
 گزر سکتی تھی۔ اگر کوئی بیٹیا بھی تھی تو اسپر سپاؤں سے جل سکتا تھا۔ خان بہادر فتح اللہ  
 مامور ہوا کہ ان حوائق و موانع کو راہ کے آگے سے اٹھائے۔ اس فرمان پذیر کی اہتمام و سعی سے  
 بیلداروں و سنگتراشوں نے ایک ہفتہ میں وہ دستکاری دکھائی کہ آسے دیکھ کر عقل نگ  
 رہ گئی اگر پہاڑ یا توروئی کے گالوں کی طرح اڑایا اور شیبہ فراز سدا ہوا تو اسکو بساط  
 بنایا اگر بلند درخت رسو میں کھڑے ہوئے تو انکو خاص خاشاک کی طرح اڑایا غرض یہاں سے  
 ہموار بنادیا کہ سووار برابر آسانی سے چلے جائیں۔ کام میں ہر روز دشمنوں سے لڑنا۔ اور  
 انکے سروں کو سبزہ کی طرح کاٹ کے لالہ زار بنانا پڑتا تھا سیوم شعبان کو بادشاہ نے خان  
 کے ساتھ افواج کو بسر کر دی حیدر الملک مدار الملہام اور بہر رفاقت حمید الدین خان بہادر  
 ستم خان اخلاص خان و راجہ جیسنگ کو رخصت کیا۔ صبح کے وقت خان بہادر حمید الدین خان  
 بہادر ستم خان احمد خدیوہ واروں کے ساتھ درہ میں داخل ہوا۔ قلعہ کا ایک پٹنہ سرکوب تھا

عولین پر وہ لگا تختہ شکستہ ہو کر اڑا اسکا ایک پارچہ خان بہادر کے سر پر لگا اور اس کے ساق  
 پائین میں بھی ایک ٹکڑا لگا۔ پاؤں اسکا اکھڑا اور وہ کجاوہ سمیت جو اس کے ہاتھ میں تھا  
 ایک غلام میں گرا۔ جان باقی تھی۔ کہ اس غلام میں کچھ تھوڑی دور جا کر کجاوہ جو اس کے ہاتھ  
 میں تھا ایک رخت کی شاخ میں اٹک گیا اور اس میں خان بہادر لٹک گیا۔ لوگوں نے  
 اس کو اس بلاؤنگا کہانی سے نکالا اسکے سرو کمر اور تمام اعضاء پر اس قدر سنگ کے  
 صدمے پہنچے تھے کہ ایک ماہ تک صاحب فراموش رہا۔ پھر اچھا ہو گیا وہ زبان دراز بڑا تھا پادشاہ  
 کی مرضی کے خلاف اسے ایک مقدمہ فیصلہ کیا تھا اس کی سرزنش نصیحت آمیز بادشاہ نے  
 خواجہ سرا کی معرفت کی اس کی عمر اسی برس سے تجاوز کر گئی تھی وہ بادشاہ کا ہم عمر تھا۔  
 اس نے جواب میں خواجہ سرا سے کہا کہ بادشاہ سے عرض کر کہ یہ انسان کا اعلیٰ عقل کی عمر  
 نوبت جب اسی نوی برس پہنچتی ہو تو اس کی عقل میں خلل آجاتا ہے اور اس کے حواس خمسہ  
 بحال نہیں رہتے۔ میں تو سہا ہی ہوں۔ عقل سے کوہن دور پیدا ہوا ہوں۔  
 جب خواجہ سرا چلا گیا تو دوستوں نے اس جوان صاحب کو کیمبرائیون کو بتلایا اس نے  
 پادشاہ سے عذر کیا۔ خان بہادر اس فکر میں تھا کہ دو ستر برج کی طرف سے یورش کرے  
 مگر یہ حکم اسکا غلط تھا۔ دھم دی اچھے کوشا ہزاروں نے رپوتی قلعہ کو لے لیا۔ راجہ جینگ نے  
 بھی اس میں ہرا کام کیا۔ غنیمت کو بری شکست فاش ہوئی۔ اس کی جمعیت میں تفرقہ پڑا شاہزادوں  
 نے حکم دیا کہ توپوں کو آگے لیجا یئیں۔ اور دیوارہ قلعہ کو گرائیں۔ یہ سیرام نے جب دیکھا کہ  
 افواج شاہی اس طرح خانہ براندازی پر مستعد ہے۔ تو اس نے برہمنوں کو وکلاء  
 بادشاہزادہ پاس بھیج دیا کہ قلعہ حوالہ کرنے کی اور بعض اور ملتقات کریں۔ بوٹ  
 بخشی الملک ورح اللہ خان کے پیام آوری اور پیام بری میں چند روز گئے۔  
 مگر آخر کو یہ درخواست منظور ہوئی کہ یہ سیرام مع محصوروں کے قلعہ سے جان سلا لے گا۔  
 ۱۹ محرم کو شاہزادہ کے نشان قلعہ پر قائم ہو گئے اس کی تاریخ فتح فتح شد قلعہ کھیلنا  
 ہوئی۔ پادشاہ اس قلعہ کا نام سحر ناک رکھا۔

اسناد کیا۔ خان بہادر نے تو پنج ایر لے کر بڑی مدد ملی بہت سے کوچہ سرخار حاکم قلعہ کی  
 ریونی تک لے گیا اہل حصہ رات دن میں تو بے تفنگ کے چلائے لمحہ بھر کا توقع نہیں کیا  
 کوچہ سلامت میں ہر نوع کے آدمیوں کو جو کام کرتے تھے۔ جان سوار تے تھے۔ مگر بہادر  
 اپنا کام بناتے تھے غنیمت دروازہ قلعہ سے پوشیدہ کوچہ بنایا اور ریونی پر مدافعت  
 کے لئے بیٹھا جیسا سنے دیکھا کہ خان بہادر دھابہ باندھ کے مقابل آیا اور زینہ پر سوار  
 ہونا چاہتا ہے تو اس کے ہوش اڑ گئے جو غار میں سو نکال کر دیوار کے نیچے سطح زمین تک  
 لگائے۔ انکو دشمنوں نے خراب کیا۔ بہادر وچ کچا ہون کے زینے ترتیب دیے اور ان  
 دھابوں کے اوپر باندھے اور پیش قدمی کی۔ محمد امین خان کا حال سینے کو وہ کو کئی  
 دروازہ کے اسناد کے لئے گیا تھا۔ پہاڑ کو پے سپر کر کے کھیلنا کے پائے کار میں ایک پشتہ  
 محاذی دروازہ کے مشرف ریونی تھا اس پر پہنچا۔ مخالفوں نے اس پشتہ کے اوپر سنگین  
 دیوار میں بنائی تختیں و نیچے اسکے گھری خندق کو خالی کیا تھا ایک مدت تک صوبت کو سیک  
 پیش رفت کار نہ ہوئی۔ ہر سوال کو کوشش و کشش کر کے کشتوں کے پشتے لگائے اور  
 قلعہ نشینوں کی راہ اس دروازہ سے بند کر دی محمد امین خان سبب سے مرض کے و شاہ نے  
 اپنے پاس بلالیا اور کو کئی دروازہ کی طرف سے قلعہ کی تھیر کے لئے شاہزادہ بیدار بخت و راہ  
 جیسٹا کو مقرر کیا اور چند ہزار پیادے۔ یاقوت خان متصدی و نندارا جوری نے ان  
 پاس بھیج دیے انہوں نے مورچہ چال لگا کے برج و بارہ پر توپیں چلائی شروع کیں۔  
 فتح اللہ خان نے دیکھا کہ مورچہ چال لگا ہے اور سب سے حکم تدبیر میں کین لکین ج۔  
 سبزہ ہر سنگ ر وید چہ گنہ باران راہ ہر چند شیر و بان اور کرگن بجلی توپوں نے گول  
 چلائے سرگرمی سے اور اسکے کچھ نہ ہوا کہ برج کے چند سنگ اڑ گئے۔ غنیمت نے گولہ اندازی سے فزا  
 بھی ہاتھ نہیں کھینچا۔ وہ راتوں میں کئی دفعہ قلعہ سے باہر نکل کر مورچہ چال پر حملہ آ رہا  
 خان بہادر بذاتہ اسکی مدافعت میں مشغول ہوا۔ ایک دن دھابہ باندھنے میں وہ خود  
 مزدور دن کے ساتھ کام کرتا تھا۔ ایک پتھر اوپر سو آیا کہ ایک شخصہ چارٹھون۔



محبوب ہوا در ماندگی میں بٹھایا۔ صاحب الفیض نے ہزار ساجت سے مانع مفسد کو استیصال کیا اور فوسل کر تپا اور سریشیہ لگے۔ آخر ایک کروہ کے تھاوت پادشاہ بائیں طرف چل کر کھلا پور میں آیا اس منزل میں ناکچرہ وی کر کے سدا رہا ہوا اور ہر گھسی کا نالہ اسنے نہ سنا اور شب و زپاؤن دراز کر کے سویا۔ اس شوخ شرمین روپیہ کا ایک سیر غلہ کھتا تھا۔ گاہ وہیمہ نام کو نہ تھو۔ بارش کا تیر باران بے نوا یون کے بدن اور جان پر کار گر تھا۔ باد صحر کا طعن دل ستان قالمک بقی کرتا تھا۔

خلقت کو اپنی سخت جانی پر تعجب ہوتا تھا۔ ۱۹ صفر کو پادشاہ ہاتھی پر سوار ہو کر نالہ سے گذرا۔ ایک کوس چکر خیمہ لگایا۔ حجرہ عدالت میں بیٹھ کر جگہ ملی۔ پادشاہ ہزار دون اور دنیا داروں کو اپنے گھر میں کھڑے رہنے کی جگہ ملی۔ کئی روز بعد اس منزل میں آفتاب کھائی دیا تو نیم جانوں میں جان آئی۔ ۱۲ ربیع الاول تک شکر نے چودہ کوس مسافت کو ایک ہ سترہ روز میں طو کیا اور قلعہ بنی شاہ درک کے نیچے پہنچا۔ اس بج بدستور نکلنے لگا تو روزی طلبوں نے ہاتھ ہلائے اطراف بار بر دار دوڑے گئے۔ انہوں نے خلائق خدا کا بوجھ سر و گردن پر اٹھایا۔ پس زندہ آدمی بھی لنگھاتے لنگھاتے گئے۔ ۵ اشعر مذکور کو سیر گانہ نو میں لٹا آیا۔ ایک ماہ میں وز بہان توقف ہوا۔

۲۴ ربیع الآخر کو بہادر گڈھ کی طرف لشکر چلا اگر چہ پرنے داس میں ہاؤن کھینچو تھے۔ دریا کو شہا کی طغیانی کی خبر آئی تھی مگر شاہانہ غم کے مقابلہ میں یہ موانع کچھ موقع بہین کھینچو تھے نوکرہ مسافت کنار دریا تک ۱۶ کوچ و مقام میں طو ہوئی۔ سارا لشکر دریا کے کنارہ پر آیا۔ دریا کیا تھا طوفان قیامت تھا۔ ہر موجد اسکا بلا قامت۔ لشکر کا شہاد امواج دریا سے زیادہ عجول سی

کشتیوں پر کشتی نہ کہ دوزخ فسرہ ۔ یک تابوت و ہزار مردہ ۔ اس حال پر احتمال میں میں وز میں آدھا لشکر دریا سے گذرا۔ پادشاہ کشتی میں سوار ہو کر دوسرے کنارہ پر گیا۔ پادشاہی لشکر نے یہاں میں وز توقف کیا۔ پھر بہادر گڈھ کی سواد میں پادشاہ خیمہ زن ہوا۔ پادشاہ نے غازی الدین خان کس لشکر کا توڑ کر دیجا۔ اکثر تو خپانہ کو ضبط کیا۔ اور حکم دیا کہ امرا اسے زیادہ تو خپانہ نہ کھا کریں اور یہ فقرہ بیدار بخت کو کھلا کہ حملہ نہ خان فرزند کو کہ ہفت ہزاری است در خانہ خود نمودہ تو پٹ کجبال و شتر نال و گھوڑ نال و ہمہ چیز آن قدر

اس سرزمین کی بھی عجیب کوہ وزمین ہیں کہ سبزہ گل کے سوا ہی کہیں زمین نہیں دکھائی  
درستی اس سماں میں کوئی درخت نہیں جو کوئی نفع نہ رکھتا ہو۔ کوئی پھول نہیں کہ جس کی بو  
کو فیض نہ پہنچاتی ہو۔ ہر دانہ اس کا خراج دیتا ہے ہر خاک اسکی دامگیر ہو۔ ہر پتھر  
نذکر کو بادشاہ قلعہ کے ملاحظہ کے لئے گیا۔ ضابطہ خان کو یہاں حاکم مقرر کیا یا ندکی  
سمارتین اس قلعہ کی لچپ نہین ہیں۔ یہ قلعہ سرحدی ہے اور ملک اعظم بالا گھاٹ و پان  
گھاٹ کو کن اسکی شہر کے سبب سے ممالک محروسہ میں داخل ہوا دوسرے روز بادشاہ  
شاہزادہ کو ایک لاکھ روپیہ دیا۔ ہو کر می اور رے باغ میں چھاؤنی ڈالنے کا حکم دیا  
اور امراؤ کو جو اس محکم میں شریک تھے بڑے بڑے انعام دیے۔

بادشاہ پنجم محرم سال کو قلعہ میں سوار گدھ کے ناحیہ کی طرف چلا۔ کثرت  
بارش سبب یہ حال ہوا کہ شتر کا نام نہین نامہ گاؤں گجرات رفت خرب خراسان شہر  
خیل مدہون سہستی سے ہیوش ہوا لشکر کا بارگراں لیکر چلا۔ کچال تنو لگے کہ گدھ کی  
طرح کینچڑ میں پھنسا غصہ سارے اعمال و افعال مردوزن کے سر کے بوجھ بنے۔

### شعد

ایک تو گوئی کہ ہمہ مردم اند بیشتر گاؤں و خرے بے دند مت  
دولت مند جو بہشت آسائش میں آسودہ رہتے ہیں۔ کئی کسی طرح زیر کیل و آل تقا  
کھاہ میں پہنچ گئے اور کارخانجات لشکر کے نہ پختہ کے سبب متوقف ہوئے۔ حکم  
ہوا کہ عارض قلعہ کو یہ کارخانے پھر ہوں۔ سات روز بعد کو چ کا نقارہ بجا۔ اس  
منزل میں ایک نالہ تھا اسنے بادشاہ کی سواری کو توراہ دی لیکن غلامین کے  
کھانے کے لئے منہ کھولا۔ کوئی غرقا فنا ہوا۔ کوئی اپنی قسمت کے زور سے مل آیا  
جو بے دند متی میں کوس منزہ نے توراہ کیا تو وہی نالہ پھر پیش آیا۔ پھر نالہ  
بھی عجیب غذا ترویدار تھا کہ پیش خانہ بادشاہی کو اور اور پیش خانہ دارون کو  
اول جیسکہ بلا یا پھر بطریق سیراہہ روی کے اس طرح ارپے روی کو دوڑایا کہ

بادشاہ کا سفر قلعہ میں آیا اور گدھ کی طرف +

فول کو حکم ہوا کہ وہ امیر الامرا کو عنایت اللہ خان کھرمغذرت کے لئے جائے خان کھرمین  
آیا وہ حمام میں نہانا تھا۔ جلد حمام سے نکل آیا۔ امیر الامرا اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھوڑا اور  
ایک نفوس پارچہ خان مذکور کو دیا اور پھر بھی ان دونوں میں ساری عمر ایک دوسرے کا گلہ و شکوہ  
نہیں کیا۔ مدت تک صحبت و محبت رہی۔

ہم نے اوپر لکھا ہے کہ ارشعبان کو قلعہ کندانہ کے نیچے کشتا ہی پہنچ گیا۔ پاشا  
حکم سے تربیت خان اور اور بہادر وں نے مورچا پکڑ کے لے جانے میں اور قلعہ کے کھودنے  
میں مدد کے باندھنے میں کوشش کی دشمنوں نے بھی کوہکے اوپر نمایاں دست برد میں دین دوم  
ذمہ سمجھ کر جھل و قلعوں کے ساتھ فتح ہو گیا اس قلعہ کا نام بخشندہ بخش رکھا گیا۔ اس لئے  
کہ جب تک اس قلعہ کو بخشندہ نہ بخشے کوئی اسکو نہیں لے سکتا۔

خانی خان لکھتا ہے کہ ساڑھے تین مہینے کے تردد میں بہت آدمی مارے گئے اور حصوں کے  
کار فرما اور صاحب دار زمین کے حق قلعہ دار کو روپیہ دیکر قلعہ خرید لیا۔ یوں قلعہ ہاتھ آیا اور  
بخشندہ بخش اس کا نام رکھا گیا۔

تبعہ اس فتح کے بادشاہ نے کوچ فرمایا۔ یوں آرام کے لئے ایام۔ بیات کا ایک  
مہینہ راہ پونہ اور اسکے حوالی کے مقامات میں صرف کیا۔ یہ مقام سیوا جی کا آباد کیا ہوا ہے  
اور یہیں حویلی کے اندر اسنے امیر الامرا شائستہ خان کو شہنشاہ کے چشم زخم پہنچا تھا  
یہاں محمد محمدی الدین خلیفہ القدر بادشاہزادہ محمد کام بخش نے جو رانی منوہر پوری کے بطن سے  
دس برس کی عمر میں فاطمہ پائی تھی۔ شیخ صلاح الدین کے مزار میں وہ مدفون ہوا تھا۔  
اسلئے پونے کو مچی آباد سے موسوم کیا۔

اس سال میں باوجود بروقت و بیوقت بارش کی شدت کے خریف پر آب دگی کی آفت  
پہنچی اور زحمت گندم اور چنےں بیج پر چند روز بڑا کھڑا کہ گہوں میں ہو گیا اور دکن کے  
تین صوبوں میں جس میں کی جگہ ایک میں غلبہ پیدا ہوا۔ بہت سی چیزیں اور حبشین برسات کی  
کثرت بادش سے پوشیدہ اور صنایع ہو گئیں سپاہ کو جو امید تھی کہ ارزانی ہوگی اور

ظفر زمانہ کی فتح

بادشاہ کا خاتمہ و کوچ

شہر کے مصائب

یاد بل نہ پھر سوا، انچہ کہ از سر کار پادشاہی باو تعین است داشت چرا شما کہ مضاعفا  
می یابید ز باضائع می کنند و بے مصرف صرف مینمایند چنانچہ در کار بود سائنش خود  
سازیت چنانکہ اندکے ماند و خواجہ غزہ ہنوز بہ بیت  
ہیچ کس نہایت کہ در فکر دل خود باشد بہ عمر مردم ہمہ در فکر شکم می گذر و سر  
۲ رجب ۱۰۸۵ جلوس کو لشکر فلقہ کنڈانہ کی فتح کے لٹو کوچ کیا۔ مار شجبان کو اس صدارت  
پہنچے آیا۔

### سوانح چہل و ہفتم ۱۱۸۵

بنی مین جب پادشاہ کاک کہ آیا تو اتفاق سے امیر الامراء کا خیمہ سپین مین اور عنایت  
ناظم خالصہ تن کا خیمہ تفسع مقام مین ایستادہ ہوا چند روز گذرنے کے بعد خان کا کوئے محل کا  
احاطہ بنا لیا۔ امیر الامراء کے خواجہ سرا بسنت خان سے کہا کہ اس مکان کو اوٹھ جاؤ یہاں  
نواب کا خیمہ لگاؤ۔ خان نے جواب دیا کہ میں اپنے اترنے کے لئے جرب تک نہ ٹکی اور جگہ نہ چنوں  
کہ یوں ہی اس بار حق تعالیٰ فرمائیں۔ خواجہ سرانے اس کا جواب سخت دیا۔ خان خواہ مخواہ دوسرے  
مکان میں اپنا خیمہ کو منتقل کیا اور امیر الامراء کے خیموں کے خیموں کی جگہ ان کے لئے انجنا بولوانی  
کی فرد سے مقدّمہ کا حال پادشاہ کو معلوم ہوا۔ اسی وقت حمید الدین خان بہادر سے کہا  
کہ امیر الامراء سے جا کہہ دو کہ انہوں نے خوب نہیں کیا اپنے خیمہ پہلی جگہ پر یا کسی اور جگہ لگاؤ  
اور جو جہاں پہلے خیمہ لگائے تھے وہ وہاں اپنے خیمے لگائے۔ خان بہادر پادشاہ  
پاس اطلاع حکم کے لئے امیر الامراء پاس گیا۔ امیر الامراء اس حکم کے قبول کرنے میں تامل کیا  
تو خان بہادر کے پاس آزارہ اخلاص عنایت اللہ خان پاس آیا اور سرگذشت بیان  
کی کہ بہتر ہوگا کہ تم امیر الامراء پاس چل کر کہو کہ مجھے خیموں کے لئے جگہ مل گئی ہے آپ کے تبدیل مکان  
کی ضرورت نہیں ہے۔ عنایت اللہ خان نے کہا کہ تم کو پادشاہ کے حکم کے موافق امیر الامراء  
پاس گئے تھے۔ مین پادشاہ کے حکم بغیر کیسے امیر الامراء پاس جاسکتا ہوں۔ خان بہادر نے  
پہ حال پادشاہ سے عرض کیا۔ دوسرے روز امیر الامراء دیوان مین آیا تو اہتمام خان

پادشاہ کے مراتب قدر وانی و شہادہ زاد و اناضی۔

پیمائش ہوا اسکا واقفی ایسا محاصرہ مستعذر ہوا کہ محصوروں کو غلامی پہنچ سکے تربیت خان اور حمید الدین خان پنجٹیان عظام اور بہادران قلعہ کشا مامو پہنچو کہ محاصرہ کریں اور مورچاں باندھیں اور کوہ سلامت کھودیں بجز بہ کار دلاور ورنے قلعہ گیری کے سرانجام نہیں ہوت  
باندھی اور تھوڑی مدت میں کمر کوہ میں توپوں کو پہنچایا اور محصوروں کے حصہ کے نیچے تک سورجالی پہنچائی۔ قلعہ اچکھڑ سے دو اور پہاڑ متصل تھے انہیں بڑی بڑی عمارتیں ہو جی  
نے بنائی تھیں مصالحوں جنگ بھی انہیں موجود کھا تھا اور بیج و بارہ کو استحکام دیا تھا۔  
رائے نام پہلی ویدماوت و سر جوئی تھے تینوں پہاڑوں کے محصوروں کو لوہ توپ و  
تفنگ کے چلائیں اور سنگین ہتھیروں کے کھینکنے میں اور غلہ کے لیجانے کے لئے کین میں بیٹھنے  
میں بھی انہیں کی خلاصہ یہ ہو کہ محاصرہ دو مہینہ چند روز رہا۔

۱۱ شوال کو بہادران اور قلعہ شکن توپوں کی ضربوں سے اول دروازہ قلعہ پرش کشا  
کے نشان قائم ہوئی۔ محصورین کچھ بھاگ گئے کچھ مارے گئے لیکن ماجی جو اس قلعہ کا  
نگاہبان تھا اور دوسرے داروں کے ساتھ جو نامی دو نو پہاڑوں میں تھے بارہ روز  
بہت محاصل دست و پا زنی کرتے رہے آخر کو روح اللہ خان کو میانجی بنا کر جان کی امان  
مانگی اور اس شرط سے امان لیا گیا کہ قلعہ دار خود دروازہ پر آن کر نشان کو قلعہ کے اندر لے  
اور دوسرے روز اس قلعہ کو خالی کرے۔ نشان کے داخل ہونے کے بعد ات ہو گئی۔ اس  
تاریکی کے پردہ میں محصورین جو اٹھا سکے اپنے ساتھ لے گئے۔ جب صبح ہوئی اور قلعہ دار کے فرار  
ہونے کا حال معلوم ہوا تو شاہ دیا نہ فتح کا اوازہ بلند ہوا قلعہ کے اندر کشا نہی غل  
ہوا۔ باقی اہل قلعہ سرو پا برہنہ نکالے گئے۔ حمید الدین خان کو لغارہ عنایت ہوا جسکی  
آرزو اسکو مدت سے تھی۔ قلعہ کا نام مٹی شاہ گڈھ رکھا گیا۔

بشکر میں غلہ کی کمیابی اور گرانی ایسی تھی کہ بھون و چنا و کاہ و پیہ کے دلیور کبھی  
اسے بھی گران ملتو تھے بازار چھوری کا فوجدار یا قوت خان ۵۶ کو سو کے فاصلہ پر تھا۔  
اسکے نام حکم صادر ہوا کہ بقدر مقدور رسد غلہ کا سرانجام کر کے مع مصالح۔۔

غلہ کی کمی اور سبزی یا قوت خان سے اسکی قلت

اچھی طرح زندگی بسر ہو گی اسکی جگہ لگانی ہو گی۔

نہار جبکہ بادشاہ نے قلعہ را جگہ کی فتح کے لئے کوچ کیا اس قلعہ کو سیوا جی کو ترقی کی ابتداء ہوئی تھی۔ بادشاہ نے جو اس ضلع میں کساکہ سفر اٹھایا تھا اور خلق کو تکلیف دیتی تھی اسے مقصد اس قلعہ کا اور دو تین قلعوں کا فتح کرنا تھا۔ پوناسے چار کروہ پر ایک بڑا اونچا پہاڑ تھا جس میں کہیں اہ کا نام و نشان پیدا نہ تھا مرہٹوں اور اس ضلع کے کوہ نور دون کے سوا جو گھوڑے سے اتر کر پیادہ ہوتے اور بھڑبھڑاتے اس سے عبور کرتے اونٹ کا اور لدے ہوئے بیل کا چلتا مستعذر تھا گاڑھی چھکڑے کا تو کیا ذکر ہے۔ بہت سے آدمیوں نے یہ سفر اٹھایا تھا۔ اپنے اطفال و عیال سے دور اور مجبور تھے۔ انہوں نے کچھ مدت قیام میں آرام کے لئے اپنے قبائل کو دور اور نزدیک سے بلایا تھا اور بعض نے یہیں قابل اختیار کیا تھا وہ کوچ کے صہد اور کوہوں کے عجوبے سے خاطر کو خارج رکھتے تھے۔ اب اس کوہ کے نیچے وہ کئے باوجود کہ ایک مہینہ پیشتر کہیں ہزار گنا شوق پیدا نہ کر دہ کار آدمیوں کے ماتحت راہ کے درست کرنے کے لئے مقرر ہوئے تھے وہ اس قدر بھی کام نہ کر سکے کہ تو خانوں اور کارخانجات کے اربابوں کے لئے پل صراط کی برابر بھی رستہ بناتے جب کٹل کے نیچے لٹکایا۔ ناچار بہر کو پہاڑ میں چھوڑا بھل درخت میں گلاؤ و شتر پیر جو عورات و مستورات سوار تھیں انہوں نے بیرق اڑھایا اور سر پر چادر رکھی اور اربابوں میں رستہ ان ہد میں اور درختوں کو کاٹ کر ہزار سالہ اور خون جگر سے صبح سو شام تک بان کے نشہ کی برابر راہ طی کی۔ اونٹوں اور اربابوں سے بوجھ کو نیچے اوتارا اور آدمیوں کے سر پر رکھا اور اوپر چڑھے اس مقصد سے کہ سالہ سے بہت بار بردار اور آدمی غاروں میں گر کر درندوں کے طعم بنے دیڑھ کروہ مسافت راہ طی ہوئی دو ہفتہ میں (ایک ہفتہ) اس پہاڑ سے نیچے آئے اور اہل شاہنشاہان میں قلعہ کے نزدیک پہنچے۔ قلعہ بڑا پر شکوہ اور رعب تھا۔ دامن کوہ میں غار برطے وحشت فرماتے۔ سانپا و طرح طرح کے درند ومان رہتے تھے اسے ایک عالم فریاد کرتا تھا اسکا دورہ بارہ کروہ جو بھیجا

قلعہ را جگہ کی فتح

آدمیوں کا خیال یہ تھا کہ الحال زن سببہ اور طفلہا شیر خوارہ باقی ہے میں میرہٹون کا دست  
 تقدیری ملک و کن میں کوتاہ ہوگا اور انکا استیصال کرنا کوئی بڑا کام نہ ہوگا لیکن عاقل  
 نگاہیں ہمیں کہیں کہ جس دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمار۔ جب تک خدا کا ارادہ نہ ہو انسان کی  
 تدبیر سے کسی کا قلع قمع نہیں ہو سکتا۔ راجا رام کی زن کلان تارا بانی تھی اسنے اپنے وطن  
 پسر سہا کو پدر کا قائم مقام قرار دیا اور کاروبار حکومت اور سرداروں کا تغیر و تبدل  
 اور اپنے معیروں کی آبادی کی اور ملک پادشاہ کی خرابی کی عنان کو اپنے ہاتھ میں لیا  
 اور دکن کے بہرہ صوبوں کی سرحد سروج و مندر سور و صوبہ مالوہ کا تخت و تاراج کر  
 لئے فوجوں کو تعین کیا اور اپنے منصوبوں کا جذب قلوب یسا کیا کہ عالمگیر کی بقائے  
 سلطنت تک اس کے گل تردد و منصوبہ و کشی و قلعہ گیری کے مقابل میں مر رہے  
 مادہ سرکشی کو روز بروز زیادہ کرتے گئے۔ ہر چند پادشاہ نے خود اس کے ملک میں  
 آنکھ تلوار چلائی۔ اور بہت روپیہ خرچ کیا کئے ہزار آدمی مارے گئے اور بڑے بڑے  
 قلعے فتح کئے اور میرہٹون کو بے خان و مان کیا مگر میرہٹون زیادہ شوخی کی۔  
 بڑی بڑی فوجیں لیکر ملک قدیم پادشاہی میں آنکھ تاخت و تاراج کی۔ پادشاہ  
 کو تمام فوج اور امراء کا طلب ساتھ ان دور دست پہاڑوں میں موجود تھا۔  
 تارا بانی کے منصوبہ جس مکان میں پہنچو تھے اقامت کرتے تھے اور بندوبست میں  
 کمانڈر مشغول ہوتے تھے ورنہ و فرزند و خیمہ و فیصل کے تھا خاطر جمعی سے بیرون اور  
 جہینوں رہتے تھے ورنہ سنے زیادہ شوخی کرتے تھے اور سب پر گھون کو آئیں میں تسلیم  
 کر لیتے تھے اور حکام پادشاہی کے دستور کے موافق صوبہ دار و کمانڈر دار اور ارباب  
 مقرر کرتے تھے ان کے صوبہ دار کا صوبہ یہ تھا کہ صاحب فوج ہوتا تھا جس جگہ قافلہ سنگین  
 تو سات ہزار سوار کے ساتھ وہاں جا کر تاخت کر ما اور کمانڈر دار کو جو تھ و وصول کرنے  
 کے لئے مقرر کرتا۔ جہاں کمانڈر دار زمیندار اور فوجدار شاہی کی سختی سے چوتھ نہ ہوتا  
 کہہ سکتا صوبہ دار اسکی مدد کو خود جاتا اور اس معیوہ کی خرابی اور محاصرہ میں کوشش

قلعہ گیری خود حضور میں آئے۔ سیدی یاقوت خان کا ذکر پہلے کمی دفعہ آچکا ہے وہ کسی باب میں بادشاہ کے حکم سے سترابی نہیں کرتا تھا اپنے قلعہ کے اطراف میں مرہٹوں کو خوب تنبیہ کرتا رہتا تھا۔ سمندر میں بیت اللہ کے لئے راہ کو خوب جاری رکھتا تھا اور تین لاکھ روپے کا خرچ فوجداری دریا کا یعنی خردو کلاں کشتی و جہازوں کا اسکے تعلق میں تھا۔ خشکی اور دریائیں مرہٹوں کا علاج جیسا وہ کرتا تھا ایسا کسی اور سو نہیں ہو سکتا تھا۔ جب راہبیری شخیر ہوا تو اسکو بادشاہ نے اپنی مائیں بلایا تھا وہ دبدبہ سلطنت اور شان و تجمل سلطنت کو دیکھ کے ہوشن باختہ ہوا۔ امرائے نامدار کے قرب میں بے آبروئی اور خفت کے ساتھ رہنا پسند نہیں کیا۔ تعارض کا بہانہ بنا کہ وہ اردو سے اپنے وطن کو کنجاں جبال کی پناہ میں گیا۔ ان ایام میں کہ بادشاہ نے دوبارہ سیدی یاقوت خان کو طلب کیا تو اس نے اپنی شین ملازمت کے قابل جاننا کہ میں کس منہ سے بادشاہ کے روبرو جاؤں گا کار سازی کر کے چند لاکھ روپیہ پیشکش کر مع دو تین ہزار سپاہ مصباح قلعہ گیری حضور میں ارسال کئے اور عرضداشت بھیجی کہ غلام کئے میں بیان رسد غد کا سرانجام بھی طرح میں ہو گا اور اس ضلع میں بند و بست قائم نہیں رہیگا۔ بادشاہ نے اس کے عذر کو قبول کر لیا ان ہی دنوں میں اسکے مرنے کی خبر آئی اسکے کوئی بیٹا نہ تھا۔ سیدی عنبر کو اپنا قائم مقام کیا اور وصیت کی کہ تمام قدور ہر تدبیر سے کہ چل سکے پیش کش کے قبول کرنے میں اور دربار میں خرچ کرنے میں جان و حاکمہ کو گرو رکھنا مگر وطن سے ہاتھ نہ اٹھانا اور کسی طرح اس زمین کو دوسرے کے نام پر مقرر نہ ہونے دینا۔ یہاں کوئی اور شخص سیدی یاقوت خان کا قائم مقام مقرر ہو چکا تھا۔ مگر بادشاہ کے کارکنوں نے عرض کیا کہ حبشیوں اور سیدی یاقوت خان کے تربیت یافتہ کو کسی اور سو اس کو ہستان کا بند و بست اور راہبیری کی قلعہ داری اور راہ کعبۃ اللہ کا اجراء دریا میں بحال نہ رہ سکے گا۔ بادشاہ نے بھی غور کر کے بہ اتفاق مصلحت وقت سیدی عنبر کو مقرر کیا اور اسکو سیدی یاقوت کا خطاب یا راجہ رام کے مرنے کے بعد اسکی دو بیویاں اور دو فرزند خردو سال باقی رہے تھے تو



قریبی جدار تھوڑی دیر پہلے چودہ ہزار سوار اور سات آٹھ ہزار کوئی ستر ہزار جو اس سرزمین کے  
 جمع ہو چکے تھے۔ ان سب سے دریا و زب کے کنارے چھوڑ دیے گئے۔ سب کے سب ہٹوں کے دفع  
 بشر کے لئے مستعد ہوئے۔ صبح وہاں فوج مرہٹہ بھی سات آٹھ کروہ پرائی انہیں ہوا کی طرف  
 سے دو تین ہزار سوار خوش قسمتہ آق پیشہ نمودار ہوئے احمد آباد کی فوج خبر پا کے ان کے  
 مقابلہ کو گئی۔ زرو خورد کے بعد مرہٹہ فرار ہوئے۔ پادشاہی سرداران فوج نے دو تین  
 کروہ تک ان کا تعاقب کیا۔ کئی گھوڑیاں اور بھالے و چھتریاں ان کے ہاتھ آئیں۔ تقارہ  
 فتح ملی و ازہ کر کے فوج پھرائی۔ سپاہ نے خوش ملی اور خاطر بھی سے کہ فوج غنیمت کو بہت  
 فوسے آئے ہیں۔ کمرن کھولیں۔ گھوڑوں پر سے زین اتارے بعض سو رہے بعض کھائے پچھا  
 لگے کہ اس حالت میں سات آٹھ ہزار سوار کئی انتخابی مرہٹوں کے جو آب کنوں اور کنار دریا کی  
 اطراف کے مٹاک میں پوشیدہ بیٹھ تھے اور جاسوسوں کو خبر کے لئے بھیجا کہ قابو ملے  
 غافل ناگہان سیلاب بلا کی مانند لشکر شاہی پر جا پہنچے۔ احمد آباد کے نا آزموہ کا  
 آدمی جنہوں نے دکنیوں کی دست برد نہیں کی تھی۔ ہوش و عقل باختہ ہوئے  
 گھوڑے پر زین رکھنے کی اور کمر باندھنے کی فرصت نہ پائی ان درمیان کوئی مستقل قرار  
 نہ تھا۔ دکنیوں نے لشکر کے اطراف کو گھیر لیا تو کل لشکر میں تزلزل ہو گیا۔ دریا کی ایک طرف  
 میں سمندر کی رو آگئی تھی اس میں پانی بآب تھا دوسری طرف سے فوج بلا موج آمو جو  
 ہوئی بہت آدمی کشتہ و زخمی ہوئے اور کثرت سے آدمی دریا میں ڈوب کر مر گئے  
 فطر علیخان خواجہ عبدالحمید خان اور دو تین سرداران کے ساتھ دست و پا زنی لا محال  
 کر کے گرفتار ہوئے۔ التفات خان گھوڑے پر سوار ہو کر دریا سے پار جان سلامت  
 لے گیا۔ پانی کی بڑی شدت تھی غنیمت نے تمام فوج پادشاہی کو گھیر لیا۔ دھنا جادو  
 صلیب جیبا ختیا سرداروں سے صلاح کر کے مصلح کو اس بنا پر قرار دیا کہ پادشاہ  
 کی طرف سے تارا بائی کے سب عمدہ نوکروں پاس فرمان تسلی بھیجا جائے کہ وہ چھوڑ  
 میں آئیں۔ بعدہ کہ وہ اردوئے معلیٰ کے پاس پہنچیں تو راجہ ساہو کو پادشاہ ہزاروں

کوشش کرتا رہا کہ کام یہ تھا کہ جو متفرق ہو پارسی یہ چاہتے کہ انکی آفت سے سالم گذر جائیں تو وہ حق اراہہ و گاو و وجہ مقرر لیٹا۔ جو ستہ چند بادشاہ کے فوجداروں کی پارسی سے ہوتا اور شریک غالب گیر دار اور فوجدار کا ہو کر راہ کو انکے کو جاری کر دیتا ہر ضوبہ میں ایک دو گڈھی مرہٹوں نے بنا کر انکو اپنا طیار بنایا تھا اور وہاں اور وہاں کی طرف تاخت کرتے بعض ذات کے مقدماں صاحب سرانجام ان گڈھیوں کے مرہٹہ صوبہ داروں کے ساتھ اتفاق کر کے حکام بادشاہی سے واسطے محمول میں دار و مدار کرتے تھے۔ سرحد احمد آباد و پیرگنات صوبہ مالوہ تک مرہٹے تاخت کر کے خاک کی برابر کرتے تھے۔ صوبہ جات دکن احمد آباد اور اطراف اجین میں اپنا پھیل چکے تھے۔ بڑے بڑے قاضیوں کو اردو کے معنی سے دس بارہ کر دہ پر بلایا گیا تھا کہ اسکا ٹوٹا اسکا ذکر کہاں تک کیا جائے۔ بادشاہ کی غلہ گیری نے مرہٹوں کے فساد دور کرنے میں کچھ فائدہ نہیں دیا۔ سرحد بندر سورت و احمد آباد کے مابین بابا پیار کے معبر پر دریا و نربدہ پر جو مرہٹوں کا کام کیا وہ بیان کیا جاتا ہے۔ شجاعت خان کے واقعہ کے بعد بادشاہ نے صوبہ احمد آباد بادشاہنژادہ محمد اعظم شاہ کے نام مقرر فرمایا۔ پہلے اس سے کہ بادشاہنژادہ وہاں پہنچا کوئی نائب مستقل مقرر کرے۔ نیابت کی سند خواجہ عبد الحمید خان لیوان احمد آباد میں بھیج دی۔ مضمین میں غنیم کی فوج پندرہ سو ہزار سواروں کی بندر سورت کی نواح میں بھیلین۔ چند پیرگنوں میں بہت خرابی پھیل گئی۔ اسی دریا و نربدہ کے پار جانے کے ارادہ سے روانہ ہوئی۔ سرحد احمد آباد اور بندر سورت کے مابین واقع ہو۔ نائب بادشاہنژادہ اور فوجداران صوبہ احمد آباد نے باہم مصالحت و اتفاق کیا انکے پاس دستہ فوج تھی جبکہ سردار محمد بیگ خان و حافظ نظر علی خان و شجرانندہ شجاعت خان اور التفات خان فوجدار تھانہ و گودرہ تھے اور احمد آباد کے دس بارہ کے

جہان اپنی مورچے قائم کئے تھے وہاں سے بگڑنے لگے بڑھائے ہیں باوجودیکہ اسپر دل بہت  
گولوں اور آتش بازی کا بینہ برستا تھا اور اسی آدمیوں کو اسیر کیا جو غلہ کو قلعہ کے اوپر  
لے جاتے تھے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ وہ غلہ کو اپنے آدمیوں میں تقسیم کرے اور اسکو اپنے  
پاس بلا کر اضافہ منصب کیا۔ یہ قلعہ بغیر اسکے فتح ہو گیا کہ پیغام و پیام وعدہ و وعید تہذیب  
ورسل و رسائل التیام آمیز درمیان میں آئیں۔ ۵۱ ذیقعدہ کو جو بادشاہ کی عمر کے نو سو  
سال کا اول روز تھا امان اللہ خان نے جو اس محاصرہ میں عمدہ شرکت و محاصرہ گنا جاتا  
تھا مادیہ کی ایک جماعت کو شریک کیا۔ یہ قوم فن قلعہ گیری میں بڑی مشہور تھی۔ اس نے  
کمر ہمت باندھی زمینوں اور کیندروں کے ذریعہ سے رات کو کہ چاندنی نہیں کھلی تھی اور طوفان  
کی لوتوں کا دھواں بھلا اور آدمیوں کی آمد و رفت کا غبار چڑھا ہوا تھا دو آدمی کوہ پر  
چڑھ گئے اور انہوں نے اپنے اشاروں کے موافق اوروں کو بلا یا پھیر دیا جس سے ایک فیروز  
کے ان پاس پہنچ گئے اور اس جماعت کے پیچھے امان اللہ خان مع اپنے بھائی عطاء اللہ خان  
کے اور چند اور بہیم جانہ لڑائی میں شہید ہوئے۔ یہ پانچا نفیر سجائی اور حصوں و ہر حکم کے بہت  
و پاکیا۔ اس ضمن میں حمید الدین خان بہادر کہ گھات لگائے ہوئے تھا۔ زینہ و ریسان کی  
مدد سے اور ادا لہوں کی دستگیری سے پانچا رستے متفق ہو کر حصوں و کو تہ تیغ کیا۔  
بہت آدمی الامان الامان پکارتے ہوئے فرار ہوئے۔ ایک جماعت گوشہ و کنار میں چھپی اور  
سے صدائے نفیر نے فتح کا اشارہ کیا۔ نیچے شاو پانہ فتح نوازش میں آیا بعض نے جرف سے  
راہ پائی سنگسے سنگسے پاؤں جان بچا کر لے گئے اور بہت نے جان و مال کی محافظت کو...  
غیبت جانا۔ ہجر کیا۔ مامون ہوئی۔ قلعہ فتح ہونے کے نام سے موسوم ہوا۔  
برسات کا موسم آگیا تھا۔ بادشاہ نے چھاؤنی ڈالنے کا ارادہ کیا قلعہ خیر کی طرف پیش  
خیمہ بھجوا یا۔ خیر ملک آباد۔ گلشن آباد میں بادشاہی آدمیوں کے تصرف میں تھا اور خرمہ  
ذیقعدہ ۱۲۳۱ ز میاں صاحب کو موضع کھنیر (کھنیر میں متصل دریا گنگا پادشاہ آپا پور حوالہ اللہ خان  
تمانی شانہ کے آثار سے اس دنیا سے رخصت ہوا۔

کام بخش کی خدمت میں دیکر لشکر میں چار پانچ کوس پر بھیجیں کہ مرہٹوں کے سردار اب دما میں  
 راجہ ساہو سے ملاقات کریں بعدہ راجہ ساہو کے استقبوالکے پادشاہزادہ کی ملاقات  
 کریں اور پھر شاہزادہ کی دستگیری سے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ چنانچہ مرہٹوں کا  
 سردار دن کے میں بھیجنے کے لئے تیار ہوا۔ آخر کو یہ صلحت پادشاہ کو پسند نہ آئی۔ پادشاہ کے  
 دل میں یہ وسوسہ آیا کہ اگر مرہٹے چالیس بجائیں اسوار فراہم کر کے اردو کے نزدیک آئیں اور اس  
 تر فریر سے راجہ ساہو اور پادشاہزادہ کو ہمراہ لے کر دشوار گزار جبال میں چلے گئے تو وہ  
 چراکار کو کندھا قفل کہ باز آید شپانی + وکیل الی کو جواب دیا۔ سلطان حسین کو جھنوں میں طلب کیا  
 اسکو راہ میں مرہٹوں نے گھیر لیا۔ وہ ان سے لڑنا بھڑکانا ان امام میں پادشاہ پاس پہنچا کہ قلعہ  
 ٹوڑنا کے محاصرہ کے لئے کوچ کی خبر تھی اسکو حکم ہوا کہ وہ بغیر قلعہ ٹوڑنا کے نیچے اپنی مورچے  
 قائم کرے۔

## سوانح سال چہل و ہشت

قلعہ منی شاہ گدھ کی تسخیر کے بعد پادشاہ نے لشکر کے آرام کے لئے مقام کیا۔  
 اس سوال کو قلعہ ٹوڑنا کی فتح کے لئے کوچ کیا۔ جو راجگدھ سے چار کروہ برد تھا۔ دو کوچ وہ  
 مقام اس نے کئے کہ بار بردار میر نہ آنے سے تمام لشکر خانہ بدوش تھا۔ اکثر اُمرا اپنے  
 اسباب کو ہاتھیوں اور مزدوروں اور بلعوض خانہ کے فقیروں پر رکھ کر منزل پہنچاتے تھے  
 ایک نہ کروہ چل کر قلعہ ٹوڑنا کے نیچے پہنچے۔ پادشاہ نے محاصرہ اور مورچا ہائے آگے بڑھائے  
 حکم دیا۔ سلطان ملازمت کے لئے مکر التماس کیا تو اسکو از روی اعتراض طیف آمیز ہو  
 خانہ زادوں کے ساتھ مخصوص تھے حکم ہوا کہ بغیر ملازمت وہ قلعہ ٹوڑنا کے نیچے جا کر رہیں  
 باندھے اور جن تردد کے بعد ملازمت کرے۔ تربیت خان اور بہادر اور دلاور  
 سرگرم خدمت مامور ہوئے۔

خصوص محمد امین خان بہادر اور امان اللہ خان نبیرہ الہ وردی خان اس محاصرہ  
 میں شاکستہ تردد کیا۔ پادشاہ کو بہر کاروں کی زبانی معلوم ہوا کہ سلطان حسین نے

قلعہ ٹوڑنا کی فتح۔

جمع کرنے میں کوشش کرتا تھا۔ یہاں تک کہ اب قلعہ اکنکیر مشہور ہو گیا۔ وروہ دکن کے بیرون  
 کے ساتھ ہندوستان ہوا۔ جگنا پسریم ناکا اس ملک کا وارث تھا وہ حضور میں آیا۔ منصب سہو  
 سلمہ از می پائی۔ اس ولایت کی سند زمینداری بطریق ارث حاصل کی۔ مع فوج کے پربا کی  
 سر پر کیا و دخل نہ پایا۔ ہنرمیت پائی۔ بعدہ کہ پادشاہزادہ محمد اعظم شاہ کو پربا کی گوشمالی کی  
 لئے مقہور کیا اور افواج نے اس کے تعلقہ کو تاخت کیا۔ قابو ہو وقت پکر شاہزادہ کی خدمت  
 میں آیا اور عجز و ندامت ظاہر کی اور لطائف الحیل سے شاہزادہ کو سات لاکھ روپیہ کی  
 پیشکش پر آورد و لاکھ روپیہ نقد شاہزادہ کو دیکر راضی کر لیا اور مقصد یون کو کچھ رشوت  
 دینی اس طرح غصب طمانی کے بیچ سے رہائی پائی۔ جو بہن محمد شاہ نے پادشاہ پاس اجیت  
 کی وہیں اس کو اپنا پرانا طریقہ اختیار کیا اور پہلے سے زیادہ آتش فساد کو روشن کیا۔  
 بعد پادشاہ کے حکم سے غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ نے یہاں آنکر اس کا عرصہ  
 تنگ کیا تو وہی قدیمی رو باہ بازی پیشتر سے بیشتر کام میں لاکر اساتہ و افواج کے پیغام گیر  
 اور اطاعت اظہار کر کے نولاکھ روپیہ پیشکش دیکر اپنی جان و آبرو کو آفت سے محفوظ رکھا  
 جب پادشاہ قلعہ جات پربا کی تسخیر کے لئے آیا اور حنیہ میں ساڑھو سات مہینہ مقیم ہوا اور  
 اس ضمن میں اس ضلع میں دو تین قلعہ غیر متہو بہادرون کی سعی سے فتح ہوئے تو روز بروز  
 پربا کے مترو و فساد کی خبریں شاہ بابر آئیں اس لئے پادشاہ نے اکنکیر کی تسخیر کے لئے  
 پیش خیمہ روانہ کیا۔

## سوانح سال چہل و نہ ۱۱۲۶

آغاز ۱۱۲۹ء جلوس میں پادشاہ و اکنکیر کی طرف چلا۔ قلیچ خان خلف فیروز جنگ  
 جو بیجا پور کی صوبہ داری پر مامور تھا اور مدبران کا طلب میں سمٹھا اور اس کی جاگیر  
 سے ہر گناہ و اکنکیر التعلق رکھتے تھے اور پربا کے مفسدون کے سبب ان پر اس کا قبضہ تھا  
 پادشاہ نے اس کو اپنے پاس لایا اور بخشی الماکف و الفقار خان بہادر نصرت جنگ  
 اور نگ آباد کی حراست سپرد مٹی اسکے نام بھی حکم آیا کہ و اکنکیر میں آئے اسی طرح سے

سابق میں فتح کر کے ذکر میں بیان ہو چکا ہو کہ بیہ نامک ایک بیندار کم محل قوم کا بیڈ  
 (بے ترس) تھا اصل سکی ذات ڈھیر تھی جو دکن میں جس ترین قوم گئی جاتی ہو وہ بیہ  
 بیہ گان تقری میں گنا جاتا تھا۔ حیدر آباد کی شورش ایام میں اس خواہش کن کی لگات لگات  
 اپنی فوج بھیجی تھی۔ بادشاہ نے خان زادہ خان سپر سرح اللہ خان کو قلعہ سکھ اور مکا نہائے  
 قلبہ اور اسکے مجاہد کی تسخیر کے لئے تعین کیا تھا اسنے افواج شاہی کے صد سے امان  
 مانگی اور حضور میں آیا اور پھر جلدی سے اپنی سقر اصلی میں چلا گیا۔ پھر ان دنوں میں کہ کنگ  
 جلوس میں راجپور کی تسخیر کے لئے روح اللہ خان مامور ہوا تو اسنے پر یہ نامک برادر زادہ  
 بیہ نامک کو جو بادشاہ پاس آیا تھا اپنی مصالحہ کار کے لئے اپنی ہمراہ لیا وہ جن خدمت  
 بجالایا۔ راجپور کی فتح ہونے کے بعد اسنے ظاہر کیا کہ اگر اجازت ہو تو میں انکلیہ میں جاؤں  
 وہ میرے باپ دادا کا کن ہو اور وہاں سر و سامان درست کروں پھر حیدر شاہی طلب  
 کیجے گا فوج شاہی کے ساتھ حاضر ہونگا حصول خدمت کے بعد پر یہ و انکلیہ میں آیا وہ توابع  
 سکین کوہ پر ایک آباد گاہ تو تھا جب بیہ کے تصرف سے سکھ نکل گیا تو پرانے حیدر و رو باہری  
 کر کے اپنے فرزند و نوجوال کے رہنے کا مقرر کیا۔ یہاں سے بازگشت کا ارادہ کیا  
 اور احاطہ سابق کے سوا ایک حصار کی بنیاد ڈالی اور اسکو مستحکم کیا اور صلح جنگ کو جمع  
 کر کے بغاوت کے سامان کو بڑھایا اسنے چودہ ہزار سپاہی کہ قدر اندازی میں  
 شہرت رکھتے تھے جمع کئے اور اس پشتہ کو سد سکندر بنالیا اور دھوڑے دنوں میں  
 چار پانچ ہزار سوار بہم پہنچا کہ شہر معمور و ن کی تاخت و تاراج دور و نزدیک افواج  
 شروع کی اور قافلوں کو لوٹنا شروع کیا وہ پناہ قلبہ استہوار رکھتا تھا وہ دربار  
 ساخت و ساز کے طریقہ سے واقف کار ہو گیا تھا۔ اسکو رشوت دینے کا مقدور بھی تھا  
 ہوں اور جو اہر اور اقسام جنس کے خرید بھی کر خزانہ گفتگو کو سدود کرتا تھا اور عورتوں  
 بھیج کر اپنے تین زمینداران مال گزار کے جرگہ میں طبع محبوب کرتا تھا اور ہر ماہ سال  
 میں فرونی عمارت اور استحکام برج و بارہ میں اور فوج اور چھوٹی بڑی توپوں کے

آدمی ناری گونہو۔ اور گولہ کی ضرب سے اور بان کے صدمہ سے محمد امین خان کچھ ٹوڑی کے دونوں  
 پاؤں اور چین بلیج خان کے گھوڑے کا ایک ٹانہ اڑ گیا۔ دونوں بہادروں نے پیادہ ہو کر  
 خدا کا شکر بھیجا کہ بان کو کچھ سبب پہنچا اور اعضا محفوظ ہے۔ ایک حشر برپا ہوا  
 ان امیروں کے کوتل کے گھوڑے ان بائیں پہنچ سکے تو وہ پیادہ پا اس بلا سے نکلے  
 یہ خبر بادشاہ کو ہوئی تو اس نے اپنے دو کوتل گھوڑے ساتھ دونوں سرداروں پاس بھیج دیے  
 خلیج خان کو بول دل کا مرض تھا جو ایسی حالت میں یادہ ہو جاتا تھا اس کے لئے  
 تو کہ غیر امیر خان کی ہمراہ بھیجا۔ دوسرے تیس روز حمید الدین خان بہادریع ایک جماعت  
 کے دوسرے پشتہ پر کہ محاذی پیہر کے اور دھیروں کچھ ایک پو کے تھا چڑھ گیا اور ایک جماعت  
 کو مار کر وہاں اپنے قدم جمائے اس حالت میں ایک جماعت مخالفوں کی جو لال شکر ٹی  
 کے پشتہ پر منتشر تھی وہ حمید الدین خان سے لڑنے آئی۔ محمد امین خان جو گرسنہ باز کی  
 طرح قابو ڈھونڈتا تھا۔ لال ٹیکری کے پشتہ پر چڑھ گیا اور وہاں ہتھامت کی۔ اسی  
 حال میں سلطان حسین خان خوف میر ملنگ شاہزادہ کا مٹخ بخش کی فوج میں آگ  
 جماعت کو لیا کر رفیق و شریک اس تردد میں ہو گیا۔ جس سہو مان خوب پاؤں خم  
 آگئے۔ ایسے ہی دوسرے پشتہ پر باقر خان سپر وچ اللہ خان پہنچا اور اس جگہ کی نگہبانی  
 کی۔ ان بہادروں کے مقابلہ میں علی الاقبال گولہ اور قسام آٹ بازی و سنگ دست و  
 فلاخن برستے تھے۔ قریب تھا کہ شاہی کام کام بن جاتا کہ اس ضمن میں مرہٹوں کی ایک  
 سنگین فوج مخالف کی کمک کو آگئی دوسرے روز دھنا جادو اور ہندو راو اور دوین  
 نامی سردار جنہیں سواکٹر کے قبیلے اور فرزند اس حصار و انکلیہ میں تھے۔ آٹھ تو ہزار اور  
 پیادے بشمار لیکر دور سے نمودار ہوئے دھنا جادو کٹر فوج بادشاہی کے مقابلہ میں  
 آئے۔ مگر ملک بادشاہی کو تاخت و تاراج کرنا وہ اس قصد سے گمان آیا کہ اس قبیلہ والے  
 خیال کو اس حصار جس سے زیادہ کوئی اور جگہ امن نہ تھا نکال کر کے جائے اور ہر پاس پر  
 کمک کا احسان بھی رکھو۔ ایک طرف سے انکی سنگین فوج افواج شاہی کے مقابل میں

گزر بر دارون کے ہاتھ اکثر عمدہ صاحب فوج فوجدارون کے پاس لے رہی تھی۔

اور آخر شوال میں حوالی قلعہ گورمین پادشاہ آیا۔ خلیج خان پادشاہ پاس بہت جلد گیا وہ تربیت خان و محمد امین خان اور توخانہ کی گستاخاں اور ہوا کہ چھارہ کھسے ہوئے باندھے مصالح قلعہ گیری جمع کرے اور پادشاہ حکم دیا کہ خود اسکا خیمہ لگائے کے فصل پر لگایا جائے دھربادشاہ نے اپنے آدمیوں کو جانفشانی و کافر کشی میں مصروف کیا اور دھربادشاہ و بارہ کے اسکا کام میں اور فوج متفرقہ کے جمع کرنے میں مشغول ہوا مٹھوان کے سردارون نے تارابیائی کے پاس سو گومار کی طلب میں رسل و رسائل شروع کئے۔ اسکو چند ہزار سوارون کا استظهار تھا جنہیں تمام توہین خصوصاً مسلمان یہاں تک سادات موجود تھے۔ اور کالیہ پادشہ کا جوئی و خروش تھا اور توخانہ آتشبار تھا ان کے ساتھ بڑی شوخی ہو گئی اور لشکر شاہی مقابلہ میں اقدام کیا۔ ہمیشہ چھوٹے بڑے پونچے گولہ اور کئی ہزار بان رات دن برسے اور ان واحد کی فرصت نہ دیتے۔ محاربات عظیم ہوتے۔ دونوں طرف ہوا ایک جمع کثیر کشتہ و زخمی ہوتی۔ ایک دن صبح کے وقت محمد امین خان تربیت خان و

چین خلیج خان بہادر و عزیز خان و حیلہ و اخلاص خان میانہ بطریق طلائیہ اطراف کی سر کرتے تھے۔ ایک پشتہ کو جلال ٹیکر ہی مشہور تھا اور تھوڑا سا قلعہ کاجی سر کو تھا۔ وہاں جلوس وہ پہنچا۔ اور اس مکان کی جو جو جماعت گھبان تھی اسکو تھوڑے مار ڈالا اور اس پشتہ پر موحیل قائم کرنے کے لئے بڑا تردد کیا۔ اس ضمن میں دشمن کے ہتھیار اور بارہ سے نکلا اور ہر طرف سیل بلا کی طرح بالا اور بائیں سے پہنچے اور ہجوم کر کے مردم پادشاہی کو گھیر لیا۔ اور کئی ہزار سناں فلاخن اور توپ تفنگ کے گولے مار کر غالب ہوئے۔ . . . .

باؤن جمانے کی فرصت نہ دی جب پادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو اسنے پادشاہنراہ محمد کام بخش کو مع امیر لار اسد خان و رزم جو آرمیوں کی کوہک لئے حکم دیا کہ حضور جس قدر جلد ممکن ہو کم زیادہ فوج لے کر پہنچے۔ چین خلیج خان بہادر بہادری کی شرط کو ادا کیا مگر کوئی فائدہ برو کار نہیں آیا۔ جانستان گونوں کے برے تھے اور بہت



غنیم پر خیال کیسے حکم فرمایا کہ پیرا اپنی حالت کو شاہزادہ کام بخش اور ہدایت کیش کو معصوم کرے۔ اس لٹاؤں خلاصہ یہ تھا کہ سرپا کا بھائی سوم سنگر قلعہ سے نکل کر ملازمت کرے اور غلعت اسٹیج اہر و منصب کے سرافرازی پا کر بطور پرغال کلال بازی میں رہے۔ بعد اسی درخواست پر محترم خان پیر شیخ امیر خان خواجی کہ ان ایام میں بے منصب نژادی تھا اور اس کٹمیر کا دیون تھا بھیجا جائے اور واکٹیکر کا قلعہ دار قلعہ کے خالی ہونے تک جب تک ایک ہفتہ کا وعدہ ہے۔ چند نفر محدود کے مختار شاہان و شاہان لیکر قلعہ کماندہ جائے اور بند و بست کرے۔ اختصاراً کلام یہ ہے کہ اسکے التماس کی بموجب سوم سنگر اسکا بھائی قلعہ سے نکلا اور نذر و نیاز کے ساتھ ملازمت کی غلعت و اسٹیج اہر و منصب کے سرافرازی پائی۔ آداسیہات عنایات شاہی اور حقوق تعزیرات برادر بجالایا۔ عجز و الحاح سے وعدہ اور مہلت ایک ہفتہ کی لی کہ اس مہین میں محترم خان حصہ میں شب رسیمات اور اس پیغام کی آمد و رفت میں گذاری کہ کل بدستگیری قلعہ دار برپا ملازمت کری جب قلعہ دار قلعہ میں داخل ہوا تو صدائے شاہانہ بلند آواز ہوئی دو کٹر روزگار کا سلطان تسلیمات تہنیت بجالائے ہدایت کیش نوکر کو حسن خدمت صلیہ میں دمی خان کے خطاب سے سرفراز کیا مورچال سرد ہوئے جنگ جگ طلب ہوئے عید الفنی کشمیری کو اس دلالی کی عوض میں منصب صدی عنایت فرمایا۔ مردم قلعہ نے قلعہ دار کی تسکین کے لئے اسباب کارہ اور عورت اور پیرزا لون کو قلعہ سے باہر نکالنا شروع کیا۔ سہ ہر تک قلعہ دار اپنے پایہ کے حاضر ہونے کی خبر کو گرم رکھا۔ آخر وزیرین عارضہ پیشید کا عذر کر کے اس دن کو ٹالا۔ تیسرے روز کہا کہ اسکو سرسلاہ ہو گیا ہو۔ تپ ہڈیاں ہی۔ دوسرے روز یہ شہرت دہی کہ اسکو جنون ہو گیا ہے۔ آخر شب قلعہ سے باہر بھاگ گیا ہے اور کچھ تحقیق نہیں کہ قلعہ سے نیچے ہلاک ہونے کے لئے وہ گرا ہو۔ یاد یوانگی کے اثر سے وہ مرہٹوں کے لشکر سے مل گیا ہو۔ اس ہکار کی ہانے نے ہونا پینا شروع کیا۔ بادشاہ پاس پیغام بھیجا کہ بیٹو کے مفقودہ الاثر ہونے سے خطاطی حاصل کر کے قلعہ کو خالی کرتی ہوں امیدوار ہوں کہ سوم سنگر میری ہسر کو بجا ہی دیکھے خلعت

مشوخی زیادہ کر کے سرداران بادشاہی کو اپنی طرف کھینچ کر زور و خور میں مشغول کیا اور  
 دوسری طرف سے دو تین ہزار سوار تازہ رسیدہ اپنے قبائل کو گھوڑیوں پر سوار کر کے اس  
 حصار کی پناہ سے باہر لے گئے۔ بعد اسکے تارابی کے سردار و بیٹے پر با سے کہا کہ ہم اپنی  
 آپس میں منین ہو کر افواج شاہی کے مقابل میں دست پازنی خواہ کسی ہی کریم جان نہ بنیں  
 مصلحت یہ ہو کہ تو اطاعت کر اور ملک موروثی کو بحفظ و فراہم داری سے نگاہ رکھ۔ مگر اس  
 منحور انکا کہنا نہ مانا۔ مبلغ نقد اور جنس کو لات و مشروبات بطریق ضیافت انکے پاس بھیجے  
 اور ہر روز سردار و بیٹے کو خرچ مقرر ہی جتنا کہ یا کہ محاصرہ کا ایام کا اقتضا ہوا اور فراقت و  
 معاونت کے لئے انکی بڑی منت سماجت کی۔ مہینوں کے شرار و بیٹے یوں مفت زور مانتے  
 لگے کہ بغیر گناہ اور انہوں نے اقامت کی۔ ہر روز وہ جس طرف شوخی شروع کرتے تھے ایک  
 جماعت کو کشتہ و زخمی کرتے تھے۔ ہر روز مہینوں کی فوج زیادہ ہوتی جاتی تھی  
 اور بادشاہی آدمی کام میں آتے جاتے تھے لشکر شاہی میں ایک تے نزل پڑا ہوا تھا۔ آخر کار  
 روباہ بازی اور سکار ہی پیرا ایک تازہ منصوبہ باندھا۔ ابتداً عبدالغنی کشمیر سخی  
 دست فروشی اور داند کے وسیع پیمانہ تجارت بہم پہنچایا۔ قریب ہون سو سودا اور  
 معاملہ کرتا تھا اور انکے ساتھ اختلاط اور آمد و رفت رکھتا تھا۔ افواج بادشاہی حصار  
 کے اندر اسنے آمد و رفت کی راہ نکالی۔ پریا کے سٹا وہ ہمدان ہوا کہ اسنے . . .  
 ایک چہرہ کاغذ خواہ اس صاحب اور اظہار بد امت عجز پر مشتمل تھا عبدالغنی کے ہاتھ بھیجا۔  
 عبدالغنی نے اس پر چہرہ کو ہدایت کیش واقعہ نگار کل دیا جسکے ہاتھ میں سرشتہ واقعہ نگاری  
 تمام مقامات ملکی و مالی قلم و ہند کا تھا اور خود حاضر ہو کر کہا کہ میں پاک حصار میں لغت  
 اور زمانہ پڑھنے کے لئے گیا تھا محض و کج غافل مجھ پر کپڑا لیا اور قلعہ کے اندر یہ یا  
 مابں لے گئے اسنے لشکر کا احوال بوجھ کر یہ پرچہ کاغذ مجھو دیا ہے کہ تمہارے پاس  
 پہنچاؤں کہ خلق اور بادشاہ کے خیر خواہ ہو۔ ہدایت کیش نے کاغذ مرسلہ کو یاد دل  
 کی خدمت میں جا کر عرض کیا۔ بادشاہ نے بعد تامل کے تقاضا وقت اور غصہ

شاہی پیر پانی کی تنگی رہتی تھی یا اب ممنون پر وہ رہنوی روز بروز درختوں عمارتوں  
 کی جو بون اور کئی کو جمع کر کے مورچوں کو بڑھاتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ قلعہ کی دیوار  
 پہنچ گئی تھی اور سرداروں نے بھی پائے حصار تک مورچوں کو پہنچایا۔ جس روز یورش قرار  
 پائی پادشاہ خود سوار ہوا اور شریک یورش ہوا اور مکان گولہ رس میں عمداً استقامت  
 لئی۔ اس پادشاہ کے دل میں یک روز ہمیشہ رہتی تھی کہ میں کسی جہاد میں شہید ہوں۔ ایک  
 طرف سوز و الفکار خان اور دوسری جانب سوز و تربیت خان صاف ربائی کی مخالفت  
 بھی اور براہِ اطراف سے ہجوم اور زور کیا۔ پادشاہی جانبانہ بہادروں نے سپہ کو سپر تک  
 پیادہ ہو کر دشمن کا مقابلہ کیا عجیبے دو خورد ہوئی ایک قیامت برپا ہوئی۔ ایک جماعت  
 دونوں طرف سے زخمی و کشتہ ہوئی۔ دشمنوں کو بے گئے اور دشمن حملوں میں ہتھ پٹے کہ پیر  
 ہزار بیچہ آباد تھا۔ پادشاہ کے قبضہ میں آئے۔ سب جگہ کی نسبت زیادہ یہاں آلات  
 سان ستان بلا فروز کام کرتے تھے اور لشکر شاہی نے ایک کروہ سے زیادہ مخالفوں کا  
 تعاقب کیا۔ اور بہت آدمیوں کو مارا اور زخمی کیا۔ فراز کوہ پر دروازہ کے نزدیک علم  
 ثبات اور نشان فتح کھڑا کیا۔ اہل قلعہ نے دو تین ہزار بند و بچی دروازہ اور اطراف کی  
 پناہ کے لئے بہادران قلعہ گیر کے سر راہ کھڑے کی اور سر اسیمہ از زن اور فرزند اور یوز  
 کہ ہمراہ لے سکتے تھے اپنی ساتھ لیا اور معبد خانہ میں اکثر جگہ اپنے ہاتھ سے آگ لگا کے  
 دوسرے دروازہ سے اور مختلف راہوں سے بھاگ کر رہنے کی فوج سے جا ملے اور  
 انکی ساتھ متفق ہو کر فرار ہو گئی۔ حصہ کے اندر شعلہ آتش بلند ہو اور آلات شراب کے برقی  
 کے آتار کم ہو گئی۔ اور اہل قلعہ کے فرار پر اطلاع ہوئی تو داؤد خان و منصور خان قلعہ کے  
 اندر گئی اور اہل قلعہ کا نشان نہ پایا۔ مگر چند آدمی زخمی پڑے تھے جو بھاگ نہیں سکتے تھے۔  
 اور چشم خان کہ ایک لچہ و پادشاہی آدمی اس پاس پہنچے تو دشمن اس کا کام تمام کر دیتے۔  
 اور محرم اللہ کو قلعہ پادشاہی تصرف میں آیا اور صدائے شادیاں بلند ہوئی۔ امیرین  
 بڑے بڑے منصب ملے۔ قلعہ انکی لکھا نام رحمن بخش کھا گیا۔ اور خواجہ محمود محل

زمینداری مرحمت کیا جائے دو مختتم خان پاس بھیجا یا جائے کہ بعض جگہ قتلے مد فون میں  
 جبکی اطلاع اسکو ہو وہ قلعہ دار کو بتلا دے۔ باقی مال اور خیال کے متعلق قلعہ دار کو بتلا دے۔  
 پادشاہ اس مکر و منصوبے غافل تھا اسنے سوم سنگر کو قلعہ میں اس کی کان باہن بھیجا یا بھیجے  
 جانے کے بھی حیلہ اور آج کل کے وعدہ کر کے دفع الوقت کیا اور پادشاہی آدمیوں کے لٹو اور  
 بند کی اور مختتم خان کو گنتی کے آدمیوں کے ساتھ بطور مجبور سو کے قلعہ میں ایک جگہ بٹھا دیا اور  
 اور اسکے ہوا خواہوں کو پیر کا منصوبہ و عذر و ترویر پھینک دیا مگر پادشاہ نے بروہاری اور  
 حوصلہ کو کار فرما کر پہلے ہی ساسلوک مرعی رکھا۔ ان نون میں ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ  
 داؤد خان بخیرہ چند سردار صاحب فوج قریب آگئے تھے انکو اور زیادہ جلد آنے کا حکم دیا۔  
 دشمنوں شونجی کی۔ پادشاہ نے قلعہ میں استقامت کی۔ لوگ ہنستے تھے کہ ایسا پادشاہ  
 سراپا تہذیبی نہیں قوم کے دم میں آگیا اب شونجی اس کے شونجیان میں کہ پادشاہ کو نقصان  
 مگر اور امرافوجین لیکر قریب آگئے تھے۔ پادشاہ نے نصرت جنگ کو شفقہ اپنی ہاتھ سے اس مختصر  
 مضمون کا لکھا کہ اے یارمی وہ سیکسان زود خود را برسان۔ جب یہ لکھ کر تیارہ آگئے تو  
 ابتدا لے جگہ اس پر شمع شمع ہوئی کہ جیسے محمد امین خان اور سلطان حسین مورچہ تمام کر کے  
 تھے اور اب مرکز کی طرح محاصرہ میں آگئے تھے اور کئی فاقے ان پر گذر چکے تھے۔ پھر طرف سے  
 لکھ کر شاہی نے دشمنوں کو گھیر لیا۔ چاروں طرف خوب لڑائی ہوئی جمیلہ دین خان اور  
 صلح خان بہادر داؤد خان و جمشید خان اور راجہ جوتون نے خوب اپنی بہادریاں دکھائیں  
 چارہ پنج روز تک ہنگامہ کارزار خوب گرم رہا جمشید خان اور روشناس جوتون کی  
 ایک جماعت جو راؤ دلپت کے ہمراہ تھی اور کئی اور خان زادوں میں سیکھام آگئے بعد  
 حسین صلح خان محمد امین خان اور بعض وریدوں کو حکم ہوا کہ بطریق طلبہ کے اطراف  
 قلعہ میں آکر جبکہ قلعہ کی کمک کا اثر دیکھیں اسکی تہذیب کریں اور کسی طرح سے مرہٹہ وغیرہ کی  
 مدد کو محصوروں پاس نہ پہنچیں دین ذوالفقار خان نے چند باولیوں و کتوں پر قبضہ کیا کہ  
 انہی پر اس قوم کے آدمیوں اور چارہ پائیوں کے ہاتھی پٹنے کا مدار تھا اس سبب کیا فوج

کبھی ہو۔ لیکن بہتر کہ خود را شاہ داری و دران شادی خدا را یاد داری \*  
 پادشاہ نے اس شعر کو کئی بار سنا اور لکھوایا اور مدت تک پڑھا۔ حکیم حاذق خان  
 (صداق خان) معالج تھا اس خدمت کے جلد و میں پادشاہ نے اپنے تئیں سوسو لاکھ  
 اسکو زرو زن اور سر پہنچ دیا اسنے چوبچینی کا استعمال کرایا جسکو نفع عظیم ہوا۔  
 ۶۱ رجب ۱۰۸۰ کو پادشاہ نے بہار گدھ عرف بھیر کا غم کیا اور شعبان میں ۱۰۸۱  
 آگیا۔ سپاہ کے آرام و ایام صیام کے لئے حالبین و نئے قیام کا حکم صادر کیا۔

### سنو الخ سال پنجاہم ۱۰۸۱

ماہ رمضان کو اس مقام میں بسر کیا ہر سال کے دستور کے موافق روزی بھی  
 تراویح پڑھی صلوٰۃ و سنت بدستور ادا کئے۔ ایام صیام کے اہتمام کے بعد بلا ناغہ دیوان  
 میں امور مالی اور ملکی میں توجہ کی۔ ذوالفقار خان کو قلعہ بخشندہ بخش کو نصرت کیا اور خود  
 احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا۔

اب چند سال پہلے ساہو پسر پنجاہیہ سیدوا منصب ہفت ہزاری دو ہزار اور اس  
 اور خطا سے جو جاگیر سیر حاصل ہو سرفراز ہوا تھا۔ دیوان و خاں سامان اور مقصد ہی  
 اسکے علیحدہ پادشاہ نے مقرر کئے تھے۔ کہ اسکی تربیت پر متوجہ ہوں۔ ابتدا و قید  
 سے لغات حال رکھا عالی سے اسکو جدا نہ کیا تھا۔ حا طہ گلال بار میں اپنے ظل عطا  
 میں بکھور کھاتا تھا۔ کوئی کے وقت اسکو سواری کا حکم اپنے ساتھ دیتا تھا۔ ان دنوں میں  
 کہ ذوالفقار خان اسکے پر وخت حال پر متوجہ تھا اور یہ نہیں جانتا تھا کہ بزرگوں نے کہا  
 کہ مارکشتن و بچہ در استین پرورش داؤن نہ کار خرد مندان است و پادشاہ  
 کی خدمت میں التماس کے اسکو اپنی ہمراہ لے گیا۔ بائیس سال بعد و سوا ماہ شوال میں  
 پادشاہ سواد احمد نگہ میں دوبارہ آیا جس روز پادشاہ یہاں اترا تو اسنے کہا کہ  
 احمد نگہ مکان اختتام سفر است۔ ماہ ذی الحجہ کو پادشاہ ماہیں خبر آئی کہ نصرت خان کی  
 زور بازو سے قلعہ بخشندہ بخش تسخیر ہوا اور قلعہ کے حوالہ داروں کو اسنے مار مار کر

تسلیہ فرمایا تھا۔

۱۰۸۱ء

اہتمام سے قلعہ اور سچا دیکھ بھون ہوئی۔ یہاں کے انتظام کے بعد برسات کا موسم کاٹنے کے لئے کوہ بادشاہ دیوگانو میں آیا جو دریا کشتیاں بیچ چار کروہ تھا۔ یہاں لشکر کے آرام کے لئے کھجور، مٹی، ڈال اور جابجا حکام ہمدہ کار مائی اور ملکی بندوبست و مضبوطی کے لئے تعین کئے۔ اس ضلع کے مفتوح سرکش زمینداروں کی تنبیہ کے لئے ذوالفقار خان کو مقرر کیا ملک مفتوح سے کل روپیہ در زمینداروں سے پیشکش وصول ہوئی۔ رعایا اپنے وطنوں میں آباد ہوئی۔

آن دنوں میں خبر آئی کہ قلعہ بخشندہ بخش عرف کندنا قلعہ دار کی سیخری سے اور غنیم کی حیدر پڑا ہی سے مرہٹہ کے تصرف میں آگیا ہے اسی روز حمید الدین خان کو مع تربیت خان کما کے محاصرہ اور تحجیر کے لئے روانہ کیا۔

اس زمانہ میں بادشاہ کے تمام اعضاء میں درد مفاصل شدت ہوا جسے ایک عالم کے احوال میں اشتلال پیدا ہوا۔ ہر چند ہر روز خود داری کر کے بادشاہ بیٹھ کر دیوان داری میں مشغول ہوتا اور خلق اللہ کی تسلی کا سبب بنا۔ مگر آخر کو مرض بڑھتا گیا۔ خستی و بیخودی کی نوبت آئی ایک دو دفعہ خبریں ناخوش آمیز فساد انگیز و طلبہ کی زبان زد ہوئیں۔ دس بارہ روز تک لشکر اور امراء کے دیوان میں ایک عجیب سنگھما برپا رہا۔ مگر آخر کو فضل الہی ہو ا کہ بادشاہ کا مزاج بحال ہوا کبھی کبھی دیوان کرتا۔ یہ خبر ہوئی۔ ورنہ اس دار الحرب میں کہ سارا غنیم کا ملک تھا۔ اگر واقعہ ناگزیر پیش آتا تو اس کو ہتھان اور سرزمین پر شور و شر سے ایک دم کی کائنات پامال ہوتا۔

امیر خاں قتل کرنا ہو۔ بادشاہ ایک دن نہایت ضعف میں سیر لب یا شعار پڑھتا تھا۔

### ابیات

بہشتاد و نود چون در رسیدی + بساختی کہ ز دورا کشیدی  
 دران جا چون قصد منزل رسانی + بود مرگے بصورت زندگانی  
 جب میں نے شہر سے توجہ کر لیا کہ نظامی گنجی نے ان ابیات کی تمہید میں یہ بیت

باب کی خدمت میں آنے کا ارادہ کیا۔ بادشاہزادہ محمد اکبر کی ایک سال سے یہ خبر مشہور تھی کہ وہ . . . جوالی گرم سیر خراسان کے توابع کے حوالی میں مر گیا۔ اس خبر نے جیسے ہی سچ کے معلوم کرنے کے لئے ملتان اطراف ملک سرحدی کے حکام کو فرما لکھو گویا ندون میں محمد اعظم شاہ کی زبانی تصدیق ہوئی کہ وہ مر گیا۔

### سوانح سالِ سنجہ و یک سالہ

محمد اعظم شاہ حضور میں رہ کر عمدۃ الملک اسد خان کو اور ایک جماعت اکبر کو اپنا من بنایا۔ بادشاہ کا مزاج کچھ بجا ہو گیا تھا اور چند روز وہ دیوان عدالت بلا ناغہ کرتا تھا۔ مگر سفر آخرت کا ضعف اس کے چہرہ پر پیدا تھا اس میں اور بروز بادشاہ محمد اعظم کی طرف سے محمد کام بخش کی نسبت بے اعتدالیان ظہور میں آتی تھیں وہ اس کے لئے خاش کے لئے پہلے بلا کش کیا کرتا تھا۔ کام بخش حافظ کلام اللہ تھا اور علم عقلی و نقلی پر بہرہ تام رکھتا تھا بادشاہ اس کی رعایت خاطر کرتا تھا۔ قاعدہ ہے کہ چھوٹے بیٹے سے باپ کو محبت زیادہ ہوتی ہے۔ بادشاہ کام بخش سے بہت محبت رکھتا تھا سلطان حسن عرف میرزا کا مخاطب حسن خان کو کام بخش کا بخشی مقرر کیا حسن خان بڑا ہوشیار عاقل تھا۔ وہ اپنی حسن معیت و کار طلبی کے سبب تھا خدا، وقت کو دیکھ کر بادشاہزادہ کام کو دربار میں لیجاتا۔ تو اس کے ساتھ معتمد مکمل ایک جماعت مردم خاص گذر سوا، اپنے رفیق نوکروں کے ہوتی اس کی شکایت کئی دفعہ بادشاہ سے محمد اعظم نے کی۔ کچھ جواب نہ ملا تو ایک دفعہ نو اب بنیاد بیکیم ہمشیرہ اعیانی کو لکھا میں جن خان کی بیاد بی کا شکوہ لکھا کہ وہ اپنے حد کے دائرے سے باہر قدم رکھتا ہے اور میں یہ بھی درج کیا کہ اگر جب اس بے ادب کی شوخی کی تا دیب کوئی کام نہیں ہے مگر حضرت کا ادب مانع ہو میں سخت یہ تھی کہ باپس ہی میں یہ نذرین تھا کہ وہ شاہزادہ محمد اعظم کے ہاتھ میں فوارہ گرفتار ہو جائے یہ رقعہ بادشاہ کے پاس گیا اس پر اپنے دستخط خاص سے بادشاہ نے لکھا کہ وجود حسن خان معلوم کہ از طرف او این ہمہ مغلوب سوا میں ہر اس گرد د۔

حصار سے ہتیار لیکر نکال دیا۔

شاہنژادہ محمد اعظم شاہ صوبہ احمد آباد میں تھا۔ باپ کے عارضہ جنمائی کی خبر سن کر حضور کے پاس آنے کا ارادہ کیا اور بہت اضطراب کا اظہار کیا اور احمد آباد کی آب و ہوا کی نامتو کا عذر کیا۔ پادشاہ کی مرضی کے خلاف یہ امر تھا اس مضمون کا فرمان صادر کیا۔ کہ ماہم درایم اخراج اعلیٰ حضرت عہدہ داشت بہین مضمون بجنوب ارسال درشتہ بودیم در جواب فرمان رسید کہ ہوئے ہمہ جا باشند سازگار بہت مگر ہوئی نفع امارہ۔ بعدہ محمد اعظم شاہ نے مکرر عرض کیا تو صوبہ ہلالی کے لٹو مقرر کیا پادشاہ ابھی جہین میں نہیں پہنچا تھا کہ اس نے عہدہ داشت کی کہ پادشاہ نے طوعاً و کرہاً اس کو حضور میں طلب فرمایا۔ اندر ہی کچھ کوئی پادشاہ کی خدمت میں آیا صوبہ احمد آباد سے جب پادشاہنژادہ محمد اعظم شاہ کا تغیر ہوا تو یہاں محمد ابراہیم خان کو جو صوبہ بنگالہ بھی تھا مقرر کیا۔ خاصہ بہت دور کا تھا اس لئے شاہنژادہ بیدار بخت کو جو برہانپور میں تھا حکم صادر کیا کہ محمد ابراہیم کے آنے تک احمد آباد میں جا کر وہاں کے بند و بست خیر دار رہو محمد اعظم پادشاہ کی خدمت میں موجود تھا۔ اسکو اپنی شجاعت کا غور تھا اس کو لشکر کی گردآوری کی تھی۔ احمد آباد میں کچھ خزانہ بھی جمع کر لیا تھا۔ پادشاہ کی بکایت خزانہ اور فوج تھی اسکی تاک میں تھا۔ ان سبوں سے براور کلان کی ہستی کچھ نہیں جانتا تھا۔ بلکہ سب باب میں اپنی تئیں بزرگ سمجھتا تھا۔ شاہنژادہ کام بخش کو یہ جانتا تھا کہ وہ عدم سے وجود ہی میں نہیں آیا۔ جب اس نے دیکھا کہ باپ کی طبیعت اکشر بجال نہیں رہتی تو اس کو یہ فکر ہوا کہ ..... شاہنژادہ محمد اعظم کو کہ عظیم آباد عرف بہار پٹنہ میں مدت سے صوبہ دار بالاستقلال تھا اور خزانہ کے جمع کرنے میں بہت مشہور تھا اسکو بھیجا کہ حضور میں طلب کیے اسکی طرف سے پادشاہ سے وقوعی اور غیر وقوعی باتیں لگا کے اور بہت منت کر کے اسکو حضور میں طلب کرایا۔ وہ یہ نہ سمجھا کہ محمد اعظم کی حرکت اسکی جان کے لٹو ایک بلا عظیم ہوگی محمد اعظم نے

شاہنژادہ محمد اعظم کا نام نہیں۔



قبضہ کرے اور دلی کو دارالسلطنت بنائے اور اعظم شاہ آگرہ اور جنوب مغرب کے ملکوں پر ساری  
 دکن سمیت قابض ہوگا اور آگرہ کو دارالسلطنت ٹھہرائے۔ مگر گول کندہ اور بجا پور کی دو باتیں  
 کا ہم بخش پائیں ہیں اسکے سوا ایک اور وصیت نامہ تھا کہ حسین اسٹے پری تھیں وٹکھین کی نسبت یہ  
 لکھا تھا کہ ساڑھے چار روپیہ جو میرے ہاتھ کی محنت کی ٹوپیوں کی سلائی کی جو پچوہن آئینہ  
 وٹکھین ہوا اور آٹھ سو پانچ روپے جو قرآن نویسی کی اجرت سے حاصل ہوئی ہیں سالین میں تین سو  
 روز جمعہ ۲۴ روزی قعدہ ۱۱۰ جلوس مطابق ۱۱۰۰ روپے جو میری کو بادشاہ نے صبح کی نماز پڑھنے کے لئے تجویز کیا  
 تھا شروع کیا ایک پہر دن چڑھے اس ارغنا سے روضہ جنان کو تشریف فرما ہوا تھا صبحی و عشا  
 وصلحاً موافق وصیت کے تھیں وٹکھین میں شغول ہوئی۔ بخارہ کی نماز پڑھی غیش کو خواب گاہ  
 میں لکھا کہ نواب نیتا لساہی اور شاہزادہ محمد اعظم جوار دو وٹکھین کے پچیس کروہہ پر بھی روز جمعہ  
 کو لے کر محمد اعظم فوراً دوشنبہ کو غیش کو کندہ سے پردیوان عدالت تک لے گیا اور آگے اسکو روانہ کیا۔  
 شیخ ترین الدین کے مقبرہ میں بادشاہ نے اپنی حسن حیات میں قبر بنائی تھی وہاں وصیت کے موافق  
 دفن کیا اور کئی سیر حاصل فائز پر گنناٹا وزنگ آباد کے مخیر کار دولت آباد کے جہانگیر آباد  
 اور پرگنہ خلد آباد کے نام سے موسوم ہوئے اور وہ مزار خلد آباد لکھنؤ کے خارج کے لئے مقرر کیا۔  
 بادشاہ کی قبر کا چوترا سنگا منج کا ہے جسکا طول ۱۸ گز اور عرض ۱۰ گز ہے اور ارتفاع ۱۰ گز  
 انگشت سے زیادہ ہیں۔ تونہ جو فی ہے کہ اسکو خاک میں کر کے ریحان کو امین بوتے میں بادشاہ  
 کا نام مرنے کے بعد خلد مکان رکھا گیا۔ مدت عمر کیا نوے سال تیرہ یوم اور ایام سلطنت پچیس  
 سال دو ماہ ۲۷ یوم تھی۔

آخر وقت میں اسنے یہ خط لکھا ایسے کلمہ ہیں کہ جسے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بڑا خدا پرست اور سچا  
 دیندار تھا۔ اسکو خوف الہی آخر وقت میں ایسا ہی تھا جیسا کہ ایک پور دیندار کو ہوتا ہے۔  
 محمد اعظم شاہ کو یہ قلم تحریر کیا۔ السلام علیکم وعلیٰ صلیبیکم۔ پیری رسید ضعف  
 قوی شد وقوت از اعراضت۔ یگانہ اکدم و بیگانہ می روم۔ خبر از خود نیست کہ گیتیم بیکم  
 انعم بکے بے ریاضت رفت افسوس کن باقی ماندہ ملک داری و پاسبانی خلائی هیچ از من نیامد

ماجد کام بخش راجا جو مرضی نہایتیم۔ اگرچہ محمد اعظم نے اس جواب طعن آمیز کے جواب  
 سے بیچ و تاب کھائے مگر سوائے صبر کے کوئی اور چارہ کار نہ تھا اور برادر خورد  
 جدا ہونا عنایت جانا۔ بادشاہ اپنے مزاج کو خلل نہ بخالی نہیں دیکھتا تھا۔ اور  
 بادشاہ ہزاہم اعظم کے فساد کی گرجی بازار روز بروز زیادہ مشاہدہ کرتا تھا اس لئے  
 شہر دو شیریں بکریاں کا اپنے ارتحال کے بعد لکھنؤ میں بنا خلق اللہ کے حق میں  
 عظیم کا مادہ جانا محمد کام بخش کی رعایت خاطر ضرورتی اسکو مع کل سب اسطاعت  
 اکرام احترام کے ساتھ بیجا پور رخصت کیا اور حکم دیا کہ حضور کے پاس سو نوبت بجاتا ہوا  
 روانہ ہوا۔ اس میں مصلحت یہ بھی کہ پاس پہنچنے میں یہ اندیشہ تھا کہ وہ شاہزادہ محمد  
 کے ہاتھ میں فوراً نہ گرفتار ہو جائے۔ محمد اعظم شاہ یہ دیکھ کر سانپ کی طرح  
 بل کھاتا تھا مگر ٹھیکہ کار یہیں مار سکتا تھا۔ دو تین روز کے اندر محمد اعظم کو صوبہ بالوہ  
 کو رخصت کیا اور حکم دیا کہ پانچ پانچ کوس کی منزل طے کرے اور ہر منزل میں دو روز  
 قیام کر کے تیسرے روز سفر کرے اس سے عرض یہ تھی کہ شاہزادہ اسے بہت دور نہ چلا جائے  
 جسکے سبب لکھنؤ میں غدر چمک جائے۔ اور پاس رہتے میں یہ اندیشہ تھا کہ کہیں بیچان کا  
 معاملہ نہ پیش آئے۔ ان دونوں شاہزادوں کی روانگی کے بعد مرض کی شدت ہوئی تب  
 بڑی شدت سے چڑھی۔ چار روز تک وجود اشتداد مرض بسبب کمال تنویر کے پانچ  
 وقت کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی۔ اس حالت میں حمید الدین خان نے بخون کی بخور  
 سے اکہ فیل اور ایک انہ الماس میں قیمت کے صدقے کے عوضی بھیجی۔ بادشاہ نے اس پر دستخط  
 کئے کہ فیل تصدیق برآوردن طریقہ ہندو و اختر پرستان است جہاں ہزار روپیہ نزد  
 قاضی القضاۃ بفرستید کہ مستحان رسانید اور اس عوضی پر دستخط کئے کہ این خاکسار را  
 زود بمنزل اول رساندہ بخاک سپارند و بہ تربیت تابوت نہ پردازند کہتے ہیں کہ بخون  
 کے نام ملک کی نعمت کا وصیت نامہ لکھ کر حمید الدین خان کو دیا تھا بعض کہتے ہیں کہ  
 اسکے نتیجہ کے نیچے سے نکلا تھا جس میں لکھا تھا کہ معظم شہ شمالی اور شمال مشرقی صوبوں پر

دوشہ شوقش کہ سلمانان کشتہ شوند و وبال برگردن این ناکارہ ماند شمار بخدا می سپارم  
 و خود خصیت میخوانم حالت فخر اباست بہادر شاہ جائیکہ بود دست و فرزند زادہ ...  
 عظیم الشان تزدیک ہندوستان آمدہ - فرزند زادہ بہادر نو اچھی گجرات حیات الفسار چیز سے  
 از روزگار ندیدہ ملول است و حال بیکم یکم داند و ادے پوری والدہ شہادر بیماری باسن کز  
 ارادہ رفاقت دارد - خانہ زادان و مردمان ہنسند و چند گندم ناجو فروش اند باید رفتی بداند  
 آدمی بروئے کار گریو و پایا بندارد و ادراز کشد - شاہزادہ محمد مظہم کے نام خط - مہین پور خلعت  
 نسیم خان از حضور حضرت یافت ما جلد رسیدہ انجہ بر زبان او حوالہ خواہد شد ابلاغ نماید - از  
 خود خبر نم نیست کہ کیستم و کجا می روم و بر سر این عاصی پریم ہی چہ خواہد گذشت - حال از ہمہ  
 تر حسن میثوم و میریہ بخدا می سپارم - فرزند ان نامدار کارسار را باید کہ تحالف نہ کند و مجوز  
 کشت و خون خلق کہ بتدگان خدایند نشوند انجہ بہ نظر می آید طرفہ ہنگامہ بر باد شدنی است  
 ایند و مقلد القلوب فی حق حفاظت خلق اللہ کہ دوائے بدائع خلق اللہ اند چرخ راہ سالکان  
 طریق ریاست و ملکداری کنا دسد - اس رقعہ کے اس فقرہ میں - کہ او دی پوری والدہ شہا  
 در بیماری باسن بودہ - لفظ او دی پوری نے بڑے ماشے دکھائے ہیں - کوئی تو یہ کہتا ہی  
 کہ او دی پور کے خاندان میں سے کوئی لڑکی اسکے نکاح میں آئی تھی - کوئی کہتا ہے کہ  
 کہ او دی پوری کی جگہ جو دھ پوری ہی ہے - سب زیادہ لطیفہ یہ ہے جو فرنگستانی تا بنحو  
 میں لکھا جاتا ہی - کہ او دی پوری ایک عیسائی عورت کا نام تھا وہ گوری بہت تھی ہ جا جہا  
 کی رہنمائی تھی - ایک برودہ فروش سودا رسکوہ نے اسکو خرید لیا تھا وہ دہلی کی محبوبہ بھی تھی  
 یہ بھی تھی سببتھا کہ دار نے عیسائی مذہب اختیار کیا تھا جب اہل امار گیا تو پاشا اپنے بڑے  
 بھائی کی دو بیویوں سے شادی کرنی چاہی - آئین ایک راجپوتن تھی وہ تو نہر کھانے  
 کو موجود ہو گئی - عالمگیر سے نکاح نہ کیا - مگر اس کے سچن لیدی نے اسکو نکاح کر لیا فرنگستانی  
 سارنچون میں بہت سی ایسی دل لگی کی کہانیاں ہیں -

عمر عزیز مفت رفت. خداوند در خانه دارم و روشنائی آن در چشم تار یک خود بخیم حیات یابد  
 نیست و از نفس هفته نشانی بدرند. - و از استقبال توقع مفقود. تب غفارت کرد و چشم  
 و پوست تنها گذاشت. - فرزند کام بخش اگر چه به بیجا پور رفت اما نزدیکی است و آن عالمی جهان  
 از آن هم نزدیکتر. عزیز القدر شاه عالم از همه دورتر. - فرزند زاده محمد عظیم حکیم الله عظیم نزدیک  
 هندوستان رسیده لشکریان همه بدیت و با سراسیمه بچو می مضطر که از خداوند تنهایی آفریده  
 در حالت مضطرب است و چون سیلاب بمقرار نمی نهند که صاحب نعمتو داریم هر چه با خود داریم  
 و ثمره گناهان همراه می برم نمیدانم که در چه حقوبت گرفتار خواهم شد. هر چند نظر بر احوال خود است  
 امید قوی است اما نظر بر اعمال و افعال تفکری گذارد و چون از خود گذشته دیگر کسی که جان دارد  
 هر چه با دانا داشتی در آب انداختیم. اگر چه باز خود هفته را فکر نمی ماند. چون عالم بستی  
 نیست همه را بخدا می سازم. و صیانت بندگان اگر چه پروردگار خواهد کرد لیکن نظر بر عالم احوال  
 بر فرزندان هم ضرور است که خلق و مسلمین ناحق کشیده نشوند. - فرزند زاده یهادر و عا و آخرین  
 گویند وقت رخصت ندیدم اشتیاق باقی ماند یکم بظاهر اگر چه بلول است لیکن لاکان لها خدشت  
 کوه اندیشی خوشات جز ناکامی ثمره ندارد. - الودع الودع الودع آخری وقت مین  
 شایه از ده محمد کام بخش کنه نام بر رفته کھاسے - فرزند جگر بند من ر عالم اختیار بر چند برضا  
 الهی نصیحت کردم و نایاده از امکان و صایا کردم چون خواست الهی نبود بگوشت رضا کسے  
 نشنیده. - حالا که از همه بیگانه میروم بر بے بصناعتی شمارم دارم اما چه فائده عذاب گناه  
 هر چه کردم ثمره آن با خود می برم عجب قدرت است که آدم تنها و می روم باین قافله  
 تب از ده روز غفارت داشت لیکن تاب نیاورده گذاشت. هر حال نظر کنم جز خدا بر نظر  
 نمی آید. اندیشه شکرت و شکر باین نظر برو بال آخرت موجب طالت خاطر شد. از خود  
 خبرم نیست. گناه بسیار کردم نمیدانم. بچه عذاب گرفتار خواهم شد. حراست بندگان  
 اگر چه بر عالمین خواهد کرد اما بسیدلمانان و فرزندان هم اہم است حفظ و احیای بندگان  
 بجز باین ضرور عالیجاہ هم نزدیکی است آنچه لازم بود در حق شما گفته ام و هم بجان دل تبیل

اور کلمہ طیبہ و را ذکر اور اذعیہ مالوثرہ کو پڑھتا رہتا اور لیا بی قبر کے میں شب بیدار رہتا اور راتوں کو حق طبعی کے واسطے مسجد ولت خانہ میں اہل اللہ سے صحبت رکھتا۔ وہ سن شعور کی ابتدا ہی سے کل غلاہی و مناہی مسکرات و محرمات تحریر تھا۔ کبھی اس خوش را کہ لب سے نہیں لکھا بکرات و معجزات کی بونگ کو داغ پائیں نہیں آنے دیا اور سوا و زوجات حلال کے کسی حرم سے مقاربت نہیں کی۔ باوجودیکہ مطربان خوش آواز اور سازندہ اور دلنواز پائے تخت میں مجتمع تھے اور اوائل جلوس میں کبھی کبھی سامعہ افروز طرب ہوتا تھا اور اس میں دقیقہ یا تھکا لیکن کمال اترم و پیر ہیز گاری کے سبب سروکے استماع سے کلی یہ میسر کرتا تھا۔ اور جو کوئی گویا و نغمہ سرا مطرب نائب ہوتا تو روزانہ وزیرین مدد معاش سے اسکو خوشنود کرتا تھا۔ مرزا اکرم خاصا بھی ہے کہ فن موسیقی کے ماہر و نایاب تھا۔ پادشاہ سے پوچھا کہ آپ سروکے حق میں کیا فرماتے ہیں تو اسنے فرمایا کہ لایلا مباح۔ پھر اسنے عرض کیا کہ حضرت سے زیادہ کون استماع کے لئے اہل ہوگا فرمایا کہ میں مزامیر خصوصاً پچھانچ کے تھے گمانا میں نہیں سکتا وہ بالاتفاق حرام ہو اسنے میں سرود بھی چھوڑ دیا۔ ایک حکایت سروکے جنازہ بنانے کی شہو سے جسکو ہم نے پہلے لکھا ہے۔ پادشاہ نے اصلاً لایا بنا مشروع نہیں پہنا اور طرفی نقوہ و طلاقاً وہ کام میں نہیں لایا اور زور دوزی لباس و رنگین اور جواہر نگار خود بھی چھوڑا اور امیروں کو بھی منع کر دیا کہ زمانہ لباس پہننا چھوڑ دیں۔ انکالاس ہمیشہ شرعی ہوتا۔ جواہر جھکے پہننے سے ریب زینت وافر ہوتی تھی انکے گھر سنگ لٹیکے بجایا چاندی سونے کے نوائے کہ وہ مشروع و مباح ہوں۔ وہ تھیل نوم و غذا میں عبادت خدا کے لئے کرتا۔ اس کی محفل میں غیبت و خبیث و کذب کی ناشائستہ باتیں نہ کو نہیں ہوتیں اسکو بندہ و حضور کو تلقین کبھی تھی کہ عرض کے وقت معیوب لفظ عبارت حسنہ سے تعبیر کیا جائے تو وہ تواعد دین اور تنقید احکام دین میں اور ضلالت و جہالت کے رسوم مٹانے میں اور بدعتوں و مناہی و غلاہی کے اٹارنے میں ایسی کوشش کی جو پہلے کسی پادشاہ کے عہد میں نہیں ہوئی تھی پادشاہ نے ۹۶۹ھ میں یہ تجویز کیا کہ کوئی فاضل محتسب مقرر ہو کہ وہ تمام

انچہ شامان بہہ دارند تو تہنہ داری

عام لکیر کی خلقت و جبلت میں — دین میں راسخ ہونا داخل تھا۔ وہ امام غلام غفر کے مذہب پر چلنا تھا اسکے سامنے اعمال و افعال و عقائد اس حقیقی مذہب کے مطابق تھے۔ وہ فرائض خمسہ سلام کی جیسی چاہیو تیس کرنا تھا اول صلوٰۃ مفروضہ کو اول وقت مسجد میں یا غیر مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھتا تھا اور کل سن و نوافل و مستحبات کو حضور و شروح کے ساتھ ادا کرتا تھا مسجد جامع میں جمعہ کی نماز سب مسلمانوں اور مومنوں کے ساتھ پڑھتا تھا اسکو اس نماز جمیعہ کا ایسا خیال تھا کہ اگر وہ شاہجہان آباد یا کسی اور بڑی شہر و شکار کے لئے چلا جاتا۔ . . . .  
تو جمعرات کو شہر میں آجاتا کہ نماز جمعہ جامع مسجد میں ناغہ نہ ہو۔ اگر شکار کے لئے زیادہ دنوں کے لئے جاتا تو ضرور نزدیک کے قصبہ میں جا کر جمعہ کی نماز پڑھتا عیدین کی نماز سفر و حضر میں جماعت کے ساتھ پڑھتا۔ دوم رمضان کے روئے رکھتا تھا۔ خواہ موسم کیسی سخت ہو نیز ورج و ختم کلام اللہ میں آدھی رات تک صلحا و فضلا کی جماعت کے ساتھ مشغول رہتا اور عشرہ آخرہ میں مسجد عثمانیہ میں مستکف ہوتا تھا۔ ہر سہفتہ میں تین دن پیر و جمعرات و جمعہ کو روزہ رکھتا تھا سوئم زکاۃ شرعی قبل از جلوس جو ماکمل و ملبوس خاص کے لئے مقرر کی جاتی اور ایام سلطنت میں صرف خاص کے لئے جو مواضع دار الخلافہ اور توہین محل نمکنا حد کے لئے انکی زکاۃ ہر سال اربابا مستحق کو دیتا تھا اپنی اولاد کی طرف سے بھی زکات کا حساب دیتا تھا۔ چہارم حج۔ اولے مناسک حج کی حد سے زیادہ کرنا اسکو تھی مگر بعض موانع و عوائق کے سبب وہ حج کو نہ جاسکا اسکے بدلہ میں حرمین محترمین کا زیور کرنا ساتھ اس قدر رعایت کرتا تھا کہ اسکا حج بمنزلہ حج کبریٰ کے ہو جاتا تھا اتنی مدت سلطنت میں کبھی ہر سال کبھی دو سال میں بہت روپیہ بھیجتا تھا اور یقیناً شریف میں طواف حج اور سلام رسانی کی نیابت کے لئے اور دو مصحف مجید جو اسنے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے بھیجتے انکی تلاوت کے لئے اور نسیم و تھلیل اور اور عبادات کے ادا کے لئے بہت آدمیوں کو وظیفہ دیتا تھا۔ پنجم ہجرت کا حال اسکی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے وہ بیستہ یا بیستہ

صفات و فضائل یادداشت اور تذکرہ

سب سے مسلمانوں کے دلی خیر خواہ ہندو ہو گئے تھے۔ گلاب پھر اسکے جاری ہونے سے ہندوؤں کا دل دکھا اور وہ بادشاہ کے سیری بن گئے۔ اسنے ایک حکم شہنشاہی نام حکام مانس بھیجا کہ ہندو اہل قلم ایک قلم آئینہ نوکر رکھے جائیں اور حکام کے ماتحت جو عہدے خالی ہوں تو انکی جگہ مسلمان نوکر رکھے جائیں مگر یہ حکم صرف کاغذی تھا اس پر عمل نہ ہوا۔ وہ فقط ہندوؤں کے دل ناراض کرنے کے لئے کام آیا اور گئے بیپ کے عہد میں ہندو نوکروں کی کچھ کمی نہیں ہوئی۔ اسنے ایسے احکام بھی ضرورت جاری کر کے ہندوؤں کو شکستہ خاطر کیا کہ سولے راجپوتوں کے کوئی گھوڑے اور پالکی اور باغیچہ پر بغیر حکم سوار نہ ہو۔ عالمگیر کا تعصب یہی بھی عجب ہندوؤں کا دل دکھانے والا تھا۔ گو بھی اسنے کسی ہندو کو تلوار اس سبب نہیں لگائی کہ وہ ہندو تھا۔ کبھی اسکو کسی ہندو کو زبردستی مسلمان نہیں کیا۔ ہندوؤں کی جو مذہبی عبادات اور رسومات قدیم سے چلی آتی تھیں انکو نہیں روکا مگر باتیں وہ کین کہ جسنے ہندوؤں کا دل ناراض ہو گیا۔ --- بنارس میں بیشنپور بندو مادھو کے عالی شان مندروں کو خاک میں ملایا۔ متھرا میں گوہند دیو کا مندر توڑ پھوڑ برابر کیا جزیہ جاری کیا۔ نوکری کی بات میں فقط کاغذی حکم ذل دکھانے والا دیا۔ گو مسلمانوں نے اپنی عہد سلطنت میں بتوں کو توڑا اور مندروں کو ڈھایا۔ مگر اسے ہندوؤں کے دلوں میں بت پرستی کا اثر ایسا کم نہیں ہوا جیسا کہ تعلیم انگریزی اور مشنریوں کے مواعظ سے ہوا ان دونوں باتوں کو ہندوؤں کے دلوں میں بت پرستی کی جگہ خدا پرستی یا لاندہ ہی نے لے لی وہ پکار پکار کے کہہ لگے کہ بت پرستی حماقت و گناہ ہے یا ہمارے انجیل مذہب میں نہیں ہے۔ غرض جو سلطنت اسلامیہ میں ظاہر ہوئی اور بت خانوں کی کمی ہوئی۔ مگر باطن میں ہندوؤں کے دل بت خانے سے رہے۔ مگر اس کے خلاف حال ہوا کہ گویا ہری بت اور بت خانے بہت دکھائی دیتے ہیں مگر تعلیم یافتہ ہنود کے دلوں میں بت پرستی کو سونے اور بھاگ گئی یہ تعلیم یافتہ ہنود اس جگہ اپنی قوم میں بر آور دہ ہیں۔

تمام منہیات و محرمات خصوصاً شراب و ہنگ بوزہ کے کھانے پینے کو اور تمام مسکرات اور زنا کاری کو منع کرے اول اس عہدہ پر ملا عوض مقرر ہوا۔ ہندو ہزار و پسم سالہ ہندو مقرر ہوئی اور ہزاری صد سوار کا منصب ملا اور تمام ممالک و سہ میں صوبہ داروں کے نام احکام صادر ہوئے کہ وہ اپنے علاقہ میں ایسا ہی ایک محتسب کریں اور اسکے ساتھ احمدی سوار بھی ساتھ رہیں کہ اگر کوئی شرع کے پابند ہونے میں جھٹ کرے تو اسکی تنبیہ و تاکید کریں بعض مورخوں نے اس حساب میں یہ بھی داخل کیا ہے کہ بتوں کی سواریان اور نمائین بھی نہ ہونے دین غرض امور احتساب کا فہ انام اور خواص و عوام ہر بغایت جاری تھے طوائف نے فوجوں کو دار الخلافہ سے باہر نکال دیا اور تمام ممالک محروسہ میں یہ حکم جاری کیا کہ شہر سے باہر کسبیاں رہا کریں۔ اس طائفہ کے معدوم کرنے میں اور بدکاریوں کے پھیلنے کا احتمال تھا اسلئے اسنے شہر کی آبادیوں کو دو حصے کا حکم دیا۔ اور ہجراں کے لئے انکو لال کپڑے پہننے کا حکم دیا اسی وجہ سے فرنگیوں میں ان کا نام لال پوئی مشہور ہوا مملکت میں باوجود اس وسعت کے سوار و حد سیاست شریعہ کے کوئی اور سیاست کام میں نہیں آتی۔ ہرگز باقتضائے قوت غضبی و استیلاؤ نفس کشی ہسانی کی حیث کی بنا کے خراب کرنے کا حکم دینے کا کسی کو بار نہ تھا۔ پادشاہ قتل کا حکم خود دیتا۔ غالب گیر نے کسی ایک ہندو کو بھی زبردستی مسلمان نہیں کیا مگر اسکے عہد کی تاثیر ایسی تھی کہ دار الخلافہ اور اطراف میں ہندو مسلمان ہوتے جاتے تھے۔ جو ہندو مسلمان ہوتا۔ اسکو جہاں شریعہ ناظم پادشاہ کی بارگاہ میں لاتے اور اسکے اشارہ سے کلمہ طیبہ کی تلقین کرتے اور پادشاہ انکو خلعت و انعام و نقود دیتا اور بقدر حال اسکے عطا ہونے میں کھڑے کرتا۔ اور جو ممتاز ہندو مسلمان ہوتے وہ بیواسطہ پادشاہ پاس آتے اور پادشاہ انکو خود اپنی زبان سے کلمہ کی تلقین کرتا۔ خلع اور عنایات سے انکو کامیاب کرتا۔ اور اسطی ایام سلطنت میں اسنے ہندوؤں پر شریعت کے موافق جز یہ مقرر کیا جتو یہ معلوم ہوا کہ اسلام کے مسلح ہندوؤں میں وہ اکبر کے عہد میں موقوف ہو گیا تھا جس کے

ہندوؤں کا اسلام ہونا اور انکو دارالافتاء ہونا۔



کابل تک خلافت کو سفر کرنے میں سخت تکلیف و اذیت ہوتی تھی۔ اسلئے بادشاہ نے حکم دیا کہ  
 ان ممالک کثیر المساکین میں جہاں سیر اور رباط نہ ہو سرکار خاصہ سے رے وسیع سنگ و خشت و آگاہی  
 گچ سے نہایت مضبوط اور محکم بنائی جائے۔ زمین بذر و مسجد و چاہ و چنہ و حمام بنایا جائے اور ہر منزل  
 میں مسافروں کے لئے ایک منزل گاہ بنائے۔ جس میں رہنے والی سواروں کی و اشیاء و ممال کو رکھنے اور طبی  
 حکم دیا کہ جو پرانی سرزمین مرمت طلب ہوں انکی مرمت کی جائے اور جہاں پل کی ضرورت  
 ہو وہاں پل بنایا جائے ایسے کاموں میں بادشاہی خزانہ کا بہت روپیہ خرچ ہوتا ہے ایسے  
 حکموں کے بند و ستان کی راہوں میں وہ امن و مادی ہو کہ ہر اہل منازل و جہاں و صحرا و غریب  
 انہی کے سب سے شہروں کا گم نہ ہوں۔ جب بادشاہ کو اول سال جلوس میں معلوم ہوا کہ بعض مساجد و  
 مساجد اسلام انکی کے سب سے بے رونق ہو گئے ہیں تو بادشاہ نے حکم دیا کہ تمام ممالک و محرومہ میں  
 جہاں کوئی مسجد پرانی شکستہ ہو گئی ہو تو سرکار خاصہ سے اسکی مرمت کی جائے۔ یا وہ از نو بنائی  
 جائے۔ امام موزن خادم اور سائر خراج مسجد مثل فرش و چراغ وغیرہ سرکار سے مقرر کیا جائے ہر سال  
 اس کام میں بھی بہت روپیہ خرچ ہوتا اور بلوغت خانے (محتاج خانے) متعدد دار الخلافہ اور اور شہروں  
 میں خیر و مساکین کے لئے مقرر تھے۔ مرآۃ عالم میں لکھا ہے کہ اسکے بچے عہد میں ۹ ہزار روپیہ صدقہ  
 اور خیرات میں ہر سال پانچ مہینے میں اس طرح تقسیم ہوتا تھا کہ محرم و ربیع الاول کے ہر ایک مہینے  
 میں بارہ ہزار اور ربیع میں دس ہزار اور شعبان میں پندرہ ہزار اور رمضان میں تیس ہزار باقی سات  
 مہینوں میں کچھ نہیں تقسیم ہوتا تھا تو اسنے حکم دیا کہ ان مہینوں میں بھی ہر مہینہ میں دس ہزار روپیہ  
 خیرات ہو کرے کل سال میں اکیس لاکھ ۹۴ ہزار روپیہ خیرات ہوتا تھا۔

بادشاہ نے اپنی کشور وسیع میں تمام بلاد و قصبات میں فضلا اور درسون کو لائق و ظیفہ و روزانہ اور  
 اور ملاک مقرر کئے تھے اور طلبہ علم کی وجہ حیثیت درخور حالت و استعداد مقرر کی۔

چونکہ بادشاہ دل سے یہ چاہتا تھا کہ کافہ اہل اسلام مفتی بہا ممالک علماء و مذہب خفی پر عمل کریں اور  
 مسائل مذکورہ کتب فقہین فقہات کا اختلاف ہو اور فقہیوں روایات ضعیفہ گھڑی ہیں اور  
 نئے اقوال مختلفہ کتابوں میں مخلوط ہیں اور یہی اسلئے مجموعہ ہر ایک کتاب و جلدی نہیں۔ اور

اسکی عطاء عام میں سی یہ ایک ہو کہ غلات و جہو بات اور وجوہ راہداری اور محصول  
 اقسمتہ اور ارمواں سائر کو معاف کر دیا خصوصاً محصول تنبا کو کہ جسکی آمدنی مبلغ خطیر  
 اور اسکا عملہ ان لوگوں کی ناموس کی بے ستری کرتا۔ جبکہ اسکو احتمال تنبا کو کے چھپا کر  
 لے جائیکا ہوتا۔ کل مالک محروسہ میں ہندو سلمان پیر لکھ روپیہ سالانہ کا محصول معاف  
 کر دیا۔ دوم یہ ہو کہ اجداد و نیاگان کے مطالبات کو اولاد پر معاف کر دیا۔  
 اولاد کی تنخواہ اور مناصب و جہو اب میں باقی رہا تھا کہ

مطالبات کی بابت اہل دیوان عظام اور سرفیاض مالک سبیل تدریج و تدریج  
 اور ہر سال مبلغ کچھ اس جہت سے خزانہ عامہ میں داخل کرتے جسکے سبب پادشاہ  
 غتب پریشان حال ہوتے پادشاہ نے دفاتر مطالبات پر قلم غفو کھینچا اور ناظران  
 دیوانی کو حکم دیا کہ کل بندہائے درگاہ میں سے منصب دو بیسی سے ہفت ہزاری  
 امیر تک اس مطالبہ سے جو انکے اجداد و نیاگان کی بابت واجب الادا ہو معاف کریں  
 اور مطالبات کی بابت کچھ تعرض اور مزاحمت نہ کریں اور منصب اردو بیسی سے چہار  
 صدی تک کسی منصب کے سبب جو انکے باپوں پر مطالبہ ہو وہ معاف کیا جائے۔ اور  
 پانصدی سے ہفت ہزاری تک جو مطالبہ انکے باپوں کی بابت ہو اسکو انکی وصوت  
 حال اور استطاعت وجوہ کے موافق لازم الادا جائیں اگر انہوں نے مطالبات کی بابت  
 میراث پائی ہو تو ہینوں اور سالوں میں بتدریج مطالبہ کو وصول کریں اور اگر  
 اس قدر میراث نہ پائی ہو تو وہ مطالبہ بعدہ ترکہ وصول کریں۔ اور اگر یہ تحقیق ہو  
 کہ متروکہ مطلقاً نہیں پہنچا ہو تو اسکو بالکل جبہ مطالبہ کی ادائیگی سے معاف و  
 مرفوع حکم کریں۔ یہ عطا اسکی کرٹوٹوں روپیہ سے زیادہ کی تھی۔ اسکی میراث  
 عام میں سی یہ ہے کہ اس مملکت میں بہت سی راہیں اور سڑکیں ایسی تھیں کہ  
 مسافر خانے اور سرائیں نہ تھیں۔ مسافروں کو ان میں راحت اور آسائش نہ  
 ملتی تھی بعض راہوں میں خاص کہ اونگ باد سے اکبر آباد تک اور لاہور سے

بیتھو لگاؤ وٹ کے ذہن نشین تھی اس پر تمسک کر وہ استماع شعر پر بیٹھا کہ وہ  
 نہیں کہ تھا! اشعار مدح تو کیا سنتا۔ مان کسی شعر میں موخط کا مضمون ہوتا تو اسکو سنتا۔  
 نگر ذہن رضائے خدائے عزوجل نہ چشم سوئے خصال و نہ گوش سکو غزل  
 جس نے ملک اشعار کا عہدہ تخفیف کر دیا مگر موزون طبع اور عالی دماغ شاعر و ن سے مر با  
 خالی نہ تھا بعض دفعہ ایسے شعرا و قصیدہ شعراء کہہ کر لائے کہ بادشاہ سلامت کو سر دھنا  
 ہی پڑتا مگر جب شاعر پڑھ چکے تو انکو ارشاد ہوتا کہ آئندہ ایسے بے سود کام میں اپنی اوقات  
 ضائع نہ کریں جن مورخوں نے یہ لکھا ہے کہ اسنے شعر کہتے اور پڑھنے کی ممانعت کی  
 وہ مبالغہ ہے۔ اسکی خود رقعات عالمگیری میں استادوں کے شعر لکھے ہیں بعض رقعات  
 وہ خود شعر کہتا چنانچہ اسکا یہ شعر مشہور ہے بیت -

عنیم عالم فراوان است و من یک غنچہ دل دارم بہ چنان شیشہ سحوت کنم رگستان بار  
 وہ اپنے بیٹوں کو بیاصلوں میں اشعار لکھاتا تھا۔ علم نجوم و رمل و سحر کو اپنے مذہب کے موافق  
 باطل جانتا تھا۔ اسلئے اسکے عہد میں نجومیوں کا ستارا اور رمالوں کا بھی پاسہ پٹ گیا۔ ہندوؤں  
 کی رسوم کے موافق جو نجومیوں سے کام کرنے کی ساعت پوچھی جاتی تھی وہ موقوف  
 گرد می تقیمین جو پہلے دفتر میں کام آتی تھیں انکو دفتر سے خارج کیا۔

وہ اپنے اولاد کو قواعد و آداب جاہ گیری و علم و شکار و کمانداری و تفنگ اندازی تانری  
 اور علوم دینی و دنیوی میں تعلیم کرتا اور حرم سرا میں تو لڑکیوں کو بھی اکتا عبادت حقہ دینیہ و  
 احکام ضروریہ تحصیل خط و سواد کی تعلیم کرتا تھا۔

بادشاہ نے منصفانہ حکم جاری کیا کہ اگر بادشاہ نے کوئی شرعی حق تلفی کی ہو تو اس پر عدالت  
 میں گوشمالی کی جاوے اور اسلئے اسنے ساری مالک کی کل عدالتوں میں وکیل شرعی مقرر  
 کئے کہ وہ عدالت میں مقدمہ دائر کر کے شریعت کے موافق اسکی تحقیقات کر لیں۔ غریب کو ایسی تسک  
 نہیں نہوتی کہ وہ بادشاہ تک پہنچا لے بنی حق رسی کی داد فرماید کریں اسلئے یہ وکیل شرعی مقرر  
 کئے کہ انکی معرفت یہ مقدمات دائر ہوا کریں یہ اسی بادشاہ کی عدالت تھی کہ اسنے

اولاد دینی

عدالت و انصاف

اور جب تک بہت کتابیں جمع نہ کی جاویں اور کسی کو ہتھار دانی اور دستگاہ وسیع و تنوع کافی  
 علم فقہ میں نہ ہوا استنباط مسئلہ نہیں کر سکتا اسلئے بادشاہ کا غرض یہ ہوا کہ ہندوستان کا  
 ایک وہ مشہور علماء اور معروف فضلاء کا اس فن کی کتب مطولہ معتبرہ پر جو کتاب خانہ بہتر کار  
 شاہی برقیہ اسم بن نظر متبع ڈال کر بہتخرج مسائل مفتی بہا کرے اور اسکے مجموعہ کو ایک نسخہ  
 جامعہ میں ترتیب دی تاکہ سب کے استکشاف مسائل معمول بہا پر سہولت کے ساتھ قدرت  
 حاصل ہو۔ اس کام کی سرکردگی شیخ نظام کو تفویض ہوئی اور علماء کے فریق کو وظائف  
 شائستہ دیئے گئے۔ چنانچہ دو لاکھ روپیہ صرف اس کتاب کے لوازم میں خرچ ہوا اس کا  
 نام فتاویٰ عالمگیری رکھا گیا اسنے اور کتابوں سے مستغنی کر دیا۔

بادشاہ کے کمالات کتبہ یہ ہیں کہ علوم دینیہ تفسیر و حدیث و فقہ سے واقف  
 تھا۔ اور تصانیف محمد غزالی اور انتخاب مکتوب شیخ شرف یحییٰ مغیری و شیخ زین الدین  
 و قطب محمد الدین شیرازی اور اس قبیل کی اور کتابیں ہمیشہ زیر مطالعہ رکھتا۔ وہ حافظ قرآن  
 تھا ابتداء حال میں اسکو کچھ سورتیں یاد تھیں مگر بادشاہ ہونے کے بعد کل کلام اللہ حفظ کیا  
 پانچ شروع حفظ مستقر تھا۔ فلا تنسی اور تاریخ تمام لوح محفوظ پر خط  
 شیخ لکھے میں اسکو کمال قدرت تھی۔ شاہزادی میں ایک قرآن اپنے ہاتھ سے لکھ کر مکہ  
 معظمہ بھیجا اور ایام شہر ہی میں دوسرا قرآن شریف لکھ کر مدینہ منورہ میں بھیجا یا جسکی جدو  
 اور لوح اور جلد میں سات ہزار روپیہ خرچ کیا سو اوان و قرآنوں کے بیچ سور اور  
 سور قرآنی لکھیں وہ خط نستعلیق اور شکستہ بھی خوب لکھتا تھا قطعے لکھا کرتا تھا اور  
 بعض اوقات بادشاہزادوں و امراء کو خطیاد اور فرمان و رقعات اپنے ہاتھ سے لکھتا تھا  
 کوئی دن ایسا نہ ہوتا ہو گا کہ وہ خود اپنے ہاتھ سے دو حارطین نہ لکھتا ہو گا۔ اسکو  
 فارسی کی انشا پر داری میں ملکہ تھا اور نظم میں بھی جہارت رکھتا تھا۔ فارسی زبان عربی  
 سلاست و ملاحت سے بولتا تھا ترکی چغتائی خوب جانتا تھا ان ہندوؤں جو فارسی  
 نہیں جانتے تھے ہندی خوب بولتا تھا۔ شعر کے باب میں بیت الشجر

ان سب قصص معارف کر دیے۔ تمام تاریخ کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے کیسی خوب نصیحت اور کن قصص معارف کر دیے وہ سزا دینے میں نہایت متخل و متامل تھا۔ جیسا و شرم و مردمی اس قدر اُن میں تھی کہ کبھی کلمہ کر لیکنے مان پر نہ لایا۔ کوئی بات کسی کے منہ پر لہی نہیں کہتا کہ جس کو آدھی شرمندہ ہوتا۔ یا اسکی بہتک عزت کا باعث ہوتا اور اسکے حال کی تصبیح ہوتی۔ اگر کسی زجر و ملامت کے کلمے لکھتا تو اسکے ساتھ لطف آمیز اور عنایت خیز فقرے بھی تحریر کرتا۔

پادشاہ عدنان و داد ایسی کشادہ پیشانی و نرم خوبی سے کرتا کہ ہر روز دو تین دفعہ استادہ ہو کر در و طلبیوں کو بلاتا ہے بے مبالغت بارگاہ معدلت میں جوق جوق آتے اور پادشاہ کی غایت توجہ کے سبب بغیر کسی خوف و ہراس و ہیبت و دہشت کے اپنا عرض مطلب کرتے اور اپنا انصاف پاتے۔ اگر وہ اپنے بیان کو بہت بڑھاتے اور خارجی باتیں بہت بناتے اور مبالغہ کرتے تو پادشاہ مہلابے دماغ ہیں جس میں نہیں ہوتا۔ بار بار بار مایوس و تنہا حضور سے عرض کیا کہ ایسی سختیوں کو جسارت نہیں دینی چاہیے تو فرمایا کہ ایسی کلمات کے سننے سے اور ایسی امور کی امثال کے واقع ہونے سے ہمارے نفس کو ملکہ متخل حاصل ہوتا ہے۔

خرم سے مراد ہماری اس صفت سے ہے جس کے سبب آدمی اور آدمیوں پر بے جا عقوبت نہیں کرتا۔ اور نگاہ میں نے جو باب سلوک کیا تھا اسکو وہ زندگی بھر میں ایک لمحہ بھی نہیں بھولتا۔ اسکو خرم و احتیاط کے سبب پرانڈیشہ رہا کہ کہیں میری اولاد بھی میرا حال وہی نہ کرے جو میں نے باب کا کیا اسلئے وہ سارا اختیار اپنے ہاتھ میں رکھتا۔ ہمیشہ اپنے افسروں کو ایک نظر سے دوسرے مقام میں بدلتا رہتا کہ وہ ایک جگہ اپنی اقامت کے سبب اپنا تعلق ایسا نہ پیدا کر لیں کہ پھر اسکا توڑنا مشکل پڑے۔ سب سے زیادہ وہ اپنے بیٹوں کے حال حوال چال دھال سے ہر ہی اپنی احتیاط کرتا۔ انھوں پر خفیہ نویس اور جاسوس لگے بھیج لگائے رکھتا۔ جب انکو فوج کے مقرر و اذ کرتا تو انکے ساتھ اتنا لائق مقرر کرتا ان کے سب کاموں کو اپنی قلوب میں رکھتا مگر اسکے ساتھ ہی اپنی رخصت نصیحت آمیز اور شفقت انگیز تحائف کے ساتھ بھیجتا۔

یہ جائز رکھا کہ بادشاہ پرنالٹس ہو کرے خلاق کی دادرسی اور رعایا وزیر دستوں کے  
 حال کی پڑوہش کے لئے ہر روز بلاناغہ دیوان عدالت میں اپنی اوقات کو صرف کرے۔  
 میر عدل اور داروغہ عدالت تعین کی ہو کہ وہ مظلوموں اور دادخواہوں کو اپنی تختہ لائین  
 اور ان کے مطالب مقاصد کو عرض الامین پہنچائیں اور ایک مہتمم کو تعین کیا ہے کہ مقصدیائین  
 جن ضعیفوں کے عرض مدعا اور الجاح مطالبہ کی غرض نفسانی کے تاخیر کریں تو مستغث اس  
 کی طرف رجوع کر کے اپنی حقیقت حال کی عرض اسکو دیں تاکہ وہ ان عرض کو نظر شاہی  
 رو برو لائے۔ بادشاہ ان عرض کو خلوت میں پڑھتا ہے اور عرض کے حاشیوں پر مستغثوں  
 مطالبہ جواب اپنی ہاتھ سے لکھتا ہے مملکت کا نظم و نسق باوجود اس وسعت کے اور دولت  
 کی حفظ و حراست باوجود اس عظمت کے ایسے ہیں کہ سوائے حدود و سیاسات شرعیہ کے  
 جسکا اجرا و عمدہ دارون کو ناگزیر ہے کوئی اور سیاست نہیں کر سکتا۔ کوئی شاہزادہ اور امیر  
 امیر زادہ جو کسی ولایت و صوبہ میں منتظم تمام ہے اسکا مقدر نہیں ہو کہ وہ بادشاہانہ  
 باز پرس اور قہر و عتاب کے سبب کسی کے قتل کی جرأت کر سکے جو جماعت کے تعزیرات اور  
 عقوبات کی مستحق ہوتی ہے حکام و صوبہ داروں کی عرض سے اور وقائع نگاروں کے  
 نوشتوں سے اسکی حقیقت حال پر بادشاہ کو اطلاع ہوتی ہے بادشاہ شریعت کے موافق  
 خود حکم سیاست صدور کرتا ہے تو مجرم قتل ہوتے ہیں بادشاہ کی عدالت کے سامنے وضع و شریف  
 وادنے اعلیٰ باز پرس و مواخذے کے کو یکساں ہیں۔ حدود و شرعیہ کے اجرا میں اعیان المراء  
 و اغنیاء و فقراء و پلہ لڑا آپس میں تمیز نہیں ہوتے جبکہ فی عائد شاہی میں سے مراتب حد  
 و مراسم جمودیت میں کسی فصل رشت کا مرتکب نہ ہو تو حکم امین شاہی تو فیج ماند ہی اکی گواہی  
 واجب ہوتی ہو اکی جزا فقہیہ کوئی تعزیر ہوتی حد سے مغرول ہوتا ہی یا تہ عزت اعتبار سے لے لیا جاتا ہی  
 یا مستحکم گیر ہو طرف کر دیا جاتا ہو اگر چند روز کے بعد یا جرم کو قابل موت ہے یا نہیں یا نوازش کا مدد ملے  
 کل بند بادشاہی اس طرح نسبتہ متاد یہ ہو ان ہی طرح بند ناہم بخاک کے اطوار خلاق کی تہذیبی ہی بادشاہ  
 میں مصرعہ درغولانے کے لئے انتقام نہتہ نہ پر عمل کرتا ہی۔ جو امر اور سردار بادشاہ سے برسر جاک ہو

اور سرداران کو معاملات ملکی کے بارے میں تحریرات جو دبیران سلطنت پیش کرتے تھے انکی اصلاح دیدیتا اور اپنی قلم سے کسی فقرہ کو لکھ دینا کچھ بات ہی اسکے نزدیک تھی۔

پانچواں فنون رزم آزمائی و ترکیبی و مراتب شکر کشی و جہان کشانی میں مہارت رکھتا تھا حسن کو کل ثبات استقلال لیا تھا کہ اپنے اعوان انصار کی قلت و دشمنوں کی کثرت پر خیال نہ کرتا خدا کی عنایت کے بھروسہ پر اعتماد کرتا خواہ دشمنوں کا کیا ہی ہجوم ہو وہ میدان رزم و عرصہ کارزار سے منہ پھیرنا نہیں جانتا تھا بہت دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ اسکے لشکر کی جمعیت پر لگژہ ہو گئی اور حقوٹے آدمی اس میں آ گئے۔ اور دشمنوں کی افواج جمعیت و شوکت سے ہنگامہ رانی کا رزار ہوئی مگر پادشاہ ختم افکن و دشمن شکن نے استقامت پائنداری ایسی اختیار کی کہ کوہ کی طرح سلاطین کے انہو سے اپنی جگہ سونہ ہلا۔ حسن جبر و ثبات نیز وے بہت پر دلی سوار تھا کہ ہتھیار کو بلند کیا اور منظر و منصوبہ ہوا۔ یہ اسکی عادت میں داخل ہو کہ رزم و جنگ میں جب نماز کا وقت آتا ہے تو وہ اپنی سواری سے اتر کر طمانیت اسکو پڑھتا ہے پادشاہ کا لشکر بلخ میں تھا اور علی الغزنی خان کے مقابلہ آرا سے صف کارزار ہوا اور بلخ کی فوج نے جو مور و مار سے زیادہ تھی لشکر شاہی کو حلقہ میں کر لیا۔ عین ہنگامہ بیکار کی گرمی میں ظہر کی نماز کا وقت آیا باوجودیکہ بندائے ظاہر میں نے منع کیا مگر وہ گھوٹے سے اتر اور جماعت کا صف آرا ہوا اور فرض و سنت نوافل کو کمال طہینان سے ادا کیا۔ علی الغزنی خان نے جب یہ خبر شجاعت اثر سنی تو وہ اس استقلال پر ایسا متحیر ہوا کہ اسنے جنگ سے ہاتھ اٹھایا اور زبان ہی کہا کہ باجین کسودراقادان برافقادان است من ہتائزل للہ المسلمین خوش من غیر اللہ جو شخص خدا سے مانوس ہوا وہ غیر اللہ سے خوش نہیں ہا یہ ایک سعادت خدا داد امین تھی کہ نالایم امور کے وقوع سے اسکے چہرہ احوال پر لال نہ ظاہر ہوتا اور سوانح مسرت بخش اور جھول مقاصد اسکے چہرہ سے فرخ و انبساط کے آثار نہ ظاہر ہوتے۔ چنانچہ محاربات غلامیہ

۲  
بہت و استقلال

بیٹوں میں شاہزادہ عظیم کو قید کیا اور قید سے چھوڑا تو کابل کی صوبہ داری پر اپنے سے  
 بہت دو بھینکا۔ ذوالفقار کی تحریر سے بادشاہزادہ کام حسن سے اشفقہ خاطر ہوا مگر  
 اسے اسکا دل بہت جلد صاف ہو گیا اپنے لائے بیٹو مرزا اعظم شاہ کا اسنے اسطرح پہنچا  
 کیا کہ اسکو شکار میں ساتھ لے گیا اور اسکے ساتھ کے آدمیوں کو راہ میں وکنا گیا جب کہ  
 ساتھ آدمی نہ رہو تو اپنی بھری بندوق کو ساتھ میں دی۔ پھر ایک خیمہ میں لیجا کر ایک عجیب  
 خوب تلواری اسکو دکھائی جو خاندان میں بطور یادگار چلی آتی تھی۔ تنگی کر کے اسکے جو کھار  
 کھنچ کر می کا بہانہ کر کے نگاہ کیا۔ غرض اس طرح خوب سکا... امتحان کر لیا اور اس  
 اعتبار سے دل میں بٹھا دیا۔ تو اسکو نصرت کیا مورخ لکھتے ہیں کہ بعد اس معاملہ سے  
 یہ شاہزادہ باپ کے ایسا ڈرتا تھا کہ جب سکا خط آتا تو اسکا چہرہ زرد ہو جاتا جس  
 کوئی سرکار و صوبہ نہ تھا جس میں سواخ نگار جا بجا مقرر نہ ہوں وہ روز نامہ چھپو  
 تھے۔ اور یہ روز نامہ بادشاہ کی نظر سے گزرتے تھے۔ وہ جزئیات و کلیات اور  
 طور و طریقہ صوبہ داروں اور حکام و عمال کے اڈنے سے اعلیٰ تک بالکل حضور میں پہنچتے  
 تھے اور عدالت کے موافق وہ اپنی حسن عمل کے پاداش اور سوار کے کیفہ پاتے  
 ان واقعہ نویسون کے سوا ایک معتمد خفیہ مقرر تھا۔ سواخ و حقائق ملک و سرے شخص کی  
 اطلاع بغیر لکھنا۔ اگر واقعہ نگار اپنی کسی غرض کے سبب بعض امور کی نگارش میں غلام  
 سے بجا و زکرتا تو معتمد مذکور کے نوشتے سے اصل حقیقت حال کھاتی۔ اس طرح کسی ہنگام  
 کی وضعی اور بد کرداری چھپ نہیں سکتی تھی۔ شاہ کوئی خیال کرے کہ بادشاہ کو ایسی  
 جزئیات کی طرف متوجہ ہونا اسکو کلیات پر نظر کرنے سے محروم کرتا ہو گا۔ مگر اس بادشاہ  
 کا یہ جو ہمیشہ زمانہ کو تحجب حیرت دلائیگا کہ اسکی نظر جیسی جزئیات پر تھی ایسی ہی  
 اعظم امور ملی اور کلیات ہما ت پر توجہ تھی وہ جزئیات کی نہ پر ایسا بھٹ پٹ  
 پہنچ جاتا تھا کہ اسکو کچھ توجہ ہی کرنی نہیں پڑتی تھی۔ ہر سرکار اور صوبہ سواخ نگار  
 جو واقعات لکھ بھیجتے تھے ان پر بے تکلف ہدایتیں لکھتا چلا جاتا تھا۔ امر او شاہ

بادشاہ کی جزئیات پر نظر۔



مشکلات کی جھبٹ ہوتے جتنے سبب فوج لنگری ہو جاتی۔ جیمون کے اندر کوچ اور مقاموں  
میں کوچی کی شدت سے نہایت تکلیف ہوتی تھی۔ گرمی کا موسم پانی کی کمیابی۔ سپاہ کی کشت  
پانی کی قلت سمجھ لو کہ کیا مصیبت دکھاتی ہوگی ان سبب فتنوں پر ایک اور آفت و بانی تھی۔  
بعض اوقات وہ لشکر میں پھیل کر پادشاہی سپاہ پر ایسی دست اندازی و سفاکی کرتی تھی  
کہ جیمون کا مقدور نہ تھا کہ وہ کرنے وہ ہزاروں کی جان کا کلیان کرتی اور دشمنوں کا بال  
بریکانہ کرتی۔ مگر وہ عالمگیر تیری اس استقلال پر قربان جاسیے کہ آپ ہوا محظوب و با  
سبب تجھ پر وار کئے مگر تیری ہمت و استقلال نے سب کو ٹال دیا کوئی محنت تجھ کو  
درماندہ کوئی مصیبت تجھ کو افسردہ نہ کر سکی۔ ترس و خوف و ہراس تیرے آس پاس نہ  
نہ گزری۔ ان مصائب کے اوقات میں کوئی کارخانہ ایسا نہ تھا کہ جس پر سکی توجہ نہ تھی۔ کوئی  
سپاہ کا اسکے حکم بغیر قدم نہیں اٹھا سکتا تھا۔ جو قوت کسی فوج کے کوچ کا کام دیتا  
تو ضرور اسکی منزل میں اور سفر کی ہدایتیں بھی خود لکھ کر یا لکھوا کر بھیجتا۔ اپنے افسروں سے  
ظہون کے نقشے منگاتا اور انکے وہ مقامات بتلاتا جہاں وہ حملہ کر کے فتح پاتے۔ دکن  
میں بیٹھتا تھا۔ مگر اتر پچھم یورپ کی خبر رکھتا تھا وہاں کے حاکموں کے نام خطوط لکھتا اور  
فرمان جاری کرتا۔ چٹانوں کو ناہموار ملکوں میں شترکون کے بنانے کے نقشے بتلاتا۔  
ملتان اور اگرہ کے فسادوں کے مٹانے کی اور قندھار دوبارہ تسخیر کرنے کی تدابیر سوچ  
سوچ کر بتلاتا۔

پادشاہ صبح صادق سے پہلے اٹھتا ہی اور وضو کر کے مسجد لکھناہ میں جاتا ہے اور  
وقت نماز کا انتظار کرتا ہے جب اسکا وقت آتا ہی تو نماز پڑھتا ہی نماز کے بعد کلام  
مجید کی تلاوت کرتا ہے اور ادعیہ ماندرہ و اوراد و وظائف معبودہ جو اسکو تھی سون  
نے بتائے ہیں پڑھتا ہے پھر وہ اپنی خلوت گاہ میں جو ایک نشیمن خاص ہے آتا ہے۔ اور  
اپنی مقربوں کو بلاتا ہے اور سریر معدلت و دادخواہی پڑھتا ہے۔ عدالت کے منظم در  
دادخواہوں کو لاتے ہیں خواہ وہ اہل دار الخلافہ و مردم حضور ہوں یا دور دست بلاد

جب اسکو فتوح ہوئیں اور امر اسکو مبارکباد دینے آئے تو وہ اسپر کھچے تو جہنم کرتا اور  
اور گفتگی جو اس قسم کی فتوحات سے چہرہ پر ظاہر ہونی چاہیے وہ نہ ظاہر ہوئی۔ حاسلی یہ کہ  
اوقات شدت درخا و یخ و راحت و اندوہ شادی میں اسکا حال ایک و تیزہ و تیزہ  
امور مرغوبہ کی و فوج پر نعم حقیقی کا شکر و سپاس بجالاتا۔ اور کرمات پر صبر و سکون ثبات  
نفس فرماتا۔ بشا طقت و انبساط میں اسکا خذہ حد تقسیم سے نہیں گذرتا اور قہر و شورش جلی  
کے وقت سوائے عین بحبیب ہونے کے زیادہ عتاب کرتا۔

اسکی تاریخ کو اول سے آخر تک پڑھتے تو معلوم نہیں ہوتا کہ خدا نے اسکو کیا استقلال دیا  
کہ کبھی اپنی جگہ سے نہ ہلا اور ارادہ سے نہ ہلا۔ چودہ برس کی عمر میں جب تھی نے اپنی سوتلا  
سے اسپر کنڈ ڈالی تو اسنے اپنے گھوڑے کو ایسا پیل بند ڈالا کہ فیل کو مات کیا جبنا بھیجا  
کہا کہ بیٹا ایسی جگہ اڑا نہیں کتے یہٹ جاتے ہیں تو اس وقت بیٹے نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ  
غلام کو خدا نے جتنے کے لئے نہیں پیدا کیا۔

اکیاسی برس کی عمر میں اسکی بہت و استقلال کو دیکھتے کہ قلعوں کی فتح کرنے کا اور دشمنوں کے شکستہ  
کرنے کا شوق ان پہاڑوں میں پیدا ہوا جسکی راہیں کاٹنا پہاڑ کاٹنے سے زیادہ مشکل پھر  
انہیں جیموں کے اندر گرمی اور برسات کے دنوں کا کاٹنا۔ کبھی فقط آسمان ہی کے شامیانے  
کے نیچے رات بسر کرنا اور اپنے شامانہ مکانوں اور آرامگاہوں کا چھوڑنا اور پھر دشمنوں  
سے سینہ بسینہ لڑنا۔ چالیں چلنا اور روز فوج کشی کرنا اس صاحب کمال پادشاہ کا کام تھا  
ان کو چون اور مہمون میں جو اس پرانہ سالی میں سننے بے تکوان و بے تکلف اٹھائیں وہ اچھے  
جوان اور طاقتور سپاہیوں کو نہیں آٹھ سکتیں جن برساتوں میں وہ ان گرم ملکوں میں رہا  
انہیں طوفانوں نے کیا کیا تکلیفیں اسکو پہنچائیں جب وہ برسات میں کوچ کرتا تو دشوار گزار ندیوں  
اور غرقاب دیوں اور دلدلی ریتوں اور تنگ تاریکے مار بیکار ہوں میں گذرنے سے  
کیا دشواریاں پیش آتیں ایسے مقاموں میں اقامت کرنی پڑتی کہ جہاں کھانے پینے کو  
مشل ہو میسر ہوتا تھا اکثر حادثات ایسے واقع ہوئے کہ بار بار دریا کے سارے جہانوں

اور میران درگاہ کے وسیلہ سے صوبہ داروں کی اور ہر صوبہ سرکار کے متصرفین کی  
 عوائض اور انکی پیشکشیں محل عرض میں آتی ہیں۔ خدمت عرض مکرر کا مقصد ہی احکام  
 شاہی جو درباب تصدیق جاگیر اور مراتب جہات اور اقسام معاملات میں صدور ہوتے  
 ہیں مکرر عرض کرتا ہوں اور ہر روز اختہ بیگی کچھ گھوڑے و ہاتھیوں کا داروغہ کچھ ہاتھی  
 آراستہ کر کے رو برو کرتا ہے اگر کوئی گھوڑا یا ہاتھی زبون اور لاغر ہوتا ہے تو اس کے  
 مستقل معرض عتابیہ بازخواست میں آتے ہیں اسباب داعی اور تائبینیوں و مضر بنیوں  
 کو داروغہ داروغہ نصیحت دکھاتا ہے اگر کوئی گھوڑا اور سوار نظر میں زبون معلوم ہوتا ہے  
 تو اس کو رد کرتا ہے تاہن بابتی معرض عتاب میں آتا ہے اسل یوان میں غرض کلیات  
 امور و عظام مطالب جمہور کا انتظام ہوتا ہے چار پانچ گھنٹے ہی اس کام میں پڑتا ہے  
 مشغول رہتا ہے دوسرے پہلے بادشاہ اسل یوان سے آٹھ گریہ خاص غلخانہ میں  
 جاتا ہے یہاں وہ پیر تک رہتا ہے اکثر اعیان دولت و ارکان سلطنت و مقصدیان  
 جہات اولیاء خدمات و راکب گروہ گرز برداروں کا اور اہل خاص چوکی اور راکب  
 جماعت چیلوں اور قوچیوں کی اور ان آدمیوں کی جنگا ہونا ضروری ہے ہر شرفیاب  
 پاتے ہیں اور دیوانیان عظام اور خشیان ممالک نظام و مقصدیان مہتمم رہتے  
 کارخانہ جات کے داروغے اور ارباب خدمات جبکہ عرض کی اجازت ہوتی  
 ہے۔ مطالب جہات کلی و جزوی نوبت بنوبت موضوع کرتے ہیں اور انکے جوابی بادشاہ  
 ارشاد کرتا ہے صدر الصدور اہل استحقاق و نیاز مندوں کو جو حق جو بادشاہ کی  
 نظر کے سامنے لانا ہے اور انکے احوال کو عرض کرتا ہے اور یہ گروہ اپنی نصیبیہ موافق  
 مقین وظائف اور عطایا راضی مدد معائنات و انعام نفوذ سے کامیاب بنتے اور ضروریات  
 اور احکام اطراف کی عوائض اس محفل باریافتگان اقرب کی وساطت سے بادشاہ کی  
 نظر سے گذرتیں بعض کچھ بادشاہ خود پڑھتا اور بعض کو اور ورون سے سنتا جو شاہی  
 احکام ہوتے انکو دستور منشیوں کو لکھنے کے لئے کہتا ان کے مسودہ بادشاہ کی

وصوبوں کے ستم رسیدہ ہوں اور وہ اپنی وطنوں اور مسکنوں کو بادشاہ کے پاس عہدہ کے لئے آئے ہوں۔ غرض انکا استغاثہ وہ خود سنتا ہے۔ قضا یا دشرعیہ موافق شریعت فیصل کرتا ہے اور مراتب عرفیہ کی تصدیق و تنفیص موافق قوانین سلطنت کرتا ہے جب تک استغاثہ سکینی و فقیری کا ہوتا ہے انکو خزانہ سے روپیہ دیا جاتا ہے بعد اسکے اکثر اوقات بادشاہ اپنے شبستان میں اور بعض اوقات منظر جھروکہ میں بیٹھتا ہے۔ جھروکہ درجن شیخ کے میدان میں ایک خلقت انبوہ ہر صنف و گروہ کی جمع ہوتی ہے۔ بے مانع و مزاحم بادشاہ کو دیکھتی ہے اس درجن کو بادشاہ نے موقوف کر دیا۔ اسی میدان میں بعض اوقات لشکر کو دیکھتا ہے۔ جمعہ کو وہ جامع مسجد میں جاتا ہے تو قلعہ کے نیچے میدان میں بعض اوقات اپنے تابانیوں کا ملاحظہ کرتے ہیں اور سرکار خاصہ کے فیضانہ کے مقصدی مست باقیوں کو جنکا دیوان خاص عام میں لانا دستور ہے بادشاہ کو جھروکہ کے نیچے دکھاتے ہیں کبھی بعض باقیوں کو گھوڑوں کے پیچھے دوڑاتے ہیں تاکہ میدان جنگ میں گھوڑوں اور سواروں پر دوڑنے کی مشق ہو۔ کبھی بادشاہ باقیوں کی کشتی بھی دیکھتا ہے۔ غرض اس جگہ میں دو گھڑی اور کبھی اس سے بھی کم بیٹھتا ہے اور یہاں سے اٹھ کر ایوان چل سٹون صوفیہ عام کے جھروکہ میں بیٹھتا ہے اور اس میں امور عظیم لکی و کلیات جہات مالی میں مشغول ہوتا ہے اور خربان عظام کی وساطت سے امراء و منصبیہ ارون کے لئے مراتب معاملات اور جہام عرض کوئی جاتے ہیں اور ایک جماعت تفویض خدمات اضافہ مناصب عطا یا اور مراتب کا ماب ہوتی ہے یا بعض آدمی اسکی بندگی سے تازہ سر بندی پاتے ہیں اور یہ تسلیم کی تقدیم کرتے ہیں ایک گروہ صوبوں اور بیرونی خدمتوں پر تعین ہوتا ہے خلعت ہیں اور رحمت ہوتے ہیں اور دولت خدمت اور اضافہ منصب کے امیدوار و برو ہوتے ہیں اور اپنی خائلی کے موافق اپنے مطالب پر فائز ہوتے ہیں گروہ برقدار جو عبارت سوار و فیکچور ہیں خواہ منصب دار خواہ احدی اور فرقہ احدیان تیر انداز بوسا میر قش و بخشی احدیوں کے موقف عرض میں پہنچتے ہیں اور بادشاہ انکو دیکھتا ہے اور مقربان کے

تو پھر سخنانہ کی مسجد میں تالیفیں مہارت ملک دولت عرض ہوتیں اور صبح کے وقت کی طرح یہاں مرا کو نشین بجالاتے۔ مرا اور منصب ارچنکی چوکی ہوتی حاضر ہوتے۔ دستور کے موافق انکو قورڈے جاتے۔ چٹام کے وقت موزن اذان دیتا تو پادشاہ سب کاموں کو چھوڑ کر اذان سنتا اور مسجد میں جا کر نماز پڑھتا اور دو گھڑی تک ظائف و اوراد میں گذارتا پھر شیشین سخنانہ میں آتا اور امور ملک میں مشغول ہوتا۔ اس وقت وزیر اعظم مہارت کلید جرنیہ دیوانی کو عرض کرتا۔ جواب احکام سنتا۔ جب چار گھڑی رات جاتی اور عشا کی آواز ہوتی تو پادشاہ مسجد میں جا کر صبحت کے ساتھ نماز پڑھتا اور سخنانہ اکثر آدمیوں کو نصرت کر دیتا۔ آرامگاہ خاص میں جاتا۔ روضہ چشمنیہ کو دیوان جاہن عالم میں اول روز کے دیوان پر اکتفا کرتا اور سخنانہ کے دیوان آخر روز کو موقوف کرتا۔ اس پادشاہ اس وقت کو عبادت میں بسر کرتا اور ظائف پڑھتا۔ رات دن میں پادشاہ ایک پر سے زیادہ نہ سوتا تھا۔ رات کو بادشاہ میں بسر کرتا تھا۔

آزنگ ریکے رقعات بھی ایک فتر دانش ہی۔ اسکے رقعات میں احادیث آیات قرآنی و اشعار اساذہ قابل تحریر ہیں۔ اسکے مختلف نسخے علمی اور مطبوعہ درس میں جاری ہیں اسکے رقعات کے میں مجموعہ موجود ہیں انکے نام یہ ہیں کلمات طیبات جسکو اسکے شیرشی عنایت اللہ خان نے مرتب کیا۔ دوم رقعات کرامت جسکو دوسرے شیرشی نے ترتیب دی۔ تیسرے دستور العمل گاہی جو اسکے مرنے سے ۱۳۰۰ میں بعد مرتب ہوا پہلے دو مجموعہ اسکے خود ہاتھ کے تھے۔ چوتھے جو اسنو شیرشیوں کو نقل کئے گئے تھے۔ تیسرا مجموعہ بھی اس قسم کا تھا امین ترمیبا اور تاج کا پتانہ تھا۔ اور اختصار کے باعث اور ان مضمونوں کی نا آشنا کی وجہ جزیرا سے لے کر کینا کے لئے گئے تھے وہم ہمارے۔ آداب عالمگیری میں قابل خان نے بیس کتبوبات اورنگ کے جمع کئے ہیں اور ایسی ہی کتبوبات عالمگیری کا حال ہوا کے زمانہ کی عمدہ تصنیف یادگار روزگار فتاوی عالمگیری ہو جسکا بیان اوپر کیا گیا۔

تصنیفات اورنگ زیب اور اسکے بعد کی تصنیفات

نظر سے گذرتے وہ انکو اصلاح دیتا۔ جب مناشیر جلیل القدر لکھو طبعے تو دستور عظم انکو  
نظر سے پہلے گذانتا بعض فرمانوں پر وہ اپنے ماتھے سے کچھ سطرین لکھ دیتا پھر وہ  
سرکار کے جو سواخ نگار اطراف کے نوشتے بھیجتے پادشاہ انکو مستألف بعض اوقات  
جانوران شکاری بازو جرہ و شاہین و چرخ و بحری و یوز و عیترہ خوش بگی و  
قراول بگی ملاحظہ کرتے بعض اوقات صیقل سرکاری کے مقصدی بعض یری چہرہ  
گھوڑوں کو آراستہ کر کے ملاحظہ کرتے اور انکو عن غلخانہ میں جا بک سوار پھرتے  
اسی مجلس میں اروغہ عدالت تختیوں اور دادخواہوں کو حاضر کرنا اور عرض احوال  
و مطالب گذارش کرتا۔ پادشاہ انکی داد دہی کرتا۔ ایام ہفتہ میں سوچا کہ شنبہ کو  
خاص عدالت کے لئے مقرر کیا تھا جس میں دیوان خاص عام میں نہیں ٹھہرتا تمام  
مستدیان عدالت و قاضی عساکر و مفتی و فضلا و علماء و ارباب عام و شیخان شہر  
محفل میں غلخانہ میں حاضر ہوتے اور پادشاہ تمام وقت عدل پروری داد و گسترگی  
مصرف ہوتا جن آدمیوں کے یہاں ضرورت نہ ہوتی وہ بار نہ پاتے دو پہر تک  
پادشاہ ان مشغول میں مصروف رہتا پھر یہاں سے اٹھ کر محل میں جاتا۔ اور وہاں  
خلیل کھاتا کھاتا اور قلیو لہ کرتا۔ ظہر کی نماز سے پہلے اٹھتا اور سجد میں جاتا۔ دو  
نفل پڑھتا اور جانماز پر بعد اسکے بیٹھا رہتا۔ تسبیح پڑھتا رہتا۔ جب نماز کا وقت آتا  
تو جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا۔ پھر خلوت خانہ خاص میں جاتا اور عصر کے وقت  
بیکہ میں رہتا۔ قرآن شریف کی تلاوت و کتابت کرتا۔ اور مسائل دینی و مطالعہ  
کرتا۔ و عارفوں کے رسالوں کو پڑھتا۔ کبھی کبھی بڑے میروان کو مصلح و مہارت  
ضروری کے لئے بلا لیتا۔ و بعض دادخواہوں کی اور مظلوموں کی التماس کو سن  
لیتا۔ انکا جواب دیدیتا۔ کبھی کبھی پادشاہ کے حرم سرا میں سو گھنٹیں آجاتیں۔  
اور مستورات محنت زدہ و بیویوں و یتیموں کا حال عرض کریں۔ ہر ایک اپنے  
حال کے موافق عطا و شاہی سے کامیاب ہوتا جب عصر کی نماز کا وقت آتا

مخاف گئی۔ مگر دارالخلافہ میں اور اسکے گرد انکی تعمیل ہوئی اور باقی اور مقاموں میں ان کے  
سب سے زیادہ ظلم و ستم ہونے لگا وہ ایسا متعصب مذہب ہے کہ ایک جگہ لکھتا ہے کہ ایران  
کے صفوی خاندان کے پادشاہ جو دائم الحضر رہتے تھے انہوں نے بھی دشمنوں کو وہ سلوک  
نہیں کیا جو اس پادشاہ دیندار اور نیک نے اپنی بھائیوں اور بیٹوں کے ساتھ سلوک  
کیا۔ وہ طعن و تشنیع و تبرک کرنے میں ایسا کمال رکھتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ فرانسسکان  
پر ٹھا ہوا ہے جو چین ایسے مضامین بڑی لطافت و ظرافت سے ادا کئے جاتے ہیں یہ فرانسسکی  
اوسو اپنی فارسی زبان میں خراج کی ہے۔

مملکت جس پر پادشاہ بلا واسطہ سلطنت کرتا تھا اسکی شمالی سرحد اوزبکوں کی  
سلطنت تک یعنی خیوا اور بخارا کے خانات تک تھی جنوب میں اسکی سرحد وہی تھی جو  
ابے ٹش گورنمنٹ کے احاطہ میں آئی اور در اس کی ہے مشرق میں پوری تک جو آرمینیا  
ہی اور مغرب میں سومرات تک جو گجرات میں ہو۔

اس زمانہ میں انگریزی تاریخوں میں اور اخباروں میں بڑی عجیب بات پر ہوتی ہیں کہ  
رعایا سے محصولات برٹش گورنمنٹ میں زیادہ کئے جاتے ہیں یا سلطنت اسلامیہ میں  
جاتے تھے اس میں انگریزی محققین تمام حسابوں کو لگا کے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ سلطنت اسلامیہ  
میں عایا کی گردن پر محصولات کا زیادہ بار تھا۔ برٹش گورنمنٹ سے محصول کم لینی والی  
سلطنت ہندوستان میں اب تک نہیں ہوئی اسکے مخالفت میں یہ کہا جاتا ہے کہ سلطنت  
اسلامیہ جو رعایا سے محصول لیتی تھی کموائے سے پانی نکال کر کھیت اور باغ میں دیتی تھی  
نہ کسی دوسرے ملک کی بجائی تھی نہ اپنے خزانوں میں جوڑ کر رکھتی تھی۔ غرض یہ کہ اس  
ایسی طول طویل ہو چکے موافق اور مخالف دلائل سے ہزاروں صفحوں کے منہ کا لے ہوئی ہیں  
میر و نزدیک مغربی اور مشرقی سلطنتوں کی آمدنی اور خرچوں کے طور و طریقے سے جدا  
ہیں کہ انکا حساب لگا کے مقابلہ کرنا اور اسکا نتیجہ نکالنا محقق کی میلان طبع پر موقوف ہو۔  
جو انگریز یہ نتیجہ نکالتے ہیں اسکے برعکس ہندوستانی اس محقق میں اب سلطنت اسلامیہ کے

دشمن مملکت

ظہار

پہلے دستور تھا کہ مورخ پادشاہوں کی تاریخیں اور روزنامہ لکھ کر تھے۔ چنانچہ اس پادشاہ کے عہد میں بھی منشی محمد کلام بن محمد امین نے عالمگیر نامہ لکھا۔ تین دس سال کی سلطنت کا حال تفصیل لکھا ہوا اور یہی معتبر تاریخ سلطنت وہ سالہ کی ہو مگر پادشاہ نے اس کے بعد اپنے زمانہ کی لکھنے کی سخت مانعت کر دی کہ کوئی شخص نہ لکھے اب اس سبب فرمایا کہ میں تو یہ لکھا ہے کہ پادشاہ بنا و باطن کی تائیں کو آثار ظاہر کے اظہار پر مقدم جانتا تھا۔ اسلئے اس نے اپنی عہد سلطنت کی تاریخ نویسی کی مانعت کر دی۔ کوئی سبب سکایہ بیان کرتا کہ عالمگیر ایک مجنون مرکب شجاعت و عظمت و غنا و عصبیت کا تھا۔ شجاعت اور عظمت کے سبب تو اسے وہ کام صادر ہوتے تھے جو پادشاہان عالمی مقدار کو شایان ہیں مگر غنا و عصبیت کی وجہ سے وہ افعال ظہور میں آتے تھے جو عظیم الشان پادشاہوں کے فرمایا نہیں ہیں اسلئے اس نے عقلمندی سے تاریخ لکھنی بند کر دی کہ اسکے یہ کام زمانہ کے یادگار نہ رہیں مگر باوجود اس مانعت کے اسکی سلطنت کے حالات میں پندرہ تاریخیں لکھی گئیں جن میں سے ایک خانی خان کی تاریخ ہی جو اہل لور کے ہاتھ میں آوڑنگ زیب کی بدکاریاں بیان کرنے کے لئے دستاویز ہے۔

ہم سیکھ سکتے ہیں شیعوں کے درمیان معاندت و مخالفت چلی آتی ہے جس کے سبب وہ ایک دوسرے کی نیکیوں کو نہیں سمجھ سکتے۔ یا انکو وہ نیکیاں دکھائی نہیں دیتیں۔ غرض دونوں فریقوں کے دوسرے کے حالات کو معاندت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ نیکیوں کی بیان کرنے میں کند زبان ہیں اور بدایاں کھو دکھو کر نکالتے ہیں۔ ان دونوں فریق کے طرز و تحریر میں یہ فرق ہے کہ اہل سنت کی تحریر میں تقیہ نہیں ہوگا اور شیعوں کی تحریر میں تقیہ ہوگا۔ خانی خان شیعہ ہے اسکی تحریر عجیب تقیہ آمیز ہے اسکی تاریخ کوئی بغور پڑھے تو کسی مغلیہ پادشاہ کی نسبت نہایت پیدانہ ہوں وہ انکے نیک کاموں کی تعریف کر کے ایک بات ایسی لکھ دیگا جسے وہ نیکیاں خاک میں ملجاتی ہیں اگر کسی پادشاہ نے کوئی اچھا قانون جاری کیا تو اسکو لکھ کر تعریف کر دیا مگر یہ لکھے گا کہ وہ عمل میں نہیں آیا اور زینب بہت محمول

دریہ عالمگیر



ان دو آخر سنوں کی تفصیل صوبہ دار یہ ہے۔

ملک کی جمع زمین زمین کی پیداوار سے ملتی  
جو بادشاہ کو دینی جائے ۱۶۹۷ء

زمین کی جمع  
۱۶۹۷ء

نام صوبہ	آمدنی روپیہ	نام صوبہ	آمدنی روپیہ
۱ دہلی	۱۲۵۵۰۰۰۰	۱ دہلی	۳۰۵۴۸۵۳
۲ آگرہ	۲۲۲۰۳۵۵۰	۲ آگرہ	۲۸۹۹۹۰۰۰
۳ لاہور	۲۲۳۰۵۰۰۰	۳ اجمیر	۱۹۳۰۸۹۳۴
۴ اجمیر	۲۱۹۰۰۰۰۰	۴ الہ آباد	۱۱۴۱۳۵۸۱
۵ گجرات	۲۳۳۹۵۰۰۰	۵ پنجاب	۲۰۹۵۳۳۰۲
۶ مالوہ	۹۹۰۴۲۵۰۵	۶ اودھ	۸۰۵۸۱۹۵
۷ بہار	۱۲۱۵۰۰۰۰	۷ ملتان	۵۳۶۱۰۴۳
۸ ملتان	۵۰۲۵۰۰۰	۸ گجرات	۱۵۱۹۶۲۲۸
۹ ٹھٹھہ (سندھ)	۴۰۰۲۰۰۰	۹ بہار	۱۰۱۶۹۰۲۵
۱۰ مکہ	۲۴۰۰۰۰۰	۱۰ سندھ	۲۲۹۵۴۲۰
۱۱ اڑیسہ	۵۶۰۶۵۰۰	۱۱ دولت آباد	۲۵۸۶۳۶۲۴
۱۲ الہ آباد	۶۶۳۸۰۰۰	۱۲ مالوہ	۱۰۰۰۹۶۵۴
۱۳ دکن	۱۶۲۰۴۵۰۰	۱۳ برار	۱۵۳۵۰۴۰۲۵
۱۴ برار	۱۵۸۰۶۵۰۰	۱۴ خاندیس	۱۱۲۱۵۶۵۰
۱۵ خاندیس	۱۱۱۰۵۰۰۰	۱۵ بیدر	۹۳۲۳۳۵۹
۱۶ بنگالہ	۶۸۸۵۰۰۰	۱۶ بنگال	۱۳۱۱۵۹۰۴
۱۷ تندی (مانڈی)	۶۲۰۰۰۰۰	۱۷ اڑیسہ	۳۵۶۰۵۰۰
۱۸ بنگال	۴۰۰۰۰۰۰	۱۸ حیدر آباد	۲۶۸۳۲۰۰۰

محاصل سلطنت کے حساب میں دو دقیقین میں آتی ہیں۔ اول سکون کی قیمت کی تفصیل میں  
دوم محاصل کی تفصیل میں کہ کس قدر یہ محاصل زمین کی جمع سے لیا جاتا تھا اور کتنا  
ابو اس کے ۵۵ بالا جمال تو ہندوستانی اور انگریزی تواریخ میں تحریر ہیں اور تفصیل ذیل کی  
تحقیق شخص کی گئی۔ ۱۵۹۳ء سے ۱۵۹۸ء تک وہ یہ کی قیمت انگریزی سکون میں حساب وسط  
ہشنگ اور ۳۳ میں تحقیق ہوئی ہے جو ہندوستان کے ایک وہ یہ امر کی برابر ہے جو  
روپیہ بہت گھس گھسا گیا ہو اس کی قیمت ایک وہ یہ اور جو پورا وزن میں نیا روپیہ ہو وہ  
ایک روپیہ ۳۳ کا آئین کچھ اختلاف نہیں ہو کہ پہلے حساب ام میں ہوتا تھا اور وہ روپیہ کا  
ایک چالیسواں حصہ یعنی ۱۴۰۵ دام کا ایک وہ یہ ہوتا تھا غرض اس حساب تفصیل  
انگریزی کی تفصیل یہ ہے اس روپیہ کی قیمت وہ سمجھنی چاہیے جو اوپر بیان ہو چکی

نام پادشاہ	سند	روپیہ	سند
اکبر	۱۵۹۳	۱۸۴۴۰۰۰۰	ابوالفضل -
"	۱۶۰۵	۱۹۴۳۰۰۰۰	ومی لایٹ
جہانگیر	۱۶۲۷	۱۹۴۸۰۰۰۰	پادشاہ نامہ
شاہجہان	۱۶۲۸	۱۸۷۵۰۰۰۰	محمد شریف
"	۱۶۴۸	۲۲۷۵۰۰۰۰	پادشاہ نامہ
"	۱۶۵۵	۳۰۰۸۰۰۰۰	سرکاری نقشہ
اوزنگزیب	۱۶۶۰	۲۵۴۱۰۰۰۰	برنیر
"	۱۶۶۶	۲۶۷۰۰۰۰۰	تھیونوٹ
"	۱۶۶۷	۳۰۸۵۰۰۰۰	نجات درخان
"	"	۴۰۱۰۰۰۰۰	نقشہ جات سرکاری
"	۱۶۹۷	۴۳۵۵۰۰۰۰	منکی
"	۱۷۰۷	۴۳۹۵۰۰۰۰	روپیہ سیو

رآة عالم میں نجات و رخصان یا محمد بقائے لکھا ہے کہ جمع ۸۲۰۱۶۰۱۶۲۱۶۲ دام تھی جس  
 ۱۵۸۱۳۵۹۱۶۲۱۶۲ دام خالصہ کے تھے یعنی خزانہ شاہی میں داخل ہونے سے اور باقی  
 ۱۵۸۱۳۵۹۱۶۲۱۶۲ دام جاگیر داروں اور منصب داروں وغیرہ کو دیے جاتے تھے۔  
 زمین کے محصول کی آمدنی کا حاتی آستان ہو گیا سائر ابواب کے محصول کا حساب کرنا نہایت  
 دشوار ہے اسلئے کہ یہ ابواب ہمیشہ بدلتے رہتے تھے۔ ۸۵۸۱۳۵۹۱۶۲ کے جو محصول کیے گئے  
 کر دیے تھے یہاں تفصیل میں لکھی ہے اور ہر اورنگ زمین بہت سے محصول میں  
 کئے گئے مقرر کئے۔ جزیرہ پنج فیصدی ہندوؤں پر اور زکاۃ ڈھائی فیصدی ملتان  
 پر مقرر کی جسے آمدنی بہت بڑھ گئی ہوگی ۱۶۵۰ء میں ۶۴ ہزار روپیہ جزیرہ کا صرف شہر  
 برمان پور سے وصول ہوا مگر یہ امر نہایت مشتبہ ہو کہ یہ جزیرہ اور زکاۃ وصول بھی کی گئی  
 امیر بڑی بڑی نذرین دیتے تھے اور پیش بہا خلعت پاتے تھے اسکا حساب بھی کچھ نہیں  
 ہو سکتا کہ بادشاہ کو ان نذرین کے لینے اور خلعت دینے میں کچھ کتنا تھا یا خرچ ہوتا  
 تھا۔ کل آمدنی کی تفصیل ہندوستانی تاریخوں میں نہیں ہے۔ مگر فرنگیوں نے قیاس سے  
 اناب سناپ بیان کیا ہے۔ ولیم ہامن جو ۱۶۰۹ء سے ۱۶۱۶ء تک ہندوستان میں رہا تھا کہ  
 بادشاہ کی آمدنی پچاس کروڑ روپیہ سالانہ تھی کہ یہ بیان کرتا ہے کہ ۱۶۹۱ء بادشاہ کی  
 آمدنی فقط زمین کی پیداوار سے ساڑھے پینالیس کروڑ روپیہ کی تھی اور اس کے علاوہ اور  
 آمدنیان محصولوں کی تھیں۔ بندر سورت کے محصول کی آمدنی تیس لاکھ روپیہ اور نکال  
 وغیرہ کی آمدنی گیارہ لاکھ روپیہ کی تھی۔ ڈاکٹر جمیل کیپری جس نے اورنگ زیب ۱۶۵۷ء  
 میں ملاقات کی وہ بیان کرتا ہے کہ بادشاہ کو اپنی موروثی ملک کی آمدنی اسی کروڑ  
 روپیہ کی ہے اس حساب سائر ابواب کی آمدنی زمین کی جمع سے بھی زیادہ تھی  
 ان بادشاہوں کی آمدنیان ساری ایک ہاتھ میں آتی تھیں اور دوسرے ہاتھ میں خرچ  
 ہو جاتی تھیں۔ لاکھوں سپاہی تھے انکے اقربوں اور منصب داروں اور جاگیر داروں  
 اور صمدی طرح کے ملازمین میں یہ آمدنیان خرچ ہوتی تھیں۔ اگر امیروں کی تنخواہوں کا

نام صوبہ	آمد فی روپیہ	نام صوبہ	آمد فی روپیہ
۱۹ اجین	۲۰۰۰۰۰۰۰	۱۴ بیجاپور	۲۶۹۵۷۶۲۵
۲۰ راج محل	۱۰۰۵۰۰۰۰	میزان کل	۲۳۱۴۷۰۰۰
۲۱ بیجاپور	۵۰۰۰۰۰۰۰	۲۰ کاشمیر	۵۷۴۷۷۳۴
۲۲ گول کھڈہ	۵۰۰۰۰۰۰۰	۲۱ کابل	۴۰۲۵۹۸۳
میزان کل	۳۷۹۵۳۴۵۵۲	میزان کل	۳۰۶۷۹۶۸۶۴
۲۳ کاشمیر	۳۵۰۵۰۰۰۰		
۲۴ کابل	۳۲۰۷۲۵۰		
میزان کل	۳۸۶۲۴۶۸۰۲		

ان رقموں سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت کی آمدنی کی ترقی تھی ۱۶۵۵ء میں افزائش جمع کی وجہ ماکہ کن کی آمدنی تھی اور ۱۶۶۱ء اور ۱۶۶۲ء میں آمدنی حاصل زمین کی کمی کی وجہ وہ فسادات ہیں جو ۱۶۵۵ء میں اورنگ زیب کی تخت نشینی کی بابت ہوئی اور بعد اسکے قحط ہوا اور کن کی لڑائیوں کے نقصان میں جو اورنگ زیب کی موت سے پہلے ۱۶۵۵ء میں ہوئے۔

سلاطین مغلیہ کی آمدنی زمین کے نقشوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بالاستقلال افزائش ہوتی رہی۔ اکبر کے آخر عہد میں اوغیس کروڑ کی آمدنی تھی اور اورنگ زیب کے عہد میں ۷ چالیس کروڑ روپیہ کے قریب گئی اس میں شبہ نہیں ہو کہ یہ آمدنی حاصل زمین کی پیداوار سے تھی اور اس آمدنی میں وہ خرچ ہی داخل ہے جو سلاطین مغلیہ ۱۶۵۵ء میں اوغیس کروڑ اور ۱۶۶۲ء میں ۳ کروڑ کے قریب خرچ زمین کا محصول لیتے تھے۔ پادشاہ اگرچہ کن میں ماکہ تھا مگر وہ زمین کی پیداوار کا ہتھائی حصہ لیتا تھا۔ اکبر نے جو سرشتہ زراعت کا قیام کیا اور معادی بند و بست جدید کیا اور زمین کی پیمائش کی اور اسکے پیداوار کے موافق جمع شاہی مقرر کی یہی قوانین اورنگ زیب کے آخر زمانہ تک جاری رہے۔

و بزرگ باری و راجہ صاحب مین بے نظیر تھا لیکن اس سبب کہ رعایت شرع کی پاسداری کرتا تھا۔  
سیاسی کام میں نہیں لاتا تھا اور ملک کا بند و بست بے سیاست صورت نہیں کرتا تھا  
اور امرائین سبب بخشنی کے نفاق تھا جو تدبیر و منصوبہ کام میں اتنا کمتر پیش رفت ہوتا  
مہم کو طول ہوتا اور آخر نہ ہوتی۔ باوجودیکہ نوے برس کی عمر ہوئی مگر اسکے اس  
خمسہ میں فرق نہیں آیا۔ سماعت میں خلل کچھ ہو گیا تھا مگر وہ دوسرے کو معلوم نہیں ہوتا  
تھا شب کمتر بیداری عبادت میں بسر ہوتی۔ اکثر لذات جلازم و ملزوم بشریت  
میں لاکھ چھوڑ دیا تھا۔

اس مورخ کی یہ تعریف کرنی ایسی ہی جیسے کوئی شخص کسی کے حسن کی بڑی تعریف کرے  
اور بعد اسکے تلوار سے گلا کاٹ ڈالے۔ یہ جو اس نے لکھا ہو کہ وہ سب سے نہیں لکھتا تھا  
اسلئے اسکے کام ادھر سے رہتے تھے بالکل غلط ہی۔ کیا اس نے گول کنڈہ بھی پوچھو  
ہیں فتح کیا یا کیا اس نے بگڑے ہوئے راجپوتوں کو اپنے عہد میں بے نہیں لکھا، مرہٹوں  
کو ایک فتح کیا اس نے ستیاناس نہیں کر دیا؟ اگر وہ زندہ رہتا تو کیا مرہٹوں کا سر نہ چلتا۔  
اسام کے راجہ سے کیا اس نے پیشکش نہیں لی اور اسکے ملک کا حصہ نہیں لیا اسکے بعد سلطنت  
میں خرابی مچلی اسکا سبب تھا کہ وہ سلطنت کو ایسا وسیع کر گیا تھا کہ کوئی اسی جیسا جاگیر  
ہوتا تو اسکو بٹھا لیتا۔ ہم اسکے خیالات پادشاہ کے فرائض کے اور اولاد کی تعلیم و نفس  
تعلیم کے باب میں تھی۔ ڈاکٹر برنیر کے سیاحت نامہ کے ترجمہ جو اصل سے مقابلہ کر کے لکھتے ہیں۔

آپ نے تیسرے بیٹے اکبر کو ولیعہد بنانا چاہتا تھا اسکے واسطے تالیق مقرر کرنے کے لئے اپنی  
راکین سلطنت اور علماء کو جمع کیا اور ان کے سامنے اپنی بڑی آرزو یہ ظاہر کی کہ میں اس نو عمر  
بچے کی تعلیم تربیت ایسی چاہتا ہوں کہ وہ بڑا لائق فائق ہو۔ پادشاہ سے زیادہ کوئی اس  
مر کو نہیں جانتا تھا کہ یہ امر ضروری ہو کہ شاہزادوں کے دلون میں وہ مخازن مفید علوم کے ہوں  
تھے وہ تو مون پر حکمرانی اور فرمان والی کے قابل ہوں۔

اسکا قول ہو کہ جیسے وہ بلند مرتبگی اور قدرت میں اور وہ پر فضیلت کھتو میں ایسی ہی ہو

اولاد کی تعلیم کے باب میں عالمگیر کے خیالات

حساب لگاؤ تو وہ کروڑوں روپیہ کا ہو گا۔ سلطان مغلیہ میں شاہجہان کے خزانہ میں کبھی پہلے کروڑوں سے زیادہ نہ جمع ہوا اور اوزنگا زیب تیرہ لاکھ روپیہ خزانہ میں چھوڑ کر سلطان مغلیہ میں تیموریوں کے کارخیز کسی کو روپیہ جمع کرنے کا شوق نہیں ہوا۔ آمدنی خراج برابر لکھتے تھے۔ اور طاعت صاحب یاد شاہوں کی آمدنی کا نقشہ یہ لکھتے ہیں۔

۱۔	نام پادشاہ	زمین کا محصول	کل آمدنی
۱	فیروز شاہ تغلق ۱۳۸۸ء سے ۱۳۹۸ء	+	۴۸۵۰۰۰۰ روپیہ
۲	بابر ۱۵۱۹ء سے ۱۵۳۰ء	۲۶۰۰۰۰۰	+
۳	اکبر ۱۵۹۳ء	+	۳۲۰۰۰۰۰
۴	اکبر ۱۵۹۳ء	۱۶۵۷۳۵۸	+
۵	اکبر ۱۶۰۵ء	۱۷۳۵۰۰۰۰	
۶	جہانگیر ۱۶۰۹ء	۱۷۳۵۰۰۰۰	۵۰۰۰۰۰۰
۷	جہانگیر ۱۶۲۸ء	۱۷۳۵۰۰۰۰	+
۸	شاہجہان کا قول زمانہ	۲۲۰۰۰۰۰۰	
۹	شاہجہان کا پچھلا زمانہ	۳۶۰۰۰۰۰۰	
۱۰	اوزنگا زیب	۳۸۷۱۹۰۰۰	۷۷۳۳۸۸۰۰۰

### شاہنشاہ عالمگیر

ہم نے عالمگیر کی خصائص کا بیان عالمگیر نامہ اور آثار عالمگیری سے نقل کیا ہے جو بالکل سچا معلوم ہوتا ہے خافی خان کے بیان کو پائے اعتبار سے ساقط جانتا ہوں جس کا سبب میں نے اوپر بیان کر دیا ہے وہ لکھتا ہے۔

کہ اولاد تیمورین بلکہ دہلی کے بادشاہان سلف میں بحال ہر ایسا پادشاہ کہ عبارت از امت و عدالت گشتی میں ممتاز ہو سکندرو دی پادشاہ کے بعد جس کی صفات حمیدہ جلد اول میں گذارش ہوئی ہیں کمتر دوسرا پادشاہ سریر آرا ہوا ہے وہ شجاعت

مختل انکی سلامت نہ رہتی تھی؛ کیا وہ سلطنت کی کاروبار کرنے کی جگہ بیٹھ سکا رہی  
 میں پناہ نام وقت نہ کھوتے تھے؛ کتوں کی جھڑپوں کا خیال انکو بہت رہتا ہے اور  
 اتنے بہت مانوس ہتے ہیں مگر ان بجایے غریبوں کی تکلیفوں کی پروا نہیں کرتے  
 جو شکاوتیں انکے پاؤں کے ساتھ جانے کی بجائے انکو مجبور کئے جاتے ہیں اور  
 اگر میسر دہی کی شہادت اٹھانے سے اور بھوکا ورتکان میں مرجانے میں خلاصہ یہ  
 کہ ایشیا کے سلاطین شایطین کے بھائی ہوتے ہیں اور یہ پرائیڈ انکی بونٹوں ہوتی ہیں اور  
 یہ تلوں انہیں طبعی میلان کے سبب انکے ابتدائی خیالات کی وجہ سے ہوتا ہے جو انکے  
 دلخیز ہوتے ہیں مگر ایسا پادشاہ کوئی ہوتا ہے کہ جو اپنے ملک کی اندرونی مالی و  
 ملکی حالت سے نہایت ناواقف نہ ہو وہ اپنی سلطنت کی عنان کسے زیر کے ہاتھ  
 میں دیتے ہیں جو اپنی مطلق العنانی کے لئے کوئی اسکے کسی کام کا مزاج نہ ہو ایسی  
 تدبیر میں رہتا ہے کہ پادشاہ کسی طرح سے اپنی بدآشنائی سے فرصت نہ پاؤ۔ اور  
 اپنے امور سلطنت پر علم نہ ہو اگر وزیر عظمیٰ اس سلطنت کے ہتھکڑی کے ساتھ اپنے ہاتھ  
 میں نہیں کھڑا تو پادشاہ کی ماں جو اصل میں کوئی لونڈی باندی ہوتی ہے  
 اور کوئی گروہ خواہ سراؤں کا اور ایسے آدمیوں کا حکمرانی کرتے ہیں جنکی تدبیر ملکی  
 وسیع اور آزادانہ خیالات پر مبنی نہیں ہوتیں بلکہ ہمیشہ سازشوں کے جوڑ توڑ  
 کی ادھیڑ میں لگے رہتے ہیں کہ کسی اپنے بھینس کے جلا وطن کہیں یا قید کریں یا پھانسی  
 دیں۔ اور اکثر یہ بلوکی امیر الامراؤں و وزیروں سے بھی کرتے ہیں انکی اپنی شہرت  
 سلطنت میں کوئی شخص جو کچھ بھی مال رکھتا ہو ایک دن کے لئے بھی اپنی حیات کو قیمتی  
 نہیں جانتا۔ پھر ایک دوسری جگہ ڈاکٹر برنیر لکھتا ہے کہ اورنگ زیب اپنے ہشاد  
 ملا مصالح سے کہا (ملا مصالح بدخشان کا رہنے والا تھا اور دارا شکوہ کا پیر و مرشد  
 تھا۔ شاہ جہان اسکی بہت تعظیم کرتا تھا وہ شاہ جہان کا شہسوار بن کر گیا۔ برنیر کا  
 ملا مصالح یہی ہو گا جسے کچھ عالمگیر کو بھی سکھایا ہو گا) ملا جی مجھے آپ یہ تو

غزائی اور کوکاری میں افضل ہوں وہ خوبی اقف ہو کہ ایشیا کی سلطنتوں پر فتنہ بھلا میں  
 بڑی ہیں اور ان میں بد عملی اور بے انتظامی پائون بھلائی ہو اور جس کو آخر کار ریا د اور شہاب ہو جاتی  
 ہیں اسکا سبب بھی دریافت ہو گا کہ پادشاہوں کی اولاد کی تعلیم غمور ناقص ہوئی ہو وہ  
 بچپن ہی سے روس سرکشیا۔ منگولیا (مغولستان) اور گرجستان (جارجیا) اور حبش کی  
 عورتوں اور خواجہ سرا یوں کی صحبت میں پرورش پاتے ہیں۔ وہ اپنے سے بڑوں کے آگے  
 فروتنی اور چاپوسی کرتے ہیں اپنے سے چھوٹوں کے اوپر ظلم توڑتے ہیں اور غور و سیر میں آتے ہیں  
 جب شہر ہزارہ تخت نشین ہوتے ہیں و محلوں کی چار دیواری سے باہر آتے ہیں تو وہ اپنی غمور  
 منصبی سے جو اس حالت کے لئے لازم ہیں بالکل جاہل ہوتے ہیں اپنی حیات کی تماش گاہ میں  
 ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ کسی اور ہی دنیا سے آئے ہیں یا اول ہی اول کسی تہ خانہ سے نکلے  
 ہیں جو احمقوں کی طرح اپنے گرد کی ہر چیز کو حیرت سے دیکھتے ہیں یا تو وہ بچوں کی طرح  
 ہر بات کو یقین کر لیتے ہیں یا ہر چیز سے ڈرتے ہیں حماقت کے سبب ہٹیلے اور بے احتیاط ہوتے  
 ہیں کہ وہ نیک صلاح کے سننے سے بہرے ہوتے ہیں اور برے کاموں کرنے میں جگہ  
 ہوتے۔ جب انکے سر پر تاج رکھا جاتا ہے تو وہ اپنی جلی طبیعت کے سبب یا ان خیالات  
 کی وجہ سے جواب دہائی سے انکے خاطر نشان کئے گئے ہیں اپنی تکنت اور وقار دکھاتے ہیں  
 مگر آسانی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بلا ہری تکنت و وقار ان کی اصل خصلت نہیں ہو بلکہ  
 ان صفات کا انکڑا ہری قسطنطنیہ کی کسی بڑی تعلیم کا اثر ہے بلکہ حقیقت میں انکی ان صفات  
 کا دوسرا نام وحشی پن اور خالی نمائش ہو۔ انکی خوش خلقی طفلانہ ہوتی ہو اس سبب  
 کہ وہ اصلی اور بے تکلف نہیں ہوتی ایشیا کی تاریخ سے جو شخص گاہ ہو وہ میری اس کتاب  
 کا منکر یہ ہو گا میں شاہزادوں کے حالی کی ہو ہو تصور یہ گھنچا ہو کیا ایشیا کے  
 سلاطین آنکھیں بند کر کے ظلم و ستم نہیں کرتے؟ کیا وہ ظالم بے رحم و بے انصاف ہو  
 کیا وہ شراب خواری کے ذلیل و کمینہ حادثات میں ایسے بدست نہ ہوتے تھے کہ جسے  
 انکی تندرسی غارت ہو جاتی تھی اور شہوت پرستی میں ایسے مستغرق نہ ہوتے تھے



واقع ہوئے اور قلم نظر اس کتاب مجھ کو بنی آدم کی وسیع اور کامل تواریخ سے آگاہ کرتے۔ آپ نے  
 تو ہمارے اعلیٰ نامور بزرگوں کے نام بھی خوب طرح نہیں بتائے۔ جو اس سلطنت کے بانی مہمانی تھے اپنے  
 کوچھو بالکل اُن کی سوانح عمری سے اور ان افعات سے جو اس ہی پہلے گزرے اور انکی عجیب خاصیت  
 جسکے سبب انہوں نے پہلے فتوحات عظیمہ حاصل کیں یا کب جہالت میں کھایا بادشاہ کو ضرور دیکھ کر  
 اپنے ہمسایہ کے قوموں کی زبانوں سے ماہر ہو اسکی بجائے مجھے آپ نے عربی لکھنا پڑھنا سکھایا  
 اور آج مجھ کو کچھ پر آپ ایک اعلیٰ احسان کرتے ہیں کہ میری عمر کا بڑا حصہ میں زبان سیکھنے میں  
 ضائع کیا جو دس بارہ برس میں برابر محنت کرنے سے حاصل ہوتی ہو آپ اس بات کو بھول گئے  
 کہ بادشاہ ہزارہ کی تعلیم میں کن کن علوم کے سکھانے کی ضرورت ہے آپ نے مجھے علم صرف و نحو  
 سکھایا اور اس علم کا سکھانا جو قاضی کے لئے ضرور ہے واجب جانا جس میں میری عمر  
 کا بیش قیمت وقت بے سود بے لطف الفاظ کے سکھانے میں ضائع گیا۔ کیا آپ کو معلوم تھا  
 کہ نوعمری کا وقت ایسا ہوتا ہے کہ حافظہ قوی ہوتا ہے اور آسانی سے ہزاروں عقلی احکام  
 و منشیات ہو سکتے ہیں اور ایسی مفید تعلیم ہو سکتی ہے کہ دل و دماغ میں اعلیٰ درجہ خیالات پیدا  
 ہوں اور بڑے بڑے کاموں کرنے کی قابلیت پیدا ہو۔ کیا اپنی نماز پڑھنی اور فقہ اور  
 علوم عربی زبان ہی کے ذریعہ سے سیکھ سکتے ہیں؟ کیا ہم اپنی مادری زبان میں زبانیں زیر و فوق  
 وہ خدا نہیں قبول کر لیا اور مسائل شریعہ ہم آسانی سے اپنی مادری زبان میں نہیں سیکھ سکتے؟  
 آپ سے یہ بات چلنی ہو کہ یہ یا کچھ فلسفہ سکھاتے ہیں اور کچھ خوب یاد ہو کہ آپ نے بیرون  
 ملک لائے طالب و لغو مسائل سیر اور دماغ پریشان کیا جسکے حل ہو چکے کچھ بھی میری خاطر کو تشفی  
 نہیں ہوئی اور وہ دنیاوی معاملات میں کار آمد نہ ہوئے اور صرف میرے خیالات  
 اور توہمات میں جو بڑی مشکل سے سمجھ میں آتے ہیں کہ وہ انجیل اور کتب مجسمہ صوری یہ ہے کہ  
 دماغ پر لگندہ ہوا عقل چکر میں آئے۔ اور آج میری زبان نماز اور شاد و غم ہو جائے  
 کہ لوگ اس سے دق ہو جائیں۔ بے شک کہیں میری اوقات گزر چکی ہیں، لیکن اگر مسائل  
 مندرجہ کی تعلیم میں جو آپ کو مرغ ہے مجھ میں آئے۔ مگر جب تک آپ کی تعلیم سے عائد

ہٹائیے کہ انھیں سے بخوشی کیا چاہئے ہیں کیا آیت دعویٰ کہتے ہیں کہ میں آپ کو میں اپنی زبان  
 کے اعلیٰ درجہ کے امرا میں داخل کروں؟ تو مجھ کو اول تحقیق کرنا چاہئے کہ آپ کس درجہ کی  
 عزت کے مستحق ہیں۔ میں اسے انکار نہیں کرتا کہ اگر آپ میری نو عمری میں میرے دل کو  
 شائستہ تعلیم سے معمور کرتے تو ضرور آپ اس عزت کے مستحق ہوتے۔ آپ کسی عمدہ تعلیم  
 کو جو ان کو دکھلائیے تو میں کہوں گا کہ یہ مرستہ ہے کہ اسکا باب یا استاد  
 کون زیادہ شکر گزار ہی کا مستحق ہے مجھے آپ بتلائیے کہ آپ کی تعلیم مجھے کونسیا  
 علم حاصل ہوا؟ آپ نے مجھے سکھایا کہ سارا فرنگستان (یورپ) ایک جزیرہ سے بڑا ہے  
 جس میں سب زیادہ طاقتور پہلے بادشاہ پرتگال تھا اور اسکے بعد شاہ مالٹا اس کے  
 بعد شاہ انگلند اور فرنگستان کے اور بادشاہوں کی نسبت جیسو کہ شاہ فرانس اور شاہ  
 اندولیشیا ہیں۔ یہ بتلایا کہ یہ بادشاہ مثل ہمارے چھوٹے چھوٹے راجاؤں کے ہیں اور  
 ہندوستان کے زبردست بادشاہ جنہوں نے سارے بادشاہوں کو گہن لگایا۔  
 بہاؤن۔ اکبر۔ جہانگیر۔ شاہجہان ہیں جو اقبال مند عظیم الشان کشورستان اور  
 جہان کے بادشاہ ہیں اور ایران و ازبک۔ کاشغر۔ تاتار۔ خطا۔ بنگو۔ سیام۔ چین  
 ماچین۔ راجپوت۔ مقدین کی کتابوں میں بطور تابع ہل کے چین کے نام کے ساتھ لکھا جاتا  
 تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ چھان جو چین کو ہندو کہتے ہیں اسکا ماچین لہاؤن نے بنایا ہے  
 کہ بادشاہ تو سلاطین ہند کے نام سے کانٹے ہیں۔ آفرین ہو آپ کی اس خبرافیدہ دانی  
 اور تاریخ دانی پر میرے استاد کو یہ لازم تھا کہ وہ مجھ دنیا کی ہر قوم کے حالات سے  
 مطلع کرتا کہ اسکی وسائل آمدنی کیلین؟ چین کی قوت کیسی ہے؟ طرز وائین جنگ  
 کیا ہیں؟ اسکی رسم و رواج و مذہب و روش حکمرانی کیا ہیں۔ کن باتوں کو وہ اپنے حق  
 میں مفید سمجھتے ہیں؟ ان سب باتوں کی سلسلہ و کیفیت تواریخ میں بڑھ چکا ہے مطلع کرتا کہ  
 میں ہر ایک سلطنت کی اصل اور اسکے اسباب فی و تنزل سے اور حادثات و واقعات سے  
 واقف ہوتا اور ان غلطیوں کو جانتا کہ جنکے سبب ایسے انقلابات و حادثات عظیم

ایک بڑے امیر نے اورنگ زیب سے عرض کیا کہ حضور جو کام میں اس قدر محنت  
 مشقت اٹھاتے ہیں۔ اس سے خوف ہے کہ مباححت جسمانی بلکہ  
 وکیل و حاجی کے اعتدال اور طاقت کو کچھ نقصان پہنچے۔ اسکو شک بادشاہ نے اس ناصح  
 عقل مند کی طرف سے تو منہ پھیر لیا گو با سنا ہی نہیں اور ذرا ٹھیک کر لیا اور بہت بڑی میر کی طرف  
 جو نہایت دانا اور ذی علم تھا متوجہ ہو کر فرمایا کہ اگر تمام اہل علم اس باب میں متفق التوین  
 کہ مشکل اور خوف کے زمانہ میں بادشاہ کو جان جو کھوں میں پڑ جانا اور ضرورت کے وقت  
 رعایا کی بہتری کے لئے جو خدا نے اسکے سپرد کی ہے تلوار پیکر میدان جنگ میں جان دیدینا  
 فرض و واجب ہے۔ بلکہ اسے بغیر یہ نیک اور باقیمہ شخص سچا بتا ہے عیال کے آرام اور  
 آسائش کے لئے مجھے ذرا بھی تکلیف ٹھانی نہ پڑی وغیرہ کہ انکی رخاہ و صلاح کی تدبیر و تدبیر  
 میں مجھ کو ایک رات بھی لے آرام رہنا پڑے یا ایک دن بھی بے عیش و عشرت اولہ و ولعوب کے  
 بسر ہو۔ یہ مدعا یوں ہی حال ہو چکا اور اسکی یہ رائے ہو کہ میں اپنی تندرستی کو مقدم  
 جانوں اور زیادہ تر عیش و عشرت اور آرام و آسائش ہی کے امور میں مصروف ہوں اور  
 اسکا نتیجہ یہی ہو سکتا ہے کہ میں اس وسیع سلطنت کے کام کو کسی وزیر کے بھروسہ پر چھوڑ  
 بیٹھوں مگر معلوم ہوتا ہے کہ اسنے اس امر پر غور نہیں کیا جس حالت میں مجھ خدا نے دنیاوی  
 خاندان میں پیدا کر کے تخت پر بٹھایا ہے نو دنیا میں اپنے ذاتی فائدے کے لئے نہیں  
 بلکہ اور دن کے آرام کے لئے محنت کرتا فرض کیا گیا ہے پس میرا کام یہ نہیں ہو کہ اپنی ہی  
 آسائش کی فکر کروں البتہ ان ہی کی رخاہ کی غرض سے جقدر آرام لینا ضروری ہو  
 اسکا مضائقہ نہیں ہو اور مجھ اس حالت کے کہ انصاف و عدالت اسکی مقتضی ہو یا  
 اقتدار سلطنت کے قائم رکھنے یا ملک کی حفاظت کے لئے ضروری ہو اور کسی صورت  
 میں عیال کے آرام و آسائش کا نظر انداز کرنا جائز نہیں ہو اور رعیت کی آسائش اور  
 بہبود ہی ایک ایسی چیز ہے کہ جسکا فکر مجھے ہونا چاہیے مگر یہ شخص اس بات  
 کی تہ کو نہ پہنچا کہ اس آرام سے جو یہ میرے لئے تجویز کرتا ہو کیا کیا قباحتیں پر پائونگی

بادشاہی فرض کی نسبت حال کی سچا بات بند۔

ہوا تو کسی بڑے علم کے جاننے کا فخر نہیں کی سکتا تھا جزا کے کہ اسے چند عجیب و غریب اصطلاحوں  
 واقف تھا جو ایک عمدہ فہم کے نوجوان شخص کی بہت کوشش سے۔ دماغ کو مختل طبیعت کو  
 حیران کر دیتی۔ اور جو فلسفہ کے علم یون کے جھوٹے دعوؤں اور جہالت کے چھپانے کی خاطر  
 جواب کی مانند لوگوں کو فیدہ نہیں کرنا چاہتے ہیں کہ وہ عقل و دانش میں سب سے بڑے ہو جائیں  
 اور یہ کہ انکی تاریکی و مشتبہ المفہوم جن جن و بقیہ میں ایسے بہت و فائق ہیں جو بجز  
 انکے اور کسی کو معلوم نہیں کھڑی گئی ہیں اگر آپ جیکو فلسفہ سکھاتے جس سے ذہن اس قابل  
 ہو جاتا ہے کہ بغیر برہان اور دلیل صحیح کے کسی بات کو تسلیم نہیں کر سکتا۔ یا آپ جیکو ایسا ہیں  
 پڑھاتے جس سے انسان کے نفس ایسا شرف و علو حاصل ہو جاتا ہے کہ دنیا کے انقلابات  
 متاثر نہیں ہوتا اور ترقی و تنزل کی حالت میں ایک ہی سار رہتا ہے یا آپ مجھے انسان کی لوازم  
 فطرت اور مقتضات نیچر (فطرت) سے واقف کرتے مجھے ان طریق استدلال کا عادی بناتے  
 کہ تصورات اور تحتلات کو چھوڑ کر ہمیشہ اصول صادقہ بدیہ کی طرف رجوع کیا کرتا۔  
 اور عالم مافیہا کے حقائق و اقدیہ و انکے کو ان فساد کے ترتیب نظام کے معارف قطعہ سے  
 مجھے مطلع کرتے اور جو فلسفہ آپ نے مجھے تعلیم کیا ہے وہ ایسے مسائل پر مشتمل ہوتا تو میں اس  
 بھی زیادہ آپ کا احسان مانتا جیسا کہ سکھانے ارسطو کا ماننا تھا اور ارسطو سے بھی زیادہ  
 اس کو انعام عطا کرتا۔ ملا جی ناقدر دانی کا جھوٹا الزام خواہ مخواہ مجھ پر نہ لگائے کیا  
 آپ نہیں جانتے تھے کہ شاہزادوں کو اتنی بات ضروری سکھانی چاہیے کہ انکو رعایا  
 اور رعایا کو انکے ساتھ کسی طرح برتاؤ کرنا لازم ہے۔ اور کیا تم کو اول ہی یہ خیال کر لینا  
 واجب تھا کہ میں کسی وقت میں تاج کی خاطر بلکہ اپنی جان بچانے کے لئے تلوار پر لڑ کر  
 اپنے بھائیوں سے لڑنے پر مجبور ہو گا کیونکہ آپ خوب جانتے ہیں کہ سلطانین ہند کی اولاد  
 کو ہمیشہ یہی معاملے پیش آتے رہتے ہیں جس آپ بھی لڑائی کا فن یا کسی شہر کا محاصرہ کرنا یا فوج  
 کی صف آرائی کا طریقہ سکھایا تھا؟ مگر میری خوش طالعی تھی کہ میں نے ان معاملات میں کسی  
 لوگوں سے کچھ سیکھ لیا تھا جو آپ سے زیادہ عقلمند تھے۔ آپ اپنے گانوں کو چلے جائے

لکھنے دیتا اور جیتا چھوڑتا بھائیوں کو بھی اسکو ضرور مارنا پڑا وہ مدعیان سلطنت تھے۔ دنیا کا  
 دستور یہی ہے کہ جو شخص سلطنت کا دعویٰ کرے اسکو بادشاہ مارے یا قید کرے یا ایک سے  
 بھائیوں کو بھی یہی کام بھائیوں کے ساتھ کرنے پڑے۔ جو عالمگیر اس سبب بڑا کہتے ہیں کہ  
 اس نے باکو قید کیا اور بھائیوں کا خون گردن پر لیا۔ وہ انصاف نہیں کرتے۔ در  
 سلطنت خوشی نیست کے مقولہ کو نہیں سمجھتے۔ اگر وہ مارے بھائیوں کے ساتھ یہ سلوک  
 نہ کرتا تو تخت سلطنت پر ایک دم کے لئے قدم نہیں کھ سکتا تھا اور اپنی جان بچا  
 بچا سکتا۔ جو اس نے بھائیوں کا حال کیا وہ حال اسکا بھائی کرتا ایسے فسادات تو  
 اس خاندان میں رٹ میں ملنے لگے انکی شکایت کیا۔ اسکی برابر کوئی بادشاہ مدبر نہیں ہوا۔  
 اس نے اپنی حسن تدبیر کا بل ورنہ دھارے کھٹا لون کو سہنہیں اٹھانے دیا انکو تاج رکھا  
 شاہ ایران اس کے ساتھ اتحاد رکھنے کا خواست بھگارا اور برٹے بڑے شاہان اسلام  
 خیر ملکوں کے برابر بننے اور تحفہ تحائف بھیجتے اور دوستانہ خط و کتابت رکھتے تھے۔  
 راجپوت بگڑے۔ مگر پھر اس نے انکو اپنے عہد میں مطیع رکھا۔ بادشاہ دکن میں بہتر  
 زمانہ میں بمبہرے کارنایان کر چکا تھا اسکو فتح دکن کی ایسی نص تھی۔ کہ اپنی سلطنت  
 کے آدھے زمانہ میں اپنے سپہ سالاروں کو بھیج بھیج کر ال دکن سولڑا تارنا اور اوصی مدت  
 سلطنت میں خود دکن میں جا کر سر کر آرا ہوا۔ دکن میں سمانوں کی بیخ سلطنت تھیں۔  
 جن میں تین بہادر احمد نگر۔ ایچ پور۔ دیوار۔ تو پہلے ہی اسکی تخت نشینی سے سلطنت  
 مغلیہ میں داخل ہو چکی تھیں اب اس نے باقی دو بیجا پور اور گول کنڈہ کو بہت محنت مشاق  
 اٹھا کر فتح کیا اور اپنی سلطنت میں لایا اور وسعت سلطنت کو کمال پر پہنچایا۔  
 مشرق میں اسام پر میر جانی نے سر کر آرا کیا۔ جن جنہیں فتح یابی اور ناکامیابی دونوں  
 ہوئیں۔ ساحل الہ آباد پر فرنگیوں کی گھٹا کا ٹکڑا اٹھا اور گھٹا ٹوں پر جمایا  
 تھی کہ اسے عالمگیر کی ہوا یوں ہی اڑا کر بے نشان کر دیگی مگر امید کے برخلاف  
 وہ طوفان بلا خیر اٹھا کہ ہندوستان میں سلطنت اسلامیہ پر اس نے باقی چھپا

اور یہ اسکو معلوم نہیں کہ دوسرے کے ماتھ میں حکومت کا دیدن کیسی بات ہے اور میں نے جو یہ لکھا ہو کہ بادشاہوں کو چاہیے کہ بذات خود کاروبار سلطنت کا بوجھ اپنے اوپر لیٹن نہ بہتر ہے کہ بادشاہ کہلانا چھوڑ دیں تو کیا اس بزرگ کا یہ قول لغو ہے یا اس کی نسبت سے کہہ دیجئے کہ اگر ہم تختہ سیدنی آفرین حاصل کرنا چاہتا ہے تو جو کام اسکے سپرد ہے اسکو اچھوٹو سے کرتا رہو اور خیر دار ایسی صلاح جو بادشاہوں کے سننے کے لائق نہیں ہے پھر کبھی نہ دے اور افسوس ہے کہ تن پروری اور آرام طلبی اور ایسے خیالات بچنا جو دوسرے کی بہبودی کے فکر و تردد میں آدمی کو گھلا ڈالتے ہیں انسان کا طبعی اور حبیبی امر ہے کہ ایسے مفصول صلاح کاروں کی ہلکو حاجت نہیں اور عیش و آرام کی مہلا میں ہماری سبکدوشی دے سکتی ہیں۔ یہ تو برسرِ نیر کے بیان سے نقل کیا گیا ہے اعلیٰ حضرت نے جو فقرات باب پاس اسکی قید کی حالت میں لکھے ہیں ان میں اس نے یہ صاف صاف بیان کیا ہے کہ میں صرف آپ بادسلطنت سے سبکدوش کرنے کے لئے جسکے اٹھانے کی طاقت آپ میں نہیں رہی۔ یہ کام کرتا ہوں میں آپ محبت کرنے پر خلقت کی آسائش اور آرام کو ترجیح دیتا ہوں اور ایسی ہی فرائض سلطنت بیان کئے تھے کہ اوپر لکھے گئے ان وقعون کو ظفر نامہ شاہجہان کے آخر میں نکال کر پڑھو تو تم کو سہال مات کے قید کرنے کا اور بھائیوں کے مارنے کا معلوم ہو جائیگا

### عالمگیر کی سلطنت کا خلا اور اسکا مال

۱۶۵۷ء میں اورنگ زیب تخت پر بیٹھا اسکا باب قید میں تھا اسنے اپنا لقب عالمگیر لکھا جو ایک بے نظیر تلواری کا نام تھا۔ جو شاہجہان نے اپنے قید کی حالت میں اس باب میں لکھا تھا۔ شہنشاہ تک سلطنت کی۔ ہندوستان میں جتنے مسلمان بادشاہ گذرے ان میں سے وہ زیادہ دیندار اور صاحب قدرت اور قوت تھا اسکی سلطنت کو وہ وسعت تھی یہ جو دنیا میں بڑی بڑی سلطنتوں کو ہوئی ہے۔ اسکے عہد میں خاندان تیموریہ کی سلطنت اپنی معراج پر پہنچی اسنے پچاس برس تک ٹٹے کرو فروشان و شوکت سے سلطنت کی اول اسکو مجبوری باب سے سزا دی گئی پڑی اگر وہ یہ نہ کرتا تو دارا شکو بھلا اسکو سلطنت

اور اپنے شہنشاہ کو یاد دلایا۔ بادشاہ نے ۱۶۶۵ء میں اسے اپنے لئے ایک بڑی سپاہ بھیجی اس کے  
اسکے ساتھ کیا وہ دہلی میں آیا کچھ مقید رہا اور پھر بھاگ گیا۔

۱۶۶۶ء شاہجہان اس نیا سے سدھارا۔ دکن میں لڑائی اور والی بیجا پور سے سرکار لائی۔  
۱۶۶۷ء اورنگ زیب ورسووا جی کی مصالحت اور سووا جی کی وسعت مملکت اور گولکندہ اور  
بیجا پور پہلی دفعہ خراج لینا۔

۱۶۶۸ء سووا جی کا خاندان لیل ورد دکن کا لوٹنا اور چوتھ لینے کا ڈول ڈالنا۔

۱۶۶۹ء بادشاہ اور سووا جی کی سرکار لائیاں۔

۱۶۷۰ء غیر مسلمین پر بادشاہ کا جزیہ مقرر کرنا۔

۱۶۷۱ء بادشاہ کی راجپوتوں سے لڑائی۔ شاہزادہ اکبر کی بغاوت جو راجپوتوں کے

جاٹا اور اسکی سپاہ جو بھاگ گئی۔ شاہزادہ مجھوری مرہٹوں سے جاٹا۔

۱۶۸۱ء راجپوتوں کے ساتھ بادشاہ کا لڑائی جاری رکھنا۔

۱۶۸۲-۱۶۸۳ء دکن میں مرہٹوں کی ترقی ۱۶۸۴ء سووا جی نے سائے گڈھ میں تاج سلطنت پر

رکھا۔ بادشاہ اور بیجا پور سے لڑا۔ ۱۶۸۵ء میں سووا جی مرا۔ اسکا بیٹا سنھیا جی جان

۱۶۸۶ء میں اورنگ زیب نے خود دکن پر حملہ کیا اور لشکر عظیم ساتھ لے گیا۔

۱۶۸۷-۱۶۸۸ء اورنگ زیب نے بیجا پور اور گولکندہ فتح کر لیا۔

۱۶۸۹ء میں اورنگ زیب سلطنت میں شامل کر لیا۔

۱۶۹۰ء میں اورنگ زیب سنھیا کو گرفتار کیا اور مار ڈالا۔

۱۶۹۱ء مرہٹوں کے مختلف سرداروں سے لڑائیاں۔

۱۶۹۲ء مرہٹوں سے جنگی کو اورنگ زیب نے لے لیا۔

۱۶۹۳-۱۶۹۴ء مرہٹوں سے لڑائیاں ستارا اور مرہٹوں کے اور قلعوں کا مفتوح ہونا

مرہٹوں کی ظاہری بربادی۔

۱۶۹۵-۱۶۹۶ء مرہٹوں کی فتوح۔

اسکا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ بیجا پور اور گولکنڈہ کے مسلمانوں کی سلطنتوں کی جنگیں  
دکن میں مسلمانوں کی حکومت قائم اور غالب تھی اور ان کے سب سے بڑے امن بان و انتظام رہتا تھا۔  
اور مرہٹوں پر خوب سکا رہتا تھا جبے برباد ہو کر ماکھ و ششہ ہی میں کھل  
ہوئی تھی اس کے تعقیب میں خواہ خواہ عوام پر گزندہ و منتشر ہو گئے پٹھانوں اور سیکھوں  
کی سپاہ نے تو بادشاہ کی ملازمت اختیار کی اور جو افسرین و اپنے آقاؤں سے بیوفان کر رہے  
ہو کر بادشاہ کی خدمت اور ملازمت میں آئے ان کے دل بڑھانے اور درجہ چڑھانے کے لئے  
بادشاہ کو اپنی موروئی کار پرداز موقوف کرنے پر طے باقی سپاہ اور اس کے افسر کیا تو سیکھوں  
سے جا کر مل گئے یا بجا خود قزاقی اور راہ زنی کا پیشہ کرنے لگے اس طرح دکن فسادوں اور فتنوں کا کھڑ  
بن گیا اور دکن کے زمیندار اپنی خود مختاری کے لئے موقع ملنے رہتے اور مرہٹے جو لڑائیوں اور  
قزاقیان کرتے نہیں وہ رشتہ بننے کو تیار رہتے۔ کیونکہ وہ مرہٹوں ہی کو ان افعال کا سرکاری  
سامی اور مددگار اور مافی باب جانتے تھے اب یہ کیفیت تو دور کے زمینداروں کی تھی اور  
جو زمیندار زیر طباعت تھے وہ بھی بادشاہ کی حکومت سے خوش نہ تھے دکن کا فتح کا سہرا  
کیا سر پر چڑھا تھا۔ ایک کٹاروں کا ہار گلے میں پڑا تھا۔ سلطنت کے واقعات عظیم  
۱۶۵۸ء شاہجہان کی مغرولی اور اورنگ زیب کی تخت نشینی۔  
۱۶۵۹ء اورنگ زیب نے اپنی بھائیوں دارا اور شجاع کو شکست دی۔ دارا پکڑ آیا۔ اور  
بادشاہ کے حکم سے مارا گیا۔  
۱۶۶۰ء شجاع سے معرکہ آرائی جاری رہی اور وہ شکست پا کر اراکان میں گیا اور وہاں گیا۔  
۱۶۶۱ء مراد کو قید خانہ میں اورنگ زیب نے قتل کرایا۔  
۱۶۶۲ء میر جملہ کا آسام پر حملہ اور فیضیابی و ناکامی۔ دکن میں فسادوں کا پیدا  
ہونا۔ بیجا پور اور سیوا جی کی لڑائی۔ بعد بہت سی دولت کے انقلابات کے سیوا جی  
نے مرہٹوں کی سلطنت کو قائم کیا اور دکن کے ایک حصہ پر قبضہ کیا۔  
۱۶۶۵-۱۶۶۶ء سیوا جی نے سلطنت مغلیہ سے بغاوت کی۔ ۱۶۶۵ء اس نے اپنی بیٹیوں راجہ بنایا۔



بہشتیہ لہجہ میں کہتے تھے۔ فقہ میں قرآن حدیث سے استخراج مشکل کر لیتا تھا۔ عربی زبان ایسی بولتا تھا کہ اہل عرب پسند کرتے تھے۔ فارسی ترکی میں بھی خوب استعداد تھی۔ اقسام خطوط کلمے میں استاد تھا۔ اکثر شیعہ نوافل کو ادا کرتا۔ وظائف کی تقدیم اور قرآن مجید کی قرأت اور حدیث اور تفسیر و فقہ و سلوک کی کتابوں کا مطالعہ کرتا۔ وقت پر فجر کی نماز پڑھتا۔ جب ایک دو نیزہ آفتاب بلند ہوتا تو وہ مصلے پر سے اٹھتا بعد اس کے غرض میں بیٹھا۔ اور ستم رسید و ن کی غلٹات کو سنا اور نقد و مصلحت یہاں توقف کرتا۔ بعد ازاں

دیوان خاص کو دیوان عام کے پیش آرایش دیتا۔ مقدمات مالی و ملکی بوسطت دیوانوں و خشیوں اور مستصدیوں کے معروض ہوتے اور لوگوں کے مقصد بھٹتے ظہر کی نماز کے بعد محل میں جاتا۔ تناول طعام اور ضیو کہ کرتا۔ بعد اسکے عصر کی نماز پڑھتا اور پھر مظلوموں کی درد کی دوا کرتا۔ مغرب کی نماز سے پہلے قور کے لازمون کا حجر الیتا۔ مغرب کی نماز پڑھتا اور عشا کی نماز تہائی رات گئے پڑھتا اور مغرب عشا کے مابین میں عبادت کرتا اور پھر شبستان میں جا کر آرام کرتا۔ یہ یاد رکھنا کہ بٹا میدھا سا دھاتا تھا اور باب کی وہ اطاحت کرتا تھا کہ غلام آقا کی تالیف کیا کہ یکا کبھی کوئی بات بلند نظری کی منہ سے نہیں نکالتا اور باب کا کہا ساری باتوں میں مانتا۔ اور نگ زیب کا سال بھی نوجوانی میں ایسا ہی تھا کہ وہ بالکل اولوالعزمی سے غالی تھا اسلئے وہ اسکی سادگی کو اپنی سادگی سمجھتا۔ اسکے بعد حال ساریچ میں پڑھو۔

سیو میں محمد اعظم دلس بانوبگیم پیدا ہوا جو شاہ نواز خان صفوی کی بیٹی تھی سب بیٹوں میں پادشاہ اس بیٹے کو بہت پیار کرتا تھا۔ اکثر پادشاہ اسکو محاسب بے بدل بدل نزدیک کہتا۔ بابائے تین جینے میں یوم بعد حرکت آرا کی میں بارگیا۔ پھر مین محمد اکبر دلس بانوبگیم کے لطن سے پیدا ہوا ۱۱۶ھ میں مرگیا۔

۱۶۰۶ء - پادشاہ کا احمد نگر میں آنا۔

۱۶۰۷ء - اورنگ زیب کا مرناسہ

## عالمگیر کی اولاد

عالمگیر کے اور اوصاف میں سے یہ بھی ایک صف تھا کہ اس نے اپنے بیٹوں کو طاعت و صلاح پر سیرگاری و قواعد اطوار سروری و سرداری اور بہت طرح کے ہر سکھائے تھے۔ حافظ کلام اللہ علم ادب بقدر استعداد آگاہ۔ اقسام خطوط لکھنے سے ماہر زبان ترکی و فارسی خوب جاننے والے تھے۔ اور بیٹیاں بھی عتد صدقہ اور احکام ضروریہ دینیہ سے واقف اور تلاوت و کتابت قرآن میں مشاق تھیں۔

پادشاہ کے پانچ بیٹے اور پانچ بیٹیاں تھیں اگرچہ ان شاہزادوں کا حال تاریخ میں بیان کیا گیا ہے مگر بیان و نون شاہزادوں و بیٹیوں کی لیاقت علمی کا بیان کیا جاتا ہے۔

نام سند ولادت تاریخ وفات نام سند ولادت تاریخ وفات

۱۶۰۷	۱۶۰۸	زبدۃ النساء	۱۶۰۸	۱۶۰۹	زرب النساء
۱۶۰۸	۱۶۰۹	اعظم شاہ	۱۶۰۹	۱۶۱۰	محمد سلطان
۱۶۰۹	۱۶۱۰	اکبر شاہ	۱۶۱۰	۱۶۱۱	اعظم عالم شاہ
۱۶۱۰	۱۶۱۱	مہر النساء	۱۶۱۱	۱۶۱۲	زینت النساء
۱۶۱۱	۱۶۱۲	کام بخش	۱۶۱۲	۱۶۱۳	بدر النساء

بیٹوں کا حال یہ ہے کہ سب سے بڑا بیٹا محمد سلطان تھا۔ نواب بابائی اسکی مان تھی۔

کلام مجید کا حافظ تھا۔ عربی۔ فارسی۔ ترکی۔ کے لکھنے پڑھنے میں بہرہ کافی رکھتا تھا محاربات میں شجاعت و دلیری دکھائی ۲۱ جلسوں میں وفات پائی۔

دوم پسر محمد شاہ عالم بہادر بھی نواب بابائی کے بطن سے پیدا ہوا۔ حافظ قرآن علم قرأت و تجوید سے آگاہ۔ اس طرح تربیت و ترمیم قرآن پڑھتا تھا کہ اس کے سنے سے سامع کا دل نہ بھرتا تھا۔ بام مشابک نہ مایہ و تر تحصیل علمی میں صرف کیا۔ علم حدیث میں اویسکو

تہاگانہ نسخہ سندہ (۲) تاریخ کشمیر (۳) تاریخ گجرات۔  
 (۴) تاریخ مالوہ (۵) تاریخ خاندیس (۶) تاریخ  
 سلاطین بنگال (۷) تاریخ سلاطین جوہنپور  
 حصہ دوم میں (۱) تاریخ سلاطین ہمنیہ دکن (۲) تاریخ  
 سلاطین عادل شاہیہ بیجاپور (۳) تاریخ سلاطین نظام شاہیہ  
 آندھ (۵) تاریخ سلاطین عمادیہ ملک برار (۶) تاریخ  
 سلاطین برید شاہیہ ملک بیدڑ، ہمنیہ تاریخ دکن۔

۴۹	ع	۴۹	برکنیہ دکن کی تاریخ (۷) تاریخ دکن کا ردیو
۱۰۵۶	ع	۱۰۵۶	جلد پنجم۔ اقبال مراد کبریٰ حسین شہنشاہ اکبر کا حال تمام نکال لکھا
۳۱۵	ع	۳۱۵	جلد ششم۔ اکرنامہ جہانگیر جی حسین شہنشاہ جہانگیر کا حال لکھا ہے
۵۶۸	ع	۵۶۸	جلد ہفتم۔ ظفر نامہ شاہجہان حسین شہنشاہ شاہجہان کا حال انوار ال آخر ۵۶۸
۵۲۰	ع	۵۲۰	جلد ہشتم۔ ابادشاہ نامہ عالمگیر شہنشاہ عالمگیر کا حال وک آخر تک ۵۲۰
۴۰۰	ع	۴۰۰	جلد نهم۔ زوال سلطنت تیمورید عالمگیر کے عہد آخر بخلاف بادشاہ نامہ
۵۱۰	ع	۵۱۰	دوا حکم مضامین مختلفہ
۶۴۰	ع	۶۴۰	جلد اول۔ سلطنت عہد انگلشیہ کی تاریخ جس کے ایک ہزار نو سو اٹھاون صفحہ ہیں
۵۵۰	ع	۵۵۰	جلد دوم کے ایک جلد میں
۲۸۲	ع	۲۸۲	جلد چہارم

کل تاریخ کی قیمت تیس روپیہ چار آنہ ہوئی اور محصول کل عہد  
 ہر حصہ سب سے خود تاریخ ہو وہ پہلے حصہ میں مرقوف نہیں ہے اگر علیحدہ علیحدہ حصے کوئی خریدے گا تو تفصیل  
 بالا اون کے ہاتھ پہنچ جائیگے لیکن اگر کوئی شخص تاریخ کی کل جلدیں ہندوستان و مسلمانوں و انگریزوں کے عہد  
 کی مول لیا تو جو دہ روپیہ میں محصول اٹل ہے اس کی قیمت ہوگی اور اگر صرف انگریزوں کی حکومت کی  
 جلدوں جلدیں خریدے گا تو اس کی قیمت تین روپیہ میں محصول اٹل ہے اور اگر مسلمانوں کے عہد حکومت کی کل جلدیں

عالمگیر میں دو خوبیاں بتاتا تھا۔ ایک نازِ جماعت پڑھتا ہو۔ کوئی جموڑ کی نہیں بنا اور خلیفہ امان  
 دین کے کچھ باکی نہیں کھتا۔ دوم مشہدِ معلیٰ میں امام موسیٰ رضا کے مرقد کی زیارت کی۔  
 بیجنین کا مہم بخش باپ اود دیو پور سے پیدا ہوا اور حافظ قرآن تھا کتب متداولہ میں اور  
 بھائیوں کے زیادہ ماہر تھا۔ زبانِ ترکی میں درویش نام خط کے لکھنے میں بہارت تھی شجاعت و  
 سخاوت جہلی نہیں تھی۔ باپ کے دو سال بعد مر گیا۔

اب بیٹوں کا حال یہ ہے کہ زبیلہ النساء بیگم بطین بیگم سے پیدا ہوئی۔ حافظ کلام  
 تھی جسکی عرصہ میں باپ کے تیس ہزار اشرفیاء دی تھیں وہ علوم عربی و فارسی سے بہرہ  
 تمام رکھتی تھی۔ اقسامِ خطوط نستعلیق و شکستہ میں خوش نویس تھی۔ وہ علم کی قدر شناس  
 تھی۔ کتابیں جمع کیں تصنیف و تالیف میں مصروف رہتی۔ ارباب فضل و کمال کی ترقی حال  
 میں جوہر کرتی سرکار شاہی کے کتب خانہ میں جتنی کتابیں اس کے پیڑھی تھیں انہی کسی اور نے نہیں  
 پڑھیں۔ بہت علماء و فضلاء و صلحاء و شعراء و مشایخ بلاغت و ثناء و خوش نویسانِ مکتب  
 اس کے انعام سے بہرہ ور ہوتے ملا علی الدین اردبیلی کشمیر میں رہتا تھا اس حکم سے تفسیر کبیر کا  
 ترجمہ کیا اسکا نام زبیلہ التفسیر ہے اور اس کے نام پر اور کتابیں اور رسالے بھی تصنیف  
 ہوئے ہیں اسلئے جلوس میں انتقال ہوا۔ دوم زبیلہ النساء بھی بیگم کے بطن سے پیدا ہوئی  
 عقائدِ حقہ احکام ضروریہ دینیہ سے آگاہ تھی۔ بہت سخی تھی۔ سو میں بدر النساء بیگم۔  
 نواب باپ کے پیٹ سے پیدا ہوئی۔ حافظ قرآن مجید تھی۔ علمِ دینی سے واقف  
 تھی۔ سالِ جلوس میں وفات پائی۔ چہارمین زبدۃ النساء بیگم۔ بیگم کے بطن سے پیدا  
 ہوئی۔ سپہر شکوہ پیرا شکوہ سے نکاح ہوا جس مہینہ میں باپ اس مہینہ میں مر گئی۔  
 بیجنین جہر النساء بیگم بطین اور بگ آبادی محل سے پیدا ہوئی۔ ایزد بخش پسر مراد بخش سے باہمی  
 گئی سالِ وفات پائی فقط



خرید لگا تو اسکی قیمت گیارہ روپیہ جس میں محصول اخل ہے۔ ہر جہد کا حال جدا جدا آغل  
میں لکھا گیا ہو جس اشہار کے ساتھ منسلک ہیں اور مسلمانوں کی تاریخ جواب بھی چھپی ہو اسکا حال  
ہندوستان کی مسلمانوں کی تاریخ

ہندوستان کی سلطنت اسلامی تاریخ میں پہلے لکھ کر منقطع کرائی تھی مگر اب جو تاریخ میں نے  
لکھی ہے وہ میری پہلی تاریخ سے غیر ہے۔ اس فہم میں نے تاریخ تالیف کرنے کے  
بڑی سعی و کوشش کی ہے۔ ہندوستان کے بڑے بڑے کتب خانوں سے سو سو تاریخیں جمع کیں  
تو تاریخ کا جمع کرنا ہی بڑا مشکل تھا پہلے ان میں مضامین کا اخذ کرنا اور زیادہ دشوار تھا میں نے اس مطالبہ  
کے اخذ کرنے میں کوتاہی نہیں کی اسکا حال کہ میں کس طرح مضامین کو انتخاب کیا۔ اول جلد  
تہذیب میں لکھا ہے عربی زبان میں کوئی تاریخ جو مخصوص ہندوستان ہو پھر نظر سے نہیں گذرے  
مگر فارسی زبان میں سوزاؤد تواریخ میرے مطالعہ میں آئیں مگر ان میں تیس کے قریب ایسی تاریخیں ہیں  
جنکے پڑھنے کے بعد باقی تاریخوں کے مطالعہ کوئی نیا علم تاریخ میں نہیں بڑھتا۔ انکا پڑھنا تحصیل حاصل  
میں نے ہر خاندان اور ہر بادشاہ کی تاریخ جو مخصوص ہو سکے ساتھ ہی اسکے کل مضامین تاریخی کو بیان  
لکھا ہے اس تاریخ کی زبان اردو ہو چکا پڑھنا اور سمجھنا فارسی زبان کی نسبت آسان ہے۔ اس میں  
انگریزی تاریخوں کے خیالات اور ہندوؤں کی تصنیفات جو انگریزی زبان میں ہندوؤں مسلمانوں  
ابا ہی معاملات کا بیان تاریخوں میں لکھا جاتا ہے وہ تحریر ہوا ہے کہ فارسی کتابوں میں نہیں ہوتا  
سوا اسکے بعض فارسی کی نایاب تاریخوں سے حالا کچھ گئے ہیں غرض اگر کوئی بہت روچہ  
خرچ کر کے ساری فارسی کی تاریخوں کو جمع کر کے مطالعہ کرے تو اسکو بھی اس تاریخ سے بہت سی نئی  
باتیں معلوم ہوں گی +

محمد ذکاواللہ ۲۵ جنوری ۱۸۹۰ء

خریدار اپنی درخواست منشی محمد عطاء اللہ مالک مطبع شمس المطلب پاس دہلی جلیون کے کوٹہ

نشان سے پہچانیں فقط

مطبع شمس المطلب دہلی